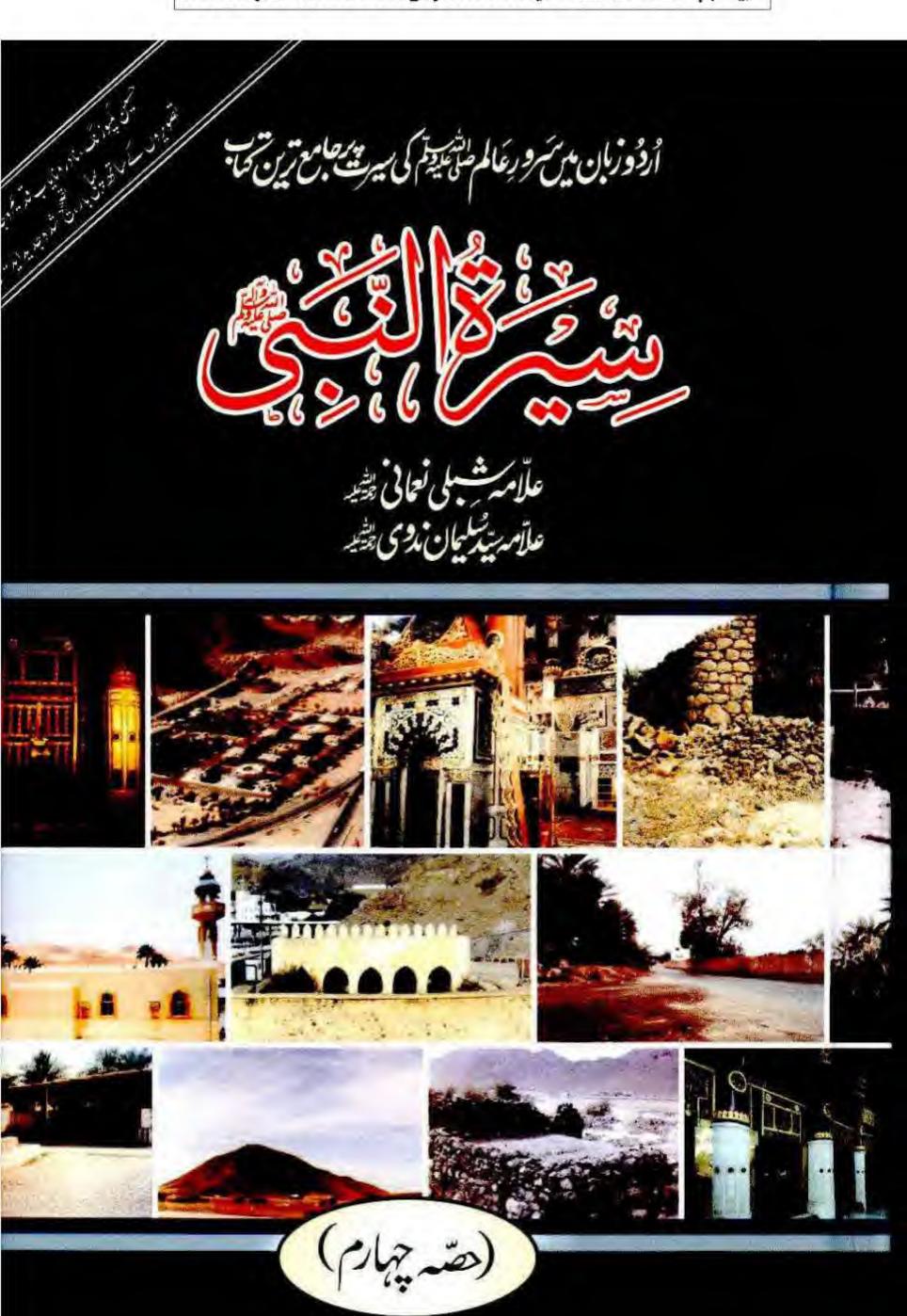
www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آن جی وزے کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com



www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آن تی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

الشي شده مديدا يديش) أردوزبان مين شرور عالم الشيون كي بيرت جامع ترين تا من من من من المنظم ا



علّاميث بلى نعانى يشيه علّام يشيبان دوى يشيه علّام يشيبان دوى يشيه

جلدسوم

الحارة البين الميك

جمله حقوق نجق ناشر محفوظ ©

كيوزنك \_ ۋيزائننگ \_ تصاوي اورنقتۇل كے جملہ حقوق كبت ناشر محفوظ ہيں۔ گوئی حصہ یاتقبور بلااجازت استعال تبیں کی جاسکتی۔

سيرة النبي

( هيچ شده جديدا پُريشن )

اشاعت الآل جماوي الثاني سوم اهتمبر معدي.

باجتمام الشف برادران ملميم الرتمن

١٦٠- ويناناته مينشن مال روز والاجور فون ٣٢٣١٣ يقيس ٨٥٨ ١٣٣٣ يـ ١٩٣٠ ٩٣٠ ١٩٣٠ ۱۹۰- اناركلي، لا بور- ياكتان...... قون ۲۵۳۹۹۱-۲۵۳۲۵۵ موطن روز، چوک اردو بازار، کراچی- پاکتان ..... فون ۲۲۲۴۹۱

<u>ملئے کے پ</u>تے اوارۃ المعارف، جامعہ دار العلوم، کورنگی، کراپتی نمبر م مكتبه دار العلوم، جامعه دار العلوم، كورنكي، كراجي تمبريما ادارة القرآن والعلوم الاسلامية چۇكسبيله كمراتى وار الاشاعت، اره و بإزارة كرايي نبيرا بيت القرآن، اردو بإذار، كراتي نمبرا بيت العلوم ، نايحه روق الاجور

# فهرست مضامین میرت النبی ﷺ (حصہ چہارم)

مضموك	صغفير	مضمون	صغيبر
قدمه منصب تبوت	ri	وببى استعداد	rz
ّ پھے کے پغیران کارنامے	rı .	فيبىعلم	79
ي اور مصلح اور ڪيم	rr	علم انسانی کے ماخذ	79
وت کی حقیقت اور خصوصیات	rr	ذرائع علم كے حصول كے زمانے اوران كے مراتب	۵۱
وت درسالت کے ثبوت کا جمالی طریقه	rr	غير ماوي علم	٥٢
منصیلی ثبوت کے تین طریقے	rr	علم غيب	24
ببلاطريق	rm	غيب كى حقيقت	۵۷
وسراطريقه	ro	وحی اور ملکه منبوت	4.
يسراطريقه	ro	كتاب اورسنت	41
ي کي ضرورت	12	وحي مثلوا وروحي غيرمثلو	11
ي کی عصمت	12	احادیث قرآن کابیان میں	70
ي کې محبوبيت	rA .	البهام واجتهاد وحكمت	40
تصلحين	rA.	اجتهاد نبوت	10
تصلحين كي اقسام	M	علوم نیوی کی اقسام	44
ی کی دوبعثتیں	79	عصمت اور بے گنا ہی	4.
مثت کے لئے کسی قوم کا انتخاب	r.	بعض شبهات كاازاله	4
شت کا زمانه	r.	ا كمت	۷۸
ں کی مینین کا میا بی	rı	نی کی بشریت	Al
يك شباوراس كاجواب	FA	اجتها دنبوي مين خطا	14
ں اور غیرنبی کے امتیازات	M	اس خطا کے معنی	۸۸
وت کے لوازم اور خصوصیات	64	پانچ اجتهادی علوم پر عبیدالهی	49

سيرت النبي فهرست حصه چهارم

17			0, -/.
صخيبر	مضمون	صفحتمر	مضمون
irr	خاتر.	A9	يبلا واقعه
ira	شبظلمت	9+	د وسراواقعه
iro	پغیبراسلام کی بعثت کے وقت و نیا کی ندہبی اور	9r	تيسراواقعه
	اخلاقی حالت	95	چوتھا واقعہ
124	مجوس فارس	90"	يانجوال واقعه
1179	عيسا كي روم	44	ایک غلط استدلال
ira	مندوستان	92	عقل بشرى
102	39%	99	ملكه نبوت ياعقل نبوت كاشر عي ثبوت
100	ظہوراسلام کے وقت عرب کی	1++	حكمت
	يزهبي واخلاقي حالت	1-9	كتاب وحكمت كي تعليم
100	غدا كاعتقاد	11-	علم
101	ملائكه كي الوہيت	IIr	علم وتحكم
102	جنات كى الوہيت	110	شرية صدر
IOA	بت پری	IIA	تبيين كتاب
140	جن وشياطن اور بعوت پريت	119	ارأت
יורו	کبانت	Iri	رسول کا وجود مستقل ہدایت ہے
142	اوبام پری	irr	وکي -
142	جنگ جو ئي	irr	<i>ټور</i>
AFI	شراب خوری	irr	آيات وملكوت كى روايت
144	قاربازی	irr	ساع غيب
IZA	سودخوري	ire	تبليغ ووعوت
149	لوث مار	ira	ایکشهکاازاله
14.	چوري	IF9	انبيا وكاتعليم كالتبيازي نتيجه
IAT	سفاکی و بےرحمی ووحشت	11-	نبوت کی غرض وغایت
IAP	ز نااور فواحش	irr	تائيد ولفرت

فبرست حصه چبارم

(4)

سيرت النبئ

صغيبر	مضمون	مغير	مضمون
r.r	قبائل کی خاند جنگیاں	IAP	بےشری و بے حیاتی
r-4	سیای مشکلات	IAM	عورتو ل يرظلم
r-A	ذر بع <sub>د</sub> مُعاش	IAY	وحشت وجہالت
11-	رفع مثک	IAZ	عربول كي خصوصيات اورخير الامم بننے كى الميت
rir	تبلیغ نبوی اوراس کےاصول اور	IAZ	صحتونب
	اس کی کامیابی کے اسباب	IAA	سى يىلى ندېب يىل داخل نديتے
rir	فريضه تبلغ	IAS	محكوم نديتنے
rir	تبليغ كيابميت	149	كتابي فاسدتعليم سے نا آشنا تھے
rir	اس کی وسعت	149	وہ زمین کے وسط میں آباد تھے
rio	تبليغ ك_أصول	149	بعض اخلاقی خوبیاں
PIT	قول لين	19-	شجاع وبها در تقع
riz	اعراض اورقول بليغ	19-	ير جوش تق
FIZ	تيروتش	19.	الق كونتي
riz	を元	19+	عقل و دانش والے تھے
PIA	تاليف قلب	19+	ذ ان اور حافظہ کے تیز تھے
PIA	دعوت عقل	191	فياض يتص
rr.	ند بهب میں زیر دسی نہیں	191	مباوات پيند تھے
rrr	ميدانِ جُلُ مِن تبليغ	191	عملی تقے
rra	مسلح تبليغي جماعتين	Igr	ان اوصاف کی مصلحت
rry	تبليغ ودعوت كي تنظيم	197	صبح سعادت
774	مبلغوں کی تعلیم وزبیت	195	ايك قوم كاانتخاب
rr2	دعوت بالقرآن	190	اصلاح وبدايت كي مشكلات
rr2	اشاعت اسلام کی قدرتی ترتیب	190	جهالت
FFA	قبول اسلام کے لئے کیا چیز در کا رتھی؟	19.4	آ بائی دین وراه ورسم کی پابندی
rr.	اشاعت اسلام کے اسباب و ذرائع	P+1	تو بم پری

مضموك	سغيبر	مضمون	صغينه
ا یک ضروری نکته	rro	توحیداوراس کےایجانی اصول وارکان	122
موانع كاازاله	rro	الله تعالیٰ کی مستی پر دلیل	144
اسلام يامحدرسول على كالبغيران كام	rei	توحيد پرعقلي اليلين	MAM
تغليمات نبوي كي ہمه كيري	rrr	توحيد کی محیل	FAY
اسلام کے جارھے	rrr	خدا کی حقیقی عظمت	MAY
عقائد	rro	انسان كامرتبه	EAA
عقائد کی حقیقت اورا ہمیت	rra	خدا كاجامع اور مانع تخيل	191
الله تعالى پرايمان	rai	اساءوصفات	191
اصلاح عقائد	tol	صفات جمالي	r•r
تعدد ضدا كاابطال	ror	صفات جلاكي	r+1°
بزرگول کی مشر کانہ تعظیم ہےرو کنا	ror	تكت ا	
درمياني واسطول كامشركانها عتقاد	roo	صفات کمالی	r.a
خوارق خدا کے عکم سے ہوتے ہیں	ron	صفات وحدانيت	r.0
حرام وطلال كرنا خداكاكام ب	roz	صفات وجودي	r.0
غيرخدا كى مشركانة تغظيم	ron	علم	r.4
صفات البي كي تؤحيد	109	قدرت	r.4
مخفى قو تو ں كا ابطال	***	تكت	r.2
او ہام وخرافات کا ابطال	rar	تزيه	P+A
کفارہ اور شفاعت کے معنی کی تر دید	rar	ان تعلیمات کااثر اخلاق انسانی پر	r.A
اجرام اوی کی قدرت کا انکار	PY4	خدا کا ڈراور پیار	rir
غيرخدا كاقتم سے روكنا	14.	مجت كے ساتھ خوف وخشیت كی تعلیم	rir
خدا کی مشیت میں کوئی شریک نہیں	121	محبت کے جسمانی اصطلاحات کی ممانعت	12
مشتبهات شرك كي ممانعت	121	تعلیمات اسلامی میں محبت البی کے مظاہر	<b>1</b> 19
قبر پرئتی اور یادگار پرئتی ہےرو کنا	rer	فرشتوں پرایمان	rrı
ریااورعدم اخلاص بھی معنوی شرک ہے	rzr	ملائكه كے معنی	rri

 1
 1

صغينر	مضمون	صختبر	مضموك
ror	انبیاء کی باہمی ترجع کا مئلہ	rri	ملائكه كأتخيل مذاجب قديمه مين
ror	كتب البي برايمان		ملائكه كانخيل فليفديين
	کتاب النی پرایمان لانے کامقصد		يوناني مصرى فلسفه ميس
	اسعقیده کا تحکمیلی پہلو		قديم يوناني فلسفه ميس
t	تمام كتب اللى برايمان لا ناضرورى ب	t	صائبیو ں میں ملائکہ کاشخیل
	انبیاء قدیم کے غیر معلوم الاسم صحائف		اسلام میں فرشتوں کی حقیقت
	جارمعلوم الاسم آساني صحائف		اس عقیده کی عقلی حیثیت
	اس عقیده کاا ژسیاسیات عالم پر		آيات واحاديث مين ملائكه كاذكر
200	اقوام عالم كى قانونى تقتيم اوران كے حقوق		ملائكه كے فرائض
ray	مسلمان		فليفه وغداهب كى ملائكه كے متعلق بے اعتدالی
roy	الل كتاب	rrr	فرشتول پرایمان لانے کا مقصد
roy	شبابل كتاب	rrr	رسولول پرايمان
roy	كفاراورمشر كيين		ایک عام غلط فنمی کااز اله
roz	وحدة الا ديان		نبوت کسی ملک یا قوم سے مخصوص نہیں
	تمام یچ خدا مب ایک بین		تمام دنیا میں پیغیرآئے مام دنیا میں پیغیرآئے
	دین اورشرعة ، منسک منهاج کافرق		تمام پنیبروں کی صدافت کااعتراف
	صحفے وقافو قا کیوں نازل ہوئے؟		پغیبروں میں تفریق کی ممانعت
	وحدت دین پرقرآن کی شهادت	t	پنیمبرول کی غیرمحدود تعداد
	وحدت وين كي دعوت عامه		مختلف فيه پنجبرول كى رسالت كااقرار
t	دين قيم،اسلام اورند بهب قديمه كااتحاد		پغیبری کی واضح حقیقت کا اظهار
	دين بميشدا يك ربا		ويغبرول كامنصب اورفرائض
	شرعه اورمنهاج میں تبدیلی ہوئی ،اس کی مثالیں		ويغمبرول كى عصمت
	تبديل قبله		فرآن میں پیغمبروں کا جامع تذکرہ
	خانه کعبہ کے حج کی تعیین		وانبیاء جن کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے
-	يبود يون اورعيسائيون كوائي كتابون يمل كرنے كى بدايت	ror	يسے انبياء كى شناخت كااصول

مؤنبر	مضموان	مؤنبر	مضمون
F19	قرآن كے سواكس محيفہ نے دين البي كي يحيل كا		ملمانوں کوشر بعت اسلام پٹل کرنے کا حکم
	دعوی خبیں کیا		صحیفہ محمدی نے اگلی کتابوں کی تقسد بین کی
	حضرت موى الطفيعين كى بشارت ايك آنے والے		امل كتاب في كتابون كوچمور كر
	نی کے لئے		اہل اہوا کی چیروی کی
t	موعودالام الله كل آمداوراس كادعوى		حدود میں شریعتوں کا اختلاف غیرا ہم ہے
	وحی اللی کی جانب ہے محیل دین کا اعلان		یہودونصاری فروی اختلاف پرایک دوسرے کو
	محیل دین کے اثرات مظاہر		برسر باطل كہتے تھے
r2.	قرآن كالميمن ہونا		وهمسلمانوں کو یہودیت ونصرانیت کی دعوت
	قرآن كاتمام اكلى كمآبول كي صداقتوں اور	- t	رية في الم
	تغليموں پرمشمل ہونا		اسلام کی وعوت اصل دین ابرا میمی کی جانب
	قرآن محفوظ ہاورر ہے گا		اسلام كانتمام الل مذاب كويكسال خطاب
	اگلی کتابیں تحریفات وتصرفات ہے بری نہیں		قبول عمل كے لئے ايمان شرط ب
	قديم مذابب دائل ند تصاس كئے دائل حفاظت		ایمان وعمل کے لئے نبی کی تصدیق ضروری ہے
t	كادعده ندقفا		اسلام کامل تمام رسولوں کی تقدیق ہے
	قرآن کی بقااور حفاظت کی ذمه داری الله تعالی پر		يېودونصاري انبياء کې تکذيب کرتے رہاس
	قرآن کےلفظ وعبارت ومعنی کی حفاظت		لئے اصل اسلام ے بث کئے
	كے لئے وعد وَ الٰجي		يېودونصاري كاد د حسن عمل "
	قرآن كاغالب ببونا		اسلام كالصل الاصول ، توحيد كامل اوررسالت عموى
721	ختم نبوت		اسلام كابدايت تامد مونا
741	وحدت اديان اوردين اسلام		توحید کامل کے بغیر نجات کلی کا کوئی مستحق نہیں
	تمام خدا بب سابقه کا اصل دین		نبوت محمدي كاوعوى
727	محیفہ محمدی نے اہل کتاب کو وصدت دین کی دعوت دی		دعوت محمدی میں ہدایت کی بشارت
727	وحدت دين كي حقيقت صحيفه محمدي ميس		الل مذا بب ادرتمام انسانوں کو دعوت محمدی
720	پچھلے دن اور پچھلی زندگی پرائیان		کیوں پیش کی گئی
rzr	بداسلام كے سلسلدا يمانيات كى آخرى كرى كرى	F19	يحيل دين

1	64	1
0	- 11	
		ú

صغيته	مضمون	صخير	مضمون
	بجولے ہوئے احساسات ومعلّومات کا خواب		آخرت کےلفظی معنی اورمقہوم
	میں مقشکل ہو کرنظر آنا		آخرت ہے مرادعالم بعدالموت ہے
	الجھے اور برے اعمال کے نفوش ذہن انسانی کے		قرآن میں ایمان باللہ کے بعدسب سے زیادہ
	گوشول بیل	t	زورائمان آخرت پر ب
	تمثيلی خواب اوراس کی مثالیں		آئندہ زندگی کے دودور یعنی برزخ وبعث
t	جسم انسانی میں مختلف مادوں کی کمی بیشی سےخواب		تؤراة وانجيل مين برزخ وبعثت كالفصيل نبين
	میں ان کے متنا سب مجسم شکلیں اور اس کی مثالیں		اسلام میں تین دور ہائے حیات دنیا، برزخ اور
	اعمال انسانی کاخواب میں اپنے متناسب قالب		قیامت،ان متیوں دوروں میں فرق
	میں مجسم ہونااوران کی مثالیں	744	(۱) يرزخ
	اعمال كي تمثيلات قرآن مجيد مي		قرآن مجيد ميں لفظ برزخ اوراس كے معنی
	اعمال کی تمثیلات احادیث میں		قبره برزخ كاعرف عام ب
MAT	سناموں کی تمثیلی سزائیں	722	موت وحیات کی منزلیں
	آنخضرت الله كايك رويائ صادقه مي	PZA	قرآن میں دوموتوں اور دوحیاتوں کا ذکر
	مختلف مناہوں کی مختلف تمثیلی سزاؤں کے مناظر	100	دونوں موتوں اور حیاتوں کی تشریح
	ان تمثيلات كي تعبير وتشريح	**	عالم برزخ کی کیفیت
	علم النفس سے انسان کی لاعلمی	FLA	نینداورموت کی مشابهت
	تصوري يقين اورخارجي وجود كابالهمي تعلق		نيندا ورموت كافرق
t	قرآن میں یقین کی دوشتیں	t	قرآن میں موت کی تشبیہ نیندے
	علم اليقين اورعين اليقين		برزخ کا زندگی کاتعبیر نیندے
	علم الیقین کے حصول کا ذریعہ ایمان ہے		قرآن میں دوسری زندگی کے لئے بعث کالفظ
	علم اليقين كے ذريعيدوزخ كامشاہدہ و نياميں	ra.	خواب میں لذت والم
	موت کے بعد حجاب مادیت کا اٹھنا اور اعمال کے		خواب کی خیالی دنیا کاجهم پراثر انداز ہوتا
	ممثلی متائج کوکسی حد تک د یکھنا	•	عالم خواب كى لذت والم كاخا تمه عالم خواب ميں
	قيام روز جزا پرتمام راز بائے سربسة كافاش بوجانا		عالم خواب کے لذائذ وآلام کے فلسفیانہ
MAZ	احوال برزخ كاعين اليقين	1	سباب وعلل

صغينبر	مضمون	صخير	مضمون
<b>F97</b>	مٹی کی قبروں میں عذاب کے مشاہدات	MAZ	موت کے بعد عالم برزخ کی ابتداء
797	سوال وجواب	n	عالم برزخ میں جز ااور سزا کے پس پردہ مشاہدہ کی
	تبرين فرشتون كاتو حيدورسالت كمتعلق سوال		شهاد تیں قرآن مجید میں
t	قبر كے سوال وجواب كاذ كرقر آن مجيد ميں	FAA	موت کے بعد خدا کی طرف روح کی بازگشت
	سوال وجواب كااصل مفهوم	FA9	موت کے بعد قر آن مجید میں خدا کی طرف
	برزخ میں ارواح کامسکن		باز گشت كى اصطلاح اورأس كامغبوم
r	(۲) آخرت کی دوسری اور حقیقی منزل	r9+	اس وقت کا سال
P***	قیامت اور جزائے اعمال	**	موت کے ال کا خاکر آن مجید میں
	کیا مجمی و نیائے حیات پر بھی موت طاری ہوگ		جسم سےروح کی علیحد گی کے بعد سزا کا دور
	نظام کا نتات کی بریادی کی پیشین کوئی	**	سزا قانون عمل کےمطابق انسانی اعمال کا متیجہ ہے
t	الل سائنس كي طرف سے	w	نيكوكارون كوبشارتين
	قيامت كاعقيد ومختلف آساني كتابون مين	791	برزخ كاعذاب وراحت
	قيامت		برزخ میں عذاب وثواب کے مناظر
r+1	قیامت کے نام قرآن میں		برزخ اوراس کے عذاب والواب کا
	قیامت کے اوصاف		تذكره قرآن مجيد ميں
	قیامت میں فساد نظام ہوگا اس کی شہاد تیں		قبرك اصطلاح
t	قرآن مجيدے		احادیث میں برزخ کا اصطلاحی نام قبر ہے
	بعد قیامت ایک نے آسان اورنی زمین کی تغییر		قبر كامفهوم
	پچیلی دنیا کے نتائج پراس کی بنا	t	قبرارواح ونفوس كى دنيا ب
r-0	تيامت كى هقيقت		قبری روحیں جسم خاک کے بجائے جسم مثالی میں
m+	صور قیا مت		متفكل موتى بين
r.A	عربون كااتكار قيامت عداى لئة اسلام مين		جهم خاکی کی طرح جهم مثالی میں بھی لذے والم کا
	توحید کے بعدسب سے زیادہ زور قیامت کے		احماس ہوتا ہے
	عقيده پرديا گيا		بعض سعیدروحیں جسم خاکی کی شکل کی قیدے
r. 9	عقید و قیامت اصول دین کیوں ہے؟		آ زاوکروی جاتی میں

فيرست هد چهارم

IF

سيرت النبي

			77
مغمون	مغيبر	مضمون	صختب
قيامت پرقرآني دلائل	<b>M</b> +	اصول فطرت صرف ماديات تك محدود نبيس	rrr
حشرجساني	Mo	اعمال کے لوازم ونتائج ،اصول جزا	rra
روحانی زندگی کا تصورتی جسمانی زندگی سے زیادہ		عقاب وثواب رومل ہے	rra
وشوارب		حصول راحت كااصول	rry
حشر جسمانی موگا		نامة عمل	rta.
جموجيد	t	كوئى چيز پيدا مونے كے بعد فناخيس موتى	
كياكوئى نياجسانى پكر ہوگا		اعمال کے ریکارڈ ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں	t
ا جسمانی پیرجم خاک کے خصوصیات ولوازم سے الگ ہوگا		قرآن مجید شراس اصول کی تشریخ اوراس پرشهادتی	
"خلق جديد"	MIA	اعضاء کی شہادت	rr.
مددارى دوح پر ب	MZ	אַ אַרוט	rri
نیاوی جم بدلتے رہے پر بھی وی جم رہتا ہے	MA	حاب	orr
خروی جسم کیسا ہوگا؟	719	جنت و دوزن خ	rrr
צוונותיו	rr.	جنت انسان کی ورافت ہے	rrr
بر ااورسز او یکرندا هب ش	mr.	حضرت آدم الطيفة كاز من يرآ ناان كى بيدائش	**
مالم آخر كافهم وادراك	rrr	ے ملے مقدر ہو چکا تھا	
مالم آخركو مادى دنياكى زبان محاورات	w	آ وم اور بنوآ وم کی اصلی جگہ جنت ہے	orr
ين مجايا كياب		جنت کے دودرخت، ٹیک و بدکی پیچان کا،	
س طرزافهام نے فلسفی وعامی دونوں تشفی پاتے ہیں		اورزندگی جاوید کا	
خروى وقائع كے مجمانے كيلية مادى الفاظ كا استعال		آوم کونیک وبدکی شناخت کے درخت سے روکا گیا	t
دى د نيا كے قوانين فطرت		شیطان نے حیات جاودال کا درخت کہدکر	
جود کے موجود ہ قوا نین فطرت اوران کے	**	نیک وبدگی شناخت کے درخت کو ہتا دیا	
عسوصيات ولوازم		حیات جاودال مقصود کیا ہے؟	rrr
لمت ومعلول ای مادی عالم کے ہیں	**	نیک وید کی تمیزی شرقی تکلیف کا باعث ہے	
ر دری نبیس که موجوده و آنین فطرت و بال کار فر ما بول	rrr	آ وم کو نیک و بد کی تمیز کا فطری البهام	-

فهرست حصه چبارم

11

			2.00
صخفه	مضمون	صغيتمر	مضمون
ror	دوزخ ہے بالآ خرنجات ہوگی	rro	انسان كالكيف شرعي كي امانت كوقبول كرنااور
	كويادوزخ بهى ايك نعت ب		حيات جاودال كاحصول على وعمل يرموقوف مونا
	دوزخ میں رحمت الٰہی کاظہوراور نجات		ز مین پر بنوآ دم کی عیار چیز ول کھائے پینے پہنتے
	اس کی تصریحات احادیث میں		اوراوڑ سے کی ضرور یات کا پیدا ہونا
	شرك وكفركى بخشائش نهيس		مذہب نے ان ضرور یات اربعہ کے جائز طریقوں
	كيادوزخ كي انتها ہے؟		كي تعليم اورنا جائز طريقوں سے احتراز كي تلقين كى
	دوزخ رحمت النی کی چھینوں سے	rry	جنت کی وراشت کا وعد وَ الَّبِی
	بالآخرسرد ہوجائے گی	PFY	انسانی جزاوسزا کے تنین گھر
	الله كے خضب پر رحمت كى سبقت	err	اتسان كايبلا وارالخير
t	دوزخ کی انتہا قرآن مجید میں مشیت پر ہے	rra	مگریدوارالجزاء فانی ہے
	کفارومشر کین کےعذاب کی انتہا	mm.	میددارالجزادارالاصلاح بھی ہے
	مثیت البی پر موقوف ہے		نسان کی معبیدواصلاح کے مراتب
	قرآن مجيد كى كوئى آيت دوزخ كے تتلسل	0	لیکی سے برائی کا کفارہ
	وجود پردلالت نبیس کرتی	ויויי	ق برگفارہ ہے
	قرآن مجيد مي بهشت كيدم انقطاع	rrr	مصائب کی تنبیداور کفاره
	کی تصریح کی گئی	444	عذاب البي كالمقصد
	قرآن مجيد ساس كى تشريح	rro	مذاب برزخ بھی گفارہ ہے
	اس کی شہادت حدیثوں میں	mr_	عذاب دوزخ كفاره كناه ب
m4.	د فع شبہ	CCV	مذاب،انسان کے اعمال کا متیجہ ہے
	قرآن مجيد كى بعض آيتول سے دوزخ كے دوام كاشب	mma	نان کی تخلیق رحمت کے لئے ہے
	اس شبه کاازاله		دوزخ
	چندآ بیوں میں کفار کے دوزخ سے الگ نہ	ro.	وزخ قیدخانه نبیس شفاخانه ہے
t	و نے کی تشریح	601	مناوروحانی پیاری کااورعذاب اس کے
	ان آیات کامفہوم		متجد بدكا اصطلاحي نام ب
	الله تعالى كے وعد ہ تو اب وعذ اب میں فرق		وزخ کی مثال شفاخانہ ہے

مضمون	صخيبر	مضمون	صفحتب
شرکین و کفار کی معافی کی تصریح کیوں نہیں؟		جنت کی سرتیں اعمال کی تمثیل ہیں	MI
عقبيدة كفاراورعقبيده كرم اورعقبيدة مغفرت		اس کی شہادت قرآن مجیداورا عادیث ہے	
مذاب طويل كاسب	ראר	لطف ومسرت كاتصور	MAD
بمہور کے نزویک عذاب دوزخ کا دوام	rry	لطف ومسرت كااعلى ترين تخيل	PAN
ہشت ودوزخ کی جزاوسزابھی تمثیلی ہے	MYA	جنت میں انسان کی ہرخواہش پوری ہوگی	MAZ
تمثیلی سزا کے معنی اس کی مثالیں	749	جنت جہاں کو کی جسمانی وروحانی آ زارنہیں	MAZ
فرآن مجیداورا حادیث ہے		جنت جہال رشک وحسد نہیں	MAA
وزخ کی جسمانی سزائیں	PZ1	و ماں کی جسمانی زندگی کیسی ہوگی؟	۳۸۸
بسمانی سزاؤں کی تصریح قرآن مجیدے	711	جنت ارتقائے روحانی ہے	PA9
وزخ میں روحانی سزائیں	rzr	مئلهارتقاء كے اصول بقائے اصلح كاعمل روحانی	MA9
ن کی تصریح قرآن مجیدے		مدارج كارتقاءين	
بنت	rer	امن وسلامتی کا گھر	191
نت کے نام	22	مقام رحمت	rar
ننت كادوام	r2r	مقام نور	rar
س کی تصریح قرآن مجید میں		مقام رضوان	792
ائی قیام سے اہل جنت کا جنت میں گھبرانا		مقام طيب وطاهر	rar
ن کی جبلت وفطرت کےخلاف ہوگا		مقام فيج وجليل	790
نت کے عیش وسرت کی تعبیر آسانی باوشای سے		مقام قرب	٣٩٦
يسوى پيغام مين آساني بادشايي	t	ويدارالبي	٣٩٦
سانی بادشاہی کے اجمال کی تفصیل		ان تعلیمات کاعملی اثر	m92
نت كيليّ باغ كااستعاره كياعرب كے لئے ہے؟		عرب كااممان ويقين اورصحابة كى خشيت النمي	799
ستعاره میں ایک تکته		قضا وقدر	۵۰۱
مامانِ جنت کے دنیاوی نام	r.	کیاعقیدہ قضاد قدرا بمانیات میں ہے؟	
نت میں دنیادی الفاظ کے معانی سے بلندر حقائق		عقيده قضاوقدركا ماحصل	
ں کی شہادت قرآن مجیداورا عادیث ہے		اس عقیده کی تعلیم قدیم مذاہب میں	

صخنبر	مضمون	صخفير	مضمون
t	صحيفه محمدى مين ان دونو ل صداقتوں كى تفصيل اور		خاتم النبيين كي تعليم نے اس كى كيا يحيل كى
	ان کی تعریح		اور کیااٹرات پیدا ہوئے
	ہرایت وصلالت کے الفاظ سے پیداشدہ		اصلاح قضاوقدر كي تشريح
	غلط بنى كاازاله	t	اس عقیده کی اخلاقی اہمیت
	خرشر كامفهوم اسلام بين		عقيده قضاوقدركي توضيح
	اگرخدا عابتا توان کو ہدایت دیتا کی تغییر		عقيده قضاوقد ركانتيج يستى مستى ودون بمتى نبيس
	بنده کی مشیت		اس کا متیجہ بلندی استقلال اور صبر و ثبات ہے
	الله كي مراي كن كے لئے ہے؟		غلطتبی کاازالیہ
oir	نتج بحث		قضاوقد راور سعى عمل كى ياجمي تطيق
ماد	ایمان کے نتائج	D+7	جروقدر
	ایمان کامقصددل کی اصلاح ہے		يبلي فتق اور نافر ماني موتى ہاس كے نتيجه ميں
	ایمان میں ایمان وممل کی جامعیت		خدا کی طرف سے صلالت کاظہور ہوتا ہے
	ورخت اب محل سے پہانا جاتا ہے		جبر وقد ركالا يخل مئله
+	الل ایمان کی عملی شناخت	t	قدیم غدا بب میں اس کے طل کی دوصور تیں
-	تمام نيكيال صرف ايك جزاورايمان كى شاخيس بيس		يا تو خاموشي يا جركي تلقين
	ایمان طروم اوراعمال اس کے لوازم میں		آ مخضرت على في ال راز كوظا بركيا
DIT	فاتمه		بيك وفت دوصداقتين



# ويباچه

#### طبع اوّل

#### بسر الله الرحش الرحير

﴿ ٱلْحَمُدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلْمِينَ وَالصَّلُوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الِهِ وَآصُحَابِهِ أَجُمَعُدُرَ ﴾

برما بكليد آسانی آسانی آسانی آسانی آسانی ان من بوم تواز آن برونی خورشيد پيس و نور اوّل طغرائ صحيفهٔ جلالت (خرو)

ا باز کن در معانی برچه از تو گمان برم بچونی شاه رسل و شفیع مرسل شاهان ممالک رسالت

پیش نظر کتاب سیرة النبی و کی کے سلسلہ کی چوتھی جلد ہے۔ اس کا موضوع ''منصب نبوت' ہے۔ اس تقریب سے پہلے اس میں ایک مقدمہ ہے جس میں نبوت کی حقیقت اور اس کے لوازم وخصوصیات کی تشریح ہے۔ اس کے بعدد بیا چہہ جس میں آنحضرت و کی کی کہ ولادت اور ظہور اسلام کے وقت دنیا کی فد بھی واخلاقی حالت کا مرقع دکھایا گیا ہے بالحضوص آنخضرت و کی کے ملک عرب کی جو فد بھی واخلاقی حالت تھی اور اس کی اصلاح میں جود قبیں در پیش تخصرت و سط کے ساتھ ان کی تفصیل کی تی ہے۔ اس کے بعد آ پ کی تعلیمات وارشادات کی تفصیل سے اصل کتاب کا آغاز ہوا ہے۔

آ تخضرت و المحقق کو چیش گاہ باری ہے جوشر بعت کا ملداور قانون ابدی عطا ہوا وہ در حقیقت چارعنوانوں پر منظم ہے۔۔۔عقا کہ ۲۔ عبادات ۳۔ اخلاق اور ۲۰۔ معاطلات ۔ خیال تھا کہ عقا کہ وعبادات کی ایک جلد ہواور اخلاق و معاطلات دوسری جلد میں ہوں گر جوں جوں مسافر قلم اس دشوارگذار مرحلہ میں آگے بڑھتا گیاراستہ اس قدروسیج اور مسافت اتن ہی بعید نظر آئے گئی۔ ناچاراس جلد کوصرف عقا کہ کے بیان پر محدود رکھا گیا۔ دوسری جلد میں عبادات اور ان کی حقیقت اور فرائعن چہارگانہ کے حقائق و فوا کہ سے بحث ہوگی اور تیسری جلد کا عنوان اخلاق و معاملات ہوگا جس میں ہم انشاء اللہ به تفصیل بتا کیں گے کہ تمدن و معاشرت بالخصوص قوا نین نکاح اطلاق وراثت اور قوت نساء غلائ جہاد، اصول حکومت اور اقتصادیات و غیرہ کے متعلق تمام دنیا کے ندا ہم کے کیااصول اور تمام سلطنق اور قوموں کے کیا قوا نین تھے؟ اور آئ م مغرب نے اس انتہائی تہذیب تک پہنچ کر کس حد تک ان امور میں ترقی کی ہے؟ پھر مواز نہ کر کے ہم دکھا گیں گے کہ شریعت اسلام کے مقابلہ میں مغرب کا معرائ ترقی شریعت اسلام کا پایداولین ہے۔

حضرت الاستاذ مرحوم نے اس جلد کا کام شروع ہی کیا تھا اور مذکورہ بالا مباحث میں سے صرف عرب جا ہلیت کے مذہبی واخلاقی حالات کے پچیس تمیں صفح لکھنے پائے تھے کہ وفات پائی۔ یہ صفح بھی ان اوراق میں شامل ہیں گرچونکہ ان میں بکٹر ت اضافہ اور ترمیم کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے ان صفحات کو ان کے اسم گرامی کی طرف منسوب کرنے میں احتیاط کرتا ہوں۔ بقید پوری کتاب کی ذمہ داری خاکسار ہی کے خطا کارقلم پرہے۔

کوشش کی ہے کہ ان اوراق میں پیغیبرعلیہ السلام کے پیغام وتعلیم کو پوری تشریخ 'استنادُ استدلال اور دلچیں کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔قرآن پاک کے استناد کو ہرموقع پرسب ہے آگے رکھا گیا ہے اورای کے پرتو میں احادیث میں اسلام کا دوسرے غدا ہب ہے پرتو میں احادیث میں اسلام کا دوسرے غدا ہب ہے اس غرض سے موازند کیا گیا ہے تا کہ اسلام کی تحمیلی شان نمایاں ہوجائے۔

ان اوراق کے لکھنے والے کے نزدیک شنے شریعت کے معنی کی تھم کواس کے غلط یا غیر مفید ہونے کے سبب سے سرے سے مٹاکر کئی دوسر سے تھم کو نافذ کرنے کے نہیں ہیں بلکہ تحرف احکام کی جگہ پراصل احکام کے دوبارہ تازل ہونے اورد نیا کے حسب حال ناقص کی جگہ کا مل اور کامل کے بدلہ کامل تر تعلیمات دینے کئیں بلکہ ان کی تحمیل کرنے والے کے ہیں ۔ فدا ہب کی تاریخ جب سے شروع ہوتی ہے ہر فدہب اور اس کی کتاب انسانی عروج و ترقی کی ایک ایک منزل ہے اور اسلام اس عروج و ترقی کی ایک ایک منزل ہے اور اسلام اس عروج و ترقی کی وہ انتہائی منزل مقصود ہے جس کے بعد تحکیل دین کی سرحد ختم ہوجاتی ہے جیسا کہ خود اس کا دعویٰ میں کوئی اوردین اس کاشریک نہیں ہے کہ چھائی و من کی سرحد ختم ہوجاتی ہے جیسا کہ خود اس کا دعویٰ ہیں کوئی اوردین اس کاشریک نہیں ہے کہ چھائیٹ و ما آئے مَلْتُ آئے کہ دینہ کی و آئید نہ نہ علیک کہ کہ دینہ کی کہ و آئید کی منزل کے منظم کے اور اس دعویٰ میں کوئی اوردین اس کاشریک نہیں ہے کہ چھائیٹ و ما آئی مَلْتُ آئی کُمْ دَیْنَدُیْ مُنْ آئید کُمْ دَیْنَدُیْ کُمْ وَآئید مُنْ عَلَیْکُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ کُمْ وَآئید کُمْ وَآئید کُمْ کُمُونَ کُمْ کُمْ کُمْ کُمْ کُمُدُمْ کُمُونِ کُمُدُمْ کُمُونِ کُمْ کُمُونِ کُلُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمُونِ کُمْ کُمُونِ کُونِ کُمُونِ کُم

ان کی تنمیلی مباحث میں سے بیجلد صرف عقائد پر مشتمل ہا در کون نہیں جانتا کہ ندا ہب میں اعتقادات کی حیثیت کتنی ایم اوران کی بحث کتنی نازک ہے؟ اس لئے اس خارزار سے کسی آبلہ پاکا بسلامت گذر جانا کس قدر مشکل ہے تاہم میں نے جدو جہدای کی کہ ہے کہ کسی آبلہ کو تعیس کے بغیراس راستہ کو مطے کرلوں، چلنے والا تو تھک کرچور ہے۔ اب بید و یکھنے والوں کو فیصلہ کرنا ہے کہ اس نے رہروی کی بیشر طاکباں تک پوری کی؟

ارباب بصیرت جانے ہیں کہ اسلامی فرقوں میں ہے کی فرقہ کے مطابق بھی اگر عقا کدکی کتاب تعلی جاتی تو یہ منزل نہایت آسان تھی کہ ان میں ہے ہرا یک کی مدقان و مرتب کتا ہیں سامنے ہیں لیکن مجھے اس جلد میں کی خاص فرقہ کے نہیں بلکہ اسلام کے ووعقا کہ لکھنے تھے جن پرایمان لانے کا قرآن نے ہم سے مطالبہ کیا ہے اور جن کی تعلیم محمد رسول اللہ و مَذَنِی ہے اور بین کی تعلیم محمد رسول اللہ و مَذَنِی ہے اور بین ہی جو چو امَنْتُ بالله و مَذَنِی ہے اور بین ہی جو چو امَنْتُ بالله وَ مَذَنِی ہے و کُنُبِه وَرُسُلِه وَ الله وَ الله وَ مَذَنِی ہِ مِنَ الله وَ مَذَالی کی میں خدور ہیں یعنی خدا اس کے فرشتوں اس کی کُنُبِه وَرُسُلِه وَ الله وَ الله وَ مَنْ الله وَ مَالِي کہ میں خدور ہیں یعنی خدا اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور آخری دن اور قضا وقد ر پرایمان ، چنانچاس جلد میں مقدمہ و دیباچہ کے بعدان ہی چھ باتوں گاتھے سل و تشریح ہے۔
گاتھے میل و تشریح ہے۔

میں نے اپنے جانتے اس کی پوری احتیاط کی ہے کہ کسی مسئلہ کی تشریح میں قلم صراط متنقیم سے تجاوز نہ کرے لیکن عالم الغیب جانتا ہے کہ قدم نے کہاں تھوکر کھائی ہے ،اس لئے اس کی بارگاہ میں نہایت بجز سے دعا ہے کہ خداوند میری الغزش کو دوسروں کی لغزش کا سبب نہ بنانا ،اور ہم سب کوسیدھی راہ دکھانا۔

﴿ مَنْ يَهُدِ اللَّهُ فَهُو الْمُهُمَّدِينَ ﴾ (١١/ف-٢٢)

19

جس کوخداراہ دکھائے وہ راہ پایا ہوا ہے۔ ﴿ وَمَنْ یَّهُدِ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنُ مُّضِلِ ﴾ (زمر) اور جس کوخداراہ دکھائے اس کوکوئی ممراہ کرنے والانہیں۔ ﴿ رَبُّنَا لَا تُوَّا خِدُنَا إِنُ نَسِينَا اَوُ اَخْطَانَا ﴾ (بقرہ) ہارے پروردگار ہاری بھول چوک کی باز پرس ہم سے نفر مانا۔ ہارے پروردگار ہاری بھول چوک کی باز پرس ہم سے نفر مانا۔ ایس نامہ کہ خامہ کرد بنیاد تو قیع قبول روزیش باد

طالب رحمت سلیمان ندوی دارامصنفین اعظم گڑھ دارامصنفین اعظم گڑھ (۲۵رزیج الاول <u>۱۳۵</u>1ھ)

# دياچطع ثانی سيرت النبي ﷺ جلد چہارم

سیرت جلد چہارم کو جواسلام کے اصول وعقا کد پر ہے جس وقت پہلی دفعہ ناظرین کرام کے ہاتھوں میں دے رہا تھا، میرا ول اضطراب کے عالم میں تھا کہ ایے مشکل اور پیچیدہ راستہ میں معلوم نہیں میراقلم کہاں کہاں برکا اور قدم نے کہاں کہاں تھوکر کھائی ؟لیکن المحمد للہ والمیتہ کہ سوائے دوزخ کی ابدیت وغیر ابدیت کے ایک مسئلہ جس میں جمہور کی رائے ہمارے ساتھ نہتھی ہر مسئلہ میں اس کتاب کی تحریر کو قولیت عام حاصل ہوئی جن جن حوصلہ افزاطریقوں سے خواص علاء اور عام مسلمانوں نے اپنی تھیں کروں کہ ملا اعلی کی خوشنودی ورضا مندی بھی اس حقیر مؤلف کے شامل حال ہے۔

اس کتاب کی طبع ٹانی جیموٹی تقطیع پر چھا پی جارہی ہے۔اس میں طبع اوّل کے مطبعی اغلاط کی تقیمح کردی گئی ہے۔ کہیں کہیں عبارت کی خوبی وشقگی کے لیے لفظی تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں اور مسئلہ ابدیتِ نار میں جمہور کے خیال کی تر جمانی کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے تا کہ ناظرین کواس کے دونوں پہلوؤں ہے دا قفیت ہوجائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کواس ہے فاکدہ پہنچائے تا کہ ناچیز مؤلف کواپنی مغفرت کا دسیلہ ہاتھ آئے۔ کتاب کی طبع اوّل چونکہ بڑی تقطیع پر چھپی تھی اس لئے ۱۸۱ صفوں کی ایک جلدر ہے دی گئی لیکن چھوٹی تقطیع پر اس کی ضفامت ۸۸۸ صفحوں تک پہنچ گئی ہے جس کا ایک جلد میں سانا مشکل تھا'اس لئے گوسفحوں کا شار مسلسل رکھا گیا ہے مگر صفحہ ۲۰۰۵ سے کتاب دوحصوں میں علیحدہ بھی کر دی گئی ہے تا کہ اگر کسی کا جی جا ہے تو اس کو دوجلدوں میں کرلے تا کہ پڑھنے میں اور سفر میں ساتھ در کھنے میں آسانی ہو۔

> جامع سیّدسلیمان ندوی ۲۷ررجب <u>۳۵۳</u>اه

# بسم الله الرحدُ الرحيم مقدمہ منصب نبوت

# كتاب كاموضوع أب كي فيمبران كارناد:

سیرت کی عام کتابوں میں آنخضرت و اقعات زندگی کے اندر جو چیز سب نے زیادہ متاز ہو کرنظر

آئی ہے وہ غز وات اور لڑائیاں ہیں لیکن بیغز وات اور لڑائیاں ظاہر ہے کہ مقصود بالذات نتھیں بلکہ وہ سلسلہ دعوت میں

اتفا قابیش آگئیں۔ آنخضرت و کی نے عرب کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے اس کے قبول کرنے سے

انکار کیا اور نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے مثانے کی پرز ورکوشش کی ،اس کے قبول کرنے والوں کوستایا اور ان کوان کے
گھروں سے نکال دیا۔ وہ اپنی جان بچا کردوسرے شہر کو چلے گئے ، وہاں ان کی دعوت نے فروغ پایا، اور بہت بوری تعداد

نے ان کی سچائی کوقیول کیا۔ بید کھی کرمخالفوں نے ہر طرف سے پورش کی ،اور چاہا کہ اس جماعت کو ہر ورشمشیر منادیں۔ اس

نے اپنی جان کے بچاؤ کی تدبیریں کیس اور ان کی پرز ور سازشوں اور کوششوں کے سیلا ب کو پہاڑ بن کرروکا۔ اس کھکش
نے نونز یز لڑائیوں کا ایک سلسلہ چھیڑو یا جو مسلسل دی سال تک قائم رہا۔ رفتہ رفتہ ا گاز نبوت 'حسن تدبیر لطف اخلاق سے
تنام معر کے سر ہوئے اور پھرایک پرامن نظام قائم ہوگیا۔ بے شبہ بیکار نامہ بھی پچھکم مستوجب منقبت نہیں لیکن ناظرین
اس نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوں گئے کہ کم کس (ذات اقدیں) کے سوائح کھر رہے ہیں۔

 آ تخضرت والمخاكى سيرت مباركه كے انہيں واقعات اور كارناموں يرمشمل ہے۔

# نى اور صلح اور ڪيم:

بظاہر نظر آتا ہے کہ اس متم کے بچھ کام ایسے لوگوں ہے بھی انجام پاتے ہیں جو نبوت اور رسالت کے منصب پر فائز نہیں ہوتے ۔ وہ اپنی قوم و ملک کے سامنے پنی اصلاح کی دعوت پیش کرتے ہیں اور سعی و محنت اور متواتر جد و جبد ہاں میں کوئی سائ اجتماعی افتحلی اقتصادی اور معاشرتی انقلاب بیدا کرتے ہیں اور ان کوقع خدلت ہے نکال کرتر تی گی سطح مرتفع تک پہنچا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مصلح اور ریفار مرکہتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے منہ سے اخلاق و حکمت اور پند و موعظت کے موتی جبر جن کو حکمت اور پند و موعظت کے موتی جبرتے ہیں جن کو حکیم کہتے ہیں۔ اس حالت میں ایک پیغیر اور ایک مصلح اور ایک حکیم میں کیا فرق ہوگا؟ اس التباس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے کوتا ونظر ایک پیغیر اور ایک مصلح اور ایک حکیم میں کوئی اقبیاز نہیں کرتے۔ اس بناء پر اس سے پہلے کہ ہم آگے بروھیں ، اس فرق واقبیاز کونمایاں کر دینا ضروری جھتے ہیں۔

### نبوت کی حقیقت اورخصوصیات:

اس فرق کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نبوت کی حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لی جائے ۔ نبوت کی حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لی جائے ۔ نبوت کی فلسفیانہ حقیقت کی بہترین تشریح امام غزالی نے معارج القدس لے میں اور شاہ و لی اللہ صاحب نے ججۃ اللہ البالغہ میں کی ہے۔ یہ دونوں بزرگ تصوف فلسفہ اور نقلیات تینوں کو چوں سے باخبر ہیں اس لئے یہ جو پچھ بتا کیں گے اللہ البالغہ میں کی ہے۔ یہ دونوں بزرگ تصوف فلسفہ اور نقلیات تینوں کو چوں سے باخبر ہیں اس لئے یہ جو پچھ بتا کیں گے اس میں پچھ پچھ ذاتی ذوق ومشاہدہ کا حصہ بھی شامل ہوگا۔

امام صاحب فرماتے ہیں۔

"نبوت انسانیت کے رتبہ سے بالاتر ہے ،جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے۔وہ عطیہ الی اور موہبت ربانی ہے ،سعی و محنت اور کسب و تلاش سے نہیں ملتی ۔اللہ تعالی فرما تا ہے:

﴿ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسْلَتَهُ ﴾ (انعام ١٥١)

الله بہتر جانتا ہے کہ جہال وہ اپنی پیامبری کا منصب بتائے۔

﴿ وَكَلَالِكَ أَوْحَيُنَا اِلَيُكَ رُوحًا مِنْ آمُرِنَا مَاكُنْتَ تَدُرِيُ مَا الْكِتْبُ وَلَا الْإِيْمَانُ وَلَكِنُ جَعَلْتَهُ نُوْرًا نَّهُدِي بِهِ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا﴾ (عورى ٥٠) عَ

اورای طرح ہم نے تیرے پاس اپنے تھم ہے ایک روح بھیجی تو پہلے نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اورا بمان کیا؟ لیکن اس کوہم نے ایک نور بنایا ہے جس ہے ہم اپنے بندوں میں ہے جس کوچا ہیں راہ بھا کمیں۔

اس موقع كے لئے صريح آيت يہ:

﴿ ذَٰلِكَ فَضُلُ اللَّهِ يُؤْتِينِهِ مَنْ يُشَاءُ ﴾ (جعـ1)

ل معارج القدس كاليه حصد حضرت الاستاذ مرحوم في الكلام كي آخر بي بطور ضمير شائع كرديا ب\_

ع المام صاحب في آيت يوري تبير لكحى ب عن في الخي طرف = آيت يوري كروى ب-

يد (نبوت) خدا كافضل بجس كوچا بوے۔

گویسی ہے کہ وہ عبادات وریاضات جونگر ومراقبہ پرمشمل اور ریااور شہرت طبی ہے پاک ہوں ہفس میں آٹار وی کے قبول کرنے کی استعداد پیدا کردیتے ہیں، تاہم نبوت کا منصب خاص محض اتفاقی نہیں جومحنت اور کوشش سے کی کو حاصل ہوجائے بلکہ جس طرح نوع انسان کا انسان اور فرشتوں کا فرشتہ بن جاناان کے افراد کی سعی ومحنت کا مرہون منت نہیں ای طرح نوع انبیاء کا نبی بن جانا ان کے افراد کی کوشش اور محنت سے ممکن نہیں ہرانسان کا بچہاپی ذاتی محنت سے نہیں بلکہ فیاض عالم کی بخشش سے انسان کا رتبہ حاصل ہوجائے کے نہیں بلکہ فیاض عالم کی بخشش سے انسانیت کار تبہ حاصل کرتا ہے گرانسانیت کے ممکن کمالات کو بالفعل حاصل ہوجائے کے لئے اس کو یقینا کچھ جدو جہد کرنی پڑتی ہے، ای طرح نبوت نوع انبیاء کے لئے اکتسانی چیز نبیں لیکن منشائے نبوت کے مطابق ریاضت اور عمل قبول دی کی استعداداور تیاری کے لئے البتہ ضروری ہیں۔

چنانچای اصول کے مطابق اکثر پنجبروں کے آغاز دحی کے حالات میں آپ کو یہ ملے گا کہ انہوں نے ایک زمانہ تک عبادت ومراقبہ میں بسر کی۔ ایک ایک مہیندایک ایک چلداس طرح گذارا کہ وہ مادی دنیا کی آلائٹوں ہے پکسر الگ ہو گئے۔ تورا ق میں حضرت موئی " کے متعلق ہے کہ کتاب ملنے سے پہلے وہ چالیس روز تک کوہ طور پر روزہ کی حالت میں دہ ہے۔ ای طرح انجیل میں حضرت عیلی کے متعلق ہے کہ وہ ایک سنسان جنگل میں چالیس روز تک روزہ رکھ کرعبادتوں میں دہ ہے۔ ای طرح انجیل میں حضرت موٹھ کا عارج المیں مہینوں عزلت گزیں رہنا اور فکر ومراقبہ اور عبادت اور میں مصروف رہنا سب کو معلوم ہے۔

چنانچة تخضرت و الله نبوت سے پہلے حرامیں جاکر جب عبادت میں مشغول ہوئے تو رویائے صادقہ ویکھنے گئے جس کی سچائی مثل سپیدہ مبیح کے صاف نمایاں ہوتی تھی۔وی کے بعد آپ اس قدرعبادت میں مصروف رہے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤل سوج جاتے تھے۔ای لئے قرآن نے آپ کوخطاب کر کے کہا۔

﴿ طَلَهُ مَا آنُزُلُنَا عَلَيْكَ الْقُرُانَ لِتَشَقَّى ﴾ (طدا) اے تغیر میں نے بیقرآن تھ پراس لئے نہیں اتاداکہ تو تکلیف اٹھائے۔

اس عبادت وریاضت کے ساتھ نبوت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے حامل میں حسن صورت اعتدال مراج 'نشو ونما کی پا گئ حسن تربیت طہارت نسب 'کرم اخلاق ' نیک طیفتی ' متا نت ' شجید گی ، دوستان الہی کے ساتھ زم خو نی اورتواضع اوردشمنان حق کے ساتھ شدت قوت پائی جائے علاوہ ہریں وہ راست گفتار ، امانت وار ، تمام برائیوں ہے پاک ، فضائل ومحاس ہے آ راستہ اور ذکیل باتوں ہے مبرا ہوتا ہے۔ وہ ظلم کرنے والوں کو معاف اورا ہے ساتھ برائی کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ قرابت مندوں اور بھسایوں کے ساتھ احسان مظلوموں کی اعانت 'فریاد خوا ہوں کی فریدی کی فرید ہوتی ہے۔ اس کی شان جیسا کے قرآن نے بتایا فریدی کے بیہوتی ہے کہ:

﴿ مَاضَلٌ صَاحِبُكُمُ وَمَاغُونَى ﴾ (جُم-١) تهاراساتمي (يغير)نه كمراه بوااورند بهكا- اس کی بیصفت اس دنیاوی عالم میں ہے کہ وہ ہر گمراہی و بے راہروی سے پاک ہوتا ہے۔ ﴿ مَازَاعَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَی ﴾ (جم۔۱۱) اس کی تگاہ نہ کتے ہوئی اور ندسر کش ہوئی۔

بیاس دنیا کے مناظر اور مشاہدات کے متعلق اس کی کیفیت ہوتی ہے۔

تمام دنیا کی قوتنگی اس کی قوت کے سامنے بلآ خرطوعاً وکر ہاسرگوں ہوجاتی ہیں۔ بایں ہمہ وہ مغرور جابر جفا پیشہ بدخواور درشت مزائ نہیں ہوتا۔وہ پیغیبری اور رسالت کے بارعظیم کواشا تا ہے اور اس کا پوراحق ادا کرتا ہے اور تمام عالم میں اپنی رحمت کا فیض جاری کرتا ہے۔

#### نبوت ورسالت کے ثبوت کا جمالی طریقہ:

نبوت کے بیوت کے دوطریقے بیں۔ایک اجمالی اور دوسر آفصیلی۔اجمالی طریقہ بیہ ہے کہ جس طرح انسان کو حیوان پرنفس ناطقہ کی بناء پر فضیات حاصل ہے کہ بیعقلی و دیا فی خصوصیت حیوان بین نبیں پائی جاتی جس کے بل پر انسان حیوان پر حکرانی کرتا ہے اور اس کا مالک بنا ہوا ہے اور اس کو اپنے کام بیس لگائے ہوئے ہے ،اس طرح انبیاء بیہم السلام کو اپنے نفوس قد سید کی بناء پر تمام انسانوں پر برتری حاصل ہے۔ وہ اپنے ان قدی نفوس اور پیغیرانہ قوت سے دوسروں کو راہ راست بھائے اور خودراہ راست پر قائم رہتے ہیں۔ان کی پیغیرانہ عقل و فہم تمام انسانی عقلوں سے بالاتر ہوتی ہے اور ان کو دہ ربانی خصوصیت حاصل ہوتی ہے جس کی بناء پر وہ تمام انسانی نفوس کی تدبیر کا فرض انجام دیے اور ان پرقابو پاتے اور ان کو دہ ربانی خصوصیت حاصل ہوتی ہے جس کی بناء پر وہ تمام انسانی نفوس کی تدبیر کا فرض انجام دیے اور ان پرقابو پاتے اور ان کو کام میں لگاتے ہیں۔اور جس طرح انسانوں کے بجیب وغریب کام حیوانوں کو جرت انگیز معلوم ہوتے ہیں۔ بیان کی طرح پنجیروں کے بجیب وغریب کام حیوانوں کو جرت انگیز معلوم ہوتے ہیں۔

اگرچہ نبی عام انسانوں کے ساتھ بشریت اور انسانیت میں برابر کاشریک ہوتا ہے گرعقلیت ومعنویت میں وہ ان سے بالکل الگ ہوتا ہے کیونکہ اس میں وحی کے قبول کرنے کی جوصلاحیت ہوتی ہے وہ دوسرے انسانوں میں نہیں ہوتی ای مفہوم کوقر آن نے ان الفاظ میں اوا کیا ہے۔

﴿ إِنَّهَا آَنَا بَشَرُ مِثْلُكُمُ مُوْ خِي اِلَيَّ ﴾ ( كَفْ-١١٠) مِن تَهاري بِي طَرِح بشر ہوں۔ جھ پروتی كی جاتی ہے۔

دیکھوکہ بشریت میں گو پیغیبر کو دوسرےانسانوں کے مثل کہا ہے مگر ساتھ ہی وحی کے فرق واقبیاز کو دونوں میں حد فاصل قرار دے دیا ہے۔

نبوت کے تفصیلی ثبوت کے تین طریقے ہیں۔

# يبلاطريقه:

انسان میں تمن تمن مے اختیاری حرکات پائے جاتے ہیں۔ قکری تولی عملی ۔ ان تینوں سے جوافعال سرز د ہوتے ہیں دہ التھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ قکر یعنی رائے سے بھی ہوتی ہے اور غلط بھی تول بچے بھی ہوتا ہے اور جھوٹ ro)

بھی عمل اچھا بھی ہوتا ہے اور برابھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیح اور غلط کی اور جھوٹ اور اقتصادر برے میں تمیز کیونکر ہو؟ پھر کیا یہ تمیز ہوخض کرسکتا ہے یا کوئی نہیں کرسکتا کیا بعض کر سکتے ہیں اور بعض نہیں۔ پہلے دواحتال بداہت غلط ہیں۔اب رہ گیا تیسرااحتال یعنی بعضے انسان ایسے ہوتے ہیں جوان صدود کو متعین کر سکتے ہیں کہ فلال رائے وعقیدہ صحیح اور فلال غلط ہے، فلال قول کی فلال جھوٹ ہے اور فلال فعل اچھا اور فلال براہے۔ جس محتص کو خالق فطرت اپنے فعنل وکرم سے بیقوت عطافر ما تا ہے، وہ ی پینم ہراور صاحب شریعت ہوتا ہے۔

#### دوسراطريقه:

نوع انسان کواپنے اختیاری اعمال وحرکات اورمسلحتی معاملات میں با ہمی اجتماع اور تعاون کی ضرورت ہے۔اگرانسانوں میں باہم بیاجماع اور تعاون نہ ہوتو نہ انسان کا کوئی فردزندہ رہے، نہ جان و مال اورعزت آبرو کی حفاظت ہوسکے۔ای بقائے نفس اور جان و مال وآبر و کے تحفظ کے اصول وآ کین کا نام شریعت ہے۔انسان کواس کے لئے دومتم کے کاموں کی ضرورت ہے۔ایک بید کدا چھے کاموں میں سب ٹل کرایک دوسرے کا ہاتھ بٹا ئیں ،اس کو تعاون کہتے ہیں۔اور دوسرے یہ کہ برے کاموں ہے ایک دوسرے کو باز رکھنے کی کوشش کریں ،اس کوتمانع کہتے ہیں۔ای تعاون کے ذریعہے انسان کھانے پینے پہنے اور رہنے کے لئے سامان واسباب فراہم کرتا ہے۔تعاون کے ذر بعیدنکاح وقرابت اولا دواعز واوراحباب ودوست کے حقوق وتعلقات پیدا ہوتے ہیں اور تمانع کے ذریعہ سے نوع انسانی اورا فراوانسانی کی زندگی اوران کی دولت و جائیداواورعزت و آیرو کے بچاؤ کی صورت پیدا ہوتی ہے۔اس تعاون اور تمانع کے اصول ضرور ہے کہ مرتب محدود اور معلوم ہول اور وہ اس طرح بنائے جائیں جن میں کسی خاص مخض' خاندان' قبیلۂ توم اور ملک کے فوائد کی ترجے نہ ہو بلکہان میں سب کا برابر فائدہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہا یہا قانون ا نسانوں کے ذریعین بلکہ وحی ربانی اور تعلیم الہی ہے بن سکتا ہے۔مطلب میہ ہے کہ محض کسی انسان کی عقل ہے جو بهرحال كوئى خاص مخض ياكسى خاص خاندان فتبيلهٔ قوم اور ملك كا موگا ايساغير جانبدارانه قانون جس مين تمام محلوقات كى حيثيت يكسال ہواور كسى طرف پله جھكنے نہ پائے اور تمام عالم كے لئے يكسال واجب العمل ہو، محال ہاس لئے ضروری ہے کہ بیاصول اس کی طرف ہے وہی ہوں جس کے ہاتھ میں نظام عالم کی باگ ہے اور جو پورے نوع انسان کے اندرونی و بیرونی احوال و کیفیات کے رموز ہے باخبر ہے۔ بیاصول خلاق عالم کی طرف ہے جس مخض پر وحی ہوتے ہیں ، وہی پیغیراور رسول ہوتا ہے۔

#### تيراطريقه:

یدوہ طریقہ ہے کہ جس نے اس کونیں جانااس نے نبوت کی حقیقت نبیس پہچانی ۔ پہلے یہ جانتا جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوکام ہیں ۔ خلق (پیدا کرنا ، نبیت سے ہست کرنا) اور امر (جوموجود وہست ہے، اس کواپی مصلحت کے مطابق حکم دینا) کا نئات انہی دو چیزوں سے عبارت ہے۔ تو جس طرح فرضتے خالق اورمخلوق اورمخلوق کے درمیان خلق وا پیجاد و پیدائش اور پیغام رسانی میں واسط ہیں ای طرح پیغیبر خدا اور بندہ کے درمیان احکام کے پہنچانے میں واسط ہیں اور جس طرح خدا پر بحیثیت خالق اور آمر (پیدا کرنے والے اور حکم دینے والے) کے ایمان لا ناواجب ہے ای طرح فرشتوں پر اس حیثیت سے کہوہ خالق ومخلوق کے درمیان ایجاد و پیدائش اور پیغام رسانی کے واسطہ ہیں ایمان لا ناضر وری ہے اور ای طرح پیغیبروں پراس حیثیت سے ایمان لا نافرض ہے کہوہ خدا اور بندہ کے درمیان حکم کے پہنچانے میں واسطہ ہیں۔ اس کے بعد حسب ذیل مقدمات ذہن نظین رکھنے جا بئیں۔

۔ چونکہ ممکن کا وجود اور عدم برابر ہے اس لئے ممکن ہے کہ وجود میں آنے کے لئے ایک مرخ کا ہونا ضروری ہے۔ ہی امر مرج ممکن کی علت ہوتا ہے۔ ہی وجہ سے وجود میں آسکے۔ بہی امر مرج ممکن کی علت ہوتا ہے۔ ۲۔ ہی وجہ سے وجود میں آسکے۔ بہی امر مرج ممکن کی علت ہوتا ہے۔ ۲۔ ہرتم کے ترکات کے لئے ایک محرک کی ضرورت ہوتی ہے جود مبدم حرکت کی تجد بدکر تارہ ہے۔ حرکات کی بھی دونشمیں ہیں طبعی اور ارادی ۔ ارادی حرکت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے محرک میں ارادہ اور افتیار پایا جائے ، اس طرح طبعی حرکت کے لئے بھی بی ضروری ہے کہ اس کا محرک عقل اور تدبیر والا ہو۔ آفتاب و ماہتاب اور دوسری آسانی مخلوقات کی حرکات کو طبعی جی بین تا ہم ان کو حرکت دینے کے لئے کسی عاقل و مدبر کی ضرورت ہے، اس لئے قرآن نے ان کے اس کے لئے گہا۔

﴿ وَ أَوْ حَى فِي كُلِّ سَمَاءِ أَمُرَهَا ﴾ (تم الجدور ١٢) خدائے ہرآ سان میں اس كافرض اور كام وى كيا۔

س۔ اب جس طرح انسانی حرکات کوارا دواورا ختیار کی حاجت ہے بعنی ارا دواورا ختیار کے بغیروہ وقوع میں نہیں آسکتیں ای طرح ان حرکات کوا کیہ ایسے رہنما کی ضرورت ہے جوان اعمال وحرکات کا ٹھیک راستہ اور سیجے طریقہ بتائے اور حق کو باطل سے بچ کوجھوٹ سے اور خیر کوشر سے متاز کردے۔

۳۔ خدا کے علم دوقتم کے ہیں، تدبیری اور تکلفی۔ پہلا علم تمام نظامِ عالم میں جاری ہے جس کی بناء پر تمام عالم میں تدبیراورا نظام کا سلسلہ تظرآتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنَّحُومَ مُسَحَّرَاتٍ البِأَمُرِهِ ﴿ اَلاَ لَهُ الْحَلُقُ وَالْأَمُرُ ﴿ ﴾ (امراف،٥٥) اورسورج اورجا نداورستارے اس محظم كتا بعدار بيں۔اى كاكام بينانا اور حظم فرمانا۔ تكلیفی حظم صرف انسان کے لئے ہے۔ چنانچے قرآن میں ہے:

﴿ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبُّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمُ ﴾ (بقرويم)

اے انسانو! اپنے اس رب کی عبادت کروجس نے تم کو پیدا کیا۔

مقد مات نذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ انسان کے تمام حرکات ممکن ہیں ، اس لئے مرزح کی ضرورت ہے۔ اختیاری ہیں اس لئے عقل کی ضرورت ہے۔ خیروشر کے متحمل ہیں ، اس لئے رہنما کی ضرورت ہے۔ اسی رہنما کا نام پنج برہے۔

نظام عالم میں خدا کا جو تدبیری تھم نافذ ہے وہ ملائکہ کے ذریعہ سے ہے۔ای قیاس سے انسانوں پرخدا کا جو

سيرت الغبي محصر جهادم

تکلیمی تھم نافذ ہے وہ بھی ایسے ہی نفوس کے ذریعہ ہے ہوگا اور انہیں کا نام پیٹمبر ہے۔

شاہ صاحب نے جمۃ اللہ البالغہ کے چھے مبحث کے دوابتدائی بابوں میں اس پر بحث کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کمال نکتہ بنجی سے کی ہے۔ شاہ صاحب کی تقریر کوہم اپنے الفاظ میں لکھتے ہیں۔

#### ني کي ضرورت:

انسان میں دوشم کی تو تمیں ہیں ہیمی اور ملکوتی ۔ کھانا ہینا شہوت حص وظمع استیلا ، و جروغیر وافعال ہیمی توت

ک آثار ہیں ۔ اورغور و فکر علم ومعرفت مسن اخلاق صبر وشکر عبادت وطاعت وغیرہ ملکوتیت کے نتائج ہیں ۔ انسان کی روحانی کا میابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ہیمی توت اس کی ملکوتی توت کے تالع ہو۔ اگر چیقل سلیم ان اصول اور طریقوں کو معلوم کر سکتی ہے جن کے ذریعہ ہے ہیمیت کے تالع ملکوتیت ہونے کے فائدے اور گناہ وعصیاں کے نقصانات طریقوں کو معلوم کر سکتی ہے جن کے ذریعہ ہے ہیمیت کے تالع ملکوتیت ہونے کے فائدے اور گناہ وعصیاں کے نقصانات خاہر ہوں ۔ عقل سلیم کے اس علم سے انسان فائدہ اٹھا کراپئی اصلاح کر سکتا ہے گریو آمکان عقلی ہے۔ عملی کیفیت سے کہ انسان کی آئی تھموں پر موجودہ دنیاوی لذائذ حرص وظمع 'اور بے جاخواہشوں اورغفاتوں کے استے تو ہرتو پر دیے پڑجاتے ہیں کہ اس کے اس کے اس کو گزوی معلوم ہوتی ہے ، ای طرح اندرونی وجدان واحساس کی زبان کا ذاگقہ جب بھی وہ حق وباطل خیروشراور نیک وبد کی تمیز کو بھول جاتا ہے ، اس لئے نوع انسان کو ایسے چی رہنماؤں اور روحانی معلموں کی ضرورت ہے جن کے احساس ووجدان کا آئم کئیر گروتوں جاتا ہے ، اس لئے نوع انسان کو ایسے چی رہنماؤں اور روحانی معلموں کی ضرورت ہے جن کے احساس ووجدان کا آئم کئیرگروتا کو دنہ ہو۔

اگرافراؤ جماعات اوراہل ملک کوا یے فیص کی ضرورت ہے جوا پی سیاست کے زورے ان ہیں سلے وہ شتی اور امن وامان پیدا کرد ہے تو ایک قوم ملکہ کل دنیا کے لئے ایک ایے فیص کی ضرورت کیوں نہ ہو جو ہرگروہ کی استعداد کو پیش نظر رکھ کراس کے مطابق ،اس کے حقوق وفر انتفل کی تعیین کرے۔ ایسے لوگ جوا ہے اہم فریف کوانجام دے سکیس ،ای طرح کم ہیں جس طرح دوسرے اصناف کے اہل کمال۔ انسانوں کے معمولی پیشوں ، نجاری اور لوہاری کو دیکھو کہ کس قدر معمولی ہیں مگران کو کرنا بھی ہر فیص کا کام نہیں ۔ یہ پیشے بھی ایسے لوگوں کے بغیر وجود ہیں نہیں آئے جن کوان کا موں کا خاص فطری استعداد کی تھی جس کے ذریعے سے انہوں نے اس فن کو تھیں تک ماص فری استعداد کی تھی جس کے ذریعے سے انہوں نے اس فن کو تھیں تک بہنچا یا اور اس کے اصول وقو اعدوضع کے اور بعد کہ آئے والوں نے ان کی تھلید کی اور اس تھاید سے مدارج علیا تک پہنچا پیا اور اس کے اصول وقو اعدوضع کے اور بعد کہ آئے والوں نے ان کی تھلید کی اور اس تھاید سے مدارج علیا تک پہنچا پیا اور اس کے اصول وقو اعدوضع کے اور بعد کہ آئے والوں نے ان کی تھلید کی اور اس تھایہ سے مصالح وفو اکر عامہ کافن جس قدر اہم اور نازگ ہے ، کیا اس کو ہجھتا اور وضع کرنا جس کر میں کا کام ہوسکتا ہے؟

# نى كى عصمت:

پھراس کے ساتھ میہ بھی ضروری ہے کہ جو مخص اس رہنمائی کے منصب کا مدعی ہو، وہ اپنی نسبت میہ بھی ثابت کرے کہ وہ وہ اپنی نسبت میہ بھی ثابت کرے کہ وہ ان اصول وقواعد ہے بخو بی واقف ہاور وہ اپنے علم اور تعلیم میں غلطی اور گمراہی ہے محفوظ ہاور میہ اس کے اور میہ اس کے علم اور تعلیم کا ماخذ اور سرچشمہ غلطیوں سے پاک اور محفوظ نہ ہو۔اس کوان امور کاعلم ای

حصہ جہارم

ظرح وجدانی ہوجس طرح انسان کو بھوک اور پیاس کا وجدان ہوتا ہے۔کیا کسی کواس علم بیس کداس کو بھوک یا پیاس معلوم ہوتی ہے کوئی غلطی ہوسکتی ہے؟ ای طرح اس کو جق و باطل، خیروشر، اور نیک و بدامور کے درمیان فیصلہ ای طرح قطعی معلوم ہوتا ہے جس بیں نہ دلیل کی حاجت ہوتی ہے اور نہ عقل معاش کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالی نے ہمارے اندر بھوک اور پیاس ہونے کاعلم اس طرح رکھ دیا ہے کہ ہمارے سامنے کوئی معاند کتنی ہی دلیلیں پیش کرے کہ ہم کو بھوک یا اندر بھوک اور پیاس ہونے کاعلم اس طرح رکھ دیا ہے کہ ہمارے اندر بیدا کردیا ہے، اس معاند کے ان عقلی دلائل سے بیاس نہیں ہو سکتے اور اپنے یقین کو خلائی کہ سکتے ،بعینہ ای طرح ان نفوس قد سیہ کے اندر بھی اللہ تعالی متاثر ہوکر دست ہروار نہیں ہو سکتے اور اپنے یقین کو غلط نہیں کہہ سکتے ،بعینہ ای طرح ان نفوس قد سیہ کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے خاص قتم کا وجدان و ذوق سلیم رکھ دیا ہے جس کاعمل ہمیشہ بھی اور جس کا حساس ہمیشہ درست اور جس کا فیصلہ ہمیشہ ناطق ہی ہوتا ہے۔

# نی کی محبوبیت

ایسا شخص جب لوگوں کے سامنے آتا ہے اور لوگوں کو بار بار کے تجربہ سے اس کی صدافت سپائی اور راست بازی کا یقین ہوجا تا ہے اور اس کے ہاتھ سے جوتھرفات صادر ہوتے ہیں ،ان سے اس کا مقرب بارگاہ الہی ہوتا بھی ظاہر ہوجا تا ہے تو ہرطرف سے لوگ اس کے اردگر دجمع ہوجاتے ہیں اور اس کی محبت کی راہ میں جان و مال اور اہل وعیال سب کو قربان کردیتے ہیں۔

شاہ صاحب اس کے بعد دومری فصل میں ای'' بحث نبوت'' کوایک اوراندازے لکھتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے۔ مصلحیین :

فضل وکمال اورعلم وکمل کے کیا ظ سے انسانوں کے مختلف در ہے ہیں۔ان میں سب سے بردادر جمعیمین کا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی قوت ملکیے نہایت بلند ہے اور جن میں یہ قدرت ہوتی ہے کہ سے اور حیح جذبہ سے ایک خاص انظام کو دنیا میں قائم کردیں اور ان پر بارگا ہ الہٰ سے ایے علوم اور احوال کا ترقع ہوتا ہے جن میں ربانی آ فار نظر آ تے ہیں۔ ایسے اوگ معتدل مزاج اور اپنی صورت و سیرت میں درست اور عقل وذکاوت میں متوسط ہوتے ہیں۔ بنداس قدر بلید کہ جزئیات سے کلیات تک ان کا پہنچنا مشکل ہو، بنداس قدر ربند کہ برئیات اور محسومات سے قطع نظر کر کے ہمیشہ ذہبیات اور جنر کی سے خطات میں مبتلا رہیں مسجح فطرت پر وہ قائم رہتے ہیں، طور وطریق ان کے پہندیدہ ہوتے ہیں، خدا کے ساتھ ان کا تعلق عہادت واطاعت سے اور بندوں کے ساتھ عدل وانصاف سے قائم رہتا ہے۔ وہ اپنے فیصلوں میں شخصی اور جزئی تعلق عہادت واطاعت سے اور بندوں کے ساتھ عدل وانصاف سے قائم رہتا ہے۔ وہ اپنے فیصلوں میں شخصی اور جزئی سے اللہٰ اور منفحت کا کا ظائر ہیں کرتے بلکہ منفحت عامداور تدبیر کی کا کیا ظاکر تے ہیں، وہ براہ راست کی کو تکلیف نہیں دیتے اللہٰ کو اراکر لیتے ہیں، وہ بھول اور بڑی تعداد کا فائدہ چھوٹے سے نقصان سے حاصل ہوتو وہ اس جزئی تکلیف اور شخصی نقصان کو کو اراکر لیتے ہیں، وہ بھول اور بڑی تعداد کا فائدہ چھوٹے سے نقصان سے حاصل ہوتو وہ اس جزئی تکلیف اور شخصی نقصان کو کر اور ان کی بات چیت کا م کائی اور سے ہیں، معمولی دیا حت سے ان کے لئے قرب معاملات ہی نمایاں ہوتا ہے کار کان ان کی تاثید و نصرت ہیں رہتے ہیں، معمولی دیا حت سے ان کے لئے قرب مسلیت ہیں دور در داز نے کھل جاتے ہیں جود در مرد ل کے لئے نہیں کھلتے۔

### مصلحین کی اقسام:

مفہمین کی درجہ بدرجہ مختف اصاف ہیں اور ان کی مختف استعدادیں ہیں اور اس بناء پر ان میں ہے ہرایک کے الگ الگ اصطلاحی نام ہیں۔ جوزیادہ ترعبادات کے ذریعہ ہے، جوعموی تدبیر دسیاست کے علوم کا فیض پاتا ہے اور ان اظلاق فا صلہ اور تدبیر منزل کے اصول حاصل کرتا ہے وہ حکیم ہے، جوعموی تدبیر دسیاست کے علوم کا فیض پاتا ہے اور ان کے مطابق اس کولوگوں میں عدل کے قیام اور ظلم کے دور کرنے کی توفیق کتی ہوہ خلیفہ ہا اور جس پر بلاء اعلیٰ کا نزول ہوا اور وہ اس کو تخاطب کرے اور مختلف تنم کے تصرفات اس سے صادر ہوں، وہ موید بروح ہوا ور وہ اس کو تخاطب کرے اور مختلف تنم کے تصرفات اس سے صادر ہوں، وہ موید بروح القدس کہلاتا ہے اور وہ جس کی زبان اور دل ہیں وہ نور ہوکہ لوگ اس کی حجبت اور پندوموعظت سے نفتی اٹھا کی اور وہ نور اس سے نشقل ہو جس سے وہ بھی کمال کے درجہ تک پہنچ جا کیں ، اس کا نام ہادی اور مزکی (پاک کرنے والا) ہے اور جس کے علم کا بڑا حصہ بلت کے اصول وقواعد اور اس کی مصلحتوں کی واقفیت ہوا ور بلت کے منبدم ارکان کو دوبارہ قائم کرنے کی طاقت ہو، وہ امام کہا جائے گا اور جس کے قلب میں بید ڈالا جائے کہ وہ لوگوں کو ان کی اس مصیبت عظلی سے خبردار کرے جو اس دنیا میں ان کے لئے ان کے اعمال کے نتیجہ کے طور پر مقدر ہے اور ان کی اس مصیبت عظلی سے خبردار کرے جو اس دنیا میں ان کے لئے ان کے اعمال کے نتیجہ کے طور پر مقدر ہے اور ان کی عام منذر کی اس مصیبت عظلی کی رحمت کی جو دور کی یا قبر اور حشر میں ان پر جو مصیبتیں آنے والی ہیں ، اس کا نام منذر (ذرانے والا ، ہوشیار کرکرنے والا) ہے۔

اور جب حکمت الہی کا بیا قتضا ہوتا ہے کہ گلوق کی ہدایت واصلاح کے لئے ان منہمین میں ہے کسی کو بھیجاتو اس کی آ مرتلوق کی تاریکی ہے نکل کرروشنی میں آنے کا سبب ہوجاتی ہاوروہ بندوں پر بیفرض قرار دیتا ہے کہ وہ ول و جان سے اس کی اطاعت کریں اور بارگاہ الہی میں تا کید ہوتی ہے کہ جواس کی اطاعت کرے ،اس سے خوشنودی اور جواس کی اطاعت کرے ،اس سے خوشنودی اور جواس کی خالفت کرے وہ اسے ناخوشی ظاہر کرے ۔ بی مختص نبی ہوتا ہے۔

# نې کې دوبعثتيں:

نبیوں میں بڑا درجہ اس کا ہوتا ہے جس کواس پیفیبرانہ بعثت کے ساتھ ایک اور بعثت ملتی ہے اور وہ یہ کہ مرادالی یہ ہوتی ہے کہ اس نبی کے ذریعہ سے اس کی قوم اوراس کی قوم کے ذریعہ سے دوسری قومیں ظلمت سے نکل کرنور میں آئیں تو اس نبی کی ذاتی بعثت کا نام بعثت اولی اوراس کی قوم کی دوسری قوموں کی ہدایت کے لئے نامز دگی بعثت ٹانیہ ہے۔ نبی کی پہلی بعثت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

و بی خدا جس نے ان پڑھوں میں ان بی میں سے ایک رسول بھیجا جوان کوائ کی آیتیں سنا تا اور ان کو پا ک بنا تا اور ان کو کتا ب اور دانا کی سکھا تا ہے۔

اوردوسری بعثت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

(r.)

﴿ كُنتُهُ خَيْرًا أُمَّةٍ أُخْرِ جَتُ لِلنَّاسِ تَأَمُّرُونَ بِالْمَعُرُونَ فِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (آل ممران ١١٢) تم بهترین امت بوجولوگوں کے لئے وجود میں لائی گئی، نیکی کا حکم دیے ہواور برائی سے بازر کھتے ہو۔ اس آیت ہے معلوم ہوا کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی پیغیبرانہ بعث ان کی امت کے لئے ہوئی، و لیک ہی ان کی امت کی بعث دوسری قوموں کی طرف ہوئی اور اس معنی میں قرآن یا کہ کی بیآیت بھی ہے۔ ﴿ لِیَکُونَ الرَّسُولُ شَهِیدًا عَلَیْکُم وَ تَکُونُونَ اللّٰهَ هَذَاءَ عَلَی النَّاسِ ﴾ (تج ۲۰۱۰) تاکہ رسول تم پرگواہ ہواور تم لوگوں پرگواہ ہو۔

ای لئے احادیث میں ہے کہ آپ نے صحابہ کوفر مایا ﴿ فا نصا بعثتم میسرین و لم تبعثو ا معسرین ﴾ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو بختی کرنے والے بنا کرنہیں۔ آنخضرت ﷺ ہے پہلے جوانبیا علیہم السلام آئے وہ ان مختلف فدکورہ بالا مناصب میں سے ایک یا دومنصب کے ساتھ مبعوث ہوئے لیکن آنخضرت ان تمام منصبوں پر ایک ساتھ سرفراز ہوئے اور میتمام فنون آپ کی واحد ذات میں جمع کردیے گئے اور آپ کو بیدونوں بعثتیں بھی بکمال استحقاق عطانہو کئیں۔

# بعثت کے لئے کسی قوم کا انتخاب:

یہ بھی واضح ہوکہ رسول کی بعثت کے لئے حکمت البی کا اقتضااس لئے ہوتا ہے کہ عالم کی عمومی تدبیر وقعم ونسق میں جواضا فی خیر معتبر ہے، وہ ان دنوں اس رسول کی بعثت میں مخصر ہوتا ہے اور اس بعثت کے حقیقی سبب کاعلم اس دانائے غیب کو ہے مگر اتنی بات ہم قعطاً جانے ہیں کہ کچھ اسباب ایسے ہیں جو بعثت کے ساتھ ضرور پائے جاتے ہیں اور امت پر اس رسول کی اطاعت اس کے فرض ہوتی ہے کہ اللہ تعالی دنیا کی تمام قوموں سے جس قوم کی نسبت سے جانتا ہے کہ اس میں خدا کی اطاعت و پر ستش کی استعداد اور اس میں اللہ تعالیٰ کے فیضان افعانے کی صلاحیت زیادہ ہے، اس میں وہ رسول مبعوث ہوتا ہے اور چونکہ اس قوم کی اصلاح اس میں اللہ تعالیٰ کے فیضان افعانے کی صلاحیت زیادہ ہے، اس میں وہ رسول مبعوث ہوتا ہے اور چونکہ اس قوم کی اصلاح اس کی اصلاح اس کے بارگاہ اللی کا یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت سب پر واجب کی جائے۔

#### بعثت كازمانه:

اس موقع پر چند ہا تیں اور قابل کی ظ ہیں کیونکہ بیہ وقت وہ وقت ہوتا ہے کہ کوئی نئی حکومت اس لئے قائم کی جائے تا کہ اس کے ذریعہ ہے ان دوسری حکومتوں کو جو دنیا میں فساداور شرکا موجب بنی ہوئی ہیں مٹادیا جائے تو الی حالت میں اللہ تعالی اس فخص کو بھیجتا ہے جو پہلے اس قائم ہونے والی سلطنت کی قوم کی اصلاح کرے اور اس کے دین کو درست کرے تاکہ اس کے ذریعہ سے دوسری تو موں کی اصلاح ہوجس طرح ہمارے پیغیبر محمد رسول اللہ وقائل کی بعث ہوئی یا یہ کہ اللہ تعالی کسی تو می کی دیست ہوئی یا یہ کہ اللہ تعالی کسی تو می کی زندگی کی بعث ہوئی اپنا پر گزید و بینا تا چاہتا ہے تو اس میں وہ ایک ایسے خص کو بھیجتا ہے جو اس کی کجی کو دور کردے اور اس کو کتا ہے اللہ کی تعلیم دے کر اس کو اس کا مستحق بنا دے جیے حضرت موئی علیہ الصلوق والسلام کی بنی اسرائیل میں بعث ہوئی ، یا کسی تو می کے متعلق قضائے اللہی کا فیصلہ سے ہوتا ہے کہ اس کو مزید زندگی ملتی رہے اور اس کا دین و

حصه چبارم

سلطنت برقرار رہے تو میرمجد دین نبوت پیدا ہوتے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے مختلف زمانوں میں حضرت داؤ دی محضرت سلیمان اور پیمبروں کے ایک گروہ کی بعثت ہوتی رہی۔

# نى كى يقينى كامياني:

ہرنبی کی بعثت کے دور میں اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ اس کواور اس کے دوستوں کو کامیا بی دے اور اس کے وشمنوں کو بے در بے ناکامی ہو ( یہاں تک کہت استواراور دعوت مکمل ہوجائے) قرآن پاک میں ہے۔ ﴿ وَلَقَدُ سَبَقَتُ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِ نَا الْمُرْسَلِيُنَ إِنَّهُمُ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّا جُنُدُنَا لَهُمُ الْعْلِيُونَ ﴾ (والصَّفْت \_اكا ) اور ہماری بات اے پیغیر بندول کے متعلق میلے ہی طے ہو پیکی ہے کدانہی کی مدد کی جائے گی اور ہمارا ہی تشکر غالب

إن دونوں بزرگوں (امام غزالی اور شاہ ولی اللہ صاحب) نے اپنے اپنے الفاظ میں جو پچھے کہا ہے وہ حرف بحرف تستجح ہے۔ا نبیاءکرام علیہم السلام کے احوال مبارکہ اورسوائح مقدسہ پرجس کی نظرعمیق ووسیع ہوگی ان کوان اصول کے تشلیم کرنے میں ذرہ بھر شک نہیں ہوسکتا اور ان پر استدلال واقعات اور حوادث سے ای طرح کیا جاسکتا ہے جس طرح نفسيات اجتماع (سائيكالوجي آف پيپل) يا نفسيات رجهمائي (سائيكالوجي آف ليڈرشپ) پر واقعات كے تسلسل اور تواتر ے کرتے ہیں۔ای طرح امام غزالی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اوپر کے صفحات میں جو کچھے کہا ہے ہم مجاز آ کہد سکتے ہیں كدوه' نفسيات نبوت "كے كو يا ابواب بيں۔

موجودہ زبانہ میں خیالات طرز گفتار اسلوب تحریراور طریقه استدلال غرض ہر چیز میں فرق ہو گیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اہل زمانہ سے ان کی اصطلاح میں گفتگو کی جائے اور جواصول قائم کیا جائے ،اس پر قرآن مجید ہے بھی ساتھ ساتھ استدلال کیا جائے کے عقل وُفق دونوں در باروں میں کہنے والے کی بات کا اعتبار ہو۔

غور کرنے سے بیمعلوم ہوگا کہ دنیا کا ذرہ ذرہ جس غرض ومقصد کے لئے پیدا ہوا ہے۔وہ اپنے ذاتی ارادہ اور قصد کے بغیر خود بخو داس کو پورا کررہا ہے اور اس کے خالق نے اس کے روز پیدائش سے اس کو جو حکم دے دیا ہے اس کی تعمیل ہے وہ سرموانح اف نہیں کرتا۔ آسان ہے لے کرزمین تک ہر چیزا ہے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ آفتاب د نیا کوگرمی اور روشنی دینے پر مامور ہے اور وہ ہرآن اور ہر لمحداس میں مصروف ہے ، زمین کوسرسبزی اور شادا بی کا کام سپرد ہاوروہ اس کوانجام دے رہی ہے،ابرکوسیرانی اور گوہر باری کاتھم ہےاوروہ اس کی تعمیل کرریا ہے، درخت پھل دینے پرمقرر ہیں اوروہ اس کام میں گئے ہوئے ہیں ،حیوا نات جن کاموں پر مامور ہیں وہ بخوشی ان کوکررہے ہیں لیکن سوال سے ہے کہ کیا انسان بھی اس و نیا میں کسی کام پر ای طرح مقرر ہوکر آیا ہے یانبیں؟ اگر آیا ہے تو کیا اس کوانجام 5c 41c 1

آ وَانسان کوغورے دیکھیں۔ بظاہروہ بھی کھا تا پیتا چاتا بھرتا اٹھتا بیٹھتازندگی گذارتا ہےاور پھرمر جا تا ہے۔ کیا

اس کی زندگی کابس ای قدرمقصد ہے؟ اگر بہی ہے تو پھرانسان اورحیوان میں گیا پہچان؟ اور ذی ارادہ اورغیر ذی ارادہ میں کیا امتیاز؟ اورصاحب عقل اور ہے عقل میں کیا فرق؟ چنانچے قمر آن پاک ای لئے انسانوں سے سوال کرتا ہے اور بجا سوال کرتا ہے۔

﴿ الله مَعْدَدُ مَا أَنَّمَا حَلَقُنْكُمْ عَبَنَا ﴾ (مونون ١١٥) كياتم يكان كرت بوك بم في كوبيار پيداكيا-﴿ اَيْحُسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتُولُكُ سُدْى ﴾ (قيار ٢٠١) كياانيان بيكان كرتا ب كدوه بيكار چوز دياجا كار

اس ہمعلوم ہوا کہ وہ بھی کمی غرض ومقصد کے لئے پیدا ہوا ہے لیکن وہ غرض ومقصد کیا ہے؟

انسان کی پوری ہتی اگر کا نتات کے صفحہ ہے من جائے تو بھی آفاب ای طرح چکتار ہے گا ہمندراس طرح الجے رہیں گئی ہوا کہ مندراس طرح بیسے کے بوائیس ای طرح بیس کے بوائیس ای طرح بیسے کے بین اگر درخت نہ پھلیس تو انسان کی ہتی معرض خطر میں پڑجائے مبزیاں نہ آئیس تو انسان کی ہتی معرض خطر میں پڑجائے مبزیاں نہ آئیس تو انسان کو بھوکا مرجائے پانی نہ برے تو انسان بیاسا نڑپ جائے اگر بوانہ چلے تو انسان گھٹ کر مرجائے اگر زمین نہ بوتو انسان کو مرجائے پانی نہ برے تو انسان کی ہتی کا جراغ فوز ابجہ جائے سمندر نہ بوتو نہ پانی برے ، نہ میزیاں آئیس نہ انسانی غذا میسر آئے ، نہ پانی برت کہ پھر زمین کو ختک ہونا نصیب ہوالغرض و نیا کی کوئی اہم ہتی اپنے وجود کے لئے کارخانہ ہتی کا یک ایک برزہ کا حاجت مند ہوتو پھر کیا یہ کے لئے انسان کی محتاج نہیں کیکن انسان اپنے وجود کے لئے کارخانہ ہتی کے ایک ایک برزہ کا حاجت مند ہوتو پھر کیا یہ بختی ہونا وجود کی فرض و غایت انسان کا وجود اور اس کی بھا ہے لیکن خود انسان کے وجود کی فرض و غایت انسان کا وجود اور اس کی بھا ہے لیکن خود انسان کے وجود کی فرض و غایت انسان کا وجود اور اس کی بھا ہے لیکن خود انسان کے وجود کی فرض کی بھا ہے لیکن خود انسان کے وجود کی فرض کو گوگی دوسری ہے جود گرم وجود ات کے وجود کی فرض ہے نیادہ اہم ہے۔

قرآن پاک دوسرے موجودات وکلوقات کی نبعت بیر کہتا ہے۔ ﴿ هُوَ الَّذِی حَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرُضِ جَمِیْعًا﴾ (بقرہ۔ ۲۹) ای نے تمہارے لئے (اے انسانو) وہ سب پیدا کیا جوز مین میں ہے۔ پھریہ بھی بتایا۔

﴿ اللَّمْ تُر اَنَّ اللَّهَ سَخَّرَلَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ ﴾ (ج-10)

(اے انسان!) کیا توغور نہیں کرتا کہ زمین میں جو یکھ ہال سب کوتمہارے کام میں اس نے لگار کھا ہے۔ زمین کے بعد آ سان کی نسبت بھی اس نے اعلان کیا۔

﴿ وَسِحَّرِلْكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَسَرَ وَالنَّحُومُ مُسَخِّرَاتٍ ، يَأْمَرِهِ ﴾ (خلء)) اور (اے انسانو) اس نے رات اور دن کوسورج اور جائد کوتہارے کام میں نگایا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم سے کام میں لگے جیں۔

ہتایاں دوہی ہیں' خالق کی اور اس کی مخلوقات کی محلوقات کے حالات پرغور کرنے سے نظر آتا ہے کہ ان میں

ادنی چیزا ہے سے اعلی چیز کے کام آری ہے۔ جمادات نباتات کے نباتات جمادات کے اور جمادات اور نباتات اور حیوانات تینوں انسان کے کام آ رہے ہیں۔ آخرانسان کوبھی اپنے ہے کسی اعلیٰ جستی کے کام آنا جا ہے۔ مخلوقات میں تو اب اس طرح کی کوئی اعلیٰ ہستی نہیں تو لامحالہ اس کی تخلیق خود خالق کے لئے ہوئی ہے۔

الغرض دنیا کی ساری چیزوں کی غرض وغایت بواسطہ یا بلاواسطها نسانوں کی بقا' زندگی اور آ سائش ہے کیکن خود انسان کی زندگی اس کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہے، جیسا کہ وہ خود فریا تا ہے۔

> ﴿ وَمَا حَلَقُتُ الْحِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ ﴾ (ذاريات-٥٦) اور میں نے جن اورانسانوں کواس لئے پیدا کیا کہ وہ میری اطاعت کریں عقل ونہم اورارا دہ واختیار کے لحاظ سے مخلوقات کی تین فشمیں ہیں۔

ا۔ایک وہ جوان صفات ہے بکسرمحروم ہیں جیسے آفتاب ماہتاب زمین مٹی پھڑ کھل بھول درخت ۲ ـ دوسری وه جوصرف ابتدائی احساس اورعلم وفهم رکھتے ہیں لیکن قیاس واستقر اء وتمثیل اور حاضر پر غائب کو قیاس کر کے کسی نے علم کا انتخر اج کرناان کی قدرت ہے باہر ہے۔ان کا ارادہُ واختیار بھی صرف ظاہری محسوس اشیاء تک محدود ہے جیسے حیوا نات۔

٣ \_ تيسري وه مخلوق ہے جوعقل وا دراک رکھتی ہے ، قياس آرائی کرتی ہے ، استقراء اور تمثیل کے ذريعہ ہے استنباط کرتی ہے، جزئیات سے کلیات بناتی اور کلیات سے جزئیات پر حکم لگاتی ہے، بدیمیات سے نظریات تک پہنچتی اور عَائب كوحاضر برقياس كرتى ہے۔

پہلی قتم کی مخلوقات سے جو حرکات اور آٹار پیدا ہوتے ہیں وہ اضطراری اور غیرارادی ہوتے ہیں اور بھی ان میں تخلف نہیں ہوتا،ای لئے ان کوفطری آٹاراورطبعی خصائص کہتے ہیں جن کا صدوران مخلوقات ہے ہمیشہ یکسال اور بلا ارادہ ہوتار ہتا ہے۔دوسری قتم کی مخلوقات ہے جوآ ٹاراور حرکات پیدا ہوتے رہے ہیں وہ گوارادہ اوراحساس اور ابتدائی فہم کے ماتحت صاور ہوتے ہیں لیکن ان کے ہر فردے صرف ایک ہی تتم کے افعال حرکات اور آثار جبلت فطرت اور طبیعت کہتے ہیں ان کےصدور میں بھی وہ مخلوقات اپنی فطرت اور طبیعت کے نقاضے ہے مجبور ہیں جیسے حیوانات کے افعال اوران کے مختلف انواع کے الگ الگ نوعی کام کہوہ ازل سے قیامت تک یکساں ایک ہی طرح اوروہ بھی کسی غایت اور انجام دیآل کے پہلے ہے سوچے بغیران سے صادر ہوتے ہیں۔

تیسری مخلوق کے بعض افعال گوطبیعت و جبلت کے مطابق ہوتے ہیں جو دیگر مخلوقات کی طرح و یہے ہی بے ارادہ اور اضطرار آسرز د ہوتے ہیں مگراس کے اور دوسرے افعال وحرکات تمام تر اس کے ارادہ اختیار اور فہم ہے صاور ہوتے ہیں۔صرف بہی آخری قتم کے افعال وہ ہیں جن پرخیروشراور نیک و بد کا حکم جاری ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کریے کہ اس کے تمام عاقلانہ کام، عاقبت بنی انجام اور مال کارکو خیال کر کے اس کے ارادہ سے صادر ہوتے ہیں اور سیبیں ہے اس کی ذرمدداری کا سوال پیدا ہوجا تا ہے۔

جن وائس کے علاوہ تمام دوسری محکوقات خیروشر کی ذمہ داری ہے بری ہیں۔ جمادات ونیا تات تواس کئے کہ

ان کے افعال وحرکات تمام تر مجبورانہ بارادہ اور فکر انجام کے بغیر صادر ہوتے ہیں یا یوں کہو کہ ان احکام کے ہو جب ہمیشہ ہوتے ہیں جو خدانے ان کواؤل ہی دن دے دیے ہیں۔ حیوانات بھی اس لئے اس ذمداری ہری ہیں کہ ان کے افعال وحرکات بھی تمام ترجبلی وطبعی ہیں اوروہ جبلت وطبیعت پر مجبورانہ بارادہ اورانجام کے خیال کے بغیر عامل ہیں یایوں کہو کہ وہ اپنے خالق کے احکام پر ہمیشا ضطرارا عمل پیرا ہیں۔ ای طرح فرضتے بھی اس تکلیف سے سبدوش ہیں کیونکہ وہ بھی اپنی خلقت اور جبلت سے اطاعت پر مجبور ہیں اورای لئے ان سے عصیاں نہیں سرز دہوتا۔ صرف ایک انسان الی محلوق ہے جو بہت ی ہاتوں میں ارادہ و اختیار اور علم رکھتا ہے، نیکی بدی اور خیر وشڑان دونوں پہلوؤں میں سے کی ایک کا داور انجام پر غور کرکے پیام الی کا بیا جو بہتا ہے اس لئے وہی خیروش کے امتیاز اور حق و باطل کے فرق کے لئے پیام الی کا عالی کا فرق کے لئے پیام الی کا عالی کا قرق کے لئے پیام الی کا علی کا تا ہے اس لئے وہی خیروش کے امتیاز اور حق و باطل کے فرق کے لئے پیام الی کا علی کا تھیاں خیام الی کا علی کا تھیاں الی کا علی کا تھیاں تھی کہورٹیں ہے۔ محت کوئی کام کرتا ہے اس لئے وہی خیروش کے امتیاز اور حق و باطل کے فرق کے لئے پیام الی کا علی کا حقاع کے بیام الی کا حقاع کی تارہ کیا ہے۔

جمادات ونباتات اورد مگر مخلوقات ہے احکام الٰہی کی مجبورانداطاعت یعنی جبلت یا فطرت یا خاصیت کوقر آن یاک یوں اداکرتاہے۔

﴿ وَلِللَّهِ يَسْحُدُ مَا فِي السَّمَوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَالْمَلْفِكَةُ وَهُمْ لَايَسْتَكْبِرُونَ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوَقِهِمُ وَيَقْعَلُونَ مَا يُؤُمَرُونَ ﴾ (تحل٢٥)

اور خدا بی کے آگے سر جھکاتے ہیں جو آسانوں میں ہاور جوز مین میں ہے جانداروں میں سے اور فرشتے 'وہ سرکشی نہیں کرتے 'اپنے پروردگار کااو پرے ڈرر کھتے ہیں اور کرتے ہیں جو تھم پاتے ہیں۔

ای فطری اطاعت البی کا دوسرانام فطری وحی بھی رکھ لوجیسا کے قرآن میں ہے

﴿ وَاَوْ خَي رَبُّكَ اِلْمَ النَّحُلِ اَن اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّحَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ثُمَّمَّ كُلِيُ مِنْ كُلِّ الشَّمَرَاتِ فَاسُلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ﴾ (تحل 19)

اور تیرے پروردگار نے شہد کی تعیبوں پر وہی بیجی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور جہاں حیت ڈالتے ہیں اپنے لئے گھر بنالے پھر ہر پھل میں سے کھا' پھراپنے پروردگار کی راہوں پر (مقرر داحکام پر) چل مطبع ہوکر۔

دیکھواس آیت پاک میں طبعی الہام کی مجبورانہ پیروی کواطاعت الّبی کہا گیا ہے اور دوسری جگدان کی اپنے خالق اور پیدا کرنے والے کے علم کی۔اس طبعی اطاعت اور فطری تھیل کوان کی زبان حال کی نماز اور تبیع فرمایا گیا ہے۔

﴿ آلَهُ تَرَ آنَّ اللَّهُ يُسَبِّحُ لَهُ مَنُ فِي السَّمُوٰتِ وَالْآرْضِ وَالطَّيْرُ طَفَّتٍ مَ كُلُّ قَدُ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسُبِيْحَهُ مَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ا بِمَا يَفَعَلُونَ ﴾ (اور٠٠٠)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آسان اورز مین میں جوگوئی ہو وہ اڑتے جانور پر کھولے اس کی یاد کرتے ہیں۔ ہرایک نے جان رکھی ہا بی طرح کی نماز اوراس کی یا کی کی یا ڈاور خدا کو معلوم ہے جووہ کرتے ہیں۔

لیکن انسان کو دوسرے موجودات ومخلوقات کی طرح مجبور محض پیدائہیں کیا گیا ہے بلکہ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے وہ احساس اورارادہ جو جمادات میں معدوم نبا تات میں کل بحث اور حیوانات میں متحرک ہے، وہ انسان میں پوری طرح بیدار اور کارفر ما ہے۔ای طرح وہ ارادی قوت واضیار جو جمادات میں معدوم، نباتات میں مفقو داور حیوانات میں محدود ہے وہ انسان میں ایک حد تک وسیع ہے۔علاوہ ازیں ہر کام میں عاقبت بنی اور مال اندیشی سرف انسان کا خاصہ ہے ای لئے تمام مخلوقات میں وہی ارادی'' تکلیف'' کامستحق قرار پایا اور غیر ذی ارادہ مخلوقات کی طرح بالاضطرار اور مجبورانہ اطاعت الہٰی کے لئے نہیں بلکہ بالارادہ اطاعت کے لئے اس کی تخلیق ہوئی۔فرمایا

﴿ إِنَّا عَرَضَنَا الْآمَانَةَ عَلَى السَّمُواتِ وَالْآرُضِ وَالْحِبَالِ فَآبَيْنَ اَنُ يُحْمِلْنَهَا وَاشْفَقُنَ مِنُهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ﴾ (احزاب:٢٥)

ہم نے اپنی امانت آسانوں پراورز مین پراور پہاڑوں پر چیش کی تو انہوں نے انکار کیا اوراس سے ڈرے اورانسان نے اس کو انھالیا۔

یدامانت'اس کی نیکی و بدی کی تمیزاور خیروشر کا فرق ہے جس کے بقیجہ کے طور پرشریعت اللی کا نزول ہوا ہے انسان کواپنی اس امانت سے عہدہ برآ ہونے کے لئے باارادہ اور بااختیارا فعال میں بھی بےارادہ اور بےاختیارا نہ افعال کی طرح احکام اللی کی اطاعت کرنا ضروری ہے یعنی جس طرح بےاختیارا نہ افعال میں فطرت و جبلت کی مجبورا نہ اطاعت کر کے حکم اللی کی حمیل کی جاتی ہے ای طرح باارادہ اوراختیاری افعال میں بھی شریعت کی بالارادہ اطاعت کر کے حکم اللی کی حمیل کی جاتی ہے ای طرح باارادہ اوراختیاری افعال میں بھی شریعت کی بالارادہ اطاعت کر کے حکم اللی کی حمیل ضروری ہے۔

اس مطلب کو دوسر نے لفظوں میں یوں اوا کر کتے ہیں کہ غیر ارادی افعال وحرکات میں جس طرح ہم اپنے فطری الہام ووجی کی مجبورانہ پیروی کرتے ہیں ،ای طرح ارادی افعال میں بھی شرق الہام ووجی کی بالا رادہ پیروی کریں۔
لکین کسی کی اطاعت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کے احکام وامرے ہم کو وا تفیت نہ ہو۔ا نہیاء " اور
رسول وہی ہیں جن پر اللہ تعالی اپنے ان احکام اور اوامر کی شریعت کو وتی کرتا ہے اور وہ ان ذی ارادہ بندوں کو اس ہے آگاہ
و باخبر کرتے اور اس کی اطاعت کی دعوت دیتے ہیں۔

بینکته کهانسان کےعلاوہ تمام دیگر ہےارادہ تکلوقات خدا کی اطاعت پرطبعًا مجبور ہیں اور کسی قدر ہاا ختیارا نسان کے افرادا پنے اسی تعوڑے سے اختیاراورارادہ کے بل پراپنے خالق سے سرکشی کرنے پر آبادہ ہیں ،خود قرآن پاک کے الفاظ میں موجود ہے فرمایا۔

و السُمْ تَمَرُ أَنَّ اللَّهُ يَسُحُدُ لَهُ مَنُ فِي السَّمُواتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمُسُ وَالْقَمَرُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُومُ وَالنَّمُ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَدَ الْ ﴾ (جَدا) كياتو في الله وَالمَّون عَلَى الله والمُورِنَ اور كياتو في الله والمُورِن اور عَلَا الله عَلَى الله والمُورِن اور عَلَا الله عَلَى الله والمُورِن اور عَلَا الله عَلَى الله والمُورِن اور عَلَا الله والمُورِن الله عَلَى الله والمُورِن الله والمُؤمِن الله والمُورِن الله والمُورِن الله والمُورِن الله والمُؤمِن المُؤمِن المُؤمِن الله والمُؤمِن الله والمُؤمِن المُؤمِن المُؤمِن الله والمُؤمِن الله والمُؤمِن المُؤمِن المُؤمِن

د نیکھو کہ انسان کے علاوہ تمام دوسری بے ارادہ اور بے عقل مخلو قات کی کلی اطاعت اور سرا فکندگی کا اعلان ہے لیکن خاص باارادہ اور باعقل اورانجام میں انسانوں کی دوشمیں کر دی گئیں ہیں ،مطبع اور سرکش ۔ کا نتات کے مجف کا قدریجی مطالعہ کر وتو معلوم ہوگا کہ جمادات نبا تات جیوانات اورانسان میں ہے جس صنف مخلوقات میں احساس ،ارادہ اورا ختیار کا دائرہ اصناف بستی میں بڑھتا جاتا ہے ای قدر معلم فطرت اپنے فرائض ہے کنارہ کش ہوتا جاتا ہے اور وہ صنف کا کنات اپنی ذمہ داری آپ قبول کرتی جاتی ہے۔ جمادات اپنی نشو و نما کے لئے بیرونی غذا کے محتاج نہیں 'بنا تات جن میں ان اوصاف کی بستی صرف اپنی آ تکھیں کھولتی ہے ،ان کی غذا خودان کے پاؤں کے بنجے ہوتی ہوتی ہے اور وہ خودا از کراور چل کران تک پہنچ جاتی ہے۔ جیوانات جن میں بیاوصاف جاگ کر کروٹی میں بدلتے ہیں ان کی غذا ہوتے ، ب ہوتے کھارے ، بن کچ کائے ہرقدم پر ہروقت تیار ملتی ہے کیکن انسان جس میں سیمینوں اوصاف بیٹھ کر حکر ان اور کار فرما ہوتے ہیں ،اس کے منہ تک غذا کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کی جدو جہد محنت اور جانفشانی کے بیدنے کا گرم قطرہ بیشانی ہے چل کر اس کے یاؤں تک نہیں پہنچا۔

جہاں احساس ارادہ اور اختیار جیسے جیے کم ہائ قدر طبیعت فطرت اور جبلت کی اضطرار کی حکومت زیادہ قائم ہوگئی جائیں جیسے جیسے ان تینوں اوصاف کی ترتی و بحیل ہوتی جائی ہے طبیعت فطرت اور جبلت کی حکومت کا دائر ہ تنگ ہوگر احساس ارادہ اور اختیار کی شہنشاہی قائم ہوتی جاتی ہا اور حرکات و اعمال کی باگ فطرت و جبلت کے مضبوط اور ناممکن الخیر ہاتھوں سے نکل کر اختیار وارادہ کے کمز وراور ہرآن بدل جانے والے ہاتھوں میں آجاتی ہے۔ جمادات ہمیشوں کریں گے جوان کو کرنا چاہئے ، خیوانات وہی کام انجام دیں گے جوان کے ہوان کے برد کردیا گیا ہے، لیکن انسان کسی قدر اختیار اور ارادہ پاکرا کٹر اپنی راہ ہے ہے جب جاتا ہے اور حدود اعتدال سے قدم باہر کال ویتا ہے اور ارادہ کی فرمداری کی امانت کو بھول جاتا ہے اور حدود اعتدال سے قدم باہر کال ویتا ہے اور این انسان کسی قدر اختیار اور ارادہ کی فرمداری کی امانت کو بھول جاتا ہے۔ انبیاء "اور رسول" وہی ہیں جواللہ تعالی کے حکم سے اس ذی ارادہ اور بااختیار مخلوق کواس کی فرمداری کی امانت کو بھول جاتا ہے۔ انبیاء "اور رسول" وہی ہیں جواللہ تعالی کے حکم سے اس ذی ارادہ اور بااختیار مخلوق کواس کی فرمداری کی امانت کو بھول نے تا ہے۔ انبیاء "اور رسول" وہی ہیں۔

اس اختیاراورارادہ کے مرکز کا نام مداہب کی زبان میں ''دل'' ہے جوانسان کے سرے لے کر پاؤں تک کی رگ رگ اور ریشدریشد کی ایک ارادی جنبش وحرکت پر حکمران ہاورای کے حکم سے اس جسم کے اندرونی عالم میں سب کچھ ہوتااور سرانجام یا تا ہے۔ انبیاء ''ای دل کے نظام کوورست کرنے کے لئے آتے ہیں۔

انسان کواپنے وجود بقائم ترقی اور پھیل کی ہرمنزل میں قدم قدم پر ہزاروں چیزوں کی احتیاج ہوتی ہے۔ان چیزوں کے مہیا اور تیار کرنے کے لئے ہرانسان میں استعداد وقوت الگ الگ ہوتی ہا اور بیا ستعداد وقوت فیاض قدرت کی طرف سے پیدائش بلکہ پیدائش سے پہلے ہی آ ب وگل کے عالم میں اس میں ودیعت رکھی جاتی ہے۔ بہی سبب ہے کہ ہرانسان میں جس قتم کا میلان ہوتا ہے اس کی استعداد اس میں پائی جاتی ہے اور پھر بعد کو خاص خاص فنی الہامات کے ذریعہ سے جن کوتم ایجادات اور اختر اعات کہتے ہو، ہر پیشہ ورا پنے متعلقہ کام کو بڑھا تا ہے اور ترقی ویتا ہے اور تمہاری ضرورت کے مطابق تمہارے لئے سامان فراہم کرتا ہے۔

ان مادی ضرور میات کے بتانے والوں کے حسب استعداداور حسب حیثیت مختلف در ہے اور مرتبے ہیں۔ بعض ان میں سے محض مقلد ہوتے ہیں جو وہی بنا کتے ہیں جو بتانا سیکھا ہے بعض چا بک دست اور ذہین ہوتے ہیں جواجھے کاریگروں کے صرف نمونوں کو دیکھ کراچھی چیزیں تیار کر سکتے ہیں، بعض ایسے ذہین اور فطین ہوتے ہیں کہ وہ نی نئی چیزی بناتے وریافت کرتے اورایجاد کرتے ہیں اور بعد کے آنے والے مدت تک انہیں کی تقلید کرتے رہے ہیں کاشکاری کے اصول از الدمرض کی تدبیریں کھانے پکانے کے طریقے "صواری کی ضروریات ارہے سہنے کے سامان پہننے کے کپڑے '
لڑنے کے آلات ان میں سے ہرشے کی ضرورت ہا اوران میں ہرضرورت کے لئے خالق فطرت نے ایک آیک گردہ پیدا کردیا ہے۔ وہ اپنے کام کو انجام دیتے رہتے ہیں۔ ان ضرورتوں کے فراہم ہوجانے سے انسان کی مادی زندگی کی شخص ہوجاتے سے انسان کی مادی زندگی کی شخص ہوجاتے ہے انسان کی مادی زندگی کی شخص ہوجاتی ہے۔ اب اس کے بعداس کی روحانی اوراخلاقی زندگی کی شروریات کا جن کوتم اصول تدن طریقہ معاشرت '
آئین عدل و انصاف 'اخلاق حسنہ اور دین و تقویٰ کے نام سے موسوم کرتے ہو، دور شروع ہوتا ہے۔ اگر یہ اصول اور تعلیمات انسانوں کے سامنے نہ ہوں تو آوم کے بیٹوں کی بیہ جنت دوزخ ہوجائے اور اشرف المخلوقات کی بیہ جماعت جانوروں کا گلہ اور در ندوں کا حجنڈ بن جائے۔

جوتمبارے لئے غلہ پیدا کرتا ہے وہ کا شتکار ہے اور جواوزار بناتا ہے وہ لوہار ہے جوزیور گھڑتا ہے وہ سونار ہے جوتمبارے کپڑے بناتا ہے وہ جولاہا ہے جوتمبارے مکان بناتا ہے وہ سعمار ہے جوتمباری حفاظت کرتا ہے وہ سپاہی ہے جو تمباری تفاظت کرتا ہے وہ سپاہی ہے جو تمباری تکہبانی کرتا ہے وہ حاکم ہے جوتمبارے آپس کے جھڑے دیاتا ہے وہ قاضی ہے جوتمبارے ملک کے اندرامن و امان کا ضامن ہے وہ باوشاہ ہے جو تمباری جسمانی بیاریوں کا معالج ہے وہ طبیب ہے جو اپنی صناعیوں ہے تمہاری ضرورتوں کے لئے کاریگری کی چیزیں بناتا ہے وہ صناع ہے اور جوتمبارے لئے مادی کا تنات کے چرہ سے اسرار کا پر دہ ہٹا کرتم کو ہر چیز سے باخبر کرتا ہے وہ حکیم ہے۔

ای طرح جو برگزیدہ افراد تمہارے روحانی واخلاقی واجتا کی حالات کے معلم وگران ہیں،ان کی بھی ایک جماعت ہے لیکن جس طرح تمہارے مادی ضروریات کے بنانے والوں کے لئے حسب استعدا واور حسب حیثیت در جی ہیں ای طرح ان روحانی ضروریات کے فراہم کرنے والوں ہیں بھی مرجے اور درجے ہیں ۔ بعض وہ ہیں جوصرف اگلے روحانی معلمین کی فقل و تقلید کرتے ہیں بی عام علماء ہیں، بعض وہ ہیں جواجھے روحانی نمونوں کود کھے کر فود بھی ان کی عمد فقل اتارتے ہیں اور دوسروں کو بھی بتاتے ہیں بی عجد دین ہیں، بعض او ہیں جوالہام رہائی نے فیش پاکر روحانیت کے نئے اصول وضع کرتے اور دنیا کے سامنے چیش کرتے ہیں بیانہ بیاء ہیں۔ان کے مقدس ہاتھ تمہارے لئے فلہ پیدا کرنے مکان بنانے کی گرا بنانے اور اور بنانے اور دنیا کے سامنے چیش کرتے ہیں بیانہ بیاء ہیں۔ان کے مقدس ہاتھ تمہارے لئے فلہ پیدا کرنے ہیں۔ مکان بنانے کی گرا بنانے اور اور بنانے اور اور بنانے اور موانوع اور اور بیانی سے معلی ہیں۔ عدر جہابلند تر اور بہتر کام کے لئے ہیں۔ کی مبادک انگلیاں تمہارے ان تاروں پر پر تی ہیں جن سے صد ہاتھ کی ترکات و سکنات اور ہوطرح کی جدو جبد کا بدارے لیجن کرنے ہیں افراس کے تبعین کے موانوع انسانی کوئی طبقہ اس کی نشو ونما محنا فلت ترتی سیحین ترقی جبد کا بدارے کی گری دیا ہی اور ایسا جھنا کہ اس کی ترتی و تعمل واصلاح کی خدمت نوع انسانی کے کسی کار کن طبقہ سے متعلق نہیں کی کرتا ہے اور ایسا جھنا کہ اس کی ترتی و تعمیل واصلاح کی خدمت نوع انسانی کے کسی کار کن طبقہ سے متعلق نہیں کی کرتا ہے اور ایسا جھنا کہ اس نے اس کی ترتی و تعمیل واصلاح کی خدمت نوع انسانی کے کسی کار کن طبقہ سے متعلق نہیں ہے؟ کیا اس کی شان ر بو بیت کے ساتھ سو قران نہیں ۔

یمی وہ طبقہ ہے جو تمام متفرق اور مختلف انسانی طبقوں کو باہم جوڑ کرا کی عام انسانی تمدنی سطح پر لایا ہے، وہ ان

سب کو جوتمہارے لئے روٹی تیار کرتے ہیں کپڑے بنتے ہیں جھونپڑے بناتے ہیں اور سامان اور اوز ار درست کرتے ہیں اور ملی دوسرے کے ساتھ مشارکت اور معاونت اور نیکی پر آ مادہ کرکے ان میں روحانی برادری پیدا کرتے ہیں اور منی سے پیدا ہونے والے ایک آ دم کے بیٹوں کو جن کو دولت وغربت سوسائٹی اور مجلس، اور حکومت اور اقلیم اور جغرافی وقو می تقسیم نے پارہ پارہ کرر کھا ہے باہم جوڑ دیتے ہیں اور ان تمام مصنوعی اخیاز ات کومٹا کر پوری زمین کو ایک ملک، تمام اقوام عالم کو اولا د آ دم اور کل بلندہ پست طبقوں کو ایک انسانی طبقہ قرار دیتے ہیں اور ان کے اخلاقی وروحانی عالم میں اصلاح و ترقی اور امن وامان پیدا کرد ہے ہیں، ان کے دلول سے بغض و کینے کو نکال کراخوت و محبت کا نور بحرتے ہیں، ان کے احساس ارادہ اور اختیار کی باگ پران کے دل کو قابو حاصل کرنے کی تدبیر بتاتے ہیں اور ان کو اعتدال کی حدبتا کرمیج و خلط کی تمیز عطا کرتے ہیں۔

بھی وہ طبقہ ہے جس کوہم نمی رسول اور پیغیر کہتے ہیں ان کو گو براہ راست جسم وجسمانیات ہے تعلق نہیں ہوتا بلکہ صرف دل اور قلب وروح کے عالم سے سرو کار ہوتا ہے تاہم اس دل اور قلب وروح کی اصلاح کے لئے جسم وجسمانیات کی کسی قد راصلاح بھی اس حد تک ان کے فرائض میں داخل ہے جہاں تک ان کودل اور قلب وروح کے کاموں کی اصلاح کے لئے اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

## أيك شبداوراس كاجواب:

اس مقام پرایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ افرادانسانی کے درمیان امن وامان اور اطمینان پیدا کرنے کا کام تو باوشاہ جس کرتے ہیں اخلاق کا کام ایک معلم بھی کرتا ہے ایک فلسفی اور اجتاعیات کا ایک حکیم بھی کرتا ہے بگران کے کاموں کے درمیان جو عظیم الشان فرق ہاس کو بچھ لینا ہی اس شبہ کا از الد ہے۔ علی اصطلاح بیں یوں جمجھو کہ مختلف فنون کے ماہرایک ہی چیز پر مختلف حیثیتوں نے نظر ڈالے ہیں اور اس اختلاف نظر سے ان کافن بھی علیحدہ علیحدہ ہوجاتا ہے۔ کس اہرایک ہی چیز پر مختلف حیثیتوں نے اگر بحث کی جائے تو کیمشری ہے ،اگراس کی ڈندگی اور اسباب زندگی پر فور کیا جائے تو بیالو بی (علم الحیات) ہے ،اگراس کے در مافیات کی جائے تو کیمشری ہے ،اگراس کی ڈندگی اور اسباب زندگی پر فور کیا جائے تو اگراس کے جذبات اور جذبات کے مطابق اس کے در واقع اسباب وعلی اور فرش و اگراس کے جذبات اور جذبات کے مطابق اس کے شخصی افعال وا عمال کے حدود اور ان کے اسباب وعلی اور فرش و عائے تو یہ سوشیالو بی (علم اجتماع و معاشرت) ہے ،اگراس کے جماعتی خصائف اور لوازم کی تعیش کی جائے تو یہ سوشیالو بی (علم اجتماع و معاشرت) ہے ،اگراس کے جماعتی خصائف اور لوازم کی تعیش کی گئی ہیں اور ان سے کتنے مختلف علوم پیدا ہو گئے ہیں؟ تا ہم وہ سب سوشیالو بی (علم اجتماع و معاشرت) ہے ،اگراس کے جماعتی خلف علوم پیدا ہو گئے ہیں؟ تا ہم وہ سب جم اور جسمانیات ہی ہے متعلق اور وابست ہیں اور این ہمدان ہیں سے ہرا کی علم وفن علیحدہ اور ہرا کی علم وفن علیحدہ ہیں۔

ای طرح آیک نی اورایک رسول کا کام بھی بادشاہوں فلاسفروں اور تکیموں کی طرح انسانوں ہی کی اصلاح ہے گر ان میں سے کسی آیک کا کام بھی دوسرے سے ملتا جلتانہیں ہے بادشاہ صرف اس کا ذمہ دار ہے کہ وہ اپنے زور وقوت ے بازاروں گلیوں آباد یوں اور میدانوں میں امن وامان اور انصاف کوقائم رکھے فلاسفرانسانوں کے تمام اعمال و خیالات کے اسباب وعلل کی تفتیش اوران میں نظم وسلسل اور علت و معلول کا ربط پیدا کرنے کا گفیل ہے فلنفداخلاق کے معلم تمہارے اخلاق وعادات کے اسباب وعللی تم کو بتاتے اور تا قائل قیم جذبات کی تشریح کرتے ہیں اس ہے آگان کا کوئی کا م نہیں کھیم اور واعظ تمہارے اعمال واخلاق کی اصلاح کے لئے نہایت شیری خوشگوار اور ڈھلے ہوئے فقر سے مناتے ہیں مگران میں سے کوئی نہیں جو تمہارے دلوں کا رہنما ہو۔ جو تمہارے احساس ارادہ اور اختیار کے قدم کو غلاروی ساتے ہیں مگران میں سے کوئی نہیں جو تمہارے اور جذبات کے اسباب وعلل بتائے بلکہ تمہارے اخلاق وعادات اور جذبات کے اسباب وعلل بتائے بلکہ تمہارے اخلاق وعادات اور جذبات کی تدبیر بتائے بلکہ تمہارے اخلاق وعادات اور جذبات کی تدبیر بتائے بلکہ اس کے ہاتھا ور زبان میں سے اور جذبات بلکہ پورے دل کی قوتوں میں انقلاب پیدا کردے اور شرکے تخم کو دلوں کی سرز مین سے نکال کر خیر کا برگ و ہار پیدا کردے۔ البعد نبی سے تمام کا میرانجام و بتا ہے۔ وہ انسانوں کواس کے احساس ارادہ اور اختیار کی بھوئی ذمہ داری یاد دلاتا ہے اوران تو ئی کے مرکز یعنی دل کو خدا کے تمام کا میرانجام و بتا ہے۔ وہ انسانوں کواس کے احساس ارادہ اور اختیار کی بھوئی ذمہ داری یاد دلاتا ہے اوران تو ئی کے مرکز یعنی دل کو خدا کے تھم سے درست کردیتا ہے۔

وہ بادشاہوں کی طرح صرف بازاروں ،مجمعوں اور آبادیوں کا امن واطمینان نہیں چاہتا بلکہ وہ لوگوں کے دلوں کے اندرکا امن واطمینان جاہتا ہے۔ وہ معلمین اخلاق کی طرح اسباب وعلل کی تلاش وجنجو کی تشریح کی پروانہیں کرتا بلکہ اخلاق سیند خواہ کسی سبب سے ہوں ،وہ ان کی بیخ کئی کرتا ہے اور اخلاق حسنہ خواہ کسی علت سے معلول ہوں ،وہ ان کو انسانوں کے اندر بیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔وہ انسانی اوبام کے طلسم کوتو ژویتا ہے اور غلط رسوم ورواج کی بندشوں کو کھولتا ہے اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی میں دیتا ہے۔

﴿ يَامُرُهُمُ بِالْمَعُرُوفِ وَيَنُهُهُمْ عَنِ الْمُنكرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيُهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنُهُمُ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَلَ الَّتِي كَانَتُ عَلَيْهِمْ ﴾ (الراف-١٥٥)

وہ ان کو بھلائی کا تھم دیتا ہے اور برائی ہے روکتا ہے اور اچھائیوں کو ان کے لئے علال اور خبیث چیزوں کو حرام تغہرا تا ہے اور ان کے اس بندھن اور زنجیروں کو جوان پر ہوتی ہیں ان سے اتار تا ہے۔

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِيُنَ وَمُنْكِرِينَ لِفَلَا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُدِّمَةٌ البَّسُلِ ﴾ (نماء ١٥٥) ایے رسول بھیج جونیکوں کوخوشخری دیتے اور جدکاروں کو ہوشیار کرتے ہیں تا کدرسولوں کواس وعظ وقذ کیرے بعد پھر انسانوں کوخدا پرالزام دینے کاموقع نہ لے ( کہم بھولے تھے تو خدانے ہم کو کیوں نہ یا دولایا)

﴿ لَقَدُ أَرُ سَلَنَا وُسُلَنَا بِالْبَيِنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسُطِ ﴾ (عديد ١٥٠) جم نے رسولوں کو کھلی ہدایتیں وے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اتاری اور (عدل کی) ترازؤ تا کہ لوگ عدل و انصاف پرقائم رہیں اور (ونیا ہیں امن واطمینان کی زعرگی بسرکریں)

نوع انسانی کے دوسرے تمام خدام اور کارکن اپنے فرائض کو جن اغراض سے انجام دیتے ہیں ان کا دائرہ موجودہ زندگی کی بھلائی اور برائی ہے آ کے نبیس بڑھتا مگرانبیاء "اور رسول نوع انسانی کی خدمت کے بیام بھی اس کی یرے ہیں۔ موجودہ زندگی کی بھلائی اور برائی کواس لخاظ ہے سامنے رکھ کر کرتے ہیں کہ ان کااثر اس کی دوسری دائی و پائدارزندگی پر کیا بڑے گا۔وہ جسم کی خدمت جسم کے لئے نہیں بلکدروج کے لئے کرتے ہیں اور مخلوق کی خدمت خالق کے منشاء کے مطابق

ہو ہودہ ریدی کی جلان اور برای وا س کاظ سے سامے رہ کر رہے ہیں ایان کا ایرا اس کی دوسری دا کی ویا تدار ریدی پر ایا پڑے گا۔وہ جسم کی خدمت جسم کے لئے نہیں بلکہ روح کے لئے کرتے ہیں اور مخلوق کی خدمت خالق کے منشاء کے مطابق بجالاتے ہیں۔وہ صرف ایک مخلوق کو دوسری مخلوق ہی ہے نہیں بلکہ مخلوق کو خالق سے اور خالق ہی کے لئے ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے جوڑتے ہیں۔

وہ صرف انچھی انچھی اور میٹھی میٹھی یا تنیں لوگوں کونبیں ساتے بلکہ خود بہتر سے بہتر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کا عامل بناتے ہیں۔وہ خیال آراء شاعروں اور جھوٹے حکیموں کی طرح نہیں ہوتے جو کہتے ہیں اور کرتے نہیں، دیاغ ہوتے ہیں مگر دل نہیں ہوتے 'زیانیں ہوتی ہیں مگر ہاتھ نہیں ہوتے۔

﴿ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوَلَ ٥ اللَّمْ تَرَ اللَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيُمُونَ ٥ وَاللَّهُمُ يَقُولُونَ مَالَا يَفْعَلُونَ ﴾ (شمراء ٢٥ ـ ١٠٠)

اورشاعروں کے پیروکارتم کردہ راہ ہوتے ہیں ہتم و کیلھتے نہیں کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور وہ وہ کہتے ہیں جوکرتے نہیں۔

وہ اس دعویٰ کے ساتھ انسانوں میں آتے ہیں کہ ان کے خالق نے جس نے ان کے ذرہ ذرہ کا سامان راحت فراہم کیا ہے وہی ان کے قلب وروح کا سامان راحت بھی ہم پہنچا تا ہے ، ان کواس لئے بھیجا ہے کہ انسانوں کے قلب و روح کواس سامان کو برتنا سکھا تھیں اور ان کے رب کا پیغام ان کوسنا کمیں اور بتا کمیں کہ وہ بیہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اپنے احساس اپنے ارادہ اور اپنے اختیار کوکس طرح اس عالم میں صرف کریں کہ وہ پریشانی و بے اطمینانی کی تاریکی ہے اکل کرسکون واطمینان اور امن وسعادت کی روشی میں داخل ہوں۔

﴿ هُوَالَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبُدِهِ النِيَ ' بَيِّنْتِ لِيَخْرِ حَكُمْ مِنَ الظُّلُمْتِ اِلَّى النُّوْرِ ﴿ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُ وُفَ رُّحِيْمٌ ﴾ (صيم ٩)

وہی خداجوا ہے (رسول) بندے پر تھلی آ بیتیں ا تارتا ہے کہتم کو (اے انسانو!) ووتار کی ہے نکال کرروشنی میں لائے (اوراللہ نے ایسااس لئے کیا) کہ دوئتم پر شفقت کرنے والامہریان ہے

انبیا پھی ایک بادشاہ کی طرح جماعتوں کا انتظام کرتے ہیں گرملک کے قراح اور زمین کی آبادی کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے وہ بھی جان و مال کی حفاظت کے لئے مقنن کی طرح قانون بناتے ہیں اور قاضی کی طرح مزاوجزا کا تھم سناتے ہیں گرانعام شابی اور تخواہ ماہانہ پاکر کسی و نیاوی بادشاہ کے فرمان کی تعیل کے لئے نہیں بلکہ جم و جان کے شہنشاہ اور کا تنات کے مالک کے فرمان کی تعیل میں، وہ بھی قلاسفر کی طرح رموز وامرار کا پردہ فاش کرتے ہیں گر تجربہ استقراء اور کا تنات کے مالک کے فرمان کی تعیل میں، وہ بھی قلاسفر کی طرح رموز وامرار کا پردہ فاش کرتے ہیں مگر آن کے مانند قیاس سے نہیں بلکہ عالم الاسرار کے مبدء علم سے فیض پاکر، وہ بھی تھیم وواعظ کی طرح پرتا شیر کلام کرتے ہیں مگر ان کے مانند اپنے دل سے جوڑ کر نہیں بلکہ خلاسے کن کر، اور وہ صرف کہتے نہیں بلکہ جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں اور جوکرتے ہیں وہ دوسروں کو سناتے ہیں۔ خراص دوسروں سے کراتے ہیں۔ وہ خداسے ہیں، خداسے پاتے ہیں اور ای سے سنتے ہیں اور وہ کی اور وہ کو کہتے ہیں۔ وہ رہ کہتے ہیں۔ اور یا سان کو جو کہتے ہیں۔ وہ خداسے جوئی نہیں پرسب کو با نتیج ہیں۔

﴿ وَالنَّحُمِ إِذَا هُوى ٥ مَا صَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوى ٥ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى ٥ إِنْ هُوَ اللَّا وَحُي يُوْخِي ٥ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوى ٥ فُوْمِرَةٍ فَاسْتَوى ٥ وَهُوَ بِالْاَفْقِ الْاَعْلَى ٥ فَاوْخِي الِي عَبْدِهِ مَا أَوْخِي ٥ مَا كَذَ بَ الْفُوَّادُ مَازَاى ٥ أَفْتُمَارُونَهُ عَلَى مَايَرَى ٥ مَازَاعُ الْبَصَرُ وَمَا طَعْي ٥ لَفَدُ رَاى مِنْ ايْتِ رَبّهِ الْكُبْراى ﴾ (١٥ مَنْمَ ١٠٥)

قتم ہے اس ستارہ کی جب وہ نیچ گرے کے تمہارا ساتھی (وَغِیر) نہ بھولا ، نہ بھٹکا اور نہ وفض کی خواہش ہی ہے بات کرتا ہے۔ وہ تو وہ ہے جواس کو وقی کے ذریعہ ہے کہا جاتا ہے۔ اس کو بڑی بڑی تو توں والے ہی نے سکھایا ' طاقت والا ' تو وہ سید ھا ہوا در آ محالیکہ وہ آ سان کے سب ہے او پر کناروں میں تھا تو اس نے اپنے بندہ پر وہی گی۔ چو وہی کی شاس کے دل نے جواس نے ویکھا ' اس کو جھوٹ کہا ' کیا وہ جو دیکھتا ہے تم اس پر اس ہے جھڑزتے ہو ، نہ بینائی نے کہی کی اور شرکشی گی اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی بڑی نشائعوں میں سے دیکھا۔

﴿ قُلُ إِنَّمَا آتَبِعُ مَا يُوخِي اِلَيِّ مِنْ رَبِي هِذَا بَصَائِرُ مِنْ رُبَكُمُ وَهُدَى وَرَحُمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ (مورة الراف ٢٣٠)

کہدہ ے (اے پیغیر) کہ میں تو ای کی ویروی کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے وی کی جاتی ہے، یہ (اے انسانو!) تمہارے رب کی طرف سے بھی جاتی ہے، یہ واسانو!) تمہارے رب کی طرف سے بھیرتیں جیں اور ان کے لئے جو ایمان رکھتے جیں ہدایت اور رحمت جیں۔ اور وَحَت جی ہدا اَنْ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اِللّٰهُ اِللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ اللّٰ

یہ تو عالم کی پرورش کرنے والے کی طرف سے اتارا گیا ہے اس کوامانت والی روح نے تیرے ول پراتارا تا کہ تسیح عربی زبان میں تو ہشیار کرنے والوں میں سے ایک ہو۔

تکھتے: \_ بالکل ممکن بلکہ واقعہ ہے کہ ایک ہی فتم کا کام مختلف اوگ مختلف غرض و نیت ہے کرتے ہیں۔ کسی
قوم کی اصلاح ہی کا کام ہے کہ اس کو مختلف اوگ مختلف غرض و نیت ہے کرتے ہیں۔ خود غرضی کے غیر خلصا نہ اغراض ہے
قطع نظر کر کے صرف مخلصا نہ اغراض کو لؤ کوئی ہے جھتا ہے کہ قوم کی مالی صالت کی درتی ہے قوم بن سکتی ہے کوئی اصلاح کی
جڑ تعلیم کو قرار دیتا ہے کوئی رہم و رواج اور معاشرت پرزور دیتا ہے کوئی ظاہری تدن پر مدار رکھتا ہے کوئی جسمانی قوت پر
بھروسدر کھتا ہے ، کوئی سیاسی کامیابی کوقومی اصلاح کا مرکز مخبراتا ہے لیکن اخبیاء تھے نزد یک بیسب ٹانوی درجہ کی ہاتیں
ہیں وہ اپنی بنیاد صرف قلب کی اصلاح پر رکھتے ہیں اور بچھتے ہیں کہ بھی اصلی چیز ہے اور تمام دوسری ترقیوں اورا صلاحوں کو
وہ یکسرای ایک اصل کی فروع اورائی ایک جڑکی شاخیں جانتے ہیں۔

یمی سبب ہے کہ ان کی دعوت کی کامیابی ہے قو موں کوسلطنت بھی ملتی ہے وولت بھی ہاتھ آتی ہے علم بھی حاصل ہوتا ہے زوراورقوت بھی پیدا ہوتی ہے اور دنیاوی عظمت وجلال کا ہر منظر خاد ما نداس کے استقبال کے لئے آگے بردھتا ہے گرید خوب مجھ لینا چاہئے کہ سیاسی مصلحین کی طرح قوت وطاقت ان کا مطمع نظر نہیں ہوتا بلکہ جو پچھان کے سامنے ہوتا ہے وہ صرف خداکی اطاعت خداکی محبت اور خداکی خوشنووی ہوتی ہے، باتی تمام چیزیں ان کی نگاہ میں فری ٹانوی اور خمنی ہوتی ہیں۔ باتی تمام چیزیں ان کی نگاہ میں فری ٹانوی اور خمنی ہوتی ہیں۔

## نی اورغیرنی کے امتیازات:

سطور بالا ہے ہو بدا ہے کہ انہاء اوران کے مشابہ اشخاص میں کتاعظیم الشان فرق ہے۔ بیفرق چار حیثیتوں ہے نمایاں ہے۔ مبداور منبع کا فرق عرض وغایت کا فرق طریق دعوت کا فرق اور علم وقمل کا فرق۔ نمی کے علم کا مبدا بنبع المغذا ورسر چشہ ہو پھے کہوو ہ تعلیم انسانی 'گذشتہ تجربہ استقراء اور قیاس ہوتا ہے اور تی خالم کا ماخذ و منبع تعلیم انسانی 'گذشتہ تجربہ استقراء اور قیاس ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے بعنی علیم عقل سے جانتا ہے اور تی خالق عقل سے۔ ای طرح آلیک علیم کے تمام اقوال اور جدد کا منشاء اپنی شہرت طبی علم کا اظہار تو ہو یا ملک کی عبت کی خاطراس کی اصلاح ہوتا ہے مگرا کیک نبی کا مقعد خدا کے حکم کا اعلان اور خالق کی رضام ندی کے لئے مخلوق کی جملائی ہوتا ہے۔ طریق دعوت کا فرق بیہ ہوتا ہے کہوتا ہی دعوت کی علاوت تمام تر حکمتوں مصلحق ل اور علی واسباب کے ستونوں پر گھڑا کرتا ہے لیکن نبی اپنی دعوت کوزیادہ تر خالق کی اطاعت محبت اور رضا جو تی پر قائم کرتا ہے ہوتا ہے کہوتا ہے وہ کرتا ہے اور اس محبت اور رضا جو تی پر قائم کرتا ہے۔ وہ صرف جلوت کے منبر پر جلو ہ نمائیس ہوتا بلکہ وہ جلوت وضلوت اور خابر وباطن کی کرے دکھانا اس کے لئے ضرور کی ہوتا ہے۔ وہ علی ستواط افلاطون ارسطو دیو جانس وغیرہ آلی طرف میں بیاسا صنات ہے تر راستہ اور برائیوں سے پاک ہوتا ہے۔ وہ نیاش ستواط افلاطون ارسطو دیو جانس وغیرہ آلی طرف میں اور دونوں کے سوائح اور سیر تمی اور کارنا ہے بالکل نمایاں اور ایک دور سے ساس طرح متناز ہیں کہان میں ذرا القباس نہیں۔

بادشاہ اپنی تکوار کے زوراورا پی فوج وفشکر کی قوت ہے رعایا کوا ہے قانون کا پابندینا تے ہیں تا کہ فتنہ وفسادرک جائے فلاسفراہے دعوقال کو صرف استدلال کی قوت اور عقل کے خطاب سے تابت کرنا چاہتے ہیں تا کہ لوگ ان کی بات سلیم کریں کیکن پیفیر " اپنے ہیروؤں کے قلب کواس طرح بدل دینا چاہتے ہیں کہ وہ ازخود برائی کو چھوڑ کرنیکی اختیار کرلیں وہ اگر بھی قانون وصدوس اکو اختیار کرلیں استحصالتھ عقل کو بھی مخاطب کرتے ہیں تو ان کا بینمنی یا ثانوی کا مہوتا ہے اولین نہیں ۔ ان کی اولین غرض میں ہوتی ہے کہ ان کے ہیروؤں کو خدا کی قدرت اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کا اتنامحکم اور پختہ یفین ہوجائے کہ وہ اس کے حکموں اور فیسختوں کو جوان کے ذریعیہ تی ہیں ، بے چون و چراتسلیم کرلیں ۔

دنیا کے بادشاہ اور فاتھ اور کشور کشاا پنے زور باز واور تلوار کی قوت سے دنیا کے تیخے الف دیے ہیں۔ انہوں نے بھی بھی بھی جا روا نگ عالم پر حکمرانی کی تو موں کی جان و مال پر اپنا قبضہ اقتدار جمایا، ان کی تلواروں کی وھاک نے آ بادیوں اور بجمعوں کے بحرموں کوروپوش کردیا، اور بازاروں اور راستوں میں امن وامان پیدا کردیا لیکن کیا انہوں نے ولوں کے طبقے بھی الئے؟ اپنی سلطنت کے دائرہ سے باہر کسی کمزور سے کمزورانسان سے اپنے حکم کومنوا سے؟ وہ لوگوں کے دلوں کے طبقے بھی الئے؟ اپنی سلطنت کے دائرہ سے باہر کسی کمزور سے کمزورانسان سے اپنے حکم کومنوا سے؟ وہ دلوں کی بستیوں دلوں کو بھی فنا کر سے؟ وہ دلوں کی بستیوں میں بھی امن وامان پیدا کر سے؟ وہ دلوں کی بستیوں میں بھی امن وامان پیدا کر سے؟ وہ دلوں کی بستیوں میں بھی امن وامان پیدا کر سے؟ وہ دلوں کی بستیوں میں بھی امن وامان پیدا کر سے؟ وہ دلوں کی بستیوں میں بھی امن وامان پیدا کر سے؟ وہ دروس کی مملکتوں کا بھی قطم ونسق قائم کر سے؟

تحکماءاور فلاسفر جوا پی عقل رسا کے ذریعہ ہے بجائیات عالم کی طلسم کشائی اور کا نتات کے مخفی اسرار کے فاش کرنے کے مدعی جیں ،کیاوہ قلب وروح کے بجائیات کو دریا فٹ کرسکے؟ وہ ماورائے مادہ اسرار ورموز کو بھی حل کرسکے؟ وہ انسانوں کی اصلاح و ہدایت کا بھی کوئی سامان اپنی تحقیق و تفقیش سے فراہم کر سکے؟ ان کی دقیق نکتہ بجیوں اور خیال آرائیوں کے پیچھے ان کے ذاتی حس عمل کا بھی کوئی شمونہ ہے؟ ارسطو نے فلسفہ اخلاق کی بنیاد ڈالی، دوسر سے حکماء نے اخلاق کے اسباب وعلل کے حدود ظہور اثر اور نتیجہ کے ایک ایک جرف کی تحقیق کی ، مگر کیا اس سے کسی انسان کے دل سے برائی کا مخم دور ہوا اچھائی کے جائے نے نشو و نما پائی ان کے اخلاق و تعلیمات کے فلسفیا ندر موز و اسرار کا دائر واان کی درسگا ہوں برائی کا مخم دور ہوا اچھائی کے جائے نے نشو و نما پائی ان کے اخلاق و تعلیمات کے فلسفیا ندر موز و اسرار کا دائر واان کی درسگا ہوں کی چہار دیوار بول سے بھی آ گے نہ بڑھ ساما؟ کیونکہ وہ اپنے درس کے کمروں سے نکل کر جب انسانی صحبتوں میں داخل ہوتے ہیں توان کی اخلاقی زندگی اور قبی صفائی عام انسانی افراد سے ایک اپنے بھی بلند نہیں ہوتی ۔ حکمائے یونان میں ستراط سے بڑھ کرکوئی نہیں مگر کیا یہ وہی نہیں گئی تھا۔ کہ وہوا بھی نہیں گئی تھا۔ بھی یونان کے دوسر سے حکماء کا حال تھا اور او حید و خدا پر تی تو اس سے بدر جہا بلند ہے جس کی این کو ہوا بھی نہیں گئی تھی۔

ان سطروں ہے اندازہ ہوا ہوگا کہ ہرشیری نواواعظ ہرموٹر البیان خطیب ہرد قیقہ رس مقنن ہر کشور کشافاتے اور ہر نکتہ دان حکیم اس لائق نہیں کہ نبوت ورسالت کا اہم اور بلنداور مقدس منصب اس ہے منسوب کیا جائے۔اس منصب کے ساتھ کچھا یے شروط کوازم اورخصوصیات بھی وابستہ ہیں جواس کے ضروری اجزاءاور عناصر ہیں:-

ا۔ سب سے پہلی بات ہیہ کہاس کا تعلق پراسرارعالم غیب سے ہو۔وہ عالم غیب کی آ وازیں سنتا ہو،غیب کی چیزیں و یکھتا ہو غیب سے علم پاتا ہو علم ملکوت کی تائیداس کے ساتھ ہو روح القدس اس کا ہم سفر وہم نوا ہو۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوتمام بندوں میں سے اس کے لئے چنا ہو کہ وہ اس بلند منصب پر سرفراز ہو۔

۳۔ فضائل واخلاق کے پھولوں ہے اس کا دامن بھرا ہواور ہرفتم کے گناہ کے خس وخاشاک ہے پاک و صاف ہوکہ گندے ہاتھوں سے میلے کپڑے یاک وصاف نہیں ہو تکتے۔

ے۔ وہ لوگوں کوخدا اور عالم غیب پریقین کی دعوت اور فضائل وا خلاق کی تعلیم دے اور روز الست کا بھولا ہوا عہدان کو یا دولائے۔

۲۔ نہ صرف تعلیم بلکہ اس میں توت ہو کہ وہ شریروں کو نیک اور گمرا ہوں کو راست رو بنا دے اور جو خدا ہے ہما گے ہوں ان کو پھیر کر پھراس کے آستانہ پرلے آئے۔

۔ 2۔ اپنے سے پہلے خدا کی طرف ہے آئے ہوئے مجھے اصول کوا نسانی تصرفات سے پاک وصاف کر کے پیش کرے۔

۸۔ اس کی دعوت و جدو جہداور تعلیم و تلقین ہے مقصود کوئی د نیاوی معاوضہ شہرت ' جاہ طلی ' دولت مندی' قیام سلطنت وغیرہ نہ ہو بلکہ صرف خدا کے تحکم کی بجا آ وری اور خلقِ خدا کی ہدایت ہو۔

بینبوت درسالت کے وہ اوصاف اورلوازم ہیں جود نیا کے تمام پیغیبروں میں یکسال پائے جاتے ہیں۔ مذاہب

عالم کے محیفوں پرایک نظر ڈالنے سے بیر حقیقت منکشف اور آشکارا ہوجاتی ہے خصوصاً قرآن پاک نے جود نیا کی نبوت کا سب سے آخری اور سب سے مکمل صحیفہ ہے اور جس نے نبوت ورسالت کی حقیقت اور شرائط ولوازم کی سب سے بہتر تشریح کی ہے۔ سور وَانعام میں اکثر پیغیبروں کا ذکر کرکے بیر حقائق ان الفاظ میں بیان کئے ہیں۔

﴿ وَلَلُكَ حُدِّتُمَا الْبُلُهَ الْبُرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ ﴿ لَرَفَعُ دَرَجْتِ مِّنَ نَشَاءُ ﴿ إِنَّ رَبُكَ حَكِيمٌ عَلَى مَا وَهِ مِنْ لَنَهُ وَاللَّهُ مِنْ فَبُلُ وَمِن ذُرِيَّتِهِ دَاوْدَ وَسَلَيْتُ وَاللَّهُ السَّحْقَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ ﴿ وَكَذَالِكَ نَحْزِى الْمُحْسِنِينَ ﴾ وَ زَكْرِيًا وَسَلَيْتُ وَ اللَّهُ مِنْ وَلُوطًا ﴿ وَكُلًا هَدَيْنَ وَ السَّعْبِلُ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ﴿ وَكُلًا فَيَنِينَا عَلَى الْعَلْمِينَ ﴾ والْيَاسِ ﴿ كُلُّ مِن الصَّالِحِيْنَ ﴾ والسَّعْبِلُ والْيَسَعَ وَيُونُسَ ولُوطًا ﴿ وَكُلًا فَيَكُلُ وَيَحْدَى اللَّهُ عَلَيْنَ ﴾ وَهَدَيْنَاهُمُ الله صِرَاطِ فَصَلْنَا عَلَى الْعَلْمِينَ ﴾ ومن الآنهم و ذُرِيَّتِهِمُ وَاخْوانِهِمْ وَاخْتَبَيْنَهُمْ وَهَدَيْنَاهُمُ الله صِرَاطِ فَصَلْنَا عَلَى الْعَلْمِينَ ﴾ ومن الآنه هم و دُرِيَّتِهِمْ وَاخْوانِهِمْ وَاخْتَبَيْنَهُمْ وَهَدَيْنَاهُمُ الله صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ ﴾ وقالَتُهُمْ وَهَدَيْنَاهُمُ اللهُ عَنْهُمُ مَا مَنْ عَبَادِهِ مَ وَلَوْ السَّرَكُوا لَحْبَطَ عَنْهُمُ مَا مُنْ الصَّالِحِينَ وَ الْحَكُم وَالنَّهُ وَ اللَّهُ فَيهُ لَا لَهُ مَا اللهُ عَنْهُمُ الْكُتُبُ وَالْعُلُولُ ﴾ وَلَوْ لَحَيْمُ وَالْمُولُ وَالْمُولُ وَالْمَالُولُ وَالْمُولُ وَالْمُولُ وَلَعْلَى اللّهُ فَيَهُ لَا اللّهُ فَيَهُ لَاهُمُ الْكُولُولُ وَالْعَلَامُ وَلَا لَا لَهُ اللّهُ فَيَهُ لَمُ مَا اللّهُ فَيَهُ لَا اللّهُ فَيَهُ لَا اللّهُ فَيَهُلُولُ وَالْعُلُولُ وَالْعُولُ وَالْعُلُولُ وَالْعُلُولُ وَلَمُ وَلَا لَا لَهُ مَا اللّهُ فَيْهُ لَاهُمُ اللّهُ وَلَولُولُ وَالْعُلُولُ وَالْعُلُولُ وَالْعُلُولُ وَالْعُلُولُ وَالْعُلُولُ وَلَولُولُ وَلَا لَا لَا لَا لَاللّهُ فَيْهُلُومُ وَالْعُلُولُ وَلَا لَاللّهُ فَلِهُ اللّهُ فَلَمُ اللّهُ فَلَالِمُ وَلَا لَهُ وَلِي لِلْعُلُولُولُولُهُ وَالْعُولُ وَالْهُ وَلَا لَاللّهُ فَلِهُ لَاللّهُ فَلَالِمُ وَلَا لَالْمُ اللّهُ وَلَا لَهُ وَلَولُولُهُ وَلِلْهُ وَلِهُ لَا وَالْعُلُولُهُ وَلَا لَهُ وَلَا لَاللّهُ فَلَالْمُولُولُولُ وَلَا لَاللّهُ فَلِهُ الللهُ وَلَا لَاللّهُ فَلَالِمُ وَلَا لَاللّهُ فَلَالْمُولُولُولُولُ وَلَا لَاللّهُ فَلَاللّهُ اللّهُ وَلَا لَاللّهُ وَلِهُ لَاللّهُ فَلَا لَهُ الللّهُ فَلَالْمُ وَلِلْهُ لَا مُعَلِيلُ

اور یہ بھی ہماری دلیل جوہم نے اہرائیم کواس کی قوم کے مقابلہ میں دی۔ ہم جس کو چاہیے ہیں گئی در ہے بلند کرتے ہیں ' ہے۔ ہیں ہماری دردگار تدبیر والاخر والر ہے۔ اور ہم نے اہرائیم کواسی آ اور بیقوت بخشے اور ہرایک کو ہمایت دی اور نوٹ کواس سے پہلے ہمایت دی تھی اوراس کی اولا و میں داؤ د آ اور سلیمان اورالیوٹ اور پوسٹ اور موی اور ہمارون کو ، اوراس کی طرح ہم نیکو کاروں میں ہے ، کو ، اوراس طرح ہم نیکو کاروں کو بدلد دیے ہیں ، اورز کر بااور بچی اورالیاس کو ہمرایک نیکو کاروں میں سے ، اوراس طرح ہم نیکو کاروں اور بھا ئیوں میں اور اسلیم کا وراس کے باپ داووں اور بھا ئیوں میں اور اسلیم نی اور اور ہما ئیوں میں اور ہم نے ان کو چن کر پہند کیا اوران کو سیر می راہ پر چلایا۔ بیاللہ کی ہمایت ہے ، اس پر وہ چلاتا ہے جس کو چاہتا ہے ۔ ہی وہ لوگ ہیں جن کوہم نے کتاب اور حق وباطل میں جاہتا ہے۔ ان کا رہم کی اور نبوت دی تو آگر کوئی ان با توں سے انکار کر ہے تو ہم نے ان با توں پر ایسے دوسروں کو مقرر کیا ہے جوان کا انکار نبیس کی رہنمائی کی جروی کر جوان کا انکار نبیس کی رہنمائی کی جروی کر اور کہد میں اپنے کام کی تم سے مزدوری نبیس چاہتا ' بیتر آن تو دنیا والوں کو یا دولا نا ہے۔

ان آیتوں میں اکثر پنجبروں کے نام لے گران کے پنجبرانداوصاف گنائے ہیں۔اگر ہم ان کو یکجا کردیں تو نبوت درسالت کے عام اوصاف خصوصیات اورلوازم واضح ہوجا ئیں۔

ا۔ فرمایا'' ہم نے ابراہیم'' کودلیل دی''اورہم نے ان کو ہدایت بخشی جس سے معلوم ہوا کہ ان کے علم اور ہدایت کاسر چشمہ عالم ملکوت ہے ہوتا ہے۔

۲۔ ارشاد ہوا کہ' ہم نے ان کوسیدھی راہ چلایا''اور'' بیسب نیکو کار تھے''اس سے ثابت ہوا کہ وہ معصوم اور گنا ہوں سے بے داغ ہوتے ہیں۔

٣- يې کها كه "جم نے ان كوچن كر پيند كيا" اور" جس كوچا بين اپنے بندوں ميں سے بيد ہدايت عطاكريں"

جس سے پیمقصود ہے کہ بیمنصب سعی ومحنت ہے تہیں بلکہ خدا کی مرضی اورا متخاب ہے ملتا ہے۔

۔ ۔ ۔ فرمایا کہ''ہم نے ان کو کتاب حق و باطل کے فیصلہ کی طاقت ( تھم) اورا دکام غیب کی تعلیم ( نبوت ) دی'' اس سے معلوم ہوا کہاس منصب والوں کو کیا کیا چیزیں عطا ہوتی ہیں۔

۵۔ تھم ہوا کہ''ان کی رہنمائی کی پیروگ کر''اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی رہنمائی اور وعوت پر مامور ہوتے ہیں اورلوگ ان کی پیروی سے نیکوکاراورصالح بنتے ہیں۔

۲۔ فرمایا کہ 'اے پنجبر! میہ کہددے کہ میں اپنے کام کا کوئی معاوضہ یا بدایتم سے نہیں چاہتا۔ بیتو اہل دنیا کے لئے تھیجت اور یا دولا نا ہے' اس سے ثابت ہوا کہ خالق کی خوشنو دی اور اس کے ذریعہ سے مخلوق کی خیرخواہی اس کے علاوہ ان کا کوئی دوسرامقصو داور مطمع نظر نہیں ہوتا۔

دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ خاص محمد رسول اللہ ﷺ کے تعلق ونسبت سے ان حقیقیق کوقر آن پاک نے کئی دفعہ بتفریح بیان کیا ہے جن میں سے جار ہا تیں سب سے زیادہ نمایاں ہیں: -

ا۔ اشیائے غیب امور خیراور فلاح وسعادت کے اسباب پراس کاعلم خدا کی تعلیم ہے کامل ہو۔

۲۔ وہ اینے علم کے مطابق اینے عمل میں کامل اور راست باز ہو۔

۳۔ وہ دوسرول کوان امور کی تعلیم دیتا ہو۔

سم۔ اوران کو بھی اپنی تعلیم اور صحبت کے فیض سے حسب استعداد کامل بنا تا ہو۔

قرآن پاک میں متعدد موقعوں پرآپ کی نسبت بیفر مایا گیا۔

﴿ يَتُلُوا عَلَيْهِمُ الِيِّهِ وَيُزَكِّيُهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (الرّه، ١٠٠٠)

وہ رسول ان پڑھوں کوخدا کی ہاتیں سنا تا اور ان کو پاک وصاف بنا تا ،اور ان کو کتاب وحکمت سکھا تا ہے۔

اس مختصری آیت میں ان چاروں فہ کورہ بالا امورکو یکجا ذکرکیا ہے۔ جاہلوں کو آیات الہی پڑھانے اور کتاب و حکمت سکھانے سے پہلے بیضروری ہے کہ خوداس کو آیات الہی پڑھائی اور کتاب و حکمت سکھائی گئی ہوں ،اور دوسروں کو پاک وصاف ہو کہ ایک وصاف بنانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود پاک وصاف ہو کہ ایک جاہل اپنے ہی جیے دوسرے جاہل کو عالم'اور ایک وصاف ہو کہ ایک جاہل اپنے ہی جیے دوسرے جاہل کو عالم'اور ایک ناپاک اپنے ہی جیے دوسرے ناپاک کو پاک نیس بنا سکتا۔ ایک دوسری آیت میں ہے۔

و سنتُقُرِ قُلْ فَلا تَنْسَنَى ١٥ إِلاَ مَاشَاءَ اللَّهُ ١٤ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْحَهُرُ وَمَا يَخْفَى ١٥ وَنْيَسَرُكَ لِلْيُسْرَى ١٥ فَلَا يَتُولَى ١٠ اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الللللَّهُ اللَّهُ اللللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللللْمُوالِمُ اللللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللللللِّه

ایسا پڑھانا جس میں بھول نہ ہو' پیغیبر کی روحانی تعلیم ہے' اور آ سانی کی منزل کی طرف اس کو آ ہت آ ہت لے چلنا اور اس کے لئے اس بھٹن منزل کو آ سان کر دینا اس کے ذاقی عمل کو کمال درجہ تک اس طرح پہنچادینا ہے کہ تمام امور m

خیر اس ہے بسہولت ازخود صادر ہونے لگیس پھراس کو دنیا کے ''سمجھانے'' پر مامور کرنااس رمز کو آشکارا کرنا ہے کہ دوسرول کی تعلیم و تذکیر کا منصب اس کو ملاہے، اس کے بعد بیفر مانا کہ ''مقق اس نصیحت ہے فیض پائیں گے اور بد بخت محروم رہیں گے''اس کی تشریح میں ہے کہ ناقصوں کی تیمیل اور ذی استعداد لوگوں کوان کی استعداد کے مطابق فیض پہنچانا بھی اس کا فرض ہے۔ لے

## نبوت کے لوازم اور خصوصیات:

نبوت کی شرح حقیقت اوراس کے ضروری لوازم اورخصوصیات کے اجمالی بیان کے بعد ضرورت ہے کہ نبوت کے چندا ہم خصوصیات پرتفصیل سے گفتگو کی جائے تا کہ وقت کی بہت کی غلط فہمیوں کا سد باب ہو،لیکن ان خصوصیات کے ذکرے پہلے خود ہم کو'' خصوصیت'' کو مجھنا ہے کہ اس سے مقصود کیا ہے؟

دنیا میں ہرنوع اور ہرنوع کے ماتحت ہرصنف میں پھونہ پھوٹھوص صفات ہوتی ہیں۔ پیخصوص صفات اس نوع اور صنف کے ہر فرو میں بیسال پائی جاتی ہیں۔ انہیں کو ہم لوازم اور خصوصیات کہتے ہیں۔ پھل پھول پویائے پرندے اور انسان تمام انواع میں پھونہ پھوائی خصوصیات ہیں جو دوسروں میں نہیں پائی جاتیں اور انہیں خصوصیات کی بناء پر ہرنوع دوسرے مہتاز اور ہرصنف دوسرے سے ملحدہ ہے۔گلاب میں خاص تم کارنگ خاص تم کی خوشیو خاص تم کی خوشیو خاص تم کارنگ خاص تم کی خوشیو خاص تم کے ہوتے ہیں۔ بیناممکن ہے کہ کوئی گلاب ہواور اس میں بید چیزیں نہ پائی جا کیں۔ لیکن گلاب کی خوشیو خاص تم کی خوشیو خاص تم کی جو تے ہیں۔ بیناممکن ہے کہ کوئی گلاب ہواور اس میں بید چیزیں نہ پائی جا کیں۔ لیکن گلاب کی ہرصنف (قتم) دوسری مصنف (قتم) دوسری کی مصنف (قتم) دوسری کی مصنف (قتم) دوسری کے مصنف (قتم) دوسری کی مصنف (قتم) دوسری کی مصنف (قتم) دوسری کے مطاب کی ہرصنف (قتم) دوسری کی مصنف (قتم) دوسری کے مصنف (قتم) سے علانے الگ نظر آتی ہے۔

ائ طرح انسانیت کے پچھ خاص لوازم ہیں۔ دوہا تھ دو پاؤں سید حاقد ابولنے کی طاقت ہمجھ و بو جھ اور غور و فکر کی اہلیت ایجاد واخر اع کی قوت انجام بینی اور ما آل اندیثی کی صلاحیت وغیرہ اس کے خواص ہیں اور جس طرح شہد میں مضاس بخطل میں کڑوا ہیں آگر میں اور برف میں شخندک نوئی خواص کی حیثیت سے خود بخو و پیدا ہوگئی ہیں اس مضاس بخطل میں کڑوا ہیں آگر میں افر عاصیتیں فطر عاود بعت ہیں لیکن اس وصف انسانی ہیں اشتر اگ کے ساتھ گلاب کے اصاف کی طرح نوع انسانی کے بھی مختلف اصناف ہیں جسے ہندی ، چینی ، حبثی ، روی ایشیائی اور پور بین وغیرہ ۔ دیکھوکہ ان میں سے ہرایک صنف میں انسانیت کے اشتراک کے باوجود قد وقامت ، چرہ مہرہ ، رنگ وروشن صورت وشکل اور اخلاق و عادات وغیرہ بیسیوں چیز وں کا نمایاں اتمیاز ہوتا ہوا ور بیتمام اصناف انسانی جو مختلف آب و صورت وشکل اور اخلاق و عادات وغیرہ بیسیوں سے ورک کا نمایاں اتمیاز ہوتا ہوا دیتمام اصناف انسانی جو محتلف آب و صورت میں مناز ہیں۔

ای طرح ہرصنف انسانی کے اندرمختلف افراد ہیں۔خلاق فطرت نے ان میں سے ہرا یک کومختلف قابلیتیں عطا کی ہیں۔ شاعری ٔ زبان دانی ٔ فلسفہ ریاضی ٔ صناعی ٔ باغبانی ، معماری ٔ پہلوانی ' سینکڑوں مختلف فتم کی انسانی استعداد کی

مية شريح اورطم ايقدا ستدلال امام رازي في اليق تغييرا ورجع التب كلامية بن القتيار آليا بـ

(MZ)

خصوصیتیں دوسروں سے الگ ہیں۔ ایک تخیل پندشاعر اور ایک حقیقت شناس ریاضی دان میں عظیم الشان فرق ہوتا ہے ادب وانشاء کے خیالی بلند پرواز عموماریاضیات جیسے شوس اور واقعی علوم سے کورے ہوتے ہیں اور واقعیات سے لبریز ریاضیات کے جاننے والے ادب وشاعری سے برگانہ پہلوائی کے جو ہر باغبانی سے الگ ہیں اور ایک صناع کی طبیعت ایک فلسفی سے متضاوہ وتی ہے۔

ای کے ساتھ صنف شعراء میں خاص و ماغی قابلیت کا اتحاد ہوتا ہے۔ لظم کی قوت بیخیل کی بلندی محاکات کی قدرت الفاظ کا زور معانی کا جوش بیتمام شعراء کی خصوص صفات ہیں ،ای طرح تمام فلسفیوں کی ایک خاص و ماغی کیفیت ہوتی ہے۔ خاموثی خور وفکر وقت نظر خارجی عالم ہے بے پروائی تصور میں انہاک خلوت کر بی اخلاق کی خطی الغرض مرز ویوم اور آب و ہوا کے اختلاف کی بناء پر جواصاف انسانی پیدا ہوتے ہیں ان میں بھی بیا ختلاف و انمیاز نظر آتا ہے۔ ہی بال و نپولین و چنگیز دم کے دم میں آبادی کو ویراندا ورویراند کوآباد کو میدان اور میدان کو پہاڑ بنا سکتے بینے گروہ بیش کر فلف اطلاع ان اور میدان کو پہاڑ بنا سکتے بینے گروہ بیش کر فلف اطلاع ان بین کر میکن کی خود کے در باری شاعر فردوی نے اپنی طبیعت کے زور کو نیون کے دور باری شاعر فردوی نے اپنی طبیعت کے زور سے سنگروں خیالی سومنات کے معرکے فتح کے لیکن پھر کی ایک چنان پر بھی کلہاڑ کی نہار رکا ،اس کے برخلاف سلطان محود کے در باری شاعر فردوی نے اپنی طبیعت کے زور سے سنگروں خیالی سومنات کے معرکے فتح کے لیکن پھر کی ایک چنان پر بھی کلہاڑ کی نہار رکا ،اس کے برخلاف سلطان محود کے کناروں خیل ساتھ پہاڑوں کو چیتا 'دریاؤں کو بھاڑتا' اور ریکتانوں میں پانی بہاتا ہوا' غربی ہے کروہ خیالی شاہنا مہ کا کہتیں کرسکتا تھا۔

ان مثالوں سے بیٹا بت ہوا کہ نوع انسانی میں اشتراک کے باوجود اصناف انسانی کی ہزار وں قشمین ہیں اور ان میں سے ہرتشم وصنف کے الگ الگ خصوصیات صفات اور لوازم ہیں۔ انہیں مختلف اصناف انسانی میں انہیاء میں میں اسلام کی بھی ایک صنف ہے اور نوع انسانی کی اس مقدس صنف کے بھی چند خاص اوصاف خصوصیات اور لوازم ہیں جوان کو دوسرے اصناف انسانی سے علائے ممتاز بناتے ہیں۔

اس تمہید کے بعداب ہم کواس مئلہ کی طرف توجہ کرنی جاہئے کہ نبوت درسالت کے اہم لوازم اورخصوصیات کیا ہیں۔

#### وهبي استعداد:

ان میں سب ہے پہلی چیز وہی استعداد ہے۔اس حقیقت ہے کون اٹکارکرسکتا ہے کہ مختلف انسانوں میں مختلف مشم کی فطری استعدادیں پائی جاتی چیں اور انہیں کی طرف ان کا طبعی میلان ہوتا ہے اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جاتے ہیں ان کی استعداداور میلان طبع کا جو ہر برگ و بار پیدا کرنے لگتا ہے یہاں تک کدایک خاص مقررہ مدت میں جا کردہ پوری طرح خلا ہر ہوجاتا ہے۔ جس طرح ہر درخت ہے آم کا چھل پیدائیں ہوسکتا بلکدای ہے ہوگا جس کو خدائے آم کا درخت بین ای بنایا ہے پھر آم کے درخت کے قاروخواص میں میں اس کا مزہ ،اس کا رنگ و بو ،غرض جملہ خصوصیات خوداس درخت میں ای وقت موجود ہوتے ہیں جب وہ ہنوز جم کی صورت میں ہوتا ہے۔ وہی تم پودا بنتا ہے اپودا بڑھتا ہے ،کوئیل اور شاخیس پیدا کرتا

ہاور چندسال میں پھل دینے لگتا ہے لیکن اپنی ترقی کے ہر دور میں وہ اپنی مخفی خصوصیات وہی رکھتا ہے جوا یک دن اس ہے آخر میں ظاہر ہونے والے میں اور اس پھل کی صفت ہمیشہ اس میں بالقوہ موجود تھی۔

ائ تمثیل کے مطابق میے بھتا جا ہے کہ ہرانسان کوشش سے نبی نہیں ہوسکتا بلکہ وہی ہوسکتا ہے جس کو خدانے نبی ہنایا ہے اور نبوت کے میہ آثار وخواص اور کیفیات اس میں بالقو وا وراستعداد کی صورت میں اس وقت سے موجود رہتے ہیں جب وہ ہنوز آ ب وگل کے عالم میں ہوتا ہے۔شاید آئخشرت وہ کا کے اس ارشاد کا کہ '' میں اس وقت نبی تھا جب آ دم ہنور آ ب وگل میں تھا لیے ای قتم کا مطلب ہوگا۔

ا نبیاء کرام علیم اسلام کی بیرتول پر فور کرنے ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ عرصہ وجود میں قدم رکھتے ہیں ای زبانہ ہے آنے والے وقت اور ملنے والے منصب کے آثاران ہے ظاہر ہونے گئے ہے ہیں۔ وہ حسب ونسب اور بیرت وصورت میں ممتاز ہوتے ہیں، شرک و کفر کے ماحول میں ہونے کے باوجوداس کی گندگی ہے بچائے ہیں، اخلاق مست ہونے ہیں اور پر تمہیدیں اس لئے ہوتی ہیں حسنہ ہوتی ہے اور پر تمہیدیں اس لئے ہوتی ہیں متاکہ منصب ملنے کے بعدان کے دعوائے نبوت کی تقدیق اور لوگوں کے میلان خاطر کا سامان پہلے ہی ہوجودر ہے معرت ابراہیم ، حضرت اساعیل ، حضرت اسحاق ، حضرت یوسف ، حضرت موبی ، حضرت البراہیم ، حضرت اسلامان پہلے ہی ہوئی ہے والات و واقعات قبل نبوت پر حصوتہ ہمارے اس دعویٰ کی بچائی تم کونظر آئے گی حضرت ابراہیم ، حضرت ابراہیم ، حضرت البراہیم کے خالات و واقعات قبل نبوت پر حصوتہ ہمارے اس دعویٰ کی بچائی تم کونظر آئے گی حضرت ابراہیم کا نبوت پائے ہے پہلے ہی آسان وزین کے خالق کی خلاش مورج ' چا تھ اور ستاروں پر متفکرا نہ نظر اور بت پر تی کے خلاف کی خلاف کی خلاف کی کا خلاف کی کا بیان ہوئے تو مقدس بین کے جانے پوری آسادگی اور میرو بیان کی جانے کی کونی بیان نے کے لئے پوری آسادگی اور میرو بیان کی ہوئے کہ کہ تو ایس کی خواب کو مملی جامہ پر بنا نے کے لئے پوری آسادگی سی مقدر کی جانے کی کا میں باپ کے خواب کو مملی عامہ پر بنانے کے لئے امتحال میں تکا ور میرو پہلے می غلام کی بیان کے لئے امتحال کی خطاب پانا پھر مقدس باپ کی جانشی اور شیلم کی معبد کی پاسبانی کے لئے امتحال کی مقدری کا ساتھ کی معبد کی پاسبانی کے لئے امتحال کی مقدری کا ساتھ کی معبد کی پاسبانی کے لئے امتحال کی مقدری کا میاد ہیں کا معاد ہوں کا معاد کی باسبانی کے لئے امتحال کی معبد کی باسبانی کے کی معبد کی باسبانی کے کی معبد کی باسبانی کی معبد کی با

حفرت بوسف کا بھین میں رویائے صادقہ اور صبر وشکر اور پاکدامنی کس بات کی گواہی و بی ہے؟ حفرت موئی کی بین خطرہ میں بیدائش حفاظت پرورش اور نبوت سے پہلے فرعو نیوں سے تن تنہا مجاہدا نہ و بزش کس مبتداء کی خبر ہے؟ حضرت سلیمان کا آغاز عمر میں علم وفہم فصل مقد مات کی قوت کس تھیجہ کے آثار ہیں؟ حضرت بیجی کی وعائیہ پیداش بھین ہی میں نیکی میں ان کی نیکی سعاوت مند کی فرم فو کی اور پاکی کس مقصد کی تمبید ہے؟ حضرت میلی کی پیدائش اور بچین ہی میں نیکی سلامت روگی تو راق کی حقیقت ری کس روز روش کی صبح ہے؟ اور خود محمد رسول اللہ وفیل کے لئے وعائے فلیل تو ید سیحا اور بیا ہے آئے منداورا حوال والاوت وتر بیت مراسم شرک سے اجتماع اخلاق حسنا دیا نت امانت آتا خار خبر و برکت نبوت سے بہلے ہی تنہائی پیندی خلوت گریئی حقیقت کی حلاش اور خور وفکر کس خورشید جہانتا ہے مطلع انوار ہے۔

حضرت اساعیل کا میحال ہے۔

﴿ فَيَشَرُنْهُ بِغُلَمِ حَلِيْمٍ ٥ فَلَمَّا بَلَغَ مَعُهُ السَّعْنَ قَالَ يَنْنَى إِنِّيُ آرَى فِي الْمَنَامِ آنِي اَذْبَحُكَ فَانْظُرُ مَا ذَا تَرَى قَالَ يَآبَتِ افْعَلُ مَا تُؤْمَرُ سَتَحِدُ نِيُ اِنْشَآءَ اللَّهُ مِنَ الصَّبِرِيْنَ ﴾ (المُقْت،١٠١١)

تو ہم نے ابراہیم کوایک برد بارلڑکے کی خوشخبری دی تو جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے میں خواب میں ویکھتا ہوں' کہ تھھ کو میں ذرج کرر ہا ہوں' اس نے جواب دیا اے میرے باپ کر ڈال جو تچھ سے کہا گیا' تو مجھے خدانے جا ہاتو صبر کرئے والوں میں یائے گا۔

حضرت موی کویہ خطاب ہے۔

﴿ وَلَقَدُ مَنَنَا عَلَيُكَ مَرَّةً أَخُرَى ٥ إِذُ أَوْ حَيُنَا إِلَى أُمِكَ مَايُوُ خَى ﴾ (ط-٢٨-٢٨) اور ہم نے تجھ پردوسری دفعہ احسان کیا جب (تیری حفاظت اور پرورش کے متعلق) تیری مال کے ول میں وہ بات ڈال دی جوڈالی گئی۔

حضرت بیجی کی نسبت سیارشاد ہے۔

﴿ يَنْحَيْى خُدُ الْكِتَابَ بِقُو قِد وَ أَتَيْنَهُ الْحُكُمَ صَبِيًا ٥ وَحَنَانًا مِّنُ لَدُنًا وَزَكُوةً وَكَانَ تَقِيًا ٥ وَبَرًا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنُ جَبًارًا عَصِيًا٥ وَ سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ ﴾ (مريم ١١٥٥) اے يَكُي كتاب (توراق) كومضوطى سے پكر اور ہم نے اس كو فيصلہ كرنے كى قوت بجين بى ميں دے وى اورائے باس سے رقم ومبراور سخرائى اور تھا پر بيز گاراور ائے مال باپ كافر مان برواز اور تہ تھا زيروتى كرنے والا نافر مان ۔ ملائتى ہواس برجس دن پيدا ہوا۔

نیز حضرت عیشی کے متعلق ہے۔

﴿ كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنُ كَانَ فِي الْمَهُادِ صَبِيًّا ﴿ قَالَ انِّي عَبْدُ اللّٰهِ ۦ اثْنِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿ وَجَعَلَنِيُ مُبَارَكُا آيُنَ مَا كُنْتُ ﴾ (مريم-٢٠-٣٠)

ہم کیے اس سے بات کریں جوہنوز کہوارہ میں بچدہ ؟عینی نے کہامیں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب البی دی اور مجھے نبی تضبر ایا اور مبارک بنایا، میں جہاں ہوں۔

اور مکہ کا''الا مین' نبوت کے پہلے کی اپنی پوری زندگی موقع شہادت میں بے خطر پیش کر دیتا ہے۔ ﴿ فَفَدُ لَبِنْتُ فِينَكُمْ عُمُرًا مِّنُ قَبُلِهِ أَفَلَا تُعْفِلُونَ ﴾ (این ۱۹۰) تواس ( تیفیری کے دعویٰ) سے پہلے میں تم میں ایک مرگذار چکا ہوں ، کیا تم نہیں سجھتے۔ انبیاء میں ہم السلام کے احوال مبارکہ کے بیجز ئیات باہم مل کر اپنی نسبت خود کلیہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

غيبي علم:

نبوت کا دوسراسب ہے اہم خاصہ اس کا نیبی علم ہے بینی وہ علم جوعام انسانوں کی طرح وجدان احساس یاعقل وقیاس ہے

نہیں' بلکہ براہ راست صدائے غیب یارویائے صادقہ یا فرشتوں کے ذریعے ہے خدائے پاک سے حاصل ہوتا ہے۔ای کے آغاز سے نبوت کی استعداد بالقوۃ کاعملی ظہور شروع ہوجاتا ہے۔اس مسئلہ کو پوری طرح سیجھنے کے لئے کسی قدر تفصیل کی ضرورت ہے۔

# علم انسانی کے ماخذ:

علم انسانی کی دونشمیں ہیں۔ایک وہ جو بلاواسطہ ہوتا ہےاور دوسرے وہ جو کسی واسطہ سے حاصل ہوتا ہے۔ بے واسطۂ کم بھی تنمن فتمیں ہیں۔

ا۔ وجدان انسان گواہے جسمانی وجود اور اس جسمانی وجود کے اندرونی کیفیات کاعلم سب سے زیادہ بیقینی طور سے ہوتا ہے۔ بھرفان انسان گواہے وجود کا بیقین ہے اور اس کے اندر بھوک پیاس بیاری صحت عم مخوشی خوف وغیرہ اندرونی تغیرات کاعلم اس کو بلا واسطداز خود ہوجاتا ہے۔ تغیر اندرونی تغیرات کاعلم اس کو بلا واسطداز خود ہوجاتا ہے۔

1۔ فطرت اس میں کوئی شک وشہنیں کہ ہرتوع محلوق کواللہ تعالیٰ کی طرف ہے پھھالیں نوعی خصوصیتیں عطا ہوتی جیں جو دوسری نوعوں میں نہیں پائی جاتیں اور انہیں ہے باہم نوعوں کا اختلاف اور انتیاز ظاہر ہوتا ہے۔ ان نوعی خصوصیتوں کا علم ہرنوع کے افراد کو بلاکسی ؤر بعہ اور واسطہ کے ازخود ہوتا ہے اور ای کو بعض علماء کی اصطلاح میں فطری یا نوعی الہام اور اہل فلسفہ کی اصطلاح میں '' جبلت'' کہتے ہیں۔ حیوانات کو اپنے متعلق بہت کی باتوں کا علم ازخود فیطر تا ہوتا ہے' پرندوں کے بچوں کو دانہ چگنا اور اڑتا کو ن سکھا تا ہے' آئی جانوروں کو تیرنے کی تعلیم کون دیتا ہے'؟ شیر کے بچوکو درندگ کا سبق کس معلم نے پڑھایا؟ انسان کے بچوکو بیدا ہوتے ہیں رونا' سونا' دودھ چینا کون سکھا دیتا ہے؟

" بدا ہت انسان کے کھے ہوش وتمیز آئے کے بعد بلادلیل بعض ایسی ہا تیں ازخود یا باونی تامل اس طرح معلوم ہوجاتی ہیں کہ ان میں بھر کسی تشم کا شک وشیدراہ نہیں پاتا۔ دواور دو چار ہوتے ہیں برابر کا برابر برابر ہوتا ہا آیک وقت ہیں ایک ہیں جز سیاہ وسید دونوں نہیں ہوسکتی ہر بن ہوئی چیز کا کوئی بنانے والا ہوتا ہے، وغیرہ۔ بہت ہے ایسے ضروری مقد مات اور کلیات جن پرانسان کے استدلال کا تمام تر مدار ہاس کو بدایتاً معلوم ہوجاتی ہیں۔

یہ تو بلا داسط علم کی تین قشمیں تھیں۔اس کے بعد علم انسانی کی وہ قشمیں ہیں جن کاعلم اس کو کسی واسط ہے ہوتا ہے انسان کے پاس اس قشم کے دو واسطے ہیں'ا کیک احساس اور دوسراعقل۔ پہلے ہے وہ گرد و پیش کی مادی چیز وں کا اور دوسرے ہے ان مادی چیز وں کا جوسا منے موجود نہیں یا سرے سے خارج ہیں موجود نہیں بلکہ عالم غیب میں ہیں یا صرف ذہن میں ہیں'علم حاصل کرتا ہے۔

"۔ انسان کے جسم کے اندر پانچ فتم کی جسمانی قوتمیں جیں۔ باصرہ سامعہ شامہ ذا گفتہ لامسہ۔ باصرہ دیکھتی، سامعہ شامہ ذا گفتہ لامسہ۔ باصرہ دیکھتی، سامعہ شامہ نوا گفتہ ہوتی اور لامسہ جھوتی ہے انہیں کا نام حواس خسہ ہے۔ انسان کے پاس یہی پانچ آلات ہیں سامعہ شامہ خواس خسان کے دربعہ ہے وہ ان مادی چیزوں کے متعلق علم حاصل کرتا ہے جواس کے ان آلات ہے آ کرفکراتی ہیں، ای کا نام احساس ہے۔ ہم چکھ کرمزہ باتے 'من کرآ واز بہجانے' دیکھ کرصورت جانے' جھوکر مختی ونری دریافت کرتے اور سونگھ کر بو

معلوم کرتے ہیں۔ان حواس کے ذریعہ ہے بھی جوعلم ہم کوہوتا ہے وہ اکثر بھنی اور شاذ و نا در غلط بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی مجھی کسی سبب سے دھو کا بھی کھا جاتے ہیں اور دریا فت کرنے ہیں غلطی بھی کرتے ہیں اور دلائل سے ان کابید دھو کا اور ان کی غلطی ٹابت ہوتی ہے۔ بیاری میں قوت ذا نقہ بدل جاتی ہےاوراس نے میٹھے کوکڑ وابتایا ہے'تیزحر کت میں قوت باصرہ نے ہم کو دھوکا دیا ہے'ریل میں ہم کوسا کن اور تھبری ہوئی چیز چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں ، چلتے ہوئے جہاز میں جہاز ہم کو تھبر اہوا معلوم ہوتا ہے متحرک چنگاری کا نقطہ تیز سیدھی حرکت میں ہم کوآ تشیں خط اور گول حرکت میں آتشیں وائر ہ معلوم ہوتا ہے، آ سان کے جیکتے ہوئے بڑے بڑے ستارے کتنے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں لیکن کیا درحقیقت وہ ایسے ہی چھوٹے ہیں؟ ۵۔ علم بالواسطہ کی دوسری قتم وہ ہے جس کوہم اپنی عقل و قیاس غور وفکر اور استدلال کے ذریعہ ہے حاصل کرتے ہیں۔ان کی بنیاد درحقیقت انہیں معلومات پر ہوتی ہے جن کاعلم ہم کواپنے وجدان الہام فطری (یا جبلت) بداہت اولیہاورا حساس سے پہلے ہو چکا ہےاورانہیں معلوم شدہ امور پرغیرمعلوم امورکوتمثیل یااستقراء کے ذریعہ سے قیاس کر کے ان معلوم شدہ امور کے خصوصیات اور آٹار کا حکم ان غیر معلوم لیکن مشا بہومماثل امور پر لگا کرنیا نتیجہ حاصل کرتے ہیں۔وہ غیرمعلوم امرجس پرمعلوم امرکے ذریعہ ہم کوئی حکم لگاتے ہیں ،اگر مادی ہوتا ہے تو بتیجہ چندال غیرمشکوک نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ جزئیات کا استقراء پورانہ کیا گیا ہو یا تمثیل تام نہ ہویا تجربہ ومشاہدہ نے دھوکا دیا ہوئیا کوئی اوراصولی غلطی ہوگئی ہو۔طبیعیات اور سائنس کے مسائل اکثر ای طرح معلوم کئے گئے ہیں لیکن اگروہ امر مجبول غیر مادی ہے تو مادی امور پراس غیر مادی کو قیاس کرکے اس کی نسبت جو پچھ کہا جائے گا اس کا مرتبہ ظن و تخمین ہے آ گے نہیں بڑھتا' مگریہ کہ وہ تمام تر فطريات وبديهيات ومحسوسات يرعلانية نتهى هو مابعدالطبيعيه اور فلسفه الهيات كےمسائل اى طريقة استدلال ہے حاصل ہوتے ہیں اور ای لئے ان میں اختلاف کی بوی مخبائش تکلتی ہے کہ ان کے آخری نتیجہ اور ابتدائی بنیادی وجدانی یا بدیمی یا حسی مقد مات کے درمیان قیاسات کی گئی منزلیں ہیں اوران میں سے ہرمنزل خطروں سے لبریز ہے۔مشابہت ومما ثلت میں دھوکا ہوسکتا ہے،عقلی اور وجدانی اورحسی اشیاء کےخواص کے درمیان اختلاف اور فرق ہوسکتا ہے،غور وفکر بحث ونظر تحقیق وجبتجو اور ترتبیب مقد مات جواس قیاس کے عقلی کارکن اور فاعل ہیں ، وہ اپنے کام میں دھوکا کھا سکتے ہیں ای لئے پیہ علوم شکوک وشبہات سے لبریز ہیں۔

## ذرائع علم کے حصول کے زمانے اوران کے مراتب:

سطور بالا سے ہو بدا ہے کہ ہمارے سب سے زیادہ بیٹینی علوم ہمارے وجدا نیات اور فطریات ہیں جو ہم کو قد رہے ہیں جو ہم کو قد رہے ہیں جو ہم کو قد رہے ہیں کہ ہمارے وجود کی بقااس علم پرموقو ف ہے جیسے بھوک اور بیاس کا احساس اور اس علم کا بیٹی ہونا بھی ضروری ہے ور شہم اپناوجود قائم ندر کھ شیس کے ہم کو جو بھوک یا بیاس کئتی ہے ، کیا ااس کے بیٹی اور قطعی علم میں ہم سے غلطی ہو عتی ہے اور کیا کسی کے شک ولانے سے بیٹمکن ہے کہتم کو بھوک نہ ہو یا ممکن ہے کہتم کو بھوک نہ ہو یا ممکن ہے کہتم کو بھوک نہ ہو یا ممکن ہے کہتم کو بیاس اور علم وجود کے کہتم کو بیاس نہ ہو؟ بھی بھو کے یا بیا ہے کو اپنی بھوک اور بیاس کے متعلق شک ہوسکتا ہے؟ اور بیاحیاس اور علم وجود کے ساتھ ساتھ انسان کو ملتا ہے وہاں تک کہتا ہے وجود کو قائم ساتھ انسان کو ملتا ہے وہاں تک کہتا ہے وجود کو قائم

وجدانیات وفطریات کے بعد محسوسات کاعلم انسان کوملتا ہے۔ دیکھنا' سننا' چھنا' سوتگھنا' جھونا یہ جمارے پانچ حواس جیں جو جمارے مادی علم کے آلات جیں اور جن کے بغیر کوئی باہر کاعلم جمارے اندر نہیں آسکتا۔ بیا حساسات بھی ایک جی دفعہ نہیں کمال پا جاتے بلکہ ضرورت کے مطابق حسب استعداد ملتے اور ترقی پاتے ہیں اور پیدائش کے چند ماہ بعد یہ محیل کو پہنچتے ہیں کیونکہ وجود کی بقااور ضروریات کی تھیل ابھی ہان پر رفتہ رفتہ موقوف ہوتی جاتی ہے۔

محسوسات کے بعد بدیمیات اقلیہ کا درجہ آتا ہے۔ انسان کو اپنے اس علم پیں بھی وہی اؤ عان وقطعیت ہوتی ہے۔ دودو جارہوتے ہیں، دس پانچ کا دونا ہے ایک چیز ایک ہی وقت میں دوجگہ نہیں ہوسکتی ایک چیز ایک ہی وقت میں سیاہ وسید نہیں ہوسکتی ان بدیری علوم کو ہر شخص ما نہا ہے اور تسلیم کرتا ہے گراس کا علم انسان کو بچین میں نہیں ہوتا بلکہ تمیز ورشد کے بعد ہوتا ہے کیونکہ اس وقت اس کی ضرورت بیش آتی ہے اگر میں علوم اس سن میں اس کو عطا نہ ہوں تو وہ و نیا کے ضروری کا دوبار چلانے کے لائن نہ مواور نہ دوسرے علوم کی دریافت کی اس میں استعداد پیدا ہو۔ فطری احمق اور بے دوقو ف انہیں کو کہتے ہیں جن میں ان بدیرہیا ہے گاگہ نہیں ہوتا۔

سب سے اخیر میں اس علم کا درجہ آتا ہے جو وجدانیات فطریات بدیجیات اور محسوسات پر قیاس کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور جس کو معقولات کہتے ہیں۔ ای علم اور اس کی قوت کی کی بیشی کا نتیجہ ہے کہ انسانی عقلمیں درجہ اور مرتبہ میں متفاوت ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو ( کی کی سمت میں ) وہ حماقت تک پہنچ جاتی ہیں اور دوسری طرف ( سمت کمال میں متفاوت ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو ( سمت کمال میں ماقل عاقل تر اور عاقل ترین طبقہ تک اونچی ہوجاتی ہے یہاں تک کہ وہ درجہ بھی آتا ہے کہ کسی کی عقل اس مرتبہ تک جا پہنچتی ہے جہاں کوئی اس کا دوسرا حریف اور ہمسر نہیں ہوتا۔ ایک جامل جبتی سے لے کر ارسطو اور بوعلی مینا تک سب انہیں عقلی مدارج کے مختلف انسانی نظائر ہیں۔ ہایں ہمہ میا ہر ہے کہ اس علم کا طریقہ نہایت پرخطر اور منزل مقصود ہمیشہ مشکوک رہتی ہے۔

عام طور سے انسانی علم کے پانچ ذریعے اور طریعے مجھے جاتے ہیں لیکن در حقیقت ایک اور ذریعے بھی ہے جس کا تعلق تمام تر ماورائے مادہ سے ہے۔ غور سیجے کہ آپ کا سب سے پہلا علم یعنی وجدانیات آپ کے اندرونی حواس کا متجہ ہے دوسرایعی فطریات کا علم خالق فطرت خود آپ کے اندرودیعت رکھتا ہے تیسراعلم یعنی محسوسات کا علم آپ کے ان ظاہری حواس کا متجہ ہے جو گو جاہر ہیں مگر آپ کے جسم کے اندر ہیں ، آپ کا چوتھا ذریعے تلم یعنی بدیمیات اوّلیہ آپ کے اندر جواس اور ذبحن کی قیاس آرائی ہے وہ آپ ہی کے اندر حواس اور ذبحن کا ایک مشتر کہ فیصلہ ہیں ، پانچواں ذریعے تلم جو آپ کی عقل وذبحن کی قیاس آرائی ہے وہ آپ ہی کے اندر کے دوائی قو کی کا ممل ہے۔ تھوڑے ہے تاہل ہے معلوم ہوگا کہ آپ کا علم وجدان سے لے کر ذبحن تک بندری کما دیت سے ترقی کرکے ماورائے مادہ کے قریب تک پہنچتا ہے وجدان تمام تر ہماری اندرونی جسمانی مادیت ہے جس میں کوئی شک نہیں اور ہمارے محسات بھی ہمارے ہیں مشتر کے تعلق رکھتے ہیں یعنی بدیمیات مادی اور غیر مادی ذرائع علم کے بین بین اور ہمارے تر امام تر ذبئی اور غیر مادی ورائع علم کے بین بین اور معتولات تمام تر ذبئی اور غیر مادی ہیں تاہم اس غیر مادی تو سے کا مرکز ہمارا مادی جسم ہی ہے اور اس صد تک اس غیر مادی تو ت کا مرکز ہمارا مادی جسم ہی ہے اور اس صد تک اس غیر مادی تو ت کا مرکز ہمارا مادی جسم ہی ہے اور اس صد تک اس غیر مادی تو ت کا مرکز ہمارا مادی جسم ہی ہے اور اس صد تک اس غیر مادی تو ت کا مرکز ہمارا مادی جسم ہی ہے اور اس صد تک اس غیر مادی تو ت کی سے تعلق بہر حال ہوتا ہے۔

## غير مادى علم:

اب اس کے بعد اس علم کا درجہ آتا ہے جس کی سرحداس کے بعد آتی ہے اور جس کا تعلق مادہ سے اتنا بھی نہیں ہوتا جتنا معقولات اور ذہبیات کا ہے۔وہ تمام تر مادہ اور مادیات سے پاک ہوتا ہے۔اس کو مادہ سے اس قدر لگاؤ ہوتا ہے کہ دہ علم مادی ول ود ماغ کے آئینہ پراوپر سے آ کراپنا عکس ڈالٹا ہے۔

اس غیر مادی علم کے بھی بہتر تیب مختلف در ہے ہیں جن کوفراست، حدین کشف الہام اور وی کہتے ہیں اور جس طرح انسانی علم کے مذکورہ بالا پانچوں ذریعے انسان کے جسمانی قوئی ہے متعلق تنے ای طرح بیغیر مادی ذرائع انسان کے دوحانی قوئی سے وابستگی رکھتے ہیں اور جس طرح آپ نے دیکھا ہے کہ وجدانیات سے لے کرعقلیات تک بہتر تیب ہمارا ذریع علم خالص مادی کامل مادی کم مادی اور برائے تام مادی تک ترقی کرتا چلا گیا ہے ای طرح فراست حدین کشف الہام اور وی بھی برائے تام مادی اور روحانی سے لے کر پھر روحانی ، کامل روحانی اور خالص روحانی کے ذریعہ تک ترقی کرتا چلا گیا ہے ای طرح فراست کو تریعہ تک کشف کالمی موحانی کے ذریعہ تک کر پھر روحانی ، کامل روحانی اور خالص روحانی کے ذریعہ تک کر تھی گئے ہیں۔

﴿ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله ﴾ (ترتدى) مومن كتار لين عدر كيتاب.

۲۔فراست کے بعد حدی کا درجہ ہے۔فراست کے ابتدائی مقد مات حواس پر بئی ہوتے ہیں'کین حدی کے ابتدائی مقد مات حواس پر بئی ہوتے ہیں'لیکن حدی کے ابتدائی مقد مات دہنی اور تقلی ہوتے ہیں'اور انہیں ذہنی اور عقلی مقد مات کے غور وقلز' حلاش اور ترتیب سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے مگر فطری کمال یافن کی حاصل کر دہ مہارت کے سبب سے غور ونظر' فکر و تلاش اور ترتیب مقد مات کے منطقیا نہ مرحلوں کو بھی اس کا احساس نہیں ہوتا کہ ذہن رسااس تیزی اور سرعت کے ساتھ طے کر کے آخری نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ خود اس کو بھی اس کا احساس نہیں ہوتا کہ اس نتیجہ کے حاصل کرنے ہیں اس کے کوئی د ماغی مل بھی کیا ہے۔ یہ چیز بھی ایک کامل العقل اور صائب الرائے انسانوں کو

فطرتا عطاہوتی ہےاور دنیا کے مشہور عقلاءاور وانایان روز گار کے واقعات میں اس کی کثرت ہے مثالیں ملتی ہیں۔

۳۔ کشف کے فظی معنی کھولنے اور پردہ اٹھانے کے ہیں ہگراس سے تقصود یہ ہے کہ مادیت کے ظلمانی پردہ کو چاکہ کرکے مادی چیز روحانی عالم میں مشاہدہ کے سامنے آجاتی ہے۔ وہ بھی اصلی صورت میں اور بھی اپنی مثالی صورت میں نظر آتی ہے۔ عام لوگوں کو بجھنے کے لئے اس کی بہترین مثال خواب کی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ خواب عالم خواب کی بات ہے اور کشف عالم بیداری کی۔ جس طرح عام لوگوں کو خواب میں جب ظاہری حواس بیکار ہوجاتے ہیں تو ایسی چیزیں معلوم ہوتی ہیں جو بھی بھی عین واقعہ ثابت ہوتی ہیں ای طرح خاص لوگوں پر بیداری ہی میں ظاہری حواس کے قطل سے معلوم ہوتی ہیں جو بھی گئیز واقعات گذرتے رہتے ہیں۔

۳۔ الہام کے لفظی معنی''ول میں ڈالنے'' کے ہیں اور اس سے مراد وہ علم ہے جو محنت' تلاش تحقیق' غور اور ترتیب مقد مات کے بغیر دل میں آ جا تا ہے اور ممکن ہے کہ اس کی صحت بعد کو حسی تجربوں اور عقلی دلیلوں ہے بھی ٹابت ہو جائے مگر خود وہ علم پہلے پہل ذبن میں کسی حسی تجربہ یاعقلی دلیل کے نتیجہ کے طور پڑئیں آتا بلکہ خود بخو دول میں آجا تا ہے' کیوں آتا ہے اور کہاں ہے آتا ہے' کیوں آتا ہے اور اس کے جوابات مختلف ہو سکتے ہیں مگرید واقعہ ہے کہ وہ آتا ہے اور اس سے کسی کو انکار شہیں ہو سکتا ہے۔ اس کی ابتدائی اور معمولی مثالیس وہ خیالات ہیں جو محققین علماء شعراء اور موجدین کے ذبن میں پردہ عدم سے نہیں ہوسکتا ہے۔ اس کی ابتدائی اور معمولی مثالیس وہ خیالات ہیں جو محققین علماء شعراء اور موجدین کے ذبن میں پردہ عدم سے پہلے پہل آتے ہیں اور وہ ان کو دنیا کے سامنے اپنی ایجا دات کی صورت میں پیش کرتے ہیں ۔

پوبر ہے۔ ۵۔ وتی کے لغوی معنی کسی کا اپنے دلی منشا وکولیوں کوجنبش دیئے بغیرا خفاءاور آ ہنتگی کے ساتھ دوسرے پر ظاہر کر دینا ہے اورا صطلاحاً اس کے معنی خدا کا اپنے دلی منشاء سے اپنے خاص بندوں کو کسی غیبی و رابعہ سے مطلع کرنا ہیں۔ پیلم و اطلاع کے روحانی و ربعوں کی آخری سرحد ہے۔

جس طرح علم کی تعین جسمانی قسمیں یعنی وجدانیات حیات اور بدیبیات عام انسانوں کے لئے ذریعہ یقینی بیں ،ای طرح روحانی ذرائع علم کے بیتین ذریعے کشف الہام اور وحی انبیاء میبیم السلام کے لئے یقینی بیں اور جس طرح علم کے مادی ذریعوں میں سے یقین کا سب سے پہلا ذریعہ وہ ہے جو تمام تر مادی ہے یعنی وجدان مجرحس ظاہر اور پھر بدیبیات ای طرح علم کے روحانی واسطوں میں سب سے زیادہ یقینی وہ ہے جو تمام تر روحانی ہے یعنی وحی مجرالہام ' پھر بدیبیات ای طرح علم کے روحانی واسطوں میں سب سے زیادہ یقینی وہ ہے جو تمام تر روحانی ہے یعنی وحی ' پھر الہام ' پھر

ہم نے علم کے روحانی ذرائع کی جو تین قشمیں کی ہیں بعنی وئ الہام اور پھر کشف بیقر آن پاک کی اصطلاحیں نہیں ہیں اس کی اصطلاح میں روحانی ذریعہ علم گانام مکالمہ البی (خدا ہے بات کرنا) اوراس کی حسب ذیل تین قشمیں بیان کی ہیں۔

ا۔ وحی (اشارہ) سے بات کرتا کینی دل میں کسی معنی کا بغیر آ واز اور الفاظ کے آ جانا۔ اگریہ حالت بیداری میں ہے تو کشف ہے اگرخواب میں ہے تو رویا ہے۔

. ۲۔خدا کا پروہ کے پیچھے ہے بات کرنا یعنی متکلم نظر نہیں آتا مگر غیب ہے آواز آتی ہےاورالفاظ سنائی دیتے ہیں۔ اس کوالہام کہ او۔ " فرشتوں کے ذریعہ ہے بات کرنا مینی فرشتہ خدا کا پیغام لے کرسامنے نظر آتا ہے اوراس کے منہ ہے وہ الفاظ ادا ہوتے ہیں جن کو نبی من کرمحفوظ کر لیتا ہے ای کو عام طور ہے وہی کہتے ہیں کیونکہ قرآن پاک کا نزول ای آخری طریقہ سے ہوا ہے لیکن اس شہرت عام کے بیمعنی نہیں ہیں کہ وہ اور دوسرے دوطریقے وہی کی تشمین نہیں ہیں۔وہی کی ان اقسام کا ذکر سور ہ شور کی ہیں ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرِ أَن يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحُيًّا أَوْ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ أَوْيُرُسِلَ رَسُولًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهِ مَايَشَآءُ إِنَّهُ عَلِيٌ حَكِيْمٌ ﴾ (شرى)

اور کی آ دمی کویہ تاب نہیں کہ اللہ اس سے بات کرئے لیکن وحی (اشارہ) سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی قاصد کو بھیج تو وہ خدا کے علم سے خدا جو چا ہے اس کو وحی کر دیتا ہے لیے شک اللہ بلند حکمت والا ہے۔

مکالمہ البی کے بیتنوں طریقے بینی وتی (اشارہ) ہے بات کرنا 'پردہ کے پیچھے ہے بات کرنا اور فرشتہ کے ذریعہ سے بات کرنا وجی کی بیتن مختلف قسمیں بھی ہیں اور پھران تینوں کا اجمالاً حشتر ک نام بھی وتی ہے بینی منتسم بھی ہی ہا اور پھران تینوں کا اجمالاً حشتر ک نام بھی وتی ہے بینی منتسم بھی وی فر مایا اپنی تین قسموں میں ہے بھی ایک پراس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس آیت میں ویکھو کے فرشتہ کے ذریعہ ہے کلام کو بھی وتی فر مایا گیا اور تینوں مذکورہ بالا طریقوں میں جس طریقہ ہے بھی آئخضرت ویکھا کو فیبی تعلیم واطلاع دی گئی ہے اس کو بھی وتی کے لفظ ہے تبیر کیا ہے بعنی وہ عام مکالمہ البی کے مرادف بھی مستعمل ہوا ہے۔

﴿ مَا يَنْطِقُ عَنِ اللَّهُواى (إِنَّا هُوَ إِلَّا وَحُي يُولَ لِي اللَّهِ (جُم-١) ني خوا بش نفس سے كلام بيس كرتا بلكه وه وقي بوتى ہے جواس كوكى جاتى ہے۔

الغرض ای امتیاز کے لئے علمی اصطلاح میں ان متیوں طریقوں کے لئے کشف الہام اور وہی کے تین علیحدہ علیمدہ الفاظ وضع کردیئے گئے ہیں تاکہ بول جال میں ہرروحانی طریقہ گفتگو دوسرے سے ممتاز ہوجائے۔ بیداری میں اشارہ سے بات کرنا کشف ہے اور خواب کے عالم میں رویا ہے، پردہ کے چیجے سے آواز کا آنا الہام ہے اور فرشتہ کی درمیا تھی سے بات کرنا وہی ہے۔ لے

تکنتہ: ۔ اوپر کی آیت میں جہاں اللہ تعالی نے بیار شادفر مایا کہ کی بندہ کی بیتا بنہیں کہ خدااس ہے بات کرے کیئن ان تینوں طریقوں ہے، اس کے آخر میں فرمایا ہے کہ وہ سب سے بلنداور حکیم ہے یعنی اس کی بلندی و برتری کا اقتضافہ ہے کہ وہ کی کو اپنے مکالمہ کے شرف کا مستحق نہ سمجھے مگر اس کی حکمت کا اقتضابیہ ہے کہ وہ اپنے بندگانِ خاص کو عام بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ان تین غیر معمولی طریقوں میں سے کی طریقہ سے گفتگوفر مالے۔

بہرحال نیبی ذریعہ اطلاع کی بیسب سے بلندفتم جس کواصطلاح میں وی کہتے ہیں اس کا تجربہ عام اوگوں کو نہیں اس کا تجربہ عام اوگوں کو نہیں اس کا تجربہ علی نہیں اس کے بیٹی درجہ کے نہیں ذرائع اطلاع کا تجربہ ہر شخص کوتھوڑا بہت ہے اور ہرانسان کی زندگی میں جو بعض پراسراراور نا قابل فہم واقعات پیش آتے ہیں ان پرغور کرنے سے غیب کے اس اعلیٰ ترین ذریعے علم کا دھندلاسا خاکہ ذہن

لے ان اصطلاحات کی بحث کے لئے اصول فقہ کی اہم کتابوں کی طرف تو جہ کرنی جائے کم از کم اس موقع پرتح براہن ہمام التونی ۸۶۱ھ کی شرح النقر بروالتحریرلا بن امیرالحاج التوفی ۵۷۸جلد موم ۴۵۵مطبوعه امیریپ بولاق مصرے ۱۳۱۱ھ دیکھنی جائے۔

میں آسکتا ہے جس سے غیرجسمانی اور غیرحس مادی ذرائع علم کے بیجھنے اور باورکرنے میں جواستبعاد معلوم ہوتا ہے وہ دور ہوسکتا ہے خصوصاً اس عہد میں جب سائیکا لوجی کی تحقیقات سے نفس کی بہت کی نامعلوم طاقتوں کا پینہ چل رہا ہے اور امیر پچونکزم کے ذریعدارواح سے خطاب و کلام کی سلسلہ جنبانی ہورہی ہے اور جدیدروحانیات کافن ایک مستقل سائنس کی صورت اختیار کررہا ہے۔

ا نبیا علیہ السلام کواپنے کشف الہام اور وہی پراتناہی یقین ہوتا ہے جس قدرعام انسانوں کواپنے وجدانیات محسوسات فطریات اور بدیمیات پر انبیاء کا بیروحانی علم ایسا ہی اندرونی ہوتا ہے جیسا عام انسانوں میں وجدانیات فطریات اور بدیمیات ومحسوسات کاعلم ہوتا ہے۔ جس طرح کمی خض کواس علم میں وجوکانیس ہوسکتا کہ اس کو بھوک یا بیاس معلوم ہورہی ہے یااس کوئم یا خوثی ہے، اسی طرح نبی کو بھی اپنے دوحانی وجدانیات میں وحوکانیس ہوتا اور جس طرح تم کواپنے فطریات میں مخالط واقع نہیں ہوتا اور جس طرح تم کواپنے فطریات میں سفالط واقع نہیں ہوتا اور جس طرح تم کواپنے محسوسات اور بدیمیات میں ہوا کرتا غرض وہ اپنے ان جملہ غیبی اور دوحانی ذرائع علم میں ہر لغزش فریب خطااور خطلی ہے اسی طرح یاک ہوتا ہے جس طرح تم اپنے وجدانیات فطریات محسوسات اور بدیمیات میں غلطی اور خطاے یاگ ہوتے ہو۔

# علم غيب:

اسلام کے عقیدہ میں غیب کاعلم خدا کے سواکسی کوشیں ۔ قرآ ن میں بار بارآ تخضرت ﷺ کواس اعلان کی ہدایت ہوئی ہے۔

﴿ فَقُلُ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ ﴾ (اين ١٠-١١)

تو كهدو سائ يغير كغيب خداك لئے ہے۔

﴿ قُلُ لَا يَعُلَمُ مَنْ فِي السَّمُواتِ وَ الْأَرْضِ الْعَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ﴾ (عمل ٥٠) كهدو كمة عانول مين اورزين من خدا كيسواكوتي نبين جس كوغيب كاعلم بو

رسول كيتي بين-

﴿ وَلَا أَعُلَمُ الْغَيْبَ ﴾ (انعام-٥)

اور میں غیب نہیں جانتا۔

نیکن ای کے ساتھ دوموقعوں پر بیکھی کہا گیا ہے کہ بایں ہمہ خداا ہے برگزیدہ پیغیبروں کوغیب کی اطلاع دیتا ہے۔ سور وَ جن میں ہے۔

﴿ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى عَيْبِهِ أَحَدُ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولِ ﴾ (جن)

تواللہ اپنے غیب کی بات کی پرظا ہر ہیں کر تالیکن اس پیغیر پر جس کو پیند کرے۔

دوسری جگہ سورہ آل عمران میں ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطلِعَكُمُ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَحْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يُشَاءُ ﴾

اور نہ تفااللہ کہ غیب کی باتوں پرتم کو مطلع کرتا کیکن سے کہ اللہ اپنے پیغیبروں میں ہے جس کو جا ہے چن لیتا ہے۔ ان دوآ بیوں میں ہے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے برگزیدہ پیغیبروں کوغیب کی باتوں کی اطلاع دیتا ہے۔ اس ہے معلوم ہوا کہ جن آ بیوں میں غیب دائی کی کلیتا اور قطعاً نفی گی گئی ہے اس سے مراد ذاتی اور حقیقی علم ہے یعنی خدا کے سوا بالذات کسی کوغیب کا علم نہیں البتہ خدا کے واسطا ور ذریعہ سے اور اس کی تعلیم واطلاع سے پیغیبروں کو اس کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ساتھ ہی آ یت الکری میں فریادیا گیا۔

﴿ وَلَا يُحِيْظُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَاشَآءَ ﴾ (بترور ٢٠٠٠)

اوروہ خدا کے ایک ذرہ علم کا بھی احاط نہیں کر سکتے لیکن اپنے کا حبّنے کا وہ چا ہے۔

یعنی اپنے علوم غیب سے جتنا اور جس قدروہ پہند کرتا ہے اور مصلحت ہجھتا ہے وہ ان کو بذریعہ وجی ان سے واقف کرتار ہتا ہے۔ بایں ہمہ بعض باتوں کی نسبت جیسا کہ سورہ ہوداور لقمان میں ہاللہ تعالی نے قطعی طور سے یہ فیصلہ کردیا کہ ان کاعلم کسی کوئیس مثلاً قیامت بارش موت شکم مادر میں لڑکا ہے یالڑک کل کیا ہوگا ان باتوں کو خدا تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا ای طرح بعض آ بیوں میں آئے خضرت وقت کو خطاب کرکے کہا گیا ہے کہ اس کاتم کو علم مذتھا جیسا کہ غزوہ تو ہیں ہے کہ انہوں نے جھوئی قتمیس کھا کرا جازت حاصل کرلی۔ خدانے فرمایا

﴿ عَفَا اللّٰهُ عَنُكَ لِمَ آذِنُتَ لَهُمْ حَتَى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَلَعُوا وَ تَعَلَمُ الْكَذِينَ ﴾ آوب ) خدائے تھے ت درگذرکیا۔ کیول آوئے ان کواجازت دی تا آ تکہ تجے مطوم ہوجائے جو تی ہو کے اور جھوٹوں کوجان لیٹا ﴿ لَفَدِ ابْتَعَوْ الْفِتُنَةَ مِنْ قَبُلُ وَقَلَبُوا لَكَ الْامُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمُ کُرِهُونَ ﴾ (توب)

انہوں نے پہلے فتنہ پیدا کرنا چاہا اور تیرے سامنے واقعات الث دیئے بہاں تک کدحق بات آگئ اور خدا کی بات کمل گئی اور وہ ایسانہیں چاہے تھے۔

12,407-

﴿ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحُنُ نَعْلَمُهُمْ ﴾ (آوبـ ١٣) بينفاق پراڑے بين توان كونيس جانتا ہم جائے ہيں۔

کودی جاتی ہان کا تعلق فریضہ رُسالت اوراس کی مصلحتوں اورشریعتوں ہے۔

## غيب كى حقيقت:

علم غیب کے اس نادیدہ راستہ میں اتن منزل طے کر لینے کے بعد بیہ سوال سامنے آتا ہے کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں غیب کس کو کہتے ہیں؟ قرآن مجید کے اس الفاظ کے استعال کے تمام مواقع پرغور کرنے ہے اس کے اجمالی اور تفصیلی دونوں معنی واضح ہوتے ہیں۔ اجمالاً اس کا اطلاق ان امور پر ہوتا ہے جن کاعلم انسان اپنے علم کے عام اور طبعی و فطری ذریعوں سے حاصل نہیں کرسکتا۔ گذر چکا ہے کہ انسانی علم کے طبعی ذریعے وجدان حواس اور عقل واستدلال وغیرہ ہیں۔ ان طبعی ذریعوں سے جو ہرانسان کو ملے ہیں جوعلم حاصل نہیں ہوتا ، اس کوعلم غیب کہتے ہیں یعنی اس شے یاان اشیاء کا علم جوانسان کے ظاہری و باطنی حواس اور دماغی تو گی کی نگا ہوں کے سامنے عائب ہیں ، اس کا مقابل لفظ شہاوت ہے جس کے معنی حاضر ہونے کے ہیں یعنی وہ اشیاء جو ہرانسان کے حواس اور توائے دماغی کے سامنے ہیں ، اس کے اللہ تعالی نے کے معنی حاضر ہونے کے ہیں یعنی وہ اشیاء جو ہرانسان کے حواس اور توائے دماغی کے سامنے ہیں ، اس کے اللہ تعالی نے ایٹ کو بار بار عالم الغیب والشہا دۃ کہا ہے (انعام ، رعد' حشر' تغابن) یعنی انسانوں کے طبعی ذرائع علم کے سامنے جو حاضر ہے اور جو عام اس کے بیان سب کا عالم اور واقف کل وہی ہے۔ الغرض اجمالاً علم غیب اس غیبی طریقہ علم کا نام ہے جو عام انسانوں کونین ملاہے۔

تفصیلی میثیت ہے قرآن پاک میں غیب کا اطلاق جارچیزوں پر مواہے۔

" زمانہ ماضی کے واقعات جن کاعلم بعد کونہ تو حواس کے ذریعہ بوسکتا ہے کہ جواس سے صرف شاہد (ساسنے موجود)

کاعلم ہوتا ہے اور نہ عقل وَفَر کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اگر ہوسکتا ہے کہ تو تحریر وروایت کے ذریعہ لیکن جس کے لئے تحریر
وروایت کا ذریعہ بینی طور سے مسدود ہواس کے لئے ان کاعلم اگر ہوسکتا ہے تو غیبی ہی ذریعہ سے ہوسکتا ہے "
حضر سے نوح سے محتصر قصہ کے بعد اللہ تعالی فرما تا ہے۔

﴿ تِلْكَ مِنُ أَنْبَاءِ الْغَيْبَ ثُوْحِبُهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعَلَّمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنُ قَبْلِ هذا ﴿ وَيَهُ اللَّهُ وَمِنْ اللَّهُ مِنْ قَبْلِ هذا ﴾ (موديم) يغيب كي بعض خبرول من س ب بهم ان كودى كرتے ميں تيرى طرف يو تو ان كو پہلے سے جانتا بى شقا اور شد تيرى قوم جانى تھى۔

حفزت مريم كاقصه شارشاد ووتا ب-

﴿ ذَٰلِكَ مِنْ انْبَاءِ الْغَيْبِ نُوجِيهِ الْيُكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمُ اِذَيْلُقُونَ اَقَلَامَهُمْ أَيْهُمُ يَكُفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمُ اِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴾ (آلمران ٥٠)

بیغیب کی خبروں میں سے ہاس کوہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور نہ تو ان کے پاس موجود تھا جب وہ اپنے قلم (قرعہ کے طور پر) ڈال رہے تھے کہ کون مریم کو پالے اور نہ تو ان کے پاس اس وقت تھا جب وہ جھٹڑرہے تھے۔

دیکھوکر محسوں واقعات کے علم کاطبعی طریقہ اس وقت موجود روکرد یکھنااورسننا تھااس کی آنخضرت واللے انفی کی گئی کہ آپ وہاں یقینا اس وفت موجود نہ تھے، اب روگیا کی دوسرے انسانی ذریعہ سے سننا اس کی بھی نفی پہلے ہی سے کہ تیری قوم میں ہے بھی کسی کومعلوم نہ تھااور نہ دوسرول سے معلوم کیا۔ اب اس کاعلم جس غیر طبعی طریقہ سے رسول کودیا گیا وہ وہ تی کا ذریعہ ہے۔

ای طرح حضرت یوسف کے پورے واقعہ کے ذکر کے بعد فر مایا۔

﴿ وَلِكَ مِنَ أَنْهَاءِ الْعَيْبِ تُوجِيْهِ اللَّكَ وَمَاكُنْتَ لَدَيْهِمُ إِذَ آجَمَعُواۤ آمُرَهُمُ وَهُمْ يَمُكُرُونَ ﴾ (يعندا)

میغیب کی خبروں میں سے ہم اس کو تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو اس وقت ان کے پاس ندتھا جب وہ اپنا کام

طے کرنے لگے اور حال جل دے تھے۔

اس میں بھی علم شاہد کی نفی کر کے علم غائب کو ثابت کیا گیا۔ بہر حال ان تینوں آینوں سے واضح ہے کہ ماضی کے واقعات کے غیرطبعی طریقہ علم کو بھی علم غیب کہا گیا ہے۔

۲۔ ای طرح آئندہ مستقبل میں جو واقعات ہونے والے ہیں ان کو بھی غیب کہا گیا ہے۔ ان کاعلم دلائل و قیاس کے طبعی ذرائع کے علاوہ غیر طبعی ذریعہ ہے ہوا ہوتو اس کو بھی علم غیب کہیں گے۔ قرآن پاک میں ایک موقع پران کفار کے جواب میں جونشانیوں کے طالب تھے یہ کہا گیا۔

﴿ فَقُلُ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمُ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴾ (يأس)

تو كهدو ، كوغيب كاعلم خداى كے لئے با تظار كرؤش بھى تمبار ، ساتھا تظار كرنے والول ميں مول

منتقبل کے منتظرہ واقعات کواس آیت میں غیب کہا گیا ہے ،ای طرح قیامت کو بار بارغیب کہہ کرغیر خدا ہے ماس نہ سرتارہ

اس كِعَلَم كَيْ فَى كَيْ تَى ہے۔ ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ (اقران ٢٠)

خدائی کے پاس قیامت کاعلم ہے

﴿ يَسُتَلُو نَكَ عَنِ السَّاعَةِ آيًّا ذَ مُرْسَهَا قُلُ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ﴾ (١٩١١-٢٣)

وہ قیامت کو پوچھتے ہیں کہدوے کداس کاعلم میرے پروردگار کے پاس ہے۔

ای طرح مستقبل کے دوسرے واقعات کے علم کی بھی انسانوں نے فی کی گئی ہے۔

﴿ وَمَا تَدُرِي نَفُسٌ مَّا ذَا تُكْسِبُ عَدًا وَّمَا تَدُرِي نَفُسٌ ، بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُونَ ﴾ (اقان ٣٠)

كونى نبيل جانتا كيكل وه كياكرے كا اور نہكوئى بيرجانتا ہے كدوه كس سرز مين ميں سرے كا؟

سال چیزوں پر بھی غیب کا اطلاق کیا گیا ہے جو گو ماضی اور مستقبل نہیں بلکہ زمانہ حال ہیں موجود ہیں تاہم انسان کے حواس خسداور عقل کی محدود طاقت سے ان کاعلم نہیں ہوسکتا ہم کود کیجنے اور بننے کی طاقت دی گئی ہے گراس کے لئے کئی نہ کسی مسافت عدم تجاب اور دیگر چند شرا لکا کی قید لگا دی گئی ہے جن کے بغیر ہماری پیر طاقت بالکل ہے کار ہے۔ ہم دلی ہیں بیٹھ کر بمبئی کے چیش نظر مناظر کو نہیں و کھیے سکتے اور نہ بغیر آلات کے ہم یہاں ہے وہاں کی آواز آج ہمی من سکتے ہیں اس لئے زمانہ حال کے علم کے لئے بھی جو طبی شرا لکا اور قیود ہیں ان کے بغیر جوعلم حاصل ہوگا وہ غیب ہوگا۔

حاملہ عورت سامنے موجود ہے گراس کے بطن کے پے در پے تجابات کے اندر جن کوآ تکھیں چاک نہیں کرسکتیں کیا ہے؟ کس کومعلوم ہے؟

﴿ يَعْلَمُ مَا فِي الْآرُحَامِ ﴾ (القان-٣)

اورالله جانا برحمول کے اندرجو ب

آسان وزمین میں اس وقت جو پچھ ہے وہ سب زمانہ حال میں سب کے سامنے موجود ہے تاہم اس کاعلم

ہمارے جواس اور عقل کی محدود دسترس سے اس وقت تک باہر ہے ، جب تک ہمارے دیکھنے اور سننے اور جاننے کے لئے خدا<sub>ب</sub> نے جو طبعی شرا لَطَ بتادیئے ہیں وہ اورے نہوں۔

> ﴿ وَلِلَهِ غَبُبُ السَّمُواتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (مود. ١٠) اور خدای کے لئے ہے آسانوں اور زمین کاغیب۔ ﴿ إِنَّ اللَّهَ يَعُلَمُ غَيْبُ السَّمُواتِ وَالْآرُضِ ﴾ (جرات) بِ شَك خداجا نتا ہے آسانوں اور زمین کاغیب۔

سم عالم غیب کی آخری چیز وہ امور ہیں جوغیر مادی ہونے کی وجہ ہے ہمارے حواس اور عقل کے نتک دائرہ علم سے قطعاً باہر ہیں۔ ہم فرشتوں کونہیں و کیھتے خدا کی رؤیت کی صلاحیت نہیں رکھتے 'جنت دوزخ ہم کو یہاں نظر نہیں آ سکتی۔ پیتمام امور غیب ہیں۔

﴿ اللهِ يُنَ يَخْضُونَ رَبِّهُمُ بِالْغَيْبِ ﴾ (انهاء ٢٠) جولوگ ائي رب عدرت بين غيب من ر ﴿ اللهَ يُنَ يُولُمِنُونَ بِالْغَيْبِ ﴾ (بقره ١٠) وواوگ جوايمان الاتے بين غيب مين -

﴿ حَدَّتِ عَدَنِ الْمَنِي وَعَدَ الرَّحُمْنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ﴾ (مريم ٢٠) وه جنت جس كاوعده اس مهر يان خدائے استے بندوں سے كيا ہے فيب ميں ہے۔

'' غیب میں'' کے معنی ہیں' ہے جانے' بن دیکھیے حواس سے علم حاصل کئے بغیراور باو جوداس کے کہوہ چیزیں اس عالم میں دیکھی نہیں جاسکتی ہیں۔

تیفیرکواللہ تعالیٰ غیب کی جن باتوں ہے آگاہ کرتا ہے وہ ان چاروں قتم کے امورغیب ہوتے ہیں۔ بعض گذشتہ قوموں اور پیفیرروں کے عبرت آگلیز اور تھیجت آموز حالات ہے بھی روایت اور تحریر کے ذریعہ کے بغیر وتی کے واسط ہے ان کومطلع کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے حوالوں ہے اوپر گذر چکا' آئندہ متعقبل میں دنیا کے فتنوں امت محمہ یہ کے انقلاب قیامت کے مناظر اور اس کے بعد پیش آئے والے واقعات کاعلم آپ کو دیا گیا جیسا کہ ان دنیاوی پیشین گوئیوں اور قیامت و محشر کے ان مناظر ہے واقعات کاعلم آپ کو دیا گیا جیسا کہ ان دنیاوی پیشین گوئیوں اور قیامت و محشر کے ان مناظر ہے جو آن پاک اور احادیث سیجھ میں بتقر آئے ذکور ہیں ، ای طرح حال کے ان مناظر واحوال کاعلم بھی فابت ہے جو باو جو دسانے موجود ہوئے کے احساس و تعقل کے بعی شرائط نہ پائے جانے کے سبب مناظر واحوال کو نظر نہیں آئے ۔ قبروں کا انکشاف کیس پر دہ رویت دوسروں کے سامنے موجود احوال ہے واقفیت وغیرہ اس علم غیب میں ہے بھی چغیروں کو عطا ہوتا ہے اور سب ہے آخر میں وہ مغیبات ہیں جن کا احساس و تصور ہمارے مادی ذرائع علم ہے قطعا خارج ہے تاہم وہ بھی اس کو دکھائے اور بتائے جاتے ہیں ۔خود خدا کا دیماراور فرشتوں کی رویت 'جنت ودور شرح کا مشاہدہ وغیرہ ان ان تمام امور غیب میں سے اللہ تعالی جس رسول کے لئے جس قدرت مناسب اور من اوار جھتا کے در ایک علم وقی کے مختلف اقسام کے ذریع ہے ہے ان کوعطافر ماتا ہے۔

#### وحی اور ملکه ء نبوت:

حکمائے اسلام نے وی کی حقیقت '' ملکہ ، نبوت'' کے لفظ سے نظاہر کی ہے۔ اس کی تشریح ہے ہے کہ ترتیب
کا نکات پرخور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کا نکات پیل اور تعقل نے پستی سے بلندی کی طرف رفتہ رفتہ ترقی کی ہے۔
جمادات ہے جس ہیں ،ان کے او پر نبا تات ہیں جن ہیں صرف محدودا حساس ہوتا ہے اور و و د ماغی قوئی حافظ' تذکر کراور غور و
گرکی قوت سے وہ محروم ہیں ،ان سے اونے جیوانات ہیں جن ہیں ہی تمام قوئی ناقص طریقے ہے نمودار ہوتے ہیں اور آخر
میں ان سے بالا تربستی یعنی انسان میں جاکر بیقوی پورے کمال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ان قوئی کی ترقی سمبیں تک محدود نہیں
ہیں ان سے بالا تربستی یعنی انسان میں جاکر بیقوی پورے کمال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ان قوئی کی ترقی سمبیں تک محدود نہیں
ہی جو نبا تات میں نہیں 'انسان میں وہ د ماغی و ذہنی قوئی ہیں جو حیوانات میں نہیں ای طرح انہیا ء میں علم و تعقل کی
ایک ایک قوت موجود ہوتی ہے جو عام انسانوں میں نہیں ہوتی اور ای کانام ملکہ و نبوت ہے۔

حواس صرف مادیات کودریافت کرتے ہیں، دماغی تو کی مادیات سے بلندؤ ہنیات اور عقلیات کواور ملکہ انہوت اس سے بھی او نچاجا تا ہے۔ وہ ذہبیات وعقلیات سے بلند تر بھا کی بعنی غیبیات کودریافت کرتا ہے۔ اس ذریعیلم میں غور و بحث اور منطقیا نہ فکر ونظر اور ترتیب مقدمات کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ حقائق اس طرح سامنے آتے ہیں جس طرح وجدانیات فطریات اور جربیات اور محصوسات سامنے آتے ہیں اور انہیں کی طرح وہ بقتی بھی ہوتے ہیں اور چونکہ اس فریعہ منافی کی طرح وہ بقتی بھی ہوتے ہیں اور چونکہ اس فریعہ منافی کے عام ذریعے اور طریعے یعنی وجدان فطرت نوعی بدا ہت اولیہ احساس اور غور وفکر سے معلومات ماصل نہیں کئے جاتے بلکہ خود علام الغیوب وہ علم ان انسانی وسائط کے بغیران کوعطا کرتا ہے۔ شرع کی زبان میں اس کو وقی والہام کہتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کہتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کہتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کہتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کہتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کرتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کرتے ہیں علم کام کی اصطلاح میں ملکہ نبوت اور عام محاورہ میں اس کوغیری علم کرتے ہیں علم کام کی اس کوغیری کو میں اس کوغیری علم کرتے ہیں علم کام کی اس کوغیری کی دورہ میں اس کوغیری کو کی دورہ کی دورہ کیا کہ کرتے ہیں کام کی دورہ کی دورہ کی دورہ کی کی دورہ کی کہ کرتے ہیں معلم کرتے ہیں ہے کہ کرتے ہیں اس کوغیری کی دورہ کی دورہ

کیکن اہل نقل کی اصطلاح میں وحی کی بیصورت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پیغیبروں کو وقتا تو قتا حکام اور ارادوں ہے براہ راست فرشتوں کے ذریعیہ سے مطلع کرتار ہتا ہے۔ یہی وحی ہے۔

امعان نظرے معلوم ہوگا کہ اہل عقل وُقل کے اختلاف کا منشا یہ ہے کہ آیا یہ وجی خود پیفیبر کے مافوق اور غیر معمولی وہبی علم وفہم کا بتیجہ ہوتی ہے یا خود براہ راست وقنا فو قنا تعلیم ربانی کا۔ دوسر لے لفظوں میں یہ کہو کہ جس طرح عام انسانوں میں علم وفہم کی قوت آغاز بیدائش ہی میں فطر خاو دیعت کردی جاتی ہے ای طرح انبیاء میں منشائے الہی جانے کی قوت بھی شروع ہی میں ودیعت کردی جاتی ہے یا یہ کہوہ فطر خاتو و ہے ہی عام انسانی طریقہ کا طبعی علم وفہم رکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نبوت کے بعدا ہے منشائے الہی سے ان کو کئی غیبی ذریعہ سے وقنا فو قنا آگاہ کرتار ہتا ہے۔

لیکن واقعہ بیہ ہے کہ حقیقت' عقل کی نقل اور نقل کی عقل سے علیحد گی میں نہیں بلکہ انتحاد میں ہے۔وہ لوگ جوعقل ونقل دونوں کے جامع میں وہ ان دونوں کومجتمع کرتے ہیں۔

یار ما ایس و ار دو آن نیز هم انبیاء پلیم السلام میں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے بدء فطرت اور آغاز پیدائش سے ان امور کے متعلق جن کا ان 75

کی رسالت و نبوت سے تعلق ہے اور جس کو دین کہتے ہیں وہ کلی استعداد اور عموی فہم ہوتی ہے جس سے غیر انبیاء محروم بیں اور اس پوشیدہ قوت کاعملی ظہور اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب وہ نبوت کے منصب پرعملاً سرفراز ہوتے ہیں۔ای کا نام' ملکہ نبوت' ہے اور اہم امور دین کے متعلق ان کو وقتا فو قتا جو غیبی اطلاع ملتی رہتی ہے اس کا نام' وحی' ہے۔

آئ کل قرآن بھی اور مقتل کے مدعیوں اور نقل کے لفظی پابندوں میں جواختلاف ہو وہ دراصل آنہیں دوقو توں

کے درمیان تمیز نہ کرنے کا بھیجہ ہے۔ نقل کے لفظی پابند سی محصے ہیں کہ ہر لفظ جو نبی کے منہ سے نکلتا ہے وہ اس معنی میں وحی

ہے جس معنی میں قرآن ہے کہ وہ ہراہ راست خدا کی غیب کی اطلاع ہے اور عقل کے مدعی سے محصے ہیں کہ قرآن ہے شک خدا

کی براہ راست وحی ہے مگر اس کے ماسوار سول جو پچھے کہتا ہے وہ اس کے پیغیبرانہ نہیں بلکہ انسانی و بشری علم وہم کا نتیجہ ہے

لیکن حقیقت ان دونوں کے ماور اء ہے۔ جیسے قرآنی وحی براہ راست ہے اس طرح نبی کے دوسرے احکام اس کے عام

انسانی و بشری علم وہم کا نہیں بلکہ اس کی پیغیبرانہ وہی قوت علم وہم کا نتیجہ ہے جو وحی کی ایک دوسری قسم اس لئے کہی جا سکتی ہے

کہاس کا منشاء '' ملکہ نبوت'' کے ذریعہ وحی ربانی کی ترجمانی ہے ، اس لئے پیغیبر کی وحی اور ملکہ نبوت دونوں کے احکام واجب

الا تارع بیں۔

#### كتاب اورسنت:

اس تقریر کا منشاء یہ ہے کہ پیغیر کو جوعلم حاصل ہوتا ہے اس کی دوشتمیں ہیں۔ ایک وی حقیقی بینی وہ علم جس کو اللہ تعالیٰ وقتا فو قبّا ہے خاص الفاظ میں پیغیر پر نازل کرتار ہتا ہا اور جس کے مجموعہ کو کتاب اللہ صحیفہ ربانی تو رات انجیل از براور قر آن کا نام دیا گیا ہے دوسرا وہ علم جو پیغیر کے ملکہ نبوت یا نور نبوت یا نبیجہ ہوتا ہے۔ پہلا علم اصلی اور دوسرا خم کی ہوئی ہوئی ہے یعنی علم اول پیغیر پر شریعت کے غیر متبدل اور از لیا ادکام کلیہ اور دوسرا خم کی بہلا اصولی اور دوسرا فروق ہے یعنی علم اول پیغیر پر شریعت کے غیر متبدل اور ان کا احکام کلیہ اور مہمات کو واضح کرتا ہے اور دوسرا علم پہلے علم کے غیر متبدل کلی اصول کے ماتحت اس کے مقصود کی صحیح تشریح اور اس کے برنا کیا تا ہے اور اس کے برنا کی خرور کی تعلیم کرتا ہے اور غیر اہم متبدل امور کے متعلق ہنگا می اوقات میں سمجھ کی احکام بتاتا ہے اور اس کو دوسری قسم کا علم ہے جو روایات اور احادیث کی صورت میں ہاور جس کو اہل اصول اصطلاحاً سنت کہتے ہیں۔ کتاب دوسری قسم کا علم ہے جو روایات اور احادیث کی صورت میں ہاور جس کو اہل اصول اصطلاحاً سنت کہتے ہیں۔ کتاب اصولی احکام ہیں اور سنت ان اصولی احکام کی عملی تشریح اور بیان ہے کتاب براہ راست و می الہی کا نتیجہ ہے اور سنت ملک نبوت اور نبیم نبوی کا۔ کتاب بلفظ و جی ہے اور سنت یا معنی۔

## وى مثلواوروى غيرمثلو:

بعض علمائے اصول نے کتاب اور سنت دونوں کو وجی مانا ہے اور ان دونوں کے درمیان تفریق بیدی ہے کہ
کتاب اس وجی کا نام ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور سنت اس وجی کو کہتے ہیں جس کی تلاوت تہیں کی جاتی ۔ اس تشریح
کامقصود حقیقتا تلاوت وعدم تلاوت کا فرق تہیں ہے بلکہ بیہ ہے کہ کتاب ہیں معنی کے ساتھ الفاظ بھی وجی کئے ہیں اور وہ ۔
الفاظ بھی محفوظ ہیں ۔ ان کا حرف حرف اور نقط نقط موٹو آیا آئے آئے افظوٹ کی پیشین گوئی ہیں داخل ہے اور اس لئے اس
میں الفاظ کی کی بیشی اور حذف واضافہ محال ہے اور سنت ہیں الفاظ کی تبیس بلکہ صرف معافی کی حفاظت ہے اس لئے کتاب

کی وجی بدون کتوب اور محفوظ کی گئی اور نماز میں اس کی قرات کا تھم ہے اور یوں بھی عام طور ہے اس کی تلاوت مسنون ہے اور سنت کی وجی بالفاظ ہامقصور نہیں اس لئے اس کی لفظی حفاظت کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی اور نہ نماز میں اس کے الفاظ قرات کئے جا سکتے ہیں اور نہ ان کی تلاوت کی جاتی ہے اور نہ اس کو کتاب اللی کہا جا سکتا ہے گر معنا اصولی حیثیت ہے ان کی حفاظت خود قرآن نے اپنے اندر کرلی ہے اور جزئیات کی حیثیت ہے کو الفاظ میں نہیں گر تمل میں خود رسول اور اس کے بیرو ان نے اپنے اندر کرلی ہے اور جزئیات کی حیثیت ہے کو الفاظ میں نہیں گر تمل ورآ مدے عملی تو انز کی جو ان اور پھر ان کے بیروؤں کے مسلسل تعامل ہے بیماں تک کہ آئ تی بھی تمام مسلمانوں کے تمل درآ مدے عملی تو انز کی صورت میں محفوظ ہے اور بعد کے اماموں نے اچھی طرح تحقیق کرکے الفاظ اور کتب حدیث کے اور اق میں بھی ان کو محفوظ کردیا ہے۔

سنت کووی کہنا اس لحاظ ہے ہے کہ اس کے جزئیات اصولاً وی تقیقی لیجنی کتاب کے اندر داخل ہیں اور اس کی کلیت میں سنت کے تمام احکام مندرج ہیں۔ بنابریں چونکہ سنت وخی کے کلی منشا کے اندر داخل ہے وہ بھی خمنی حیثیت ہے وی کہی جاسکتی ہے لیکن چونکہ اس میں الفاظ کی تعیین خدا کی طرف سے نہیں اس لئے وہ غیر متلوہے۔

اس فرق کارازیہ ہے کہ کتاب کی اصلی حیثیت کلی قانون کی ہے۔ قانون کے اصل منشا کی حفاظت اور وضاحت

کے لئے نہ صرف اس کے ایک ایک لفظ کے محفوظ رہنے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اس کے ایک انقط شوشہ وقف وصل فصل عطف قطع وقدم تاخیر یعنی آج کل کی اصطلاح میں ایک ایک ڈیٹر اور کا ہے کی بعینہ حفاظت کی ضرورت ہے درنہ ذرا ہے تغیر میں قانون کا مطلب بچھ کا بچھ ہوجا سکتا ہے اور سنت کی بیکی قانونی حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ اس کلی قانون کی تشریحات تضیلات اور جزئیات ہیں جو در حقیقت اس کلی قانون کے اندر مندرج سے مگر چونکہ عام لوگوں کے نہم میں نہیں آتے تھے یا عام لوگ ان کو نہیں تبچھتے تھے اس لئے سحابہ کے دریافت پڑیا خود حضور و انس کی ضرورت محسوس فرما کر اس کو کھول کر بیان فرما دیا کہ پھراشتہا ہ نہ درہ جائے۔

اس کو کھول کر بیان فرما دیا کہ پھراشتہا ہ نہ درہ جائے۔

ای مقام پرایک نکته اور بھی ہے کہ کتاب البی میں جو تھم جن الفاظ میں اوا ہوا ہے وہ اگر بعض کم فہم لوگوں کی ہجھ میں نہیں آتا اور انہوں نے آتخضرت و نہیں ہے کہ کتاب البی میں جو تھم جن الفاظ میں اوا ہوا کہ اس خاص جزئی واقعہ کا کیا تھم ہے اور قرآن پاک کی کس اصل ہے ماخو ذو مستنبط ہوگا اور اس لئے انہوں نے آتخضرت و نہیں ہے دریافت کیا تو اس کے جواب میں اگر آتخضرت و نہیں قرآن پاک کے بعینہ انہیں الفاظ جواب میں اگر آتخضرت و نہیں ہوتاہ کہ انہیں الفاظ کو بے کم و بیش و ہرا دیتے تو یہ بیکار ہوتاہ کہ انہیں الفاظ کے نہ بچھ کے سبب تو سوال کی نوبت آئی اس لئے ضرورتھا کہ آتخضرت و نہیں الفاظ کو بدل کراور طریقہ تجیم کو تغیر دے کر ان الفاظ کی تشریح فرما کی تو بیا ہیں۔

در حقیقت احادیث میں قانون اللی اور کتاب ربانی ہی کے مفہوم و منشا کو رسول و کھٹائے تے بچھنے کی سہوات مراہوں کی تعمیل ہدایت اوراصل منشائے اللی کی پوری تو منیج اور کہیں پوری تاکید کی خاطر مختلف لفظوں مختلف عبارتوں اور مختلف تعبیروں سے اوا فرمایا ہے اس لئے اصل مفہوم و منشاہ کے کھاظ سے احادیث کے محانی ضمنا و جی بیں لیکن الفاظ عبارت اور تعبیر کی حیثیت سے یعنی لفظاوی نہیں ہیں بلکہ فہم نہوی اجتماد نبوی اور ملکہ نبوت کے غیر خطابی برینائے ہیں ۔ اس کے ان کو اصطلاح میں 'وحی غیر متلو' کہتے ہیں ۔ اس

ہماس فرق کی ایک مثال دے کرا ہے مطلب کوزیادہ واضح کردیتا جا ہے جیں۔ قرآن پاک میں والدین کی مصاورا طاعت کا تھم ہا ورساتھ ہی اشارہ ہے کہ والدین کی رضامندی گناہوں کی منفرت کا سبب لے ہے۔ یہ وی اللی کا تقیقی منشاء ہے۔ آنخضرت وی شائے اللی کا تقیق منشاء ہے۔ آنخضرت کی خوشنودی ہیں ہے' ایک سے ابی نے دریافت کیا کہ یارسول کے نیچ جنت ہے' کبھی ارشادہ ہوا' رب کی خوشنودی ہاپ کی خوشنودی میں ہے' ایک سے ابی نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ وی دارکون ہے ؟' فرمایا' تیری مال تیری مال ایک دفعہ آنخضرت میں ہوا' دو وزیل ہوا' وہ وزیل ہوا' وہ وزیل ہوا' دو وزیل ہوا' کی خدمت گذاری کرکے جنت نہ حاصل کر گی' ایک اور مجلس میں سحاب نے پوچھا کہ یارسول اللہ وی گیا گئی کے کوران کی خدمت گذاری کرکے جنت نہ حاصل کر گی' ایک اور مجلس میں سحاب نے پوچھا کہ یارسول اللہ وی گئی کے کاموں میں خداکوسب سے زیادہ کون ساکام پند ہے؟ فرمایا'' وقت پر تمازادا کرنا' دریافت کیا اس کے بعد فرمایا'' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا''

ان تمام احادیث پرمعمولی ی غور وفکر کی نظر بھی بیراز ظاہر کروے گی کہ بیکل حدیثیں ذیل کی آیوں کی تشریح و بیان ہیں۔

> ﴿ وَبِالْوَ الِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ (بقرد- ١٠ ندار- ٢) مال باپ كساتھ نيكى كرو ﴿ وَ لَا تَقُلُ لَّهُمَا أُفِ ﴾ (اسرائيل ٣٠) وه بوڑھے ہوجا ئيں تو اُن كواف ندكھو ﴿ وَ نَسَحَاوَرُ عَنْ سَبِّاتِهِمْ ﴾ (احقاف ٣٠) بر (مال باپ كے خدمت گذار) وہ ہیں جن كی بديوں ہے ہم درگذر كرتے ہيں بر (مال باپ كے خدمت گذار) وہ ہیں جن كی بديوں ہے ہم درگذر كرتے ہيں بر عال دوسرے قرآ فی احكام كے بيانات وتشريحات كا ہے۔ عل

## احادیث،قرآن کابیان بین:

قرآن پاک اوراحادیث دونوں پر جن کی عمیق اور وسیج نظر ہےان کو یہ برملامعلوم ہوتا ہے کہ احادیث سیجھ کے تمام فرعی اور ثانوی احکام قرآن پاگ کے عمومی اور کل احکام کے تحت میں مندرج ہیں۔ آنخضرت وہنا نے اپنے الفاظ میں صرف ان کی تشریح فرمائی ہے۔ اس تتم کی حدیثوں کی عموماً تمن شکلیس ہیں۔ایک وہ جن میں آنخضرت وہنا نے

ا بعد الله المحصر المحمد المارائ من منظر دمول محر بحد الله كه تاش آخص عنابت موائب كه ديكر متعدد علمائ اصول كالمبي مسلك عبد بنائج بيه خيال اجمالاً سب سه يهل امام شافعي كي كتاب الرسالة (ص٢- ٢٦) مطبوعه علميه مسر المسابع من اورسب سه زياده مفصل امام شاطبي المدى المتوفي و محصور كي المم تصفيف الموافقات في اصول الاحكام جلد اول من الممام طبوعه سلفيه مسمور و من موجود مهاور شاه ولى الله حكام جلد اول من الممام طبوعه سلفيه مسمور المنافع من موجود مهاور شاه ولى الله حكام جلد اول من المنافع المنافع المنافع من موجود مهاور شاه ولى الله حكام جلد المنافع المنافع المنافع من موجود مهاور شاه ولى الله حكام جلد المنافع الم

ع ستاب الرسالدام شاقعي صفحه ٨\_

اپن الفاظ میں تھم بیان فرمانے کے بعد خود قرآن پاک کی کوئی آیت اس کے ساتھ پڑھ دی۔ اس قتم کی حدیثوں کے بیان ہونے میں کس کوشیہ ہوسکتا ہے؟ دوسری شکل بیہ ہوکہ آپ نے آیت نہیں پڑھی مگر خود اس تھم میں ایک دولفظ ایسے فرمادیئے ہیں جو کسی آیت کا بڑ ہیں جس سے بیاشارہ ہوتا ہے کہ بیتھم فلاں آیت کی تشریح ہے۔ اس صورت میں بھی اصل وفروع کی تمیز اہل علم کے لئے آسان ہے۔ تمیری شکل بیہ ہے کہ آپ نے کسی آیت یا اشارہ کے بغیر صرف تھم بیان فرمادیا ہے۔ اس قتم کی حدیثوں کے ماخذ کی تلاش دفت نظر کا کام ہاں کا پیتاز بان نبوت اور فیم رسالت کے طرز واسلوب کے سمجھنے والے دا تخین فی العلم بی پاسکتے ہیں۔

## الهام واجتها دوحكمت:

امام شافعیؓ نے کتاب الرسالہ میں احادیث وسنن کی تمین قسمیں بیان کی بیں۔ایک وہ جو بعینہ قرآن پاک میں ندکور بیں ، دوسری وہ جوقرآن پاک کے مجمل تھم کی تشریح ہیں ، تیسری وہ جن کا ذکر (بظاہر) قرآن پاک میں نہ تفصیلاً ہے نہ اجمالاً یہی تیسری قسم قابل بحث ہے۔امام صاحب نے اس کے متعلق آئے۔سلف کے چارنظریے نقل کیے ہیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کی کلی اطاعت فرض کی ہاوراس کے علم میں پہلے ہی سے بیہ ہے کہ رسول جو کچھ کیے اور کرے گااس میں رضائے الیمی کی تو فیق اس کے ساتھ شامل ہوگی (حاصل بیہ ہے کہ پہلے ہی رسول کو بیرتو فیق ربانی عنایت کی گئے ہے کہ وہ رضائے الیمی کو دریافت کرلے)

۲۔ رسول نے کوئی ایسا تھم نہیں دیا ہے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو (مقصودیہ ہوا کہ اس قتم کے احکام بھی دراصل کتاب اللہ ہی ہے ماخوذ ہیں گو بظاہر کم بینوں کو ایسا نظر نہ آئے)

۳۔ تمام احادیث نبوی القاء فی الروع ہیں ( بینی رسول ﷺ کے دل میں خدائے ڈال دیئے ہیں) اور بیاس حکمت کا نتیجہ ہیں جوآپ کے دل میں ڈالی گئی۔

سم۔ اس متم کے تمام امور جواحادیث میں ہیں کتاب البی سے جداگانہ مستقل پیغام ربانی کے ذریعہ رسول کو معلوم ہوئے ہیں۔

چوتے نظریہ کوچیوڑ کر بقیہ تین آراہ میرے خیال میں تقریباً ایک ہی ہیں۔ پہلے نظریہ کا منشاہ یہ ہے کہ صریح وی کے علاوہ جو وقتا فو قتا نبی پرآتی رہتی ہے اس کو ابتداء ہی ہے ایک توفیق از کی عنایت ہوتی ہے جس ہے وہ چیش آیدہ امور میں دال میں رضائے البی کو دریافت کر کے فیصلہ کرتا ہے تیسر نظریہ میں ای توفیق علم کو البام القاء فی الروع اور دل میں ڈال دینے سے تبییر کیا گیا ہے اور دوسر نظریہ کا منشاہ یہ ہے کہ دسول کے جواحکام بظاہر کتاب اللہ میں نہ ہوں ان کی اصل بھی درحقیقت کتاب اللہ میں ہے اور دسول ای اصل سے اپنے احکام کو مستبط کرتا ہے گر ظاہر ہے کہ بیا استنباط عام انسانی و بشری فہم سے نہیں ہوتا ور نہ اس کا غلطی سے پاک ہونا مشتبد ہے گا بلکہ وہ پنجمبرانہ قوت فہم کا نتیجہ ہوگا اور جب ایسا ہے تو اس بیغ جبرانہ توت فہم کی تعجیہ خوا والبہام سے کرو، القاء سے کرویا اس کو حکمت نبوی کا نتیجہ کہویا توفیق البی کہو، بات ایک ہی ہوئی۔ میرے نزد یک سے مسلک میہ ہے کہ درسول کے تمام سے حربانی احکام بھی عموما اس کے صحفے دربانی سے ماخوز و ستبط

ہیں اور ان کے جزئیات کتاب الٰہی کے کلیات کے تحت میں مندرج ہیں اور رسول کا بیا خذ استنباط اور فہم اس کی پیغمبرانہ قوت علم کا نتیجہ ہیں جس کو حکماء ملکہ نبوت اور اہل شرع حکمت الہام اور شرح صدروغیرہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور جو خطا اور ملطی سے یکسریاک ہے۔

#### اجتهاد نبوت

میری رائے میں بیاصطلاح بھی معنی گذشتہ اصطلاح رکے قریب تجاس لئے اس اجتہاد نبوی کے معنی الہام' حکمت' ملکہ نبوت' فہم نبوی وغیرہ گذشتہ اصطلاحات ہے مملأا لگ نبیس کہ اس کی حیثیت بھی وجی ٹانوی کی قرار یاجاتی ہے۔

اس محث پرشاہ ولی اللہ صاحب نے جمۃ اللہ البالغہ میں جو خیال ظاہر فر مایا ہے اس کا ترجمہ ہم ؤیل میں درج کرتے

ل سطور بالا مين بم نے جو بچھ کھا ہے اس کے حوالہ کے لئے و بچھوش تح مرائن ہمام التو فی ۸۶۱ھ میں ہے النف رہے و النب حیرللعلامہ ابن امیر الحان التو فی ۵۸ھ ج ۳۳ س۳۹۹-۲۹۹م طبوعہ امیر پی مصر سے ۱۳ اھا درات کو سخ فی کشف حقائق التی والتوشیح فی حل فوامن التی ہے وس ۲۵۴ مطبع کتب صنائع تسطنطنیہ سے ۱۳ اھ بحث الرکن الثانی فی السلتہ۔

# ساتواں مبحث احادیثِ نبوی سے شریعت کے اخذ کرنے میں علوم نبوی کی اقسام

٣- دوسرى وه روايتيں ہيں جو تبليغ رسالت تے تعلق نہيں رکھتيں۔ رسول اللہ و الله کا بدارشاد که ميں مسرف ايک آدى ہوں جب ميں تمہارے دين کے متعلق تم کوکوئي تھم دوں تو اس پڑھل کر واور جب ميں تم کوا پئى رائے ہے کوئي تھم دوں تو يہ مجھو کہ ميں صرف ايک آدى ہوں' ۔ اور چھو ہاروں کے جوڑ لگانے کے واقعہ ميں آپ کا بدفر مانا که 'میں نے ایک خيال تو يہ مجھو کہ ميں صرف ايک آدى ہوں' ۔ اور چھو ہاروں کے جوڑ لگانے کے واقعہ ميں آپ کا بيفر مانا که 'میں خدا پر جھو نہ قائم کيا تھا۔ ميرے خيال پرتم لوگ مل نہ کر والبتہ جب خداکی کوئی بات بيان کروں تو اس پڑھل کرو کيونکہ ميں خدا پر جھو نہ نہيں باندھتا' ای تشم سے تعلق رکھتا ہے۔ طب کے متعلق حدیثیں اور آپ کا بدارشاد که ''تم سياه رنگ اور ايسے گھوڑ ہے پر موار ہوجس کی پيشانی ميں تھوڑ ک ہوں۔ ای تشم ميں واخل ہے اور اس کا دارو مدار تج بہ پر ہے۔

ای میں دہ چیزیں ہی داخل ہیں جن کوآپ وہ کھانے اپنے زمانہ کے جزئی وعارضی مسلحت کے طور پر کیا ہے اور وہ تمام امت کے لئے ضروری نہیں مثلاً فوجوں کی آ رائٹگی اور جنگی علامت کی تعیین کے وہ احکام جن کو خلیفہ دیتا ہے اور حضرت بھر "کے اس قول کے کہ''اب ہم کو تج میں اکر کر چلنے کی کیا ضرورت؟ ہم ایک قوم ( کفار قریش) کے سامنے اس کی نمائش کرتے تھے لیکن اب خدانے اس کو ہلاک کر دیا'' بھی بچی بھی کہ دہ اس کو ایک خاص جزئی وعارضی مصلحت سجھتے تھے لیکن چونکہ اپنے اس اجتہا و پر پورااظمینان نہ تھا اس لئے ان کو یہ خوف ہوا کہ شایداس کا سبب کوئی اور ہو، اس لئے اس بھی وست اندازی نہیں کی ۔ اس طرح دوسرے احکام بھی ای پر محمول کئے گئے ہیں مشلا آپ کا بیار شاد کہ'' جوفض جس کوئل کے سے ہیں مشلا آپ کا بیار شاد کہ'' جوفض جس کوئل کرے اس کا ہتھیا رائ کا حق ہے'' نیز آپ کے خصوص فیصلے بھی ای تتم میں داخل ہیں گرآپ مقد مات کے ان فیصلوں میں گوا ہوں اور تسموں کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہدے جو یہ فرمایا تھا کہ'' واقعہ میں حاضر بھی گوا ہوں اور تسموں کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہدے جو یہ فرمایا تھا کہ'' واقعہ میں حاضر بھی گارے کہوں کو بھی ہیں''۔ (اختی کلامہ)

شاہ صاحب کے نظریہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آنخضرت وہ کے ارشادات کی دونشمیں ہیں ایک وہ جن کا تعلق پنج برانہ فرائض تبلیغ رسالت اورمہمات امور دین ہے ، یہ تمام با تمیں براہ راست وحی وتعلیم اللی ہے ماخو ذہیں ، دوسری وہ جو عام انسانی با تمیں ہیں ،اس کی متعدد صور تمیں ہیں۔

ا یکی جزئی عارضی مصلحت کی بناء پر کوئی تھم جیسے جی میں آپ نے مسلمانوں کو تھم دیا کہ وہ قریش کے سامنے اکڑ کرسمی کریں تا کہ قریش میدنہ مجمیس کہ مدینہ کی آب وہوانے ان کو کمزور کر دیا ہے۔

۲۔وہ امور جن کودین ورسالت سے براہ راست کوئی تعلق نہیں بلکہ زمانہ کے حالات کے ساتھ وہ بدلتے رہتے میں مثلا جنگ کا طریق 'متھیار کے اقسام' حکومت کے سیغوں کی ترتیب وغیر ہ۔

سے وہ امور جن کوآپ اپنی شخصی قومی یا ملکی عادت کے مطابق کرتے تھے جن کودین ورسالت ہے کوئی واسطہ نہیں مثلاً وضع ولباس فرش پرنشست ممبل اوڑھنا دستر خوان چپوں کا عدم استعمال عمامہ باندھنا تہبند پہننا 'اونٹ پر سوار ہوناوغیرہ۔

ہ۔ وہ امور جوعرب میں بطور قصہ کے مشہور تھے اور آپ نے بھی ان کوائی طرح تفن طبع کے لئے یا کسی اخلاقی بتیجہ کی خاطر بیان فرما یا مثلاً ام زرع اور اس کی نوسہیلیوں کی کہانی 'خرافہ کی داستان' بنی اسرائیل کی بعض حکایتیں۔ ۵۔ عربوں کے بعض تجربی مسلمات اور علاج ومعالجہ کی بعض یا تیں۔

٣ ۔ زراعت وغيرہ كے متعلق بعض ذاتى رائين مثلاً لدينه ميں قاعدہ تھا كہ فصل كے موقع پر نرچھوہاروں كے پھول مادہ چھوہاروں كے بھول مادہ چھوہاروں كے درختوں ميں ڈالے جاتے تھے۔ آپ نے بيطريقد ديكھاتواس كومض ركى بات بجھ كرفر ماياكن اگر اللہ ايسانہ كروتو كيا ہو' مدينہ والوں نے آپ كاس ملكے ہے اشارہ كو تھم كے طور پر مانا اوراس سال بيتر كيب چھوڑ دى۔ نتيجہ بيہ واكداس سال پيداوار كم ہوگئ لوگوں نے آكر عرض كى فر مايا من نے ايسا خيال كيا تھا ہوا اسم اعلم ہا مور دنيا كيم كاكم اين دنياوى كاروباراور معاملات سے زيادہ واقف ہو' بياس تغير اور دوبدل كے قابل ہو كھتے ہیں۔

الغرض بیہ وہ امور ہیں جن میں رسول کے ارشادات کی حیثیت انسانی باتوں کی ہے لیکن ان کے دوسرے امور جن کا تعلق دین ورسالت ونبوت سے ہے مثلاً عقا کہ عبادات ٔ اخلاق اورا خبار معاداور معاملات کے بعض ضروری جھے ، بیہ سب کے سب وحی اور تعلیم ربانی سے ہیں جودائمی اور نا قابل تغیر ہیں۔

ان نا قابل تغیرامور کی تعلیم واطلاع کی دوصور تیں ہیں،ایک براہ راست وحی الٰہی جو وقنا فو قنا پیغیبر کی تعلیم و اطلاع کے لئے خدا کی طرف ہے آیا کرتی تھی اور دوسری اجتہاد نبوی یہاں بحث ای دوسری چیز ہے ہے۔شاہ صاحب اس کے متعلق دویا تیس فرماتے ہیں:-

ا۔ایک بید کہ اجتہا دنبوی کی صورت وحقیقت مجتمدین کے اجتہاد کی طرح نہیں ہے۔ مجتمدین کا اجتہاد کسی خاص نص سے استنباط کا نام ہے اور پیغیبروں کے اجتہاد کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اجمالی طور سے شریعت کے کلی اصول وقواعد کاعلم منصب نبوت کے ساتھ عطافر ما دیا ہے۔ای علم کے مطابق آپ وہی کی توضیح' احکام منصوصہ کی تفصیل' کسی کلی کے جزئیات مسائل کی تشریح اپنے الفاظ میں فرمادیا کرتے تھے۔

۲۔ پیغیبروں کا بیاجتہاں ووسرے عام انسانی مجتبدین کے اجتہادات کے برخلاف خطا و غلطی ہے بکسر پاک و منزہ ہوتا ہے کیونکہ ان کی رائے خطا و غلطی پر باقی رکھے جانے ہے محفوظ بنائی گئی ہے' اس لئے'' ان کا پیغیبرانہ اجتہاد بھی بمز لہ دحی کے ہے''

'' پیغیبرانداجتهاد'' کی جوتشری شاہ صاحب نے فرمائی ہے اس کو پیش نظرر کھ کرید فیصلہ نہایت آسان ہے کہ دوسر ہے لوگ ملکہ نبوت الہام' القاء ٔ حکمتِ ربانی' فہم نبوی ہے جو پچھمراد لیتے ہیں اس ہیں اور'' اجتهاد نبوی'' ہیں عملاً کوئی فرق نہیں ہے کہ اس اجتهاد ہے مقصودوہ ہوت علمیہ یا الہامیہ یا نبویہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ خاص پیغیبر کے سینہ میں ودیعت رکھتا ہے ای لئے مجتهداندا جتها واور پیغیبراندا جتها و کے درمیان صرف لفظ کی مشارکت ہے معنی کی نہیں۔ مزید بحث آگے آگے۔

ایک نکتہ کی طرف یہاں اور اشارہ کردینا ہے، آنخضرت وہ کھا کے سوااور جتنے صاحب کتاب انبیاء آئے ان کی وی کتاب اور نتائج حکمت نبوی میں فرق وا متیاز باتی نبیس رہا۔ چنانچے تو را ۃ وانجیل و زبور میں بیسب باتیں ملی جلی ہیں جیسا کہ ان کے پڑھنے ہے ہوفض کونظر آسکتا ہے مگر محمد رسول اللہ وہ کا گھا چونکہ آخری اور غیر منسوخ کتاب لے کر آئے تھا اس کے آپ کی کتاب کے برطرح حفاظت کی گئی اور ہر تخلیط اور آمیزش سے محفوظ رکھی گئی بلکہ ای لئے آ عاز اسلام میں آپ

نے نتائج حکمت نبوی کی تحریرے لوگوں کو بازر کھا تا کہ کتاب کے ساتھان کی آمیزش نہ ہو۔ بعد کو جب بیہ خطرہ باقی نہ رہاتو اکثر وں کے نزدیک بیرے کہ آپ نے ان کی تحریر کی اجازت دے دی اور بعض متشدد صحابہ اور علماء کے نزدیک بیراجازت مخصوص لوگوں کے لئے تھی عام نہیں ۔ لیکن بیراختلاف تحریرو کتابت میں ہان کی تھیج طورے حفاظت وروایت و تبلیغ میں نہیں اس لئے اس خدمت کوتمام صحابہ نے تابعین تبع تابعین اور تمام علمائے صالحین نے ہمیشہ اوا کیا۔

#### عصمت اور بیگناهی:

نبی کی تیم رکا ہم خصوصیت اس کی معصومی اور ہے گناہی ہے۔ یہود میں چونکہ پیشین گوہونے کے علاوہ نبی کا کوئی سے تخیل نہیں اس لئے ان کی کتابوں میں انبیاء کرام میہم السلام کی طرف ایسی یا تمیں منسوب کی گئی ہیں جوان کی شان نبوت کے سراسرمنانی ہیں۔ عیسائیوں میں صرف ایک سے "کی ذات معصوم مانی جاتی ہے لیکن اسلام میں بیعقیدہ ہر نبی اور رسول کی نبیت عام ہے اس کے نزد یک تمام انبیاء اور رسول گناہوں سے پاک اور معصوم شخصان سے بتقاضائے بشریت بھول چوک ہو گئی ہے گئی اور کا منابوں سے پاک اور معصوم شخصان سے بتقاضائے بشریت بھول چوک ہو گئی ہوگئی ہوگئی ہوگئی ہوگئی ہوگئی ہوگئی علی متعلق عقلی حقیقت سے بھی جب تک عصمت کا اصوال مان نہ لیا جائے نبی اور عام حکیم وصلح میں فرق نمایاں نہیں ہوسکتا اور نہ نبیوں اور رسولوں کی کامل صدافت اور صحت پر اعتبار کیا جاسکتا 'ای لئے اسلام نے اس عقیدہ کا بھی بڑا اہتمام کیا ہے۔ ایک ایک کرکے تمام بیغیمروں کے مقدس احوال کا تذکرہ کیا ہاوران واقعات کی تردید کی ہے جو شان عصمت کے خلاف ہیں اور جن کولوگوں نے ان کے صوائح میں شامل کردیا ہے۔

عرب کے مشرکوں کا بیعقیدہ تھا کہ کا بمن جوغیب کا حال بتاتے ہیں اور شاعر جو پر جوش اور پر تا ثیر کلام نظم کرتے ہیں بیہ شیطانوں سے سیکھ کر بتاتے اور کرتے ہیں اور یہی بات وہ محمد رسول اللہ وہ کا کی نسبت بھی (نعوذ باللہ) کہتے تھے قرآن نے ان کے جواب میں کہا درخت اپنے پھل سے اور شے اپنے آٹار سے پیچانی جاتی ہے۔

﴿ إِنَّهُ لَيُسَ لَهُ سُلُطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ امْنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۚ وَانَّمَا سُلُطَانُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلُّونَهُ وَالَّذِيْنَ هُمُ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴾ (مُل ٣٠٠)

شیطان کا زورا بمان والوں پرنہیں چاتا' اور نہان پرجواہے رب پربھروسد کھتے ہیں۔اس کا زورانہیں پر چاتا ہے جو اس سے دوئتی کرتے ہیں'اوراپنے رب کاشر یک تھہراتے ہیں

اس کے بعد آخرتک اس خیال کی تروید کی ہے اور پھرخاتمہ اس پر ہے۔

﴿ وَاصْبِرُ وَمَا صَبُرُكَ اِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنُ عَلَيْهِمُ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مَمَّا يَمُكُرُونَ ، اِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ﴾ (مُل ١٦٠)

اور صبر کر اور تیرا صبر کرنا بھی خدا ہی کی مدو ہے اور نہ تو ان پڑمکٹین ہواور نہ ان کے فریب سے تنگدل ہو۔ بے شک خداان کے ساتھ ہے جو پر ہیزگار ہیں اور جو نیکو کار ہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ انبیائے کرام شیطانوں کے فریب ہے آزاد متقی پر ہیز گاراور نیکوکار ہوتے ہیں۔ سورۂ شعراء میں ای شبہ کا جواب تمام پنج ہروں کے حالات کو سنا کر آخر میں سے کہد کردیا ہے۔ ﴿ هَلُ ٱنْبَعُكُمُ عَلَى مَنُ تَنَزُّلُ الشَّينِطِينَ ٥ تَنَزُّلُ عَلَى كُلِّ اَفَّاكِ آئِيمٍ ٥ يُلَقُونَ السَّمُعَ وَٱكْثَرُهُمُ كَذِبُونَ ﴾ (شعراء ١١١)

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پراتر تے ہیں۔ان پراتر تے ہیں' جوجھوٹ گھڑتے ہیں' گئیگار ہوتے ہیں۔ لوگوں کو بیایقین دلانے کے لئے کہ دوغیب کی باتمیں کن رہے ہیں کان ڈالتے ہیں اور دوا کثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ سورۂ جاثیہ میں مخالفین کے جواب میں کہا گیا۔

﴿ وَيُلَّ لِكُلِّ اَفَّاكِ اَثِيْمِ ٥ يَسْمَعُ ايْتِ اللَّهِ تُتَلَى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَانَ لَمْ يَسْمَعُهَا ؟ فَبَشِّرُهُ بِعَذَابِ اَلِيْمٍ ﴾ (ما يُد)

پیٹکار ہواس پر جوجھوٹ گھڑنے والا گنبگار ہے خدا کی آغول کو جواس کو پڑھ کرسنائی جاتی ہیں 'وہ سنتا ہےاور پھرا پے غرور پراڑا ہی رہتا ہے کو یا کداس نے سانہیں 'تواس کو درونا ک عذاب کی بشارت دے دو۔

اس کے معنی میہ ہوئے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹ گھڑنے والے اور گنبگار نہیں ہوتے کہ اگرا سے ہوں تو فرشتوں کے بجائے وہ شیطانوں کے قرین ورفیق ثابت ہوں اور ان کی سچائی اور صدافت مشتبہ ہوجائے اور نیز بیا کہ نبوت کی حقیقت کذب و گنبگاری کے صریح منافی ہے۔

أيك اورموقع برارشاد موايه

﴿ مَاكَانَ لِبَشَرِآنَ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتُلِ وَالْحُكُمْ وَالنُّبُوَّةَ ثُمُّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِينَ مِنْ دُونِ اللهِ ﴾ (آل مران ٨٠)

اس آ دمی کے جس کواللہ کتاب اور فیصلہ اور نبوت وے میہ شایاں نہیں کہ وہ لوگوں سے کیے کہ خدا کو چھوڑ کرمیرے بندے ہوجاؤ۔

یعنی پنجبروں کی دعوت کا منشاء خدا کی بندگی کا اعلان ہے نہ کہلوگوں کواپنا بندہ اور پرستار بنانا اور یہ گناہ ان س سرز دنبیں ہوتا۔

اورا یک آیت میں فرمایا۔

 ایک ایسےرسول کو بھیجا جوان کواس کی آیتیں پڑھ کرسنا تا ہے اوران کو پاک وصاف بنا تا اور کتاب وحکمت سکھا تا ہے۔ اور وہ بے شک اس سے پہلے کھلی گمرا ہی میں تھے۔

ان آیتوں میں گوہر نبی سے غلول (مال چھپانے) کی نفی کی ہے اور فرمایا ہے کہ نبی جوخدا کی خوشنودی کی ہمیشہ پیروی کرتے ہیں وہ ان کے مانند نبیس ہو بحتے جوخدا کی خطّی کماتے ہیں گرخصوصیت کے ساتھ آتخضرت وہ انکا کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ نبی کی بیشان نبیس کہ اس سے ایسا جرم سرز وہو سکتے کیونکہ اللہ کی رضا مندی کا طالب اس کی ناخوش کے کام کام تکب نبیس ہوسکتا اور جودوسروں کواحکام البی سنائے خوداس سے ان احکام کی خلاف ورزی ممکن نبیس اور جودوسروں کواحکام البی سنائے خوداس سے ان احکام کی خلاف ورزی ممکن نبیس اور جودوسروں کواحکام البی سنائے خوداس سے ان احکام کی خلاف ورزی ممکن نبیس ہوسکتا۔

ا نبیاء پیہم السلام کے لئے بار بارقر آن نے'' چن کر پہند کرنا'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو سرتاسران کی عصمت اور گنا ہوں ہے محفوظ و پاک رہنے پر دلالت کرتا ہے۔عام پیغیبروں کے متعلق بیرآیت ہے۔

﴿ اَللَّهُ يَصَطَفِي مِنَ الْمَلْفِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ﴾ (تُحـ١٠)

خدافرشتوں میں سے اپنے پیغبرکوچن کر پسند کرتا ہے اور آ دمیوں سے

چند مخصوص پیمبرول کی شان میں ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ اصْطَفَى ادَمَ وَنُوْحًا وَّالَ إِبْرَاهِيُمَ وَالَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَلَمِينَ ﴾ (آلعران ٢٠) الله نة آدم نوح آل ابراجيم اورآل عمران كوتمام الل ونياير چن كر پندكيا-

غاص حصرت ابراہیم کے متعلق ارشاد ہوا۔

﴿ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَهُ فِي الدُّنيَا ﴾ (جره )

ہم نے اس کود نیامی چن کر پسند کیا۔

نيكوكارول من تقے۔

حضرت موسی کی نسبت فرمایا:

﴿ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسْلَتِي وَ بِكُلَّامِي ﴾ (افراف-1)

میں نے تھے کوا بے کلام اور پیغاموں کے لئے لوگوں پر چن کر اپند کیا۔

ایک آیت میں تغییروں کے لئے اصطفاء کے ساتھ خیر (بہتر اور نیکوکار) کی صفت کی ظاہر کی گئی ہے۔

﴿ وَاذْ کُرُ عِبَادَ نَاۤ إِبُرَاهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعُقُوبُ اُولِی الْآیٰدِی وَالْآبُصَارِ ۚ اِنَّاۤ آخُلَصُنْهُمُ

یخالِصَةِ ذِکْرَی اللَّہ ارِه وَ إِنَّهُم عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْآخُدِیارِ ﴾ (ص م)

ہمارے خاص بندوں ابرائیم اور اسحاق اور ایعقوب کو یاد کرد جو ہاتھوں والے (قوت عمل )اور آنکھوں والے (قوت علم) سے ہوئے (قوت علم) سے ہوئے اس کیا اور وہ ہماری یارگاہ میں ہے ہوئے

سورة انبياء ميں اکثر پیمبروں کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

﴿ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ٥ وَجَعَلْنَهُمُ آئِمَةً يُهُدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا الِيُهِمُ فِعُلَ الْحَيْرَاتِ

وَاقَامَ الصَّلُوةِ وَايُتَآءَ الزَّكُوةِ وَكَانُوا لَنَاعِيدِ يُنَّ ﴾ (انجاء ٥)

ان میں سے ہرا بیک کوہم نے صالح بنایا 'اور ہم نے ان کووہ پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کوراہ وکھاتے تھے'اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے کی اور نماز کھڑی کرنے اور زکوۃ وینے کی وحی کی'اوروہ ہمارے پرستار تھے۔

کیااس سے زیادہ ان کی عصمت اور بے گناہی کی شہادت ہو عمق ہے کہ وہ امام و پیشوااور صالح اور خدا کے نیک پرستار بنائے گئے۔

سورہ انعام میں بہت سے پیغبروں کے نام گنا کرسب کوصالح فر مایا گیا

﴿ كُلُّ مِّنَ الصَّلِحِينَ ﴾ (انعام ١٠)

بيرب صالحول مين تھے۔

پھرآ کے چل کر فرمایا ۔

﴿ كُلًّا فَصَّلْنَا عَلَى الْعَلَّمِينَ ﴾ (اتعام ١٠٠٠)

برایک کود نیاوالول پرفضیلت دی\_

پران کاذکرکر کے فرمایا۔

﴿ وَاجْتَبَيْنَاهُمُ وَهَدَيُنَاهُمُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ﴾

"اورہم نے ان کو برگزیدہ کیااوران کوسید حی راہ پر چلایا"

صالح ہونا برگزیدہ ہونااورراہ راست پر ہونا سراسرعصمت اور بے گناہی ہے۔

شقی وسعیداور گنهگارونیکوکاردونول کی سیرتو ں اور زند گیوں کا فرق اتنانمایاں ہے کہ ان میں التباس واشتباہ ممکن نہیں۔ تاریخ وسیر کی خاموش اورخلق کی گویا زبانیں چیخ چیخ کراس فرق وامتیاز کی منادی کرتی رہتی ہیں۔اس اصول کو قرآن پاک نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِيُنَ اجْتَرَحُوا السِّيّاتِ آنٌ نَّجُعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ امَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِختِ سَوَآءُ مَّحْيَاهُمُ وَمَمَا تُهُمْ سَآءَ مَايَحُكُمُونَ ﴾ (جائيد٢)

کیا وہ جو گنا ہوں کے مرتکب ہیں میگان کرتے ہیں کہ ہم ان کوان کی طرح جوا بمان لائے اورا پیھے کام کئے ، بنا کیں گے ان دونوں کی زندگی اورموت بکسال ہوئیان کا فیصلہ کتنا براہے۔

> اس آیت پاک ہے معلوم ہوا کہ ان دونوں کی زندگی اور موت دونوں متاز ہوتی ہیں۔ انبیاء یے وصف میں فرمایا:

﴿ آلَّذِيْنَ يُبَلِّغُونَ رِسْلَتِ اللَّهِ وَيَخْشُونَهُ وَلَا يَخْشُونَ آحَداً إِلَّا اللَّهَ ﴾ (١٦١بـ٥)

جواللہ کے پیغاموں کو پیچائے ہیں اوراس ہ ڈرتے ہیں اوراللہ کے سواکی سے نبیس ڈرتے۔

آ تخضرت ﷺ کے اہل بیت اور بیو یوں کو جوعزت اور شرف حاصل ہے وہ نبوت ورسالت ہی کی نسبت سے ہے۔ ہے۔ از واخ مطہرات ؓ کی شان میں ہے۔

﴿ يَنِسَاءَ النِّبِيِّ لَسُتُنَّ كَاحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِن اتَّقَيْتُنَّ ﴾ (احزاب، ٢٠) اے پیغیبر کی بیویو! تم عام عورتوں میں ہے کسی ایک کی طرح نہیں ہوا گرتم متقی ہو۔

پھراہل بیت نبوی کوخطا ب کر کے فر مایا کہ اراد ؤربانی پیہے کہ وہتم کو برائی ہے یاک اور صاف تھرا بنائے۔

﴿ إِنَّمَا يُرِيُدُ اللَّهُ لِيُذُهِبَ عَنُكُمُ الرِّحْسَ آهُلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمُ تَطُهِيرًا ﴾ (١٦:١ب)

اللہ یہی جا ہتا ہے کہتم سے نایا کی کودور کرد ہےاہے نبی کے کھر والو!اور تم کو بالکل صاف ستحرابتادے

ظاہر ہے کہ اگر انبیاء علیم السلام کے ازواج واولا دکی شرافت کے لئے گناہ اور بدی کی نجاست مخل ہے تو خود ا نبیا علیم السلام کا کیا ذکر ہے۔ ایک دوسری آیت میں حضرت عائشہ " کوتبہت سے بری کر کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ﴿ ٱلْحَبِيَاتُ لِلْحَبِينِينَ وَالْحَبِينُونَ لِلْعَبِينَاتِ ٤ وَالطَّيْبَاتُ لِلطَّيْبِينَ وَالطَّيْبُونَ لِلطَّيْبَاتِ أُوْلَيْكَ مُبَرَّءُ وَنَ مِمًّا يَقُوْلُونَ ﴾ (نور٣)

گندیاں گندوں کے داسطے اور گندے گند بوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے داسطے اور ستھرے ستھریوں کے واسط بيان كى تهت عاك ين-

یبال طیب یاک اور ستھرے سے ظاہر ہے کہ آنخضرت کھی کی طرف اشارہ ہے اور ای ستھرے بن یا کی اور طہارت سے از واج مطہرات کے اخلاقی ستحراین یا کی اور طہارت پراستدلال کیا گیا ہے۔

ا نبیاء در حقیقت مقتدی اور پیشواا ورنمونه بن کراس د نیامی بھیج جاتے ہیں ،ای لئے فر مایا:

﴿ لَقَدُ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولَ اللَّهِ أُسُوَّةً حَسَنَةً ﴾ (اجزاب-٣) تہارے لئے خدا کے رسول میں اچھی پیروی ہے۔

نیزان کی اطاعت واجب ہے۔

﴿ وَمَا آرُسَلُنَا مِنُ رَّسُولِ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذُن اللَّه ﴾ (تاء-٩)

ہم نے کوئی نی نہیں بھیجالیکن اس لئے کہ خدا کے تلم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اورخاص آنخضرت والمفاكي نسبت تصريح ہے كمآپ كى پيروى خدا كامحبوب بننے كامستحق تفہراتى ہے۔

﴿ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِيْكُمُ اللَّهُ ﴾ (آل مران ٣٠)

"ا كرتم خدا كوچا ہے ہوتو ميرى پيروى كروخداتم كوچا ہے كا۔

کیا کسی گنبگاراورعصیال کار کی زندگی پیروی اتباع اورخموند بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ تاریکی ہے بھی روشنی نکلی اور گندگی ہے یا کی بھی پیدا ہوئی' اور گنبگاروں کی وعوت ہے بھی نیکو کاری پھیلی ہے؟ برائی اور گنبگار یوں کا اصلی سرچشمہاور منبع شیطان یا نسان کی خودقوت شر ہے لیکن خدا کے خاص بندے اس کے دام فریب ہے آزاد ہیں۔ ﴿ إِنَّ عِبَادِ يُ لَيُسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلُطَانٌ وَكَفِي بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴾ (امرائل ١٥) یقینا میرے بندوں پر تیرا (اے شیطان) کوئی زور ہے نہیں تیرا پروردگاراپنے بندوں کی طرف ہے سب کچھ کردیے کوبی ہے۔

كياانبيائ كرام عليهم السلام بروه كركوني بندة رب موسكتا ب؟

انسانوں کی گمراہی اورعصیان کاری وسوسہ شیطانی کا بھیجہ ہوتی ہے'خواہ یہ شیطان خودا پنے دل کے اندر (خناس) چھپاہو یاانسان اور جن کی صورت میں ہو، ہرا یک کے فقنہ سے ان کی ذات پاک اور بلند ہے۔

آنخضرت و المنظم کو بعض خود غرض لوگوں نے بعض مشوروں میں پیسلانا چاہا مگر خدانے پیسلنے نددیا اور فرمایا کہ میری رحمت اور مہر ہائی تجھ پر مبذول ہے وہ ہروقت تیری دسمیر ہاور گراہی سے تیری تگہبان ہے اور کتاب الہی اور حکمت ودانائی جو تجھے عطاموئی وہ تیری پاسبان ہے۔

﴿ وَلَـوُلَا فَـضُـلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحُمْتُهُ لَهَمَّتُ طَّائِفَةٌ مِنْهُمُ آنُ يُضِلُّوكَ ـ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا انْفُسَهُـمُ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ـ وَآنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتْبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمُ تَكُنُ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضُلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾ (نه ـ ١٠)

اوراً گرتجھ پراللہ کافضل اور مہر ہانی نہ ہوتی 'تو ایک گروہ نے تیرے گمراہ کرنے کا ارادہ کیا تھا'اور وہ گمراہ نہیں کری کے الیکن خودا پنے آپ کواور کجھے کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور خدا نے تجھ پر کتاب اور حکمت ا تاری ہے'اور اس نے وہ سکھایا ہے جوتو نہیں جانتا تھا'اور تجھ پر خدا کا بڑافضل ہے۔

اور یقیناً موقع محل کی شہادت ہے اس سب سے بڑے فضل سے بہاں مرادعصمت ہے۔

خودنقس انسانی بھی اپنی جھوٹی تمناؤں اورخودغرضانہ آرز وؤں اورخوش نما خیالوں ہے لوگوں کو دھوکا ویتا ہے الیکن انبیاء پیہم السلام اس فریب تمنا ہے بھی پاک ہیں۔ بشریت کے اقتضاء سے بیرتو ممکن نہیں کہ خودا ہے مشن اور جس دعوت حق کو لے کروہ آئے ہیں اس کی جلداز جلد کامیا بی اور لوگوں کے بسرعت قبول ایمان کے متعلق ان کے ول میں تمنا میں اور آرز و کیس نہ پیدا ہوتی ہوں کیکن وہ مصلحت الہی کے مطابق نہیں ہو تیمی اس لئے اللہ تعالی ان خیالات اور تمناؤں کوان کے دلوں سے نکال ویتا ہو اور اینے فیصلہ کو برجار کھتا ہے فر مایا:

﴿ وَمَاۤ اَرُسَلُنَا مِنُ قَبُلِكَ مِنُ رَّسُولِ وَلَا نَبِي إِلَّا آِذَاۤ تَمَنَّى اَلْقَى الشَّيُظنُ فِي أَمُنِيَّتِهِ ۗ فَيَنُسَخُ اللَّهُ مَايُلَقِي الشَّيُظنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ ايتِهِ ﴿ وَاللَّهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (تَّــــ)

اور ہم نے بچھ سے پہلے کوئی نبی یارسول نہیں بھیجا کیکن سے کہ جب وہ خیال با عمصتا ہے تو شیطان اس کے خیال میں پچھ ملا دیتا ہے تو خدا شیطانوں کی ملا دے کومٹادیتا ہے اور اپنے حکموں کومضبوط کر دیتا ہے اور خداد اتا اور حکمت والا ہے۔

اس ہ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علط خیال آرائی کے گناہ ہے بھی محفوظ رکھے جاتے ہیں۔

آ تخضرت الله الكارمتعلق فرمايا كياب-

﴿ مَاضَلٌ صَاحِبُكُمُ وَمَا غَوْى ﴾ (جم ١٠)

(ا مسلمانو) تههاراصاحب ند گمراه مواه نه بحثکا۔

اس عدم مرابی اور عدم صلالت کاتعلق کسی خاص عبداور وقت نیس به بلکه اس آیت میس آنخضرت و این علی کسی است کا تخفرت کی است کا تخفرت کی است کا است کا دامن سداان کا نول کے ہرعبد سابق اور زمانه ماضی سے صلالت اور خوایت کی پوری نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ کا دامن سداان کا نول سے یاک رہا۔

## بعض شبهات كاازاله:

قرآن پاک میں بعض ایسے الفاظ ہیں جن سے ایک ظاہر بین کوید دھوکا ہوسکتا ہے کہ بعض پیغیبروں کے دامن پر عدم معصومیت کے بھی داغ ہیں گرعلمائے مختقین نے ان میں سے ہرایک شبہ کاتشنی بخش جواب دے دیا ہے اور خصومیت کے ساتھ علامہ ابن حزم اندلی نے الفصل فی الملل وانحل (جلد چہارم) میں اور قاضی عیاض مالکی نے شفا (قتم ثالث باب اول) میں نخاجی نے شرح شفا (جلد چہارم) میں اور متا خرین میں مُلا دوست محمد کا بلی نے تحقۃ الاخلاء فی عصمۃ الانبیاء میں ایک ایک شبہہ کو پوری طرح رد کیا ہے جس سے ظاہر بنی کا پردہ آ تھوں کے سامنے سے ہت جاتا ہے اور اصل حقیقت اللہ ہوجاتی ہے۔ ان میں سے ہرشبہ کا ذکر کرتا اور اس کارد کرتا ایک طویل عمل ہے ۔ مختفراً اصولی طور سے یہ ہا جا ساستا ہے طاہر ہوجاتی ہے۔ ان میں سے ہرشبہ کا ذکر کرتا اور اس کارد کرتا ایک طویل عمل ہے ۔ مختفراً اصولی طور سے یہ ہا جا سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں جو فلط فہمیاں کی کو پیش آتی ہیں ان کے دوا سباب ہیں اور ان اسباب کی تشریح کردیتا ہی ان فلط فہمیوں کو دورکردیتا ہے۔

ا \_ سب \_ پہلی بات بیز ان شین کر لینی چاہئے کہ انہیا علیم السلام کا پا یہ بندوں میں بلکہ تمام مخلوقات میں خواہ
کس قدر بلند ہؤاوران کا دامن گناہ وعصیال کے گردوغبارے کتناہی پاک ہؤتا ہم اس ذوالجلال والا کرام کے سامنے
ان کی حیثیت ایک عبدایک بندہ اور ایک عاجز مخلوق کی ہی ہے۔ ایک عبدوغلام خواہ کسی قدراطاعت کیش ، کتناہی وفاشعار
اور مطبع وفر ما نیردار ہوتا ہم اپنے آتا کے سامنے اس کواپنے قصور کا معترف اپنی تقصیر کا مقر اپنی کوتا ہیوں پر مجل اور اپنی
فروگذاشتوں پر نادم ہی ہونا چاہئے ای لئے حصرت ابراہیم جن کی نیکی اور پاکی کی شہادت ہے قرآن مجرا ہوا ہے وہ ضدا
کی عظمت وجلال اور اس کی رحمت و شفقت کے ذکر میں فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِي اَطُمَعُ اَنُ يَعْفِرَ لِي حَطِينَةَتِي يَوُمَ الدِّيْنِ ﴾ (شعراء ـ ٥) اوروہ خداجس سے جزائے دن ائی بعول چوک کی معافی کی بوری امیدر کھتا ہوں۔

نی کا بیاعتر اف واقر اراور خجالت و تدامت اس کانقص نہیں بلکہ اس کی بندگی اور عبودیت کا کمال ہے اور آقا کو حق پہنچتا ہے کہ اس کے غلام اطاعت و فرما نبر داری کے جس جرت انگیز رہتبہ تک بھی چہنچتے ہیں وہ ان سے اطاعت کیشی اور وفا شعاری کے اس ہے بھی بلندر تبدیکا مطالبہ کرے کہ اس کے دربار میں ان کے عروج و ترقی کی کری اور بھی او نچی ہوتی جائے ۔ بعض آ بنوں میں اگر کسی پیغیر کو خدا ہے مغفرت ما تکنے کی ہدایت کی گئی ہے تو اس کا سبب گناہ کا وجو دنہیں بلکہ ہرقدم پر گذشتہ رتبہ اطاعت پر تناعت کر لینے پر تنمیہ اور مزیدا طاعت کا مطالبہ ہے تا کہ وہ اس کے مزید تقریب کا ذریعہ بن سکے آ تخضرت و تھا کو خطاب ہوتا ہے:

﴿ إِذَا جَاءَ نَصُرُ اللَّهِ وَالْفَتُحُ هِ وَرَايَتَ النَّاسَ يَدُخُلُونَ فِي دِيُنِ اللَّهِ أَفُوَاجًا هِ فَسَيِّحُ بِحَمُدِ رَبِّكَ وَاسْتَغُفِرُهُ مَا إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴾ (ض)

جب الله كى مدد آ چكى اور ( مكم ) فتح ہوچكا اورلوگوں كواللہ كے دين ش كروه دركروه جاتے ديكي چكا توا بے پروردگار كى پاكى بيان كراوراس سے معافی جاه كدوه بنده كے حال پر رجوع كرنے والا ہے۔

غوركروكه خدائى مدوآنا، مكه فتح ہونا'بت پرتی كی نتخ كنی اوراوكوں كامسلمان ہوجانا كوئی جرم ہے جس ہےكوئی

#### معانی جا ہے۔ای طرح سورہ فتح میں فرمایا:

﴿ إِنَّا فَتَحْنَالَكَ فَتُحَا مُبِينًا وَ لِيَنْفُورَكَ اللّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَبُبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعُمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَا فَاللّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَبُبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعُمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهُدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَ يَنْصُرَكَ اللّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ﴾ (أَنْ -1)

- م نے تحصوکی فن دی تاکماللہ تیری اگلی تحصل خطاکو معاف کرے اور اپنا احمال تھ پر پورا کرے اور تحصکو سیدی راہ جلائے اور تحصکو مفروط مدددے۔

دوبارہ غور کرو کہ مکہ کی فتح کامل نصیب ہونے کوحضور کی معافی سے بجزاس کے کیاتعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کےحسن خدمت کو قبول فرما کراپنی خوشنو دی کا اظہار فرما تا ہے۔

اس استغفارے مقصود نعوذ باللہ پیٹیبر کی گنہگاری کا ثبوت نہیں بلکہ اس کی عبدیت کا ملہ کا ظہار ہے۔ حضرت عیلی مجن کے خدا کے بیٹے ہوئے کے عیسائی اور فرشتے جن کے خدا کی بیٹیاں ہونے ہے اہل عرب قائل تصاوران کوخدا کا درجہ دیتے تھے ،ان کے متعلق قرآن نے کہا:

﴿ لَنُ يَّسُتَنُكِفَ الْمَسِيعُ أَنُ يُكُونَ عَبُدًا لِللهِ وَلَا الْمَلْفِكَةُ الْمُقَرَّبُونَا وَمَنْ يُسْتَنُكِفُ عَنُ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرُ فَسَيَحُشُرُهُمُ الِيَهِ جَمِيعًا ﴾ (ناء ٢٣)

می کو ہرگزاس کے عارضہ کے گا کہ وہ خدا کا بندہ ہواور نہ مقرب فرشتوں کو ،اور جواس کی بندگ سے عار کرے گا اور بڑائی جا ہے گاتو خداان سب کواپنے پاس اکٹھا کرے گا۔

اس مقصودنعوذ بالله حصرت فيسي كاتو بين نبيس بلكدان كي عبديت اور بندگي كا علان ب

الغرض انبیاء کا خدا کے صفور میں اپنی کوتا ہی گاعتراف ان کی گنبگاری کا ثبوت نہیں بلکہ ان کی عبدیت کا ملہ کا اظہار ہے، ای طرح اللہ تعالیٰ کا کسی تیفیبر کی نسبت بیفر مانا کہ میں نے تجھے معاف کیا اس کی گنبگاری کا اعلان نہیں بلکہ اپنی پہند یدگی رضا اور قبول تام کی بشارت ہے ۔ سورہ فتح کی جوآ بیتی او پرگذر یں ان کو پڑھوتو ظاہر ہوگا کہ چونکہ بت پرتی کی آلائش ہے مکہ کی تطبیراورکل جزیز و عرب میں حق و باطل کی تمیز مکہ کی فیصلہ کن فتح پرموقو ف تبخی اس لئے جب وہ پیفیبر "اور مسلمانوں کی اسلام کی تعریف ہوا ہے۔ کہ اس موقع پر میں ہے ہر چیز آپ کو پہلے ہی عنایت ہو چگی تھی ۔ کیا فتح کہ ہے پہلے آپ صراط مستقیم لیے کا موار ہو گا کی تعیاں ذکر ہے اللہ تعالیٰ کا مقصود پر نہ کے مان موقع پر اس طرح آپنی مزید رضا مندی کا اظہار فرمائے اور رسول کی اگلی پچھی تمام فروگذاشتوں پر (اگر ہوں) یہ خطاخو پھیر نے کا اعلان کر کے ان کو نیاضلعت فاخرہ عطااور نئے مراتب جلیلہ عنایت فرمائے۔

عبدیت کاملہ کا یہی راز و نیاز ہے جوحفرت سیج " کے اس فقرہ میں نمایاں ہے۔ایک سرداران کو''اے نیک استاد'' کہدکر خطاب کرتا ہے،اس کے جواب میں ووفر ماتے ہیں۔

"تو كيول مجھكونيك كبتا بي؟كوئى نيك نبيس محراكي يعنى خدا" (لوقا ١٩١١)

حضرت سي كاس فقرہ ہے كى كابية قياس كرنا كدوہ نيك نہ تھے كس قدرغلط ہوگا، اى طرح حضرت عيشي كا

(41)

اینی مشہور دعامیں بیرکہنا کہ

اور جس طرح ہم اپنے قرض داروں کو بخشے ہیں تو اپناوین ہم کو بخش دے (متی۔۱-۱۳) ان کی گنهگاری کی دلیل نہیں بلکہ عبدیت کا ملہ کے اظہار کا شہوت ہے۔

نكته:

عربی زبان میں گناہ کے لئے مختلف الفاظ جیں مثلاً ذنب اٹم 'حث' جرم وغیرہ۔ ان میں سے ذنب کے سوا
دوسر سے الفاظ کا اطلاق اس حقیقی گناہ پر کیا جاتا ہے جو بالقصد اور جان ہو جھ کر کیا جائے لیکن ذنب کا اطلاق ہر غلط فعل پر ہوتا
ہے خواہ وہ جان ہو جھ کر کیا جائے یا بن جانے غلط فہمی ہے ہو یا سوج سمجھ کر' بھول چوک سے ہو یا قصد آ اور ان کا موں پر بھی
اس کا اطلاق ہوتا ہے جو در حقیقت عام امت کے لئے گناہ نہیں لیکن انبیاء کے حق میں اتن غفلت بھی مواخذہ کے قابل ہے
اک معنی میں کہا گیا ہے کہ حسنات الا ہر ارسیئات المقر بین ( نیکوں کی نیکیاں مقربین کی ہرائیاں ہیں)

ع جن كرت بي سواان كوسوامشكل ب

ا نبیاء پیہم السلام کے استغفار کے موقع پر ہمیشہ'' ذنب'' کا لفظ استعال ہوا ہے جرم' اٹم یاحث کانہیں۔ ذنب کا لفظ بھول چوک اور خفلت سے لے کرعصیاں تک کوشامل ہے لیے اس لئے کسی نبی کواگر خدا کی طرف سے استغفار ذنب کی ہدایت کی گئی تو اس کے معنی صریح عصیاں و گناہ کے نبیم' بلکہ یہی انسانی بجول چوک اور فروگذاشت ہے جس کی اصلاح و معنی اسلاح و معنی عربی عصیاں و گناہ کے نبیم' بلکہ یہی انسانی بجول چوک اور فروگذاشت ہے جس کی اصلاح و معنی ایٹ تعقاد کا تعمان کو ہوتار ہتا ہے معنی سے انسانی کے لئے استغفاد کا تھم ان کو ہوتار ہتا ہے معنی سے فرما تار ہتا ہے اور اس کے لئے استغفاد کا تھم ان کو ہوتار ہتا ہے

ای سے ایک اور نکتہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ بھول چوک اور بلاا رادہ غفلت گوامت کے حق میں قابل مواخذہ خبیں گرانمیاء علیم السلام کے بلند مرتبہ کے لحاظ ہے میہ چیزیں بھی گرفت میں آتی میں کیونکہ ان کا قول وفعل شریعت بن جاتا ہے اس لئے شریعت کی حفاظت کے لئے ان کے ہرقول وفعل کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اس بناء پراگران سے احیانا کو کی ایس لئے شریعت کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اس بناء پراگران سے احیانا کو کی ایس بات ہوجاتی ہے تو فورا اس پر سمبیہ کی جاتی ہے اور ان کو ہوشیار کردیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ان کی میہ چیز معاف کر کے ان کو بشارت سنا دی جاتی ہے اور اس طرح ہر چھوٹے بڑے وانستہ اور ناوانستہ تمام گنا ہوں سے ان کا دامن یاک وصاف رکھا جاتا ہے۔

﴿ فَتَلَقَّى ادَّمُ مِنُ رَبِّهِ كَلِمْتِ فَتَابَ عَلَيْهِ ﴾ (يقروم) توآدم نے اپنرب سے چندیا تمی کے لیس تووہ اس کی طرف رجوع ہوا ﴿ نُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ ﴾ (ط-٤)

ل الرفرق وعام الخت أو يبول في طوظيس دكها ب محرين على عافت في الفاظ كفرق يركما يس المهى بين انهول في النول كال يحري المال كالقرق كي بهال يربيروت كم مجود بيما في الخت أو يس الاب بنريكول الله كالمناب فرائد للغة في الفروق كي عبادت تقل كرت بين الانسم المدن يستحق العفوية عليه و لا يوصف به الا المحرم وبين الانم و الدنب فرق من حبث الداللة مطلق الحرم عمدا كذان او سهوا بحداث الاثم فانه ما يستحق فاعله العقاب فيحتص بما يكون عمدا والحدث المغ من الدنب الال اللنب يطلق على الصغرة والحدث المغ من الدنب الال اللنب يطلق على الصغرة والحرم لا يطلق الاعلى الذنب الغيظ (صفحة ٩٥ و ١٩٧) مطبوعه كاثو لبكه ١٨٨٩ عد

پر خدائے آ وم کو برگزیدہ کیا پھراس کی طرف رجوع ہوا۔
﴿ لَقَدُ تُنَابَ اللّٰهُ عَلَى النّبِي ﴾ (توبد ١١٠)
﴿ فَاسْتَحَبُنَا لَهُ وَ نَحْبُنَا مُنَ مِنَ الْغَمْ ﴾ (انبیاء ۲۰)
﴿ فَاسْتَحَبُنَا لَهُ وَ نَحْبُنَا مِنَ الْغَمْ ﴾ (انبیاء ۲۰)
﴿ فَاسْتَحَبُنَا لَهُ وَ نَحْبُنَا مِنَ الْغَمْ بِ (انبیاء ۲۰)
﴿ لِنَعْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمُ مِنُ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَحَرَ ﴾ (انج ۱۰)
﴿ لِنَعْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمُ مِنُ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَحَرَ ﴾ (انج ۱۰)

تاكذالله تيرى الكل تحفيل سب فروكذاشت معاف كرے د

کامل اور عام عفو ومغفرت کابیم رتبه بلندخو دبندہ کی زندگی میں انبیاء "کے سواکسی دوسرے کونصیب نہیں۔ ۲۔ انبیاء کی معصومیت کے مسئلہ میں غلط قبنی کا دوسرا سبب سے کہ انبیاء کی قبل از نبوت اور بحد از نبوت زندگیوں میں قوت اور فعل کا جوفرق ہے اس کو محوظ نبیس رکھا جاتا علم اور جہل ٔ صلالت اور ہدایت اضافی الفاظ میں ہے ہیں ' علم کی ہر حد کوعلم کے مافوق درجہ کے لحاظ ہے جہل اور ہدایت کے بلند سے بلندر تبہ کو اس سے بھی او پر کے مرتبہ کے لحاظ سے صلالت کہد کتے ہیں۔

﴿ اَلَّمُ يَجِدُكَ يَتِينُمُا فَاوَى وَوَجَدَكَ صَالًا فَهَدَى وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاعُنَى ﴾ (سخی ا) کیااللہ نے جھکومیتم نہ پایا پھر پناہ دی اوراس نے جھکو بھولا پایا تو رہنمائی کی اور جھکومیّاج پایا تو ہے نیاز کیا۔ سطور بالا سے ظاہر ہے کہ یہاں ہمایت سے نبوت اور ضلالت سے قبل نبوت کی زندگی مراد ہے جو نبوت کے بعد کی زندگی کے مقابلہ میں نبیتاً ضلالت ہی ہے۔

صلالت کے معنی عربی میں صرف صریح ممراہی ہی کے نہیں بلکہ نادانستہ بھولنے بیکنے اور غفلت کرنے کے بھی

ہیں عورتوں کی شہادت کے موقع پر ہے۔

﴿ آَنُ تَضِلَّ إِحُدَهُمَا فَتُذَكِّرُ إِحَدَهُمَا الْأَخَرَىٰ ﴾ (بقره-٣٩) كرجول جائے ايك ورت تو يادولادے اس كودوسرى ۔ ايك اور آيت ميں علم اللي كي تعريف ميں ہے۔ ﴿ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَ لَا يَنْسَنَى ﴾ (ط-٢٠) نہ چوكنا ہے بيرارب، نه جولائے۔

ان آینوں میں لفظ صلالت کا استعمال بتا تا ہے کہ''صال'' کے معنی عربی میں اور محاور ہ قرآن میں صرف گمراہ کے نہیں بلکہ بھول چوک کے بھی ہیں ای طرح اس حالت کے بھی ہیں جس میں گمراہی گوگمراہی معلوم ہوتی ہے لیکن ہنوز ہدایت البی کا نوراس کے سامنے نہیں چیکا' غلطی کا احساس ہوتا ہے' گمراس غلطی کی جگہ بنوز صحت نظر نہیں آتی 'جہل کی برائی تو معلوم ہوگئ ہے گمر ہنوز علم کا درواز ہ نہیں کھلا ہے' اور بہی قبل نبوت کی کیفیت ہوتی ہے۔ حضرت موئی نے اپنی نبوت سے پہلے ایک ستم شعار قبطی کو گھونسہ مارا تھا جس کے صدمہ ہے وہ اتفا قامر گیا تھا۔ نبوت پاکر جب لوٹے تو فرعون نے ان کو طعنہ دیا کہ تم تو میرے فراری مجرم ہو۔ حضرت موئی "نے جواب ویا:

﴿ فَعَلَتُهَا إِذًا وِّأَنَا مِنَ الضَّالِيَنَ ﴾ (شعراء) مِن نَهُ اس حالت مِن كيا تما كه مِن جو كنه والول مِن سعقار

اس چوک اور صلالت ہے مقصد صرف بہی ہے کہ اس وقت میں نبوت کی عزت ہے سر قراز نہ تھا ور نہ ظاہر ہے

کہ حضرت موئی " نے نبوت ہے پہلے کوئی گمراہی کی بات نہیں کی تھی ، نہ بت کو ٹیو جا تھا، نہ فرعون کو بجدہ کیا تھا'نہ کوئی اور
شرک کیا تھا۔ کسی کے طما نچے مار نے ہے اتفاقیہ کسی کمزور کا مرجانا مار نے والے کا بالقصد گناہ نہیں جس کو صلالت کہیں۔ اس

ہوت ماف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موئی کا اپنے کو اس وقت ضال کہنے ہے مراو نبوت سے سابقد زندگی ہے۔ اس قبل

نبوت کی زندگی کو بعد نبوت کی زندگی کے لحاظ ہوتا ہے جے پہال' صلالت' کہا گیا ہے۔ دوسری جگداس کو'' غفلت' ( ب

خبری) ہے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت یوسف " کے قصد میں آپ کو خطاب ہے۔

﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيُكَ آحُسَنَ الْقَصَصِ بِمَا آوُ حَيُنَاۤ اِلَيْكَ هَذَا الْقُرُانَ وَاِنْ كُنْتَ مِنُ قَبُلِهِ لَمِنَ الْعَفِلِيُنَ ﴾ (يوسد-١)

ہم کجھے بہترین قصد سناتے ہیں کیونکہ ہم نے تیری طرف بیقر آن اتارا اگر چداس قر آن کی وی سے پہلے تو ب خبروں میں تقا۔

اس بے خبری کے عالم کی تفسیر دوہری آیت میں ہے جس میں پیغیبر کی قبل از نبوت اور بعداز نبوت کی زندگی کا فرق ظاہر فر مادیا ہے۔

﴿ وَ كَدَالِكَ أَوْ حَيُنَا إِلَيْكَ رُوْحًا مِنْ أَمُرِنَا مَا كُنْتَ تَدُرِي مَاالُكِتْ وَلَا الْإِيْمَانُ وَالْكِنُ حَعَلَنْهُ تُوْرًا تَهُدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ﴾ (عرى ٥٠) حَعَلَنْهُ تُورًا تَهُدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ﴾ (عرى ٥٠)

اورائ طرح ہم نے اپنے (خلوت خانہ) راز ہے ایک روح تیری طرف وی گئ تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے؟ اور ندائیان کیکن ہم نے اس کونور بنادیا جس ہے جس کی چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے رہنمائی کرتے ہیں اور بے شک توسید حی راہ دکھا تا ہے۔

'' کتاب وا بمان' کے نور و ہدایت ملنے سے پہلے کی بہی وہ کیفیت حالت ہے جس کو کہیں صلالت اور کہیں غلات اور کہیں عفلت کہا گیا ہے۔اس مقصود حقیقی گنجگار' عصیاں کاری اور باطنی گمرائی نہیں ہے بلکہ طلب حق تلاش معرفت اورا نظار حقیقت ہے کہ وہی ان کے حق میں صلالت اور خفلت کا حکم رکھتا ہے۔ آخر وہ وقت آتا ہے جب روشنی چیکتی ہے' روحانی سکون کا چشمہ بہتا ہے اور منزل ری کے بعد دوسروں کی رہنمائی کا منصب عطا ہوتا ہے۔ یہ ہدایت کا وور ہے۔ چنا نچہ ایک موقع پر انبیاء' کے نبوت ملنے کو ہدایت کے لفظ سے ادافر مایا گیا ہے۔

﴿ وَوَهَبُنَا لَهُ إِسُحْقَ وَيَعُقُونَ كُلًا هَدَيُنَا وَنُوحًا هَدَيُنَا مِنْ قَبُلُ ﴾ (انعام-۱۰) اورہم نے ابراہیم کواسحاق اور بیقوب بخشے اوران میں ہرا یک کوہدایت دی اوران سے پہلے نوح کوہدایت دی۔ اس ہدایت دینے ہے اگر نبوت عطا کرنا مراد ہے تو ظاہر ہے کہ عدم نبوت کا عہد ' ضلالت' 'ہی کہلائے گا مگراس سے مقصد صرف وہ حالت ہوگی جس میں ان کوہنور نبوت نہیں کی تھی اوراس مرتبہ بلند کا انتظار تھا۔

اس تشریج سے بیدواضح ہوگیا کہ انہیاء کے حق میں عنلالت سے مقصود گنبگاری عصیاں کاری اور گمراہی نہیں بلکہ عدم نبوت کا دوراور رسالت کی زندگی ہے پہلے کا عہد ہے جونبوت اور رسالت کی ہدایت کے مقابلہ میں نسبتاً صلالت ہے۔

## نی کی بشریت:

نی کی معصومیت اوراس کے دوسرے مقدی خصوصیات کے باوجوداسلام کی تعلیم بھی ہے کہ نبی خدا کا بندہ اور آ دمی بی ہوتا ہے ، وہ خدا 'خدا کا اوتار'د یوتا یا فرشتہ نہیں ہوتا بلکہ حقیقت ہیں ہے کہ بیہ سئلہ بھی ان مسائل ملیں سے ہے جن کی اصل حقیقت مجدر سول اللہ وہ کا ان اللہ وہ کا اللہ وہ کا اللہ وہ کا اللہ وہ کا اللہ وہ کہ اور آ پ کے فیض علم ہے وہ روٹن ہوئی ۔ اسلام سے پہلے یہود یوں کی طرح ایسے اللی فد ہب بھی تھے جو پیغیبروں کو ایک پیشین گوئی کی صفت کے علاوہ ہر حقیقت سے معمولی انسان سمجھتے تھے وہ ہر تم کے گناہ بھی کرتے تھے اور وہ بداخلا تیوں کے بھی مرتکب ہوتے تھے ، وہ کفر ہمی کرتے تھے اور وہ بداخلا تیوں کے بھی مرتکب ہوتے تھے ، وہ کفر محمولی کرتے تھے اور ہو بداخلا تیوں کے بھی مرتکب ہوتے تھے ، وہ کفر خود خدا یا خدا کا جزیا ناسوت ولا ہوت کا ایک مجموعہ تھے ، اور ہندو بھی تھے جو اپنے رہنماؤں کو دیوتا اور اوتار یعنی مجمع خود خدا یا ضدا کا جزیا ناسوت ولا ہوت کا ایک مجموعہ تھے ، اور ہندو بھی تھے جو اپنے رہنماؤں کو دیوتا اور اوتار یعنی محملہ خود خدا یا انسان کے بھیس میں خدا بھوت تھے اور جن کو ہر تم کی خدا کی طاقتیں صاصل تھیں ۔

اسلام نے اپنی تعلیم ان دونوں کے وسط میں پیش کی وہ ایک طرف رسولوں کو محلوق محض صرف انسانوں اور پورا بندہ اور خدا کے جمع کے سامنے عاجز وور ماندہ اسلیم کرتا ہے لیکن دوسری طرف وہ ان کو خدا کا برگزیدہ معصوم نیک اور خدا کی بندہ اور خدا کی برگزیدہ معصوم نیک اور خدا کی بندہ والا تدرت سے فیض پاکر برکتوں سعادتوں اور ہدا بیوں کا مرکز اور اس کی اجازت سے عجیب وغریب امور صادر کرنے والا بتاتا ہے اور ہے اعتدالی کے ان دونوں خیالات کی جو غلط فہی پر مبنی جین علائے تر دید کرتا ہے۔ اہل عرب بھی ہندوؤں کو نانیوں اور عیسائیوں کی طرح میں مجھتے تھے کہ انسان کی رہنمائی کے لئے خود انسان نہیں بلکہ انسان سے مافوق ہستی ہوئی

عاہے اور وہ جتی صرف فرشتوں گی ہے۔قرآن نے ان کے اس خیال کی بار بار تکذیب کی ہے اور کہا ہے کہ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو فرشتہ کوان کے پاس رسول بنا کر بھیجا جاتا' اور انسانوں میں فرشتہ بھی آتا تو انسانیت ہی کے پیکر میں آتا تو الیمی حالت میں تم اس فرشتہ کوفرشتہ کب مانتے ؟

حقیقت یہ ہے کہ پنجیروں کے دوڑ نے ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ بشریت کے جامہ میں ہوتے ہیں اور انسانوں ہی کی طرح کھاتے پیتے ، چلے ' گھرتے' ہوتے ' جاگے ' شادی بیاہ کرتے اور پیدا ہوتے اور مرتے ہیں، دوسری طرف وہ اپنی روحانیت ' بے گناہی ' پا کدامنی اور اختصاص نبوت میں انسانوں سے بلندتر ہیں۔ یہود یوں کی طرح جن کی نظران کے انسانی رخ پر پڑتی ہے وہ ان کو ہرطرح معمولی انسان بجھتے ہیں اور عیسائیوں کی طرح جن کی نظران کے مافوق انسانی خصائف پر پڑتی ہے وہ ان میں الوہیت کے اوصاف تابت کرنے گئتے ہیں حالا نکرجی ان دونوں کے بچ میں ہے۔ اسانی خصائف پر پڑتی ہے وہ ان میں الوہیت کے اوصاف تابت کرنے گئتے ہیں حالا نکرجی ان دونوں کے بچ میں ہو۔ وہ اپنے بشری اوصاف کے لحاظ ہے بلا شبدانسان ہوتے ہیں لیکن ای کے ساتھ وہ اپنے مافوق بشری خصوصیات کی بناء پر مافوق البشر ہوتے ہیں۔ یہی مغالط اپنے اپنے بیغیروں کے متعلق کفار کو ہوتا تھا۔ پیغیران کے ساسے جب اپنی نبوت اور مادا کی طرف سے آئے کا دعوی پیش کرتے تھے ہو وہ ان کی بشری خصوصیتوں کود کھی کر کہتے تھے کہ تم تو ہماری ہی طرح آ دی

﴿ أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴾ (ابراتك ١٠)

کیا خدانے بشر کوقاصد (رسول) بتا کر بھیجا۔

وہ بشریت کورسالت کے منافی مجھتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فر مایا۔

﴿ هَلَ كُنْتُ إِلَّا يَشَرًّا رَّسُولًا ﴾ (امرائل-١)

میں تونہیں ہوں مگرانسان رسول۔

ان کوشبہ تھا کہ کیا گمراہ انسانوں کی انسان ہی رہنمائی کرسکتا ہے۔

﴿ اَبَشَرٌ يَهُدُونَنَا ﴾ (تغانن-١)

کیاانسان ہماری رہنمائی کریں گے؟

یہ وہی شبہ تھا جس میں پھنس کر عیسائی حضرت عینی کی انسانیت ہے منکر ہوئے کہ موروثی گنہگارانسان کو انسان کا بیٹا کیونکر نجات دلاسکتا ہے اور بیٹیس سمجھتے کہ انسان موروثی گنہگار نہیں بلکہ وہ گنہگار بھی ہوسکتا ہے اور بے گناہ بھی اب گناہی اور معصومیت کے لئے انسانیت سے پاک ہونا ضروری نہیں۔ یہی بات اور کفار کی سمجھ میں بھی نہیں آتی تھی اور انہیا ۔ کوفا ہری اور جسمانی طور ہے اپنی ہی طرح انسان سمجھ کران کونبوت کا مستحق نہیں سمجھتے متھاور کہتے تھے۔

﴿ إِنْ أَنْتُمُ إِلَّا بِنَشَرُ مِتَنَكَنَا ﴾ (ايراجم-١) تم تونيس موليكن ماري عي طرح ايك بشر-

دوسروں کو تی کے انکار کرنے پراس طرح آمادہ کرتے تھے کہ:

﴿ هَلَ هَذَا إِلَّا بَشُرٌ مِّثُلُكُمْ ﴾ (انبياءـ١)

نہیں ہے بیالین تمہاری ہی طرح بشر۔
﴿ مَاهَدُ آ إِلَّا بَشَرٌ مِنْكُنُكُمُ ﴾ (مونین ۲۰)
نہیں ہے بیالین تمہاری ہی طرح بشر۔
انبیاء کے سامنے وہ بھی ولیل چیش کرتے تھے۔
﴿ مَا آنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِنْكُنَا ﴾ (شعراء ۱۸)
مُ تو ہاری ہی طرح بشر ہو۔
﴿ مَا آنَتُمُ إِلَّا بَشَرٌ مِنْكُنَا ﴾ (شین ۲۰)
مُ لُومًا آنَتُمُ اِلَّا بَشَرٌ مِنْكُنَا ﴾ (شین ۲۰)
مُ لُومًا آنَتُمُ اِلَّا بَشَرٌ مِنْكُنَا ﴾ (شین ۲۰)

اوروہ اپنے اس دعویٰ کی صدافت کو ہدایت اور مشاہدہ سے ٹابت کرتے تھے۔

﴿ مَا نُولِكَ إِلَّا يَشَرًّا مِّثُلُنَّا ﴾ (١٩٤٦)

بم توتم كوافي بى طرح بشرد كيست بي -

انبیاء نیباء نیبیم السلام نے ہمیشہ بہی جواب دیا کہ ہاں تمہاری ہی طرح ہم بشر ہیں لیکن خدا کے فضل وکرم سے سرفراز ہیں اور یہی تم میں اور ہم میں فرق ہے ،فر مایا

﴿ فَالَتُ لَهُمُ رُسُلُهُمُ إِن نَّحُنُ إِلَا بَشَرٌ مِّنْلُكُمُ وَلَكِنَّ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِ مِ ﴾ (ابرائيم: ١) ان كرسولول في جواب ديا كه جم تمبارى عى طرح بشر بين ليكن خدا الني بندول مين سے جس پر جا بتا ہے احسان كرتا ہے۔

ان کفار کی نظر صرف ان کے ایک رخ یعنی عام انسانی پہلو پر پڑتی تھی۔انبیاءً نے جواب میں اس پہلو کے ساتھ اپنے دوسرے رخ کو بھی ان کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ ہاں ہم انسان ہیں لیکن ایسے انسان جن پر اللہ تعالیٰ فضل وکرم کی بارش ہے بعنی نبوت سے سرفر از اور اس کی خصوصیتوں ہے متاز ہیں۔

 علاوہ آپ کے تمام احکام جوقر آن سے ہاہر ہیں وہ صرف حا کمانہ اور انتظامی امور ہیں جن کی پیروی کرنانہ اسلامی شریعت ہے اور نہ اسلام کا جز ہے۔ یہ خیالات حقیقت میں دوسرے فرقہ کے مفرطانہ کے مقابلہ میں تفریطانہ ہیں اور یہ دونوں اعتدال کی حدے ہاہر ہیں اور حقیقت ان کے پچے میں ہے۔

قرآن پاک میں تین جگہ وہ آئیں ہیں جن میں خاص آنخضرت و کھا کی بشریت کا اعلان ہے مگر ہر جگہ تو حید
کامل کے بیان اور خدا کے مقابلہ میں رسولوں کی عبدیت کی تشریخ اور اس عقیدہ باطل کی تر دید میں ہے کہ رسولوں کے
ہاتھوں میں بی توت ہونی جا ہے کہ وہ خدا ہے زبر دئی کئی بات کومنوالیں اور سعی وسفارش کر کے قصور معاف کرادیں۔
قرآن کی تعلیم بیہے کہ ان کو جو کچھ حاصل ہے وہ خدائے تعالیٰ کی اجازت اون اور عطاسے ہے۔

سورہ کہف میں ان مشرکوں کا ذکر ہے جوخدا کے بندوں کوخدا کا شریک تھبراتے ہیں۔

﴿ اَفَحَسِبَ اللَّهِ يُنَ كَفَرُوا آنُ يُتَحِدُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي آوُلِيَاءَ ط إِنَّا اَعْتَدُنَا جَهَنَّم لِلْكَفِرِيْنَ نُزُلًا﴾ (كِفِيهِ)

کیا وہ جنہوں نے کفر کیا' میستھیے ہیں کہ وہ میرے بندوں رسول اور فرشتوں کومیرے سواا پنا حمایتی بنا کیں گے۔ ہم نے ان کا فروں کے لئے جنم تیار کی ہے۔

۔ قرآن اس خیال کو کفرقر ار دیتا ہے۔ بیر رکوع کا شروع ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے غیر محدود اوصاف و کمالات کا ذکر ہے کیم ارشاد ہے۔

> ﴿ قُلُ إِنَّمَا آنَا بَشَرٌ مِنْلُكُمُ مِيُوْ خَى إِلَى آنَّمَا اِللهُكُمُ اِللهُ وَّاجِدٌ ﴾ (كهف-١٢) كهدد ك كه من تمهارى بى طرح ايك بشر بول مجھ پروى كى جاتى ہے كة تمهارا معبودا يك بى معبود ہے۔ دوسرى جگہ يمي تعليم بعينه سورة حم السجدہ (فصلت) ميں ہے۔

﴿ قُلُ إِنَّمَ آنَا بَشَرٌ مِثَلُكُمُ يُوْ لَى إِلَى آنَمَا اِلهُكُمُ اِللهُ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُو آ اِلَيْهِ وَاسْتَغَفِرُوهُ وَوَيُلٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (مماسجده-١)

کہددے کہ میں تو تمہاری طرح بشر ہوں' مجھ پروی کی جاتی ہے کہ تمہارامعبودایک ہی ہے اس کی طرف سید ھے رہو' اوراس سے اپنے گنا ہوں کی معافی جا ہو،خرابی ہے شرک کرنے والوں کے لئے۔

اس آیت کا منشاء بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں رسول ای طرح ایک بندہ ہے جس طرح خدا کے دوسرے بندے۔ دعا میں خدا ہی ہے مانگئی جائیں اور ای ہے اپنے گناہوں کی معافی کی ورخواست کرنی جائے۔ یہ اختیارات خاص خدا کے بندوں کے نہیں اس تعلیم ہے مقصود حقیقت میں عیسائیوں کے مسئلہ گفارہ اور ان کے اس عقیدہ کی تر دید ہے کہ گناہوں کا معاف کرنا \* حضرت عیلی کے اختیار میں ہوگا اور مسلمانوں کو اپنے رسول کی نسبت اس تنم کی باطل عقیدت مندیوں ہے بچانا ہے۔ چنا نچ تیسری جگر آن پاک میں جہاں آئے ضرت و انگا ہے کفار کا یہ مطالبہ نہ کور ہے کہ تم خدا کے پنجم ہوتو ہمارے لئے سونے کی جیست بناد والے ساتھ جلو میں فرشتوں کے پرے لے کرچاؤ ہمارے سامنے آسان جو اواور وہاں سے ہاتھ میں کتاب لے کرسامنے آتر و۔

﴿ وَقَالُوا لَنَ نُوْمِنَ لَكَ حَتَى تَفُحُرَلْنَا مِنَ الْارْضِ يَنْبُوعًا ه اَوْ تَكُونَ لَكَ حَنَّةً مِن نَجيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَحِّرَ الْانْهَارَ حِللَهَا تَفُحِيرًا ه اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتُ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَأْتِي بِاللّٰهِ وَالْمَلْفِكَةِ قَبِيُلًاه اَوْيَكُونَ لَكَ يَبُتُ مِن زُحُرُفٍ اَوْ تَرُفَى فِي السَّمَاءِ وَلَن نُومِن لِرُقِيِكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَبًا نَقُرَءُهُ ﴾ (نى امرائل ١٠٠)

اورانہوں نے کہا کہ ہم تم پرایمان اس وقت تک نہیں لائیں گے جب تک تم ہمارے لئے زمین ہے ایک چشد نہ بہا
وویا تمہارے لئے محجوروں اورانگوروں کا ایک باغ نہ ہوجائے یا جیساتم کہتے ہوآ سان کے کلڑے کر کے ہم پرنہ گراؤ
یا خدا کوا ورفرشتوں کوضام من بتا کرنہ لے آؤیا تمہارے سونے کا ایک گھرنہ ہوجائے یاتم آسان پرنہ چڑھ جاؤا ور ہاں
تمہارے آسان پرچڑھنے کا ہم کواس وقت تک یقین نہ آئے گا جب تک تم وہاں سے ایک نوشتہ نہ ہم پراتا رالاؤ جس
کوہم پڑھ لیس۔

یامورمشکل ونحال ندیتے لیکن نبوت کے اوصاف کوان باز گیرانہ تماشوں سے تعلق ندتھااوراس سے یادہ بیکہ اس غلط عقیدہ کو ابطال کرنا تھا کہ پیغیبر میں براہ راست پچھ خدائی اختیارات ہوتے ہیں اس لئے آپ کو بیہ جواب سکھایا گیا کہ آپ فرما کیں۔

﴿ قُلُ سُبُحَانُ رَبِّيُ هَلُ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ٥ وَمَامَنَعَ النَّاسُ آنُ يُؤْمِنُواۤ اِذَخَاءَ هُمُ الُهُذَى اللَّا اَنْ قَالُواۤ اَبَعْتُ اللَّهُ بَصَرًا رَّسُولًا ٥ قُلُ لَوُ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلْقِكَةٌ يُمْشُونَ مُطْمَئِنِينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمُ مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴾ (ابراء)

کہددے اے پیغیر! سجان اللہ میں تو ایک بشر ہوں رسول اور لوگوں کو جب ان کے پاس ہدایت آئی ایمان لانے سے ہارتیں رکھا مگر اس خیال نے کہ کیا خدانے بشر کورسول بنا کر بھیجا ہے۔ کہددے کدا کر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم ان پرآسان سے فرشتہ کورسول بنا کران پراتارتے۔

آ تخضرت و النائے ہے تھم خدام مجزات بھی صادر ہوئے اور ان کی جیرت انگیزی کوانہوں نے تشکیم بھی کیا پھر بھی یہ خیال کدا یک بشررسول کیونکر ہوسکتا ہے، قائم رہا۔

کفار نے معجزات دیکھنے کے بعد بھی یہی کہا۔

﴿ هَلُ هَذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّئُلُكُمُ إَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴾ (انبياء)

بیتو تمہاری ہی طرح بشرہے کیاتم دیکھ بھال کربھی جادو کے پاس آتے ہو۔

معجزات کی حیرت انگیزی کو جادو کہدکرتشلیم کیا گر پھر نجی ان کو بشریت رسالت کے منافی ہی معلوم ہوئی' انہیں کہا گیا کہ نبوت ورسالت کے منافی ہی معلوم ہوئی' انہیں کہا گیا کہ نبوت ورسالت کے اوصاف و خصائص تم ہے زیادہ ان کومعلوم ہیں' جن کوتم پہلے ہے آ سانی کتابیں عطا ہوئیں بیعنی یہوں ان سے یو چھلو کہ رسول اور نبی بشر ہی ہوتے ہیں۔

﴿ وَمَا آرُسَلُنَا فَبُلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْجِيُ الْبَهِمُ فَسُنَلُوْآ اَهُلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعَلَمُوْنَ ﴿ (انباء) اورہم نے نبیں بھیجارسول بنا کرتم سے پہلے لیکن انسانوں بی کؤجن کوہم وی کرتے تھے۔جانے والوں سے پوچھؤا گر تم نبیں جانتے۔

یمی جواب سورهٔ لوسف میں دیا گیا۔

﴿ وَمَاۤ أَرُسَلُنَا مِنُ قَبُلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوجِي إِلْيَهِمُ مِّنُ أَهُلِ الْقُرْى ﴾ (يوسف) اورہم نے تم سے پہلے جورسول بھیجو و بشری تھے آ یا دیوں کے رہنے والے ہم ان پرومی کرتے تھے۔ اس سے زیادہ تفصیل سور وُکل میں ہے۔

﴿ وَمَا آرُسَلُنَا مِنُ قَبُلِكَ إِلَّا رِحَالًا نُوْجِي إِلَيْهِمُ فَسُنَلُوْ آ اَهُلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُم لَا تَعُلَمُوُنَ ، بِالْبَيْنَةِ وَالزَّبُومِ وَآنُوَلُنَا اللَّكَ الذِّكُو لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ النَّهِمُ وَلَعْلَهُمُ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (عليه) اورجم نے بیس بھیجاتم سے پہلے لیکن انسانوں کوجن کی طرف ہم وقی کرتے تھے تو یو چیلوکتاب والوں سے اگرتم نہیں جانے ' کھی نشانیاں اور کتابیں دے کر اورجم نے تم پر کتاب (ذکر) اٹاری تاکیتم کھول کرلوگوں سے بیان کروجوان کی طرف اٹاری گی اور تاکدووسوچیں۔

ای طرح نبی اور غیرنی میں وی کافرق مان کروی والے اور بے وی والے انسانوں میں خود وی اور عدم وی کے سینئلز وں لوازم خصائص اور اوصاف کافرق تسلیم کرنا پڑے گا۔ وی ورسالت کوچھوڑ دؤ دوسرے انسانی کمالات کومثالاً لو تھی بھی ماننا پڑے گا۔ انسان کے لئے جینے اوصاف و کمالات ممکن بین ان سب کی اعلیٰ ہے اعلیٰ جانب کمال تک پہنچنا ممکن ہے اور جو وہاں تک پہنچ جاتے ہیں وہ اپنے جسمانی اوصاف و خصائص کے لحاظ ہے انسان ہونے کے ہا وجو داپنے دوسرے قوئی میں عام انسانوں سے بقینیا بلند اور ممتاز ہوتے ہیں'کوئی کہرسکتا ہے کہ جسمانی قوت کا ایرانی ہیر ورستم انسان نہ فی ایم عقل کا یونا فی مجمد ارسطوانسانیت ہے پاک تھا اور موجودہ و نیا کی بہت ی جرت انگیز ایجادوں کا مختر کا اولیس نہ بختر ہیں اور بایں جمدوہ اپنے جسمانی خصائص' جلنے پھر نے اضح وجودہ و نیا کی بہت ی جرت انسانوں سے بلند تر اور ممتاز تر بین اور بایں ہمدوہ اپنے جسمانی خصائص' جلنے پھر نے اضح جمود انسان ہیں وہ عام انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی ہا تھے پاؤں' ہرا کیک چیز میں وہ بے ہی انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی اللہ بمن انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی اللہ بمن انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی بیل بھی ہے۔ وہ غیر نی انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی اللہ بمن انسان کی جس ہے۔ وہ غیر نی انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی بیا ہو کو انسانی سے جو ہو غیر نی انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی بیا ہو کہا ہے کہ جو انسانی کی جس ہے۔ وہ غیر نی انسانوں کے ساتھ بہت سے انسانی بیت سے انسانی بیا ہو کہا ہو کہا ہوں کہ جو سے دوسرے کر ور' جاہل اور بلید

اوصاف میں شریک ہونے کے باوجود وق اور اس کے خصائص اور اوازم میں ان سے سریحاً الگ بلنداور اعلیٰ بلکہ بعض جسمانی خصائص میں بھی ان سے ممتاز ہوتے ہیں۔ آنخضرت وقط کا کوصوم وصال رکھتے وکھ کر جب سحابہ بھی آپ کی بیروی میں کئی کئی دن تک کا سلسل روزہ رکھتے ہیں تو آپ ان کوئع کرتے ہیں اور اپنی نسبت فرماتے ہیں ﴿ اَیْسُکُ مِنْسِلِی اَیْسِی کُلُون مِیری مثل ہے؟ میں رات گذار تا ہوں تو میر ارب جھے کھلا تا اور پلاتا آپ کیا عام انسانوں کو بھی بیرو حانی غذا اور روحانی سیرائی میسر آتی ہے اور وقی کے علاوہ بعض دوسری حیثیتوں سے بھی مثلیت کی اس میں فی نہیں ہے؟

ای طرح نیندگی حالت میں بھی تی کے قلب اوراس کے احساسات کا عافل شہونا تھے حدیثوں سے ثابت ہے آپ نے فرمایا میری آ تصیر سوتی ہیں لیکن ول ٹیس سوتا ہو تھے دلیف الا نیساء تنا م اعین ہم و لا تنام فلو بھر کے اوراس طرح انہیاء کی آ تکھیں سوتی ہیں گران کے دل ٹیس سوتے رکیا ہی کیفیت عام انسانون کی نیندگی بھی ہے؟ آ تخضرت و کھی اوراس طرح انہیاء کی آ تکھیں سوتی ہیں گران کے دل ٹیس سوتے ہیں تو فرماتے ہیں "کہ میں اپنی پیٹے کے ہیجے سے بھی و لیے ہی و کیفنا و میں مفول کو درست رکھنے کی تاکید کرتے ہیں تو فرماتے ہیں "کہ میں اپنی پیٹے کے ہیجے سے بھی و لیے ہی و کیفنا ہوں جیس سوتے سامنے ہیں "کیاعام انسانوں کی تو سیارت کا بھی عالم ہوتا ہے؟ قرآن پاک میں ہوا فقت مراس نے بھڑتے ہو؟ ہو و لفقہ راہ بالا فنی المنہین کی اور اس نے فرشتہ کو آسانوں کے کناروں میں دیکھا" کیا عام انسان بھی یہ مشاہرہ کرتے ہیں آتخضرت و کھیا کے اور اس نے فرشتہ کو آسانوں کے کناروں میں دیکھا" کیا عام انسان بھی یہ مشاہرہ کرتے ہیں آتخضرت و کھیا کہ انسان ہی ہو میں اس سے بھڑتے کہ انہیں کو خطاب کرکے انہوں کو خطاب کرکے انہوں کو خطاب کرکے کہ مایا ہو نو اگر تی ہو ہو کہ کیا تی ہو ہوں القیاد کی میں مام انسانوں سے بدر جہا بلند تر اور متاز ہو۔ بھرا کو بور کی ہوں کی میں عام انسانوں سے بدر جہا بلند تر اور متاز ہو۔ ہو کہ کیا تی تو خصائص میں عام انسانوں سے بدر جہا بلند تر اور متاز ہو۔

الغرض نبی اورغیرنبی میں صرف وحی ونبوت کا جوفرق ہے اس کے بہی معنی ہیں کہ ان دونوں میں وحی ورسالت کے تمام لوازم خصوصیات اور ضروری اوصاف میں فرق اور امتیاز ہے اس کے کئی انسان کوصاحب وحی مانے کے ساتھ ہی اس کوان تمام اوصاف دلوازم اور خصوصیات کا مالک بھی ضرورہی مانتا پڑے گا۔

#### اجتها ونبوى ميس خطا:

ل مع بخارى كماب السوم-

ع صحیح بخاری باب الاسراه۔

اس فیصلہ پر خدائے تعالیٰ کی طرف ہے بھی کوئی تنبیہ نہ ہوئی تھی تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ آپ کے تمام فیصلے بھی اور مغشائے النی کے مطابق ہوتے تھے مگریہ بھی کہنے والا کہ سکتا تھا کہ اجتہاد نبوی کے فیصلوں کی صحت و خطا کی ذر مدداری خدا نے نہیں لی تھی اس لئے تنبیہ نفر مائی گئی مگر واقعہ ان دونوں کے خلاف ہے ۔صورت یہ ہے کہ بعض فیصلوں پر تنبیہ کی گئی ہے اور بعض پر نہیں۔ اس سے بداہتا تا بت ہوتا ہے کہ اجتہاد نبوی میں غلطی ہوجا ناممکن ہے مگر اس غلطی پر چند کھوں کا قر اربھی ممکن نہیں۔ ادھر لغزش ہوئی اور ادھر علام الغیوب کی بے خطاوتی نے اس کی تنبیہ اور اصلاح کی ۔اس واقعہ سے دوسرا نتیجہ بیٹا بت ہوتا ہے کہ وہ ہما مامور واحکام جن کو آپ نے اپنی خیم موجا نامی و حکمت سے ارشاد فر مایا ،ان پر عمل کیااور وہی الٰہی نے ان پر خاموثی برتی تو مغشائے الٰہی نے گویا ان کی صحت وصدافت پراپی خاموثی سے مہر کر دی اور ان کی حیثیت بمز لہ وہی کہ ہوگئی۔

آ تخضرت و اقعات اورامور پیش میں ہزاروں واقعات اورامور پیش آئے۔ ان پورے تیس سالوں میں ہزاروں واقعات اورامور پیش آئے جن پرآ پ نے اپنے اجتہا داور شرح صدرے فیلے صادر کئے گران میں سے کل پانچ ہا تیں ایسی ہیں جن پروسی الہی نے تنہید کی اور بجیب تربیہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جس کا تعلق تھم دینی شریعت ابدی اعتقاد عباوات یا شری معاملات میں ہے ہو بلکہ وہ کل کے کل ایسے امور ہیں جن کی حیثیت تمام ترشخصی یا جنگی ہے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ برآ مدہوتا ہے کہ دین وشریعت میں آ پ کے بیر تیفیراندا جتہا دی فیلے خطاا و منطقی سے تمام ترپاک تھے۔

## اس خطا کے معنی:

عام انسانوں کے اجتبادات میں جن اسباب سے غلطیاں واقع ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ جن مقدمات پران کا اجتماد مبنی ہوتا ہے وہ غلط ہوتے ہیں، یاان کاعلم ان کو قطعی طور ہے ہیں ہوتا 'یا استقراء تام نہیں ہوتا 'ہمٹیل پوری نہیں ہوتی ' علت مشتر کشیجے نہیں معلوم ہوتی مگر ریتمام صور تیں اجتماد نبوی میں نہیں ہیں کیونکہ اجتماد نبوی نہان طریقوں پر ہمنی ہوتا اور نہوہ فوروفکر ،نظر واستدلال اور استقراء وتمثیل کے منطقی واصولی ذرائع پرقائم ہوتا ہے بلکہ وہ نورر سالت ' فہم نبوت ' تھم ربانی اور شرح صدر پر ہمنی قائم ہوتا ہے جن میں یہ بی کی منزلیں سرے سے نہیں ہوتی ہیں، ای لئے لفظ اجتماد جو عام طور پر پہلے معنی میں ستعمل اور مشہور ہے اس سے اس مقام پرالتہا ہی سے نبین کی خاطر احتراز کرنا بہتر ہے۔

ایک اور نکتہ بھی پیش نظر رہے ہی تخضرت وہی کے پینے برانداجتہا دیس اگر خلطی ہوئی ہے تو اس خلطی کا مفہوم بیہ نہیں ہے آپ نے جو پہلوا ختیار فرمایا وہ کوئی گناہ یا بدی یا بداخلاتی کا پہلوتھا بلکہ بیہ ہے کہ دو بہتر راستوں میں سے آپ نہیں ہے آپ نے بہترین راستوں میں سے آپ نے بہترین راستے کو چھوڑ کر بہتر راستے کو اختیار کیااس پراللہ تعالی نے تندید فرمائی اور بہتری جگہ بہترین کی تلقین کی۔

اس میں کے جو چند واقعات چین آئے ہیں ان پرایک نظر ڈالنے سے بید حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ بہترین کو چھوڑ کر جس بہتر کو آپ نے اختیار فرمایا اس کا منشاء ہمیشہ امت پر رحم وکرم اور شفقت کی نگاہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری یا عارضی رحم وکرم وشفقت کی نگاہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری یا عارضی رحم وکرم وشفقت کی جگہ ان احکام کی تلقین فرمائی جن میں کو بظاہر مختی معلوم ہوتی ہے تکرعلام الغیوب کی وائمی مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ وہی بخت پہلوا ختیار کیا جائے۔

## ذیل میں ہم ان اجتہادی امور کی تشریح کرتے ہیں جن پروجی البی نے حقبیہ کی ہے۔

# يا يج اجتهادي امورير تنبيه الهي:

جن اجتهادی امور پروحی اللی نے جنبید کی ہے، ان میں

ا۔ پہلا داقعہ بیہ ہے کہ بجرت کے قبل مکہ معظمہ میں جب آنخضرت ﷺ اپی دعوت کی تبلیغ فر مارے تھے تو ایک دن قریش کے بڑے بڑے روساء آپ کی مجلس میں آ کر جیٹھے۔ آپ ان کو سمجھا بجھا رہے تھے، بت پری کی برائیاں اور تو حید کی خوبیاں ان پرظا ہرفر مار ہے تھے اور ول ہے جا ہتے تھے کہ وہ اس وعوت کو قبول کرلیں کہ اتنے میں ایک مخلص کیکن غریب اور نابینامسلمان عبداللہ بن ام مکتوم بھی آ کر بیٹھ گئے اور پچھ دریا فٹ کرنا چاہا۔ قریش کے بیروساء بے حدمغروراور خود پند تھے۔وہ آپ کے جلسوں میں صرف اس لئے آنا پندنہیں کرتے تھے کہ آپ کی مجلس میں بدحال بے حیثیت اور ادنی درجہ کے لوگ آیا کرتے ہیں۔اس لئے اس موقع پر جب آتخضرت عظم کوان رئیسوں کی اثر پذیری کے پہلے امكانات نظراً رہے تھے،عبداللہ بن ام مكتوم كا آجانا اور يو چھنانا گوار ہواكان كے آنے سے ان رئيسوں كى خود پيندى اور بڑائی کے جذبہ کواشتعال ہوااور راستہ ہے بدک گئے۔

عبدالله بن ام مکتوم کی آ مداور در یافت پریینا گواری جو بالکل نیک نیخی سے تھی یعنی اس لئے تھی کہ آ پ جانتے تھے کہ عبداللہ بن ام مکتوم تو مسلمان ہی ہیں ،اس وقت ان کی بات کا جواب نہ دینے میں چنداں ہرج نہیں ،لیکن ان رئیسوں کی تا گواری پورے باشندگان مکہ پراٹر انداز ہوگی۔اگر بیمسلمان ہو گئے تو مکہ میں اسلام کی اشاعت کی راہ میں پھر کوئی روک باتی نہیں رہے گی۔ یہ بچھ کرآ تخضرت ﷺ عبداللہ بن ام مکتوم کی طرف سے بےالتفات ہوکران رئیسوں کی تبلیغ وموعظت کی طرف سرتایا متوجدر ہے۔اس پروحی اللی نے حسب ذیل الفاظ میں تنبیہ کی۔

﴿ عَبَسَ وَتَوَلَّى ٥ أَنْ جَآءَهُ الْاعْمٰى ٥ وَمَا يُدُرِيُكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَى ٥ أَوْيَذَّكُرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى ٥ آمًّا مَن اسْتَغْنَى ٥ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدُّى ٥ وَمَا عَلَيْكَ أَلًّا يَزُّكُى ٥ وَأَمَّا مَنُ جَآءَ كَ يَسُغى ٥ وَهُوَ يَخُشَى ٥ فَأَنُت عَنْهُ تَلَهِّي ٥ كُلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ٥ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ ﴾ (س)

تیوری چژهانی ٔاورمند پچیرا کدوه اندها آیا ٔاور تخیے کیا خبرشایدوه سنورتایا سوچتا تو (تمهارا) سمجها نا کام آتا ٔوه جو پروا نہیں کرتا سوتو اس کی فکر میں ہےاوراس کے نہ سنورنے کا تجھ پر کوئی الزام نہیں'اور جو تیرے پاس دوڑا آیا'اور وہ (خدا) ے ڈرتا ہے تو اس سے تغافل کرتا ہے یوں نہیں ایرتو تقیحت ہے جو جا ہے اس کو یا د کرے۔

ان آیتوں میں آنخضرت ﷺ کے اس اجتہاد پرایک پرانے لیکن غریب مسلمان کی مزید ہدایت ہے قریش کے رئیسوں کاسمجھانا زیادہ بہتر ہے، تنبیہ کی گئی اور اس تکتہ کوؤ ہن نشین کیا گیا کہ اسلام کی اصولی بنیادوں میں ہے ایک میہ ہے کہاس کے نزد یک امیر وغریب' آ قا اورغلام ،او نچے اور نیچے کی کوئی تمیزنہیں ۔اس کی نگاہ میں بینا اور نابینا دونوں برابر ہیں۔ پیکتہ تواس وقت کے فیصلہ میں آپ کے چیش نظر رہا کہ ایک مسلمان اندھے کی دلجوئی ہے ان رئیسوں کی جائز دلجوئی کر کے ان کواسلام کی طرف مائل کرنازیادہ بہتر ہے تکریہ نکتہ نظرا نداز ہو گیا کہ اس طرزعمل ہے خوداسلام کی بنیا دی تعلیم پر کیاا ژپڑے گااس لئے وتی البی نے تنبید کی کہ اسلام کا یہ پیغام دنیا کے لئے صدائے عام ہے۔جوچا ہے قبول کرے،اس میں کو کی تمیز و تخصیص نہیں۔علاوہ ازیں اس کا بھی اشارہ کیا کہ بیروسائے قریش جن کے مسلمان ہونے کی آپ اس قدر کوشش فرمارہ ہیں وہ ایمان سے محروم ہی رہیں گے اس لئے ان کی طرف مزید تو جہ بے سود ہے اور فلا ہرہے کہ آپ ان کے حق میں دانا کے غیب کے اس فیصلہ سے پہلے آگاہ نہ تھے اس لئے آپ اپنے موجودہ علم کے مطابق اپنے فعل کوشیح سمجھ دہے تھے۔

#### دوسراواقعه:

سب سے پہلی لڑائی میں مسلمانوں کے مال غنیمت کو حاصل کرنے اور بدر کے قیدیوں سے زرفد رہے قبول کرنے کا ہے۔اس وقت تک ظاہر ہے کہ مال غنیمت اور فدید کا قانون نازل نہیں ہوا تھا کہ ابھی اس کا موقع ہی نہیں آیا تھا مسلمانوں کو مدینہ منورہ آ کرسب سے پہلے سریہ تخلہ میں مال غنیمت ہاتھ آیا 'اس کے بعد ہی بدر کے معرکہ میں پھر مال غنیمت ملا اور ساتھ ہی قریش کے ستر قیدی بھی ہاتھ آئے جن میں اکثر مکہ کے دولت منداورشر فاء تھے۔ان قید یوں کی نسبت مسلمانوں کی مختلف را ئیں تھیں ۔بعض ان کوآ گ میں زندہ جلا وینا جا ہتے تھے، کچھلوگ فعہ یہ لے کران کو چھوڑ وینا عاہتے تھے جس سے ان کو جالیس ہزار درم ملنے والے تھے۔نفیات کے ماہر جانتے ہیں کہ جوقوم مدت سے ہرقتم کی مصیبت اور تکلیف اٹھاتی رہتی ہے وہ ہے کسی مظلومیت مغلوبیت اورغربت کے دورے نکل کر جب پہلے پہل غالب اور دولت مند ہوتی ہےاوراس کوملکی و مالی قوت پر دسترس حاصل ہوتی ہے تو وہ لمحہ اس کی زندگی میں اخلاقی حیثیت ہے بڑا ہی نازک ہوتا ہے۔غلبہ بقوت اور دولت پا کربھی اس کے نشد میں وہ سرشار نہ ہواورا پنے دل ود ماغ پر قابور کھے یہ برواہی مشکل کام ہے جومظلوم تھا وہ غالب ہوجائے ،اور جوظالم تھاوہ مغلوب ہوجائے ،اوراس وفت رقمل اپنا کام کر کےمظلوم غالب میں اپنے ظالم مغلوب سے شدیدانقام لینے کا جذبہ نہ پیدا کرے بیکوئی آسان کام نہیں۔ سیای و زہبی تاریخوں سے تین صدیوں تک برابر بخت ہے بخت تکلیفیں اٹھا کیں لیکن سطنطین کے زمانہ میں جب دفعتاً جومظلوم تھے وہ غالب'اور جوظالم تنے وہ مغلوب ہو گئے تو عیسوی قوم کا پچھلا جو ہرا یک ایک کر کے رخصت ہو گیاا وران لوگوں نے جو پہلے مظلوم تنے اس نشہ میں چور ہوکر یہود یوں اور رومی بت پرستوں کے ساتھ وہ کچھ کیا جس سے اخلاق انسانی کی تاریخ آج بھی شر ماتی ہے۔ غز دؤ بدر کی غیر متوقع فتح نے مظلوم و بے کس مسلمانوں کے لئے تاریخی دور کا وہی نازک موقع پیدا کردیا۔ غریب و تنگدست مسلمانوں کو جوسالہا سال ہے کسب معاش ہے محروم اور غیر معمولی ضروریات کے بوجھ ہے دیے ہوئے تھے ان کوغنیمت اور فدید کی دولت ہاتھ آئی اور وہی قریش جن کے ظلم وستم ہے ان کے بدن زخمی اور ان کے سینے داغدار تھے وہ دفعتاً مغلوب ہو گئے' ان کے بڑے بڑے سرواران کے ہاتھوں سےلڑ ائی میں مارے گئے' اوران کے ہاتھوں میں

اب تک مسلمان نہایت یک دلی' سیجیتی اور خلوص ہے اپنی راہ طے کررہے تھے اور بیا خلاقی جو ہر مظلوموں کی برادری میں اکثر پیدا ہوجاتے ہیں لیکن دولت آ کران کے بجائے ان میں اختلاف تفریق اور حرص وطمع اور ذاتی اغراض

قيد بوكرسترس وارصرف ال كرحم وكرم يرزنده تقي

کے جذبات ہیدا کردین ہے۔ اس اتفاقی دولت اور غیر متوقع فتح وغلبہ نے صحابہ کرام کے لئے استخان کا وہی نازک موقع چش کردیا اوردینا کے سب سے بڑے رہنما کی قوت رہنمائی کے اظہار کا بھی بھی موقع تھا چنا نچاس وقت بال غنیمت زر فدید اور قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کے متعلق عالب وفاتح مسلمانوں میں اختلاف رائے رونما ہوگیا۔ آتخضرت وفیلا کے ساتھ اہم ترین کا م تھا۔ آپ نے امراول کی طرف تو جذر بائی کہ مظلوم فاتح قوت پاکرا پنا جو ہرنہ کھو جینیس سے بنانچ حضرت عمر فاروق شنے ان قیدیوں کے قبل کی جو تجویز چش کی تھی آپ نے روفر مادی اور حضرت ابو بکر صدیق می کتا نچ حضرت ابو بکر صدیق کی ہے جویز کہ فعدید لے کران کور ہاکر دیا جائے قبول فر مائی اور ان سے فر مایا کہ ''اے ابو بکر تمہاری مثال ابراہیم " اور جینی کی ہے اور اے عمر تہاری مثال ابراہیم " کی رتب دلی کا اور اے عرفی کی ہے ۔ لی آپ نے حضرت ابراہیم " کی نیک دلی اور حضرت جینی " کی رتب دلی کی مقر دلی کی مقر مولی کی ہوری کی اور بدر کے ان قیدیوں کی جان بخشی فر مائی ، اور تو کی کور یا اور صحاب کوتا کیدگی کہ اور جوان جس نادار سے ان کو چند مسلمان بچوں کو لکھتا پڑ ھتا سکھا دینے پر آزادی کا فرمان جاری کردیا اور صحاب کوتا کیدگی کہ اور جوان جس نادار سے ان کو چند مسلمان بچوں کو لکھتا پڑ ھتا سکھا دینے پر آزادی کا فرمان جاری کردیا اور صحاب کوتا کیدگی کہ ان کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں۔ چنا نچے بعضوں کا بیاحال تھا کہ وہ خود بھور پر قنا عت کرتے تھے اور اپنے قیدیوں کو دونی کھلاتے تھے۔

لیکن وتی الہی کی نگاہ میں اس سے زیادہ اہم پہلوان غریبوں کا دفعتا مال ودولت کی حرص وظمع میں مبتلا ہو جانا تھا چتا نچہ یہی صورت پیش آئی ۔ مال غنیمت کے فراہم کرنے والوں نے دعویٰ کیا کہ اس پرہم نے لڑائی میں قبضہ کیا ہے اس لئے ہمارا ہے۔ لڑنے والے نوجوانوں نے دعویٰ کیا کہ ہماری تلواروں سے فتح حاصل ہوئی ہے اس لئے اس کے اصلی حقدارہم ہیں۔ جولوگ رسول اللہ وہ کا کے حفاظت کررہے تھے وہ کہتے تھے کہ سب سے نازگ اور خطرناک فرض ہمارا تھا' اس لئے ہم کو ملنا چاہئے تلے بھی اختلاف زرفد رہے کا ملیت کی نبست بھی ہوا ہوگا جیسا کہ سور و انفال کی ابتدائی آئیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

﴿ يَسْفَلُوْنَكَ عَنِ الْآنُفَالِ مَ قُبِلِ الْآنُفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُّوُلِ : فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاصْلِحُوَّا ذَاتَ بَيْنِكُمُ وَاطْيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمُ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (انقال-١)

(اے پیغیر!) بچھے (تیرے ساتھی) ننیمت کا تھم ہو چھتے ہیں تو کہددے کہ مال ننیمت اللہ کا ہے اور رسول کا ہے تو اللہ سے ڈرواور آپس میں صلح کرواوراللہ اور اس کے رسول کے تھم کی اطاعت کرو۔

حضرت عبادہ بن صامت " ہے ہو چھا گیا کہ سورۂ انفال کے نزول کی کیاوجہ ہے؟ تو کہا

1

ل متدرك حاكم ج ٣ص ٢١ كتاب المغازي حيدرآ بادوكن \_

سیرت ابن وشام ذکر الفتی بیدروالا ساری ج احس ۹۱ مطبوعه محمطی \_

تمام مسلمانوں کے مامین برابرتقسیم فرمادیا۔

یمی وہ تنبیہ ہے جووجی البی نے آتخضرت کھنا کے اس فیصلہ پر کی اور آیت اتری لے

﴿ مَاكَانَ لِنَبِي آنَ يُكُونَ لَهُ آسُرَى حَتَى يُفَخِنَ فِي الْأَرْضِ لَا تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنَيَا وَاللهُ يُرِيدُ الاَّخِرَ قَد وَاللهُ عَزِيْزُ حَكِيمٌ ﴿ لَوُلَا كِتُلْبٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسْكُمُ فِيمَآ آحَدُتُم عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمُتُمُ حَلَلًا طَيْبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَا إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رُجِيمٌ ﴾ (انتال)

سمی و فیمبر کوزیبانہیں کہ اس کے پاس قیدی میوں تا کہ زمین میں فساد کریں تم لوگ دنیا کا سامان جا ہے ہوا وراللہ آخرت جا ہتا ہے اور اللہ غالب اور دانا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے بول ہونا مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو تمہارے اس لینے پرتم کو بڑی سزاملتی تو اب جوتم نے لوٹ میں پایا طلال و پاک کرے کھاؤاور اللہ کا اوب کرواللہ بخشے والا رحم کرنے والا ہے۔

اى قدرتيس بلكمان قيديوں كوجن ئ زرفديدوسول بوياوسول كياجار باتھااس كے بعدى يہلى وى كئى۔ ﴿ يَاآيُهَا النَّبِيُّ قُلُ لِمَنُ فِي آيَدِيُكُمُ مِنَ الْاسْرَى إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيُرًا يُؤْتِكُمُ حَيْرًا مِّمَّا أَخِذَ مِنْكُمُ وَيَغْفِرُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (انفال)

اے پیغیر! تمہارے ہاتھوں میں جوقیدی ہیں ان سے کہددو کدا گرانلہ تمہارے دلوں میں نیکی پائے گا' تو تم کواس سے بہتر چیز دے گا'جوتم سے لی گئی اورتم کومعاف کرے گا اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

بعضوں کو پیشبہ ہوا کہ پہ تنبیہ قید یوں کے لئے زرفد پہ لے کرد ہاکر نے اور آل نہ کئے جانے پر ہوئی کے حالا تکہ خا ہر کریں اللہ ہے کہ جن قید یوں سے زرفد پہ لئے جانے پراللہ تعالی نے ان سے ہمدردی فرمائی اورا گروہ حسن نیت سے ظاہر کریں اور ان کی مغفرت کا وعدہ اور اس د نیاوی خزف ریزہ سے جوان سے بطور فدیہ لیا گیا ان کو بہتر دولت دیئے جانے کی امید دلائی کیا ان کا قبل زرفد یہ لینے سے کم سزا ہوتی ؟ اور جن سے بطور فدیہ لیا گیا ان کے قبل کئے جانے پران کے قاتموں پر اس سے زیادہ ہمدردی نہ کی جاتی ۔

بہر حال وہی مال غیمت اور زرفد یہ جس کواس وقت آنخضرت وہ اللے نے صاف وصری وہی آنے ہے بیشتر قبول فر مالیا تھااور جس پر تغییہ ہوئی وہ آخر کاراجتہا دنبوی کے مطابق مناسب موقع پر جائز وحلال وطیب ہی تغیم الیا گیااور غلطی باتی نہیں رہی مال غنیمت لینے کے متعلق ہو محکم والے سے غینہ نئے کہ کا تھم ای وقت آگیا اور فدید لینے کی اجازت علی این مناسب نا منہ من آگی اوراس مال ودولت کی حرص وظمع ہے اس وقت جو الماطابی بیدا ہونے والی تھی اس کا ازالہ ہمیشہ کے لئے اس طرح کردیا کہ اس کی تقسیم کا ابدی قانون بنا دیا گیااوراس میں براضل تی بہیرا ہونے والی تھی اس کا ازالہ ہمیشہ کے لئے اس طرح کردیا کہ اس کی تقسیم کا ابدی قانون بنا دیا گیااوراس میں براضروری ستحقین کے جھے لگا دیے گئے۔

ميرت ابن بشام ج اص ۱۹۹۰

ع مزید تفصیل کے لئے دیکھوسرت النبی جلداول میں نوزوہ جدر کا بیان۔

#### تيسراواقعه:

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ آپ وہ توک کے لئے جارہ تھے جس میں بکٹرت مسلمانوں کی شرکت کی ضرورت تھی کہ مقابلہ رومیوں کے ول بادل فوج ہے تھا اور کی منظم سلطنت سے کرکھانے کا یہ پہلاموقع مسلمانوں کو پیش آیا تھا اور موسم بھی نہایت گرم اور بخت تھا۔ تمیں ہزار مسلمانوں کی جمعیت روانہ ہوگئی گر پھر تخلص مسلمان مجبورا چھوٹ گئے اور اکثر منافقین نے جان ہو جھ کر اس کی شرکت ہے تھے واپس آئے تو عدم شرکت کے قصور وارمنافقین آ آ کر جموثی قسمیں کھا کھا کرا پے عذرات بیان کرنے گئے۔ آپ نے ان کا اعتبار کرے رحم فرما کر ان کے قصور ہے درگذر کیا ، اس پر جمہیہ ہوئی۔

﴿ سَيْحُلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِاسُتَطَعْنَا لَخَرَجُنَا مَعَكُمْ يُهُلِكُونَ انْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعُلَمُ إِنَّهُمُ لَكَذِبُونَ ٥٠ عَفَا اللَّهُ عَنُكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتَى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوا وَتَعُلَمَ الْكَذِبِينَ ﴾ (اليه ٢-١)

وہ خدا کی تشمیں کھائیں گے اگر ہم مقدورر کھتے تو ضرور تہبارے ساتھ نگلتے 'وہ اپنی جانوں کو ہر باد کرتے ہیں اوراللہ جانتا ہے کہ دوجھوٹے ہیں'اللہ تجھ کو بخشے تونے ان کورخصت کیوں دی جب تک تجھ پر دہ کھل نہ جاتے جوان میں بچ یولتے اور تو جان لیتا جھوٹ ہولنے والوں کو۔

ظاہر ہے کہ آپ علم غیب ہے آگاہ نہ تھے اور ان کے واقعی حالات سے بے خبر تھے اس لئے بظاہر ان کے قول پر اعتبار ہی کرنا تھا اور وہی آپ نے کیا ، تکر علام الغیوب نے حقیقت حال سے باخبر فر ماکر ان کے جھوٹ کا پر دہ جاک کیا۔ بہر حال یہاں بھی منشائے خطا'ا کر خطا تھجی جائے' تو وہی ترحم کی شان تھی۔

#### چوتھاوا قعہ:

منافقین کی نسبت آپ علی کواطلاع دی گئی تھی کدان کے قق میں آپ کی دعائے مغفرت قبول نہ ہوگی اور فرمادیا گیا تھا کہ:

﴿ اِسۡتَغُفِرُلَهُمُ اَوُلَا تَسۡتَغُفِرُلَهُمُ ١ اِن تَسۡتَغُفِرُلَهُمْ سَبُعِينَ مَرَّةً فَلَنَ يُغَفِرَ اللّهُ لَهُمُ ١ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّهِ وَرَسُولِهِ ﴾ (توبد٨٠)

تو ان کی مغفرت کی دعا ما تکے 'اگر ستر دفعہ بھی ان کی مغفرت کی دعا ما تکے تو ہرگز ان کوخدانہ بخشے گا' بیاس لئے کہ انہوں نے خدا کا اور اس کے رسول کا اٹکار کیا۔

اس کی مغفرت کی دعاما تکول گا، بہرحال آبیں بن سلول کا انتقال ہوا۔ بید منافقوں کا سردارتھا۔ اس کا لڑکامخلص مسلمان تھا۔ اس نے آ کرآپ سے نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی جس کوآپ نے فرطِ کرم سے ردنہ فرما سکے۔ حضرت عمر "نے عرض بھی کی یارسول اللہ اس کے عدم مغفرت کے متعلق تو تھم ہو چکا ہے۔ فرمایا میں ستر دفعہ سے بھی زیادہ اس کی مغفرت کی دعاما تکول گا، بہرحال آبیت بالا میں گوآپ کے مغفرت ما نگنے اور نہ ما نگنے دونوں کو ہے کارو بے سود بتایا گیا تھا مگران کے حق میں سرے ہے دعائے مغفرت نہ ما تگنے کی کوئی ممانعت نہتھی اس لئے آنخضرت ﷺ نے غایت شفقت ہے اس برکارفرض کوانجام دیا تا کہاس کے خلص مسلمان فرزند کی دل شکنی نہ ہواوراس لیے تغافل فر مایا کہ گوا یک مسلمان کی دلجوئی تو ہوگی تکربیسیوں منافقین کواپنے چھپانے میں کامیا بی ہوجائے گی'اوروہ مسلمانوں کےاندررہ کرفتنوں کا باعث بنیں گےاس کئے حکم ہوا۔

﴿ وَلَا تُنصَلِّ عَلَى آحَدٍ مِّنُهُمُ مَّاتَ آبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ مَا إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمُ فَسِقُونَ ﴾ (البدا)

اور نہ بھی ان میں ہے کسی کے جنازہ کی نماز پڑھ اور ندان کی قبر پر کھڑا ہؤے شک انہوں نے خدااور اس کے رسول کا ا نکار کیا'اورای گنبگاری کی حالت میں مرے۔

## يانچوال واقعه:

اس کی تفصیل میہ ہے کہ آنخضرت ﷺ نے اپنی بعض ہو یوں کی خوشنو دی اور رضامندی کے لئے کسی مباح چیز کوجوآ پ ﷺ کوبہت مرغوب تھی اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ایعنی اس کے بھی نداستعال کرنے کا عہد فر مالیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ہر گفس پرمباح چیز کا کھانا فرض نہیں اس کوحق حاصل ہے کہ وہ اپنی خوشی سے یاکسی دوسرے کی رضامندی کے لئے اس کے نہ کھانے کا عبد کرلے اس لئے آتخضرت ﷺ نے بعض ہویوں کی خاطر جن کووہ شے پیند نہ تھی اس کواپنے او پرحرام کرایا تو ظاہر ہے کہ آپ کا پی بعض ہویوں کی خاطر داری کے لئے اُلیا کرنا الزام کے قابل نہیں کہ آپ نے بحثیت شوہر کے ان کی اتنی ولجوئی کو بھی عورتوں کے ساتھ عدل وانصاف کے مناسب سمجھا، تگراس مسئلہ کی ایک دوسری حیثیت بھی تھی اور دوید کہ بحثیت ایک پنجبر کے ایک طلال و جائز چیز کواہے او پرحرام کرلیا اور اس کے ندکھانے کا عہد کرنے ہے آپ کی اقتداء میں امت کے عام افراد بھی اس کو ناجا تربنہیں تو ناپیند ضرور ہی کرتے ،اور سیا یک طرح سے شریعت الہی میں تبدیل و تح بف كامرادف ہوجا تا،اس لئے تھم آیا كمان امور میں پیغیبروں كوكسى كى دلجوئى اور خاطر دارى كى پرواہ نہ جا ہے ،فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا آخَلُ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزُوَّ احِكَ ع وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾

اے پیغیبرجس کواللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے اس کوحرام کیوں کرتا ہے؟ اپنی بیویوں کی مرضی جا ہتا ہے اور خدا بخشنے والا

اس موقع پراللہ تعالیٰ کا آپ کو نبی کہہ کرخطاب کرنا ہے واضح کرتا ہے کہ بحثیت ایک انسان اور شوہر ہونے کے آ بالیا کر سکتے تھے گر پنجبر کی حیثیت ہے آپ کو بیا ختیار نہیں۔

الغرض يمي وه پانچ واقعے ہيں جن ميں آپ كي اجتهادي خطا ثابت كي گئي ہے مگر تفصيلات ہے معلوم ہو گيا ہو گا کہ ان کو خطا کہنا درحقیقت مجاز ہے کہ پیغمبر کی بلندی اورمعصومی کو پیش نظر رکھ کراس مجازی خطا کی بھی ا جازت نہیں اور اس لئے وی البی نے ان میں ہے ہر موقع پر حنبیہ کی اور اپنے سیجے فیصلہ ہے رہنمائی فر مائی۔ اب کیا کسی کا شبہہ یہ بھی ہے کہ جس طرح آتخضرت ولل کو بیمعمولی مسامحات پیش آئے جن کی تنبیدواصلاح ہروقت وجی البی نے کی ایسے بی ممکن ہے کہ

سيرت الني

آپ کواور بھی ایسے مسامحات پیش آئے ہوں جن کی تنمید تھیجے کی حکمت الہی نے پرواندگی اور خاموشی برتی۔ اگر کسی کو بیشبہ ہوتو ورحقیقت رسالت و نبوت کی مرتبہ شنائ اور دین الہی وشریعت ربانی کی حقانیت اوراللہ تعالیٰ کے طرق رشد و ہدایت کی مغفرت سے کوسوں دور ہے۔ رسولوں کی بعثت اس لئے ہے کہ وہ غلط کارانسانوں کوان کی غلطی سے نکال کرحت و سواب کی تعلیم دیں نداس لئے کہان کے ذریعہ آلئے ہدایت کے بجائے مزید صفلالت کا اضافہ ہو۔ استغفر اللہ ٹم استغفر اللہ اس کے ناممکن ہے کہ رسولوں کے ہاتھوں اور زبانوں سے کوئی ایسا کا م یا تھم صادر ہو جو حکمت الہی کے مطابق نہ ہواور پھر وہ اس کی تھیجے اور رہنمائی سے تعافل برتے اور انسانوں کوخودا ہے رسولوں کے ذریعہ گراہ ہونے دے۔

تغیبرانداجتهاد ورائے علم کا وہ کوڑ ہے جس کی دھاریں و ماغ سے نہیں بلکہ دل کے سرچشمہ ہے بہتی ہیں جو انسانی رائے وتجر بہ سے نہیں بلکہ الہام الٰہی 'القائے ربانی' حکمت یز دانی' فہم رسالت بلکہ نبوت سے ماخو ؤ ہے اور جس کی نسبت محرم اسرارشریعت عمر فاروق برسرمنبر میفر ماتے ہیں۔

﴿ يَا ايها الناس ان الراى انما كان من رسول الله تَنْكُمْ مصيبا لان الله كان يريه و انما هومنا الظن والتكلف﴾ (ابوداؤد ـ كتاب الاقفيه)

ا بے لوگو! آنخضرت عظم کی رائے خلطی ہے پاکتھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپکوراہ دکھا تا تھا اور ہماری رائے ہمارا گمان اوراز خود کہنا ہے۔

وہ رائے نبوی جوخدا کے بتانے اور دکھانے سے قائم ہوئی ہو ظاہر ہے کہ بمز لہوتی کے ہے اوراس کا نام بشری اجتہاد اورانسانی رائے نہیں بلکہ نبوی اجتہاد اور پیغیبرانہ رائے ہے جو عملا وقی الہی کی ہم مرتبہ اور کلام ربانی کی ہم پایہ ہے۔ حضرت عمر شنے اس خطبہ میں جو بچھ کہا ہے در حقیقت وہ خود کلام پاک ہے مستنبط ہے قرآن پاک میں ہے۔ حضرت عمر شنے النہ آنہ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِيْسُنَ النَّاسِ بِمَا اَرِكَ اللَّهُ مَهُ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِيْسُنَ الْمَاسِ بِمَا اَرِكَ اللَّهُ مَهُ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِیْسُنَ النَّاسِ بِمَا اَرِكَ اللَّهُ مَهُ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِیْسُنَ المَّاسِ بِمَا اَرِكَ اللَّهُ مَهُ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِیْسُنَ النَّاسِ بِمَا اَرِكَ اللَّهُ مَهُ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِیْسُنَ المَّاسِ بِمَا اَرِكَ اللَّهُ مَهُ وَ لَا مَن کُنُ اِلْمَحَانِیْسُنَا کُو اِلْمَانِ اِلْمَانِ اللَّهُ مَا وَ لَا مَنْ کُنُ اِلْمَحَانِیْسُنَا کُو اِلْمَانِ اللَّهُ مَا اِللَّهُ مَانِ اللَّهُ مَا اللَّهُ مَانِ اللَّهُ مَا اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مَانِ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانِ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مِن اللَّهِ اللَّهُ مَانُ اللَّهُ مَانُ اللَّهُ مَانِ اللَّهُ مَانَ اللَّمُونَ اللَّهُ مَانُ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مِن اللَّهُ مَانِ اللَّهُ مَانُ اللَّهُ مَانَ وَ لَاللَّامُ اللَّهُ مَانِ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانَاسُ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانَانَ اللَّهُ مَانَانِ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانَانَ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانِهُ اللَّهُ مَانِوْنَ اللَّهُ مَانُونَ اللَّهُ مَانُ اللَّهُ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُ مِنْ الْمُعَانِمُ مِنْ اللَّهُ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مِنْ مَانُونَ مَانُونَ مِلْمُ اللَّهُ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونُ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ مَانُونَ

ہم نے تجھ پر کتاب سچائی کے ساتھ اتاری تا کہ لوگوں کے درمیان جواللہ تجھ کو بچھائے فیصلہ کرے اور تو نہ ہو د غا بازوں کی طرف ہے جھکڑنے والا۔

اس نظاہر ہوا کہ آنخضرت ﷺ کوجود کھایا 'بھایا اور دائے پیدا کرائی جاتی تھی وہ خدا کی طرف ہے ہوتی تھی' یہی پنجیبرانہ دائے ہے جس کی نسبت خود آنخضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

﴿ الله اقضى بينكم برائ فيما لم ينزل عَلَى ﴾ (ايواؤو ـ كتاب الاقفي)

میں تم لوگوں کے درمیان اس مسئلہ میں جس کی نسبت مجھ پروتی نہیں ہوئی اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔

یہ فیصلہ اگر غلط ہوتا تو فوز اوجی الہی وست کیری کرتی اور صحیح رائے پر لے آتی' جیسا کہ گذشتہ یا نجوں واقعات

ےظاہر ہ

#### ايك غلطاستدلال:

اس آیت پاک سے پیجی ثابت ہوتا ہے کہ مقدمات کے فیصلوں میں آپ کو''اراءت الٰہی'' ہوتی تھی لیعنی خدا کی

طرف ے آپ کورائے بھائی جاتی تھی اور ظاہر ہے کہ اراءت البی (خدا کی طرف سے مجھایا جانا) تا کہ آپ کتاب البی كے مطابق فيصله كريں غلط نہيں ہو على 'ليكن ابوداؤدو غيرہ ميں ايك حديث ہے كه آنخضرت على نے اہل مقدمہ ے فرمايا: "مں ایک بشر ہوں ہم لوگ میرے پاس اپنے جھڑے لے کرآتے ہواور شایدتم میں ہے بعض زیادہ زبان آ ور ہول' جواپنی دلیل کوخو بی ہے بیان کر سکتے ہول' تو میں جیسا سنتا ہوں ویسا فیصلہ کردیتا ہوں' تو میں اگر کسی کو وہ حق داا دوں جواس کانہیں بلکساس کے بھائی کا ہے تو وہ نہ لے کہ میں اس کوآ گ کا فکڑا کا ث کردے رہا ہوں۔ ' ( سمال تفنیه ) اس سے ایک غلطفہم بیاستدلال بھی کرسکتا ہے کہ آنخضرت ﷺ کے نصلے ہمیش غلطی سے یاک نہیں ہوتے تھے' اس لئے اُمت آپ کے قضایا اور فیصلوں کی پیروی پرمجبورنہیں' کیکن ایسا خیال کرنا سراسر مغالطہ ہے۔اصل یہ ہے کہ مقد مات میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ایک واقعہ کی اصلی روداد جس کو ہر مدعی اور مدعا علیہ اپنے دعوی کے مطابق بنا کراپنے ا ہے رنگ میں بیان کرتا ہے اس کے بعد دوسری چیز اس بیان کردہ روداد کے مطابق سیجے اور عادلانہ تھم اور فیصلہ ہے جوتمام تر مقدمہ کی اس روداد پر بنی ہوتا ہے، جو حاکم وقاضی کے سامنے بیانات اور شہادتوں کے ساتھ پیش ہوتی ہے۔ یہ بات کہ واقعہ کی اصلی روداد کیا ہے اوران میں ہے کون سیج کہدر ہائے علم غیب سے تعلق رکھتی ہے جس کا دعویٰ کسی نبی کونہیں اورا گر ہوبھی تو بیدوعوی بجائے خودمسلم ہے کہ قاضی کا ڈاتی علم دوا نسانوں کے درمیان فیصلہ کا مبتی نہیں قرار یا سکتا' اس کے لئے فریقین کے بیانات شہادتیں اور دلائل ہی بکارآ مد ہیں۔ آنخضرت ﷺ کے ارشادے بیرظاہر ہوتا ہے کہ امراول کے متعلق عموماً آپ کوغیب کاعلم عطانہیں ہوا کلیکن دوسری چیز یعنی جس رودادکوآ مخضرت کھٹانے سیح باور کیااس کے مطابق آ پ کا فیصلہ بھی مجھے وصواب اور عادلا نہبیں ہوتا تھا، یہ کہنارسول و نبی کی شان کی تو بین وتحقیر ہےاوراس'' اراء ت اللی'' کے خلاف ہے جس کا شرف مقد مات کے فیصلہ میں آپ کو بخشا جا تا تھااس لئے جو ملطی فیصلوں میں آپ ہے ہو علی تھی وہ فریفتین میں ہے کئی ایک کی دلیل وشہادت کوئن کراس کے سیجے یا غلط مطابق واقعہ یا مخالف واقعہ سمجھنے میں لیکن جس کوآپ نے سیجے باور فر مالیا اس کے مطابق مناسب وسیح علم و فیصلہ کرتے میں آپ ہے بہجی غلطی نہ ہوئی اور نہ ہو عتی تھی اور امت آپ کی پیروی آپ کے ان قضایا اور فیصلوں میں کرتی ہے نہ کہ نزاع مذکور کے گذشتہ واقعات اور گذشتہ مقد مات کے سیجے یا علط باوركر في من ﴿ فَشَمَّانَ بَيْنَهُمَا ﴾

آ تخضرت و المخضرت و المحالات میں تکت بیہ ہے کہ شاید فریقین میں ہے کوئی غلط بیان یا جھوٹا ابر سر باطل جوا ہے مقد مدگی روداد زیادہ خوبی سے بنا کرآ ہے کی عدالت ہے موافق فیصلہ حاصل کرلے یہ سمجھے کہ گوحقیقت میں میراحق ندتھا الیکن اب جب عدالت نبوی نے میرے حق میں فیصلہ کردیا تو میری ملکیت ٹابت ہوگئی اور خصب حق کے گناہ ہے بریت ہوگئی تو اس کا ایسا سمجھنا میج نہ ہوگا تا نو نا تھم نافذ ہو جائے گا گرعنداللہ جو برسر حق تھاوہ حق ہی رہے گا اور جو برسر باطل تھاوہ بالی تھا کہ باطل تھا کہ دوسرے کا دورون کی ایک دوسرے کے حق میں درست بردارہ و نے برآ مادہ ہوگئے۔ (ابوداؤہ کا بالاتھیہ)

آ تخضرت عظم رودادمقدمه كوسامن ركاكرجو فيلے فرماتے تھے وہ تمام ترحق منصفانداور سجے ہوتے تھے اوران

كى اطاعت سے انحراف كفرونفاق تھا۔ اى لئے ارشاد ہواكہ:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُومِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيُمَا شَحْرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرِّجًا مِمَّا قَضَيْتُ وَيُسَلِّمُوا تَسُلِيمًا ﴾ (نا - ٩)

سوقتم ہے تیرے رب کی ٔ وہ مومن شہوں کے جب تک دہ تھے کو تکم شام نیں 'پھراپے دلوں میں تیرے فیصلہ سے تکی شہ یادیں اور مان کر قبول کریں۔

﴿ وَمَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَصَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْحِيَرَةُ مِنْ آمُرِهِمُ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ صَلَّ صَلَالًا مُبِينًا﴾ (١٧٠١بـ۵)

اور کی ایما نگرار مرد یاعورت کابیکا منبیں کہ جب اللہ اور اس کارسول کی بات کا فیصلہ کرد نے تو بھی اس گوا ہے کام کا اختیار رہے اور جوخدااور اس کے بے حکم چلا' وہ صرح مجمراہ ہوا۔

کیاا مت کورسول کی اطاعت اور اس کے فیصلوں کے بے چوں چرا قبول کر لینے کا خدا کی طرف سے تاکیدی تھم برسر باطل پہلو پر ہوسکتا ہے؟ چنانچیدو دسری آیت میں اس کی تصریح کر دی گئی ہے کہ آپ کا کوئی فیصلہ بھی ظالمانہ اور غلط نہیں ہوسکتا۔

﴿ وَإِذَآ دُعُـوۡۤ اِلّٰهِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحُكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيُقٌ مِّنُهُمْ مُّغْرِضُونَ ٥ وَإِنْ يُكُنُ لَهُمُ الْحَقُّ يَاٰتُوۡ اَ اِلَيْهِ مُذُعِنِيُنَ ٥ اَ فِي قُلُوْبِهِمُ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُواۤ اَمْ يَحَافُونَ اَنْ يُحِيُفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ وَرَسُولُهُ لَا بَلُ اُولِيْكَ هُمُ الظَّلِمُوْنَ ﴾ (نور ١٨٠٠، ٥٠)

اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جا تھیں تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کردے تو ان میں ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور اگران کوکوئی حق پہنچتا ہوتو قبول کر کے چلے آئیں کیاان کے دلوں میں روگ ہے یاوہ ڈرتے ہیں کہ خدا اور اس کارسول ان کے ساتھ تا انصافی کرے گا' بلکہ وہی ہے انصاف ہیں۔

## عقل بشري:

اس میں بھی شک نہیں کہ وحی اور ملکہ نبوت کے علاوہ نبی میں نبوت ورسالت کے فرائض ہے باہر کی چیزوں میں اس کی عقل وہی ہوتی ہے جو عام انسانوں کی ہوتی ہے اور جس میں اجتہادی غلطی کا ہر وقت امکان ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے نزویک اجتہادی علم وقت امکان ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے نزویک اجتہادی کا مدار وحی والہام اور ملکہ نبوت پرنہیں بلکہ انسانی علم وتج بہ پر ہوتا ہے اور یہی وہ تم ہے جس کا اتباع پیروؤں پر واجب نہیں اور اس کی بہترین مثال مجھور کی کا شت کا واقعہ ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ تخضرت و کھا مدینہ منورہ کے بعض باغوں میں گذر ہے تو دیکھا کہ پھولوگ مجوروں کے درخوں پر پڑھ کر پچھ کر کہ کھر کر ہے ہیں۔ آپ نے دریافت فر مایا کہ یہ کیا کررہے ہیں؟ ایک ہمرائی نے کہا کہ یہ مادہ مجوروں میں زمجوروں کے چھول ڈالتے ہیں کہ پھل زیادہ آ کمی فر مایا'' میں تو نہیں مجھتا کہ اس سے پچھوفا کدہ ہوگا'' ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فر مایا'' اگر ایسانہ کرتے تو بہتر ہوتا'' اس نے جا کر باغ والوں سے آپ کا پیدفقرہ بیان کردیا۔ صحابہ نے جو سرا پا اطاعت تھے اس پڑھل کیا اور ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ پھل اس سال کم آپ کا یک مخبر سے۔ آپ کا پھر گذر ہوا' تو ان

لوگوں نےصورت حال عرض کی۔ آپ نے فر مایا میں نے تو یونٹی ایک بات سمجھ سے کہددی تھی اگران کواس عمل سے فائدہ ہوتا تھا تو وہ کریں' پھر فر مایا۔

﴿ إِنَّمَ آنَا بَشَرٌ إِذَا امَرُتُكُمُ بِشَيْءٍ مِنُ دِيُنِكُمْ فَخُذُوابِهِ وَإِذَا اَمَرُتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنُ رَّائِي فَإِنَّمَا آنَا بَشَرٌ﴾

میں تو ایک آ دی بی ہوں جب تہمیں دین کا کوئی علم دول تو اس کو قبول کرواور جب اپنی رائے سے پہلے کہول تو میں ایک آ دی ہول۔

> ایک روایت میں بیالفاظ ہیں۔ لے ﴿ اَنْتُمُ اَعُلَمُ بَالْمُورِ دُنْیَا کُمُ ﴾ تم اینے دنیا کے کام کوڑیادہ جائے ہو۔ تم اینے دنیا کے کام کوڑیادہ جائے ہو۔ تمیری روایت کے الفاظ ہیں۔

﴿ فَانَنِي انْسَا طَنْتَ طَنْافَلَا تُوَّاحَذُونِي بالظن ولكن اذا حدثتكم عن الله شيئا فنحذوا به فانى لن اكذب على الله عزو حل﴾ میں نے ایک گمان ساكیا تھا' گمان پر مجھكونہ پکڑؤ ہاں جب خداكی طرف ہے كوئی بات كبول تواس كولؤ كرمي خدا پر جموث نہ كبول گا۔

ا بیتنوں روایتیں سیجے مسلم باب و جوب اقتال ما قالہ شرعادون ماذکرو کھی من معائش الدنیاعلی سبیل الرائی ج ۲ ص ۳۰۵مصر میں جی س ۲۴ مطبع کراچی۔

تے ان کے بدلنے پر حفزت عمر اور دو مرس صحابہ نے کیا کیا ور تبیں لگایا گرآ تخضرت کے الفات نہ فر مایا اور آخر مستقبل نے بتادیا کہ بم نبوت سراسر صحیح تھی۔ ای طرح غزوہ احد جیسے نازک موقع پر عبداللہ بن ابی کا تمین سوآ دمیوں کے ساتھ پھر جانا گوارا کیا گرمدینہ بہ بہرجا کرصف آ راہونے ہے باز نہآ ئے اور پھر مستقبل نے مصلحت الٰہی کے راز کوفاش کیا۔

ایک اونی سا تا مل عقلی حیثیت ہے بھی بیراز بتا دے گا کہ دینا میں ہرصا حب فن کی ایک نہیں دو عقلیں ہوتی بیں۔ ایک اس تعداداس کے اعدر کھی جاتی ہوا وی پھر تعلیم و تربیت مشق اور کھڑے میل ہوتی بیں۔ ایک اس فون کی استعداداس کے اعدر رکھی جاتی ہوا تی کوایک نظر میں معلوم کر لیتی ہو اور اس کے بلنداور پختہ ہوجاتی ہوئی تغیر کو مال فن کے بڑے بڑے میتی اور مشکل وقائق کوایک نظر میں معلوم کر لیتی ہوا وراس کے بلنداور پختہ ہوجاتی ہوئی تغیر کی میارت اور ہندساور انجیئر کھی کی صناعی میں غیر معمولی عام انسانوں بی کی طرح معمولی ہوتی ہے۔ ایک محقول جو نی بیاری کی طرح معمولی ہوتی ہوا ہے نے زور قبر سے افلامکن ہوتی ہوئی تغیر کے فن میں ایک معمولی مزدور ہے بھی کہ درجہ ہو۔ ایک فلسفی جوا ہے نے زور قبر سے افلاطون وارسطوکی غلطیاں نکالنا ہے وہ تغیر کے فن میں ایک معمولی مزدور ہے بھی زیادہ کم عقل ہو۔ بیروز مرد کی پیش آ نے والی مثالیس ہیں۔ اس طرح وہ ہرگزیدہ انسان جوروجانیت کے اسراز معرفت ربانی کے حقائق برز کر گفس کے رموز ، اخلاق و معاشرت کے اس اور حقق ق وشریعت کے مسائل میں حقیقہ رس فیر میں ہو بلکہ بالکل شہو۔

آ داب اور حقوق وشریعت کے مسائل میں دیتھ رس فیر اور محتد دان عقل رکھتا ہواس کو تغیر وکا شکاری کے مسائل میں محمولی درک ہو بلکہ بالکل شہو۔

ای طرح انبیاء پلیم السلام اموردین وشریعت پیس وی اور ملکہ بوت ہے جو پچھ فرماتے ہیں وہ بین مصلحت ، بین حکمت ، خطا اور فلطی سے سرتا پا مبرا اور پاک ہوتا ہے لیکن دوسرے امور مثلاً پہنے ' اوڑھنے ' کھانے پیغے ' رہنے سہنے ' سلطنت وسیاست ' نظم و نسق ' صلح و جنگ ' سامان و اسلح ، جنگ و سواری ' صنعت و حرفت ' طب و علاج و غیرہ و نیاوی امور کی نبعت کا صلحتیں بتا کر جز ئیات کی تفصیل ہے انہوں نے احر از فر ما یا اور کی قطعی فیصلہ کا مسلمانوں کو پابند نہیں کیا۔ پہنے اوڑھنے کے متعلق صرف تین با تیں فرما ئیں۔ پہلی مید کہ وہ اباس اور طرز لباس نداختیار کیا جائے جس سے سر عورت نہ ہو دوسری سے کہ مرد وہ لباس اختیار نہ ہو ہوروں کے لئے زیبا ہے ' نہور بیں وہ لباس اختیار کریں جومردوں کے لئے مناسب ہے تیسری بات میہ ہو کہ دولیاس پندیدہ نہیں جس سے غرور وخو ت نمایاں ہو ، کھانے پینے میں چند حرام چیز وں کے سواکس کی ممانعت نہیں ' نظم و نسق اور نظام حکومت و سلطنت میں چند کلی اصول تعلیم فرمائے ' شہنشا پا نداور جا برانہ حکومت ند ہولوگوں میں مساوات ہوا ور ای اس اختیار کیا ہے مصورہ وہ وہ وعلی بدا القیاس۔

الغرض یمی وہ امور ہیں جن میں زمانداور تدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ تعقیر وا نقلاب ہوتا ہے اس لئے ان کو ہمیشہ کے لئے محدود کردینامصلحتِ الٰہی کے خلاف تھا۔

## ملكه أنبوت ياعقل نبوت كاشر عي شوت:

گذشتہ مباحث سے بیامرواضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ میں علم وفہم کے تین ذریعے ہیں۔وی ملکہ 'نبوت اور عام عقل بشری۔ان میں سے اول وآخر کے ثبوت کے لئے اب کسی استدلال کی ضرورت نہیں کہ اول تو یہ مسلمات سے ہیں' اور دوسرے او پر کی تشریحات میں مستقل طور ہے ان پر بحثیں ہو چکی ہیں 'لیکن اب تک ہم نے دوسری چیز بعنی ملکہ نبوت کے لئے کوئی شری ولیل پیش نہیں کی۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات بیہ بنی ہے کہ جن علاء نے اس کی حقیقت ظاہر کی ہے انہوں نے اپنے اپنے اپنی اس کے لئے الگ الگ اصطلاحیں قائم کی ہیں گرمفہوم ومعنی کے کاظے وہ دراصل ایک ہیں۔ سلف وصالحین میں ہے بعض نے اس کوالقاء فی الروع (دل میں ڈالنا) نبی کی حکمت قلبیہ، تو فیق از لی اور قوت تبیین ہے تبییر کیا ہے لیا امام غزالی وامام رازی اور دوسرے متعکمین نے اس کو ملکہ نبوت سے ادا کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور علی ہے اس کو ملکہ نبوت سے ادا کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور علی ہے اصول نے اس کو' تی فیبرانہ قوت اجتہاد'' کہا ہے اور صوفیہ کی عام پسندا صطلاح میں اس کو علم لدنی کہا جا تا ہے' مگر ان سب کے معنی تقریباً ایک ہی ہیں یعنی نبی کے اندر وہ پی فیبرانہ عقلی قوت جو بشری عقل سے فوق ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ وہ تی کی تشریخ امراد شریعت کا بیان اور دقائق حکمت کی اپنی زبان سے قوشے کرتا ہے۔

ا نبیائے کرام کے ان ربانی انعامات کی فہرست پڑھے ،جن کا تذکرہ قرآن نے جا بجا کیا ہے تو وہی کی مخصوص نعت کے بعد فہرست انعامات میں جو چیز نظرآئے گی وہ ''علم نبوت' ہے جس کو کہیں ذکر (یادواشت) ، کہیں حکم رخت و باطل میں تمیز کا ملکہ) ، کہیں حکمت (وانائی) ، کہیں شرح صدر (سینہ کا کھول دینا) ، کہیں تفہیم (سوجھ بوجھ دینا) ، کہیں تعلیم (سکھا دینا) ، کہیں اراءت (وکھا دینا سوجھا دینا) کہا گیا ہے ۔ ان سب مختلف الفاظ کا مفہوم وحی سے بیچے اور عقل بشری سے او پر عقل نبوی کے سوا اور کیا ہے؟ ان سے مراووجی تو اس لئے نہیں کہان کا ذکر وحی سے الگ ہوتا ہے اور عقل بشری اس کے نبیں کہان کا ذکر وحی سے الگ ہوتا ہے اور عقل بشری اس کے نبیں کہان کو پچھ نہ پچھ کی ہے ۔ اس بناء پر اس سے مراوعقل بوری اور عقل برانسان کو پچھ نہ پچھ کی ہے ۔ اس بناء پر اس سے مراوعقل نبوی اور عکمت نبوی کے سوا اور پچھ نبیں ہوسکتا۔

#### حکمت:

انبیاء پیم السلام کواللہ تعالیٰ کی طرف ہے جو تعیش عطا ہوتی ہیں ان میں ایک خاص تعمت کا ذکر قرآن پاک میں باربار آتا ہے اور وہ حکمت ہے۔ آلی ایرائیم پر اللہ تعالیٰ نے جواحسانات کے ان کا ذکر وہ ان الفاظ میں فرما تا ہے:

(۱) ﴿ فَقَدُ النَّهُ اللّٰ اللّٰ اِبْرَاهِیْم الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَةَ وَ النَّهُمْ مُلْکًا عَظِیمًا ﴾ (ناء)

تو بے جہہ ہم نے ایرائیم کی اولا دکو کتاب اور حکمت دی اور ان کو یوی سلطنت پختی۔

حضرت القمان کی نسبت ہے۔

اور یقینا ہم نے لقمان کو نسبت ہے۔

اور یقینا ہم نے لقمان کو قملت دی۔

حضرت داؤڈ کی شان میں ہے۔

حضرت داؤڈ کی شان میں ہے۔

اور یقینا ہم نے داؤڈ کی شان میں ہے۔

اور ہم نے داؤڈ کی سلطنت مضبوط کی اور اس کو حکمت و فیصل الْنِحِطَابِ ﴾ (س۔ ۲)

اور ہم نے داؤڈ کی سلطنت مضبوط کی اور اس کو حکمت اور قول فیصل عطاکیا۔

اور ہم نے داؤڈ کی سلطنت مضبوط کی اور اس کو حکمت اور قول فیصل عطاکیا۔

- (٣) ﴿ وَفَتَلَ دَاوُدَ جَالُونَ وَانْهُ اللّٰهُ الْمُلُكَ وَالْحِكُمْةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ﴾ (بقره) اورداؤدنے جالوت کومارا اورخدانے داؤدکوسلطنت اور حکمت بخش اور جوجا بتا ہے اس میں سے پچھ سکھایا۔ حضرت عیلی فرماتے ہیں۔
- (۵) ﴿ فَدُ حِنْتُكُمُ بِالْحِكْمَةِ وَلِأَبَيْنَ لَكُمُ بَعُضَ الَّذِي تَحْتَلِفُونَ فِيهِ ﴾ (زفرف) مِن تمهارے پاس حکمت لے کرآ یا ہوں تا کہ جن باتوں مِن تم باہم اختلاف رکھتے ہو کچھ باتمی ان میں سے کھول دوں۔

خوداللەنغالى حضرت ئىينى براپنااحسان جما تا ہے تو فرما تا ہے۔ مىلا ئىرنى ئارمىن اس

(٢) ﴿ وَإِذْ عَلَّمُتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْحِيْلَ ﴾ (مائده ) اوريادكرجب من نے تھاكوكتاب اور حكت اور توراة اور انجل كى تعليم دى۔

عام انبیاء کے متعلق ہے۔

(٤) ﴿ وَإِذْ آخَذُ اللَّهُ مِينُاقَ النَّبِينَ لَمَا اتَّيْتُكُمُ مِّنُ كِتَابٍ وَّحِكُمَةٍ ﴾ (آل الران)

اور جب اللہ نے نبیول سے وعدہ لیا کہ جو میں تم کوکوئی کتاب اورکوئی حکمت دوں۔

حفرت ابراہیم نے آنخضرت علی کے ظہور کی بیدعا ما تکی تھی۔

(٨) ﴿ رَبَّنَا وَابْعَثُ فِيهِمُ رَسُولًا مِنْهُمُ يَتُلُوا عَلَيْهِمُ البِتَكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتْبَ وَالْحِكْمَةُ وَيُورِكُمُ الْحِكْمَةُ وَيُورِكُمُ الْحِكْمَةُ وَيُورِكُمُ الْحِكْمَةُ وَيُورِكُمُ اللَّهِ عَلَيْهِمُ البّرهِ)
 وَيُرَكِيُهِمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيمُ ﴾ (بقره)

ہارے پروردگار!اوران میں انہی میں ہے ایک رسول بھیج 'جوان کو تیری آبیتیں سنائے اوران کو کتاب اور حکمت سکھائے اوران کوسنوارے۔بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

الله تعالیٰ نے ان کی سادعا قبول فر مائی۔

(٩) ﴿ كَمَا آرُسَلُمَا فِيُكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتُلُوا عَلَيْكُم ايْتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتْبَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمُ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴾ (جره)

جس طرح ہم نے تم میں ایک رسول بھیجاد ہتم کو ہماری آیتیں سنا تا اور تم کوسنوار تا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھا تا ہے اور دو سکھا تا ہے جوتم نہیں جانتے تھے۔

اس دعائے ابراہیمی کے مطابق آنخضرت ﷺ کےظہور کا احسان اللہ تعالی نے سورہُ آل عمران میں ہم پر۔ ظاہر فرمایا ہے۔

(1) ﴿ لَفَدَ مَنَ اللّٰهُ عَلَى الْمُوْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنُ أَنْفُسِهِمْ يَتُلُوا عَلَيْهِمُ ايِبَهِ وَيُزَكِيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْجَتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبُلُ لَفِي ضَلَلٍ مَّبِينٍ ﴾ (آلعران) يقيناً الله في ايمان والول يراحيان كيا كمان مين انجي من سايك رسول بعيجا جوان كواس كي آيتي بره كريناتا باوران كوسنوارتا مهاوران كوكتاب اور حكمت كها تا مها أرجهوه اس سي بملي كل كراي من تقد

سيرت النبي

(1.r)

الله تعالى نے اپنا يمي احسان انہيں الفاظ ميں سور وَ جعد ميں و ہرايا ہے۔

(١١) ﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمِّيِيِّنَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتُلُوا عَلَيْهِمُ ايْتِهِ وَيُزَكِيُهِمُ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتْبُ وَالْحِكْمَةَ مَا وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبُلُ لَفِي ضَللٍ مُبِيْنٍ ﴾ (بحه)

وہی اللہ جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں ہے ایک رسول جمیجا' جوان کو اللہ کی آینیں سنا تا ہے اور ان کو پاک و صاف کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھا تا ہے اور و واس ہے پہلے کھلی تمراہی میں تھے۔

خودآ تخضرت عظم كوخطاب كركا بنايدا حمان ان يرظا برفر مايا --

(١٢) ﴿ وَلَوُلَا فَضُلُ اللّهِ عَلَيْكَ وَرَحُمَتُهُ لَهَمَّتُ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمُ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ مِ وَآنْزَلَ اللّهُ عَلَيْكَ الْكَثْبَ وَالْحِكْمَة وَعَلَّمَكَ مَالَمُ تَكُنُ تَعْلَمُ مِ وَكَانَ فَضُلُ اللّهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾ (الله عَلَيْمًا)

اورا گرخدا کافضل وکرم بچھ پرنہ ہوتا تو ان میں ہے ایک جماعت اراد و کرچکی تھی کہ دو تچھے گمراہ کردے اور وہ گمراہ نہیں کرتے لیکن اپنے آپ کو اور تچھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا نے تچھ پر کتاب اور حکمت اتاری اور تچھ کو وہ سکھایا جو تو نہیں جانیا تھا' اور تچھ پرخدا کا بڑافضل تھا۔

آ تخضرت الله عنطاب ٢-

(١٣) ﴿ ذَلِكَ مِمَّا أَوُ خَى الْكِكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ﴾ (اسرائل) بدده بجوخدان عَمَّت كى باتول مِن سيتم پروتى كى بـ

عام ملمانوں سے ارشاد ہے:

(١٣) ﴿ وَاذْكُرُوا نِعُمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا آنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتْبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمُ بِهِ﴾ (بَرْهِ)

اوراللہ کا جواحسان تم پر ہےاوراس نے تم پر جو کتاب اور حکمت اتاری ہے ان کو یا وکر و، خداتم کواس سے سمجھا تا ہے۔ خاص طور سے از واج مطہرات کو خطاب ہے۔

> (10) ﴿ وَاذْ كُرُنُ مَا يُتُلَى فِي أَيُونِكُنَّ مِنُ ايْتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾ (احزاب، ٢٠) اورتهارے كروں ميں الله كى جوآيتيں اور حكمت كى جو باتيں سنائى جاتى بين ان كو يادر كھو بي تعمت حسب استعداد عام مسلمانوں كو بھى طاكرتى ہے۔

(١٤) ﴿ أَدُعُ إِلَى سَبِيُلٍ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلُهُمْ بِالَّتِي هِيَ آحْسَنُ ﴾ (مل ١٢٥) ا پنے پروردگار کے راستہ کی طرف ' تو حکمت اور اچھی نفیجت کے ذریعیہ سے بلا' اور ان سے عمدہ طریقہ سے مناظرہ کر۔

ا یک جگہ قیامت اور عبرت کے واقعات پر حکمت کا اطلاق ہوا ہے۔

(١٨) ﴿ وَلَقَدُ جَاءَ هُمُ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزُدَجَرُه حِكْمَةً إِلِغَةً فَمَا تُغُنِ النَّذُرُ ﴾ (تر ٥-١) اوران كواسخ احوال جعن من دان موكق ب ين عن على المران كواسخ احوال جعن من دان موكق ب ين عن على المران كواسخ احوال جعن من دان موكق ب ين عن على الموثر حكمت قوان كودر سنان والي فائد وليس بين الحقايدة المائدة المناس من المناس المنا

اوپر کی سطروں میں وہ تمام آیتیں لکھ دی گئیں ہیں جن میں حکمت کا لفظ آتا ہے۔ ان آیتوں میں حکمت کا لفظ کہیں تنہا آیا ہے اور کہیں اسک نے بعد آیا ہے۔ کتاب کے دومعنی قرآن میں آئے ہیں، ایک ''صحف ربانی ''کے معنی میں بیسے وہ لو لا بحث بٹ ورد وسر نے وشتہ کہی اور علم البی کے معنی میں بیسے وہ لو لا بحث بٹ وسن الله مسبق کی ''اگر خدا کا فوشتہ یاعلم پہلے نہ ہوتا''ان سابقہ آیتوں میں کتاب سے قوبے ہے۔ آسانی کتاب اور صحفہ ربانی' یایوں کہو کہ وہ سے کتاب مراد ہے بیسے قورات وقر آن وغیرہ مراد ہے لیکن' حکمت کے لغوی معنی تو دانائی مراد ہے بیسے قورات وقر آن وغیرہ مراد ہے لیکن' حکمت' کا مفہوم ان آیتوں میں کیا ہے؟ حکمت کے لغوی معنی تو دانائی کی بات اور کام کے ہیں' حکمر میں اس سے مقصود کیا ہے اس شخفین کے لئے ضرورت ہے کہ منتد اہل لغت اور ماہرین قر آن کے اقوال نقل کر کے تیمرہ کیا جائے اور سب سے قدیم لغت نویس این در بدالتونی اس سے ہوئی کتاب جمہر اللغة میں '' کے حسب ذیل معنی لکھتا ہے۔

﴿ فَكُلَ كُلِمَةً وَ عَظِيْكَ اوزِحرِتَكَ اودعتك الى مكرمة اونهتكَ من قبيح فهي حكمة وحكم ﴾ (طدام ١٨٦ص ١٨٦ ـحيرة باد)

ہردہ بات جو تجھ کو سمجھائے یا تجھ کو حبیہ کرے یا کسی انچھی خصلت کی طرف بلائے یا کسی بری چیزے رو کے وہ حکمت اور حکم ہے۔

لغت كاامام جو برى إلى صحاح اللغة مي لكعتاب\_

﴿ الحكمة من العلم والحكيم العالم و صاحب الحكمة والحكيم المتقن للامور﴾(طِد٣ص٤٤ امر)

عكمت يعنى علم اور حكيم يعنى عالم اور حكمت والااور حكيم كاموں كوخو بي سے كرنے والا\_

عربی لغت کی مبسوط و متند کتاب لسان العرب میں ہے۔

﴿ و الحكمة عبارة عن معرفة افضل الاشياء بافضل العلوم ﴾ (ج١٥٥،٠٠٠مر)

اور حکت بہترین چیز کو بہترین علم کے ذریعہ سے جانے کو کہتے ہیں۔

لغت قرآن كيمشهورامام راغب اصغباني مفروات القرآن ميس كتيت بير-

و الحكمة اصابة الحق بالعلم والعقل فالحكمة من الله تعالى معرفة الاشهاء ايجادها على غاية الاحكام من الانسان معرفة الموجودات و فعل الخيرات (١٢٦٠مم) على غاية الاحكام من الانسان معرفة الموجودات و فعل الخيرات (١٢٦٠مم) اورحكمت علم اورعقل على يجارة المرحج بات كوجانتا عن الله تعالى كاعمت عزول كاجانتا اوران كو بكمال خو في بيداكرنا

ہادرانسان کی حکمت موجودات کوجانتاادراچھی باتوں کا کرنا ہے۔

یق عربی لغت کے اماموں کی تصریحات تھیں، اب ان بزرگوں کے اقوال پرغور کرنا چاہئے جوز بان دانی کے ساتھ قر آن اور شریعت کے استدلالات اور محاوروں ہے بھی کامل طور ہے آگاہ تھے۔ ابن حیان اندلس نے اپنی تفسیر بحر المحیط میں ان کے اکثر اقوال کو یکجا کردیا ہے۔ لے

(۱) ﴿ قال مالك و ابورزين الحكمة الفقه في الدين والفهم الذي هو سجية و نور من الله تعالى ﴾

امام ما لک اور ایورزین کا قول: حکمت دین میں مجھاور اس فہم کو کہتے ہیں جوایک فطری ملکہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ٹور ہے۔

> (۲) ﴿ وقال محاهد الحكمة فهم القران ﴾ الجابد كاقول: عكمت يعن قرآن كافهم .

(٣) ﴿ وقال مقاتل العلم والعمل به لا يكون الرحل حكيما حتى يحمعها ﴾ مقاتل كاقول: حكمت العلم والعمل به لا يكون الرحل حكيما حتى يحمعها ﴾ مقاتل كاقول: حكمت علم اورعلم كرمطايق عمل كوكيت بين -كي فخص كوكيم اس وقت تك نبيس كهاجا تا جب تك ووعلم و عمل دونو ل كاجامع ندجو-

(٣) ﴿ وقيل الحكم والقضاء﴾ بعضولكا قول: حكمت فيعلد كرنا بــ

(۵) ﴿ و قبل مالا يعلم الامن جهة الرسول ﴾
 كى كاقول: حكمت وه ب جورسول كيسواكى اورة رايد ب معلوم نه بو كيـــ

 (۲) ﴿ وقال ابوجعفر محمد بن يعقوب: كل صواب من القول ورث فعلًا صحيحاً فهو حكمة ﴾

ابوجعفر کا قول: ہروہ سجے بات جو سجے عمل پیدا کرے حکمت ہے۔

(2) ﴿ وقيل وضع الاشياء مواضعها ﴾ كى كاقول: چيزول كواچى اچى جگدر كھنا حكمت ہے۔

(۸)﴿ وقیل کل قول و حب فعله ﴾ ایک اور مخض کا قول: ہردہ بات جس کا کرنا ضروری ہو۔

امام ابن جربرطبری نے اپن تغییر میں حسب ذیل اقوال لکھے ہیں۔:

(1) ﴿ قال (مالك) : المعرفة بالدين والفقه في الدين و الاتباع له ﴾ ما لك كاتول: و ين كى معرفت اوروين من مجهاوراس كى پيروى حكمت ب\_\_

(٢) ﴿ قال ابن زيد : الحكمة المدين الذي لا يعرفونه الابه على يعلمهم اياها قال

زيرايت والعث فيهم وشولا منهم الاية جام ٢٩٢مطور معاوت معر

والحكمة العقل في الدين وقرء ومَنُ يُؤْتَ الْحِكُمَةَ فَقَدُ أُوْتِي حَيْرًا كَثِيْرًا وقال يُعيسى وَيُعَلِّمُهُ الْكِثْبَ وَالْحِكُمة وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْحِيلَ و قرء ابن زيد وّاتُلُ عَلَيْهِمُ نَبّاءَ الَّذِي اتَيْنَهُ الْتِنَا فَانُسَلَخَ مِنْهَا قال لم ينتقع بالايات حين لم تكن معها حكمة قال والحكمة شيء يحعله الله في قلب نورله به ﴾

ابن زیدکا قول: حکمت دین کا ده حصر به جوصرف رسول معلوم بوتا ب، وبی اس کوسکھا تا ب نیز انہیں کا قول به کہ حکمت دی گئی اس کو بڑی دولت دی گئی اور خدا نے حضرت عینی کو کھمت دی گئی اس کو بڑی دولت دی گئی اور خدا نے حضرت عینی کو کہا کہ 'خدا ان کو کتاب اور حکمت اور تو را قاور انجیل سکھا تا ب 'ابن زید نے بیآ یت بھی پڑھی کہ ''ان کو اس کا حال سناؤجس کو میں نے اپنی آ بیتی دیں تو وہ ان سے الگ ہوگیا'' یعنی ان آ بیوں نے فع نہیں اٹھا یا کہ ان کو کا سام کہ تو اس کے پاس حکمت نہیں ۔ حکمت دہ چیز ہے جس کو اللہ تعالی بندہ کے قلب میں رکھتا ہے اور اس سے اس کوروشن کرتا ہے۔

(۳) حق فتادہ: و الحکمة ای السند کھ

قاده: عكمت يعنى سنت نبوي -

آخرمیں امام طبری اپنا فیصلہ سناتے ہیں۔

امام شافعی رحمة الله علیہ نے اپنی تصنیف کتاب الرسالہ میں قنادہ کے مسلک کو پند کیا ہے، لکھتے ہیں:

(۵) ﴿ وسمعت من ارضی من اهل العلم بالقران يقول الحکمة سنة رسول الله ﷺ ﴿ (٤٠٣) مِن نَوْرَ آن كَان اللَّ عَلَم عَنْ وَلَيْ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَنْ وَلَيْ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَنْ وَلَيْ اللَّهِ عَنْ وَلِيْ اللَّهِ عَنْ وَحَلَّ اللَّهِ عَنْ وَحَلَّ اللَّهِ عَنْ وَحَلَّ ﴾ (١٥٠٨)

(وسنة الحكمة التي في روعه عن اللّٰه عزوجل ﴾ (١٠٠٨)

اور آپ كى سنت دو حكمت ہے جو آپ كول میں خداكي طرف ہے والي گئے۔

آئمہ لغت اور علمائے قرآن کے ان تمام اقوال پرایک غائر نظر ڈالوتو معلوم ہوگا کہ بیکل کے کل ایک ہی مفہوم کی مختصری اور ایک ہی حقیقت کی متعدد تغییریں ہیں۔ حکمت عقل وفہم کی اس کامل ترین حقیقت کا نام ہے جس سے صحیح وغلط صواب وخطا'حق و باطل اور خیروشر کے درمیان تمیز و فیصلہ بذر بعی غور وفکر' دلیل و بر ہان اور تجربہ واستقراء کے نہیں بلکہ منکشفا نہ طور سے ہوجا تا ہے اور ای کے مطابق اس صاحب حکمت کا تمل بھی ہوتا ہے۔

ہر فن کے واقف کاردومتم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ جو کسی فن کو با قاعدہ حاصل کرتے اس کی مثق کرتے اور اس میں مہارت اور کمال بہم پہنچاتے ہیں ، دوسرے وہ جواس فن کی فطری استعداد اور قابلیت رکھتے ہیں اور تجربہودلیل کے بغیر خودا پی فطری صلاحیت مسجح وجدان اورسلیم ذوق ہے اس فن کی کسی شے کود کیمنے کے ساتھ اس کے متعلق ججی تلی رائے د يت بي اور حرف حرف مي ديت بي ، اى كانام آپ صحب وجدان اور سلامت ذوق ركعت بين مشاعري انشاء پردازي اور دوسرے فنونِ لطیفہ میں اس کی مثالیں بکٹرت دیکھی اور تی جاتی ہیں۔ای طرح بعض لوگوں میں اشیاء کے حق و باطل اورا فعال کے خیروشر کی تمیز کا میچے وجدان اور سیجے ذوق ہوتا ہے۔وہ ان امور کے دقیق ہے دقیق مسئلہ کے متعلق اپنے ربانی ذوق و وجدان سے الی سیح رائے دیتے ہیں جودوسرے لوگ وسیع مطالعہ اورغور وفکر کے بعد بھی نہیں دے عکتے۔ یہی وہ معردنت اورنو رالہی ہے جوجدو جہداور سعی ومحنت سے نہیں بلکہ عطا و بخشش سے حاصل ہوتی ہے۔اورای کا نام'' حکمت'' ہے۔ دوسری زبانی استعدادول اور فطری بخششول کی طرح حکمت کا عطیه بھی سب کو یکسال نہیں ماتا بلکه حسب استعداد معمولی حکمت سے لے کراعلیٰ ترین اور کامل ترین حکمت تک عطا ہوتی ہے۔اس کے مختلف در ہے اور مرجے عام انسانوں کول کتے ہیں اور ملتے ہیں لیکن اس کا علیٰ ترین اور کامل ترین درجداور مرتبصرف انبیاء میہم السلام کوملتا ہے۔ تكريه نكته يادر كهنا جائة كه جس طرح اس رباني عطيهُ آساني فهم وي عقل اورنوراني قوت ير" محكت" كا اطلاق ہوتا ہے ای طرح اس قوت حکمت کے آٹارونتائج اوراس کی تعلیمات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت جس میں حضرت لقمان کو حکمت دیتے جانے کا بیان ہاس کے بعد اس حکمت لقمانی کی حسب ذیل تعلیمات کا ذکر بھی کیا گیا ہے'اللہ کاشکرادا کرنا'شرک کی ممانعت' والدین کی خدمت' اچھوں کی پیروی، خدا کا ہمہ کیرعلم' نماز کاعکم' صبر' فخر و غرور کی ممانعت ٔ میاندروی اور آ سته بولنا۔ای طرح تیر ہویں آیت میں حکمت محمدی کی حسب ذیل تعلیمات کی تعصیل بھی کی گئی ہے۔ شرک کی ممانعت والدین کے ساتھ احسان قرابت داروں اور ہے کسوں سے نیک سلوک اسراف کی برائی نری کی بات کرنا'میاندروی'اولاد کے قتل کی ندمت' کسی کی جان نہ لینا' مقتول کا بدلہ لینا' بیٹیم کے ساتھ اچھا برتاؤ' عہد پورا کرنا' ناپ تول ٹھیک رکھنا' بے جانی چیز کی پیروی نہ کرنا' فخر وغرور کی غدمت وغیرہ۔ان تمام باتوں کو بیان فر ما کرانلہ کہتا ہے۔

﴿ ذَلِكَ مِمَّ أَوُ لَنِي الْيَكَ رَبُكَ مِنَ الْحِكُمَةِ ﴾ (اسراء) يه بين حكمت كي ويعض بالله جوخدائ تحديد وي كي بين -

حکمت کی ان بعض باتوں کی تفصیل ہے انداز وہوتا ہے کہ حکمت کے مظاہراور نتائج کس متم کی ہاتیں ہوتی ہیں ہوتی ہیں ہوتی ہیں جن کی عالم کیرصدافت اور بچائی کوخود فطرت انسانی اور حس اخلاقی تسلیم کرتی ہے اور بہی سبب کہ تیسری اور چوشی آیت میں انجیل پر ہوا ہے کہ ان میں ای تیم کی دلآ ویز نصحتوں اور عالمگیر صدافتوں کی تعلیم ہے اور خود قرآن پاک نے بھی اپنی صفت '' حکمت والاقرآن' ظاہر کی کی دلآ ویز نصحتوں اور عالمگیر صدافتوں کی تعلیم ہے اور خود قرآن پاک نے بھی اپنی صفت '' حکمت والاقرآن' ظاہر کی ہے ہو بلک ایٹ البحکی ہے (آل عران) ہو القران البحکی ہے (البحران) ہو الفران البحکی ہے کہ البحد کی بھی واضح ہوتا ہے کہ حکمت کی بعض اہم تعلیموں اور باتوں کو وی البی خود اپنے اندر بھی شامل کر کے ان کوآ پ مقطر بنادیتی ہے۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حکمت کی بعض اہم تعلیموں اور باتوں کو وی البی خود اپنے اندر بھی شامل کر کے ان کوآ پ مقطر بنادیتی ہے۔ یہ چیز انبیاء کو کتاب البی کے ساتھ عام طور پر کمتی ہے فرمایا:

﴿ وَإِذْ اَنَحَذَ اللَّهُ مِينَاقَ النَّبِينَ لَمَا اتَّدُتُكُمْ مِنْ كِتَبٍ وَّحِكُمَةٍ ﴾ (آل مران-9) اورياد كروجب خدان في في مران عهدايا كوالبته جومن تم كوكتاب اور حكمت وول -

بہرحال بیر حملت کی توت انبیاء علیہم السلام گو بدرجه اٹم حاصل تھی اورائ کا بھیجہ تھا کہ ان کی ہریات دانائی اوران کا ہرکام دانش مندی پر مبنی ہوتا تھا اور چونکہ بیقوت ان کو حاصل تھی تو اس لئے اس کے آٹاراور نتائج بھی اقوال وائلال کی صورت میں ظاہر ہوئے اور جن کا بیصرف اقرار واعتراف بلکہ ان پڑمل بھی نبوت کی تصدیق میں داخل ہوا۔ پندر ہویں آیت میں ہے:

﴿ وَاذْ كُوْنَ مَا يُتُلَى فِي بُيُونِهِ مُنَّ ابْتِ اللَّهِ وَالْحِكُمَةِ ﴾ (اوراے محدرسول اللہ کی بیو بو!) تمہارے کھروں میں خدا کی جوآ یتیں اور حکمت کی یا تیں سائی جاتی ہیں'ان کو یا و رکھو۔

محدرسول الله وقط کی از واج مطہرات کوآیات اللی کے علاوہ کس حکمت کے یا در کھنے کا حکم دیا گیا' ظاہر ہے کہ وہ خودمحدرسول الله وقط کی حکمت و دانائی کی وہ باتیں تھیں۔اب اگروہ باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں تو ان کے لئے ان کا یا در کھنا کیوں ضروری قرار دیا جاتا۔ای طرح آٹھویں' نویں' دسویں اور گیار ہویں آیت میں آٹھنرت میں ہے۔

﴿ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتْبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (جعد) ووصلمانون كوكتاب اورحكمت كاتعليم ويتابد

محدرسول الله والمحلمة كاب كے بعد كس حكمت كى تعليم ديتے تھے؟ ظاہر ہے كہ خودا بني حكمت كى توجس حكمت كى وہ تعليم ديتے تھے؟ ظاہر ہے كہ خودا بني حكمت كى توجس حكمت كى وہ تعليم ديتے تھے وہ خودان كے اندر بھى تھى كہ جو چيزان كے پاس نہھى وہ دوسروں كوكيا بخش سكتے تھے تو جب يہ توت آپ كى وہ تو باس تھى تو اس كے آثار دنتائج بھى اقوال وافعال كى صورت ميں نماياں ہوں گے ہے بن كى آپ تعليم فرماتے تھے اورا ہے ان امور حكمت كى تعليم ہے آپ كا مقدر بھى يہى ہوسكتا تھا كہ مسلمان ان پر عمل كريں۔

پانچویں آیت میں ہے کہ حضرت عیشی فرماتے ہیں۔

﴿ قَدُ حِنْتُكُمُ بِالْحِكُمُةِ وَلِابَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيُهِ ﴾

میں تبہارے پاس حکمت لے کرآیا ہوں تاکہ جن باتوں میں تم باہم اختلاف رکھتے ہو پچھے باتیں ان میں سے کھول دوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکمت کا ایک فریعنہ تبیین بھی ہے بعنی کسی مجمل ذومعنیین اور مختلف فیہ مسئلہ کی تشریح و تفصیل جس سے وہ اجمال اور اختلاف جاتا رہے اور اصل مقصود کی تشریح ہوجائے۔ چنانچے حضرت عیسی نے تو رات کے بعض احکام کی جن میں یہود مختلف الرائے تتے تفصیل فرمائی اور ان کی غلطی دور کی۔ بار ہویں آیت میں ہے۔

﴿ وَلَوُلَا فَضُلُ اللّهِ عَلَيُكَ وَرَحُمَتُهُ لَهَمَّتُ طَّآفِفَةٌ مِنْهُمُ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا اللهُ عَلَيْكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا اللهُ عَلَيْكَ الْكِتْبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمُ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتْبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمُ تَكُنُ تَعْلَمُ دَوَكَانَ فَضُلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴾ (ناء)

اورا گرخدا کافضل وکرم بھے پرنہ ہوتا تو ان میں ہے ایک گروہ نے چاہا تھا کہ بھے کو گمراہ کرلے اور وہ گمراہ نہیں کرتے لیکن اپنے آپ کؤ اور کھنے ذرا سابھی نقصان نہیں پہنچا کیں گے۔اللہ نے تھے پر کتاب اور حکمت أتاری اور تھے کو سکھا یا جوتو نہیں جانتا تھا اوراللہ کافضل تھے پر بڑا ہے۔

ان آیوں میں بیان ہے کہ منافقین کا ایک گروہ آپ کو غلط رائے دے کر بہکا نا چا ہتا تھا، مگر اللہ تعالی فرما تا ہے

کہ ان کی بیچال کارگر نہ ہوئی اور وہ بچھ کو بہکا نہ سکے ،اس کی وجہ بیتھی کہ اللہ کا تجھ پر فضل وکرم ہے اور وہ فضل وکرم بیہ ہے

کہ اس نے بچھ پر کتا ہا اور حکمت اتاری ،اور تجھے وہ علم بخشا جو پہلے نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مگر اہی سے آپ کی بیہ
حفاظت خطاب سے بیعصمت اور علم کی بی بخشش آپ کو کتاب اور حکمت دونوں کے ملنے کے سبب سے حاصل ہوئی ہے۔

الغرض اس حفاظت وعصمت کے حصول میں کتاب الی کے ساتھ حکمت ربانی کے انعام کو بھی دخل کا مل ہے۔

الغرض اس حفاظت وعصمت کے حصول میں کتاب الی کے ساتھ حکمت ربانی کے انعام کو بھی دخل کا مل ہے۔

د تو وہ نبوی حکمت تھی جس کا سرچشہ صرف مین نہوت تھا۔ لیکن یہ فیض حسب استعداد پیغیبر کی اتاع میں ۔ تو وہ نبوی حکمت تھی جس کا سرچشہ صرف مین نہوت تھا۔ لیکن یہ فیض حسب استعداد پیغیبر کی اتاع میں

یہ تو وہ نبوی حکمت تھی جس کا سرچشمہ صرف سینۂ نبوت تھا۔ لیکن یہ فیض حسب استعداد پیغیبر کی اتباع میں دوسروں کو بھی ملتا ہے' جس کا بیاثر ہوتا ہے کہ وہ مچی اور سیح بات کو بہت آ سانی ہے سمجھ لیتے' قبول کر لیتے اور اس پڑمل کرتے ہیں۔

تبلغ اسلام كتين ذريعول حكمت موعظت اورخوش فلتى مناظر وكرنے مين سب ساول اى كوجگددى گئد ﴿ أَدُعُ اِلْسَى سَبِينُ لِ رَبِّكَ سِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ حَادِلُهُمْ بِالَّتِنَى هِنَ احْسَنُ ﴾ (مُن )

> توا پے رب کی طرف حکمت اورا چھی نفیحت کے ساتھ دعوت دے اوران سے مناظر ہ بطریق احسن کر۔ مجی صحیح اور صاف بات دل تک پہنچ جاتی ہے اور بہت جلدا پنااٹر دکھاتی ہے ،فر مایا:

> > ﴿ حِكْمَةُ ۖ بَالِغَةً ﴾ (تر)

دل تک پہنچ جانے والی حکمت ۔

یہ حکمت ہر نیکی کی جڑاور بھلائی کی اصل ہے پھراس سے بڑھ کردنیا میں اور کیا دولت ہو عتی ہے، اس لئے

﴿ وَمَنْ يُوْتَ الْحِكُمَةَ فَقَدُ أُوْتِنَى خَبُرًا كَثِيرًا ﴾ (بقره) جس كو حكمت دى گئي اس كويزى نيكي (دولت) دي گئي۔

اس سلسلہ میں دومشہوراورمتند عدیثوں کا حوالہ بھی مناسب ہے جس سے حکمت کی حقیقت واضح ہوگی اور کم از کم قرن اول میں اس لفظ کامغہوم ظاہر ہوگا۔ آنخضرت ﷺ نے وفد کے ایک خطیب کا بیان من کرفر مایا

﴿ إِنَّ مِنَ الشِّعُرِلَحِكُمَةٌ إِنَّ مِنَ الْبَيَّانِ لَسِحُرًّا ﴾

بعض شعر حكمت جين أوربعض تقريرين جادو موتى جين-

اس حدیث میں بعض اشعار کو حکمت اور بعض تقریر و بیان کو جادو کہا گیا ہے۔اس تقابل سے ظاہر ہے کہاس حکمت کا عربی مفہوم اس کے اردو حکمت کے مفہوم سے بلند تر ہے لیکن محرو جادو کے مافوق انسانی تصور کی طرح حکمت ے عربی مفہوم میں کوئی مافوق بشری تخیل ضروری ہے، ای ہے بھھ میں آسکتا ہے کہ عربی میں حکمت کے معنی عقل وقہم وغیرہ کے معمولی الفاظ ہے کوئی بلنداور غیر معمولی حقیقت ہے۔اردو میں اس حقیقت کی'' حکمت'' کے ساتھ لفظ الہامی بڑھا کرادا کیا جاسکتا ہے بعنی'' الہامی حکمت'' لے

# كتاب وحكمت كي تعليم:

اوپرکی جارآ بیوں ۸۔۹۔۱ ایم خفیف تغیر کے ساتھ حسب ذیل آیت ہے۔
﴿ یَتُلُوّا عَلَيْهِمُ الِیّهِ وَیُزَیِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ ﴾ (بعد)
﴿ وَرَسُولَ)ان (ان پڑھوں) کوخدا کی آیتی سنا تا اوران کوسنوار تا اوران کو کتاب اور حکمت سکھا تا ہے۔
ان آیوں میں آنخضرت ﷺ کے تین کا مول کا ذکر ہے۔

ا۔ خدا کی آینوں کو پڑھنا اور دوسروں کو سنانا۔ ۲۔ ان کوشرک اور بداخلاقی کی نجاستوں سے یاک وصاف کرنااور سنوارنا۔

۳۔ ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دینا۔

سوال یہ ہے کہ پہلی اور تیسری آیتیں ایک بی معنی رکھتی ہیں یا دو۔ اگرایک معنی رکھتی ہیں تو اس ہے سود تکرار کا کیا فائدہ؟ کیوں نہ دوسری جگہ بھی پیتلو الیعنی تلاوت بی کا لفظ رکھ دیا گیا' اور اگر دوالگ الگ معنی رکھتی ہیں' جیسا کہ ہرصا حب نظر بچھ سکتا ہے تو ان دونوں معنوں میں پچھ نہ پچھ فرق ضرور ہوگا۔ اگر رسول کا فرض کھن دی کی زبان سے تی ہوئی آیوں کو پڑھ کر دوسروں کو سنادینا ہے اور ای پراس کی تبلیغ کا فریعنہ ختم ہوجاتا ہے تو اس کا تیسر افرض الفاظ کی تلاوت ہے آگے بڑھ کر کہ کہ اس کی تعلیم کی تعلیم کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے؟ بالکل ظاہر ہے کہ تعلیم کا مفہوم تلاوت سے بہت پچھ زیادہ ہو صاحب بحد لفظ تعلیم تلاوت کے بعد آتا ہے۔ وہی کے الفاظ سنادینے سے تلاوت کا فرض ادا ہوجاتا ہے گر تعلیم کا فرض ہوز باتی رہ جا تا ہے۔ کتا ہی تعلیم کے معنی تلاوت کی طرح کتا ہے کہ الفاظ کا سنادینا پڑھا دینا اور دوسروں کو یاد کرادینا ہونیا تا ہے۔ کتا ہوئی کہ تعلیم کے بعد جو آپ کا پہلا کا م تھا اس کے مشکل مطالب کو صل کرنے 'جمل معنی کو سمجھانے اور نہیں بلکہ الفاظ تر آئی کی تلاوت کے بعد جو آپ کا پہلا کا م تھا اس کے مشکل مطالب کو صل کرنے 'جمل معنی کو سمجھانے اور نہیں بلکہ الفاظ تو آئی کی تلاوت کے بعد جو آپ کا پہلا کا م تھا اس کے مشکل مطالب کو صل کرنے 'جمل معنی کو سمجھانے اور نہیں بلکہ الفاظ تو آئی کی تلاوت کے بعد جو آپ کا پہلا کا م تھا اس کے مشکل مطالب کو صل کرنے 'جمل معنی کو سمجھانے اور

ا پی زبان اور عمل سے ان کی شرح و تفصیل کردینے کا نام''کتاب و حکمت کی تعلیم'' ہے اور بیآپ کا دوسرایا تیسرا فریفتر تھا اور یہی وہ تعلیم تھی جس کا ان آیتوں میں بار بار ذکر ہے۔ اب جب ان مطالب و معافی کی شرح و تفسیر بھی آپ کے فرائفل نبوت میں داخل تھی تو اس پیفیبرانہ شرح و تفصیل کی حیثیت بھی دینی ہوگی اور اس کی تعمیل بھی امت کے لئے ضروری ہوگی۔ آپ کی ای زبانی وعملی شرح و تفصیل کو صحاب اور تا بعین نے اپنی روایت وعمل ہے محفوظ رکھا اور وہ'' احادیث وسنن' کے نام سے موسوم ہے۔

اس تفصیل کے بعد" حکمت" کے ان معنوں پرایک نظر دوبارہ ڈال کیجے جوآئم لغت اور علمائے قرآن نے بیان کے بین تو آپ کو یقین آ جائے گا کہ وہ کل ایک ہی آئے ہی مختلف تعبیریں اور ایک ہی معنی کی متعدد تغییریں بیں آٹے بین تو آپ کو یقین آ جائے گا کہ وہ کل ایک ہی آئے ہی مختلف تعبیریں اور ایک ہی معنی کی متعدد تغییریں بین آٹے ضرت مختلف کے اقوال وافعال جن کے اصطلاحی نام احادیث وسنن بین کتاب اللی کی ملمی وزبانی تھر بھات ہیں۔ کتاب اللی وی ربانی کا نتیجہ ہوا دیث وسنن میں نور عام میں اللہ عزوجل کی (کتاب الرسال سی معمر)

و سنه الحجمه التي الفي في روعه عن الله عزو جل ( الباب اورآب كي منت و على الله عزو حل ( الباب اورآب كي منت و و علمت برق بي كقلب من خدا كي طرف حدا الله عن الله

اورائ مفہوم کو مجاہدا س طرح اواکرتے ہیں کہ السحد کسدہ فیسم النقران حکمت فہم آرآن کا نام ہے دوسری عبارت میں یوں کہوکہ قرآن کے معانی ومطالب کی تشریح حکمت ہے اوراس تشریح کا نام جورسول کے قول وعمل سے ادا ہوئی 'سنت ہے اوراس معنی کو امام مالک اورا بورزین اورا بن زید وغیرہ دوسری صدی کے علمائے قرآن ان عبارتوں میں ادا کرتے ہیں کہ' حکمت معرفت دین فقد وین اوراس دین علم کو کہتے ہیں جس کورسول نے بیان کیا اور حکمت اس نور کا نام بھی ہے جواللہ تعالی کسی قلب میں پیدا کر کے اس کومنور کردیتا ہے''

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اصل حکمت نبوی وہ نور نبوت اور الہای معرفت ہے جس کو اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ علی کے قلب وسید میں وہ بیت رکھا تھا اور چونکہ آ پ کے سنن واقوال آ پ کی ای وہ بیت شدہ حکمت نبوی کی پیدا وار اور آ ٹارونتا گئے ہیں اس لئے ان پر بھی حکمت کا اطلاق جائز ہے۔ اس تفصیل کے بعد ظاہر ہوگا کہ بعض اماموں اور عالموں نے حکمت کی تخریح میں اصل معنی کی طرف قوجہ کی ہے اور بعض نے ٹانوی معنی کو بیان کیا ہے اور دونوں جن پر ہیں۔

علم:

علم کے لغوی معنی جانے کے ہیں مگر ہرفن کے تعلق سے جانے کی نوعیت اور معلومات کی حیثیت مختلف ہوگی انبیاء' کے تعلق سے اس کا جب استعال ہوگا تو اس سے طبعًا مراد خدا کی تو حید' ذات وصفات' دین وشریعت کے احکام اور اخلاقی تغلیمات مراد ہوں گی۔ حضرت ابراہیم' تو حید پراستدلال کر کے اپنیاپ سے فرماتے ہیں۔

﴿ يِنَابَتِ إِنِّى قَدُ جَاءً نِنَى مِنَ الْعِلْمِ مَالَمُ يَأْتِكَ ﴾ (مريم ٢٠) اے ميرے باپ! ميرے پاس علم كاوه حصة يا ب جو تيرے پاس نبيس آيا۔ حضرت خضرے متعلق ہے:

﴿ وَعَلَّمُنهُ مِنْ لَدُنّا عِلْمًا ﴾ ( كهف-9) اورجم في الياس ساس كوعلم كهايا-

خدا کے پاس سے تو ہر چیز ہے گھرا پنے پاس سے علم سکھانے کا مفہوم کیا ہے؟ ہروہ شے جوانسان کی ذاتی محنت '
کوشش' جدو جہد وغیرہ معمولی ذرائع کے بغیر حاصل ہوتی ہے وہ منجا نب اللہ کہی جاتی ہے، ای طرح خدا کے پاس سے علم عطا ہونے کے معنی اس علم کے ملنے کے ہیں جوانسان کے طبعی ذرائع علم واستدلال اور تلاش و تحقیق کے بغیر خود بخو وعطا ہو' میں علم خدا داد ہے اوراس کے صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو علم لدنی (پاس والاعلم) کہتے ہیں۔

حفرت داؤداورسلیمان علیماالسلام کی نسبت ہے۔ ﴿ وَلَقَدُ اتَّیُنَا دَاوُدَ وَسُلَیُمُنَ عِلْمًا ﴾ (ممل ۲۰)

اوربے شک ہم نے داؤ داورسلیمان کوعلم دیا۔

حفزت یوسف کے آغاز نبوت کے موقع پرہے۔

﴿ وَكَذَالِكَ يَحْتَبِيلُكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأُويُلِ الْآحَادِيُثِ وَيُتِمَّ نِعُمَتَهُ عَلَيُكَ ﴾ (يسف) اوراى طرح تيرايروردگار تجھكونواز دے كا اور تجھكو باتوں كى حقيقت كى (تاويل) سكھائے كا اور تجھ پرا بنا انعام پورا كرے كا۔

ان آینوں میں اس علم کا ذکر نہیں جس کا منشاء وہی موقت ہے کیونکہ ان میں سیاق کلام سے علم کی میکبارگی دیئے جانے کا جانے کا ذکر ہے جو وہی موقت کی شان نہیں خصوصاً آخری آیت میں تو تاویل احادیث کاعلم بیک دفعہ دیئے جانے کی تقریح ہے ای لئے حضرت یوسف ایک خواب کی تعبیر بیان کر کے دوسرے موقع پر کہتے ہیں۔

﴿ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ﴾ (يسف-۵)

بدوہ ہے جومرے پروردگارنے مجھے مکھایا ہے۔

یہ کہیں بیان نہیں کیا گیاہے کہ خواب کی تعبیر کے وقت ان پر وحی آ کر حقیقت ہے ان کو مطلع کرتی تھی بلکہ خود ان کے اندر بیملمی قوت ہمیشہ کے لئے ودیعت کر دی گئی تھی۔ای قتم کا وہ علم ہے جس کی نسبت سے بعض انبیا ٹاکو بچپن ہی میں علیم (جانے والے) کا خطاب ملا۔

﴿ وَبَشِّرُوهُ بَغُلم عَلِيْمٍ ﴾ (زاريات-١)

اور فرشتوں نے اس کوایک بڑے صاحب علم فرزند کی خو شخری دی۔

﴿ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِعُلْمٍ عَلِيْمٍ ﴾ (جرس)

ہم تجھے ایک بڑے صاحب علم فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں۔

یہاں لفظ ملیم اختیار کیا گیا ہے عالم نہیں اور بیلفظ عالم سے زیادہ علم پر دلالت کرتا ہے۔ان آیٹوں سے ظاہر ہوا کہ دحی موفت جوگاہ گاہ آتی ہے اس کے علاوہ علم کا ایک دائمی عطیہ بھی نبی کی شان ہے۔ بہت سے انبیاء کے متعلق علم کے ساتھ تھم کا عطا ہونا بھی بیان ہوا ہے۔ تھم کے معنی لغت میں فیصلہ اور تق و باطل میں تمیز کرنے کے ہیں جس کا ترجمہ اردو میں سمجھ اور او جھ کے نتیجہ یعنی فیصلہ کر کتے ہیں۔ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں۔

﴿ والحكم بالشئي ان تقضى بالشيء بانه كذا اوليس كذا سواء الزمت ذلك

غيره اولم تلزمه كه (١٢٩ مم)

سمی شے پر حکم کرنا یہ فیصلہ کرنا ہے کہ بیالی شے ہے یا اسی نہیں ہے عام اس سے کہ اس فیصلہ کائم دوسرے کو پابند کر سکویا نہ کر سکو۔

عربي لغت كى مشهور كتاب لسان العرب مي ب-

و الحكم العلم والفقه والقضاء بالعدل م (عدا\_٢)

تلم کے معنی علم سمجھ اور منصفان فیصلہ کرنا ہے۔

ان انبیاء کیبیم السلام کوجن پر کسی کتاب کا نازل ہونا ثابت نہیں اس علم اور حکم کاعطا ہونا ثابت ہے۔ اس سے رید معلوم ہوا کہ وجی کتاب کےعلاوہ کسی اورعطیہ علم وحکم کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ حضرت یوسٹ کی شان میں ہے۔

﴿ وَلَمَّا بَلَغَ آشُدَّهُ آتَيُنهُ حُكُمًا وَّعِلْمًا ﴾ (يسف)

اور جب بوسف جوانی کی قوت کو پنجاتو ہم نے اس کو علم دیا۔

حفرت لوط محمتعلق ب:

﴿ وَلُوْطًا اتَّيْنَهُ حُكُمًا وَّعِلْمًا ﴾ (انباء)

اورلوط كوہم نے حكم اور علم ديا۔

حضرت داؤ واورسلیمان کے ذکر میں ہے:

﴿ فَفَهُّ مُنْهَا سُلِّيمَادٌ وَكُلًّا اتَّيْنَا حُكُمًا وِّعِلْمًا ﴾ (انبياء)

توہم نے سلیمان کووہ فیصلہ سمجھاریااور ہرا یک کوہم نے حکم اورعلم دیا تھا۔

حفرت يجيء كانبت ب

﴿ يَيْحُنِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ﴿ وَاتَّبِنَهُ الْحُكُمَ صَبِيًّا ﴾ (مريم)

ائے کیجی کتاب (توراق) گومضبوطی ہے پکڑ واور ہم نے اس کو حکم بچپین میں عطا کر دیا۔

اَ يَكَ اورَجَدَ اللهُ تَعَالَى بَنَ امرا يَل بِرَا بِي تَعْتِينَ النَّالِقَاظُ مِينَ ثَمَارَكُرَتا ﴾ و ﴿ وَلَقَدُ اتَيْنَا بَنِي إِسُرِ آئِيلَ الْكِتْبِ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوَّةَ ﴾ (جاثيه)

اور بلا شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی۔

اس ہے معلوم ہوا کہ کتاب اور علم اور نبوت تین چیزیں ہیں۔ یہاں کسی کو بیشبہہ نہ ہو کدان آیتوں میں علم سے

﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ﴾ (س) مارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر۔

﴿ فَاحُكُمُ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ﴾ (س)

تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔

﴿ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسُطِ ﴾ (١٠٥)

اورا گرتوان کے درمیان فیصلہ کرے توانصاف کے ساتھ فیصلہ کر۔

حضرت داؤ داورسلیمان ایک مقدمه کا فیصله کرتے ہیں۔

﴿ وَدَاوُدُ وَسُلَيْمُنَ إِذْ يَحُكُمْنِ فِي الْحَرُثِ ﴾ (انهام)

اور داؤ داورسلیمان کو جب وہ دونوں کھیت کا فیصلہ کررے تھے۔

﴿ وَمَا احْتَلَفُتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكُمُهُ إِلَى اللَّهِ ﴾ (شوري)

اورجس سی چیز میں تم نے اختلاف کیا اتواس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے۔

سب سے بڑھ کرید کہ بھی تین با تھی سورۃ انعام میں بہت ہے پیمبروں کے نام گنا کرا لگ الگ و ہرائی گئی ہیں ﴿ أُولَٰكِكَ الَّذِينَ اتَّيُنَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكُمَ وَالنَّبُوَّةَ ﴾ (اندام)

بدوہ لوگ تے جن کوہم نے کتاب اور حکم اور نبوت بخشی۔

جن پیغمبروں کے نام اوپر گنائے گئے ہیں اور جن کی طرف وہ لوگ کہد کراشارہ کیا گیا ہے یہ ہیں ابراہیم، اسحاق، يعقوب،نوح،داؤ د،سليمان،ايوب، يوسف موني، بارون ،زكريا، يحيي عيسي ،الياس،اساعيل،اليسع، يونس،لوط علیهم السلام \_ان اٹھارہ ناموں میں حکم جمعنی حکومت وسلطنت (اگر ہو) تو اس کے مستحق صرف دو ہیں سلیمان اور داؤ ڈاور جاہے کی طرح کسی تاویل سے یوسف اورمونی کو بھی شامل کرلیا جائے باقی چودہ نام ان پیغیروں کے ہیں جن کواس کا کوئی حصہ نہیں ملاتھااس لئے لامحالہ تھم کالفظ قرآن میں عربیت کے اصلی اور سیجے اور صریح معنی میں مستعمل ہے اور اس لفظ ے خدا کا جومقصود ہے وہ کتاب کے ساتھ ساتھ ان پنج ہروں کو برابر حیثیت میں ملاتھا۔ غلط بھی کا پورا بروہ جاک کرنے کے لنے ایک اور آیت کریمہ پر نظر ڈالئے۔

﴿ مَاكَانَ لِبَشَرِ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكُمَ وَالنَّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُوْنُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُوْنِ اللَّهِ وَلَكِنُ كُوْنُوا رَبَّانِينَ بِمَا كُنتُم تُعَلِّمُونَ الْكِتْبِ وَ بِمَا كُنتُمُ تَدُرُسُونَ ﴾ (آل مران) کسی بشر کے لئے بیزیبانہیں کہاںثداس کو کتاب محکم اور نبوت وے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کوچھوڑ کرمیرے بندے بنؤ بلکہ جوتم کتاب (توراق) سکھاتے تھے اور جوتم پڑھتے تھاس کے ذریعہ ہے تم خداوالے بنو۔ ان آینوں میں مخاطب اہل کتاب ہیں اور جس مقدس بشر کا ان میں ذکر ہے بظاہراس ہے مراد حصرت عیسی ہیں '

(1117)

وہ نہ ہوں تو خودمحدرسول اللہ وہ اور بیاس وقت کی بات ہے جب یہود کی پوری قوت مدینہ کے اطراف اور حجاز میں موجود تھی اور اسلام ہنوز ان کے مقابلہ میں کمزور و تا تواں تھا۔ ایسی صورت میں جس تھم کے ملنے کا ذکران آنے توں میں ہے وہ کتاب اور نبوت ہی گی جنس کی کوئی چیز ہو سکتی ہے کہ حضرت میسی گوتو حکومت وسلطنت کا اونی ساشا سُر بھی عطا نہیں ہوا تھا اور آنخضرت و کھی کوئی سے موجود ہے ہیں ہوا تھا اور آنخضرت و کھی کوئی کوئی جب تک بی اسرائیل اپنی متاز تو یہ کے ساتھ مدینہ اور حجاز میں موجود ہے ہیں تہیں موجود ہے ہیں جب کہ میں بھی تھم ہے مرادو ہی فیصلہ اور قضائے ربانی ہے حکومت و سلطنت نہیں اسکین کے لئے اس آبیت کے آگے ہیں جب کے الفاظ پر نظر ڈالو۔

﴿ قُلُ إِنِّي عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّي وَكَذَّبُتُمْ بِهِ م مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعَجِلُونَ بِهِ إِنِ الْحُكُمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُو خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ ﴾ (انعام ـ ٤)

یسس سی رسو سیر سیر سیر سیر به است که کملی دلیل پر بول اورتم اس کو مجتلاتے ہو۔ میرے پاس وہ نہیں جس کہتر ہے (اے پیغیبر!) کہ میں اپنے پر وردگار کی تعلی دلیل پر بول اور تم اس کو مجتلاتے ہو۔ میرے پاس وہ نہیں جس کی تم جلدی کرتے ہو فیصلہ کسی کا نہیں کیئن اللہ کا۔ وہ حق بیان کرتا ہے اور سب فیصلہ کرنے والوں سے وہ بہتر ہے۔ ان وجوہ ہے اس میں کوئی شک نہیں رہتا کہ انبیاء کیہم السلام کو منصب نبوت اور وحی کتاب کے ساتھ تھم کی سند بھی ملتی ہے جس کے صاف وصریح معنی کلام عرب اور لغت اور قرآن کے قرنیوں سے علم ونہم فیصلہ اور حق و باطل میں تمیز ہے اور اس لئے رسول کی اس قوت و طافت کے نتائج بھی ہمارے لئے واجب العمل ہیں۔

### شرح صدر

ر بانی علم ومعرفت کا ایک اور مقام شرح صدر ہے۔شرح صدر کے معنی سینہ کھولنے کے ہیں۔ عام خیال ہیہ ہے
کہ سینہ کی تنگی اور ضیق ، جہل و تا دانی کی علامت ہے ، اور سینہ کی کشادگی ، اور فراخی علم کی وسعت ، اور معرفت کی فراوانی پر
دلالت کرتی ہے۔ اسی لئے شرح صدر کے اصطلاحی اور مجازی معنی علم کی کشرت اور آگا ہی کی وسعت کے ہیں اور خاص طور
ہے اس علم ومعرفت اور اطلاع و آگا ہی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو کسی دقیق اور مشکل مسئلہ کے متعلق دفعتہ اور یک
بیک قلب میں وار د ہوجاتی ہے اور اس حل ہے اس کی تسلی و تسکین ہوجاتی ہے اور اس کے شکوک و شبہات دور ہوکر اس کو
لیمین کی راحت و سرت حاصل ہوجاتی ہے۔ جمہر و ابن در ید میں ہے۔

﴿ والشرح من قولهم شرحت لك الامر ائ اوضحته وكشفته وشرح الله صدره فانشرح اذا تسع لقبول العجير ﴾ (١٣٣٠)

شرح اہل عرب کے اس محاورہ سے کہ 'میں نے تیرے لئے بات کی شرح کردی' بعنی اس کوواضح کردیا اور کھول دیا اورانلہ نے اس کے سینۂ کو کھول دیا تو وہ کھل گیا یعنی جب نیکی کے قبول کرنے کے لئے وسیع ہو گیا۔

صاح جو بري ميں ہے۔

﴿ الشرح الكشف تقول شرحت الغامض اذا فسرته ﴾ شرح يعنى كشف المان المردى يعنى الله كالغير كردى المعان المحولنا) تم كتب بويس في الله يوشيده مسئله كي شرح كردى بعن الله كالغير كردى السان العرب من ب:

و الشرح الكشف يقال شرح فلان امرى اوضحه وشرح مسئلة مشكلة بينها وشرح الشيء بشرحه شرحة شرحة فقد شرح الشيء بشرحه شرحت الغامض اذا فسرته وشرح الله صدره بقبول الخير بشرحه شرحا فانشرح وسعه بقبول الحق فاتسع قال ابن الاعرابي: الشرح الحفظ والشرح الفتح والشرح البيان والشرح الفهم

شرح لیمن کشف ہے، کہا جاتا ہے کہ فلال نے اس کی بات کی شرح کردی ایعنی اس کو واضح کردیا اور مشکل مسئلہ کی شرح کردی ایعنی اس کو واضح کردیا اور جواہر میں ہے جو کھولا شرح کردی ایعنی تفصیل کردی اور کھول ویا اور جواہر میں ہے جو کھولا جائے تو اس کی شرح کی گئی ہم یو لئے ہو پوشید و مسئلہ کی شرح کردی ایمنی تفصیر کردی اور خدائے اس کے سینے کو کھول دیا کسی نیک بات کے قبول کرنے کے لئے تو وہ کھل کیا یعنی اس کو قبول حق کے وسیح کردیا جمیا یا وہ وسیح ہو گیا۔ ابن اعرابی نے کہا: شرح کے معنی یا در کھنا محولنا نیمان کرتا ہے جھنا۔

قرآن مجيد مين ہے كەحىزت موئى ئے نبوت كے منصب ملتے وقت دعاما تكى ۔ ﴿ رَبِّ اشْرَحُ لِي صَدُرِىٰ ٥ وَيَسِّرُلِي اَمُرِئ ٥ وَاحُلُلُ عُقَدَةً مِنْ لِسَّانِيٰ ٥ يَفَقَهُوا قَوُلِيٰ ﴾ (ط)

اے میرے رب! میرے سینہ کومیرے لئے کھول دے اور میرے کام کومیرے لئے آسان کردے اور میری زبان کی گر چھول دے کہ گئے میں ایسا کہ دوری طرح سمجھیں

ک گره کھول دے کہ لوگ میری بات کو پوری طرح سمجھیں۔

﴿ أَلَمُ نَشُرَحُ لَكَ صَدُرَكَ ٥ وَوَضَعْنَا عَنُكَ وِزُرَكَ ﴾ (انرات-١)

كياتم في (ا عد الله المراع التي تير التي تير الين ويا اور تير يو جوكو تحد الارليا-

شرح صدراور'' سینکھولئے'' کی جوتشری احادیث سیحت میں فدکور ہاس کے لئے عام اصطلاح شق صدر ہے بعنی عالم رؤیا یا بیداری میں فرشتوں نے آ کر سینہ مبارک کو واشکاف کیا، اس کو آ ب زمزم سے دھویا اور سونے کے طشت میں ایمان اور حکمت بحر کر لائے ، اور ان سے سینہ مبارک کو معمور کرکے شکاف کو برابر کردیا لے اگر بید واقعدا پنی ظاہر حقیقت پرمحمول کیا جائے تو بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ سینہ مبارک کو واقعاً چاک کرکے اور زمزم کے پائی سے پاک وصاف کرکے ایمان اور حکمت اس میں بحری گئی ، اور اگر تمثیل کے رنگ میں لیا جائے تو یہ حقیقت مانی پڑے گی کہ سینہ صافی ایمان وحکمت سے معمور کیا گیا، بہر حال شرح صدر کی حقیقت ایمان اور حکمت کی ربائی بخشش ہے۔

شرح صدر کے اس ندکورۂ بالامعنی کو جوشرح صدر کے واقعہ کی تفصیل سے واضح ہے اگر کوئی تشکیم کرنے پر آ مادہ نہ ہوتو بھداللہ کداس کی تشکین کا سر ماریبھی قر آن پاک میں موجود ہے۔ سورۂ زمر میں ہے :

اسلام کے لئے سینہ کے کھول دینے ہے مقصود میہ ہے کہ اسلام کی حقیقت موٹر طریقہ ہے اس پراس طرح کھل گئی کہ اس کو اسلام کی سچائی کا پورایقین آ گیاا وراس کو اپنے اس یقین پر کامل تسکین حاصل ہوگئی اس کا بتیجہ میہ ہے کہ اس کو اپنی منزل مقصود کے ہرقدم پراللہ کی روشنی حاصل ہوئی۔ یہی شرح صدر کی حقیقت ہے۔اس روشنی کی کمی بیشی درجوں اور منصبوں کے مطابق ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں حدیث کے دوایسے موقعول کا ذکر کرنا ہے جن سے لفظ''شرح صدر'' کے معنی کی پوری تشریح ہوجاتی ہے۔ یہال مینکتہ پیش نظرر ہے کہان حدیثوں سے معنوی احتجاج یہال مقصود نہیں بلکہ صدراول کے کلام عرب سے شرح صدر کے محاورہ کی تشریح مقصود ہے۔

ا۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ آن مخضرت وہا کی وفات کے بعد عرب کے بعض قبیلے زکوۃ اداکرنے ہے انکارکرتے ہیں، حضرت ابو بکرصدیق "ان پرفوج کشی کا ارادہ کرتے ہیں، حضرت عمر فاروق "آکر عرض کرتے ہیں کہ یا خلیفہ رُسول الله! ان ہے جہاد کیونکر ممکن ہے کہ آنخضرت وہا نے فرمایا کہ جس نے لاالدالا الله کہااس نے جان و مال مجھ ہے بچالیا ' حضرت صدیق " نے جواب دیا خدا کی قتم! میں اس سے لڑوں گا جو زکوۃ اور نماز میں فرق کرتا ہے۔ نماز خدا کا حق ہاور زکوۃ بندوں کا حق ہے، اگر دو بکری کا ایک بچے بھی جس کو دہ رسول اللہ وہا کے زبانہ میں دیتے تھے اب نددیں گے تو میں ان سے لڑوں گا۔ ان سے لڑوں گا۔ اس کے بعد حضرت عمر فرماتے ہیں۔

﴿ فوالله ماهو الا ال قد شرح الله صدر ابى بكر فعرفت انه الحق، ( بنارى آناب الركوة) و فوالله ماهو الا ال قد شرح الله صدر ابى بكر فعرفت انه الحق ﴿ ( بنارى آناب الركوة ) تو خدا كي فتم نة تعاليكن ميركول و يا تعاالله في ابو بكرك مين كو تو من في جان لياكدو بن حق ب

۲۔ دوسراوا قعدیہ ہے کہ جنگ بمامہ میں قرآن کے بہت سے حافظ شہید ہوئے۔ اس وقت حضرت عمر ہے آکر حضرت ابو بکر سے نے حضرت ابو بکر صدیق ''کومشورہ دیا کہ قرآن پاک کوا بک ترتیب سے کاغذ پر بججالکھ لیا جائے ۔ حضرت ابو بکر ''نے جواب دیا کہ میں وہ کام کیونکر کروں جس کوخو درسول اللہ وہ کا نے نہیں کیا لیکن حضرت عمر ''نے اپنے مشورہ کے بہتر ہونے پراصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر ''کی مجھ میں بات آگئی۔ اس موقع پر حضرت ابو بکر 'کہتے ہیں۔

﴿ فَلَمْ يَزِلُ عَمْرِيرَاجِعني حتى شرح الله صدرى لذَّلكُ ورايت في ذلك الذي راي عمر ﴾ (مجيح بخاري يتع الترآن)

تو عمرٌ بار ہار مجھ سے کہتے رہے' یہاں تک کہ خدائے اس کے لئے میرے سینہ کو کھول دیا اور میں نے بھی وہی دیکھا جو عمرٌ دیکھتے تھے۔

آ تخضرت وللط كوشرح صدركى جو وسعت عطا ہوئى تھى اس كے سجھنے سے پہلے بلاغت كا ايك مسئلہ سمجھ لينا

اس تمہید کے بعد شرح صدر کے گذشتہ استعالوں اور مثالوں پر نظر ڈالنے ، ہر جگہ آپ کو بیہ معلوم ہوگا کہ جس
بات کے بیجھنے کے لئے سینہ کھولا جاتا ہے اس پر لام آتا ہے یا قرینہ سے سمجھا جاتا ہے مثلاً اسلام کے لئے سینہ کھول دیا 'یا جمع
قرآن کے لئے سینہ کھول دیا ، مانعین زکوۃ کے قبال کے لئے سینہ کھول دیا 'گر حضرت موٹی" اور آنحضرت و اللہ کے لئے
قرآن میں جس شرح صدر کا ذکر ہے اس میں اس بات کا ذکر نہیں ہے جس کے لئے ان انبیا علیہم السلام کے سینے کھولے
گئے ۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ ان انبیاء کو امور دین میں مطلق اور عمومی شرح صدر عنایت ہوا اور پہیں سے عام امت اور
انبیاء کے فرق مراتب کا اظہار ہوتا ہے کہ امت کے عام افراد کو خاص خاص امر کے بیجھنے کے لئے شرح صدر ملتی ہے اور
انبیاء کو اپنے دائرہ میں کلی اور عمومی حشیت سے یہ چیز عنایت ہوتی ہے۔

ایک اور لطیف پہلوبھی یہاں ذکر کے قابل ہے حضرت موٹی کی وعااور حضرت محدرسول اللہ وہ پار احسان دونوں موقعوں پرلئی اور لَکَ ہے۔ حضرت موٹی کہتے ہیں ''میرے لئے میرے بین کو کھول دے'' اور آنخضرت وہ کئے اور کئے خدائے تعالیٰ فرما تا ہے کہ'' کیا ہیں نے تیرے لئے تیرے بین کو کھول نہیں دیا'' موال بیہ ہے کہ'' میرے لئے'' اور '' تیرے لئے'' کے اضافہ کی ضرورت'' اور اس لام'' کی حاجت کیا تھی؟ مضرین میں امام زخشری نے اس سوال کے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور لکھا ہے کہ بیصرف تا کیدے لئے ہے حالا نکہ بیدام تملیک کے بجائے لام افادہ ہے جیسا کہ وہ خیلے اگر کہ منافی ہے کہ بیشر حصدر کی دولت تھے کو تیرے لئے ملی ہے یعنی تیرے کشف علم اور شرح صدر کی دولت تھے کو تیرے لئے ملی ہے یعنی تیرے کشف علم اور شرح صدر دخود تیری ذات کے لئے ہے کہ دو کا سے کا مل ہے کا ال تیرے کو قابر ہور۔

اب آخری سوال میہ ہے کہ آنخضرت وہ کا کودین کی جو بیموی شرح صدرعنایت ہوئی اس کا کوئی اثر ونتیجہ بھی تو نمایاں ہوگا تو دراصل ای کے بیآ ٹارونتائج ہیں جوافعال واقوال اور 'احادیث دسنن' کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔

## تبيين كتاب:

آنخضرت و الله دیاری شریعت کو کرآئے وہ آخری اور ابدی تھی اور ابدی تھی اور ابدی شریعت کے لئے ضروری تھا کہ وہ زیادہ تر زور شریعت کے گل اور ابدی اصول ومبادی پردے۔ چنانچاس آخری وہی اللہ نے اپنی کتاب اللہی کو صرف اصول و کلیات تک محدود رکھا اور جزئیات کے لئے اپنی آبتوں میں ایسے اشارے رکھے جن کے سہارے سے وہ دل جو علم ومعرفت سے پرنور اور تھم و حکمت سے معمور اور شرح صدر اور تائیدر بائی سے فیض یاب ہوں۔ وہ علیٰ قد دِمرات بہ جزئیات کو تھے طور سے جان لیس۔ چنانچہ یہ رتبہ سب سے پہلے خود نبی وہ کا کو ملا اور چونکہ وہ خطاسے معصوم ہے اس لئے اس منصب کے نتائج بھی خطاسے محفوظ ہیں ، پھر رسول اللہ وہ کا کہ وسیلہ سے یہ رتبہ خلفائے راشد ین اکا برصحابہ انہم انہم تا بعین و بھتہ ین عظام اور علمائے اعلام کو جمیشہ کے لئے مار رہا۔ اس کا اصطلاحی راشد ین اکا برصحابہ انہم انہم انہم انہم نہوں یا بسیار اس کے اس کے بین بیٹر مانہ کے فیض یاب علوم نبوت اور حالمین امر ایشریت خداکی دی ہوئی بھیرت کے مطابق اس کی نام اجتہاد ہے جس کو ہرز مانہ کے فیض یاب علوم نبوت اور حالمین امر ایشریت خداکی دی ہوئی بھیرت کے مطابق اس کی دوئی کی روثنی میں ہمیشہ انجام دیتے رہیں اور دیتے رہیں گے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کی توضیح و تغیر کی دوئی کی دوئی میں جو داسے اور بی ہے در ہیں گے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کی توضیح و تغیر کی دوئی کی دوئی میں خود اسے اور بی ہے در بی گے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کی توضیح و تغیر کی دوئی کی دوئی میں خود اسے اور بی ہمی خود اسے اور بی ہے در بیان کے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کی توضیح و تغیر کو در بیان کے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کی توضیح و تغیر کی دوئی کو کھیا

﴿ لَا تُمَحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعُحَلَ بِهِ ٥ إِنَّ عَلَيْنَا حَمْعَهُ وَقُرُانَهُ ٥ فَإِذَا قَرَانَهُ فَاتَبِعُ قُرُانَهُ ٥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴾ (تامد)

تو قرآن کی وق کے ساتھا پی زبان کواس غرض ہے حرکت ندد ہے تا کہ تواس کی تلاوت واشاعت میں جلدی کرے ہم پر ہے۔قرآن کو جمع کرنااور اس کا پڑھانا۔اور جب ہم نے اس کو پڑھادیا' تو تواس کی پڑھائی کی پیروی کر' پھر ہم پر ہے اس کی شرح کرنا۔

اس''بیان اورشرح'' کی ذ مدداری مجھی بذر بعیدوخی ادا ہوئی ہے جوقر آن میں ندکور ہے اور مبھی رسول کی تقریر و عمل سے پوری ہوئی ہے جوملی تو اتر سے منقول اورا حادیث اور سنن کے متند دفتر میں موجود ہے۔

بیامرکہاس بیان وشرح کی طاقت اوراس شرح و بیان کا اختیار رسول کوخدا کی طرف سے عطا ہوا تھا حسب ذیل آیت سے ثابت ہے۔

﴿ وَٱنْزَلْنَاۤ اِلْیُكَ اللّهِ كُرِّ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمُ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکِّرُوُنَ ﴾ (محل۔١) اورہم نے تیری طرف پیھیجت (کی کتاب) اتاری تا کہ لوگوں کی طرف جواتارا کیا ہے تو اس کو کھول کر بتا دے شاید وہ سوچیں۔

''بیان''اور''تبیین' کے لفظی معنی کھولنے اور واضح کرنے کے ہیں اور ان کا استعال دومعنوں میں ہوتا ہے، ایک اعلان اور اظہار کے معنی میں بعنی اخفا کے مقابل، دوسر ہے توضیر کے معنی میں قرآن پاک میں بیلفظ''تبیین'' اپ دونوں معنوں میں آیا ہے۔ اب بیتمیز کہ کس آیت میں کیامعنی مراد ہے سیاق واسباق اور موقع وکل سے ہو سکتی ہے مثلاً ایک جگہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿ يُاهُلَ الْكِتَابِ قَدْ حَاءً كُمْ رَسُولُنَا يُبِيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمًّا كُنْتُمْ تُخُفُونَ مِنَ الْكِتْبِ

وَيَعْفُوا عَنُ كَثيرٍ ﴾ (الله)

اے كتاب والو! تميارے پاس جارارسول آيا كەكتاب كى جو باتيمى تم چھپاتے تنے وہ ان كوتمهارے لئے ظاہر کردے اور بہت کی باتوں سے درگذرے۔

يهال''تبيين' صريح طورے اخفاء كے مقابله ميں ہے،اس لئے يہال' تبيين' كے معنى يقيني طورير'' اظهارو اعلان 'کے بیں لیکن یمی لفظ دوسری جگہ سور و تحل میں اس طرح آیا ہے۔

﴿ وَمَا آنْزَلْنَا عَلَيُكَ الْكِتْبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي الْحَتَلَقُوا فِيهِ وَهُدِّي وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ اورہم نے بچھ پر کتاب بیں اتاری لیکن اس لئے تا کوتو واضح کردے اس کو جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور ایمان والوں کے لئے رہنمائی اور رحمت بنا کراس کوا تارا۔

اختلاف کے مقابلہ میں اظہاراوراعلان کی نہیں بلکہ توضیح وتشریح کی ضرورت ہے کہ جس امر میں اختلاف ہوؤوہ توضیح وتفسیر کے بعدد در ہوجائے۔اب پہلی آیت پرغور کرنا جاہئے جوائی سورہ میں ایک اور مقام پر ہے۔ ﴿ وَآنُزَلْنَا اِلَّيٰكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَّهِمُ وَلَعَلَّهُمُ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (تحل) اورہم نے (اے پغیر) تیری طرف تھیجت کی کتاب (قرآن) کواتاراتا کہلوگوں کی طرف جواتارا کیا تواس کوان کے لئے کھول کربتادے شاید کہ وہ سوچیں۔

سوال بدے کداس آیت یاک میں بیان کرنے کامفہوم ظاہر کرنے کے بیں یا تشریح وتفصیل کرنے ہے؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ ظاہر کرنے کے بجائے یہال غور وفکر کی مناسبت اور قرینہ کے سبب سے تشریح و تفصیل کے معنی لینا سیجے ہے۔امر مخفی کا اظہار سننے اور ماننے کے تو مناسب ہوسکتا ہے تگرسو چنے اورغور وفکر کے لئے یہاں تشریح وتفصیل کی ضرورت ہے نہ کہ اظہار واعلان کی ۔اب جبکہ آنخضرت ﷺ کے لئے تفصیل تبیین کا منصب خدا کی طرف سے ثابت ہے تواس تفصیل وتبيين كى پيروى اوراتباع بھى خدا ہى كے احكام كى پيروى ہوگى اورآپ كى يتبيين وتشريح آپ كے نور حكمت كا فيضان ہوگا جس کے اشارے خود کتاب الٰہی کے اندرآ پ کوموجو دنظرآتے تھے۔

انسانی الفاظ میں بیقدرت نہیں کہان کے ذریعہ ہے کوئی ایسا قانون وضع کیا جا سکے۔جوا یک طرف اختلاف فہم ے محفوظ رہے اور دوسری طرف اس میں بیوسعت ہو کہ تمام آئندہ پیش آنے والے واقعات پرجن کے جزئیات کی کوئی حد نہیں ، پوری طرح حاوی ہو سکے لیکن فہم انسانی کے اختلاف کے جونقائص قانون میں ہوتے ہیں گوان کوتمام تر دور نہیں کیا جاسكتا تاہم ان كوكم كيا جاسكتا ہے۔اسلام نے اپنے قانون اللي سے جو بہرحال انساني يول جال كے الفاظ ميں ہے اس اختلاف فہم کے نقص کو کم کرنے کے لئے میرکیا کہا ہے رسول کی معرفت زبانی اورعملی طور سے اس کی تشریح وتبیین کرادی ہو انسانی ذرائع وحفظ وروایت کی فطری کمزوریوں کے سبب ہے اس تشریح تبیین میں بھی اختلاف فہم پیدا ہو گیا تگریہ شلیم کرنا پڑے گا کہا گریہ تشریح تبہین نہ ہوتی تواختلافات کی طبیح اس سے بھی زیادہ عمیق اوروسیع ہوتی۔

روز مرہ کے بیش آتے رہنے والے جزئیات کے فیصلہ کی بیصورت رکھی گئی کہ آتخضرت ﷺ کی عدالت میں

روزاندائ قتم کے واقعات اور مقد مات پیش ہوتے رہے اور آپ وٹی کتاب کے اصول وکلیات کے تحت اپ نور بھیرت اور فہم حکت ہے ان کے فیصلے فر ماتے رہے۔ خلفائے راشدین ٹے اپنے اپنے عہد میں ان نو بنواور تا زہ بتا زہ واقعات کے فیصلوں کے لئے اولاً وٹی کتا بی کواور اس کے بعد آئخضرت وہوں کے ان قضایا اور فیصلوں کو جو فہم نبوت اور نور بھیرت اور اراء ت اللی کے ذریعیہ فیصل ہوئے تھے اپنا ما خذقر اروپا ، اور یہی اصول بعد کے فقہا اور مجہدین نے اختیار کیا۔ ہر نے واقعہ کو وٹی کتاب اور فیصلہ ہوئے تھے اپنا ما خذقر اروپا ، اور یہی اصول بعد کے فقہا اور مجہدین نے اختیار کیا۔ ہر نے واقعہ کو وٹی کتاب اور فیصلہ نبوی کے معصوم وسلم معیار پر جائچ کر ان میں ہے کسی نہیں مماثل اور مشابہ پر قیاس کر کے اپ فیصلے دیئے اور جو چیزیں ان میں نہلیس ان کو معمولی عدل وافعاف رہم ورواج 'عقل وگل استحسان وغیرہ کے اصول پر ہجھ کر ان کا فیصلہ کیا۔ بہی مجموعہ آج فقدا سلامی کہلاتا ہے۔

وتی اللی قرآن پاک میں ہے اور آنخضرت ویکھا کے قضایا اور فیطے احادیث وسنن کی سیح روایتوں میں محفوظ بیں ۔وحی اللی کی صدافت میں تو کلام نہیں ہوسکتا، اب روگئی آنخضرت ویکھا کے قضایا اور فیصلوں کی پیروی' تو اس کے متعلق بھی وحی اللی ناطق ہے۔

﴿ إِنَّا آنُوْلُنَا الْكِكَ الْكِتُلْبِ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمُ أَيْنَ النَّاسِ بِمَا آزاكَ اللَّهُ ﴾ (نه) جم نے (اے پینمبر) تیری طرف سچائی کے ساتھ کتاب اتاری تا کہ لوگوں کے درمیان جو تھے کواللہ بجھائے ،اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرے۔

اس کتاب البی کے نزول کی غرض ہی یہ بتائی گئی ہے کہ تو اے پیغیبر!اس کے احکام اور قوا نیمن کو لے کراس فہم کے ذریعہ جواللہ تعالی تجھ کو بچھائے اور دکھائے تو لوگوں کے درمیان فیصلہ اورانصاف کر بےاللہ تعالیٰ کا اپنے پیغیبر کو بھی بچھانا اور دکھانا جو پچھ تھادہ آپ کے ممل اور قضایا فیصلوں کی صورتوں میں محفوظ ہے اوراسلام کے قانون کا وحی الہی کے بعد دوسرا ما خذے۔

اور جب وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرد نے تو ان میں ہے کچھ لوگ منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ حق پہنچتا ہوتو فر مال بروار بن کر رسول کے پاس چلے آئیں۔ کیا ان کے دل میں عاری ہے یا وہ شک میں ہیں یا وہ ڈرتے ہیں کہ خدا اور اس کا رسول ان کے ساتھ بے انصافی کرے گا' بلکہ وہی لوگ بیاری ہے یا وہ شک میں ہیں یا وہ ڈرتے ہیں کہ خدا اور اس کا رسول ان کے ساتھ بے انصافی کرے گا' بلکہ وہی لوگ بے انساف ہیں۔ ایمان والوں کی بات بیتی کہ جب ان کوخدا اور رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ وہ ان کے درمیان

فیصلہ کردے تو وہ کہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ انہیں لوگوں کا بھلا ہے اور جو کوئی اللہ کے اور اس کے رسول کے تھم پر چلے اور اللہ سے ڈرتار ہے اور اللہ سے فئے کر نکلے وہی ہیں مراد کو پہنچے۔

ان آیات ہے معلوم ہوا کہ رسول کے تمام فیصلے منصفانہ ہوتے تصاور رسول کے فیصلوں کی اطاعت خود خدا کے حکم کی اطاعت ہے بلکہ ایمان کی دلیل اور نشانی ہے۔

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُومِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيْمَا شَحَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَحِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمًا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسُلِيمًا ﴾ (تاره)

توقتم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گئے جب تک وہ تھے اپنے جھڑ وں کا منصف نہ بنا کیں اور پھر جوتو فیصلہ کرے اس سے اپنے دل میں تفکی نہ پائیس اور پوری طرح تسلیم کریں ۔

﴿ وَمَا كَانَ لِمُوْمِنِ وَلَا مُؤْمِنَةِ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ آمُرًا أَنُ يَّكُونَ لَهُمُ الْحِيَرَةُ مِنْ آمُرِهِمُ وَمِنْ يَعْصِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَدُ ضَلَّ ضَلَّا مُبِينًا ﴾ (اح:اب)

اورمومن مردیا مومن عورت کابیکام نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کردے تو ان کواپنے کام کا اختیار رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی تا فر مانی کی وہ کھلا گمراہ ہوا۔

یداطاعت اور مطلقا سرا گلندگی اور تمام فیصلوں کا قطعی حق اور منصفانہ فیصلہ ہونے کی ربانی ذمہ داری ہرھا کم وقت اور سلطان زبانہ کے لئے نہیں ایدا نہیاء سے لئے خاص ہے۔ دو مخصوں کے باہمی جزئی وشخصی مقد مات کا فیصلہ ظاہر ہے کہ خوداللہ تعالی وی قرآ نی کے ذریعی نہیں کرتا تھا بلکہ رسول کے فہم نبوت نور نبوت فیض حکمت شرح صدر تبیین حقیقت اور اراءت (دکھانا اور سوجھانا) کے ذریعی فرماتا تھا کیکن کلیات کی حیثیت سے وہ یقیناً وی قرآ نی سے مطابق ہوتا تھا اور ان کا میات کی حیثیت سے وہ یقیناً وی قرآ نی سے مطابق ہوتا تھا اور ان کلیات کے مطابق ان جزئیات کا فیصلہ خوداللہ تعالیٰ آپ کو بچھاتا تھا۔

آپ کے ان قضایا اور فیصلوں کی رضا مندانہ اطاعت ہر مسلمان پر قیامت تک ضروری ہے۔ آپ کی زندگی کے بعدان فیصلوں کی اطاعت سے کہاس فتم کے مقد مات اور معاملات میں ہم وہی فیصلے جاری کریں جوآپ نے اپنی زندگی میں ان کے متعلق کئے کہ آپ کے فیصلے بھلے بھلے محام خداغلطی ہے پاک ظلم ہے بڑی اور بے انصافی ہے منز و تھے اور و نیا میں رسول کے مواکمی انسان کواس ہے گنا ہی اور عصمت کا درجہا ورر تبہ حاصل نہیں۔

# رسول كاوجود متقل مدايت ب:

اللہ تعالی نے پیتیبروں کوامام و پیشوااور ہاؤی ورہنمافر مایا ہے بینی نبوت اور وی سے سرفراز ہونے کے بعدان کی ذات مجسم ہدایت ورہنمائی اور امامت و پیشوائی کے لئے خاص ہوجاتی ہے۔ان کی بعثت ای لئے ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی رہنمائی فرمائیں اور ان کو صلالت و گمراہی ہے بچائیں۔جس امت میں مبعوث ہوتے ہیں اس کے سامنے ہدایت درہنمائی کے دو چراغ روثن ہوتے ہیں جن دونوں کی روشن مل کرایک ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کوجنہیں یہود اپنی شرارت اور سازش سے گمراہ بنانا چاہتے تھے ،خطاب کر کے فرماتا ہے :

﴿ يَا يُهَا الَّذِيْنَ امْنُوا إِنْ تُعِلِيعُوا فَرِيْقا مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّو كُمْ بَعُدَ إِيْمَانِكُمْ

تفیریُنَ ہ وَ تَکِیفَ تَکُفُرُوُنَ وَ اَنْتُمُ تُتُلی عَلَیُکُمُ اینتُ اللّٰهِ وَفِیُکُمُ رَسُولُهٔ ﴾ (آلعمران-۱۰) اے مومنو! اگرتم الل کتاب کے کئ گروہ کا کہا مانو گے تو وہ ایمان لا بچنے کے بعد تہمیں مرتد کرکے کا فرینادیں کے اور تم کو کیونکر کفر کرنا چاہئے درآ ل حالیکہ تم کواللہ کی آبیتی سنائی جاتی ہیں اورتم میں اللہ کارسول موجود ہے۔

آیت کے آخری کھڑے ہے تاہتہ ہوا کہ گفرے بچانے والی دوستقل چیزی مسلمانوں کے پاس تھیں، ایک تو آیات اللی جوان کو سنائی جاتی تھیں اور دوسری خودرسول کا مستقل وجود جوا پی تعلیم و تلقین فیض صحبت اور اثر ہے ان کو نکتے نہ دیتا اور صلالت ہے مانع آتا تھا۔ اگر صرف کتاب اللی اس کتاب کوانجام دے عتی تورسول کے ذکر کی صابحت بلکہ خود بعثت کی ضرورت کیا تھی ؟ اس سے بیواضح ہوا کہ اللہ کی کتاب صامت (قرآن) اس کی کتاب ناطق (رسول) ہے ل کرا ہے فریعنہ کو انجام دیت بھی جس کا اعلان آپ میں گئا نے ججۃ الوداع ہے والہی میں اپنی وفات ہے بچھ مہینوں پہلے فرمایا۔

﴿ انبي تارك فيكما الثقلين كتاب اللهِ وسنتي

مسکمانو! میں تنہارے درمیان دو چیزیں گھوڑ جاتا ہوں اللہ کی کتاب اورا پی سنت (بعنی اپنی عملی زندگی) ظاہر ہے کہ رسول اللہ وہ کا ت کے بعد آپ کا ظاہری وجود حجیب عمیا تکر آپ کی عملی زندگی جس کوسنت کہتے ہیں قائم و ہاتی ہے ، اور دو بھی قرآن کے بعد ہماری ہدایت کا دوسرا سرچشمہ ہے۔

زكيه:

انبیا و پلیم السلام کاعمو ما اور آنخضرت و کاخصوصا ایک امتیازی وصف تزکیه ہے۔ تزکیہ کے معنی پاک و صاف کرنے کے جیں۔ نبوت محمد بید کے اس وصف کا ذکران آنوں میں ہے جن میں آپ کی بیرتو صیف کی گئی ہے، ایک رسول جولوگوں پر خدا کی آبیتی تلاوت کرتا ہے اوران کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اوران کو پاک وصاف کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ کا بیرتیسرا وصف پہلے دواوصاف سے الگ ہے۔ بید پاک وصاف کرنا 'آبیات اللی کی تلاوت اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے بعد نبی کی عملی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم و تربیت فیضان محبت مسن اطلاق 'پندوموعظت اور تملیغ و دعوت کی تا شیرے برے ایسے بدئیک اوراشرارا خیار بن جاتے ہیں۔

انبیاعلیہ السلام کی ہرتاری اس واقعہ کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ ممراہ اور بدکارتو موں میں مبعوث ہوئے ، ہرطرح کی اذبیتی اٹھا ئیں 'تکلیفیں سہیں مصببتیں جھیلیں 'اور آخرتار کی کوروشن سے جہالت کو علم سے 'اور کفر کوتو حید سے بدل کر رہاوں میں افراز بان کا بیوصف تزکیہ وہی والہام کے علاوہ ان کے جسم و جان اور زبان و ول کی کیمیا اثری کا نام ہے خواہ ان کی زبان اس وقت وہی الہی سے مترنم ہو یا خاموش ، ہرآن آفاب حق کی کرنیں مطلع نبوت سے نکل نکل کردلوں کی سرز مین کوروشن کرتی رہتی تھیں۔

نور:

اس ليے نبوت كاسينه صدق وصفا كا آئينه ہوتا ہے۔ نبي كامجسم پيرظلمت كدہ عالم كا چراغ اورعلم وہدايت كامطلع

النور ہوتا ہے جس طرح اس کاصحیفہ کالہامی اور وحی ربانی نور ہوتا ہے وہ خود بھی سرایا نور ہوتا ہے جس سے اندھے دیکھتے' گمراہ راہ پاتے اور حق کے طالب روشنی حاصل کرتے ہیں۔خود آپ کو مخاطب کرکے فریایا گیا:

﴿ يَا أَيُّهَ النَّبِيُّ إِنَّا أَرُسَلُنْكَ شَاهِدًا وَمُيَشِّرًا وَنَذِيْرًا ٥ وَدَاعِيًا اِلَى اللَّهِ بِإِذُنِهِ وَسِرَاجُا مُنِيْرًا ﴾ (احزاب)

اے نی ! ہم نے جھوکو بتانے والا خوشخری سنانے والا چوکنا کرنے والا ،خدا کی طرف اس کے علم سے بلانے والا اور روش کرنے والا چراغ بتا کر بھیجا۔

یہ آس پاس کی چیزوں کوروشن کرنے والا چراغ خودرسول کی ذات ہے۔سوال ہیہ ہے کہ اگر آپ کے جسم و جان زبان ودل خلق وعمل علم وقہم میں روشن نہیں تو آپ کی ذات جو انہیں چیزوں کا مجموعہ ہے، روشن چراغ کیونکر ٹابت ہوگی ؟اور جب آپ کی ذات مبارک کی بیتمام چیزیں انوار الہی ہیں تو ان انوار میں سے ہرنور کی روشنی میں چلنا ہدایت ہے اوران میں سے کی اسے تعلیم نظر کرنا بھی ظلمت کے ایک کوشہ میں قدم دھرنا ہے۔

## آیات وملکوت کی رویت:

جس طرح انبیاعلیم السلام اپنی قوت سامعہ سے ندائے غیب کو سنتے اور صدائے وہی کو ساعت کرتے ہیں ،ای طرح ان کی آئیسیں بہت کچھ دیکھتی ہیں جو عام انسان نہیں دیکھتے حضرت ابراہیم اسکوٹ کے ذکر میں ہے۔
﴿ وَ کَذَٰلِكَ نُویُ إِبُرَاهِیمُ مَلَکُوْتَ السَّمْوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِیَکُونَ مِنَ الْمُوْقِنِیُنَ ﴾ (انعام)
اورای طرح ہم ابراہیم کو آسانوں کی اور زمین کی مملکت دکھاتے تھے تاکہ دہ یقین کرنے والوں میں ہو۔
استعداد نبوت کی تربیت اور نشوو نما کے لئے بیرویت وبصیرت کی مافوق قوت ان کوعطا ہوئی۔
صفرت مونی کوطور پر جو بچھ نظر آیا وہ جلوہ گری حسن وعشق کی مشہور کہانی ہے۔ آنخضرت و اللہ کے مشاہدات روحانی کا تذکرہ معراج کے تعلق سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

﴿ لِنُوِيَّةً مِنْ الْتِنَا ﴾ (ابرائل)

تا كه بهم اس (رسول بنده) كوا بني نشانيال دكھا كيں۔

دوسری جگہے۔

﴿ مَا كَذَبَ الْفُوَّادُ مَارًاى وَ أَفَتُمْرُونَهُ عَلَى مَا يَرَى وَلَقَدُ رَاهُ نَزُلَةً أُخُرَى ﴾ (جُم) ولجهوث نبین بولاجواس نے ویکھا اس پراس سے جھڑتے ہؤاوردوسری باراس کواتر تے ویکھا۔ ﴿ مَا زَاغُ الْبَصَرُ وَمَا طَغَی وَ لَقَدُ رَای مِنُ ایَاتِ رَبِّهِ الْکُبُرای ﴾ (جُم) تکاه نه بہکی اورند سرکش ہوئی اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ایک اور مقام پر ہے۔

﴿ وَلَقَدُ رَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ ﴾ (عور) اوراس نے یقینا اس کوآسان کے کھلے کناروں میں دیکھا۔

#### بیمشاہدہ دحی دالہام کےعلاوہ نبوت کے دوسرے حاسہ ُ بصارت کے انتیاز کوخلا ہر کرتا ہے۔

## ساع غيب

جس طرح آیات وملکوت کا مشاہدہ انبیاء کے حاسہ عت بصارت کا امتیازی وصف ہے ای طرح غیب کی آواز اور وقی کی صدا کوسننا بھی ان کے حاسہ عت کا خصوصی امتیاز ہے۔ قرآن پاک میں اس کی تصریحات موجود ہیں کہ انبیاء خداے ہم کلام ہوتے تھے اور وقی کو پاتے تھے چاؤ کھ اللّٰہ مُوسنی نگلیْماً کھ (نساء : ۲۳) اور خدانے موکی ہے بات کی۔ حضور کو تھم ہوا:

﴿ وَلَا تَعْمَلُ بِالْقُرُانِ مِنُ قَبُلِ أَنُ يُقُضَى إِلَيْكَ وَحُيُهُ ﴾ (ط-٢) اوراس سے پہلے كر آن كى وى تجھ پر يورى ہو قر آن كى برجن ميں جلدى تذكر۔

خدائے پیغیبروں کو پکارااورانہوں نے اس کی آوازیں سنیں آناد بُنا "ہم نے پکارا" ہار بار بیصفمون القرآن میں پنجیبروں کے متعلق آئے ہیں۔

## تبليغ ودعوت:

نی کا سب سے پہلا اور اہم فرض تبلغ اور دعوت ہے یعنی جو بچائی اس کو خدا سے بلی ہے اس کو دوسروں تک پہنچا و ینا اور جو علم اس کو عطا ہوا ہے اس سے اور دل کو بہرہ ورکرنا' خدا کا جو پیغام اس تک پہنچا ہے وہ لوگوں کو سنا و ینا۔ اس نے اس کو جس صدافت سے آگاہ کیا ہے اس سے اپ ہم جنسوں کو باخبر کرنا۔ جو مالیٰ جائی ' زبانی ' دماغی ' روحانی اور اخلاتی طاقتیں اس کو بخشی گئی ہیں ، ان کو اس راہ ہم صرف کرنا' اور اس سمجھانے بجھانے اور راہ راست پر لانے میں صدافت کی ہم تا تیز سے کام لینا۔ اس اعلان اور دعوت ہیں جو تکلیف بھی ہیش آئے اس کو راحت جانا۔ جو مصیبت در پیش ہواس کو ہما۔ جو کا نے بھی اس وادی ہیں اس کے تلووں میں چبیس ، ان کورگ کی سمجھنا۔ اس حق کی آ واز کو دبانے کے لئے جو تو تیا بھی سرا تھائے اس کو کچل دینا' اور مال ومنال' اہل وعیال غرض جو چیز بھی اس سفر میں سنگ راہ ہوکر سامنے آئے اس کو ہنا دینا اور ان کی ان ساری کوشش و کا وش کا مقصد خدا کی رضامندی بھلوق کی خیرخوا تی اور اپنے فرض رسالت کی اوا گئی گئی ہوتا۔

یہ ہے انبیاء کی بہلیج ورعوت کامفہوم۔ دنیا میں جس قدر پیفیبرآئے انبوں نے اپنے فرض کواس ایٹاراور قربانی کے ساتھ انجام دیا اورا کی لیحہ بھی اپنے فرض کے اواکر نے میں کوتا ہی نہ کی اور آج دنیا میں جو پچھ خدا کی محبت بھائیوں کا پیار انسانوں کی ہدد ورجہ دوں کی اعانت اور دوسری نیکیوں کا اس سطح زمین پروجود ہے، وہ سب بواسطہ یا بلاواسطہ دانستہ باندائستہ انہیں کی وعوت و تبلیغ اور جدوجہد کا اثر اور نتیجہ ہے۔

دنیا کے بڑے ہے بڑے مفکر بڑے ہے بڑے شاعر بڑے ہے بڑے شاعر بڑے ہے بڑے تکیم اپنافرض خود بجھ لینایازیادہ ہے زیادہ دوسروں کو سمجھا نے اور ہرممکن زیادہ دوسروں کو سمجھا نے اور ہرممکن طریق سے اس کے بھیلانے اور ہرممکن طریق سے اس کے بھیلانے اور ہرمشکل کو جھیل

كر نافهمول كوحقيقت مجهات اوراندهول كوراه راست دكھاتے ہيں۔

انبياء يبهم السلام كى تعريف مِن خدا فرما تا ہے۔

﴿ ٱلَّذِيُنَ يُسَلِّعُونَ رِسُلْتِ اللَّهِ وَيَحُشُونَهُ وَلَا يَخْشُونَ آحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴾(احزاب) جواللہ كے پيغاموں كو پنجاتے ہيں اوراى سے ڈرتے ہيں اوراس كے سواكى سے نہيں ڈرتے اور اللہ بس ہے حیاب (اعمال) کے لئے۔

حفرت موی کو حکم ہوتا ہے۔

﴿ إِذْهَبُ إِلَى فِرْعَوُنَ إِنَّهُ طَعْي ﴾ (ط-١٤)

فرعون کے پاس جا کداس نے سرکھی کی۔

آنخضرت و المحضم ہوتا ہے کہ پیغام ربانی کی بے محاباتبلیغ کریں اور دشمنوں سے ندؤریں کہ تمہاری حفاظت کا خود شہنشاہ عالم فرمہ دارہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِغُ مَا أُنْزِلَ الِيَكَ مِنُ رَّبِكَ لَ وَإِنْ لَلَمُ ثَفَعَلُ فَمَا بَلَغُتَ رِسَالَتَهُ لَا وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ (ماتدوره)

اے پیغمبر! تیرے دب کے پاس سے جو تیری طرف اُ تراہے اس کو پہنچادے اور تونے نہ کیا تو تو نے اس کے پیغام کو پہنچانے کے فرض کوا دانہیں کیا۔اللہ تچھ کولوگوں سے بچائے گا۔

ان کی تبلیغ و دعوت میں تبشیر اورانذار دنوں ہوتے ہیں۔ تبشیر یعنی بشارت دینااور خوشخبری سنانا ،اورانذار یعنی خدا کے جلال سے ڈرانا ،عذاب البی کاخوف دلانااور لوگوں کوان کے انجام بدھ آگاہ کرنا۔اورانبیاء کی آیداس شان سے ہوتی ہے کہ خدا کی بندوں پر ججت تمام ہوجائے۔

﴿ رُسُلاً مُّبَشِّرِيُنَ وَمُنَذِرِيُنَ لِفَلاَ يَكُوُنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُدَّةً ' بَعُدَ الرُّسُلِ ﴾ (أما، ٢٣) بيسب يَغِيرِ فَوْجَرِي سَاتِ اور مِثيار وبيدار كرتے ہوئے آئے تاكہ تَغِيروں كَ آئے كے بعد لوگوں كيلئے خدا پركوئی جمت ندر ہے۔

ان سب نے پیغام الی پہنچانے کے ساتھ اپنی خیرخوائی دلسوزی واخلاص مندی کا اعلان کیا۔

﴿ أَبِلِّغُكُمُ رِسُلْتِ رَبِّي وَأَنَّا لَكُمْ نَاصِحُ آمِينٌ ﴾ (١٩اف-٩)

میں تم کوا پنے رب کے پیغام پہنچا تا ہول اور میں تمھاراا مانت دار خیرخواہ ہول۔

﴿ يَقُومُ لَقَدُ اَبُلَغُتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحُتُ لَكُمْ وَلَكِنُ لَا تُحِبُّونَ النَّصِحِيُنَ ﴾ (اعراف) اے میرے لوگو! میں نے اپنے رب کا پیام تم کو پہنچا دیا اور تمعاری خیر خواجی کر چکا الیکن تم خیر خواہ ہوں کو پیار نہیں کرتے۔

﴿ يَقَوُم لَقَدُ أَبُلَغُنُكُمُ رِسُلْتِ رَبِّى وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيُفَ اسْى عَلَى قَوْمٍ كَفِرِيُنَ ﴾ (اعراف ١١١) اے ميرے لوگو! ميں نے اپنے رب کے پيام تم کو پنچاد ئے اور تمعاری خيرخوا بی کر چکا تو پھر کیے نہ مانے والے لوگوں پر مِن فم کھاؤں۔

يېمى فرمايا كە:

﴿ لَا أَسْفَلُكُمُ عَلَيْهِ أَجُرًا إِنَّ أَجُرِى إِلَّا عَلَى لَّذِي فَطَرَبْيُ ﴾ (حود) من اپی تصبحت کی تم سے مزدوری نہیں ما نگما ہ میری مزدوری تو خدا پر ہے جس نے جھے کو پیدا کیا۔ ﴿ لَا أَسْفَلُكُمُ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجُرِى إِلَّا عَلَى اللّٰهِ ﴾ (حود) من اپنی تبلیغ کا بدارتم سے مال ودوات کا خوا ہاں نہیں ہول میری مزدوری تو خدا پر ہے۔

### ايك شبه كاازاله:

اس سلسلہ میں ہم کوایک اور غلط فہمی کو دور کرنا ہے جو بعضوں کوحضور ﷺ کی صفت تبلیغ کے سمجھنے میں پیش آئی ہے۔قرآن مجید میں متعدد آیتی اس معنی کی آئی ہیں کہ' رسول کا فرض صرف پیغام پہنچاوینا (ابلاغ) ہے' اس ہے آج کل کے بعض کوتاہ بینوں کو بید دھوکا ہوا کہ رسول کا فرض صرف''وحی الہی کی تبلیغ ہے'' یعنی قرآن پاک کے الفاظ کوانسانوں تک بعینہ پہنچادینااس کا کام ہے۔اس کے معانی کی تشریح اور مطالب کی توضیح کا نداس کو منصب ہے اور نداس کا اس کوحق ہے۔ان کے نز دیک مبلغ مسول کی حیثیت صرف ایک قاصداور نامہ بر کی ہے جوایک جگہ ہے دوسری جگہ خطاتو پہنچا دیتا ے۔ مگراس خط کے مفہوم ومعنی کی تشریح کا اُس کوحی نہیں ہوتا' بلکہ اس کو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ اس بندلفا فہ میں کیا ہے۔ شایدان کو بیددھوکا اس آیت کے علاوہ لفظ'' رسول'' ہے بھی ہوا ہے جس کے لفظی معنی پینمبراور قاصد کے میں' کیکن وہ لوگ پیرخیال نہیں کرتے کہ جہاں اس کورسول کہا گیا ہے' نبی (خبریانے والا) بھی تو کہا گیا ہے' مبشر (خوشخبری سانے والا) نذیر (ڈرانے والا) سراج منیر (روشن چراغ) صاحب حکمت صاحب فلق عظیم صاحب مقام محمود مجتبی (مقبول) مصطفیٰ (برگزیدہ) مبین (بیان اورشرح کرنے والا) معلم (سکھانے والا) مزکی (پاک وصاف کرنے والا) داعی الى الله (الله كى طرف بلانے والا) حاكم (فيصله كرنے والا) مطاع (واجب الاطاعة) آمر ( تحكم دينے والا) نابى (روكنے والا) بھی تو کہا گیا ہے۔ کیا بیاوصاف والقاب اس کی ای حیثیت کوظاہر کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک پیغام پہنچانے والا قاصد ہے؟ جس کواصل پیغام کے مفہوم ومعنی ایک معمولی قاصداور نامہ برگی طرح کوئی سروکارنہیں؟ اس کے پیغام کے مفہوم ومعنی کی تشریح وتفسیر کا آج تو ہر عربی دان کوحق حاصل ہے اور اس کی اصل حقیقت تک پہنچ جائے کا ہر مدعی کو دعوی ہے مگرخودصا حب پیغام کواپنی پنجیبری کے وقت نہ مفہوم ومعنی کاعلم تھا'اور نہاس کی تشریح کااس کوحق تھا اِنْ ہلڈا لَنَہ ہے' ۃ عُماتُ ہم نے پچھلے صفحات میں جو کچھ لکھا ہاس سے اس غلط خیال کی پوری تر وید ہو جاتی ہے۔

ان کے اشتباہ کی ایک اور وجہ ہے کہ اسلام میں شرع اور وضع قانون کا حق صرف اللہ تعالی کیلئے تسلیم کیا گیا ۔ ۔ وہی اصلی شارع ہے۔ اب اگر رسول کو بھی وہی کتابی سے الگ شرع بنانے کا حق تسلیم کیا جائے تو خدا کے سواایک اور شارع تسلیم کرنا ہوگا 'لیکن اس کا پہلا جواب تو ہے ہے کہ ہم رسول کو شارع نہیں شارح قرار دیتے ہیں۔ کیا عدالت کی کری بر بیٹھ کرنج جب حکومت کے قانون کی توضیح وتشریح کرتا ہے۔ تو وہ اپنے اس عمل سے سلطان وقت بن کر واضع قانون کا مضعب حاصل کرتا ہے۔ یا صرف قانون کے مفہوم کا شارح ہوتا ہے؟ یہی حیثیت آسائی عدالت کے اس قاضی کی ہے جس کو ہم نبی اور رسول اور معلم اور مبین کہتے ہیں۔

دَوسراجواب میہ مجاکداللہ تعالی اپنے ہر پیام اور مقصد اور مفہوم اور فیصلہ سے صرف وحی کے ای طریقہ خاص کے ذریعہ کے ذریعہ اپنے پنیغبر کو مطلع نہیں فرما تا' جس طریقہ خاص سے قرآن مجید نازل ہوا ہے بلکہ وہ اپنی تینوں قسموں کے ذریعہ سے اغراض اس رسول پرواضح کرتا ہے' اور ان میں سے ہر طریق کی وحی کی اطاعت تمام امت پر فرض ہے' خواہ وہ وہ می ہوجو الفاظ البی کی قید کے ساتھ آئی ہو' جس کو قرآن کہتے ہیں' یا ربانی مفہوم ومعنی رسول کے الفاظ میں اوا ہوں' جس کو حدیث وسنت کہتے ہیں۔ الغرض خواہ وہ کتاب البی کے ذریعہ ہے ہو یا حکمت ربانی کے نین سے ہو۔

قرآن مجیدگی وہ آبتیں جن کے معنی ہے ہیں کہ' ہمارے رسول پرصرف پیغام پہنچانا ہے' ان کا پیغشانہیں کہ وہ صرف پیغام پہنچانے والا ہے' خوشخبری سنانے والانہیں' ہشیار و بیدار کرنے والانہیں' پیغام الہی کے الفاظ سنانے کے بعدان کی تعلیم وینے والانہیں' آبات الہی کی تبیین وتشریح کرنے والانہیں' رہنمااور ہادی نہیں' نجاستوں سے پاک وصاف کرنے والانہیں' ایسا کہنا قرآن کا افکارا ورعقل ونہم کا ماتم ہے۔قرآن میں کئی جگہ ہے۔

﴿ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْدِرٌ ﴾ (ص رعد انعات)

توتوصرف ڈرستانے والاہے۔

ايك جگه ب:

﴿ إِنَّمَا أَنَا مُنكِذِرٌ ﴾ (ص-٥)

میں تو صرف ڈرسنانے والا ہول۔

کیاان آیوں کامفہوم یہی ہے کہ ڈرسنانے کے سوارسول کا کام بشارت اور خوشخبری سنانانہیں اور وہ صرف منذر ہے مبشرنہیں۔اصل میہ ہے کہ اس قتم کی آیوں۔

﴿ إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ﴾ (١، ١٥)

ہارے رسول پرصرف پیغام پہنچادینا ہے۔

کامفہوم بینہیں ہے کہ وہ صرف پیغام رساں اور قاصد ہے مبین اور شارح نہیں بلکہ بیہ ہے کہ اس کا کام صرف خدا کا پیغام پہنچا و بیتا ہے زبردی لوگوں کے دلوں میں اس کا پیغام اتار و بیتا نہیں 'بزور لوگوں کو مسلمان بنا دینا نہیں 'جرآمنوالینا نہیں اور نہ پیغام پہنچا و بینے کے بعد لوگوں کے کفروا نکاروعدم ایمان کی ذمہ داری اس پر ہے۔قرآن پاک میں جہاں جہاں اس معنی کی آبیتیں آئی جی ان کا مشاء یہی اور صرف بہی ہے۔قرآن پاک کی تیرہ مختلف آبیوں میں یہ بات کہی گئی ہے اور ہر جگہ یہی ایک مفہوم ہے۔

﴿ وَ قُلُ لِللَّذِينَ أُوْتُوا الْكِتُبَ وَالْاُمِيِّينَ ءَ اَسُلَمُتُمُ ﴿ فَإِنْ اَسُلَمُوْاَ فَقَدِ اهْتَدَوُا وَإِنْ تَوَلُّوا فَإِنَّمَا عَلَيُكَ الْبَلْغُ ﴿ وَاللَّهُ بَصِيرٌ ﴾ بِالْعِبَادِ ﴾ (آلعران)

کتاب والوں اور ان پڑھوں سے کہد و کے کیاتم نے اسلام قبول کیا اگر کیا تو ہدایت پائی اور اگر منہ پھیرا تو تھھ پر (اے رسول) صرف پیام پہنچا تا ہے اور اللہ بندوں کود کمھنے والا ہے۔

مفہوم بالکل ظاہر ہے کہ اسلام کی ہدایت قبول کرنے میں کوئی زبردی نہیں۔اگر لوگ قبول کریں تو انہوں

نے حق کی راہ پائی اور اگرا نکارکریں تورسول کا کام صرف پیغام پہنچا دینا تھا' وہ اس نے پہنچا دیا۔اس کا فرض ادا ہو چکا'اب خدا جانے اور اس کے بندے جانیں۔

> ﴿ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴾ (رعد-٢) تو تيرافرض صرف پيغام پنجادينا ہے اور ہمارافرض ان سے حساب لينا ہے۔

> > اں کی مزید تفصیل سورہ غاشیہ میں ہے۔

﴿ فَلَا كِبُرُ اِنَّمَا آنَتَ مُذَكِرٌ وَلَسُتَ عَلَيْهِمُ بِمُصَيْطِرٍ وَاللَّا مَنُ تَوَلَّى وَكَفَرَ وَ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ اللَّا كُبْرَه إِنَّ النِّنَا إِيَابَهُمُ و ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمُ ﴾ (فاثير)

تو (اے ویغیر!) تو نصیحت کراتو تو صرف نصیحت کرنے والا ہے ان پر داروغینیں لیکن جس نے منہ پھیرا اورا نکار کیا تو غدااس کو بڑی سزاد ہے گا۔ بے شک پھر ہماری ہی طرف اوٹ کرآتا ہے اور جمیں پران کا حساب ہے۔

یجی مفہوم سورۂ شوری میں ہے کہ رسول کا کام صرف شمجھا نا اور تبلیغ کرنا ہے۔ وہ سلطان ، کارفر ما' واروغہ اور فر ما نروا بنا کرنہیں بھیجا گیا کہ لوگوں ہے ہزورائی بات منوالے۔

﴿ فَإِنْ آعُرَضُوا قَمَا آرُسَلُنْكَ عَلَيْهِمْ خَفِيظاً ﴿ إِنْ عَلَيْكَ الَّا الْبَلْغُ ﴾ (عرى)

تواگروہ انکارکریں تو ہم نے تھے کوان پرنگہبان بنا کرنہیں بھیجا' تیرا کامصرف پہنچادینا ہے۔

کا فروں نے جب بھی رسولوں کو جھٹلا یا انہوں نے یجی کہا کہ ہمارا کا م پہنچا دینا ہے ماننے ند ماننے کا تمہیں

اختيار ہے۔

﴿ قَـالُـوُا مَا آنَتُمُ إِلَّا يَشَرُ مِثُلُنَا وَمَا آنُوَلَ الرَّحُمْنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ آنَتُمُ إِلَّا تَكُذِبُونَ ٥٠ قَالُوا رَبَّنَا يَعْلَمُ إِنَّا الْبِكُمْ لَمُرْسَلُونَ ٥٠ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ﴾ (يَين ١٥١ ـ ١٤)

کا فروں نے کہاتم تو ہماری ہی طرح آ دی ہو۔خدانے بچھنیں اتارا تم جھوٹ کہتے ہو۔رسولوں نے جواب دیا ہمارا پروردگارخوب جانتا ہے کہ ہم جیسے ہوئے بین اور ہمارا فرض صرف کھول کر پہنچادینا ہے۔

خود الله تعالیٰ نے بھی رسولوں کوتسلی دی ہے کہ ان مشکروں کے انکارے دل شکتہ نہ ہوں'ا گلے پیغمبروں کے مشکروں نے بھی یہی کیا تھا۔ پیغمبروں کا فرض اوگوں کومنوا نانہیں' بلکہ ان تک ہمارا پیام پہنچا نا ہے۔

﴿ وَقَالَ اللَّذِينَ اشْرَكُوا لَوْشَاءَ اللَّهُ مَا عَنَدُنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحُنُ وَلَا الْبَاوُنَا وَلَا حَرِّمُنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ مَا كَذَلِكَ فَعَلَ اللَّهُ مَا عَنَدُنَا مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلْغُ الْسُينُ ﴿ الْمُولِمُ اللَّهِمُ مَا اللَّهُ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلْغُ الْسُينُ ﴿ اللَّهُ عَلَى الدَّوْنَهُ وَمِ عَلَى الرَّسُلِ اللَّهُ النَّهِ اللَّهُ اللَّهُ مَا اللَّهُ مَا اللَّهُ مَا اللَّهُ عَلَى الرَّسُلُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ مِنْ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ مَا اللَّهُ اللّهُ اللَّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ اللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ ال

﴿ وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدُ كَذَّبَ أُمَّمُ مِنْ قَبُلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْعُ الْمُبِيْنُ ﴾ (علوت ١٨) الرَّمَ جِنلاوَتُو (كيابَ) مَمْ سِيطِ بِهِي قو مِن جَنلا چكي بين اوررسول يِنبين ليكن كلول كر پنجياويتا۔ رسول كا كام ببنجياديتا بُ باقي علام الغيوب جوجيا ہوكرے۔ ﴿ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلغُ ﴿ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبُدُونَ وَمَا تَكُتُمُونَ ﴾ (مائده) رسول پرنبیں ہے لیکن پہنچادینا اوراللہ جانتا ہے جوتم ظاہر کرتے ہواور جو چھپاتے ہو۔ بقید آبیتی حسب ذیل ہیں جوایک ہی مفہوم کواوا کرتی ہیں۔

﴿ وَأَطِينُهُوا اللّٰهُ وَ أَطِينُهُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُواْ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعُلَمُواْ النَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْعُ الْمُبِينُ ﴾ (مائده) اورالله كان اورسول كي بات ما نواور بجؤاورا كرتم نے منه بجيرا توجان اوك مارے دسول پرسرف كھول كر پہنچاويتا ہے۔ ﴿ قُلُ اَطِينُهُو اللّٰهَ وَاَطِينُهُوا الرَّسُولَ ، فَإِنْ تَوَلَّواْ فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِلُتُمْ وَإِنْ تُطِينُهُواْ اللّٰهِ وَاَعِلَيْهُوا الرَّسُولَ ، فَإِنْ الْبَلْعُ الْمُبِينُ ﴾ (اورت)

کہدد ہےاہے پیغیبر!اللہ کی اطاعت کرواوررسول کی اطاعت کرو' کچرا گروہ منہ پھیبریں تو رسول پروہ ہے جس کا اس پر بو جھ ہے'اورتم پروہ ہے جس کا بو جھتم پر ہے'اگراس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے'اوررسول پرنہیں لیکن کھول کر پہنچادینا۔

﴿ كَذَٰلِكَ يُتِهُمْ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمُ لَعَلَّكُمْ تُسُلِمُونَ ٥ فَإِنْ تَوَلَّوُا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلِغُ الْمُبِينُ ﴾ (عليه) ای طرح الله تم پراینا احسان پورا کرے گا تا کهتم مسلمان ہوجاؤ اورا گرانہوں نے منہ پھیرا تو تھے پرسوا اس کے پچھے نہیں کہ کھول کر پہنچا دے۔

﴿ وَاَطِينُعُوا اللّٰهِ وَاَطِينُعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمُ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ﴾ (تغابن ٢٠) اورخدا كاكهاما نواوررسول كى فرما نيروارى كرورا گرتم نے مند پھيرا توجارے دسول پرصرف كھول كر پہنچا دينا ہے۔ يَجْمِركا قول ہے۔

﴿ فَإِنْ تَوَلُّوا فَقَدُ آبَلَغُتُكُمُ مَا أَرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمُ ﴾ (حور)

تواگرتم منہ پھیروتو میں جو بیام دے کرتہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ میں نے تم کو پہنچاد یا ( بعنی میرافرض ختم ہو چکا )

ان تمام آینوں کا تعلق نبوت کے مشکروں ہے ہے۔ یہاں پر بینکتہ بھی لحاظ کے قابل ہے کہ جولوگ ہنوز نبوت کے مشکر ہوں ان ہے رسول کا تعلق صرف تبلیغ وہیجت پندوموعظت اور سمجھانے کا ہے لیکن جوخوش قسمت اقر ار نبوت کی مشکر ہوں ان سے رسول کا تعلق رسول ہے پھرا تباع و پیروی واطاعت کا ہوجا تا ہے اس کے بعدرسول ان کو تبلیغ معادت کو حاصل کرلیں کو پھران کا تعلق رسول ہے پھرا تباع و پیروی واطاعت کا ہوجا تا ہے اس کے بعدرسول ان کو تبلیغ بی نہیں بلکہ امرو نہی بھی کرتا ہے۔ کوئی حکومت دوسرے ملک کے کئی باشندے کو زبردتی اپنی رعایا نہیں بناتی 'لیکن اگر کوئی شخص از خوداس حکومت کی رعایا بننے جائے گا کہ رعایا بننے کے مشخص از خوداس حکومت کی رعایا بنن جائے گا کہ رعایا بننے کے معنی ہی اس کے قانون کے قبول کرنے کے جیں۔

# انبياء كاتعليم كالتيازي نتيجه

 دوسرے پیغیبرول کودیا تھا'اورای کا نام اسلام ہے'' لیکن انبیاء کی تعلیم کا اہم الاصول اورسب ہے ضروری جز تو حید ہے اوروہی نبوت کے ساز کا اصلی اوراز لی ترانہ ہے۔

ممکن ہے کہ دنیا میں اسلام سے پہلے بہت ہے اچھے لوگ گذرے ہوں ان کی دعوت بھی مفید ہوان کے اخلاقی وعظ بھی دل پہند ہوں وہ بونان کے حکیم ہوں کیا ہندوستان کے او تار کیکن ان کی تعلیم میں اگر تو حید کی وعوت شامل نہیں تو وہ نبوت کے رتبہ کے قابل نہیں' کہ پیغیبرانہ تعلیم کی پہیان ہی تو حید کی دعوت ہے۔اگریڈ بیس تو نبوت بھی نہیں' فرمایا ﴿ وَمَا أَرْسَلُنَا مِنْ قَبُلِكَ مِنْ رَّسُولِ إِلَّا تُوْجِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا آلِهَ إِلَّا آنَا فَاعْبُدُونَ ﴾ (انبياء) اور ہم نے جھے سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجالیکن ان کو بیوجی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی پرستش کرو۔ ﴿ وَلَقَدُ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَن اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاعُونَ ﴾ (تمل) اور ہرقوم میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ خدا کی عبادت کرواور بتوں سے پر ہیز کرو۔

اس معلوم ہوا کہ تعلیمی حیثیت سے نبوت کی شناخت اس سے ہونکتی ہے۔اسلام سے پہلے جس مدمی نبوت کی تبلیغ کا ہم ترین جزوتو حید نہیں اس کو دعوائے نبوت کا کوئی حق نہیں۔

## نبوت کی غرض وغایت:

ا نبیاء علیهم السلام کی آید کی غرض و غایت کوشاعرانه زبان اور خطیبانه جوش بیان میں بہت مجھ بتایا جا سکتا ہے' کین یہاں مقصودیہ ہے کہ ان اغراض کو گنایا جائے جومحمد رسول اللہ اللہ کی وحی مبارک کی زبان ہے ادا ہوئے ہیں۔اصل دعویٰ وی ہے جس کو مدعی ظاہر کرتا ہوئے کہ گواہ۔

ا نبیاء کی بعثت کی سب ہے پہلی غرض اس روز انست کے بھو لے ہوئے از لی عہد و پیان بندگی کی یا د د ہانی ہے۔ ﴿ وَإِذْ آحَدَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي ادَمَ مِنْ ظُهُ وُرِهِمَ ذُرِّيَّتَهُمُ وَأَشْهَدَهُمُ عَلَى آنْفُسِهِمُ آلسُتُ بِرَبِّكُمُ مَا قَالُوا بَلَى شَهِدُنَا آنُ تَقُولُوا يَوُمَ الْقِيلَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنُ هَذَا غَفِلِينَ ﴾ (١٦/ف) اور جب تیرے رب نے بنی آ دم کی چیخوں ہے ان کی نسلوں ہے عبد لیا' اور ان کوخود اپنے او پر آپ گواہ کیا کہ کیا میں تمہارا پر در د گارنبیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں تو ہے ہم نے گواہی دی محت کے دن پینہ کہو کہ ہم اس كوبھول گئے تھے.

اس کئے ضرور ہوا کہان کوموقع بموقع ان کا بیوعدہ یا دولا یا جائے۔

یمی وجہ ہے کہ رسول کی بعثت کی ایک غرض میں بھی بتائی گئی ہے کہ اس کا وجود بنی آ وم پراتمام ججت ہے۔ ممکن ے كه آ دم كے فرزندىيە بجاعذركرين كه بم كوكوئى يادولانے والانبين آياتو فرمايا۔

﴿ رُسُلًا مُّبَشِرِيُنَ وَمُنَاذِ رِيْنَ لِفَالَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةً ، بَعُدَ الرُّسُل ﴾ (الماء) رسول خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تا کہرسولوں کی آید کے بعدلوگوں کے لئے خدا پر کوئی ججت باقر

ندر ہے۔ تذکیر کے بعد نبی کا فرض اولین ہدایت اور رہنمائی ہے کہ وہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کے مظہر اور مور د

میں ای لئے ایک آیت میں تی اوررسول کے لئے بادی کالفظ آیا ہے فرمایا

﴿ وَلِكُلِّ قُومٍ هَادٍ ﴾ (سر)

اور برقوم كے لئے أيك راه دكھائے والا آيا۔

سورة شوري مين فرمايا\_

﴿ وَإِنَّكَ لَتَهُدِي اللَّي صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾ (شري)

اورتوا ، پنجبرسیدهی راه د کھا تا ہے۔

سورہ انبیاء میں بہت سے پیمبروں کے ذکر کے بعد ہے۔

﴿ وَجَعَلُنْهُمُ آئِمَّةً يُّهُدُونَ بِأَمْرِنَا ﴾ (انباء)

اورہم نے ان پیغیروں کواپیا پیشوابتایا بوہمارے حکم ہےراہ دکھاتے تھے۔

ای طرح ان آسانی کتابوں کوجوان کودی گئے تھیں بار بار ملدی (ہدایت) کہا گیا ہے اور کہیں ان کوضیاءاور نور (روشن) کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اس ہدایت اور رہنمائی کا دوسرامغہوم یہ ہے کہ وہ بندگان اللی کو باطل کے اندھیرے سے نکال کرخق کی روشنی میں لاتے ہیں۔انسان جب فاسد خیالات بیہودہ افکار بے سودا عمال کی تاریکیوں میں پینس کرفطری بصیرت اور روحانی معرفت کے توریب کے بین انبیاءان اندھوں کے ہاتھ پکڑ کران کوظلمات سے انوار میں لاتے ہیں ان کوشک کی مجرفت جبل کی میکھنے بالان کوشک کی میکھین' جہل کی میکھنے باطل کی میکھیت اور ظلمت کے بجائے نورعطاء کرتے ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَى عَبُدِهِ ايْتِ بَيِّنْتِ لِيَخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمْتِ إِلَى النُّورِ ﴿ (حديد) وتى الله جوائي بنده يركملى آيتي اتارتائ تاكدوه تم كوتار يكيول عنور من لائد

اس دنیا کی خیات صرف اعتدال میں ہے۔ جب بھی مزاج انسانی کی طرح اس کے ان عناصر میں جن ہے اس کی ترکیب ہوئی ہے افراط و تفریط پیدا ہوگا ، روئے زمین پر فسادرونما ہوگا۔ انسانی جماعتوں اور قوموں میں بھی بیر از و جب اعتدال کے معیار پر پوری نہ ہوگئ کو وقول پلے برابر نہ ہوں گے۔ آسان ہے زمین تک ایک ایک ذرہ اعتدال کی جب اعتدال کی معیار پر پوری نہ ہوگئ کو وقول پلے برابر نہ ہوں گے۔ آسان ہے زمین تک ایک ایک ذرہ اعتدال کی تراز و میں تلا ہوا ہے۔ کیمشری اور علم الا فلاک کا واقف کا راس تر از وکوا پی آسموں ہے دیکھی ہور ترت کرتا ہے کہ کہیں ایک ذرہ کی کئی بیٹی نہیں ہے۔ جس طرح اس مادی دنیا میں بیچرت انگیز تو از ن ہے تھیک ای طرح روحانی اور اخلاقی دنیا میں بھی اس تو از ن کی ضرورت ہے۔ عقائد ہوں کہ عبادات اخلاق ہوں کہ معاملات ای تو از ن کا نام حق اور عدل ہے فر مایا میں بھی اس تو از ن کی ضرورت ہے۔ عقائد ہوں کہ عبادات اخلاق ہوں کہ معاملات ای تو از ن کا نام حق اور عدل ہو آلا

و والسماء رفعها وو تُخسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴾

اورآ سان کواو نیچا کیااورتراز ورکھی کہاس تراز و میں تھی بیشی نہ کر ڈاورتو ل کوٹھیک رکھواورترا تہ وکو گھٹاؤ نہیں۔

بیتوازن اور برابرتول جو بارادہ اور باختیار دنیا کے ذرہ ذرہ اور اس کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک کام میں خالق فطرت کے اندازہ اور تقدیرے قائم ہے بھی توازن اور برابر کی تول رسولوں کے ذریعہ آئی ہوئی میزان شریعت کے مطابق ذی ارادہ اور خود اختیار انسانوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبش میں ہوتی چاہئے۔ بے ارادہ دنیا کی میزان کا نام قانون شریعت ہے۔ بے ارادہ دنیا کا نظام عدل ای خدائی میزان کا نام قانون شریعت ہے۔ بے ارادہ دنیا کا نظام عدل ای خدائی میزان فطرت سے چل رہا ہے۔ اگر اس میزان میں ایک ذرہ بھی کی بیشی ہوجائے تو عالم کا نظام درہم برہم ہوجائے ۔ اس طرح انسانی دنیا کی سکینت طمانیت اور امن وامان کا نظام ای میزان شریعت کے ذریعہ قائم ہوسکتا ہے اگر بینہ ہوتو اس کے نظام کا درہم برہم ہونا بھی لازی ہے فرمایا:

﴿ لَقَدُ أَرْسَلُنَا رُسُلَنَا بِالْبَيْنَاتِ وَ أَنْوَلْنَا مَعْهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسُطِ ﴾ (عديه) بم نے بے شہدا ہے تیجبروں کو کھلی دلیس دے کر بھیجا اوران کے ساتھ کتاب ادر میزان اتاری تاکہ لوگ عدل کو قائم کریں۔

ا نبیا آء کی بعثت کی میغرض و عایت که لوگ شریعت کی میزان کے مطابق عدل اور تو از ن کو قائم رکھیں اس موجود ہ و نیا بی کے نظام کی امن وسلامتی کے لئے ہے۔ آج بورپ کے اتحاد کی گونج نے و نیا کے گوشہ کوشہ کو پرشور بنادیا ہے آج ر سولوں کی اہمیت اور ان کی تعلیمات کی ضرورت پر شکوک وشبہات کی ژالہ باری ہور ہی ہے کیکن وہمی و خیالی مباحث ہے قطع نظر کر کے مملی حیثیت ہے دنیا کی ایک ایک الیک اللیم اور ایک آیٹ آبادی کا جائز ہ لؤ آج جہاں کہیں بھی جائی کی کوئی روشنی اور حقیقت کی کوئی کرن چمکتی ہے وہ ای مطلع خورشید ہے چھن کرنگلی ہے۔کوئی وین دار ہویا ملحد' خوش عقیدہ ہویا بےعقیدہ' یونان کا حکیم ہو یا افریقه کا جامل یورپ کا متدن ہو یا صحاریٰ کا دحشیٰ روی ہو یا زنگیٰ عیسوی ہو یا موسویٰ بت پرست ہو یا موحدُ مجوی ہو یا ہندؤ مسلم ہو یاغیرمسلمُ شہری ہو یا دیہاتی' ہمالیہ کی چوٹی پر آ باوہو یا زمین کی گہرائی میں' کہیں بھی ہو' کوئی بھی ہؤاگروہ اللہ کے نام کی عظمت ہے واقف ہے اور نیکی اور بدی کی تمیز ہے آشتا ہے تو وہ خدائی رسولوں اور ربانی پنجبروں کے علاوہ کس معلم کی کوششوں کاممنون ہے؟ آج جہاں بھی عدل ومیزان کا وجود ہے' وہ کسی یونانی حکیم یا پورپین فلاسفر کی تعلیم وتصنیف وتقریر وخطبه کا اثر نہیں ہے بلکہ طبقہ انبیاء بی کے بے واسطہ یا بواسطہ تعلیمات کا بتیجہ ہے۔ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں کیے ہی بدترین مبلغ سہی مگر نیکی عدل احسان ، ہدر دی نیکو کاری حسن خلق کی تعلیم ، تبلیغ اور دعوت ان ہی کی زبانوں ہے ہورہی ہے۔ جورسولوں کے پیرواور پیغمبروں کے تابع ہیں، جوعقیدہ کے محد ہیں ان کوبھی نیکو کاری ان ہی پنجبروں کے نادانستہ فیضان تعلیم کا نتیجہ ہے۔اس بنا پر جولوگ ذہنی طور پر پنجببروں کے منکر ہیں' وہ بھی عملی طور ہے ان کی تعلیم کے مقراور معترف ہیں ای لئے انبیاء" کا وجود تمام دنیا کے لئے رحمت بن کر ظاہر ہوا ہے۔قرآن نے آسانی کتابوں کو بار بار رحمۃ وحدی رحت اور رہنمائی کی غرض ہے جیجنے کا جواعلان کیا ہے وہ تمام تر اسی غرض و عایت کی تشریح ہے ای لئے خاتم نبوت محمد رسول اللہ علیہ کی ذات والاصفات تمام عالم کے لئے رحت بن کرآئی فرمایا:

> ﴿ وَمَا أَرُسَلُنَكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴾ (انبياء) اور ہم نے تھے کو (اے محمد!) تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

> > نائيدونفرت:

انبیاء میں السلام جومقصد لے کرآتے ہیں خواہ کسی قدرمشکلات پیش آئیں کتنی ہی رکاوٹیس ہوں کتنی ہی

تکلیفوں اور زحمتوں کا سامنا ہو بالآخروہ مقصد کا میاب ہی ہوتا ہے۔ پیغیبروں کی سیرت اور ان کی وعوت کی تاریخ خوداس وعویٰ پر گواہ صادق ہے۔قرآن نے کہا:

﴿ وَلَقَدُ سَبَقَتُ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِ نَا الْمُرْسَلِينَ ٥ إِنَّهُمْ لَهُمْ الْمَنْصُورُونَ ٥ وَ إِنَّ جُنُدَنَا لَهُمُ الْعَالِبُونَ ﴾ (الشُّف )

اور ہماری بات اپنے رسول بندول کے لئے پہلے ہی طے ہو چکی ہے کہ یقینا انہیں کی مدد ہوتی ہے اور ہمارالشکر ہی غالب ہوتا ہے۔

نصرف اس ونيام بلك حشرك ون بحى الهي كواوران ك ذريع الله ايمان كوكاميا في موكى \_ ﴿ إِنَّا لَنَنْ صُرُّرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ امْنُوا فِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُه، يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّلِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمُ سُوَّةُ الدَّارِ ﴾ (موسَ ١٥٥٥)

اور بے شبہ ہم اپنے رسولوں کی اورا بمان والوں کی مدداس د نیا میں کرتے ہیں'اوراس دن بھی جب گواہ کھڑ ہے ہوں گئے جس دن گئچگاروں کوان کے بہائے کام نہ دیں گے ۔ان پر پیٹکار ہوگی اوران کے لئے برا گھر ہوگا۔

پیغیروں پرایے بھی بخت وقت آتے ہیں جب ان کواپئی توم کے قبول ہدایت کی طرف سے پوری مایوی ہوجاتی
ہوجاتی
ہے اور امید کی روشنی کسی طرف سے دکھائی نہیں دین اور عذاب میں ویر ہونے کے سبب سے ان کے منکریہ بجھنے لگتے ہیں
کہ ان کو عذاب کی دھمکی جھوٹ دی گئی تو دفعتہ امید کا درواز و کھلٹا ہے اور خدا کی تائید ونصرت کے پر سے اس طرح آتے
دکھائی دیتے ہیں کہ صالح لوگوں کے دل قبول کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور معاندوں پر کسی نہ کسی طرح عذاب آ کر
ان کا استیصال ہوجا تا ہے فرمایا۔

﴿ حَتَّى إِذَا اسْتَيْفَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْ آ اَنَّهُمْ قَدُ كُذِبُوْ ا جَآءَ هُمْ نَصُرُنَا ﴾ (يسف) يهال تک کدجب پيمبرول کو (اپن قوم کے ايمان ہے) مايوى ہوئے گلى اوران کے مظرول کو بيخيال ہونے لگا کہ ان ہے جھوٹ کہا گيا تو ہمارى مدرآ گئی۔

اللہ تعالیٰ کی اسی تائید و نفرت و حفاظت دعوت کا پہیفین ان کو ہوتا ہے کہ وہ ہرمشکل کو اس راہ میں جھیل لیتے ہیں ا اورا پے سروں کو ہتھیلیوں پر لئے گھرتے ہیں۔ مخالفوں کی فوج و نشکر تنے و خبر اور خوف و خطر کے باوجودا پی دعوت و تبلغ کے فریضہ ہے باز نہیں آتے 'اور کسی وام پر بھی مخالفوں سے سلح پر آ مادہ نہیں ہوتے ۔ منکروں کو شروع شروع میں ان کی ظاہری ہے جارگی اور تنہائی کو دیکھ کران کی ناکامی کا گمان ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے سونظن کی تر دید کر کے فرماتا ہے:

﴿ فَلاَ تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخُلِفَ وَعُدِم رُسُلَهُ ﴾ (ابراتيم)

سوتو مت خیال کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعد وخلافی کرےگا۔ ازل کے دن ہی بیر قانون بن چکا ہے کہ سچائی کے ان پیکار نے والوں ہی کی آخر جیت ہوگی۔

﴿ كَتُبَ اللَّهُ لَا غُلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ﴾ (مجادله)

الله لکھے چکا کہ میں ہی غالب ہوں گا اور میرے رسول۔

خاتمه: ال تفصيل اورتشريح مقصود ناظرين كونبوت كاصلى كمالات كالكي جلوه دكها ناتها\_

آ میند راز گویر را شناس آ مجید را نه پداری بدست جزوے که گوہرے آری بدست چول گرآ مديست شب چاغ آ جين شدس چون پرزاغ فكفى اندربن حاه نزمند نروبال دارد بخورشيد بلند روبانش می برد تاچند ارش پس بخاک افتد گون گشته سرش وال چیبر خود زبام آسال رشته اقلنده سوئے خاکیال رشتہ جال رابدیں رشتہ بتاب ہی برآ تابارگاہ آقاب زآ ان پینیبر آوازت دید فلفی ازخاک پروازت دید

فلىفى را از پيمبر و اشناس

این ز دورت رونماید سوئے جال وال بخواندخود ترازكوئے جال كے



سيرت النبي

#### 100

# شبظلمت

# بیغیبراسلام کی بعثت کے وقت دنیا کی مذہبی اوراخلاقی حالت

اگرید کی ہے کہ دنیا کی ہرشے اپی ضد ہے پیچانی جاتی ہے بارش کی ختی سخت اس کے بعد ہی زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی ہے روشنی کی پوری قدرشب تارینی میں ہوتی ہے اور فضا جس قدر تاریک ہو بھی کی چیک اتنی ہی زیادہ درخشاں نظر آتی ہے تواس میں شبہیں کہ ہراصلاحی تحریک وقعت اور عظمت کے جانچنے میں بیافاظ رکھنا چاہئے کہ دنیا اس وقت کنٹنی گراہی میں جتلا اور اصلاح کی مختاج تھی اور ایسی اصلاح کی مختاج تھی جس کے لئے پیغیر الزہ دست و بازوکی حاجت تھی اور وہ بھی اور وہ بھی ایک اسلاح کی مختاج تھی جس کے لئے پیغیر الزہ دست و بازوکی حاجت تھی اور وہ بھی اور وہ بھی ایک ایسے تو غیر کے دست و بازوکی جس کے متعلق خود خدا بیفر ما چیا۔

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ م يَدُ اللَّهِ فَوْقَ آيَدِيْهِم ﴾ ( فق )

جوتیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اوران کے ہاتھوں کے اوپر خدا کا ہاتھ ہے۔

اسلام یا محدرسول اللہ وہ اللہ کے پیغام اور تعلیم کے متعلق ہما را یہ دعوی ہے کہ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان روحانی و اخلاقی معاشرتی دعوت تھی اس بناء پر ہمیں ہید دیکھنا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت و نیا کی کیا حالت تھی ؟اس وقت کی و نیا کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ وہ ایک ایسا کرہ ارضی تھا جس پر آفناب نہیں چمکتا تھا تو بالکل بچ ہوگا متمام دنیا ہیں سچے اور سیح عقیدہ کا کہیں وجود نہ تھا اور مختلف سیاروں اور متعلق مصروبو تان وروم میں سورج نچا نداور مختلف سیاروں اور ساتروں کی خدائی تھی انہیں کے معبد تھے اور انہیں کے ناموں پر ہے گناہ انسانوں اور جانوروں کی قربانیاں چڑھائی جاتی متعیں ہر جگہ پھرکی مورتوں اور مثی کی صورتوں اور سونے جاندی اور جواہرات کے بتوں کی بچوا کی جاتی تھی۔

اس وقت کی و نیا میں اخلاق کے تین مطلم سے رواتی میسائی اور پودھ مت کے پیرو اور بیتیوں کے تینوں تجو تر بہانیت اور جوگی پن میں جتا ہوکراس طرح عضو معطل ہوگئے سے کدونیا کا دست ترتی شل ہوکر روگیا تھا اورالی سخت سنگدلا نہ ریاضتوں کو نیکی اور عبادت کا متر اوف ججو رکھا تھا کہ آج آئی تفسیلات سننے ہے بھی رو نگنے کھڑے ہوتے ہیں۔

میگ دیا جہ کہ سے کہ سے نے چھ صدی قبل تزکی نفس کے پچھ درس دیئے سے لیکن مدت ہوئی و نیا اس سبق کو بھلا چکی سی سی ہی ہی جی تر ہوات و نہات کی ایک شمع جلائی تھی لیکن فتنوں اور ہنگا موں کی آئی میں میں سی ہی ہی جی اس کی بھی ہوئی کہ زرد شت نے روحا نہیت کی آگ ساگائی تھی سی چراغ طور بھی جل کرگل ہوگیا تھا اور پھر بی بھی ج ہے کہ مدت مدید ہوئی کہ زرد شت نے روحا نہیت کی آگ ساگائی تھی سی چیاڑوں اور عاروں کی چھینٹوں سے سردہ ہو چکا تھا، یہ بھی چ ہے کہ اس سے بھی پہلے بودھ نے آریہ ورت کے لیکن یہ شعلہ بھی انسانی خون کی چھینٹوں سے سردہ ہو چکا تھا، یہ بھی چ ہے کہ اس سے بھی پہلے بودھ نے آریہ ورت کے پہاڑوں اور عاروں کی بیلے بودھ نے آریہ ورت کے بہاڑوں اور عاروں کو بے نام ونشان صحرا اور میا روں کو در ندوں کا بھٹ بنا دیا تھا، ہر قوم دوسری قوم ہو مرک قوم ہو سے برسر پر پکاراور ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کے خون کا بیاسا تھا موسول طبح اور کھی تھی اور حدے دیتا کے سامنے کی اور دیوتاؤں کی اس منے پامل ہو چکی تھی عدل و سامنے اور کا کورندوں کی گرم بازاری تھی تھی انسانی کی ملکوتی طاقت جذبات خبیشہ کے دیوتا کے سامنے پامل ہو چکی تھی تھی اور دیوتاؤں کی اور دیوتاؤں کی دیوتا کے سامنے کی اور دیوتاؤں کی اور دیوتاؤں کی دیوتا کے سامنے کی کہا تھی کہا کہ ورد دیوتاؤں کا نور دیوتاؤں کی دیوتا کے سامنے کی کوروندوں کا نور دیوتاؤں کی خورون کی کوروندوں کا بوروندی کی خوروندی کی خوروندی کی خوروندی کی خوروندی کی خوروندوں کا خوروندی کی کوروندی کی خوروندی کوروندی کی خوروندی کی خوروندی کی

دیویوں ستاروں شہیدوں ولیوں اور بھسموں کی پرستش کی عالم گیرتار کی میں جھپ گیا تھا عُرض و نیا کے حالات ہرطرح سے اس ضرورت کے متقاضی سے کہ کوئی عالم کا مصلح 'اخلاق کا معلم' حق کا دائی بی نوع انسانی کا نجات دہندہ آخری بار وجود میں آئے اور انسانیت کے شیرازہ میں جو عرصہ درازے پراگندہ ومنتشر ہور ہا تھا 'پھر نظم و انتظام پیدا کردے اور روحانیت وخدا پرتی کے خزال رسیدہ باغ کو از سرنو پر بہار بلکہ سدا بہارا ورد نیا کے ظلمت کدہ کو پھر مطلع انوار بنادے۔ یوانیت وخدا پرتی کے خزال رسیدہ باغ کو از سرنو پر بہار بلکہ سدا بہارا ورد نیا کے ظلمت کدہ کو پھر مطلع انوار بنادے۔ یہ اس عہد کی دنیا کی حالت کا ایک اجمالی خاکہ تھا تقصیل کے لئے جمیں مختلف قو موں اور ان کے خربوں میں سے ایک ایک قوم اور اس کے خرب کی تاریخ نظر کرنی چاہئے۔

ظہوراسلام کے وقت ونیا کی تدنی اور مذہبی حالت کیاتھی؟:

محدرسول الله و المسانة باریند بین محلی خود عرب این اسیر بیا اور بابل کی عظمت افسانه پاریند بن چکی تھی خود عرب و مضافات عرب میں جونامور حکومتیں بھی تھیں مثلاً ناجی محیری سابکی وغیرہ مدت گزری کدان کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

اس موقع پر صرف بید کیمنا مقصود ہے کہ جسے سعادت کے طلوع کے وقت کون کون کی قو میں و نیا پر حکمران تھیں اوران کی ند ہجی واخلاقی حالت کیاں تک استطاعت اوران کی ند ہجی واخلاقی حالت کیاں تک استطاعت رکھتے تھا سی وقت روئے زمین کی اہم طاقبیں ووئی تھیں فارس اور روم فارس کا ند ہب مجوسیت تھا جس کا دائرہ عراق سے لے کر ہندوستان کی سرحد تک محیط تھا اور روم کا ند ہب میسوی تھا جو پورپ ایشیا اور افریقہ کے مینوں براعظموں کو گھیرے لے کر ہندوستان کی سرحد تک محیط تھا اور روم کا ند ہب میسوی تھا جو پورپ ایشیا اور افریقہ کے مینوں براعظموں کو گھیرے تھا کین ند ہی حیثیت سے دواور تو میں بھی ذکر کے قابل ہیں جن میں سے ہرا یک کوا پی اپنی جگہ قد امت کا دعوی ہے اور وو

## بحوس فارس:

عرب کی پہلی ہمایہ سلطنت فارس تھی جس کے تدن کاستارہ ایک زمانہ میں اوج کمال پر تھا، مگرعبد بعثت سے ڈیڑھ سو برس پہلے سے ساسانی شان وشوکت اور کیاتی جاہ وجلال منح منحے سامیہ سارہ کیا تھا، مسلسل بغاوتوں سفا گانہ خونریز یوں اور سیاسی بدامنیوں نے اس کو تہ و بالا کر دیا تھا بادشا ہوں کے ظلم ستم اور امراء کی عیاشیوں اور خود غرضیوں نے صدافت اخلاق اور ہرتم کے اخلاقی جو ہرکوجس کے خمیر سے قوم کی زندگی کی تعمیر ہوتی ہے فنا کردیا تھا۔

ایران میں بابل کے اثر ہے ستارہ پرتی بہت عام تھی ای کا اثر ہے کہ قاری کٹریچر میں افلاک اورستاروں کی کارفر مائی آئ تا تک نمایاں ہے زروشت نے اس تاریکی میں اپنی آگ روشن کی اورنوروظلمت یا خیروشر کے دوخالق برزاں واہرمن اس کے دوخدا اور آگ اس کی مجود بنی اسلام ہے پچھ صدیاں پیشتر مانی نے میسجیت اور بچوسیت کی آمیزش ہے فرہب کا ایک نیامرقع تیار کیا تھا جس میں نوروظلمت کے فلے کا ایک ایسا گور کھ دھندا بنایا تھا جس میں نوروظلمت کے فلے کا ایک ایسا گور کھ دھندا بنایا تھا جس سے اخیرا خیر تک اس قوم کو لکانا کے نصیب نہ ہوا۔ اس کی تعلیم بیتھی کہ دنیا ہے گوشہ گیری کر کے اس کو ویران و برباد اور ترک از دواج سے نسل انسانی

كتاب الفهر ست ابن نديم ذكر ماني وكتاب البدء والتاريخ مقدى ذكر فرقه مانوبيه

کو منقطع کردیا جائے تا کہ بدی کا خاتمہ ہوجائے لے اخلاقی حیثیت ہے حرمات کا وجود ہمیشدان کے ہاں مختلف فیدر ہاباپ کا بین کو اور بھائی کا بہن کوا بنی زوجیت میں لینا' وہاں کو ئی غیر معمولی بات نیتی کے بین کر کس قدر جیرت ہوگی کہ بیز دگر د ثانی جو پانچویں صدی عیسوی کے اوسط میں وہاں کا باوشاہ تھا اس نے اپنی بیٹی ہے اپنا عقد کیا اور پھراس کو آل کرڈ الاعور توں کو اس قوم اور اس فدہب میں جو حیثیت حاصل تھی وہ ان افسانوں اور مقولوں سے ظاہر ہے جو ایر ائی او بیات کا اب بھی جز بین اور جو شاہنامہ کے اور اس پر عدم اعتاد پرانے بین اور جو شاہنامہ کے اور اس پر عدم اعتاد پرانے این تدن کا سب سے بڑا جزو تھا۔

سلاطین اورامراء درجہ بدرجہ رعایا کے خدااور دیوتا تھے جن کو تجدے کئے جاتے تھے سے ان کی الوہیت کے گیت گائے جاتے تھے ان کے دربار میں کوئی بیٹے نہیں سکتا تھا'ان کے خلاف کوئی لب کشائی کی جرات نہیں کرسکتا تھا'ان کے جرائم پران کوسر انہیں دی جاسکتی تھی اور رعایاان کے مظالم کے سامنے دم نہیں ماریکتی تھی۔

ملک کا بڑا حصہ روی عیسائیوں کی دائی جنگ ہے پریٹان حال تھا' اور گرجاؤں اور آئش کدوں کی باہمی آ ویزش کا غیرمختم سلسلہ قائم تھا، جب روی فاتح ہوتے تو آئش خانے ٹوٹ کرکلیے بن جاتے اور جب ایرانی غالب آئے تو کلیے ٹوٹ کرکلیے بن جاتے اور جب ایرانی غالب آئے تو کلیے ٹوٹ کرآ فناب دیوتا کے معبداور آئش خانے تعمیر ہوجائے' یہودیوں پر جومظالم تو ڑے جاتے تھے، اس کا ایک مختصر سا نقشہ تو را ق کے قصہ البر میں نظر آتا ہے اور بعد کومغتوح عیسائیوں پر وہ جس جس طرح ظلم کرتے تھے اس کی تفصیل کہن کے اوراق میں منتشر طور پر ملے گی۔

بعث سے پہلے جہانبانی کا قرعہ قباداقل بن فیروز کے نام پڑا ہیرونی حملوں اور اندرونی برنظیبوں کا سلسلہ روز بردھتا گیا آخررعایا نے قباد کوقید کردیا جو قباد نے قید خانہ سے بھا گر کرتا تاریوں کے پاس پناہ کی اوران کی اعانت سے دوبارہ تاج حاصل کیا گین ملک پراس سے بھی زیادہ مصیبت بیٹازل ہوئی کہ اس عہد میں مزدک نام ایک شخص پیدا ہوا ، جواس امرکی تعلیم و بتا تھا کہ دولت اور عورت کی خاص شخص کی ملیت نہیں بلکہ ان کوتمام جماعت میں مشترک ہونا جوا ہے ہونا نچا کی جوئی ہوئی جو بہت نیدا نکوتمام جماعت میں مشترک ہونا عابی خض کی بیوی مزدک کے عقائد کی رو سے ہر شخص کے ساتھ ہم بستر ہو سکتی تھی عیش پرست اور ہوس ران جا ہوا دونوں نے اس کوخوشی خوشی قبول کرایا ہے اس ند ہب نے بہت جلد شاہی سایہ میں ترقی حاصل کی اور خود قباد نے اس دین کی تروئی اوراشاعت میں نمایاں حصد لیا تو م کی اخلاقی حالت پراس تعلیم کا جواثر پڑسکتا تھا وہ فاہر ہے۔ بتیجہ نے اس دین کی تروئی اور ہوس رائی کے نشہ میں سرشارہ وگیا۔

ل تاريخ عزرا خبار القرس تعالبي مطبوعه يرس ص١٠٥

ع البیناً سفی ۱۲۷ ابوداؤ دمیں ہے کے حضرت عمر منے اپنے زبانہ میں تھم دیا کہ مجوسیوں کواس تعل شنج سے بازر کھا جائے ( کتاب الخراج ا

والامارة والفنى جلد دوم ص٢٦)

Aのかんではしむけんがいか

سى غرراخبارالفرس معالبى ٥٠٠٥ پيرس

ه انسائنگلوپیڈیابرٹانیکاطبع یاز دھم جلد ۲۲س ۴۲۲

ITA)

۱۹۵۱ میں قباد کی جگہ نوشیروال نے لی ایرانیوں میں اس کی عدل پروری اب تک مشہور ہے گراس کو یہ مبارک اقتب ایٹ عزیزوں اور افسروں اور ہزاروں ہے گنا ہوں کے قبل کی بدولت ملا مزد کی فتنہ کواس نے تکوار کے زور ہے دبانا اور کیش زردشتی کو دوبارہ فروغ دینا جا ہا گرخوداس کا بیٹا نوشز اوسٹائٹ پرتی کی طرف مائل تھا اس کی پاواش میں قید ہوااور قیدے بھا گرکرا کیے بیسائی فوج لے کرزردشتیوں ہے صف آراء ہوااور مارا گیا۔ ا

۵۵۹ میں نوشیرواں نے وفات پائی اورا بران کا تخت ہر مزچہارم کے حصہ میں آیا اغیار کی وست اندازیوں کے ساتھ اندرونی بنظمی اور باہمی خانہ جنگی 'بادشاہوں کی تعافل شعاری اورامراء کی عیش پرتی اورعوام کے اخلاقی انحطاط میں ہرا برتر تی ہوتی گئی بہاں تک کہ ۱۳۳۹ء میں مجاہدین اسلام کی فتح مندی کے طوفانی صرصر کے سامنے ملک فارس کی بیہ مثماتی ہوئی شمع ہمیشے کے بچھ گئی۔

ادپر کے بیانات سے معلوم ہوگا کہ ایران کی سرزین نقہ تو حید ہے بھی گوش آشنائیس ہوئی اخلاق کے متعدد ابواب ہیں جوان کے آئین میں بھی داخل نہیں ہوئے یز داں واہر من نور وظلمت اور خیروشر کی بھول بھیلوں نے ان کو ہمیشہ سرگر داں رکھا حکومت اور شاہی کے متعلق ان کا تخیل خدائی کا ہم رجہ تھا اسلام وفارس کی جنگ میں مغیرہ بن شعبہ سلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر جب سپہ سالارا بران کی بارگاہ میں گئے اور آزادی کے ساتھ جا کراس کے ساتھ بیٹھ گئے تو ایرانی امیروں کواس میں اپنے نائب السلطنت کی تو بین نظر آئی اور ان مغیرہ کوسا سنے سے ذالت کے ساتھ اٹھا ویا انہوں نے جواب میں کہا ہم ''عربوں کا یہ دستور نہیں کہا بھی کہا ہم ''عربوں کا یہ دستور نہیں کہا بھی خدا بن کر بیٹھے اور دوسر سے اس کے ساسنے غلامی اور بندگی کریں ۔' میں آئی تحقیل کی ایک خدا بن کر بیٹھے اور دوسر سے اس کے ساسنے غلامی اور بندگی کریں ۔' میں تھا وہ دوز پر وز پر ھتا تی گیا اس سے بخو بی واضح ہوتا ہے کہ فارس کے دوحانی آئی کہ وہیں اب زندگی کی کوئی چرکاری باقی خیاں دوسر ایردہ نوج میں اب زندگی کی کوئی چرکاری باقی خیاں دور کر دور پر وز پر ھتا تی گیا اس سے بخو بی واضح ہوتا ہے کہ فارس کے دوحانی آئی کہ وہی دوسر ایردہ نوج میں مائل نہ ہوا سر برجان میں جن کا میت دورا تا ہے فتح فارس کے متعلق حسب میں کر اسلام کا نور طلوع ہوا تو اس کے شیوع کے لئے کوئی دوسرا پر دہ نوج میں مائل نہ ہوا تو اس کے شیوع کے لئے کوئی دوسرا پر دہ نوج میں مائل نہ ہوا سر کر میں دور برد سے ہیں ۔

یز دجرد دالت کا عبد حکومت اس لئے یادگار ہے کہ ای زمانہ میں فارس کی قدیم شہنشات کا تختہ برہند تن ''سوسار خواروں'' کے ایک دستہ نے الت دیا کہ ای تحقیر آ میز لقب کے ساتھ حرب قبائل کے بیم خرور بھسائے ان کا ذکر کرتے ہے خواروں'' کے ایک دستہ نے الت دیا کہ ای تحقیر آ میز لقب کے ساتھ حرب قبائل کے بیم خرور بھسائے ان کا ذکر کرتے ہے کا اس انقلاب عظیم کی علت کوئی معمولی سبب نہیں ہوسکتا (مسلمان) فاری مورضین کچی تو اپنے حب وظمن اور پچھا بی وہم پری کی بناء پراس واقعہ کوا کی معمولی سبب نہیں ہوسکے ذریعہ سے خدانے محمد کی صدافت کو ظاہر کردیا تھا لیکن جولوگ دنیاوی حیثیت سے اس واقعہ پرغور کرتے ہیں انہیں فوز انظر آ جاتا ہے کہ فارس کی الی سلطنت جوعیش پری کے ہاتھوں دنیاوی حیثیت ہو تھی ہو جس میں اندرونی مناقشات کے باعث بدنظمیاں پھیلی ہوئی ہوں جو ہیرونی محاربات سے پیمر خت و ناتواں ہواور جوا پی کبری اور نقابت سے قمر زوال کی جانب خمیدہ پشت ہو اس کے لئے پر جوش' ' قزا قان عرب' ناتواں ہواور جوا پی کبری اور نقابت سے قمر زوال کی جانب خمیدہ پشت ہو' اس کے لئے پر جوش' ' قزا قان عرب'

عزرااخبارالقرى معالجي ص ٥٩٨ پيرس-

لى تارىخ طبرى داقعات ساج صغير الاسلامطيع بريل-

کی مدا فعت کرناسخت دشوارتھا کے

مگرسوال بیہ ہے کہ پاک نزاد ساسانیوں کی مختلی و نا تو انی اور نقابت و کمزوری قزا قان عرب ہی کی ترقی کی تمہید

کیوں بنی؟ کیا نہتے عربوں کے پاس اس سے زیادہ سامان جنگ اور سپاہی سے جوعراق وایران کے اخیر معرکوں میں بھی
ایرانی عربوں کے مقابلہ میں لاتے رہے؟ واقعہ بیہ ہے کہ ذرتشت کی آگ میں اب گری نہیں باقی رہی تھی نوروظلمت نیرو
مرکز نیکی و بدی کے فلسفہ نے ایران کی ہرتم کی عملی طاقت فنا کروئ تھی ''یزداں اور اہرمن' کی دوعملی حکومت نے روحانی اس
وامان کی سلطنت برباد کردی تھی بیسیوں چھوٹے بردے فلسفیانہ نہ بی فرقہ پیدا ہوگئے تھے جن میں سب سے اہم مانوی
فرقہ تھا' جو عیسائیت اور بچوسیت کا مجمون مرکب تھا' آخر میں مزد کی فرقہ کی بہیا نہ تعلیم نے ایران کی اخلاقی روح کو اور بھی
موت کے قریب کردیا کے نوشیروال نے تلوار کی نوک سے اس فتہ کود بایا اور اس کے صلہ میں ''بادشاہ عادل و وادگر'' کا
خطاب پایا تا ہم ایران کی روحانی زندگی ان خون کے چھینٹوں کے بعد بھی ای طرح تشد لب رہی جس طرح پہلے تھی اور
منتظرتھی کہ دنیا کے خشک صحوائے عرب سے چشمہ ایل کرادھرآ کے تو وہ اپنی پیاس بجھائے۔

# عيسائي ژوم:

آ غازاسلام کے وقت جم قدرایران کی جسمانی وروحانی شہنشاہی کے اوراق منتشر و پراگندہ تھروم کی قبائے سلطنت اس سے پچھ کم کرم خوردہ ندھی حالا تکہ بیودی رومة الکبری ہے جو بوبان کے زوال کے بعدونیا کی سب سے بردی سلطنت بھی جاتی تھی، اور جس کے ایک تا جدار جولیس سیزر کا نام بھیشہ کے لئے قیصر کی صورت بیس باوشاہ و شہنشاہ کا مرادف بن گیا۔ حضرت علی علیہ الصلو ق والسلام ای سلطنت بیں مبعوث ہوکر دنیا کو امن وسلامتی کا پیام سنا کر رخصت ہوئے ان کے رفع وصعود کے بعد بی ان کے شاگر دوں بیل فرقد آرائیاں شروع ہوئیں اور بالآخر پال نے جوایک نو بیسائی یہودی تھا اس طرح عیسائی یہودی تھا اس طرح عیسائی یہودی تھا اس طرح عیسائیوں پر غلبہ پایا کہ اس کے بدعات کی خاک بیں اصل بیسویت بھیشہ کے لئے وُن ہوگئی اور باپ بیٹے روح القدس کا مشرکا نہ تھیدہ اس بیں داخل ہوگیا اورتو را ق جس کا کوئی نقط خود صفر سے بیسی ہی منافیس کے تھے سلانت کی روحانی شاگر دی کے مدگی (پال) کے ہاتھوں بمیشہ کے لئے لعنت سے قرار پائی کہ 100 میں موسلات کے عیسائی غہ بہ اختیار کیا اور رفتہ ہوئی اور بیس میں مواجع نے عیسائی غہ بہ اختیار کیا اور رفتہ ہوئی او جسیت بی برایا ملک حصول نے زیادہ سیاست اور سلطنت کی مصلوت پر جی تھا ' مصلوت پر جی تھا ' اس کا دیوتا کی نہ کی ما اور رسم سے اس غہ جب بیٹ اوروح القدس کی تعلی ہو جو تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے زیادہ سیاست اور سلطنت کی فروحال نے نہ بی شامل ہوجا تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے نہ بی شامل ہوجا تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے نہ بی شامل ہوجا تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے نہ بی شامل ہوجا تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے نہ بی شامل ہوجا تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے نہ بی خوان کی اس ادر وں بی سیاس کے لئے عقا کمکی کی خوان کی اس کی دروحالی میں کے کھا کہ کی گیا کہ کیا کہ اور درم سے اس غرب بی شامل ہوجا تا تھا تخت سلطنت کے غیر متوقع حصول نے نوری کو کا کساروں بیں میں حصلہ پیدا کردیا کہ کو کیا تا کی کھوں کے مقا کمکی کی سیاس کے سام کی کیا کہ کیا کہ کیا کہ کی تھا کمکی کی کی کیا کی کے متا کمکی کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کو کیا کیا کہ کیا گیا کہ کو کو کو کا کساروں بی کی کیا کہ کیا کہ کیا کہ کو کیا کیا کہ کو کیا کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کیا کہ کو کیا کہ کیا کہ کی کیا کہ کی کی کو کی کیا کہ

ل ملكم صاحب كى تاريخ ايران جلداول سغيه ١٣٠٠ \_

ع تعصيل ك لي فرست ابن عديم و يموسنى ٢٣١٠ممر

ع انجيل حق ۵ ـ ۱۸ ـ ۱۸

سے مضامین عیسائیوں کی انجیل کے حصد اعمال اور خطوط میں جا بجا بتقریح نذکور ہیں۔

وہ لڑائیاں کھڑی کی گئیں کہ شاہانہ سامید میں بیٹھ کر کونسلوں نے خدا کے دین کا خاکہ تیار کیا' اتحاد اور اجتماع کی ہرنی کوشش' نئ ندہجی تفریق کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور ایک عیسوی فدہب ایک صدی کے اندراندر بیسیوں فرقوں میں تقسیم ہوگیا۔

سے سے میں خطوطین کی وفات پر ندہی خانہ جنگی کے ساتھ ساتھ رومیوں کی سیاسی خانہ جنگیوں کی زیر خاکشر آگر م ہوگیا' اور وشور سے شعلہ زن ہوئی' اعیان سلطنت میں مختلف گروہ بندیاں ہوگئی' اور باہمی نفاق اور فتہ وفساد کا بازار گرم ہوگیا' بالآ خر سلطنت روم مختلف صوبوں میں تقتیم ہوکر مختلف وعویدارانِ حکومت کے حصہ میں آئی لیا نا تا بال فر مال راوو ک کی کمزوری و کھے کرایک طرف گوتھ' ونڈال وغیرہ بعض وحثی تو موں نے جلے شروع کئے اور دوسری طرف خود ورا فیآدہ صوبوں کی کمزوری و کھے کا اور دوسری طرف خود دورا فیآدہ صوبوں کی رعایا بغاوت پرآ مادہ ہوگئ' تیجہ بیہ ہوا کہ پانچو یں صدی عیسوی کے آخر میں سلطنت روم کا مغر فی بازو جو برطانیہ اور فرانس وغیرہ پر مشتمل تھا' بالکل کٹ گیا اور خود روم کا دارالحکومت دشمنوں کے تیلے سے محفوظ نہ رہ سکا ۔ اس وقت یعنی پانچو یں صدی کے نی میں لوگوں کوصاف نظر آ رہا تھا کہ ان کے مورث اعلیٰ نے بارہ کر کسوں کوخواب میں دیکھا تھا اور جس کی بناء پر اس زمانہ کے کا جنوں نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ سلطنت بارہ صدیوں تک قائم رہ گی اب اس تھا اور جس کی بناء پر اس زمانہ کی کا جنوں نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ سلطنت بارہ صدیوں تک قائم رہ گی اب اس چیشین گوئی کے پورا ہونے کا وقت آگی مورخ آگیں اس زمانہ کی تصوریان لفظوں میں تھینچنا ہے۔

'اس پیشین گوئی نے جس پراس قوم نے اپنے عردج وا قبال کے زمانہ میں بھی اعتناء بھی نہ کی تھی اب ہارہ صدیوں کے خاتمہ پر جب کہ ہرطرف سے ذلت و بدشمتی کا سامنا تھا اہل روم کو یاس آ میز جذبات سے پُرکر دیالیکن ان کے زوال کی علامتیں کر گسوں کے خواب سے زیادہ واضح ونمایاں موجود تھیں کرومن حکومت مخالفین کی نظروں میں روز بروز زیادہ کمزوراور خودا بی رعایا کی نظر میں زیادہ ظالمانہ اور تا قابل برداشت ہوتی جاتی تھی کھایت شعاری جنمی زیادہ ضروری ہوتی جاتی تھی کھایت سے اس کی جانب سے باعتنائی بردھتی جاتی تھی اور جس نسبت سے رعایا کے مصائب روزافزوں تھا ہی نسبت سے تیکس میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ ع

امراء نے اپنے مصارف کا ہار بھی عام رعایا پر ڈالنا شروع کیا جس کے باعث وہ اپنی قلیل آ مدنی ہے بھی محروم ہوگئی اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں رعایا پر اس قدر جر کیا جاتا تھا کہ اس کے دل میں حکومت کی طرف سے نفرت و عداوت پیدا ہوگئی یہاں تک کہ وہی رومن قوم جو بھی اپنے اس لقب پر نخر کرتی تھی اب اپنے کواس قوم کی طرف منسوب عداوت پیدا ہوگئی یہاں تک کہ وہی رومن قوم جو بھی اپنے اس لقب پر نخر کرتی تھی اب اپنے کواس قوم کی طرف منسوب کرتے شرمانے گئی اور رومن حکومت پر ہروفت وحقی سے وحقی سلطنت کی حکومیت کو ترجے دیے گئی امراء وزراء اور سلاطین خود اپنی ناعا قبت اندیشیوں سے رعایا کوا نیا در جب بغاوت ہوتی تو فوج کشی کرتے اور ناکام رہے 'غرض اندرونی بدنظیموں سے ملک کی بینو بت پہنچ گئے تھی کہ گئی کہ گئی کہ گئی کے الفاظ میں :

''اگراس وقت روم کے تمام بیرونی وحثی مخالفین بھی فنا ہوجاتے تو ان کی مجموعی معدومیت بھی سلطنت کومغربی بازوکی زوال و بر بادی ہے بچانہیں سکتی تھی سے

پانچویں صدی کے خاتمہ پرمغربی حصہ کے نکل جانے کے بعد مشرقی صوبوں تک یعنی ڈینوب سے لے کر د جلہ و

لے محمین کی تاریخ زوال دانحطاط سلطنت روم جلداول صفحہ ۴۸۸\_۱۹۹۱

ع الصّاطداباب١٣٦٠ وباب٢٣٥

س. محمین کی تاریخ زوال وانحطاط سلطنت روم جلد ۲ صفحه ۲۱ سم۔

نیل تک کی سرز مین روم کے ماتحت رہ گئی تھی کیکن اس کی حالت بھی روز بروز نازک سے نازک تر ہوتی جاتی تھی مورفیین کا بیان ہے کہ رومن فوج کی مجموعی تعداد جوایک زمانہ میں ۱۳۵۰۰۰ تھی اب شاہ جشمینین کے زمانہ میں (یعنی ۵۲۷ء) میں گھٹ کرایک چوتھائی ہے کم بعنی \*\*\*\* ۱۵رہ گئی تھی اور وہ بھی نہایت متفرق وابتر حالت میں \_رعایا کی جیبیں خالی تھیں' فوج کی تخواجیں چڑھتی جاری تھیں اورامراء واعیان سلطنت اپنے ذاتی مصارف کے لئے ہرطرح کے جعل وفریب رشوت ستانی اورلوٹ مارکو جائز رکھتے تھے' فوج میں یول تو بہت ہے سیابیوں کے نام لکھے ہوئے تھے' لیکن میدان جنگ میں جانے کے وقت بہت تھوڑے ہے لوگ تیار ہوتے افوجی اضرفین جنگ کے بجائے اپناوفت باہمی حسد ورقابت میں صرف کرتے اور ہرا ضرکی ہیکوشش رہتی کہ دوسرے اضر کی بدنامی وذلت ہے فائد واٹھا کرخو دتر تی ومنصب حاصل کر لے ۔ <sup>کے</sup> اندرونی بدنظمیوں پرمتنزاد ندتھا کہ بیرونی غنیم اہل روم کوایک دم کے لئے چین سے نہیں جینے دیتے تھے روم و فارس کے درمیان مدت سے لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ جاری تھا' پھرلومبارڈس' مخصیس اور ونڈالس وغیرہ کے پہم

حملےروم کی رہی تھی قوت کو اور بھی یامال کررہے تھے۔

الغرض چھٹی صدی عیسوی کے خاتمہ پر یعنی خاتم النبین ﷺ کی ولادت سے دو جارسال بعدروم بقول کبن کے اپنے زوال کے پست ترین نقطہ تک پہنچ گیا تھااور کمن کی زبان میں اس کی مثال بعینہ اس عظیم الثان درخت کی ہوگئی تھی'جس کے سابیمیں ایک وقت تمام اقوام عالم آباد تھیں گراس پرالیی خزاں آئی کہ برگ وبار کے ساتھ اس کی شاخیں اور مبنیاں بھی رخصت ہوگئ تھیں اوراب خالی تناخشک ہور ہاتھا خود پایتخت کے اندرغنیم کے تھس آئے کا ایسا خوف تمام آبادی پر چھایا ہوا تھا کہ تقریباً کل کاروبار بند ہو گئے تھے وہ بازاراور تماشا گاہیں جہاں دن رات چہل پہل رہتی تھی اب ویران اور سنسان پڑی تھیں' عیش پرتی کا بیعالم تھا کہ لوگ ایک عرصہ ہے تامل کے بجائے تجر د کی زندگی زیادہ پسند کرتے تھے تا کہ زیادہ آسانی اور آزادی کے ساتھ اپنے شہوانی جذبات کی تشفی کر عیس۔ سے

ملک کی عام سیای واخلاقی حالت ہے قطع نظر کر کے جب ہم ندہبی پہلو پرنظر کرتے ہیں تو اس ہے بھی زیادہ دلخراش تصویر نظر آتی ہے۔ بت پرست رعایا کو چھوڑ کر جوستاروں ٔ دیوتاؤں اور بتوں کی پوجامیں بدستورمصروف تھی' اور لوگ جنہوں نے عیسائیت قبول بھی کر لی تھی وہ باپ بیٹاروح القدس اور مریم کی خدائی کے معتقد تھے حضرت عیسی اور مریم وروح القدس کی شخصیت اور مرتبہ کے تعین نے بیسوں فرقے پیدا کردیئے تھے جن میں زبانی مناظروں ہے گذر کر جنگ و جدل کی نوبت آ گئی تھی بہاں تک کہ ۱۵ء میں خود عیسائیوں کے دوگر وہوں کے درمیان ایک عظیم الثان مذہبی جنگ چیزی جس میں ۲۵۰۰۰ عیسائیوں کوخارج البلد ہونا پڑا تے اس جنگ عظیم کےعلاوہ ہمہودت ہرفریق دوسر نے لیق کے خون کا پیاسار ہا کرتااور بار ہا چھوٹی چھوٹی باتوں پرکشت وخون کی نوبت آ جاتی 'یادر یوں نے اینے منصب نرہبی کوحصول جاہ کا ایک ذریعی قرار دے لیا تھااور اس بناء پرمحض حب جاہ کی خاطروہ ہرطرح کی ناجائز: کوششوں میں مصروف رہتے تھے'

کین کی تاریخ زوال وانحطاط سلطنت روم جلد اصفحه ۲۱ ۳۰

L

<sup>-</sup>

ان یادر یوں کے ایک اسقف اعظم بینٹ سرل نے جو جوسفا کیاں کی بیں ان کی تفصیل کے لئے ایک پوری کتاب درکار ہے ایک سرتبداس نے اپنے مریدوں کو ہمراہ کے رغیر سلخ یہود یوں پر دھاوا کیا اوران سب کوجلا وطن کردیا اوران کا مال اسبب سرل کے مریدوں کے ہاتھ لگا اوران کے معاہد زخین کے برابر کردیے گئے مرل کا حریف ارسٹس نامی یادری تھا آ یک روز جب ارسٹس راستہ ہے گذر رہا تھا تو ۵۰۰ را ہوں کی جماعت اس پرٹوٹ پڑی اورا پی سنگ باری ہاس کوخون میں نہلا دیا کے سرل کی ایک خاتون دوست بلیعیا نامی تھی ایک روز وہ اپنی درسگاہ ہے واپس آ رہی تھی کہ را ہوں کے ایک بہت بڑے گروہ نے اس پر جملہ کردیا گاڑی ہے اتار کر بر ہندگی تھی اوراس عالت میں تمام شہر کی سرکوں پر تھینے ہوئے اس کیا گیا اوراس عالت میں تمام شہر کی سرکوں پر تھینے ہوئے اسے علیسا میں لائے جہاں بھی کر یا دری پر کے گرز ہاس کا خاتمہ کردیا گیا قتل کے بعد اس کا گوشت بڈیوں ہو اس کیا گیا، نعش کے گلوے قعات ہیں جن کے ذکر ہے آ ج تھی کرزتا ہے گر یہ جسیا تی ذہر ہے علیہ واقعات ہیں جن کے ذکر ہے آ ج تھی کرزتا ہے گر یہ جیسائی غرب ہے علیہ دادوں کا سب سے روشن کا رنامہ ہے بھی حالت ان تمام ملکوں کی تھی جہاں تو معالی خور ہوں اور ملکوں غیسوی غرب ہوں کا تو میں دوروں کرزتا ہے گر یہ جیسائی غرب ہو تھی تھی تھی گیا گوئی کی گوئی کی گوئی کی گوئی کے باتھوں بیں جو معرکہ تھی دوروں در دراز صوبوں اور ملکوں میں پناہ ڈھو تھ تھے تا تھی گی گوئیل کے بعد آ ریوں اوراس کے تریفوں میں جو معرکہ تھی دوروں در دراز صوبوں اور ملکوں بیں پناہ ڈھو تھ تھے تا تھی گا گوئی گوئی سے بی تھوں بیں جو معرکہ کے تاری اوروں نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ دستم اوروں کا نہ بر بان جنگوؤں کے ہاتھوں ہیں جو تھی تاری سے تاریکوں ہیں جو تھیں۔

مسٹر مارس جو پیغیبراسلام کونعوذ باللہ بہت بڑا مکارقرار دیتے ہیں اپنی'' تاریخ ہندوستان'' میں ضمناً ایک موقع پر تح ریکرتے ہیں۔

"اس نازک موقع پر (یعنی ظہوراسلام کے دقت) ان بے باکانہ بدعات کے درمیان جو چرچ کونجس کررہے تھا اور اختلافات کے اس غیر منقطع سلسلہ کے درمیان جو چرچ میں ایک بلجل ڈالے ہوئے تھے اگر چرشرق میں اصلی مسیحیت کی شعاع نظر آئی تھی لیکن بہت ہی مدھم' روم کے قیمروں کی قوت پچوتو اندرونی نزاعوں اور پچوبیرونی مسیحیت کی شعاع نظر آئی تھی لیکن بہت ہی مدھم' روم کے قیمروں کی قوت پچوتو اندرونی نزاعوں اور پچوبیرونی حملوں کے باعث اپنی بنیاد سے اکمو کر تھرفنا کی طرف تیز رفاری کے ساتھ جارہی تھی بیوو بے مبری کے ساتھ لیک کے اس تقیر فض کے ند بہب پرنظر کر رہے تھے جس کے دین کو اب شاہ تسطنطین کے میچی ہوجانے کے بعد پوری شان ویوکت اور شاہی عظمت حاصل ہوگئی تھی اور ہراس تحریک کی مدد کے لئے تیار تھے جوالیے قائل نفر ت ند بہب کا خاتم کرنا جا ہے اہل فارس نہایت غیظ وغضب کے ساتھ ان پر جوش اور ناروا دار فتح مند عیسائیوں کو دیکھر ہے تھے جنہوں نے ان کے معبود دل اور تی تھی اور ان کے انتقام کے لئے آ مادواور مستعد تھی ۔ " تیا

مارس صاحب خود واقعات کی نقشه کشی میں خواہ کتنا ہی سیحی رنگ بحریں لیکن نفس واقعات کی صحت ان کو شاید ہم

ہے بھی زیادہ سلم ہے۔

ل الفيأص ٢٢٧\_

ع الينائيز دُرير تاريخ معرك آرائي ندب وسائنس سفيه ١٥٥ ـ

ے مارس کی تاریخ مندوستان جلداول صفحة ۱۸۱\_

بہر حال مور خین کا بیان ہے کہ تیسری صدی ہے لے کر ساتویں صدی تک میسیجت کی جو حالت رہی ہے وہ اس کے لئے باعث نگ ہے مشر کا ندر سوم نے فد ہب کی جگہ لے لئے تھی اصل روی بت پر ستانہ تقیدوں نے سیحی فد ہب کا روپ ہجر لیا تھا ' حضرت سیح کی ناسوئی اور لا ہوتی دو عضروں کی کلیل ' معرکو قابو میں لانے کے لئے کی گئی تھی جس ہے حضرت سیح کے '' وہی ایک ہے'' کی تعلیم ہمیشہ کے لئے ان کے فد ہب ہے مٹ گئی ضعیف الاعتقادی اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ قبر پر تی عام ہوگئی تھی اور ہی روٹ یا دری اور بطریق تھے مام ہوگئی تھی اور ہر بڑوے یا دری اور بطریق تھے الاعتقادان کو تجدے کرتے تھے' کے متحقدان کو تحدے کرتے تھے' کی کہ کرتے تھے' کے متحقدان کو تحدے کرتے تھے گئی کہ کرتے تھے گئی کہ کرتے تھے ہیں۔

" حرجا کے یادر یول (CLERGY) نے ند ہب کے فکڑے فکڑے کرڈالے تھے ادرامن محبت اور نیکی کومفقو دکر دیا تھا'اصل ندہب کو بعول محے تھے اور اس کے متعلق اپنی خیال آ رائیوں پر جھڑتے تھے ای تاریک زماندیں اکثروہ تو ہات جورومن چرچ کے لئے باعث نک بیں فرہی صورت میں قائم کئے محے خصوصاً ولیوں اور جسموں کی پرستش نہایت بےشری ہے ہوئے تکی نیس کاونسل کے بعدمشر تی جرچ روزانہ کے مناظرات میں مشغول ہو گیااورار نیس' سلینس انسطورینس اور پولیکینس کے جھڑوں میں فکڑے فکڑے ہو کیا انصاف علائیے فروخت کیا جاتا تھااور ہرطرے کی بدعنوانیاں ہوتی تھیں مغربی چرچ میں ڈینس اور ارسلیسی نس نے بشپ کی جکہ حاصل کرنے کے لئے قبل تک نوبت پہنچادی اور آخرڈ منس کی فتح ہوئی اس موقعہ پر کہاجاتا ہے کہ سیسی نینس (SICININUS) کے کر جامیں ایک روز میں ے ۱۳۷ دی قبل ہوئے یائے مجے اور کوئی جرت تہیں کہ بدلوگ ان جگہوں کے اس قدرخواہاں ہوتے تھے اس لئے اس ذربعہ ان کوکرال بہا تھے ملتے تھے اپنی گاڑیوں پر نہایت تزک واخشام سے نکلتے تھے اور ان کے دستر خوان پر باوشاہوں سے زیادہ شان وشوکت ہوتی تھی۔ان مناقشات کا سبب زیادہ ترشہنشاہ ہوا کرتے تھے۔جشینین کے وقت میں حالت اور زیادہ خراب ہوگئی اس کے نز دیک اپنے عقیدہ کے مخالفوں کو مارڈ النا کوئی جرم ہی نہ تھا۔ بادشا ہوں اور پادر یوں میں عقائد اور اخلاق کی جو برائیاں پھیلی ہوئی تھیں اس کالازی نتیجہ بیرتھا کہ عوام کی حالت بھی مبتغل ہوگئ ان كامقصد صرف روپيه پيدا كرنا روكيا خواه كى ذريعة ہے ہواوراس روپير كووہ نفاست اور عياشي پر اڑاتے تھے۔عقائد کی خرابی کے علاوہ روم اور فارس کی سلطنتیں بھی کمزور ہوگئی تھیں شہنشاہ مسطنطین کے بعدروم کی سلطنت روز بروز كمزور جوتي منى عام طور ساس كے جاتشين برولى اور مظالم كے لئے مشہور تنے آتخضرت کے وقت تک ملک کا مغربی حصہ گاتھ (GOTHS) لوگوں نے روند ڈالا تھا، یونانیوں کی عیش پیندی اور اخلاقی خرابیوں نے ان کی قوت کوزائل کردیا تھا۔رومیوں نے عیسائی ند ہب کو جس صورت میں قبول کیا تھا' اس کی تصویر ڈر بیر کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔" دونوں (عیسائیت اور بت بری) کی باہمی تقلش کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے اصول شیر وشکر ہو گئے اورا یک نیانہ ہب پیدا ہو گیا، جس میں بت پرتی وعیسائیت دونو ل کی شاخیں پہلو یہ پہلوجلوہ گر

سنن ابن ماجه باب حق الزوج على المراءة \_

میل صاحب کا انگریزی ترجمه قرآن مقدمه منی ۲۷٬۲۵

(IMM)

تھیں لے جوں جوں زمانہ گذرتا گیاوہ نہ ہی عقائد جن کی تفصیل ٹرٹلین نے بیان کی ہے متغیر ہوکرا یک عام پند مگر پابیا خلاق سے گرے ہوئے ند ہب کی شکل اختیار کرتے گئے ان عقائد میں قدیم یونانی احدام پرتی کا عضر مخلوط ہو گیا ......عقید وَ سٹیٹ قدیم مصری روایات کے سانچہ میں ڈھال لیا گیام یم عذرا کوتو (خداکی ماں) کالقب دیا گیا ہے۔

ای زمانہ میں ایک گروہ "مریک" کے نام سے پیدا ہوا جو کہ حضرت مریم کو بھی شریک الو ہیت کر کے بجائے اتا نیم خلاف کے اقائیم مراف ہے کا عثقا در کھتا تھا "جس کی تر دید قرآن پاک نے سورہ آل عمران میں فرمائی ہے اس کے ساتھ اور بہت سے مختقدات روی بت پرستوں سے کر عیسائیت میں داخل کئے گئے اور نام بدل کر روی بت پرستوں کے دیوتاؤں کے رسوم مقدس عیسائی کلیساؤں میں جگہ پانے گئے اور ان مسائل میں بھی مختلف فرقوں کے اندر اختلاف با ہمی نہایت شدومدسے پیدا ہوئے بہاں تک کدان مذہبی مناقشات کے تصفیہ کے لئے حکومت کو بار ہا دست اندازی کرنی پڑتی تھی رفتہ رفتہ رشوت ستانی کا باز ارگرم ہوگیا اور بیرحالت ہوگی کہ جو مخت کی بڑے دنیا وی عہدہ وار کے پاس جتنار سوخ وتقر ب حاصل کرسکتا ای نبعت سے اس کو بڑی و بی خدمت بل جاتی ۔ سے

یہ تو میسی دنیا کے مشرق حصہ کا حال تھا' مغربی حصہ کی حالت اس ہے بھی زیادہ خراب تھی' یہاں رومن امپائر کی ماتحق میں نہ ہی مناصب کے لئے کشت وخون ایک عام ومعمولی واقعہ تھا' یہاں تک کہ بعض وفعہ مقتولین کی تعداد کسی خت خوزیز جنگ کے مقتولوں کے مساوی پہنچ جاتی ' چنانچہ ایک مرتبہ جب ایک اعلیٰ قرمبی عہدہ کے لئے دو پاوریوں کے درمیان مقابلہ ہوا تو صرف ایک دن میں ۱۳۵ آدی کام آئے کے اس سفا کا نہ جدو جہد کا باعث صرف یہ تھا کہ اس زمانہ کے فہری عہدے اکتساب زراحصول لذائذ اور کسب جاہ کے بہت بڑے ذرائع تھے چنانچہ جنتی نفیس غذا کیں پاوریوں کے وسترخوان پر رہتی تھیں اتنی بادشاہوں کو بھی تھیں ہوتی تھیں۔ ھے

سلاطین اور ند بہب کے حاکمین کے اخلاق کا پرتو عام رعایا اور پیروؤں پر لازی طور پر پڑتا ہے 'تیجہ بیہ ہوا کہ بدا خلاقی' اسراف اور ہوس پرتی مسیحی دنیا گی آ ب و ہوا میں سرایت کرگئ لوگ ہرطرح کے ناجائز وسائل ہے روپ پیکماتے اور کمال بے دردی کے ساتھ اپنے مسر فاندلہوولعب اور عمایتی میں اڑا ڈالتے۔ کے

یو یوں نے اور ان کے بعد درجہ بدرجہ فرجی عہدہ داروں نے اپنی اپنی جگہ شہنشاہا نہ بلکہ خدائی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے تھے جو وہ زمین پر کھو لتے تھے وہ آسان پر کھولا جاتا تھا اور جو یہاں بند کرتے تھے وہ وہاں بھی بند ہوجاتا تھا' قرآن مجیدنے ان کی ای حالت کاؤکراس آیت میں کیا ہے ہوا تہ بحثہ وَا آئے بَا رَهُمُ وَرُهُبَا نَهُمُ اَرْبَا بَا مِنْ دُون ا

ا معرك في بوسائن أوريير ١٢

ع اليناصفي ١٢٠ ٢٢

سے سل صاحب کا ترجمہ قرآن مقدمہ ص

٣ الضأصفي ٢

۵ الفناصلي ۲ ۱۲۸ م

یں تاریخ اخلاقی پورپ لیکی کی دوسری جلد میں بیدوا قعات مفصل لکھے ہیں۔

الله ﴾ انہوں نے خدا کوچھوڑ کراہیے عالموں اور درویشوں کواپنا خدا بنالیا تھا۔ دینداری کا سب سے اہم جز تجرو کی زندگی اور ر بہانیت تھی برقتم کے آ رام وآ سائش ہے جم کومحروم کر کے برقتم کے تکلیف وہ عذاب میں اپنے کوتمام عمر مبتلا رکھنا بہترین عبادت تھی' کسی نے تمام عمر عشل نہ کرنے کی قشم کھائی تھی' کسی نے اپنے کو دلدل میں وُال دیا تھا' کوئی اپنے کو پوجھل زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھا 'کسی نے سامیر میں میٹھنے کواپنے او پرحرام کرایا تھااور کسی نے اپنے کواند هیری کوٹھڑی میں بند کرلیا تھا۔ مال باپ اورعزیز وا قارب وینداری وتفوی شعاری کی راہ میں کانٹے تھے ان سے پر ہیز بلکہ ان سے نفرت كمال تقوي مجهاجا تاتهاا دراي يرفخر كياجا تاتها\_

ونیا کے ان متعدن ملکوں میں جہاں کوئی بااثر غد ہب قائم تھا ایک ہندوستان بھی ہے ہندوستان کے تندن کے یا نج مختلف دورگذرے ہیں ایک اصلی ہتدوویدک عہد جودو ہزارسال ق م سے لے کرتقریباً چود وسوسال ق م تک قائم رہا' دوسرا دور جنگ بیعنی جس میں کوروؤں اور پانڈوؤں وغیرہ کے مناقشات رہے اور جو چودہ سوسال ق م سے لے کرتقریبا ا یک ہزارسال قبل سے تک رہا' تیسراد ورعقلیت جس میں حکماءاور عقلیین کادوردورہ تھااور جو • • • اقبل سے سے لے کرتقریبا تیسری صدی قبل سے کے نصف تک رہا' چوتھا دور بودھ جس میں اس نہ ہب کا عروج تقریباً دوسو پھاس قبل سے ہے لے کر یا نچویں صدی عیسوی کے خاتمہ تک رہا' یا تجوال دور پرا تک جس میں بجائے ویدیا گوتم بدھ کی تعلیمات کے پراٹوں کی تلقین پڑمل درآ مدہوتا تھاا در بیعبدتقریباً یا نچویں صدی عیسوی کے اواخرے لے کرمسلمانوں کے داخلہ ہندتک قائم رہا۔ مورخین کا اجماع ہے کہ قتریم ہندوستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ تاریک اور نقائض ہے معمور آخری وور

ہے جوتقریباً • • ۵ء ےشروع ہوتا ہے اس دور کے نمایاں خصوصیات حسب ذیل تھے۔

(۱) شرک جوابتدا ہی ہے ہندوستان کے خمیر میں داخل تھاا ب وہ صداعتدال ہے باہر ہو گیا تھا چنا نجہ وید میں جو ٣٣ د يوتاؤں كى تعدادتھى وہ اب بروھتے بروھتے سے ٣٣ كروڑ ديوتاؤں تك پہنچ گئی۔ كے

(۲) ویدک عبد میں اصنام کی پرستش کا رواج نہ تھالیکن اس زمانہ میں مندروں کے اندر بت پرسی علی العموم را مج

(٣) مندروں کے محافظین بداخلاقی کاسر چشمہ تھے جولا کھوں کروڑوں ناواقف پرستش کرنے والوں کو ند ہب كنام ع فوبالوفية - ك

(٣) ويدك عهد مين سارى مندوقوم مين يكا تكي تشي كيكن اب ذات پات كي تفريق شروع موكني جونظام معاشرت کے لئے جاہ کن تھی سے

آرى دت كى مندوستان قديم جلد ٢صفي ١٤٢

آرى دت كى مندوستان قديم جلد اصفحاله

آرى دت كى مندوستان قد يم جدر اسفيه ۲۸۳ -

الضا صفحه ٢٠٠

(۵) عورتول كومكوميت وغلامي كاورجدديا كميا تقارك

(۲) قوانین اس قدرغیر معقول و نامنصفانہ وضع کئے گئے جن سے علانیہ بعض ذاتوں کی پاسداری وحمایت اور بعض پر جبروستم مقصود تھا۔مثال کے لئے چند قوانین درج ذیل ہیں:

(الف) برہمن کوکسی حالت میں خواہ وہ کتنے ہی تقلین جرائم کا مرتکب رہ چکا ہوسز اے موت نہیں دی جاسکتی۔

(ب) کسی او ٹجی ذات کے مرد کا کسی نیجی ذات کی عورت کے ساتھوز تا کر تا کوئی جرم نہیں۔

(ج) سمي يود هدا ببه كي عصمت دري كي سزايس كيحة جريانه كافي تقا\_

(و) اگرکوئی اچیوت ذات کا محض کسی اعلیٰ ذات والے کو چھو لے تواس کی سزاموت ہے۔

(ھ) اگر کوئی نیجی ذات والااپ سے او کچی ذات دالے کو مارے تو اس کے اعضاقطع کر ڈالنا جا ہے اگراہے گالی دے تو اس کی زبان کاٹ ڈالنی جا ہے اوراگرائے تعلیم دینے کا دعویٰ کرے تو گرم تیل اس کے منہ میں ڈالنا جا ہے ۔ کے

(2) راجاؤں کے حل میں باد و توشی کثرت ہے رائج تھی اور رانیاں ای حالت خمار میں جامہ عصمت اتار ڈالتی

(٨) شاہرا ہوں پرآ وار وگر دی اور جرائم پیشافراد کا مجمع نگار ہتا تھا۔ سے

(۹) خدا کی تلاش آباد یوں اور بازاروں میں کرنے کے بجائے جنگلوں اور پیاڑوں میں کی جاتی تھی جسم کو سخت سے بخت ایذ ااور تکلیف ان کی بہترین عباوت تھی۔

(۱۰) اوہام وخیالات فاسدہ بھوتوں پلیتوں اور پینکڑوں فتم کے ظنون واوہام ان کا قد ہب تھا اور آسمان سے کر زمین تک ہر چیز ان کا خداتھی اور ہرایک کے سامنے سر ہمجو وہونا ان کا دھرم تھا۔ بتوں وہوتا وں اور وہو ہوں کا شار اندازہ وقیاس سے ہاہر تھا اور ان کے افسانوں کا گیت ان کا ترانہ جمرتھا۔ ظہور اسلام کے بعد بھی جو عرب سیاح یہاں آت رہ بانہوں نے تھیا کرنے والے جو گیوں کے درد تاکہ حالات لکھے ہیں جن کو پڑھ کرائی حالت پر افسوس آتا ہے ہو اور ای کے درد تاکہ حالات لکھے ہیں جن کو پڑھ کرائی حالت پر افسوس آتا ہے ہو اور ای کے درد تاکہ حالات لکھے ہیں جن کو پڑھ کرائی حالت پر افسوس آتا ہے ہو اور ای کے معبدوں ہیں پجاری عور تو ں اور ساحلوں سے گذر سے ہیں ان کے معبدوں ہیں پجاری عور تو ں اور دو ہودا سیوں کی جو اخلاقی کیفیتیں لکھی ہیں لئے وہ حد در جیشر مناک ہیں اور اس سے زیادہ شرمناک ہیں ہو کہ بیسب خدا کی خوشنودی اور نہ بی عقیدہ کے روسے انجام دیا جاتا تھا۔

گی خوشنودی اور نہ بی عقیدہ کے دوسے انجام دیا جاتا تھا۔

عورتیں جووؤں میں ہاری جاتی تھیں ایک عورت کے تی گئی شوہر سے ہوتے تھے وہ بیوہ ہو کرزندگی کی ہرلذت

اليناصلي إ

الما الما الما

ع آرى دت كى بندوستان قد يم صفحه ٢٩٩

م آری دے کی ہندوستان قدیم صفحہ ۲۹

۵ د یکیوالوزید سرانی کاسفرنامه صفحه ۱۱۸۱۱ پیرس و آ ۴ رالبلاد قزوی صفحه ۸

ال الموارد يا الوراد الما والما الموالة الما الموالة الما الموالة المو

ع موادت المسكالة الماريا على

ے عمر جرکے لئے قانو نامحروم کردی جاتی تھی اورای لئے شوہر کے مرنے پر بعض عور تیں زندہ درآتش ہونا پند کرتی تھیں لڑائی میں فکست کے خوف کی صورت میں ان کوخودان کے باپ اور بھائی اپنے ہاتھوں نے قبل کرڈالتے تھے یہاں کے بعض فرقوں میں عور تیں مردکواور مردکورتوں کو نظا کر کے ان کی بوجا کرتے تھے لئے جہی تہواروں میں شراب پی پی کرا یہ بدمست ہوتے تھے کہ پھرانہیں مال بہن بیٹی اورا پی اور پرائی کی تمیز باتی نہیں رہتی تھی اوراس کووہ نیکی کا کام سجھتے تھے شودروں کے نام سے ایک بوری قوم کی قوم ایسی غلامی میں جتا تھی کہ تعلیم و تربیت نہذیب واخلاق اور دین وایمان ہر چیز سے حروم رہنااس کا فرض تھا ویدگی آ واز بھی اس کے کان میں پڑجائے تو اس میں سیسہ بچھلا کرڈال دینے کا تھم تھا۔ سے حروم رہنااس کا فرض تھا ویدگی آ واز بھی اس کے کان میں پڑجائے تو اس میں سیسہ بچھلا کرڈال دینے کا تھم تھا۔ راجاؤں کی بیویوں کی کوئی تعداد قانو نامقرر نہ تھی تا نون کی بنیاد مساوات انسانی پڑبیں بلکہ ذاتوں پر تھی عور تیں فروخت کی جاتی تھیں۔

اس مختصرے خاکہ ہے معلوم ہوا ہوگا کہ ابتدء اسلام ہے ایک صدی پیشتر ہے ویوتاؤں کی بیجنم بھومی بھی شیطانوں کے اس جال میں گرفتارتھی جس کے شکار فارس وروم ہور ہے تھے۔

#### :39%

دنیا کی آبادی اوراصلاح کی سب سے زیادہ امیدای قوم سے ہو عتی تھی جوسام کی اولا وہیں سب سے پہلے وہی المی کی امانت دار بنی اس لئے قرآن نے ان سے کہا ہو آلا مَنْ ٹُوْ آ اَوَّ لَ کَا فِرِ بِهِ ﴾ (بقرہ) اور سب سے پہلے تم ہی پیغام اللی کے متکر نہ بنو گر ریہ قوم سخت جانی کے ساتھ سنگ دل بھی ثابت ہوئی اس نے پھروں کے سینوں کو بھٹتے اور ان کی چھا تیوں سے میٹھے پانی کا دودھ بہتے دیکھا اور پیا گر پھر بھی اس کے سینہ کا دل پھر ہی رہا قرآن نے اپنے زمانہ میں اس کو طعند دیا۔

﴿ فَهِيَ كَالْحِمَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسُوَّةً ﴾ (بقره)

ان كے دل چقروں كے مانند ہيں بلكان سے بھى يڑھ كر بخت ہيں۔

اس نے مختلف زمانوں میں اپنے پیغیبروں گو مجٹلایا ان کو تکیفیں دیں بلکدان کو آل کرڈ الا حضرت موٹی اور ان کے بعد کوئی پیغیبران میں ایسانہیں آیا ، جس نے ان کی سنگد لی کاماتم نہ کیا ہواوران کی سرکشی پران کے حق میں بددعا نہ کی ہو چنا نچہ خود قرآن مجیدنے کہا۔

﴿ لَهِ عِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنُ مَ بَنِي إِسُرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوَا وَكَانُوا يَعْتَلُونَ اللهِ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَيفَسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَيفَسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَيفَسَ مَا كَانُوا يَفُعَلُونَ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهِ اللهُ ا

حضرت داؤڈ نے زبور میں کئی دفعہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور نافر مانی کا ماتم اپنے سوز وگداز کی لے میں کیا ہے

ستيارتكه رِيكاشُ مواالُ كياروس ٨٤٣٤٨ علمطبور سيؤك سنيم رِيلي الهورواوا .

ز بور ۸ کیل ہے۔

''اے میرے گروہ! میری تعلیم پر کان رکھ میرے منہ کی باتیں کان دھر کے سنوتا کہ آئے والی پشت میں وہ فرزند جو پیدا ہوں سیکھیں اور وہ خدا پر تو کل کریں اور خدا کے کاموں کو نہ جملا دیں بلکساس کے حکموں کا تحفظ کریں اور اپنے باب دادوں کی طرح ایک شریراورسر کش نسل نہ ہوں نالی نسل کہ جس نے اپنادل مستعدنہ کیا اور ان کے جی خدا ے نہ لگےرہے باوجوداس سب کے پھرانہوں نے گناہ کئے اوراس کے بخائب قدرتوں کے سب اعتقاد نہ کیالیکن انہوں نے اپنے مندے اس کے (خدا کے) ساتھ ریا کاری کی اور اپنی زبانوں سے اس سے جھوٹ ہو لے اور وہ اس کے عہد میں وفا دار شدر ب کیونک ان کے دل ان کے ساتھ قائم شدر ہے گتنی بارانہوں نے بیابان میں اس خدا ے بغاوت کی اور وہرانہ میں اے بیزار کیا اس پر بھی انہوں نے خدا تعالیٰ کو آ زمایا اور اے بیزار کیا اور اس کی شہادتوں کو حفظ نہ کیا' بلکہ برگشتہ ہوئے 'اوراپنے باپ دادول کے مانند ہے وفائی کی اور وہ میڑھی کمان کے مانندایک طرف پر کے"

#### ز بورا۸ میں ب

''اے میرے لوگو! سنو کہ میں تھے پر گوائی دول گا'اے بٹی اسرائیل!اگر تو میری سنے گا تو تیرے درمیان کوئی دوسرا معبود نه ہوتو کسی اجنبی معبود کو بحدہ نہ کرنا' خداوند تیرا خدا میں ہول جو تجھے مصر کی سرز مین سے باہر لایا اپنا منہ کھول کہ ات بھردوں گا' پر میرے لوگوں نے میری آ واز پر کان شادھرا' اوراسرائیل نے مجھے نہ جیا ہا ہب میں نے ان کے ولول کی سر کتی کے بس میں چھوڑ ویا"

بہت ہے بنی اسرائیل جوحضرت داؤڈ ہے باغی ہوکرلڑنے پرآ مادہ تھے حضرت داؤڈ نے ان کے متعلق میہ بدد عاکی۔ '' کہ تو وہ خدانبیں جوشرارت ہے خوش ہونشر پرتیرے ساتھانہیں روسکتا' وہ جو بیخی باز ہیں تیری آ تکھوں کے سامنے کھڑ ہے جیس رہ سکتے' تو سب مدکر دارول ہے عداوت رکھتا ہے تو ان کو جوجھوٹ بو لتے ہیں تا بود کرد ہے گا...... اے خداوند! اپنی صدافت میں میرار ہبر ہو میرے وشمنوں کے سب سے میرے سامنے اپنی راوکوسیدھا کران کے باطن میں سراسر کھوٹا بن ہےا ہے خدا! تو انہیں مزم جان ایسا ہو کہ وہ اپنی مشورتوں ہے آ پ ہی گر جا تھی ان کوان ك كنابول كى كثرت كسبب عنكال مجينك كدانهول في تحص سر كثى كى ب '- (زبور-۵) حضرت عیسی نے بھی انجیل میں بنی اسرائیل کولعنت کی اور فر مایا۔

اے ریا کارفقیہو اورفریسیو! تم پرافسوں کہتم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہوجو باہرے بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں پر بھتے مردوں کی بٹریوں سے اور ہرطرح کی نایا کی ہے جری ہوئی ہیں ای طرح تم بھی ظاہر میں او گوں کوراست باز دکھائی دیتے ہو پر باطن میں ریا کا راورشرارت سے بھرے ہو۔

اے ریا کارفقیہو اورفریسیو! تم پرافسوں کیونکہ نبیول کی قبریں بناتے'اور راست بازول کی گوریں سنوارتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ داووں کے دنوں میں ہوتے تو نبیوں کے خون میں ان کے شریک نہ ہوتے ای طرح تم ا ہے او پر گوائی دیتے ہو کہتم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو کیس اپنے باپ دا دول کا بیانہ مجرو ،اے سانپو!اوراے سانپو کے بچو! تم جہنم کے عذاب ہے کیونکر بھا گوگے۔(مق ۲۲۔۲۲۔۲۲) بعینہ یمی الزام قرآن نے بھی ان کودیا ہے۔

﴿ وَيَقْتُلُونَ النَّبِينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوُا وَ كَانُوا يَعْتَدُونَ ﴾ (بقره) اوروه تاحق وَغِيرون كوماروا لح بين اس لئ كدوه تافر مان اور حد برصن والع بين -

﴿ قُلُ فَلِمَ تَقُتُلُونَ آنَبِيآ ءَ اللَّهِ مِنْ قَبُلُ إِنْ كُنْتُمُ مُّؤْمِنِينَ ﴾ (بقره)

كه پركيون الله كينيون كو پہليم قل كرتے رہا كرتم مومن تھے۔

آل عمران مين اس بهي يؤهر مرق كواعى اورخير كي ملغ كان كردية كاان يربجا الزام بهد ﴿ إِنَّ اللَّذِيْنَ يَكُفُرُونَ بِالنِّتِ اللَّهِ وَيَقُتُلُونَ النَّبِيِيْنَ بِغَيْرِ حَقِّ وَيَقُتُلُونَ الَّذِيْنَ يَامُرُونَ بِالْقِسُطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِرُهُمُ بِعَذَابِ البُهِ ﴾ ( آل عران)

یے شک وہ لوگ جواللہ کی آیتوں کا اُنکار کرتے 'اور پیٹیبروں کو تاحق قبل کرتے اور ہراس مخض کی زندگی کے دہمن بن جاتے ہیں جوان کوعدل و نیکی کی بات سمجھا تا ہے' تو ان کو در دناک سز اکی خوشخبری سنادے

سورہ بقرہ اورآ ل عمران میں یہودیوں کے ایک ایک عیب کو کھول کھول کربیان کیا گیا ہے جس سے بیمعلوم ہوتا ہے کہ ان کے دین وملت کا قوام کتنا مجر گیا تھا'ان کی فدہبی سنگد لی اور تعصب کا سب سے دردنا ک سانحہ وہ ہے جواسلام ہے کہ ان کے دین وملت کا قوام کتنا مجر گیا تھا'ان کی فدہبی سنگد لی اور تعصب کا سب سے دردنا ک سانحہ وہ ہے جواسلام ہے ہو کہ ان کے عیسائیوں کو گڑھوں میں آ گ جلا کر ان میں جموعک دیا' اور وہ کنارے بیٹھے اس حسرت ناک منظر کا تماشا و یکھتے رہے' چنانچے قرآن مجیدنے اس پر درد داستان کو ان لفظوں میں انہیں یا دولایا۔

ا۔ان کواپے محبوب خدا اور خاص خدا کے کنیہ ہونے پر ہے انتہا غرور تھا' وہ سمجھتے تھے کہ ہم پچھ کریں' ہمیں قیامت میں مواخذہ نہ ہوگا۔

﴿ نَحُنُ أَبُنُوا اللَّهِ وَآحِبَّاوُهُ ﴾ (١/مه)

ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔

﴿ وَقَالُوا لَنُ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا آيًّامًا مُّعُدُودَةً ﴾ (بقره)

اور کہا جم کودوزخ کی آگ ہر گرنہیں چھوے گی کین چندروز۔

وہ مجھتے تھے کہ جنت کی تعتیں صرف انہی کے لئے خاص میں قرآن نے کہا:

﴿ قُلُ إِنْ كَانَتُ لَكُمُ الدَّارُ اللاِحِرَةُ عِنْدَ اللهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمُ صَدِقِيْنَ﴾ (يقره) کہددے کہ اگر آخرت کا گھر تمام لوگوں کو چھوڑ کرصرف تمہارے ہی لئے ہے تو موت کی آرز و کیوں نہیں کرتے اگر تم سے ہو۔

وہ بچھتے تھے کہ نبوت اور رسالت صرف ان کے گھر کی چیز ہے 'کسی دوسرے کا اس میں حق نبیس بقر آن نے ان کے جواب میں کہا۔

﴿ ذَٰلِكَ فَضُلُ اللَّهِ يُؤْتِيُهِ مَنْ يُشَاءُ ﴾ (بحر)

یے خدا کی مہریانی ہے وہ جس کو جا ہے دے۔

جوان میں پڑھے لکھے عالم تھے وہ خدا کے احکام کواپنے منشاء اور دولت مندوں کی خوشنودی کے لئے اپنی باطل تاویلوں سے ادلتے بدلتے رہتے تھے اور اپنی تصنیفات اور اجتہا دات کو کتاب الہی کا درجہ دیتے تھے۔

﴿ يُحَرِّفُونَ الْكَلِّمَ مِنْ مَعْدِ مُوَاضِعِهِ ﴾ (الده)

و ولفظول کوائی مناسب جگہوں سے مٹاویتے ہیں۔

تو پیٹکار ہوان پر جواہے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں بیرخدا کی طرف سے ہے تا کہ وہ اس سے دنیا کا معمولی فائدہ انھا کیں تو پیٹکار ہے ان پر جووہ لکھتے ہیں اور پیٹکار ہوان پر جودہ کماتے ہیں۔

جوان میں ان پڑھاور جاہل تھے وہ اپنے سے سنائے قصوں پرایمان رکھتے تھے۔

﴿ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابِ إِلَّا آمَانِيِّ وَإِنْ هُمُ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴾ (بقره)

اوران میں بعض ان پڑھ ہیں جن کوتو رات کاعلم نہیں کیکن بناوٹی یا تیں معلوم ہیں' و وصرف ان کے خیالات ہیں۔

احکام البی میں ہے جوآسان اور ضرورت کے مطابق علم ہوتا اس کو قبول کرتے اور دوسرے حکموں کو پس پیٹ ڈالتے۔
﴿ نَبَذَ فَرِيُقٌ مِنَ الَّذِيْنَ أُو تُوا الْكِتْبَ كِتَنَابَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمُ كَانَّهُمُ لَا يَعُلَمُونَ ﴾ (بقره)
جن کوخداکی کتاب دی گئی حمی ان میں ہے ایک فریق اللہ کی کتاب کو پس پیٹ ڈالٹا ہے گویا کدہ وجانتا ہی تیس۔
﴿ اَفَکُلْمَا جَاءَ کُمُ رَسُولٌ ' بِمَا لَا تَهُوکی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرُتُمُ فَفَرِیْقًا کَذَّبَتُمُ وَفَرِیْقًا تَفَتُلُونَ فَکُرُرِهِ،
کیا جب جب کوئی رسول تمہارے پاس وہ لے کرآیا جوتمہاری نفسانی خواہشوں کے موافق تدہوئم نے غرور کیا تو
کی وجب اور کی کے کو مارڈالتے ہو۔

کی وجب اللہ اور کی کے کو مارڈالتے ہو۔

ایک دفعہ جب آنخضرت و کھا مدین تشریف لا بچکے تصاور یہود نے بھی آپ کی ملکی سرواری کوا یک کونے قبول کر لیا تھا تو ایک زنا کا مقدمہ آپ کی عدالت میں لائے آپ نے پوچھا کہتمہارے ند جب میں اس جرم کی سزا کیا ہے ' بولے ہم مجرم کوکوڑے مارتے ہیں اوراس کی تشہیر کرتے ہیں آپ نے ان سے تو را ق طلب فرمائی جب وہ لائے تو اس جرم کے متعلقہ تھموں کی آ جو ل کو پڑھ کرسنانے گے تو تی سنگ ساری کا تھم چھپا دیا ' گرایک نومسلم یہودی عالم نے اس تھم کو متعلقہ تھموں کی آ جو کے بخاری ومسلم کیا بالدوؤو ابوراؤد واب رہم البودیون)

آپس میں قبل وخوزیزی کا بازاران میں گرم تھا'ان میں ایک طاقتور قبیلہ دوسرے کمزور قبیلہ کو گھرے ہے گھر کردیتا تھااور پھرکوئی گرفتار ہوجا تا تو فدیددے کران کوچیڑا بھی لیتے تھے' قرآن نے کہا۔

﴿ نُمُ ٱنْتُمُ هَـ وُلاَءِ تَـ قُتُلُونَ آنَفُسَكُمُ وَتُحْرِجُونَ فَرِيْقًا مِّنْكُمُ مِّنَ دِيَارِهِمُ تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمُ بِالْإِنْمِ وَالْعُدُوانِ مَ وَإِنْ يُسَاتُنُوكُمُ أَسْرَى تُفَدُّوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمُ إِخْرَاجُهُمَ آفُتُومِنُونَ بَبَعْضِ الْكِتْبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ ﴾ (بقره)

پھرتم ہی لوگ آپس میں ایک دوسرے کوئل کرتے اور ایک گروہ کوان کے گھروں سے نکالتے ہواوران کے برخلاف گناہ اور ظلم سے مدد کرتے ہواور اگروہ تمہارے پاس قیدی بن کرآتے تو تم فدید دے کر چھڑاتے ہو حالا نکہ ان کا نکالناتم پرحرام تھا' کیاتم کتاب کے پچھے حکموں کو ہانے اور پچھ کا انکار کرتے ہو۔

۲۔ دوسری چیز مال ودولت کی حرص وظمع تھی اس کی وجہ ہے ان میں ہرفتم کا لا کچے اورا خلاقی کمزوری پیدا ہوگئ تھی' کسی بڑے کا م کی خاطروہ اپٹی راحت وآ رام اورجسم و جان کوقر بان نہیں کر سکتے تھے

﴿ وَلَتَجِدَنَّهُمُ اَحُرْصَ النَّاسِ عَلَى حَيْوةٍ - وَمِنَ الَّذِينَ آشُرَكُوا يَوَدُّ آحَدُهُمُ لَوُ يُعَمَّرُ ٱلْفَ سَنَةِ ﴾ (بقره)

ان کوسب لوگول سے زیادہ زندگی کالا کچی پاؤ کے مشرکوں سے بھی زیادہ ان میں ایک ایک چاہتا ہے کہ اس کو ہزار برس کی زندگی طے۔

عربوں کے ساتھ ان کے لین دین کے تجارتی تعلقات قائم تھے گروہ بخت ناد ہند تھے اور بچھتے تھے کہ عربوں کے ساتھ جس طرح بختی اور بددیانتی کے ساتھ بھی برتاؤ کیا جائے وہ فد ہما منع نہیں 'قرآن نے اس معاملہ میں عیسائی اہل کتاب کی تعریف کے بعدا سرائیلی اہل کتاب کی نسبت فریایا۔

﴿ وَمِنْهُمُ مِّنُ إِنْ تَامَنُهُ بِدِينَارِلًا يُؤدِّهِ إِلْبَكَ إِلَّا مَا دُمُتَ عَلَيْهِ فَآثِمًا ﴿ ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ قَالُوا لَيُسَ عَلَيْهَ مِنْ إِنْ تَامَنُهُ بِدِينَارِلًا يُؤدِّة إِلْبَكَ إِلَّا مَا دُمُتَ عَلَيْهِ فَآثِمًا ﴿ ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ قَالُوا لَيُسَ عَلَيْنَا فِي الْآمِنِينَ سَبِيلٌ ﴿ وَيَقُولُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ وَهُمُ يَعْلَمُونَ ﴾ (آل مران) كاب والول مِن سيعض ايم بين كما كران كوايك وينار بهي اما نت ركع ك لئ دؤوه م كواس وقت تك واليس ندوي جب تك تم ال كرم برحق نبين اوروه جان بوجه كرفدا برجمون بولي على مريك مريك من من الله عند من الله عند الله عنه عنه الله عنه الله عنه الله عنه الله عنه الله عنه اله عنه الله عنه الله عنه الله عنه عنه الله عنه الله عنه الله عنه ا

توراة بين "ائت بھائى" كے علاوہ" اجنى "ئے سود لينے كى اجازت كا مطلب وہ يہ لينے تھے كہ يہود يہود ہد لے اورائل عرب جو يہود نہ تھان سے بھارى شرح سودوسول كرنا جائز بجھتے تھے اور تعجب پر تعجب يہ تھا كہ ان كے علاء ان كواس سے باز نيس ركھتے تھے اس حرام خورى اوران كے علاء كى اس خاموشى پران كوقر آن نے باربار ثوكا في الأئم و الْعُدُوان وَ الْكِلِهِمُ السُّحُتَ مَا لَيْنَا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَ الْاَحْبَارُ عَنُ قَوْلِهِمُ الْاِئْمَ وَ الْاَحْبَارُ عَنُ قَوْلِهِمُ الْاِئْمَ وَ الْكُلِهُمُ السُّحُتَ لَيْفُسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَ الْاحْبَارُ عَنُ قَوْلِهِمُ الْاِئْمَ وَ الْكُلِهُمُ السُّحُتَ لَيْفُسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَ الْاحْبَارُ عَنُ قَوْلِهِمُ الْاِئْمَ وَ الْكِلُهُمُ السُّحُتَ لَيْفُسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (ما مورو)

اوران میں سے بہتوں کوتو دیکھے گا کہ وہ گناہ اورظلم کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے کرتو ت کتنے برے ہیں۔ان کے درویش اور عالم گناہ کی بات یو لئے ادر حرام کھانے سے کیوں بازنہیں رکھتے ان کے کام در حقیقت کتنے خراب ہیں۔

﴿ سَمُّعُونَ لِلْكَذِبِ ٱلْكُلُونَ لِلسُّحْتِ ﴾ (١٥،١)

جھوٹ کو عنے والے اور حرام کھانے والے ہیں۔

﴿ وَآخَذِهِمُ الرِّبُوا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَآكُلِهِمُ آمُوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ﴾ (ناء)

اوران کے سود لینے کے سبب نے حالانک وہ اس ہے روکے گئے تھے اورلوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھاجائے کی وجہ ہے ، اس ارت جی رہ سے سے جی رہ مورتے میں اس سے معن میں ماس سے ماس کے اور فقیم جیاجا ہے ہو ہے تا

ای لئے تو وہ تو رات کی آیوں میں تحریف اور ان کے معنوں میں تاویل کر کے ایسے فقہی حیلے تراشتے تھے کہ وہ ہر حکم کواپنے مطلب کے مطابق بنالیتے تھے خدانے فر مایا۔

﴿ إِنَّـا آنْزَلُنَا التَّوُرَاةَ فِيُهَا هُدُّى وَّنُوْرٌ ۦ يَـحُكُمُ بِهَا النَّبِيُّوُنَ الَّذِيْنَ آسُلَمُوا لِلَّذِيْنَ هَادُوَا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتْبِ اللَّهِ ﴾ (انده)

ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اورروشی ہے ای کے مطابق نبی جوتا بعدار تھے یہود یوں کا فیصلہ کرتے تھے اوران کے درویش وعالم بھی خدا کی کتاب کے جن حصول کوانہوں نے بچار کھاتھا'ان میں سے فیصلہ کرتے۔

اس کے بعداس کے احکام کے اجراء اور خاص کر قصاص کا ذکر کیا اور فرمایا۔

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحُكُمْ بِمَا آتُرَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَفِرُونَ ﴾ (اتمه)

اور جوخدا کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کا فریں۔

ان میں مشرکانہ بت پرئی کے بھی بعض اثرات پیدا ہو گئے وہ جبت اور طاغوت کی پرسٹش میں مبتلا تھے قرآ ن ان گو خطاب کر کے کہتا ہے۔

﴿ يَا يُهَا الَّذِيْنَ ۗ أُوْتُوا الْكِتَابَ امَنُوا بِمَا نَزُّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمُ مَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغُفِرُ اَنَ يُشُرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَٰلِكَ لِمَن يَّضَاءُ ﴾ (١٠٠)

آے کتاب والو اہم نے جوا تارا جوتمہاری کتاب کی تقید بق کرتا ہے اس پرایمان لاؤ۔ بے شک خدا شرک کومعاف نہیں کرتا 'اوراس کے سواجس کوچا ہے معاف کردے۔

﴿ اللَّهُ تَرَالَى الَّذِيْنَ أُوْتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتْبِ يُوْمِنُونَ بِالْحِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا هُولَآءِ آهُدى مِنَ الَّذِيْنَ امْنُوا سَبِيلًا ﴾ (ناه)

..... کیا تو نے ان کونبیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصد دیا گیا' وہ بتوں اور شیطانوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کہتے میں کہ وہ کافرمسلمانوں سے زیادہ سجی راستہ پر ہیں۔

اوہام وخرافات پران کا بیمان تھا' تعویذ' گنڈ اجاد واور عملیات پر فریفتہ تھے اور سجھتے تھے کہ یہ حضرت سلیمان کی تعلیم ہے (بقرہ) لبیداعصم وغیرہ مدینہ میں بہت ہے عامل تھے جو کنگھیوں اور بالوں میں منتزیز ھے کر پھو نکتے تھے۔ ل

صحیح بخاری جلد دوم کتاب الطب باب اسحر سفی ۲۵۷<sub>-</sub>

عرب سے باہر میہودی کو نانیوں اور رومیوں کی حکومتوں میں پورپ افریقداور ایشیاء کے مختلف ملکوں اور شہروں میں اس طرح پراگندہ اور منتشر سے کہ کرب سے باہرونیا کی قوموں میں ان کا کوئی شار ندتھا عرب کے اندر جو یہود زمانہ دراز سے آباد سے ان کا بڑا شغل زراعت اور تجارت تھا سودگ کاروبار کرتے سے غریب عربوں کو اپنے گراں شرح سوداور قرضوں کے بار میں ای طرح وبائے سے کہ ان کی حالت ان کے سامنے غلاموں کی تی تھی اس سلسلہ میں صرف ایک واقعہ کا ذکر پوری حالت کے نادازہ کے لئے کافی ہوگا۔

محر بن سلمہ انصاری اور ان کے رفقاء جو مدینہ کے بہودی سردار کعب بن اشرف کے تل پر مامور ہوئے تھے وہ اس سے ملنے اور بات چیت کرنے گئے انہوں نے اس سے کہا اے کعب اس شخص محمہ (رسول اللہ وہ اللہ) نے تو صدقہ وصول کر کر کے ہم کو دق کر ڈالا اب میں تم سے کچھ قرض لینے آیا ہوں اس نے کہا خدا کی تتم مجھے معلوم تھا کہ تم اس سے آخر بزار ہوجاؤ گے لے انہوں نے کہا میں نے اس کی چیروی اختیار کی ہے لیکن اس کو چھوڑ نائبیں چا بتا انظار ہے کہ معاملہ کی صورت کس رخ پلٹتی ہے میں تم سے کچھ غلاقرض لینے آیا ہوں اس نے کہا مگر تم کفالت میں کیا چیزر بن رکھو گا نہوں نے کہا تم بتاؤ کیا چا ہے ہواس نے کہا اپنی بیویاں گروی رکھو۔ انہوں نے جواب دیا ہم اپنی بیویاں گروی کیسے رکھ سکتے ہیں کہ تم اس خیری تم ہوارے کہا تم اپنی بیویاں گروی رکھو ، کہا ہم اپنی بیویاں گروی کیسے رکھیں' ان کی کوئی ہوئی نہ کرئے بیدمارے لئے بولی شرم کی بات ہے ہاں ہم اپنے ہتھیار گروی رکھو کتے ہیں۔ کے کی کوئی ہوئی نہ کرئے بیدمارے لئے بولی شرم کی بات ہے ہاں جم اپنے ہتھیار گروی رکھو کتے ہیں۔ کے کی کوئی ہوئی نہ کرئے بیدمارے لئے بولی شرم کی بات ہے ہاں جم اپنے ہتھیار گروی رکھو کتے ہیں۔ کے کی کوئی ہوئی نہ کرئے بیدمارے لئے بولی شرم کی بات ہے ہاں جم اپنے ہتھیار گروی رکھو کتے ہیں۔ کے کی کوئی ہوئی نہ کرئے بیدمارے لئے بولی شرم کی بات ہے ہاں جم اپنے ہتھیار گروی رکھو تی ہیں۔ کے ہیں۔ کے کی کوئی ہوئی نہ کرئے بیدمارے لئے بولی شرم کی بات ہے ہاں جم اپنے ہتھیار گروی رکھو تھوں گیا ہے ہیں۔ کے اس جم اپنے ہتھیار گروی رکھی کے ہیں۔ کے ہیں۔ کے اس جم اپنے ہتھیار گروی رکھی کے ہیں۔ کے بیں۔ ک

اسوال وجواب ہے اندازہ ہوگا کہ یہود کی اخلاقی حالت کتنی پست اور ذکیل ہو چکی تھی کوئی غیر عورت اگران کے بازار کی طرف جانگلتی تو اس کی عزت پچی مشکل ہوجاتی تھی ہے کہ پچی کو معمولی ہے زیور کے لا کچے میں موقع پاتے تو بیدردی ہے تل کر کے زیورا تاریعتے ہے علاء اور پیٹوایان دین کی وہی کیفیت تھی جس کا ماتم اس وقت ہے چیسو برس پیشتر حضرت عیسی ہے نے کیا تھا افظی موشکا فیوں اور ظاہری دین داری کے سواروح و اخلاق کا جو ہران ہے کھو گیا تھا اسلام جو ابراہیم حنیف کے ترانہ تو حید اور طور کی صدائے غیبی کی آ واز بازگشت تھا وہ ان کے نزد کی عرب کے بت پرستوں کے جاہلا نہ ندہ ہب سے زیادہ برا تھا وہ کہتے تھے کہ ان مسلمانوں سے یہ شرک زیادہ راہ راست پر ہیں ہے اسلام کی اس مصالحانہ دعوت

﴿ يَاهُلَ الْكِتْبِ تَعَالُوا اللَّى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ ۚ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الَّا نَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا نُشُرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَعْبُدَ اللَّهِ وَلَا لَشُولَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَخِذَ بَعُضْنَا بَعُضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللَّهِ ﴾(آلعران)

اے کتاب والو! آؤاس ایک بات پرہم سب متحد ہوجائیں جوہم میں تم میں مشترک ہے ہم خدا کے سواکسی کواپنا معبود

ل صحیح بخاری جلد دوم قل کعب بن اشرف صفحه ۱۵۲ م

ع دیکھوکتب سر میں غزوہ بی نضیر کے اسباب۔

سے صحیح بخاری جلد دوم باب من ا قاد بجر صف ۲۱۰۱\_

اس ناء۔

سیرة این بشام ذکر بعت عقبه.

میں بھی عداوت اور وشمنی ہی کی جھلک دکھائی دیج تھی اس لئے مدینہ میں اسلام کی صلح کی ہرکوشش کووہ محکراتے

ميرت النبي

نه بنا تحمی اور نه ہم خدا کو چھوڑ کرا یک دوسرے کواپنارب بنا تھیں۔

د نیا کی ان مختلف قوموں کے حالات پر ایک اجمالی نظر ڈالنے کے بعد ضرورت ہے کہاس قوم کے حالات پر ایک تفصیلی نظر ڈالی جائے جس کے وطن کے افق ہے نبوت ہے سج سعادت طلوع ہونے والی تھی۔



# ظہوراسلام کے وقت عرب کی مذہبی واخلاقی حالت

یمن میں جب وہ مشہور سیلاب آیا جس کی بلندی سطح زمین سے ایک سومیس نٹ بھی تو اس کا پائے تخت مآرب اور اس کے اصلاع دفعتہ تباہ و بر باوہ ہوگئے ، بید و مری لے صدی عیسوی کا واقعہ ہے۔ قرآن مجید نے ای سیلا ب کوسیل عرم کہا ہے اس سیلا ب کا ایک بقیجہ بیہ ہوا کہ آٹھ بڑے براے خاندان جلا وظن ہو کر اوھراوھر نگل گئے جس سے نظام سلطنت میں ضعف آگیا۔ چھٹی صدی عیسوی میں یہال کے فرماز واؤ ونواس سے جو ند ہما یہودی تھا میانے بعاوت کی اور شاہ میں شعف آگیا۔ چھٹی صدی عیسوی میں یہال کے فرماز واؤ ونواس سے جو ند ہما یہودی تھا میانے بعاوت کی اور شاہ حبث سے اعازت جاتی اس نے وقعی میں ایک فوج بھیجی جس نے ذونواس کومعز ول کر دیا اور اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ سامی عیس تبلید حمیر کے ایک باحوصلہ خص فورین نے فارس کی مدوسے بنا ملک والیس لیا لیکن چندروز کے بعدوہ قبل کر دیا گیا اور یمن شہنشائی فارس کا ایک معمولی صوبرہ گیا۔

جو قبیلے یمن سے نکلے ان میں سے ایک نے دوسری صدی عیسوی میں جیرہ میں جہاں اب کوفد آباد ہے ایک سلطنت قائم کی لیکن وہ فارس کے زیراثر اور ندہجی خیالات میں مجوس سے متاثر تھی ووسرا قبیلہ شام میں جاکر آباد ہوا جو عسانی خاندان کہلاتا ہے کے چونکہ بیرخاندان رومیوں کے زیراثر تھااس لئے رفتہ رفتہ وہ عیسائی ہوگیا اور اسلام کے زبانہ تک عیسائی رہا۔

غرض عرب کے اصلی تھرن پر ہیرونی اثر جو کچھ پڑا تھا وہ مجوسیت یا نصرا نیت کا تھا یہودی معتقدات اور خیالات کا اثر بھی بہت کچھ تھا، جس کی وجہ پیھی کہ عرب کا ایک بڑا حصہ بعنی وادی القری اور خیبروفدگ تمام تر یہودی آ بادیال تھیں اور خود مدینہ میں یہودی ہی صاحب اقتدار اور صاحب حکومت تھے باقی تمام ملکوں میں مشر کا ندر سوم جاری اور جاہلا نہ ندا ہب تھیلے ہوئے تھے لوگ بتوں پھروں درختوں ستاروں فرشتوں اور جنوں کی پرستش کرتے تھے۔

#### خدا كااعتقاد:

تاہم اس میں شہر نہیں کہ ترب زمانہ درازے ایک خدائے برتر پراعتقادر کھتے تھے آج کل عرب کے جوقد یم کتبات دستیاب ہوئے ہیں ،ان پراللہ کالفظ خدا کے معنی میں لکھا ہوا ہے البتہ اس کا املا اللہ نہیں بلکہ ھلہ ہے عرب شال کے عرب جونا بتی کہلاتے ہیں ان کے ناموں کے ساتھ اللہ کالفظ بھی شامل ہوتا تھا مثلا زیداللہی عبداللہی سلم خود قرآن مجید میں خدا کفار کی نسبت کہتا ہے۔

ا اس بند کے انبدام کی تاریخ کی تعیین مشکل ہے اور ای لئے اس کی تعیین جس کی نظریئے ہیں۔ ایک اس کو دوسری صدی عیسوی کا واقعہ بتا تا ہے تو دوسرا پانچویں صدی عیسوی کا اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس بند کے مختلف صے مختلف زبانوں میں منہدم ہوتے رہے اور بنتے رہے آخری دفعہ پانچویں صدی عیسوی میں بالکل ہر باو ہو گیا۔ (سلیمان)

ع اکثر علائے انساب کابیان کی ہے کہ بیقبائل یمن ہے آئے تھے لیکن میں نے ارض القرآن میں بدلائل اس سے اختلاف کیا ہے۔(سلیمان)

ع نداہب داخلاق کی انسائیکلو پیڈیا جلداول صفح ۹۶۴ بحولا۔ پر وفیسرنولد کی۔

﴿ وَلَهِنُ سَالَتَهُمْ مَّنُ حَلَقَ السَّمُواتِ وَالْارُضَ لَيَقُوْلُنَّ اللَّهُ لَهُ قُلِ الْحَمُدُ لِلَّهِ ﴾ (اقمان ٢٠) اورا كرتم ان سے پوچھوكمة عان اورز مين كس نے پيدا كيا ہے قووہ بول انجيس كے كم خدائے تم كبوكم خدا كا شكر ہے۔

یہ اسل میں حضرت ابرائیم کی تعلیم تھی لیکن رفتہ رفتہ شرک کا اعتقاد پیدا ہوا بینی یہ کہ خدائے اعظم کے سوااور بھی چھوٹے جدا ہیں گواللہ ان ہیں سب سے بڑا ہے۔ یہ اعتقاد اس قدر رائخ ہو گیا کہ اور معبود ول کے انکار سے ان کواس قدر رن جمہوئے خدا ہیں گواللہ ان ہیں سب سے بڑا ہے۔ یہ اعتقاداس قدر رائخ ہو گیا کہ اور معبود ول کے انکار سے ان کواس قدر رن جھوٹے خدا تھا جس قدر خود خدا کے انکار سے ہوسکتا تھا بلکہ چونکہ ان کے نزد یک دنیا کا کار و بار اور روز مرہ کی ضرور تیں انہی چھوٹے جھوٹے خدا وک سے انجام پائی تھیں اور کا م اکثر انہیں خداوک سے پڑتا تھا، اس لئے اللہ کا خیال کہتے ہوں ہی سارہ گیا انہی خداوک کی پرسٹس کرتے تھے، انہی پر قربانی چڑھاتے تھے، انہی سے جا جتیں ما تکتے تھے، اللہ تو زمین آ سان بنا کر بریا رسا ہو چکا تھا جو پچھ کرتے تھے بہی خدایان اصغر کرتے تھے یہی سبب تھا کہ کوئی محفی اللہ کا خالی نام لیتا تھا تو اوگ بہت کہیدہ ہوتے تھے۔

﴿ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحُدَهُ اشْمَازَاتُ قُلُوبُ الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُونَ بِالْاحِرَةِ مَ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنُ دُونِهَ إِذَا هُمْ يَسْتَبَشِرُونَ﴾ (عرة زمر)

اور جب خالی الله کا نام لیاجا تا ہے تو بیلوگ جو کہ قیامت کے معتقد نہیں ہیں ناک بھوں چڑھاتے ہیں کیکن جب خدا کے سوااوروں (معبودوں) کا بھی ذکر کیاجائے تو دہ دفعتہ کھل جاتے ہیں۔

اور سجھتے تھے کہان چھوٹے معبود وں کی نذرو نیاز وقربانی سے خدا خوش رہے گااوروہ اس کے دربار میں سفارش کریں گے چنانچیوہ کہتے تھے۔

> ﴿ مَا نَعُبُدُهُمُ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ﴾ (زمر) تم ان بنول کواس کے پوجے میں کدوہ ہم کوخدا کے قریب کرویں۔

# ملائكه كى الوہيت:

شرک کے علاوہ خدائے اعظم کی نسبت سے مانتے تھے کہ اس کے بال بچے بھی ہیں چنانچے فرشتوں کووہ خدا کی بٹیال کہتے تھے۔

> ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُوْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمَّوُنَ الْمَلْفِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأَنْثَى ﴾ (مورة جُم) جولوگ قيامت برايمان نيس لات و و فرشتو ل كوخداكى بيثيال كهته جيس -﴿ اَلْكُمُ اللَّهُ كُرُ وَلَهُ الْأَنْثَى وَ يَلْكَ إِذَا قِسْمَةٌ ضِيْزَى ﴾ (مورة جُم ١٠) تنهار عاق الرَّح مول اور خدا كار كيال! بيتو كها جهي تقييم بيس -

اس لئے جس طرح بعض یہودعزیر کو اور نصاری حضرت عیسی کو خدائی کامستحق سجھتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کی اولا دیجھ کران کی الوہیت کے بھی قائل تھے۔

> ﴿ وَلَا يَأْمُرَ كُمُ أَنُ تَتَجِدُوا الْمَلْئِكَةَ وَالنَّبِينَ أَرْبَابًا ﴾ (آل مران) اور نه تو غداتم كواس كاحكم ويتاب كه فرشتول اور پنج برول كوخد الخبراؤ .

﴿ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ حُزَّهُ الْمِ اللَّهُ الْإِنْسَانَ لَكُفُورٌ مُّبِينٌ ٥ أَم اتَّحَذَ مِمَّا يَخُلُقُ بَنْتِ وَّأَصْفَكُمُ بِالْبَنِيْنَ٥ وَجَعَلُوا الْمَلْئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبْدُالرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ﴿ اشْهِدُوا حَلَقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمُ وَيُسْتَلُونَهِ وَقَالُوا لَوُشَاءَ الرَّحُمْنُ مَا عَبَدْنَهُمْ ﴾ (تَثَف) اوران مشرکوں نے خدا کے بندوں میں سے خدا کا ایک حصہ بنایا ' بے شک انسان کھلا تا فرمان ہے کیا خداجو بیدا کرتا

ے وہ اپنے لئے لڑکیاں لے اور تم کولڑ کے وے کرعزت دے اوران مشرکوں نے فرشتوں کو جورحت والے خدا کے بندے ہیں لڑ کیاں قرار دیا کیاوہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے ان کی گوا بی کھی اور بازیرس کی جائے گی اور كہتے ہيں اگر خدانہ جا ہتا تو ہم ان كى يرسنش ندكرتے۔

﴿ فَاسْتَفْتِهِمُ ٱلِرَبُّكَ الْبَنْتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ٥ آمُ حَلَقُنَا الْمَلْئِكَةَ اِنَاثًا وَهُمُ شَاهِدُونَ ٥ آلَا آتُهُمُ مِّنُ افْكِهِمُ لَيْقُولُونَ ﴿ وَلَدَ اللَّهُ وَانَّهُمْ لَكُذُّ بُونَ ﴾ (منت)

توان ہے یو چھ کہ کیا تیرے رب کی لڑکیاں ہوں اور ان کے لڑے ہوں کیا ہم نے فرشتوں کولڑ کیاں پیدا کیا'وہ حاضر تھے ہاں بیان مشرکوں کی بتاوٹ ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اولا دہوئی اور وہ جھوٹے ہیں۔

ان کا پیھی اعتقادتھا کہ بیفر شنے خدا کے ہاں اپنے پرستاروں کے سفارشی بنیں گے خدانے اس کی تر دید میں کہا ﴿ وَكُمْ مِنْ مَّلَكِ فِي السَّمُوتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُم شَيْتًا إِلَّا ﴾ (مم) ادرآ سانوں میں کتنے فرشتے ہیں کدان کی سفارش خدا کی اجازت کے بغیر کچھ فائد ونہیں پہنچا سکتی۔ قیامت میں فرشتوں سے پرسش ہوگی کہ بیمشرک تمہاری یو جا کرتے تھے۔ ﴿ ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلْمِكَةِ آهُولَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعَبُدُونَ ﴾ (١٠١٠) چرخدافرشتوں سے کے گا کہ کیا بیانسان تنہیں کو یوجے تھے۔

# جنات کی الوہیت:

فرشتول کی طرح وہ جنات کوبھی خدا کے عزیز وقریب بچھتے تھے اور خدا کے ان ہے دشتے لگاتے تھے۔ ﴿ وَحَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحِنَّةَ نَسَبًا ﴾ (منت) اور مشرکوں نے خدااور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی۔ اس لئے وہ جنات کوخدا کی خدائی کا شریک کرتے تھے۔

﴿ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْحِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَّقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنْتٍ \* بِغَيْرِ عِلْم ﴾ (انعام) اورانہوں نے جنوں کوخدا کاشریک بتایا اور وہ خدا کی مخلوق ہیں اور بن جانے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑیں۔

اور جب وہ خدا کے رشتہ داراور خدائی کے شریک تھہرے تو ان کی عبادت اور پرستش بھی ضروری تھی چنا نچہ جالميت مين الل عرب الن جنول كوبهي يوجاكرت تفي الم ويَلُ كَا تُدوا يَعْبُدُونَ الْحِلُ الْحُدُرُهُمُ بهم مُومِنُونَ ﴾ (سبا)" بلكديد جن كو يوج تصاوران مي ساكثر انبيل برايمان ركمة تض مسافر جبرات مي كبيل قيام كرت تص تو پہلے وہاں سے جنوں کی وہائی پکار لیتے سے قرآن میں ہے ہو آئے گان رِ حَالٌ مِنَ الْانْسِ يَعُو دُوْنَ بِوِ حَالٍ مِنَ الْبُحِنَّ فَرَادُوْهُمُ رَهَفًا ﴾ (جن) ''اور بات بیتی کہ پجھانسان بعض جنوں کی دہائی مانگا کرتے سے اور انہوں نے ان کو اور مغرور بنا دیا تھا'' چنانچے بعض خوفناک مقامات میں خاص طور سے ان کے نام کی قربانی کی جاتی تھی اور ان میں سے ایک مشہور مقام دراہم تھا جہاں کے رہنے والے جنوں (مکان الدراہم) پر جانور دن کا کرکے چڑھائے جاتے تھے تا کہ قربانی کرنے چڑھائے جاتے تھے تا کہ قربانی کرنے والے ان کی شرارت سے محفوظ رہیں لے قبیلہ فرزاعہ کی شاح بنولیج خاص طور سے جنوں کی اپوجا کرتی تھی اور کابی کا بیان ہے کہ انہیں کے متعلق ہے آ بیت اتر ی ہے ہے' کابی کا بیان ہے کہ انہیں کے متعلق ہے آ بیت اتر ی ہے ہے' المراف ) خدا کو چھوڑ کرتم جن کو پکارتے ہو وہ تہاری ہی طرح بندے ہیں۔ خدا کو چھوڑ کرتم جن کو پکارتے ہو وہ تہاری ہی طرح بندے ہیں۔

# بت پری:

جن خداؤں کو بیلوگ مانتے تھے ان کے بت بنا لئے تھے اور جا بجاعظیم الثان بت کدے قائم ہو گئے تھے بیہ رواج اس قدر عام ہو گیا تھا کہ جہاں کوئی خوبصورت پھر مل گیا اٹھا لیا اوراس کی پرسٹش شروع کردی زیادہ خوبصورت مل گیا تو اس کو پھینگ دیا اوراس کی پرسٹش کرنے لگے جہاں کوئی پھر ہاتھ نہ آیا خاک کا ایک تو وہ بنالیا ایک بکری لا کراس کا دودھ اس پردوہا پھراس کے گروطواف کیا اوراب وہ ایک معبود بن جاتا تھا چنانچ سی بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حذیفہ ش میں یوری تفصیل فدکورہے۔

اس بت پرتی کی ابتداء یوں ہوئی کہ قبیلہ فرزاعہ کا ایک فخص جس کا نام عمرو بن کھی تھااور جوقبیلہ جرہم کوفکست وے کر کعبہ کا متولی بن گیا تھا ایک وفعہ بلقاء گیااور وہاں لوگوں کو بت پرست دیکھے کر بت پرسی کی طرف مائل ہوااور وہیں ے ایک بت لاکر کعبہ میں نصب کیا چونکہ اس کا اثر تمام عرب پرتھا اس لئے تمام عرب نے بت پرسی قبول کرلی اور گھر گھر بت خانے بن گئے ان میں تہل سب سے برزاتھا اس سے انز کرمنات کلات اور عزی تھے۔

منات مدینه منورہ سے سات میل پر تھا انصار کے قبیلہ لینی اوس وخزرج اور آس پاس کے قبائل ای کا حج کرتے تھے کعبہ کا جج بھی جب بیاوگ کرتے تھے تو احرام میں آ کرا تارتے تھے حلفیہ معاہدے بھی میں ہوتے تھے ،عبدالعزی مزنی کہتا ہے۔ سے

﴿ انبی حلفت بسین صد ق برۃ بعناۃ عند محل آل البحزرج ﴾ میں نے منات کی کچی شم کھائی اہل خزرج کے احرام اتار نے کی جگہ کے پاس۔ لات قبیلہ ثقیف کامعبود تھا جومقام طائف میں نصب تھا۔ اہل طائف اس کو کعبہ کے برابر شلیم کرتے تھے

ل المان العرب اغظ مكن -

ع كتاب الاعنام بشام الكلمي مطبوع مصر سني ٢٠٠٠

م يه يوري تفسيل جهم البلدان الفظ مناة على ب-

عزى ايك درخت تقااس كے پاس ايك بت تقايية بلد غطفان كا بت تقاليكن قريش بھى اس كى نہايت عزت ت كرتے تقے اوراس كى زيارت كوجاتے تقے قريش جب كعبه كاطواف كرتے تقے تو يہ پڑھتے تھے۔ لے على وَاللّاتَ وَالْعُرَّى هُو النَّالِيَّةَ الْاَحُراى هِ إِنَّهُنَّ الْعَرَائِيْقَ الْعُلَى وَالْ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرُتَحى ﴾ لات عزى اورتيرامناة يہ بڑے برگزيدہ جي اوران كى سفارش كى خداك بال اميد ہے۔

لات مری اور پر اسماہ پہرے ہر میرہ ہیں اوران ی سعاری صدائے ہاں اسمید ہے۔

ہت پرتی نے رفتہ رفتہ اور بہت ی ہرائیاں پیدا کردی جانوروں سے گزر کرانسانی قربانیاں پڑھائی جانے گیں اسمید ہورت ہوئی کے جدامجد عبدالمعطلب نے جواپ صاحب زادہ عبداللہ کی قربانی کرنی چائی تھی اس می تقلید تھی۔

بجیرہ سائیہ جام کے نام سے بتوں کے نام پرسانڈ چھوڑتے تھے کعبہ کے سامنے جو قربانی کرتے تھے اس کا خون کعبہ کی دیواروں پر طبعے تھے۔ بن بتوں کے سامنے شکون کے تیرر جے تھے ان بیس سے ایک پر'نہاں'' ایک پر 'نہاں'' کھار بتا تھاجو کام کرتا چا جے پچاری سے کہتے کہ فال نکا لے''ہاں'' کا تیر نکلتا تو اس کام کو کرتے ورنہ بازر ہے۔

ہا بلیت میں جن چیزوں کی پرسٹش کی جاتی تھی وہ مختلف قسموں کی تھیں۔ اصنام واو ثان ، انصاب اور بیوت، جاتم مواو ثان جن کا واحد منم اور وٹن ہے ، بیرانسانی شکل وصورت کے بت تھے، اگر وہ لکڑی کے ہوتے تو ہفتم کہلاتے اور اسمام واو ثان جن کو اس کو دمیہ کہتے انصاب اور نصب بن گھڑے تھے جن کو گھڑ اکر کے ان پر عام اگر رہائی کہ جو تھے جن کو گھڑ اکر کے ان پر عام اس ویہ تھا ور جانور ذرخ کرتے تھے جن کو گھڑ اکر کے ان پر عام اور جانور ذرخ کرتے تھے ہوت جس کا واحد بیت سے چندگھر تھے جسے رضا، رہام قبلیس و غیرہ جن میں بیر ستا تہ رسوم اور کئے جاتے تھے جن بول کے اردگر دیکر لگاتے تھا ان کو دوار کہتے تھے اور ان پر جوقر بانی کی جاتی اس کو جسے بین تھی ان کو دوار کہتے تھے اور ان پر جوقر بانی کی جاتی اس کو جست بھے اور ان پر جوقر بانی کی جاتی اس کو جست بیں تھی جون کو گھڑ ان کی جاتی اس کو جست بی جست تھے اور ان پر جوقر بانی کی جاتی اس کو جاتی اس کو جو تھا تھیں دی جوقر بانی کی جاتی اس کو جوتی ہوئی گھڑ ان کی جاتی اس کو جوتی ہوئی گھر کے جوتی کو گھڑ ان کی جاتی اس کو حدال کی جوتی کو گھڑ ان کی کھر گھا تھے تھے اور کی کی جوتی تو کی کی تھی جون بیوں کے اردگر کے گھر لگھ تھے تھے اور ان پر جوقر بانی کی جوتی تو کھر گھا تو تھے تھے ان کو دور کہتے تھے اور ان کی جوتی تو کھر بی تھے تھے ان کو دور کہتے تھے اور ان کی جوتی تو کو تو تو تو تھی تھے دور کی کھر کھر کے تھے تھے ان کو دور کھر کے تھے دور کی تھر کی کھر کے تھے تھے دور کی کھر کے تو تھے تھے دور کی کھر کے تو تھے تھے دور کھر کھر کے تو تھے تھے دور کی کھر کے تو تھے تھر کھر کے تو تھر کی کھر کے تو تھر کے تو تھر کی کھر کے تو تھر کے تو تھر کی کھ

﴿ كماطاف بالرحمة المرتحم ﴾

جیے پھروں کے ڈھیر کا طواف لگانے والاطواف کرے۔ سے جن بتوں کی پرستش کی جاتی تھی اکلی کوئی انتہائے تھی

ع "قبيلة قبيله كابت أك جداتها"

عمتر ہ کہتے تھے پھروں کا ڈھیر لگا کراس کے جاروں طرف چکرلگاتے تھے اس ڈھیرکور جمہ کہتے تھے جابلی شاعر کہتا ہے۔

خاص خانہ کعباوراس کے اطراف میں تمن سوسائھ ۳۰ ہت تھے (سی بخاری باب فتح کمی ان میں ہے آن ان میں ہے آن ان میں ہے آن کے میں جون کے میں وہ یہ ہیں (۱) لات (۲) عزی (۳) منات (۴) یغوث (۵) یعوق (۲) آسر (۷) وور (۸) سواع (۹) بعل لیکن جاھلیت کے پرانے مؤرخوں اور لغت نویسوں نے جا بلیت کے شخصی ناموں اور شعراء کے اشعار ہے بہت سے نام ذکر کئے ہیں بشام کلبی کی کتاب الاصنام میں جواس موضوع پر پہلی کتاب ہاور جواب معرمیں حجیب بھی گئی ہے تقریبا تمیں ۳۰ بتوں کے نام ہیں علامہ ذکی پاشا جنہوں نے کلبی کی اس کتاب کو ۱۹۳۳ھ میں ہوائی میں تحقید اور تحملہ میں جواب کو اس کتاب کو ۱۹۳۳ھ میں ہوائی کتاب کو ۱۹۳۳ھ میں جواب معرفی کے تعرفی کی بات کتاب کو ۱۹۳۳ھ میں جواب مورثوں نے کلبی کی اس کتاب کو ۱۹۳۳ھ میں جھیا لیس نام اور برد ھائے ہیں بین اور تجاز میں آٹار قد میرے محققوں تحقید اور تحملہ کے بعد شاکع کیا ہے اپنے تحملہ میں جھیا لیس نام اور برد ھائے ہیں بین اور تجاز میں آٹار قد میرے محققوں

المعم البلدان لفظ الات وكتاب الاصنام للتكلمي مطبوعه والاكتب المصربيت ١٣٨٣ الصفحة ١٩

ع خل المرام في تفسيرا يات الا حكام صفحه و الأالا

ع ان الفاظ کے لئے ویکھولسان العرب

نے عہد جاہلیت کے جو کتبے پڑھے ہیں ان میں المقد ،عشتار ،ککرہ ،قینان وغیرہ بہت سے اور ناموں کا پیتد لگایا ہے میں نے ارض القرآن کی دوسری جلد میں جو ۱۳۲۱ھ ۱۹۱۸ء میں بھی ہان معلومات کو بکجا کردیا ہے۔ ویل میں ہم ان بتوں کی فہرست درج کرتے ہیں جنکے نام اب تک معلوم ہو چکے ہیں

بتول کے نام	قبیلوں کے نام جوان کوخاص طور سے پو جتے تھے
لات	القيف-
عوى	قريش و بنوشيبان بن جابر _
مناة	اول وخزرج اورعام عرب _
يغوث	بنويد هج اورابل جرش _
ليعوق	بنو ہمدان اور اہل خیوان ۔
1	
5,	بنو کلب۔
215	بنولحيان _
اماف	بت جس پر ج میں قربانی ہوتی تھی۔
نائلہ	ہے جس پر ج میں قربانی ہوتی تھی۔
اقيمر	قضاعه دخم وجدّام وعامله وغطفان _
ZĻ	از دوطی وقضاعه۔
ذ والخلصه	بنوا مامه بختعم 'بجالهٔ از دالسراق
رضاء يارىنى	بنور ببعد كابت خاند
زماح	حمير كابت غاند-
25.	
æ	بن المكان بن كناشه
2	-0 775
ذ والشرى	بنوحارث_
عائم	از والسراة _
عمانس ياعميانس	خولان ـ
قلس	طی۔

سيرت النبي

ذ والكفين	بنودوس_
مناف	قریش_
r.	الإني-
ببل	قريش_
بعل	قبائلی بنی عدنان ۔
بعيوب	عديله (بن طي) _
الحبل	ينوعبدالاشهل_
اوال	بكروتغلب_
ین	غطفان كابت ڠاند_
Persi.	ایک لکڑی کا بت۔
يلج الم	ایک بت۔
چپ	ایک بت۔
جريش ياحريش	ایک بت جس کی طرف عبد جریش کی نسبت ہے۔
جلسد	ایک بت کا تام۔
جار	ہوازن کا معبور۔
واز	بنوعبدالدار_
دوار	ایک بت کانام۔
ذوالرجل	الكاكا يعد
شارق	ایک بت کانام جس کی طرف عبدالشارق کی نسبت ہے۔
مثس	بنوعبد مش _
حدا	عادكابت
صمو دا	عادكابت
حنمار	عباس بن مرداس سلمی کا قبیله۔
خيزن	منذرا كبر-
عبعب	تضاعب
عوض	بكر بن وائل _

ایک بت کانام۔	عوف
اس پرجانور ذرج کئے جاتے تھے۔	غبغب
معدالعشير و-	فراض
جديس وطسم -	کثری
ایک بت کانام۔	كع
بكرين وأكل_	33
عبدالمدان-	مدان
حفزموت	مرب
ایک بت کانام۔	منهب
عاوب	با
ایک بت کانام۔	ذات الوداع
عبدياليل -	يايل

# ستاره پری:

عرب میں ستارہ پرستوں کا بھی ایک گروہ تھا مختلف قبیلے مختلف ستاروں کی پوجا کرتے تھے ان میں سب سے اہم سورج اور جا ندیتھے۔ای لئے قرآن پاک نے خصوصیت کے ساتھ کہا

﴿ لَا تَسْحُدُوا للشَّمُسِ وَلَا لِلْقَمْرِ ﴾ (م الجدة)

نەسورج كوتجده كرونه جا غەكو\_

یمن میں سپاکی قوم سورج ہی کو گود ہی مانتی تھی ( تمل) یمن کے بادشاہ شمر لیرعش نے سورج دہی کا مندر لے بنوایا تھا 'سورج اور جا ندکے بعد ستاروں میں شعری کی بوی قدرومنزلت تھی اس لئے قرآن یاک نے کہا۔

﴿ وَأَنَّهُ هُو رَبُّ الْشِعْرَىٰ ﴾ (مجم)

اوروہی خداشعری کاما لک ہے۔

ابن صاعدا ندلی التوفی ۳۶۲ م ھے نے اپنی کتاب طبقات الام میں عرب کے حسب ذیل قبیلوں کومختلف ستاروں کا پرستار بتایا ہے قبیلہ تمیر سورج کو بوجتا تھا' کنانہ چاند کو تمیم و بران کو تجم اور حذام مشتری کو طی سہیل کو قبس شعری العبور کواور اسند عطار دکو۔ ع

ل تاريخ ملوك الارض مز واصفها في صفحه والكلته.

٢ طبقات الامم قاضى ابن صاعد اندلسي صفح ٣٣ بيروت ـ

#### جن اورشياطين اور بھوت پليت:

جن اورشیاطین کی نسبت عرب کے عجیب عجیب اعتقاد تھے وہ جن اورشیاطین بھوت پلیت سب کوایک ہی جنل سجھتے تھے گوا ختلاف صورت اوراشغال کی وجہ ہے ان کے الگ الگ نام پڑھئے تھے جواجنہ جنگلوں اور میدانوں میں رہتے تھے اور مسافروں کوا بی صورتیں یالباس بدل بدل کر دھوکا دیتے تھے ان کا نام غول تھا یہ فدکر بھی ہوتے تھے اور مونث بھی۔ عجمادر مسافروں کوا بی صورتیں یالباس بدل بدل کر دھوکا دیتے تھے ان کا نام غول تھا یہ فدکر بھی ہوتے تھے اور مونث بھی۔ عبید بن ابوب الغیری کہتا ہے

﴿ و غولا قفرة ذكرو انثى كان عليهما قطع البحاد ﴾ اوربيابان كروفول مرداور ورت بيل المران ورفول مرداور ورت بيل - مونث كوسعلاة كمتم تقد -

و ازل و سعلاة و غول بقفرة اذا الليل وارى المحن فيه ار نت ﴾ مي پهسلتا موں اور چژيل اورغول بيابان ميں جب رات پرده پوش موتی تھی تواس ميں بھوت آ واز ديتے تھے۔ عمرو بن بر بوع ايک ممتاز مخص تھااس نے سعلاق سے نکاح بھی کيا تھااوراس سے اولا دبھی موئی تھی راجز کہتا ہے۔ \*

﴿ ياقاتل الله بنى السعلاة ﴾ فداسعلاة ﴾ فداسعلاة ﴾

بلقیس ملکہ یمن سعلاۃ (ان کے زعم میں ) بی کے پیٹ سے تھی۔ کے دیمہ میں سعدہ میں اس از میں میں

بياكثر كاتے بجاتے تصاور الل عرب ان كنفول م محظوظ موتے تھے

﴿ كَمْ حَبِيتَ دُونْكُ مِن بِهِماء مظلمة اتبِهِ اذَا ما مغنى جنه سمر ا﴾ كَتْرَانِ مِن كُلُّ مِن مِن مِن عَصِيرًا قطع له مِن الله عن من معتر إذا ما مُكَالِّ اللهِ

کتنی اندجیری گھپ را توں میں میں نے صحرا کوقطع کیا جب وہاں کے جنات کامغنی افسانہ گوئی کر رہاتھا صحرانشین بدوؤں کی صحبتوں میں شریک ہوتے تھے جاڑوں میں جب بدوآ گ جلا کر بیٹھتے تھے رہجی آگ تا ہے کوآ جاتے تھے لیکن جب ان کو کھانے پر بلاتے تھے تو وہ عذر کرتے تھے کہ ہم آ دمیوں کی غذانہیں کھا تکتے۔

﴿ اتواناري فقلت ممنون انتم فقالوا الجن قلت عمو اظلاما دعوت الى الطعام فقال منهم رُعيم نحسد الانس الطعاماً ﴾

وہ لوگ رات کومیرے پاس آئے تو میں نے کہاتم کون ہوانہوں نے کہاہم جن ہیں میں نے کہااس تاریکی میں خوش ہو، میں نے ان کو کھانے کے لئے بلایا توان میں سے ایک سردار نے کہہم انسان کے کھانے پر حسد کرتے ہیں میڈیا دہ تر جہاں آباد تھے ان موضعوں کے نام بدی، بقارا ورعبقر تھے

: جن البدى رو اسيا اقدامها بدى كے جن جن كے تعم

ع: تحت السنور جنة اليقار زربول ك يج بقار كيموت ته

ع: عليهن فتيان كجنة عبقر ادران برشهروارجوان عبقر كيموت معلوم بوت

ان كاقسام حب ذيل ته

جوآ دمیوں کے ساتھ ل جل کرر ہے تھے ان کوعام کہتے تھے۔

جوبجول كوستات تصان كانام روح تقاء

جوزياده شرير تقان كوشيطان كت تقر

اس درجہ ہے بڑھ کر جوشریہ و تا تھا اس کوعفریت کہتے تھے۔

یہا کثر بچوںاورجوانوں کواٹھا کرلے جاتے تھے حصرت علی ٹے ایک بھائی طالب تھےان کواٹھا کرلے گئے اور پھران کا پیتہ نہ چلا یمروین عدی کخمی جوعرب کا بادشاہ تھا اس کوبھی اٹھا لے گئے تھے لیکن کئی برس کے بعد جذیمہ ابرش کولا کر دے گئے۔

ای طرح خرافہ کا قصہ ہے جس کو جن اٹھا کے لے گئے تھے مدت کے بعدوہ واپس آیا تو عجیب عجیب با تمیں بیان کرتا تھا۔ لے

ان اجنہ یا شیاطین ہے جن لوگوں کے تعلقات زیادہ بڑھ گئے تھے ان میں تابط شرا اور ابوالبلاد طہوی زیادہ مشہور تھے طہوی نے ایک دفعہ ایک بھوت گوت کو مارڈ الا۔اس کے واقعات ایک نظم میں لکھے ہیں۔

﴿ لَقِيتَ الْغُولُ تَسْرَى فِي ظَلَامُ فَصَدَ تَ وَانْتَحِيتَ لَهَا يَغْضَبُ حَسَامٌ غَيْرُ مُونَشُبُ يَمَانِي فَقَدَ سِرَاتُهَا وَالبَرِدَ مِنْهَا فَحَرَتَ لَلْيَدَ بِنَ وَلَلْحَوَانَ ﴾ ع

میں غول بیابانی سے ملاجورات کواند جیرے میں چلتی ہیں گواس نے روکا اور میں یمن کی بنی ہوئی اصیل تلوار لے کر اس کی طرف بڑھا تو اس نے اس کے سرکواوراس کی زرحوں کو کاٹ ڈالا اور وہ دونوں ہاتھوں اور سینہ کے بل زمین پرگر پڑا۔

انہیں اجتداور شیاطین کا زور توڑنے کے لئے قرآن نے قیامت کے اس سوال وجواب کا انداز اختیار کیا ان کے دوست انسان وہاں بھی ان کی دوتی کا دم مجرتے جائیں گے اس سے انداز وہوگا کہ جامل عربوں پران کا کس قدراستیلا وتھا۔ ﴿ يَنْ مَنْ الْائْسِ وَ مَنَ الْائْسِ وَ قَالَ اَوْلِيَاۤ وَ هُمْ مِنَ الْائْسِ وَبَنَا اسْتَمُنَعَ بَعُضُنَا
بِبَعْضِ ﴾ (انعام)

اے جنوں کے گردہ! تم نے انسانوں سے بہت کچھوصول کیااوران کے دوست وارانسان بولےاے ہمارے رب ہم میں سے ایک نے دوسرے کا کام نکالا۔

#### کہانت:

کہانت ایک بخت بلاتھی جوتمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی ہرجگدا یک یا گئی کا بمن ہوتے تھے جوآ سندہ واقعات کی

ل شائل ترزى باب السمر -

ع بیتمام تفصیل کتاب الحیوان جاحظ سے ماخوذ ہال نے کئی ورق میں نہایت تفصیل سے بیواقعات لکھے ہیں دیکھو کتاب ندگوراز صفحہ ۴۸ تاصفی ۸ جزششم مطبوعہ مطبع سعادت مصر۔ پیٹین گوئیاں کرتے اور آسانی خبریں بتاتے تھے اہل عرب کا اعتقاد اورخود کا ہنوں کا دعویٰ تھا کہ ان کے ساتھ ایک ایک جن لے رہتا ہے اور وہی ان کو القاکرتا ہے وہ اپنی شکل وصورت الی بناتے تھے کہ پہچان لئے جاتے تھے چنانچہ ایک بار حضرت عمر سے کے سامنے سے ایک آومی گذر اانہوں نے قیافہ سے اس کو پہچان لیا کہ وہ کا بمن ہے اس کو بلا کر پوچھا کہ تیرے جن نے تچھ سے سب سے عجیب تربات کیا بیان کی ؟ اس نے کہا میں نے ایک روز باز ارمیں پھر رہاتھا کہ میراجن گھبرایا ہوا آیا اور کہا۔

﴿ الم ترالى الحن وابلاسها وسها من بعد الكاسها ولحوقها بالقلاص واحلاسها ﴾ كياتم جنوں كى سراسيمكى ان كى نااميدى اوران كے كاروباركى ايترى تبيس و كيميتے۔

حضرت عمر ﷺ نے فرمایا تکے کہتا ہے میں ایک روز زمانہ جا ہلیت میں بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہایک آ دمی نے ایک گوسالہ لاکر ذرج کیا اس کے بعدا یک فخص زورے چلایا۔

﴿ يَا حَلِيحِ أَمْرِنَحِيحِ رَجَلَ فَصِيحٍ يَقُولَ لَا الله الاالله ﴾ المالله ﴾ الماللة ﴾ الماللة الماللة الماللة الماللة المالة المال

اس کے چند ہی دنوں بعد آنخضرت ﷺ کی بعثت ہوئی تھی کے صحیح بخاری (تفیرسورہ وانعیٰ) میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آنخضرت ﷺ کچھلیل ہوگئے اور دو تین دن رات کوعبادت کے لئے نہیں اٹھے اس پرایک عورت (یہ ابولہب کی زوجہ تھی) نے آ کر آنخضرت ﷺ ہے کہا۔

﴿ انبی ارجوان یکون شیطانك قد تركك ﴾ ميراخيال عدتركك به

یہ وہی خیال تھا چونکہ کفار آپ کو کا بمن خیال کرتے تھے اس لئے ان کا خیال تھا کہ آپ کے ساتھ کوئی جن یا شیطان رہتا ہے۔ قرآن پاک نے ای کی تر دیداس آیت میں کی ہے۔

﴿ هَـلُ ٱنَبِّئُكُمُ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيْطِينُ ٥ تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ آفَاكِ آثِيْمٍ ٥ يُلُقُونَ السَّمْعَ وَآكُثَرُهُمُ كَذِبُونَ ﴾ (مُعراء)

کیا میں ختہمیں بناؤں کہ شیطان کس پراتر تا ہے شیطان ہرجھوٹے گنہگار پراتر تا ہے جوئی سنائی بات القاء کرتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔

﴿ والارض والسماء والعقاب والصقعاء واقعة ببقعاء لقد نفرالمحد بني العشراء للمحدو المناء ﴾

ل كتاب البيان وأتبيين للنجا ظ جلداول صفحة اامطبوء علميه مصر

ع صحیح بخاری جلداول صفحه ۳ م

متم ہے زمین اور آسان کی اور عقاب اور آفاب کی ایک واقعہ میدان میں واقع ہوا کہ بزرگی بنوعشراء پر غالب آگئی بوجہ بڑائی اور بلندی کے۔

یے کا بن جو خبریں بتاتے یا تلقین کرتے وہ بڑے تکلف اور مقلی اور سجع فقرے ہوتے اس لئے جب ایک دفعہ آنخضرت ویکٹا کے سامنے ایک ساقط الحمل بچہ کا مقد مہ چش ہوا تو آپ نے اس کی دیت کا فیصلہ کیا تو ایک مخص نے عرب کے دستور کے مطابق اعتراضا کہا۔

﴿ اربت من لاشرب و لا اكل و لا صاح فاستهل اليس د مه بطل ﴾ فورفر مائي كراس كاخون معاف نه دوگا۔

آپ نے فرمایا یہ کا ہنوں کے بھائیوں میں ہے ہے ( سیح مسلم دیة الحمین وسیح بخاری باب الکہائة)

یدگائن بت خانوں میں رہتے تھے اور کی خاص بت کے پچاری ہوتے تھے جب لوگ ان سے غیب کی بات

پوچھتے یا وہ خود آئندہ کے متعلق پیشین گوئی کرنے لگتے تو ایک خاص کیفیت اپنے او پر طاری کرتے مرد بھی کا بہن ہوتے
سے اور بعض عور تیں بھی ہو تیں تھیں جو کا ہنہ کہلاتی تھی لیے مصیبتوں اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے بت پرستانہ علاج
اور تدبیر بتاتے تھے یہ اپنی کہانت کی اجرت میں بڑی بڑی رقم اور نذرانے وصول کرتے تھے اسلام کے بعدان میں جو
مسلمان ہوگئے وہ علانے اپنے خدع وفریب کا اعتراف کے کرتے تھے ان کونذرو نیاز اور اجرت کی جور قم یا تخد ماتاس کا
نام حلوان الکا بمن تھا بعنی کا بہن کے منہ میٹھا کرنے کے لئے تخذ ۔ اسلام نے آکراس کوروگ دیا۔ گ

غرض ان کا ہنوں نے عوام فریبی کا بڑا جال پھیلا رکھا تھا اور بیا نہی کا اثر تھا کہ ملک کا ملک سینکڑوں قتم کی وہم پرستیوں میں مبتلا ہو گیا تھا۔

شعراء کی نسبت بھی عرب کا خیال تھا کہ ہرشاعر کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے اور وہی اس کواشعار القاء کرتا ہے چنا نچ کبل شاعر کی شیطانہ عمر وکی بیٹی تھی ،اوراعثی جوعرب کامشہور شاعر تھا اس کے شیطان کا نام سحل تھا۔اعثیٰ خود کہتا ہے: معلق دی مدن خدا اللہ مصلح مدی الدیب وہ دام یا ہے ۔ اللہ مصل اللہ نام سعد اللہ مصل تھا۔اعثیٰ خود کہتا ہے:

﴿ دعوت خلیلی مسحلا و دعواله بحهنام یدعی للهجین المذمم حبانی اخی الحنی نفسی فداء ه یاقبح حیاس العشیات مرجم ﴾ ع

میں نے اپنے دوست مسحل کو پکارا اور انہوں نے اس کے لئے جہنا م کو پکارا اور یہ کمینہ بداطوار کے لئے بلایاجا تا پ مجھ کو میرے جن دوست نے میری جان اس پر فعدا ہو شاموں کے وقت سب سے بڑے خوش مارنے والے اور بخت پھراؤ کرنے والے کو دیا۔

جواعلیٰ در ہے کا شاعر ہوتااس کا شیطان یا جن مذکر ہوتا تھا۔ ابوالنجم کہتا ہے:

﴿ انِّي و كل شاعر من البشر شيطانه انثى و شيطاني ذكر ﴾

الماري جلداول صفي ١٣٥ كتاب الطب باب الكبائية -

ع بخاري جلداول صغية ٢٥ كتاب الطب باب الكبهائة -

سے اعثی کے دیوان مطبوعہ و یا ناصفحہ 10 میں صرف پہلاشعر ہے اوراس کا بھی دوسرامصرے اس طرح ہے حیمتام جدعالصحین المذمم۔

س ابوداؤ ومطبوء مجتبائی جند اسفی ۲۳۳ ـ

ہرشاعر کاشیطان تو مونث ہے تمر میراشیطان نذکر ہے۔

منقنان اور قیصبان روسائے شیاطین تھے جوشاعری سکھلاتے تھے ایک شاعر کواس پر فخرتھا کہ اس کامعلم ای قیصبان کی اولادے ہے۔

﴿ ولى صاحب من بنى الشيصبان فطور اقول وطورا هولاء ﴾ مراساتمى فيمان كاولاد على الشيصبان فعركبتا مول بمى دو-

## اومام يرى:

سانپ کوتل نہیں کرتے تھے بیاعتقادتھا کہ سانپ مارا جائے تواس کا جوڑا آ کر بدلہ لیتا ہے۔ اِ بیاعتقادتھا کہ مرنے کے بعد روح ایک پرند بن کراڑتی رہتی ہاں کو ہامہ کہتے تھے بیاعتقادتھا کہ بیٹ میں ایک سانپ رہتا ہے جو بھوک کے وقت کا فنا ہے، جو کام کرنا چاہتے تھے پہلے تھون لے لیتے تھے مثلاً اس وقت کوئی پرنددا ہی جانب سے اڑا تو مبارک بچھتے تھے اور با کمیں جانب سے اڑا تو اس وقت اس کام سے بازر ہے تھے، بکری کا جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر زہوتا تو بت پر چڑھاد ہے، او فنی جب دس بچے جن لیتی تو اس کو چھوڑ دیے وہ سانڈ کی طرح چھوٹی بچرتی۔

کی مخص کے پاس جواونوں کی تعدادایک ہزارتک پڑنی جاتی تو ایک اونٹ کی آئے پھوڑ دیتے کہ نظر نہ لگ جائے جب بھی قط پڑتا تو بھیٹر یا دنیہ کی دم میں گھاس پھوٹس با ندھ کرآ گ لگا دیتے اور بچھتے کہ اس سے پانی برے گا سفر میں جاتے تو کسی درخت میں ڈوروغیرہ با ندھ کرگرہ لگا دیتے واپس آ کرد کھیتے اگر گرہ کھل گئی ہے تو بچھتے کہ ان کی بیوی نے بدکاری کی ،سفر میں راستہ بھول جاتے تو کپڑے الٹ کر پہن لیتے ،اور بچھتے کہ اس سے راستہ ل جاتا ہے۔ یہ خیال تھا کہ جو مخص لات وعزی کو گا کی دیتا ہے اس کو برص یا جذام ہو جاتا ہے کے ہاتھوں میں پیتل کی انگوشی پہنتے تھے ،اور بچھتے تھے کہ اس سے ضعف جاتا رہتا ہے اس کو برص یا جذام ہو جاتا ہے کے ہاتھوں میں پیتل کی انگوشی پہنتے تھے ،اور بچھتے تھے کہ اس سے ضعف جاتا رہتا ہے سے اس کو برص یا جذام ہو جاتا ہے کے ہاتھوں میں پیتل کی انگوشی پہنتے تھے ،اور بچھتے تھے کہ اس سے ضعف جاتا رہتا ہے سے اس کے بینکڑ وں او ہام پھیلے ہوئے تھے جن کا شار نہیں ہو سکتا۔

یہ توان کے ندہبی حالات وخیالات تھے ان کی اخلاقی کیفیت بھی الی ہی پست تھی ان کے اخلاق معائب میں سب سے نمایاں چیزان کی جنگ جو کی تھی جس نے ان کوحد درجہ خونخوار، سنگدل اور سفاک بنادیا تھا۔

# جنگجوئي:

ذراذرای بات پرلزنامرنااورایک دوسرے کاسرکاٹ لیناان کے نزدیک کوئی بات ہی نہمی ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے اور ہر خاندان دوسرے خاندان ہے برسر پیکارتھا ہر بچرا ہے باپ اورعزیزوں کے قاتل سے انتقام لینے کے جذبہ میں پرورش یا تا تھا ،اور جوان ہوکراس مقدس فرض کو انجام دیتا تھا ،اوراس طرح ایک لڑائی کا سلسلہ برسوں تک قائم رہتا تھا انہیں لڑائیوں کومؤرضین اور اہل ادب ایام العرب کہتے ہیں جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے میدانی نیشا پوری

ل بدباتي بلوغ العرب اوراطوار العرب وغيره كتابول مين غدكوري ب

ع مندداری صفحه ۸ \_

سع ابن ماجه جلد سفي ٨٨ التيق التمائم ايواب الطب \_

التوفى ١٨٥ هدف كتاب الامثال من ان من عن الالاستال الزائيون كتام بتان كر بعديد لكها ب- التوفى ١٨٥ هذ الفن لا يتقصاه الاحصاء فاقتصرت على ماذكرت الهراجدين الخريدم) بين شاركا استقصار بين كرسكا اس لئ جو يحمض في بيان كيا باس يرمس في قناعت كى -

سے متم مراز ایک وہ بیں جو اسلام سے چالیں بہاس بری پیشتر سے اسلام تک ہوئیں ان بین سب سے مشہور الزائی جس و ذبیان کی ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں قبیلوں کے دو گھوڑ نے داجس اورغمرا کا باہمی مقابلہ تھا ان بین سے ایک فریق نے گھوڑ دوڑ کے قواعد کی خلاف ورزی کی اور لزائی ہو پڑی ۔ بیلزائی ان دونوں قبیلوں بیں پور سے چالیس برس تک قائم رہی دوسری مشہور لڑائی حرب بسوس ہاس کا واقعہ یہ ہے کہ بسوس نائی ایک قبیلہ کی عورت کی اونٹی کلیب بن وائل کی جراہ گاہ میں جا پڑی کلیب بن وائل کی جراہ گاہ میں جا پڑی کلیب نے اپنے تیر سے اس کے تھی کو زخی کردیا اس بات نے قبیلہ بیس آگ لگا دی کلیب جان سے مارا گیا اور بحر و تغلب میں خوز یز جگ ہوئی عکا ظرے میلہ بین سیم اور غطفان کے سرداروں بیس کچھ مناقشہ ہوا جندروز کے بعد موقعہ پاکرایک گوٹل کردیا گیا اس کے انتقام کے لئے خون کی ندیاں بہیں ۔ بکر و تیم بیس ایک چراہ گاہ کے معاملہ میں خوز یز لڑا آئی ہوئی اوس خوز رج کہ بین ہو تر رج مہ بین کے دوقبیلوں میں جو ہولینا کے لڑائیاں ہوتی رہیں ان میں سب سے مشہور یوم بیاٹ ہے جس میں دونوں قبیلوں کے اگٹر سردار کا م آئے اس لڑائی کا خاتمہ انصار مدینہ کی بیعت پر ہوا قریش کی مشہور بوائل کا خاتمہ انصار مدینہ کی بیعت پر ہوا قریش کی مشہور بیا گڑائیوں کا نام ایا م فیار ہے ، ایک اور مشہور لڑائی کا نام ذی قار ہے۔

الغرض معمولی ہے اشتعال ہے قبل تک نوبت پہنچی تھی قبل ہے انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا تھا اورلڑا ئیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہوجا تا تھا لے ان میں لڑنا اور مرنا جا ہلیت کا شرف اور ایک قبیلہ کی آن سمجھی جاتی تھی اور اس خون آشامی کا ذوق ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی ان لڑائیوں میں سفاکی بے رحی اور قبل وغارت کی بدترین مثالیں ہیش آتی رہتی تھیں

## شراب خوری:

شراب جو ہر شم کے فیق و فجو راور مظالم اور بدکاری کا سرچشمہ ہے تر بوں میں اس کا اس قد ررواج تھا کہ ہر گھر

ایک میکدہ بن گیا تھا اس کا نہ بینا اس قدر مانوس بات تھی کہ جن چند آ ومیوں نے اسلام سے پہلے اس کے پینے سے پر ہیز

گیا تھا ان کے نام یاور کھے گئے تھے دوست وا حباب کس گھر میں جمع ہوتے شراب کا دور چلتا ساتھ ہی جوئے کھیلتے ان
میں اونٹوں کی ہار جیت ہوتی جو جیتتا وہ جیتے ہوئے اونٹوں کو ای وقت ذرح کرکے لوگوں کو کھلا و بتا کبھی نشہ میں سرشار ہوکر
خودصا حب خاندا تھ کھڑ اہوتا اور اپنے اونٹوں کو کا ٹ کر ڈھیر کرو تیا اور لوگ گوشت بھونے ' کہاب لگاتے اور کھاتے
اور کھلاتے اور اپنی اس بے جافیاضی پر فخر کرتے' ساسنے فاحشہ عور تھی گا تھی بچا تھی اور ای مخوری کے عالم میں بے شرمی کی

با تھی کرتے' جا بلیت کا مشہور شاعر طرفہ کہتا ہے۔

فان تبغى فى حلقه القوم تلقنى وان تقتنصنى فى الحوانيت تصطه الرتو مجهاوكول كعلقه من دُهوه القوم تلقنى الركز مجهاوكول كعلقه من دُهوه القوم كاوراكرشراب فانول من مجهد كاركرتا عام وكرسكتاب

وان كنت عنها غاثبا فاغن وازود متى تاتني اصبحك كاسارويه جب بھی تو میرے یاس آئے میں تجھے شراب کا پیالہ پلاؤں گا اورا گرتواس سے بے نیاز ہوکر آئے تو جااور بے نیازی کر ندا ماي بيض كالنجوم وقينة تروح الينابين بردومتب میری محفل شراب کے ہم نشین ستاروں کی طرح گور ے چلے ہیں ایک مغنیہ ہے جوشام کو ہمارے یاس میمنی جا دراور زعفرانی کیروں میں آتی ہے۔

رحيب قطاب الحيب منها رفيقة بحس الندامي بضة المتحرد اس کے گریبان کا شکاف بڑا ہے شرائی رفیقول کی دست اندازی ہے مانوس اس کے بدن کے برہنہ حصاطیف ہیں

> اذا نحن قلنا اسمعينا اثبرت لنا على رسلها مطروقة لم تشدد

> > جب ہم کہتے ہیں کہ میں سناؤلو آ ہتما ہتد زاکت کے ساتھا کے بوحتی ہے

ومازال تشرابي ألخمور ولذتي وبيعي وانفاقي طريفي و متلدي اورمیری شراب نوشی اورلذت اندوزی ادراین حاصل کرده اورموروتی دولت کوخرج کرنامیراشعار ب

و جدك لم احفل متى تام عو دى ولولا ثلث هن من لذة الفتلي ا گرتمن با تنس ند بوتنس جوا یک شریف کالطف ذوق بین تو میری تنم ، میں اپنی موت کی پرواوند کرتا

كميت متى ما تمل بالماء تزبدي فمنهن سبقي العاد لات بشربة ان میں سے ایک تو نصیحت کرنے والیوں کی بات کا خیال کئے بغیر سرخ وسیاہ رنگ شراب کا پیالہ پی لینا جس میں پانی ملائے ہوش آئے۔

وتقصير يوم الدحن والدحن معجب ببهكتة تحت الخباء المعمد اور دوسری بات محتکھور گھٹا کے دن کواور وہ کیسا پرلطف دن ہوتا ہے کسی بلند خیمہ کے بیچے حسین معثو قہ سے لطف اندوزی میں چھوٹا کرتا ہے۔

كريم يروى نفسه في حياته ستعلم ان متناغدا اينا الصدي میں وہ فیاض ہوں جوا پی زندگی میں اپنے آپ کوشراب بلا کرسیراب کرتا ہے موت کے بعد معلوم ہوگا کہ ہم میں بیاسا

بوا دبها امشي بعضب محردً وبرك هجور قد اثارت مخافتي اور کتنے بیٹھے ہوئے سوئے اونٹ تھے کہ میرے خوف نے ان کے اگلوں کو ڈرایا جب میں نظی تلوار لے کر جلا۔ فمرت كهاة ذات خيف حلالة عقيلة شيخ كالو بيل يلتدد توايك موثى اوْمْني جوايك بدُ ھے كى جولھ كى طرح جھرُ الوقعا فيمتى چيز تھى ،سا ہے آگئى۔ وقال الاماذا ترون بشارب شديد علينا بعينه متحمد

(اور جب میں نے تکوارے کو پچ کاٹ کراؤٹنی کو گرادیا) تو اس بڈھےئے کہااس بدست کودیکھوجو جان یو جھ کرظلم کر

-6-41

فظل الاماء يمتللن خوارها

ويسغى علينا بالسديف المسراهد

تولونڈیاں اس کے بچرکوجواس کے پہیٹ سے نکلاتھا بھونے لگیں اور چر بی وارکو ہان کا گوشت لے کر ہمارے پاس دوڑا جانے لگا۔

> لبید بن ربید جوعرب کامشہور شاعراور سبعہ معلقہ کی محفل کا چوتھام مبر ہے کہتا ہے۔ بل انت لا ندرین کم من لیلۂ طلق لذیذ لھو ھا و ند امھا بلکہ تو نہیں جانتی کہ کتنی کھلی ہوئی راتیں جن کی دلچیں اور ہم نوشی پرلطف تھی۔

قد بث سامرها وغایه تاجر وافیت اذ رفعت و عزا مدامها میں ان کا قصہ گوتھا اور شراب نوش کی منزل میں آتا جاتا رہا جب جبنڈ ابلند ہوا اور شراب کی قیمت گراں ہوگئی۔ اغلی السباء بکل ادکن عاتق ارجو نة قد حت و فض حتامها میں اس کی قیمت کو اور گراں کر رہا تھا پر اٹی خاکی رنگ کی مقک یاخم خرید کرجو پیالوں میں نجری جاتی اور اس کی مہر توڑی جاتی۔

وصبوح صافية وحذب كرينة بمو ترتاتاله ابهامها اوركتني من كاصاف شراب اورمغني كاعودكو من كالمائي كالموضح عدبانا-

یاد رت حاجتها الدحاج بسحرة لاعل منها حین هب نیامها میں نے شراب کی ضرورت مرغ محرے پہلے پوری کی تاکہ میں اس کے سونے والوں کے جاگئے سے پہلے دہرالوں۔ تغلب ان قبیلوں میں تھا جنہوں نے عیسائی ند ہب قبول کرلیا تھا لیکن اس ند ہب نے بھی عربوں کو اس بری عادت سے باز نہیں رکھا تھا بلکہ شراب کی درآ مدزیادہ تر انہیں عیسائیوں کے ملک شام سے ہوتی تھی تغلب کا سب سے بڑا شاعرائے فخریہ میں کہتا ہے۔

> ولاتبقى خمور الاندرينا الاهبى بصحنك فاصبحينا ہاں اپنا پیالہ لے کراٹھ جااور مجھے سے کی شراب پلااوراندریں (شامی گاؤں) کی کوئی شراب چھوٹے نہ یائے۔ اذاما الماء خالطها سخينا مشعشة كان الحض فيها یانی میں ملی ہوئی کو یااس میں کسم کے پھول پڑے ہیں جب کرم یائی اس میں ملاؤ۔ اذاما ذاقها حتى يلينا تحور بذي اللبانة عن هو اه غرض مندکواس کی غرض بھلادے اگراس کو چکھ لے یہاں تک کہاس کو نرم کردے۔ عليه لماله فيها مهينا ترى اللحرالشحيح اذا مرّت تنگ دل بخیل پر بھی اگراس کا ایک دور گذار دیا جائے تو وہ اپنی دولت کولٹا دے۔ وكان الكاس محراها البمينا ضبنت الكاس عنا ام عمرو اے عمر کی ماں! تونے ہم سے پیالہ ہٹالیا حالا نکیہ پیالہ کا دور داہنی طرف تھا۔ وما شر الثلثه ام عمر و بصاحبك الذى لاتصبحينا

> > حالانکہ تیراوہ ہم تشین جس کوتونہیں ملاتی تمن میں سب سے بدتر نہیں۔

كاس قد شربت بيعلبك وأحرى في د مشق وقاصرينا

اورایک وه پیاله جس کو بعلبک میں پیااور دوسراوه جودمشق اور قاصرین میں پیا۔

ان اشعارے اندازہ ہوگا کہ جاہلیت میں شراب نوشی کا کیا عالم تھا شراب فروشوں کی دوکا نیں کسی ممتاز مقام پر ہمیشہ کھلی رہتی تھیں اور نشان کے لئے وہاں جھنڈاا ڑا کرتا تھا جس کوغایہ کہتے تھے (دیکھواو پرلبید کا دوسراشعر) انتہایہ ہے کہ تجارت کالفظ''شراب فروشی'' کامترادف بن گیا تھا۔ایک جابلی شاعر عمرو بن قمیہ کہتا ہے

اذا سحب الربط والمروط الى ادنى تحارى وانفض اللمم (تماسه)

یاد ہے وہ دن جب میں اپنی جا در محسینا ہوا قریب ترین شراب خانے میں جاتا تھاا ورا پنے کیسوؤں کو جھاڑتا تھا

بدر میں قریش کے جودولت مندروساء مارے گئے تھے ان کے مرشہ میں قریش کا ایک شاعر خاص طورے ان کی برم شراب اورمجلس رقص وسرود کی بربادی کا مائم کرتا ہے۔

وماذ ا بالقليب قليب بدر من القينات والشراب الكرام ل

بدر کے گڑھے میں (جس میں مقتولین کی لاشیں ڈالی گئے تھیں) تا چنے والیوں اور فیاض شرابیوں کا ماتم ہے۔ شراب کے رواج عام کا اندازہ اس ہے ہوسکتا ہے کہ عربی زبان میں شراب کے ڈھائی سونام ہیں اور علامہ

مجدالدین فیروزآ بادی نے خاص ان ناموں پرایک منتقل کتاب کسی ہے تمام گھروں میں شراب کی مجلسیں قائم ہوتیں گھر

کی عورتیں اور چھوٹے بچے ساتی بنتے تھے پیشعراو پر گذر چکا ہے جس میں شاعرا پنی بیوی ہے کہتا ہے۔

﴿ صبيت الكاس عنا ام عمر و كان الكاس محراها اليمينا،

اے ام عمرو ا تونے شراب کا پیالہ ہم ہ مثالیا حالاتکہ پیالہ کی گروش دا ہنی طرف سے تھی۔ حفرت ابن عباس محت بي كداسلام لانے سے پہلے ميں اپناپ (عباس) كى زبان سے كم ى ميں بيانا كرتاتها واسفنا كاسا دهاقا كه شراب كالكالبريز بيالهم كويلات

جے بخاری کتاب الاشربہ میں حضرت انس " سے روایت ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو اس وقت ایک مجلس تقی جس میں حضرت ابود جانہ ' ، ابوطلح ' سہیل بن بیضاء شریک تھے اور میں جو کہ سب ہے کمن تھا ساتی گری کی خدمت انجام

شراب کس بے تکلفی ہے پی جاتی تھی، کس درجہ کے لوگ پیتے تھے، کس تتم کے افعال اس حالت میں سرز د ہوتے تھے،اس کا اندازہ مجھے بخاری کی ایک روایت ہوگا تے جو حرمت شراب سے بل کا واقعہ ہے۔

غزوهٔ بدر میں حضرت علی " کو مال غنیمت میں ہے ایک اونمنی ملی تھی جنمس میں ہے ایک اور اونمنی آنخضرت ﷺ نے عطافر مائی ،حضرت علی " کا نکاح حضرت فاطمہ " ہے ہو چکا تھااور وہ دعوت دلیمہ کی تیاری کررہے تھے ارادہ تھا کہ جنگل میں جا کراذخر (ایک گھاس کا نام) لا تیں اورزرگروں کے ہاتھ فروخت کریں اس ارادہ ہے باہر نکلے تو دیکھا کہان

من بخارى باب البحرة جلداول صفحه ٥٥٨\_

معیم بخاری باب ایام الجابلیة جلداول صفحها۵۰ ـ 1

الينيأ كمّاب الغزوات غزوة بدرصفحها ٥٤\_ 1

کہ اونٹنیوں کے کوہان کی نے کاٹ لئے ہیں اور پیٹ جاگ کرکے کلیجہ نکال لیا ہے لوگوں ہے ہو چھا یہ کام کس کا ہے؟ معلوم ہوا کہ پاس ہی ایک گھر میں حضرت جمز و '' چندا نصار کے ساتھ شراب ہی رہے تھے ایک مغنیہ نے گاتے گاتے یہ معرع گایا۔ ﴿ الایا حسز للشرف النراء ﴾ اے جزوامونی اونٹنیوں کے لئے۔

حفزت جمزہ تلوار لے کرا معے اور اونٹنوں کے پیٹ جاک کر کے ان کے کلیج نکال لئے ،حفزت علی " نے جاکر آنخفرت کی کو خبر کی اور بیر ماجرابیان کیا آنخفرت کی نے جا دراوڑھی اور حفزت علی اورزیڈ کو لے کر حفزت جمزہ " کے پاس گئے حضرت جمزہ "مخمور تھے آنخفرت کی کا طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہا" تم سب میرے غلام ہو"۔ آنخفرت کی بیرحالت دیکھ کر چلے آئے۔

حفرت جمزه "في همن شهادت يا في اس وقت تك شراب حرام نبيس مو في تقى -

شراب کی حرمت جس تدرت کے نازل ہوئی ہاں ہے اندازہ ہوگا کہ تمام ملک مس طرح اس میں مبتلا تھا مس طرح وہ مقبول عام ہو چکی تھی کہ اس کی حرمت کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا تھا اور کنا بیا شاروں ہے گذر کر جب تک صاف مما نعت نہیں کردی گئی لوگ مجھ نہیں سکے۔

ابوداؤد کتاب الاشربہ میں روایت ہے کہ جب شراب کی ممانعت تازل ہوئی تو حضرت عمر ٹنے کہا''اے خدا! شراب کے بارہ میں ہم کوصاف صاف بتادیے''ان کے اصلی الفاظ یہ ہیں۔

﴿ اللهم بين لنافي الخمر بيانا شفاء ﴾

اے خدا! شراب کے بارے میں ہارے لئے شافی بیان کردے۔

اس پرسورهٔ بقره کی بیآیت اتری۔

﴿ يَسُنَلُونَكَ عَنِ الْحَمْرِ وَالْمَيْسِرِء قُلُ فِيهِمَا إِنَّمْ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِنْمُهُمَا أَكُبَرُ مِنْ نَفَعِهِمَا ﴾ (بقره) لوگتم ے شراب اور قمار بازی کی نبعت سوال کرتے ہیں تو کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہاورلوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں کیکن فائدوے گناہ بڑھ کرہے۔

﴿ لَا تَقُرَبُوا الصَّلُوةَ وَأَنْتُمُ سُكَارَى حَنَّى تَعَلَمُوا مَا ثَقُولُونَ ﴾ (الماء) نشرى عالت مِن نمازن يرْحويهان تك كرتم جوكبواس كوجهيجي سكور

( ويجيل صفي كابقيه حاشيه )

ابوعبدالرطن سلمی حضرت علی سے روایت کرتا ہے اس سے میدروایت مختلف طریقوں سے آئی ہےاور ہرایک میں شراب پینے والوں اور حالت نشر میں نماز پڑھانے والے کے نام کا اختلاف ہے چتانچے روایت کے اصلی الفاظ میں وہ روایتیں جن میں حضرت علی کا نام ہے۔

ا معن ابى جعفر الرازى عن عطاء بن السائب عن ابى عبدالرحمن السلمى عن على بن ابى حبدالرحمن السلمى عن على بن ابى طالب قال صنع لنا عبدالرحمن بن عوف طعا ما فدعانا و سقانا من الخمر فاخذت المحمد مناو حضرت الصلوة فقد مونى فقرات قل يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَآ أَعَبُدُ مَا تَعُبُدُونَ ونحد من نعبد ما تعبدون فانزل الله يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا لَا تَقُرَبُوا الصَّلوة وَأَنْتُم سُكارى (ترَدَى قَيْرِناء)

ابوجعفررازی نے عطاء بن سبائب سے عطانے ابوعبدالرحن سلمی سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی کدانہوں نے فرمایا کدعبدالرحمٰن بن عوف نے جارے گئے کھانا تیار کرایا اور ہم کو مدعو کیا اور شراب پائی جب ہم شراب کے نشد میں چورہو سے اور نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے مجھکوا مام بنایا اور میں نے فسل نسا اُٹھ الگذائی اَمنَاؤا لاَ السّلاءِ وَ اَنْ اَللّٰهُ اللّٰهُ اِللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ

الله عن سفيان حدثنا عطاء بن السائب عن ابى عبدالرحمن السلمى عن على رضى الله عنه ان رجلا من الانصار دعاه عبدالرحمن بن عوف فسقا هما قبل ان محرم الخمر فامهو على في المغرب.

سفیان نے عطاء بن سائب سے عطاء نے ابوعبدالرحن سلمی سے ابوعبدالرحمٰن سلمی ٔ حضرت علی علیہ السلام سے بیہ روایت کی ہے کہ انصار کے ایک مختص نے ان کواورعبدالرحمٰن بن عوف کو مدعو کیا اورتح پیم شراب سے پہلے ان دونوں کو شراب ملائی پھرعلیؓ نے نمازمغرب پڑھائی۔

٣- خالد بن عبدالله عن عطاء بن السائب عن ابى عبدالرحمن ان عبدالرحمن صنع طعاما فدعا فقراً قُل يَأْتُهُا الْكَافِرُونَ فخلط فيها فنزلت لَا تَقُرَبُوا الصَّلُوةَ وَ أَنْتُمُ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (ابوداؤدَ لَا الشرب)

خالد بن عبدالله عطا بن سائب سے معطا الى عبدالرطن سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرطن نے کھانا تیار کرایا اور سحابہ میں سے ایک نے امامت کی اور فُسلُ بِدَائِهَا الْکَافِرُونَ بِرُحی لیکن اس میں گذشہ کردیا اس پر آیت اتری لَا تَفَرَبُوا الصّلوة وَالْتُهُمُ سُکَارٰی حَنَّی تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ فَصْحَی حالت میں تماز کے پاس شرحاؤیماں تک کہ جو پھے کہتے ہواس کو جان لو۔

وہ روایتیں جن میں عبدالرحمٰن بن عوف کا نام ہے۔

(بقيه حاشيه المح صفحه پرملاحظ فرمائين)

#### اس کے بعد جب نماز کا وقت آتا تو مناوی اعلان کرتا تھا گیگوئی مخمور نماز میں شامل نہ ہونے پائے۔ لیکن چونکہ اب بھی ممانعت کا کوئی عام حکم نہ تھا اس لئے نماز کے علاوہ اور اوقات میں لوگ پہتے پلاتے رہے

#### ( پچھلے سفحے کا بقیدهاشیہ )

٣ عن سفيان عن عطاء بن السائب عن ابي عبدالرحمٰن السلمي عن على رضى الله عن من على رضى الله عن ه قال دعانا رّ حل من الانتصار قبل ان تحرم الخمر فتقدم عبدالرحمٰن ابن عوف وصلى بهم المغرب فقرأ قل يايها الكافرون فالتس عليه فنزل لا تقربوا الصلوة وانتم سكاري (متدرك ما كم كاب الاثرب)

سفیان نے عطام ائب سے عطاء نے ابوعبدالرحمٰی سے ابوعبدالرحمٰی نے دھنرت علی رضی اللہ عند سے روایت کی کرتج یم شراب سے پہلے انصار کے ایک فخص نے ہم کو مدعو کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے امامت کی اوران کومغرب کی نماز پڑھائی اور قبل یسا ایھا الگافرون پڑھی لیکن اس میں خلط ہو گیا اس پربیآ یت اتری لا تنقیر ہوا الصلوة وانتہ سکاری نشے کی حالت میں نمازنہ پڑھو۔

۵۔ مسفیان بن عطا بن السائب عن بن عبدالرحمٰن ورجل آخریشر بون الخمر فصلی
بھم عبدالرحمٰن بن عوف فقرا قل یا ایھا الکفرون فخلط فیھا فنزلت لا تقربوا الصلوٰة
(متدرک عاکم کتاب الاشرب)

مفیان نے عطابن السائب ہے،عطانے ابن عبدالرحمٰن ہے،ابن عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے روایت کی ہے کہ وہ اور عبدالرحمٰن بن عوف اور ایک دوسرے آ دمی شراب بی رہے تھے اور ان کوعبدالرحمٰن بن عوف نے نماز پڑھائی اور قبل یا ابھا الکافرون پڑھی جس خلط ملط کرویا اس پر بیآ بت اتر بی۔

اعبد ما تعبدون و نحن عابدون ما عبد تم فنزلت لا تقربوا الصلوة الاية (متدك ما تعبدون و يعدد) المفرون لا عبد ما تعبدون و نحن عابدون ما عبد تم فنزلت لا تقربوا الصلوة الاية (متدك ما تم كاب الاثرب) چندلوگول نے كہن من على بن الى طالب مجمى تھے بلایا پر اتبول نے قبل بنا ایہا الكفرون لا اعبد ما تعبدون و نحن عابدون ما عبد تم يو حمال برية بت اترى۔

وه روایت جس میں نام کی تعین نہیں۔

عن عطاء بن السائب عن ابى عبدالرحمن بن على رضى الله عنه قال دعانا رجل من الأنه عنه قال دعانا رجل من الانصارقبل تحريم الحمر فحضر صلواة المغرب فتقدم رجل فقراء قل يا يها الكفرون فالتبس عليه فنزلت لا تقربو الصلواة \_ الاية (متدرك ما المنام)

سفیان عطاین سائب سے عطاالوعبدالرمن ہے، وہ حضرت علیؓ ہے دوایت کرتے ہیں گدانہوں نے فرمایا تحریم شراب سے پہلے ہم ''وافسار کے ایک شخص نے مدموکیا 'نماز مغرب کا وقت آیا تو ایک آ دمی نے امامت کی اور غل باابھا السکافرون پڑھی لیکن اس میں خلط معلط کرویا اس پریہ آیت از کی لا تفریو الصلو ۃ (الایۃ )

ان چوروايتوں ميل مختلف حتم كاختلافات ميں۔

(بقيه حاشيا گلصغه پرملاحظ فرمائيں)

#### تجے حضرت عمر "نے پھر دعا کی اتفاق ہے ای زمانہ میں بعض انصار نے حضرت سعد بن ابی وقاص " کی دعوت کی اس میں ( پچھلے صفح کا بقید حاشیہ )

(۱) پہلی اور پانچویں روایت میں ہے کہ داعی عبدالرحن بن عوف تنے وسری اور پھٹی میں ہے کہ داعی کوئی انصاری تنے چوتھی میں دعوت کے بغیرمجلس شراب کا ذکر ہے۔

(۲) پہلی اور دوسری میں ہے کہ امام معنزت علی تنے جنہوں نے نشد میں پچھے کا پچھے پڑھ دیا تیسری چوتھی یا نچویں میں ہے کہ دہ امام عبدالرحمٰن بن عوف " تنھے اور چھٹی میں معنزت علی ہے روایت ہے کہ کوئی آ دی امام تھا۔

(بقيه حاشيه الكل صفحه پرملاحظ فرمائين)

شراب کا دوربھی چلا یہ پی کر بدمتی میں کہنے گئے کہ مہاجرانصارے بہتر ہیں اس پر بات بڑھی اور مار پیٹ تک نوبت پینی اس برحکم آیا۔ (مسیح مسلم نضائل سعد بن ابی وقاص)

﴿ يَا يُهَا الَّذِينَ امْتُوا إِنَّمَا الْحَمُرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْانْصَابُ وَالْازُلَامُ رِحْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاحْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمُ تُقْلِحُونَ ﴾ (١/١٠)

اے ایمان والو إے شک شراب جوا'بت اور پانے ناپاک اور شیطان کے کام جی توان سے بچوتا کہ فلاح پاؤ۔

اس کے بعد شراب قطعاً حرام ہوگئ حرمت شراب کی بیآ خری آیت جس وقت اتری ،حضرت ابوعبیدہ امین اور ابی بن کعب جوسید القراء تھے ابوطلحہ یہ کے گھر میں مہمان تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا۔ ساتی گری کی خدمت حضرت انس سے متعلق تھی۔ چنا نچے بخاری کتاب الاشربہ میں خود حضرت انس "کی زبانی روایت ہے۔

﴿ كنت اسقى ابا عبيدة وابا طلحة و ابى بن كعب فحاء هم ان فقال ان الحمر حرمت ﴾ من ابوعبيده الى بن كعب اورابوطلى كوشراب بلار باتها كه ايك فخص في آكركها كدشراب حرام موكى -

( چھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ )

حضرت الوجريرة تنصروايت بي كمانبول في كها كرشراب بمن بارخرام كى تى رسول الله والمقافلة ينتظريف لا عقو لوگ شراب پية تخداورجوئ كامال كهات تخدو كولول في آب سان دونول كم معلق موال كيا خدافي آب بي يه آيت نازل فرما كي يشد شكو فك عن المحفر والعنبسر فكل فينهما إنه تحبير ومنافع بلناس وإنشهما آنجبر من شف جهما الابه ليكن لوكول في كها كرفاف عن بهت برا اكناه بهاب بحى لوگ شراب پيت رب بها كناه كها كرويا معمى الوگ شراب بيت رب يهال تك كرايك ون ايك مهاجرف في كماز مغرب برحمائى اورا في قر أت مي خلط كرويا من اس كے فدان شراب بيت رب يهال تك كرايك ون ايك مهاجرف في الله في الله في المنافوا الآفلوة والنه من من على المنافوة والنه من على منافقة في المنافوة والنه منافقة والنه من من على المنافوة والنه بيت رب البته جب كوئى فماز برحت جا تا تعالق بوش كي حالت من جا تا تعالق المنافوة والمنافوة والنه بيش كرا من حالة الله في المنافوة والمنافوة والنه بيش من عمل الشيطان فا حقيقه في المنافعة منافقة والمنافوة والمنافعة منافعة والائرة من والائرة من والائرة من من عمل الشيطان فا حقيقة في المنافعة منافعة والمنافعة منافعة والمنافعة منافعة والمنافعة منافعة والمنافعة منافعة والمنافعة منافعة والمنافعة والمنا

بر برسے اس میں حضرت علی کا کہیں ذکر نہیں محضرت علی جسے قرآن کے صاحب فیم کی نبیت بینیال کرتا کہ پہلی آیت کے اشارہ ہے ہو اس کی حرمت کو نہ بھی سکتے ہیں فیول کے قابل نہیں محدثین میں حاکم نے متدرک میں چھٹی روایت کو لکھ کر بیان کیا ہے کہ اس واقعہ میں حضرت علی کا نام شامل کرناخوارج کی کارستانی ہے جس کی ترویداس روایت ہے ہوجاتی ہے جس کو خود علی روایت فیر ماتے ہیں حاکم کہتے ہیں وقعی ہذا السحر و هذا الفراء فی الی امیر العومنین علی میں اب المحوارج تنسب هذا السحر و هذا الفراء فی الی امیر العومنین علی بین اہی طالب دو ن غیرہ و فعد براہ الله منها فانه راوی هذا الحدیث (متدرک تغیر نسان ۲۰۰۳) اوراس حدیث میں بہت بڑا کہ ہے اوروہ بیہ کہ خوارج نے نشاوراس خلوقر اُت کوامیر المومنین علی بن ابی طالب دی کی طرف منسوب کیا تھا تو خدانے ان کواس الزام ہے بری کردیا کہ وہی اس حدیث کے راوی ہیں۔

عافظا بن جحرنے اس حدیث کی شرح میں سیجے مسلم اور دیگر حدیث کی کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس جلسہ میں گیارہ بزرگ شریک تھے جن میں حضرت معاذبین جبل بھی شریک تھے اس موقع پر لحاظ کے قابل ہیہ بات ہے کہ اگر چہ سید توں کی عادت تھی اور اس وقت بھی سب خمار میں جھوم رہے تھے۔ لحتا ہم جوں بی بیآ واز آئی کہ رسول اللہ وقت اللہ شراب کی مما نعت کردی کی نے پوچھ بچھ تک نہ کی اور دفعۃ جام وسبوتو ژوالے بیا سرف ابوطلح الے گھر کا حال نہیں تھا بلکہ تمام مدینہ کے گلی کوچوں میں شراب کی ندیاں بہد گئیں۔

بخارى بابالنطام ميں ہے۔ ﴿ فحرت في سكك المدينة ﴾ مدينة كاليوں ميں شراب بہتى كھرتى تحى۔

\_ <u>ان ندیول کی روانی سے انداز ہ ہوگا کہ عر</u>ب میں شراب نوشی کی کثریت کا کیاعالم تھا۔

#### قمار بازی:

شراب خوری کے ساتھ ساتھ ان میں قمار بازی کا بھی عام رواج ہو گیا تھا ،عرب کے مال ودولت کا تمام تر سر مایہ اونٹول کے چندگلول تک محدود تھا اس لئے جوابھی انہیں کے ذراجہ سے کھیلا جاتا تھا چنانچہ ایک جابلی شاعرا پ حریف سے کہتا ہے۔

اعیرتنا البانها ولحومها و ذلك عاریا بن ریطة ظاهر کیاتو بم پرعیب لگاتا ہے کہ بم اونٹ کا دودہ اور گوشت کھاتے ہیں اے ابن ریطہ بم پر بیجیب نیس لگ سکتا۔

تحابی بھا اکفاء ناو نھینھا و نشر ب فی اثما نھا و نقا مر بم ان کوا پنج بمسرول کو بطور عطیہ کے دیے ہیں اور ان کو مہمانی میں ضرف کرتے ہیں ان کی قیت سے شراب پیج اور جواکھیلتے ہیں۔

اس غرض سے اونٹوں کو فرخ کر کے ان کے گوشت کو دس کھڑ وں میں تقسیم کردیتے تھے اوران ہی کھڑوں پر پانے ڈالتے تھے ان پانسوں کی صورت یہ تھی کہ دس تیر مقرر کر لئے تھے جن کے نام یہ بیں قد ، توام ، رقیب بطلس ، مبل ، معلی ، منافس ، مین ، شیخ ، شیخ ، فیو نان ہیں ہر تیر کے مختلف حصے معین کر لئے تھے اور جب جوا کھیلتے تھے تو ان کو ایک تھیلے بیں ڈال کر ایک منصف شخص کے ہاتھ بیں دے دیتے تھے وہ ان کو گذر کر کے ایک ایک تیرکو ایک ایک شخص کے نام پر نکالتا جاتا تھا جن کے نام پر وہ تیر نکلتے تھے جن جن جن کے حصے مقرر تھے وہ کا میاب ہوتے تھے اور جن تین تیروں کا کوئی حصہ نہ تھا وہ جس کے نام پر فکلتے ان کو ناکا می ہوتی تھی اس طرح گوشت کے جو فکڑے جمع ہوتے تھے ان کو فقیر وں مختا جوں اور دوستوں پر تقسیم کردیتے تھے چونکہ یہ فیاضی کے اظہار کا ایک طریقہ تھا اس لئے قمار ہازی کی مجلسوں بیس شریک نہ ہونا ایک قو می عارتھا اور اس فتم کے لوگوں کو نہایت بخیل خیال کرتے تھے اور ان کو برم کا خطاب دے رکھا تھا کے جولوگ یہ خطاب حاصل کر لیتے اس فتم کے لوگوں کو نہایت بخیل خیال کرتے تھے اور ان کو برم کا خطاب دے رکھا تھا کے جولوگ یہ خطاب حاصل کر لیتے اس فتم کے لوگوں کو نہایت بخیل خیال کرتے تھے اور ان کو برم کا خطاب دے رکھا تھا کے جولوگ یہ خطاب حاصل کر لیتے اس فتم کے لوگوں کو نہایت بھیل کر ایتے تھے اور ان کو برم کا خطاب دے رکھا تھا کے جولوگ یہ خطاب حاصل کر لیتے

فتح الباري جلده امطبوء مصرطبع اول صفحه ١٣ بحواليه روايت الي عاصم \_

تصان ہے شادی بیاہ کرنا ننگ وعار خیال کیا جاتا تھا چنا نچرا یک جابلی شاعرا پنی بیوی کووصیت کرتا ہے۔ و اذا ہلکت فلا تریدی عاجز غسا و لا برما و لا معزالا اوراگر میں ہلاک ہوجاؤں تو عاجز' کمزوراور جوئے میں نہ شریک ہونے والےاور سفر میں قوم سے علیحدہ رہنے والے سے

جوئے کی ایک صورت جس کو' رہان' کہتے تھے یہتی کہ کسی شرط پر بازی لگاتے تھے اور جب وہ شرط پوری نہیں ہوتی تھی تو جس چیز پر بازی لگائی جاتی تھی ،اس کو لے لیتے تھے، چنا نچے جب رومیوں اور ایرانیوں میں جنگ ہوئی اور باوجو در ومیوں کی شکست کے قرآن مجید نے پیشین گوئی کی کدان کو چند سال میں ایرانیوں پر غلبہ حاصل ہوجائے گاتو کفار نے حضرت ابو بکر ہے ای قتم کی شرط لگائی اور اس فتح کے لئے چھ برس کی مدت مقرر کی چنا نچے جب بیدت گزر پھی اور رومیوں کو فتح وظفر نصیب نہ ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عند کے بازی ہارنا پڑی کے اور رفتہ رفتہ اس قمار بازی کا فدات اور رومیوں کو فتح وظفر نصیب نہ ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عند یوی اور بال بچوں پر بازی لگا دیتے تھے کے بید تیوی اور بال بچوں پر بازی لگا دیتے تھے کے بیان کی چہل سالہ جنگ گھوڑ بازی اور وہ بھی شراب کی بدمتی کے عالم میں آکٹر بار پیٹ اور لڑائی پرختم ہوتی تھی بیس و ذبیان کی چہل سالہ جنگ گھوڑ بازی اور وہ بھی شراب کی بدمتی کے عالم میں آکٹر بار پیٹ اور لڑائی پرختم ہوتی تھی بیس و ذبیان کی چہل سالہ جنگ گھوڑ

#### مودخوري:

عرب میں سودخوری کا عام روائ تھا تمام دولت مندسود پرلین دین کرتے تھے حضرت عباس "بن عبدالمطلب فے جوقریش کے سرداراورآ تخضرت و تھا تھے تجارت کا کاروبارنہایت وسیع پیانے پر پھیلار کھا تھا اوراس تعلق سے سودخوری میں نہایت شہرت رکھتے تھے چنا نچہ آ تخضرت و تھا نے جب ججة الوداع میں سود کی حرمت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے ان ہی کے سودگو باطل قرار دیا مضرت عثمان "اور خالدین ولید "سود پرقرض دیتے تھے مسعود تقفی طائف کا مشہور رئیس تھا اوراس کے بھائی عبدیالیل صبیب بن ربید نہایت دولت مند تھے مغیرہ ان ہی لوگوں میں سود پر دادوستد کرتے تھے جنانچ جب طائف فی جوااور چاروں بھائی اسلام لائے قانہوں نے مغیرہ سے سود کا تقاضا کیا تو اس پر بیآیت نازل ہوئی۔

﴿ يَآلَيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهُ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبُو إِنْ كُنْتُمُ مُّوْمِنِينَ ﴾ (بقره) مسلمانو! خداے ڈرواور بقیہ سودکوا گرتم مسلمان ہوتو چھوڑ دو۔

ان کے علاوہ طائف ایک سرسبز اور دولت مندشہر تھا اس لئے وہاں کے لوگ عموماً سود پر بیو پار کرتے تھے چنانچہ آنخضرت ﷺ نے ان سے جن شرائط پر مصالحت کی ان میں ایک ضروری شرط یہ بھی تھی کہ وہ لوگ سودخوری نہ کریں

ا بديوري تفصيل تفيركبيرج عص ٣٣١ من ٢٠٠٠

ي تندي ص ١١، جو ي كي صورت كور بان كيت تصاوراب تك ده حرام نبيس موكي تحى \_\_

ع تغيركير ١٥٥٥

ا ای طرح یمن کے نجرانی سودا کر بھی سودی کاروبارکرتے تھان ہے بھی یبی شرط کی گئے۔ ع

سود کاعام اور متداول طریقہ تو یہ تھا کہ ایک معین شرح پر قرض دیے تھے اور راس المال کے اداکر نے کے لئے میعاد مقرر کردیے تھے، جب میعاد گذر جاتی تھی تو اس کا تقاضا کرتے تھے آگر ندیون اس کو ادائیس کرسکتا تھا تو میعاد میں اور اضافہ کردیے اور اس کے عوض میں شرح سود بڑھا لیتے تھے لیکن اس نے ترتی کرکے ایک نہایت ظالمانہ صورت اختیار کرلی تھی جو سود در سود ہے بھی زیادہ خطرتا کے تھی لایک میعاد متعینہ کے لئے کی کو مثلاً سور و پیردیے تھے لیکن مدت گذر چکی اور تقاضا کرنے پر مدیوں اس قم کو ادائیس کرسکتا تو میعاد اور بڑھا دیتے تھے لیکن اس کے معاوضہ میں راس المال میں بھی اضافہ کروا لیتے تھے یہاں تک کہ بھی بھی اضافہ دوگئی چوگئی مقدار تک پہنچ جاتا تھا اس طرح اضافہ ہوتے ہوتے ہوتے میں کی کل جائداد متعزق ہوجاتی تھی ہی معاملہ زیادہ ترخر یوں اور کاشتکاروں کے ساتھ پیش آتا تھا جس کا متجہ یہ تھا کہ غریبوں اور کاشتکاروں کے ساتھ پیش آتا تھا جس کا متبجہ یہ تھا کہ غریبوں اور کاشتکاروں کے ساتھ پیش آتا تھا جس کا متبجہ یہ تھا کہ غریبوں اور کاشتکاروں کے ساتھ پیش آتا تھا جس کا متبجہ یہ تھا کہ غریبوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ میں گروتھا۔ قرآن مجید کی بیآتہ ہوتے اس کے لئے میں گروتھا۔ قرآن مجید کی بیآتہ ہوتے اس کے لئے نازل ہوئی۔

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ امْنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبُوا آضَعَافَامُّضْعَفَةً وَّاتَقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفُلِحُونَ ﴾ [المران) مسلمانوا دونا جار گناسودندكها واورضا عدرويقين بكرتم كامياب بوجاؤ

سود کے علاوہ قرض کے متعلق اور بھی مختلف تشم کی ٹا جا ئز سختیاں پیدا ہوگئی تھی مثلا اگر را ہن میعاد متعینہ پر مال مرہونہ کو چھڑانہ سکتا تھا تو مرتہن اس کا مالک ہوجا تا تھا تے مال ودولت سے گذر کرعورتوں اور بال بچوں تک کور ہن رکھواتے ۔ سے

#### لوث مار:

عرب میں روز کی لوٹ مارنے اگر چہ ہر قبیلہ کو آل و غارت گراور داہزن بنا دیا تھا تا ہم بعض قبائل میں اس قتم کے خاص خاص جتھے تھے جنہوں نے راہزنی کو اپنا ذریعہ معاش اور عام مشغلہ بنالیا تھا اس قتم کے لوگوں کو''لصوص'' کہتے تھے اور قبیلہ طے کوعرب میں عام طور پر جوشہرت حاصل تھی وہ ای گروہ کی بدولت تھی ۔

یہ گروہ شہر سے باہر میدانوں میں جنگلوں میں 'پہاڑ کے کھوؤں میں رہتا تھا اور ادھر سے جو مسافریا قافلے گذرتے تھے ان کولوٹ لیتا تھا ان کا استیصال صرف ایک پرزور نظام حکومت ہی ہے ہوسکتا تھا جو عرب میں مفقو دتھا چنانچہ قبیلہ طے کے عیسائی مردار عدی بن حاتم مسلمان ہو کر جب آپ سے طنے آئے اور آپ نے ان سے یہ پیشین گوئی کی کہ ''وہ دن آئے گا کہ جب جرہ سے ایک پردہ نشین عورت بے خوف وخطر حضر موت کا سفر کرے گی' چونکہ وہ قبیلہ طے کے رکھیں تھے اور ان کواس قبیلہ کے ڈاکوؤں کا حال معلوم تھا اس لئے ان کو تعجب ہوا کہ طے کے لصوص کیا ہو جا کیس گے ؟

ل فقوح البلدان بلاذري فتح طائف\_

ع الوداؤد كماب الإمارت.

ع موطالم ما لك ص م- -

س بخاری قبل کعب بن اشرف به

ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مال و دوات مویش بلکہ اہل و عیال تک پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے تیار بہتا تھا تا جروں اور سوداگروں کے قافے بغیر کسی بھاری انعام کے کسی میدان میں ہے بسلامت نبیں گذر سکتے تھے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیتا تھا اور مویشیوں کو ہا تک کرلے جاتا تھا چنا نچوہ کا وقت جبکہ رات بھر چلنے کے بعد مسافر آرام کرتے تھے، اس کام کے لئے مخصوص ہو گیا تھا، چنا نچے ہی کا لفظ عربی میں لوئے کے معنی میں جا ہلیت میں عام طور پر بولا جاتا تھا کامیاب ڈاکوا پنے کارناموں کو تھم کرتے تھے اور فخرید پڑھتے تھے، ایک قبیلہ کا شاعر حارث نای ڈاکو کے سلامت نگل جانے پر کہتا ہے۔

الصابح فالغانم فالاثب

يا لهف زيابة للحارث

ا ے زیا یہ کا افسوس حارث کے لئے جومبح کوڈ اکہ ڈالنے والا پھر لوٹنے والا پھر بسلامت واپس بھانے والا ہے۔

جے کے تین مہینوں میں البتہ وہ اس پیشہ ہازر ہے تھے لیکن اس سے زیادہ مدت پروہ صبر نہیں کرتے تھے ،اور چونکہ ہر قبیلہ کے مال ودولت اور مولیثی پر موقع پاکرائی طرح تصرف کرتا تھا اس لئے وہ اس کوعیب نہیں بلکہ بہادری کا کام سمجھتے تھے اور اس طرح ملک میں مسلسل قبل وغارت اور لوٹ مار کا طریقہ جاری تھا۔

#### چوري:

ڈاکہ کےعلاوہ اقتصادی حالات کی مجبوری ہے بدوؤں میں چوری کارواج عام تھا مختلف قبیلوں کے اپنے بہادر جو قبیلہ میں کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتے تھے وہ خصوصیت کے ساتھ اس پیشہ کو اختیار کرتے تھے وہ تنہا بڑے بڑے خطرناک موقعوں پر جاکراس کام کو انجام دیتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے ان میں سے سلیک بن السلکہ اور تابط شرا شہرت عام رکھتے تھے تابط شرا اکا ایک قطع حماسہ میں ہے جس میں اپنی چوری اور حیلہ گری کا ذکر بڑے فخر ہے کیا ہے۔ شہرت عام رکھتے تھے تابط شرا اکا ایک قطع حماسہ میں ہے جس میں اپنی چوری اور حیلہ گری کا ذکر بڑے فخر ہے کیا ہے۔ قریش میں تجارت کے سب سے دولت بھی تھی اور خود خانہ کعبہ میں تخفوں اور نذرانوں کا خزانہ جمع رہتا تھا اس فران میں چوری کے مواقع بھی زیادہ تھے چنا نچ کبی نے متعدوم تاز قریشیوں کے نام بتائے ہیں، جنہوں نے اس فزانہ ہے سونے کا ہرن چرالیا تھا۔ گ

عام بدوعر بوں میں یہ برائی جتنی عام ہوگئی تھی اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ آنخضرت وہ ان مردوں اور عورتوں سے جواسلام قبول کرنے آتے تھے دوسری باتوں کے ساتھ ان سے بید معاہدہ بھی لیتے تھے کہ''وہ آئندہ چوری نہ کریں گے'' سے بلکہ خود قرآن پاک نے آپ کواس کے معاہدہ لینے کا تھم دیا تھا۔ سے

چوری کرنے کے عجیب عجیب طریقے ایجاد کر لئے تھے ایک فخص نے اپنی چیزی کے کنارے ایک ٹیز ھالوہا

ا فتح الباري جلد ١١ص ٢٤٠

ع كتاب المعارف لا بن قنيد-

سے مسجع بخاری کتاب الحدودص ۱۰۴ م۱۰۰

<sup>165 23</sup> m

(مجن) لگار کھا تھا تج کے زمانہ میں آتااور جب حاجیوں کو عافل پاتا تواس او ہے کے سہارے سے ان کے اسباب کو تھینے لیتا۔ لے جس طرح عرب میں طے کے ڈاکولوٹ مار میں مشہور تھے ای طرح بعض قبائل چوری میں شہرت عام رکھتے تھے چنا نچواسلم' غفار' مزیند اور جہیند کے قبیلے تمام عرب میں اس بنا پر بدنام تھے کدوہ خاص طور پر حاجیوں کے مال واسباب کی چوری کیا کرتے تھے۔ یہ

چونکہ یہ چوری عربوں کی اقتصادی کمزوری کا بتیجی آئی گئے اس کے اس کے لئے غیرو بیگانہ کی تخصیص نہتی بلکہ اس کا ا اثراعزہ وا قارب ہمسایہ دوست وآشنا خاندان غرض سب پر پڑتا تھا، چنا نچہ یہ بینہ بشر ابشیر مبشر تھیں آ دی تھے جن کو بنو ابیر ق کہا جاتا تھا ان میں بشیر منافق تھا اور آ تخضرت میں شخص کہ کردو سروں کی طرف منسوب کر دیتا تھا یہ لوگ نہایت تنکدست اور فاقہ مست تھے انہوں نے رفاعہ نا می ایک شخص کے بالا خانہ ہے جس میں ہتھیار و تکوار اور زرہ و غیرہ بھی رکھی ہوئی تھی نقب لگا کرچوری کی آ پ و تھی نے رفاعہ کے ہتھیاروا پس دلائے کیکن رفاعہ نے ان کوخدا کی راہ میں وقف کر ویا اور بشیر بھاگ کرمشر کیون سے جاملا۔

مردوں کے علاوہ عورتیں بھی اس مرض میں گرفتارتھیں ای لیے قر آن پاک نے عورتوں ہے بیعت لیتے وقت 
بیع کہ لینے کی بھی تاکید کی کہ ﴿ وَلَا يَسُرِفُنَ ﴾ (محنه) بیعنی وہ چوری نہ کریں گی شرفاا گراس الزام میں پکڑے جاتے تو وہ
چیوڑ دیئے جاتے بھے اس لیے بیہ برائی رکنے نہیں پاتی تھی۔ چنا نچا سلام کے بعد بھی جب قبیلہ بخز وم کی ایک عورت نے
چوری کی تو اس پرقریش کو بخت تر دو ہوا اور لوگوں نے کہا اس کے متعلق آنحضرت بھی کی خدمت میں کون سفارش کرے
گا؟ لوگوں نے اسامہ بن زید کو فتر تب کیا جن کو آپ بہت بیار کرتے تھے انہوں نے سفارش کی تو آپ نے براگا کہ ہوگئیں
اللہ کے متعلق سفارش کرتے ہو'؟ پھر کھڑ ہے ہو کر خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ ''گزشتہ قو میں صرف اس لیے بلاک ہوگئیں
کہ جب شریف آ دمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور ضعیف چوری کرتا تھا تو اس کو مزادیتے تھے خدا کی قتم اگر
فاطمہ بنت مجر بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کا ٹ دیتا'' سی

خود شہر کے اندراس میں وارداتوں کی بیدحالت تھی کے صفوان بن امیدایک روز ایک بیش قیمت چادراوڑ ھرکر سور ہے تھے ایک فحص نے موقع پاکراس کواڑالیا وہ گرفتار کرئے آنخضرت وہ کا کی خدمت میں لایا گیا' تو آپ نے اس کے ہاتھ کا شخ کا تھے ور کے لیے ایک عرب کا ہاتھ کا ٹا جا کہ کا تھے گا آپ نے فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے بی اس کا خیال رکھنا تھا' حاکم تک معاملہ پہنچنے کے بعد کی کوسفارش کا حق حاصل نہیں۔ ہے

المسلم باب في صلوة الكوف.

ع مسلم و بخاري كتاب المناقب باب اسلم وغفار \_

س تندى ص ٢٩٠ كتاب التغيير سورة نون ـ

ع بخاری ج من ۱۰۰۳ کتاب الحدود

ه دار قطنی ص ۲۷۳ کتاب الحدود .

#### سفا کی و بےرحمی ووحشت:

رات دن کی لوٹ ماراورکشت وخون ہے درندوں کے تمام اوصاف پیدا ہو گئے تھے زندہ اونٹ اور دنبہ کے کوہان اور چکیاں کاٹ کر کہاب لگاتے اور بیان کی بڑی مرغوب غذائقی ۔

زندہ جانوروں کو درخت سے باندھ دنیتے ،اوران پر تیراندازی کی مثق کرتے ،لڑائیوں میں حاملہ عورتوں کے پیٹ جاک کرڈالتے 'مقتولوں کے ناک کان کاٹ لیتے اور عورتیں ان کے ہار بنا کر پہنتیں ،منت مانتے کہ وشمن کوئل کریں گے تو اس کی کھویڑی میں شراب پئیں گے۔

مزاد ہے کا ایک بیطریقہ تھا کہ مجرم کو دو درختوں کی شہنیاں جھکا کراس کے اعصران میں باندھ دیتے اور پھر شہنیوں کوچھوڑ دیتے مجرم کابدن جرکرشہنیوں کے ساتھ رہ جاتا۔

مجھی بھی عورتوں کو گھوڑے کی دم ہے باندھ کر گھوڑے کوسر پٹ دوڑادیتے 'اس کے بدن کے مکڑنے اڑجاتے' اس قتم کی سزائیں اکثر عرب کے سلاطین اور رؤسادیا کرتے تھے۔

' بھی بھی آ دمی کوئس کوٹھڑی میں قید کر کے اس کا کھانا پینا بند کردیتے تھے یہاں تک کدوہ ای طرح بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کرمر جاتا تھااس طریقہ سزا کا نام ان کے ہاں'' صبر'' تھا' مردوں کی قبر پراونٹ باندھ دیتے تھے اور اسکو کھانے کوئیس دیتے تھے وہ چندروز میں مرجاتا تھا، بچھتے تھے کہ بیمردہ کی سواری ہے گااس اونٹ کو'' بلیہ'' کہتے تھے۔

#### ز نااور فواحش:

زنااورفسق وفجورعام تفااوریہ واقعات فخریہ اشعار میں بیان کیے جاتے تھے امراؤ القیس عرب کا سب سے بڑا شاعر تھااس کے ساتھ شنرادہ اور والی ملک تھا'اس نے اپنی پھوپھی زاد بہن عنیز ہ اور اورعور توں کے ساتھ جوافعال شنیعہ اور بے حیائیاں کیس تصیدہ لامیہ میں فخر کے ساتھ تفصیل کے ساتھ کھی ہیں باوجوداس کے اس قصیدہ کے اشعار عرب میں بچہ بچے کی زبان پر تھے۔

ابن عباس بروایت ہے کہ اہل جا ہلیت کو بالاعلان زنا کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن چھے چوری کرنے کو جائز اسمجھتے تھے لیکن چھے چوری کرنے کو جائز اسمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ کھلم کھلا کرنا تو کمینہ بن ہے لیکن چھپ کر کرنے میں مضا اُقد نہیں لے فاحشہ عور تمیں گھروں کے سامنے جھنڈیاں لگا کر پیٹھتیں تھیں کے اور صاحب الرایات کہلاتی تھیں انکی اولا داسلی اور حلالی اولا دے برابر بمجی جاتی تھی اسلام سے پہلے ایسی عور تمیں خود مکہ معظمہ میں تھیں ان میں سے ایک کا نام عناق تھا۔ مر ثد غنوی نے آئے خضرت و اللہ احازت ما تھی کہ میں عناق سے ایک کا راب کر ہیآ یت اتری۔

﴿ وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانِ أَوْ مُشْرِكِ ﴾ (اور) اورزانية والزَّانِيةُ لا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانِ أَوْ مُشْرِكِ ﴾ (اور) اورزاني ورت عن الى يامثرك عَن تكاح كرت عن -

ل تغيرطرى آيت مصنت غيرسافت ج٥٥ ١١ معرد

ع. معجع بخاري كماب النكاح جلد عن ٢٩٩ \_

بڑے بڑے رؤسا گھر کی اونڈیوں کو بیتھم دیتے تھے کہ بدکاری کے ذریعہ ہے جاکر پچھ کمالا کیں اوران کی نذر کریں' عبداللہ بن ابی مدینہ کارکیس تھا اور اس درجہ کا شخص تھا کہ بجرت سے پہلے تمام انصار نے تاج بنوالیا تھا کہ اس کو بادشاہ بنا کر پہنا کیں گئے چنانچے سی بخاری میں بیرواقعہ منقول ہے عبداللہ بن ابی کی دولونڈیاں تھیں ایک کا نام مسیکہ تھا اور دوسری کا نام امیمہ تھاوہ ان دونوں کوزنا کاری کرانے پرمجبور کرتا تھا۔اس پرقر آن مجید کی بیرآ بیت انزی۔ سے

﴿ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَهَاتِكُمُ عَلَى البِغَآءِ ﴾ (عروور)

ا پی لونڈ یوں کوز تا پر مجبور نہ کرو۔

موجودہ طریقہ کےعلادہ نکاح کی اور چندنشمیں جاری تھیں جوحقیقت میں بدکاری ہی کی نشمیں تھیں ایک ہے کہ کوئی شجاع اور بہا در تھنٹ ہوتا تو اپنی عورت کو بھیج دیتے کہ اس ہے ہم بستر ہو بچہ پیدا ہوتا تو سبھتے تھے کہ اس میں بھی وہی اوصاف آجا کیں گے جس کا بیدنطفہ ہے۔

دوسراطریقہ بیرتھا کہ چند آ دمی جن کی تعدادا کیک وقت میں دس سے زیادہ نہیں ہوتی تھی کے عورت کے پاس جاتے اور سب اس سے ہم صحبت ہوتے جب وہ حاملہ ہوجاتی اور بچہ جنتی تو سب کو بلوا بھیجتی اور کسی ایک سے کہتی تھی کہ بیر بچے تہبارا ہے اس کو قبول کرنا پڑتا اور پھروہ اس کا بیٹا سمجھا جاتا۔

تیسرا پیطریقه تھا کہ فاحشہ عورتیں جوسر بازار جھنڈیاں لگا کر بیٹھتی تھیں ان کےلڑکا پیدا ہوتا تو قیافہ شناس کو بلوا بھیجتیں وہ صورت شکل دیکھے کربتا تا کہ فلاں مختص کا نطفہ ہے عورت اس کو بلاکر کہتی کہ بیتمہارا بچہ ہے ۔ سیجے بخاری کتاب النکاح میں بیتینوں طریقے تفصیل ہے نذکور ہیں۔

ایک اور قتم عارضی نکاح کی جاری تھی اور وہ پیتھی کہ کی عورت سے مدت متعینہ کے لیے نکاح کر لیتے تھے اس مدت کے گزرنے کے بعدا کی اجرت دے کراس کوالگ کردیتے تھے اس کو متعہ کہتے تھے اسلام نے شروع میں اس کو ضرور ڈ چندے باقی رکھا پھر ہمیشہ کے لئے اس کوحرام کردیا۔

# بےشری و بے حیائی:

شرم وحیا کا وجود نہ تھا جج کعبہ میں ہزاروں لا کھوں آ دی جمع ہوتے لیکن (قریش کے سوا) ہاتی سب مادرزاد نگے ہوکر کعبہ کا طواف کرتے عورتیں جب نگل ہوکر کعبہ کا طواف کرتیں تو لوگوں ہے کہتیں کہ کوئی ہم کواتنا کپڑا دیتا کہ سترعورت ہوجاتا پھریہ شعر پڑھتیں ۔

اليوم يبدو بعضه او كلة آئ بدن كا يجه حصه كطي كاياسار ااور جو كهلا باس سے فصا بد امنه فلا احلّه لطف الخمان كي مساجازت نبيس و بق صحيح مسلم باب النقير ميں حضرت عبد الله بن عباس سے يدروايت نقل كى ہے۔

نہاتے وقت اوٹ نہیں کرتے تھے کھلے میدان میں بےستر ہو کرنہاتے تھے لے

یا خانہ پیشاب کے وقت پردہ نہیں کرتے تھے کے جلسوں میں بیٹھتے تو بیویوں سے ہم صحبتی کے تمام واقعات بیان کرتے تلے سوتیلی ماؤن پرورا میغ قبضہ کر کے ان کو بیوی بناتے۔

كورتول مظلم

عورتوں کی حالت نہایت خراب تھی مورث کے متر و کہ میں سے ان کو پچھنیں ملتا تھا،عرب کا قول تھا کہ میراث ا ۔ کاحق ہے جوتلوار پکڑسکتا ہے ای بناپر چھوٹے بچے بھی وراثت سے محروم رہتے تھے۔

لڑا ئیوں میں مفتو حدقبیلہ کی عورتیں مین میدان جنگ میں فاتحین کے تصرف میں آ جا تیر، اگر صلح ہو جاتی اور عورتیں واپس دے دی جاتیں تو باو جو داس کے کہ سب نامیس برباد ہو چکے ہوتے بدستورگھروں میں لے لی جاتیں اور پیہ کوئی عیب نہیں خیال کیا جاتا تھا' فاتحین اس تصرف پرفخر کرتے' اوراس کواشعار میں اوا کرتے ، بنوضبہ نے جب بنو عامر پر فتح پائی توان کی عورتوں کوعین میدان جنگ میں رسوا کیا فرز دق نے اس شعر میں ای واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فظلت و ظلت يركبون هبيرها تولوك عورتول يرمقرف بو محقد

اورا گرکوئی پروہ بچ میں تفاتو سرف نیزے تھے

وليس لهم الاعواليهاستر

قبیلة قیس اور بنودارم میں جومعر که ہواو ورحرحان کے نام ے مشہور ہاس کی نسبت جرمر کہتا ہے۔

ركحت نساء هم بغير مهور ان كي تورتول عيغيرمبر كے نكاح كيا۔

عمر و بن معدیکرب' عرب کے مشہور بہاور اور شاعر تھے ان کی بہن ریحانہ کی عصمت ای طرح جب بر باد ہوئی تو عمرونے کہا

كيار يحانه كي طرف ع كوئي يكارف والاعنف والا يم جس نے گو مجھے بےخواب رکھا ہے لیکن میرے احباب سوتے ہیں اگرتم کسی کام کونه کرسکوتواس کوچھوڑ کر۔ - ye ZE J ? . . So

امن ريحانة الداعي السميع يوثر قني واصحابي هجوع

اذالم تستطع امرا فدعه

وحاوزه الي ماتسطيع

طلاق کے لئے کوئی مدت اور عدت نہ تھی یعنی جب تک شو ہر جا ہے، عورت نہ شو ہر کے پاس رہ علی تھی نہ کسی اور ے شادی کر علی تھی۔

نکاح کی کوئی حد نہ تھی غیلان بن سلمہ ثقفی جب اسلام لائے تو انکی دس بیویاں تھیں۔ وہب اسدی نے اسلام قبول کیا توان کے عقد نکاح میں آٹھ بیویاں تھیں۔ سے

نسائي باب الاستنار رعند أغسل \_

ابوداؤ دكماب الطبيارة \_

ابوداؤ دکتاب النگاح باب ما میره وعن ذکرالرجل ما یکون من اصابیة ہے۔ t

ابوداؤد كماب الكاح 5

دو حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرتے باپ مرجا تا تو اس کی کل بیویاں (بجز حقیقی ماں) بیٹے کے تصرف میں آئیں اور اسکی جائز بیویاں سمجھی جاتیں۔

ایام کے زمانہ میں عورتوں کوالگ کردیتے اوران کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے۔

عورت جب بیوہ ہوجاتی تو گھرے باہرایک نہایت تک کوٹھڑی رہنے کو،اور خراب سے خراب کپڑے پہنے کو دیئے جاتے ،خوشبو وغیرہ کی قتم کی کوئی چیز استعال نہ کر سکتی ،اس حالت کے ساتھ جب پوراسال گزرجا تا تو ایک بگری یا گدھالاتے اس سے وہ اپنے جسم کومس کرتی پھر کوٹھڑی سے باہر تکلتی اور اسکے ہاتھ میں مینگنی دی جاتی ،وہ مینگنی کو بھینک دیتی اس وقت سوگ سے نکل آئی اور قدیمی حالت قائم ہوتی کے عورت کا جوم مقرر ہوتا وہ باپ کو ملتا عورت کواس سے سروکار نہ ہوتا۔

اس وقت سوگ سے نکل آئی اور قدیمی حالت قائم ہوتی کے عورت کا جوم مقرر ہوتا وہ باپ کو ملتا عورت کواس سے سروکار نہ ہوتا۔

غرض مجموعی حیثیت سے عورت بدترین محلوق اور ہرتم کی جرو تعدی کا تختہ گاہ مثق تھی رفتہ رفتہ یہاں تک نو بت بینجی کہ جس کے گھر میں لڑکی بیدا ہوتی اس کوئخت رنج ہوتا اور ہرتم کی جرو تعدی کا تختہ گاہ مثق تھی رفتہ رفتہ یہاں تک نو بت

﴿ وَإِذَا بُشِيرَ آحَـدُهُمُ بِالْأَنْثَى ظُلُّ وَجُهُهُ مُسُودًا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنَ سُوَءٍ مَا بُشِّرَ بِهِ مَا أَيُمُسِكُمُ عَلَى هُوْنَ آمُ يَدُشُهُ فِي التُرَابِ ﴾ (تخل\_) اور حرران مِن سَرِكِي كُولِ كَي رَحْضُحْ كَرِيرًا فَي عِلْقَ مِنْ قَالِمُ كَالاَثِرُ مِنْ اللهِ عَلَى اللهِ عَال

اور جب ان میں سے کمی کولڑ کی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اسکا منہ کالا پڑجا تا ہے اور غصہ کے گھونٹ کی کررہ جاتا ہے'اس خوشخبری کے رنج سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہذات کے ساتھ اس کو قبول کر لے یا زندہ زمین میں دفن کردے۔

ابوتمزہ ایک ریمس تھااس کے لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے گھر میں رہنا چھوڑ دیااس پراس کی بیوی بیا شعار پڑھ پڑھ کر بچی کولوریاں دیتی تھی۔

> ابوعزہ کو کیا ہوگیا ہے کہ ہمارے پائی نہیں آتا۔ اور جسامیہ کے گھر میں رات بسر کرتا ہے۔ اس پر ناراض ہے کہ ہم جیے نہیں جنتے ۔ خدا کی قتم یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں۔ ہم بطور کھیت کے ہیں۔ ہم میں جو بویا جائے گاہ ہی اے گا۔

مالا بى حمزة لا ياتينا يبيت فى بيت التى تلينا غضبان الا نلد البنينا تالله ماذاك با يدينا ونحن كالزرع لزارعينا تنبت ما قد زرعوه فينا

رفتہ رفتہ دختر کشی کی رسم جاری ہوگئی۔لڑکی پیدا ہوتی تو اس کومیدان میں لے جا کرز مین کھودتے اور زندہ گاڑ دیتے اس کوعر بی میں داؤ کہتے ہیں۔

ایک صاحب نے آتخضرت علی کی خدمت میں آ کر ظاہر کیا تھا کدانہوں نے اپنے ہاتھ ہے آٹھ لڑکیاں

ل ابوداؤ د كتاب النكاح باب اعداد التوفى عنهاز وجها\_

ع تفسيرا بن جرم والت كثير سورة إذا الشعس كورت.

IAY

عورت کو ورا ثت کا کوئی حصہ نہیں ملتا تھا ان کا قانون تھا کہ ورا ثت کا حق ای کو ہے جوتگوار چلائے لے عورت بیوہ ہونے کے بعدا پے شوہر کے دارثوں کی ملک مجھی جاتی تھی وہ اگر بیوہ پرچا درڈال دیتا تو وہ اس کی جائز مدخولہ بن جاتی۔ کے

وحشت وجهالت

حرام حلال کی کوئی تمیز نہتھی ہر چیز اور ہر جانور جو کھا کتے تھے کھاتے تھے حشر ات الارض عام غذائتی' چھپکل تک کھاجاتے تھے خون کو جمالیتے تھے اور قاشیں تراش تراش کر کھاتے مردہ جانور کھا ناعام بات تھی سے چڑے کوآ گ میں بھون کر کھاتے زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھا لیتے تھے، گردن مروڑ کر ڈنڈے سے مارکر درندوں کا مارا ہوا سب كهات تف كدهے كا كوشت بحى كهاتے تھے۔ ه

عرب كامشهور جابلي شاعراعشي ميمون جس نے آغاز اسلام كازمانه پايااورابل عرب نے آنخضرت الكاكى مدح ميں اس كا قصيد فقل كيا ہے اس ميں و واسلام كى تائيد ميں الل عرب كوجن باتوں كى طرف متوجد كرتا ہے و وئيہ ہيں:

> ولا تاخذن سهما حديد التفصد ا اورنة تيزتيرے جانوركوقصدوے كرماركركما ولا تعبد الاوثان والله فاعيدا

واياك والميتات لاتا كلنها مردارول سے پر ہیز کراوران کونہ کھا وذا النصب المصوب لا تنسكنه

اورند کھڑے کئے ہوئے بتوں پر قربانی کر اورند بتول کی ہوجا کر بلکداللہ کی عبادت کر لعاقبة ولا الاسير المقيد

ولا السائل المحروم لا تتركنه

ادر محروم بھیک ما تکنے والے کو کسی اور انجام کے لئے مت چھوڑ اور ندز نجیر میں بندھے ہوئے قیدی کو

ولاتحسبن المرء يوما مخلدا اورند بھی یہ بھے کہ آ دی جمیشہ رہنے والا ہے عليك حرام فانكحن اوتابدا ك ووتحد رجرام بويانكاح كرفياوريا كنواراره جا

ولا تسخون من بائس ذي ضرارة اورنه كى مصيبت زدومفلس مصطماكر ولا تقربن حارة ان سرها اورندا في بمساييفاتون سے بدكارى كر

تَغْيِرِيُوْصِيْكُمُ اللَّهِ فِي آوُلَادِكُمُ لِلذِّكْرِ مِثْلٌ حَظِّ اللَّهُ تُثَيِّينِ.

تغيرولا تغضلوهن

اسباب النزول سيوطى آيت حُرِّمَتُ عَلَيْكُمُ الْمَيْنَةُ . -

تغيير طبرى سوره مائده بيان ماكولات.

صحیح نسائی کتاب الصید والذبائے۔ ۵

د يوان اعشي مطبوعه وديانا <u>١٩٢٤ عن ١</u>٠١-1

# عربول كى خصوصيات

# خيرالامم بننح كى الميت

لیکن ان تمام مفاسداور برائیوں کے باوجود اہل عرب میں کچھا کی خصوصیتیں بھی تھیں جود نیا میں صرف انہیں کے ساتھ مخصوص تھیں اور ان کی انہی فطری اور طبعی خصوصیات واقمیازات کا اثر تھا کہ خالق فطرت نے ان کواپئی نبوت و رسالت اور تعلیم وشریعت کا اہل سمجھا اور ان کو اسپنے اس خلعت خاص سے سرفراز کیا۔

#### صحت نسب:

ان خصوصیات میں سب سے پہلی چیزان کی سجے النسی ہے شالی عرب کے تمام قبیلے حضرت ابراہیم کی اولاد اوران کی نسل سے تنے اور بیہ بات ایسی مشہور ومتواتر روایتوں سے فابت تھی کہ کی نے اس کی تر دید کی ہمت نہیں کی توراۃ نے حضرت ابراہیم کی جن اولادوں کے نام بتائے ہیں ان میں سے ایک ایک نام کا سراغ عرب کی پرانی آبادیوں میں ماتا ہے چنا نچدر یورنڈ رفاسٹر نے ۱۹۳۳ می عرب کا جو تاریخی جغرافیہ لکھا ہے اس میں پوری دلیل اور تفصیل اور شہادتوں کے ساتھوان آبادیوں کا پیت لگایا ہے اوران کی جگہیں متعین کی ہیں قدیم یہودی مورخ یوسیفوس نے بھی یہی کھا ہے اوران کی جگہیں متعین کی ہیں قدیم یہودی مورخ یوسیفوس نے بھی یہی کھا ہے اوران کی جگہیں متعین کی ہیں قدیم یہودی مورخ یوسیفوس نے بھی یہی کھا ہے اوران کی حگہیں ہیں گئی ہیں سے اور ایک کتاب کھی ہے اس میں بھی اس نے اس واقعہ کو تشلیم کیا ہے اوران کی صحت پر لیلیں پیش کی ہیں سے اور بعض حال کے مناظر عیسا نیوں کے علاوہ اس واقعہ کے تواتر میں کی نے فلک نہیں کیا ہے اور عالبًا ای لئے بینٹ پال نے اپنے خطوط میں عرب کی ہاجرہ کی متاشل استعمال کی ہے جو اور قرآن یاک نے اہل عرب اور قرائی کی خوط ہی عرب کی ہاجرہ کی متاشیل استعمال کی ہے جو اور قرآن یاک نے اہل عرب اور قرائی کو خطاب کر کے صاف کہا۔

﴿ مِلَّةَ أَبِيكُمُ إِبْرَاهِيُمَ ﴾ (5) تهادے باپ ابراہیم كاندہب۔

حضرت ابرائیم تک نام بنام سلسلدنس کے پہنچنے میں پشتوں کی کی بیشی یا ناموں کا گھٹنا بڑھناممکن ہے گر مجموعی حیثیت سے بیدوعوی کہ بید حضرت ابرائیم کی اولاد تھے کی حیثیت سے مشکوک نہیں ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ خارجی قرائن پر بھی نظر کر لی جائے کہ وہ ہی تعدن اور طرز معاشرت جو تو راق میں حضرت ابرائیم اوران کے اہل وعیال کی نظر آتی ہے اسلام کے عہد تک بلکہ آج تک وہ ای طرح عربوں میں قائم وہاتی ہے، وہ بی خیبے ہیں، وہی صحرا ہیں، وہی مویثی ہیں، وہی بدویانہ زندگی ہے، وہی رسوم ورواج ہیں، جن کو اسلام نے آگر اور زیادہ نکھار دیا، و تی بیت اللہ جج اور قربائی کی عباد تیس ہیں اور بیابیا کھلا قرینہ ہے جو آج بھی یورپ کے محققوں کی نگاموں کے سامنے ہے۔مشہور جرمن محقق نولڈ یک

ا ترجمه اعريزي ١٨٢٢ عبلداول ص ٢٥

ع تاريخ اليبود في بلا والعرب لاسرائيل ولفنسو ن مطبوعه مطبعة الاعتماد مصر صفحه ٢٠٤٥ ع

سے الکاتوں کام باب ra\_r

''اور نیز عربوں میں قدیم سامی کر یکٹراپنے خالص رنگ میں باقی سمجھا جاتا ہےاوران کی زبان اصل زبان کے بہت قریب ہے'' یے

اہل عرب کو اپنے حسب ونسب کی حفاظت کا جوخیال ولحاظ تھااس کے ذکر ہے عرب کی تاریخیں معمور ہیں چنا نچے نسب پر فخر کرنا ان کی شاعری کا اور نسبی مفاخرت ان کی تقریر کا سب سے بڑا موضوع تھا اپنے باپ دادوں کے مسلسل ناموں کو یا در کھنا ان کا خاندانی فرض سمجھا جاتا تھا یہاں تک کدانسانوں سے بٹ کر جانوروں ( گھوڑوں) تک کے نسب نامے محفوظ رکھتے تھے، قبائل کے نبی تعلقات کو یا در کھنے والے، خاص خاص لوگ ہر قبیلہ میں موجودر ہے تھے اور بہی سبب ہے کہ آج بھی ان کے اکا براور مشاہیر کا سلسلہ نسب آپ کو معلوم ہوسکتا ہے اور اس پر بہت کی اہم کتا ہیں کھی گئی جی سبب ہے کہ آج بھی ان کے اکا براور مشاہیر کا سلسلہ نسب آپ کو معلوم ہوسکتا ہے اور اس پر بہت کی اہم کتا ہیں کھی گو حضرت ابرا ہیم ہیں ، اور مید وہ خصوصیت ہے جو دنیا میں صرف اہل عرب کے ساتھ مخصوص ہے ، یہوداور بنی اسرائیل بھی گو حضرت ابرا ہیم ہی کہ نسل سے تھے گردہ بھی اس خصوصیت میں ان کی برابری نہیں کر سکتے کہ دوسری قو موں کے اختلاط اور ٹیل جول اور کی خاص وطن کے نہ ہوئے کے سبب سے ان کی اکثر خاندانی خصوصیتیں من گئیں ۔

نسب بجائے خود کوئی فخر کی چیز نہیں ای لئے محدرسول اللہ وہ اللہ عمل کے مقابلہ میں نسبی فخر کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کردیالیکن حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کی ہدایت کے لئے جودعا کی تھی اوران کوجس بیت اللہ کی پاسبانی سپردی تھی اوران میں ایک نبی کی بعثت کی جودعا ما تھی تھی اور خدانے ان کی نسل میں دینی اور دنیاوی برکات کے عطا کرنے کا ان سے جوعہد کیا تھا ان سب کے پورا ہونے اوران کے حقیقی مصداق بننے کے لئے نسل ابراہیم کی صحیح النسمی کی ضرورت تھی اورای لئے اللہ تعالیٰ نے ان کواس شرف کے ساتھ محصوص کیا۔

# مى يىلى مذبب مين داخل ند تحے:

ای طرح ان کوان تمام اثر ات مے محفوظ رکھا جوتو مول کے عادات واخلاق اور استعدادات کو بدل دیے ہیں مثلاً وہ باوجوداس کے کہ ہر چہار طرف سے مختلف بڑے بڑے نہ بہوں سے فکرار ہے تھے مگر کوئی ند ہب ان کو فتح نہیں کر سکا تھا مجوسیت خلیج فارس سے لے کر بمن تک حکر ان تھی ' یہودیت یمن اور تجازی تجارت گا ہوں پر قابض تھی ، عیسائیت اپنی فوج افکر اور راہوں اور قسیبوں کے دل بادل کے ساتھ یمن سے لے کرشام کی حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور بعض افر اداور بعض قبیلوں کو وہ برائے نام عیسائی بنا بھی چکی تھی مگر پورا عرب بدستورا پی خالص حالت پر باقی تھا۔ عرب میں جو نیک طبع اور د بندار لوگ ہوتے تھے وہ مجوی یا یہودی یا عیسائی ہوئے کے بجائے اپنے کودین ابراہی کا بیرو کہتے تھے اور ای لئے اپنے کہ ویک نام ویک کا بیرو کہتے تھے اور ای ساتھ کی دعوت و تجد ید کر سے کا نام دین طبعی رکھتے تھے اور یہ سب اس لئے ہور ہا تھا کہ خاتم الا نہیا ء فور آئے کے ذریعہ دین ابراہیمی کی دعوت و تجد ید کا رستہ کھلار ہے۔

لے انسائیکو پیڈیا برنائیکاطبع یاز دہم مضمون 'السندسامیہ' میں نے ارض القرآن جلداۃ لی ص عواسے ص ۱۱ استک اس پرمدلل بحث کی ہے اور علائے یورپ کے حوالے بھجا کردیتے ہیں۔

#### محكوم ند تنے:

عرب کا ملک تخلیق عالم کے آغاز سے اسلام تک ہر غیرتو می حکومت سے ہمیشہ آزادر ہا' شالی عرب نے بھی کی قوم کی غلامی نہیں گی، بابل کے بخت تھر نے بنی اسرائیل کوزیروز برکر دیا، گرعرب کی طرف آ نکھ ندا تھا سکا' یونا نیوں اور ومیوں نے مصر سے لے کرعراق کی سرحد تک صدیوں تک حکومت کی ، گرخاص عرب کے اندرقدم ندر کھ سکے ، سکندر نے اور اس کے بعدرومی سیسالاروں نے جب ادھر نظر اٹھائی تو فطرت نے ہمیشہ ان کو فلکت دی عرب کا ملک دنیا کی دوظیم الشان حکومتوں یعنی ایران اور روم کی سرحد پرواقع تھا گروہ دونوں اپنے حرص و آ زکا ہاتھ اس کی طرف بڑھائی کی ، گر قاصر دیں 'گستان عیسائی حیشیوں نے بمن فتح کرنے کے بعد ہاتھیوں کے جمر مث کے ساتھ مکہ معظمہ پر چڑھائی کی ، گر قدرت اللی نے ان کو جاہ کردیا ، یہ تمام اجتمام وانتظام اس لئے تھا کہ کوئی دوسری جابرانہ توت ان کے دل و دماغ کی استعماد برباد نہ کر سکے ، ان کی آ زادی کی روح برقر اراوران کی فاتحانہ طاقت بدستور قائم رہے تا کہ پیخٹی خزانہ خدا کے استعماد برباد نہ کر سکے ، ان کی آزاد دی کی روح برقر اراوران کی فاتحانہ طاقت بدستور تائم رہے تا کہ پیخٹی خزانہ خدا کے آخری نہ بہان کی آزادی کی روح برقر اراوران کی فاتحانہ طاقت بدستور تائم رہے تا کہ پیخٹی خزانہ خدا کے آخری نہ بہا کی محکومت کے قیام و بقاء میں کار آ مد ہو۔

# كتابي فاسدتعليم عناآ شاتھ:

جس طرح وہ خارجی اثرات ہے پاک تھے ای طرح صحیفہ کفطرت کے سواہر تنم کے کتابی علم ہے وہ نا آشنا تھے یعنی اس ذریعہ ہے بھی وہ دوسری قوموں کے د ماغی اثرات ہے محفوظ تھے اور علم کی جاہلا نہ اور کج بحثانہ ذہنیت ہے پاک تھے دہ اُئ تھے تا کہ ایک اُئی معلم کی ربانی تعلیم کے قبول کرنے کے لئے ہرطرح تیار دہیں۔

#### وہ زمین کے وسط میں آباد تھے:

عرب کا ملک پرانی دنیا کے وسط میں واقع ہے ایک طرف ایشیاد وسری طرف افریقد اور تیسری طرف یورپ کا راسته اس سے قریب ہے پھر بحری جائے وقوع نے اس کو جزائر اور دور دراز ملکوں ہے قریب کر دیا تھا اس لئے عرب ہے نکل کر وہ ایک طرف عراق ہوکر ایران ترکستان خراسان سیستان کا مل ہندوستان تک پہنچ گئے اور دوسری طرف شام ہوکر مھڑ افریقٹ الجزائر تیونس مراکش اور اسپین تک جا پہنچے اور بحری راستوں ہے ایک طرف ہے تمام جزائر افریقٹ جبشہ زنجار پھر اوھر جزائر ہند جاوا سافری تک ان کا گر رہوا اور دوسری طرف سائیری کریٹ اور سلی تک ان کا پر چم اہرایا۔ بیتمام مواقع اس لئے میسر آئے کہ عرب کی جائے وقوع اس وعوت کی جگہ مناسب مرکز تھا ،فرش کرو کہ اگر اس وعوت کی جگہ ہندوستان یا چین ہوتی تو انتین اور سلی تک بینچنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوتا پھر یہ کہ اس وقت تک دنیا جن دوسٹر تی اور مغربی طاقتوں کے زیر فر مان تھی ان دونوں کے زور کو برابر طور سے اورا یک ساتھ تو ڈرنے کے لئے عرب کے سواد نیا میں کوئی جگہ موزوں نے نون از سافر میا ناور دنیا کوان کے خون آشام بنوں سے نجات دینا آسانی ممکن ہوا۔ بعض اخلاقی خو بیاں:

ان کےعلاوہ اہل عرب کوخیرالامم بنے اور عالم کے لئے شاہد نمونہ اور مصلح بنے کے لئے کچھاورا خلاقی خوبیوں

کی بھی ضرورت تھی اوروہ ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں ان خوبیوں کے بغیروہ اسلام کی عظیم الثان تحریک کے علم بردار نہیں ہو سکتے تھے اور نہوہ دنیا کی رہنمائی کا فرض انجام دے سکتے تھے۔

#### شجاع وبهادر تقے:

وہ حدے زیادہ شجاع و بہادر تنے وہ خطرات سے بے خوف تنے اور لڑائی کو کھیل سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ہے ۔ تنے بہی سبب ہے کہ وہ تمام دنیا کی قوموں اور سلطنوں کے مقابلہ میں تنہا کھڑے ہوئے اور کسری وقیصر کوانہوں نے ایک ساتھ چیلنج دیا اور اس تحریک کے پھیلانے میں تھوڑی تھوڑی غیر سلح جمعیتوں سے ہزاروں اور لاکھوں کی فوج کا بے خطر مقابلہ کیا اور کا میاب ہوئے۔

## ير جوش تھے:

ساتھ ہی وہ پر جوش بھی تھے اس لئے جس دعوت اور تحریک کو لے کرا تھے اس کو پوری کوشش ،عزم اور جوش کے ساتھ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا یا ،ان کے عزم اور جوش کو نہ پہاڑ روک سکا ،اور نہ سمندراس سے فکرا سکا ، ہر جگہ وہ تو حید کاعلم لئے بحرو بردشت وجبل میں پھیل گئے اور اپنے عزم رائخ سے ارکان عالم کومتزلزل کر دیا۔

#### حق كو تقير:

ان کی جسمانی شجاعت و بہا دری نے ان کودل کا شجاع اور بہا در بھی بنادیا تھا جو بات ان کے دل میں ہوتی تھی وہی ان کی زبان پڑھی اہل مدینہ میں جونفاق کا عضر پیدا ہو گیا تھا وہ یبود کے اثر کا بتیجہ تھا ، ورنہ قریش اور عام اہل عرب میں یہ بات نہتھی ۔ یا تو وہ کھلے دخمن تھے یا کھلے دوست ۔ اپنے نز دیک وہ جس کوچن سجھتے تھے اس کے ظاہر کرنے میں ان کو کسی کا باک نہیں ہوتا تھا۔

## عقل و دانش والے تھے:

باوجوداس کے کہ وہ عموماً ظاہری نوشت وخواند سے عاری تقے گرفطرت کے عطیہ عقل ودانش سے وہ کافی طور ہر مند تقے حضرت ابو بکرصدیق ہ عمر فاروق ہ عثان غنی ہ بعلی مرتضی ہ بطلحہ از بیڑ ، خالد ابو عبید ہ بن جراح وغیرہ سینکڑوں ہراروں صحابہ ٹے نے علم ندہب اخلاق اور سیاست میں نکتہ بجیاں کیس وہ خودان کی عقل ودانش کی گواہ ہیں اروم وایران کی متمدن قو موں سے جس طرح انہوں نے معاملہ مراسلہ اور تامہ و پیام کیا اور علم و سیاست کے الجھے ہوئے مسئلہ کو جس طرح سلجھایا، وہ خودای نتیجہ کوظاہر کرتا ہان کے شعراء کے کلام، ان کے مقرروں کی تقریریں ان کے فصحاء کے مقولے شئے تو ان کی اس فطری صلاحیت کا اندازہ ہوگا کہ فلاہری تعلیم کے بغیر کو کر لیکل و گہروہ اپنے منہ ہے اگل سکے۔

#### ذ ہن اور حافظہ کے تیز تھے:

فطرت کا قاعدہ ہے کہ اگراس کے بعض توی بیکار ہیں تو ان کی قوت دوسرے زیر عمل قوی کووہ بنتقل کردیتی ہے اور جس عضوے زیادہ کام لیا جاتا ہے اس کی قوت کووہ ترقی دیتی رہتی ہے ای اصول کے موافق ظاہری تعلیم اور نوشت وخواندے محروم ہونے کے سبب سے جہاں ان کے بعض تو ی بیکار ہور ہے تھے وہاں ان کواپئی یا دواشت کے گئے تھریں اوراق اور سفینوں پر بھر وسہ کرنے کے بجائے خودا ہے دل ود ماغ پر بھر وسہ کرنے کی عادت تھی اس کا نتیجہ بیتھا کہ ان کا ذبحن اور حافظ بہت تو ی تھا، یہی سبب ہے کہ ان کے شعراء اپنے بڑے بڑے بڑے تصیدوں کو زبانی پڑھتے تھے اور جو بچھ کہتے سے اس کو برزبان یا در کھتے تھے اور ان کی ای تو ت کا یہ فیض تھا کہ ان میں کا بڑا طبقہ تح بر کے بغیر قرآن پاک کی بڑی بڑی سورتوں کو یا در کھتا تھا اور بہتیرے ایسے تھے جو پورے قرآن کو یا در کھتے تھے اور یہ آئیں گی تقلید ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں ایسے ہزاروں مسلمان پائے جاتے ہیں جو پورے قرآن کے حافظ ہوتے ہیں اور اہل عرب کی ای خصوصیت کا مظہریہ بھی تھا کہ احادیث و سیر اور واقعات کا بڑا سر مایے تو پر کے علاوہ زبانی ایک دوسرے کو پوری ذرمہ داری اور حفاظت کے ساتھ میا در کھتے ہوتا رہا اور سینکٹروں اصحاب ایسے تھے جو ہزاروں لاکھوں احادیث کو حرف حرف اور لفظ لفظ کی پابندی کے ساتھ یا در کھتے ہوتا رہا اور سینکٹروں اصحاب ایسے تھے جو ہزاروں لاکھوں احادیث کو حرف حرف اور لفظ لفظ کی پابندی کے ساتھ یا در کھتے ہوتا رہا اور سینکٹروں اصحاب ایسے تھے جو ہزاروں لاکھوں احادیث کو حرف حرف اور لفظ لفظ کی پابندی کے ساتھ یا در کھتے تھے اہل عرب کی اس خصوصیت نے اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا نہایت اہم فرض انجام دیا۔

#### فياض تضي

الل عرب کی ایک خاص امتیازی صفت ان کی فیاضی تھی مہمان نوازی ان کی سب سے بڑی خصوصیت تھی ہمسایوں اور پناہ گزینوں کی امداد میں وہ اپنی جان تک اڑا دیتے تھے اپنی شہرت اور ناموری کے لئے اونٹوں کو ذرج کر کے کھلا دینا یا جوئے میں جیتی ہوئی دولت کو احباب کے جلسہ دعوت میں اڑا دینا ، اور اس پر نخر کر ناان کی تو می رسم تھی اور یہی اوصاف ان کی شاعرانہ مدح میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں اسلام نے ان کی ای صفت کو تھوڑی می اصلاح کے بعد خداکی راہ میں خیرات وصد تات وزکو تا سے بدل دیا اور اسلام کی مشکل کشائی میں اس نے سب سے زیادہ مدددی۔

#### مساوات پندیجے:

چونکہ وہ بھی کسی دوسری قوم کے محکوم نہ ہوئے تھے،اور نہ وہ کسی ایک مطلق العنان بادشاہ کے تابع فرمان بے تھے اس لئے ان کی خود داری کا جذبہ بیدارتھا وہ غلام بنتانہیں جانتے تھے وہ اپنے کو ذلیل کرنا پسندنہیں کرتے تھے اور وہ بڑے ہے بڑے فخص کے سامنے برابری کے ساتھ بے باکا نہ بیٹھ کر ہاتیں کرتے تھے۔

عرب میں بیبیوں اڑائیاں صرف ای خودواری کی حفاظت میں پیش آئی تھیں جس کا ایک منظر سبعہ معلقہ کے آخری قصیدہ میں نظر آتا ہے اہل عرب کے اس جذبہ نے حق کوئی مساوات اور جمہوریت پسندی وغیرہ اسلامی تعلیمات کے پھیلانے میں بڑی مدددی۔

#### عملی تھے:

الل عرب کے فطری اخلاق وکردار کی آخری دفعہ یہ ہے کہ وہ طبعناعملی اور عملیت پسند ہتے وہ اہل ایمان اور اہل ہند کی طرح محض تخیل پسند' خیال آ راءاور نظریہ بازنہ تھے وہ مجسم عمل تتے اور عملیت کو پسند کرتے ہتے وہ چون و چرااور کیے اور کیونکر کی فلسفیاندا کجھنوں سے پاک تھے وہ دنیا کے کاروباری آ دمیوں اور سپاہیوں کی طرح چندا چھی باتوں کو قبول کرکے ان پرفوز اعامل بن جاتے تھے یہی سبب ہے کہ عجمیا نہ نکتہ آفرینی اور بال کی کھال نکال کراس کی الجھنوں کے سلجھانے میں وہ

بھی گرفتارنہیں ہوئے وہ ہمدتن عمل اور صرف عمل تھے ای بناء پرشارع نے ان کے سامنے ایک عملی مذہب کو پیش کر کے ان کوسرتا یاعملی بنادیااور جو بچھوہ تعلیم لائے تھاس کامجسم پیکر بن کر چندسال میں دنیا کے سامنےان کو پیش کردیا دور دور ے بدوی آنخضرت ﷺ کی خدمت میں آتے اور شک و ججت اور مناظرہ و قبل و قال کے فرائض وا خلاق کی عملی تعلیم عاصل کر کےاپنے قبیلہ میں واپس چلے جاتے تھےاور بالآ خرا پی عملی دعوت ہےا ہے پورے قبیلے کومسلمان بنا لیتے تھے وہ اگرنگراورممکن وناممکن کی بحث میں نہیں پڑتے تھے وہ تعلیم کود کیھتے تھےاور سنتے تھے دہانچھی طرح معلوم ہوتی تواس کو تبول کرتے اوراس بڑمل کر کے دینی اور دنیاوی فوائداور نتائج کے حصول کا یقین کرتے تصاورای غیرمتزلزل یقین اورا بمان کے بھروسہ پروہ مشکل سے مشکل اور خطرناک سے خطرناک کام کر گذرتے تھے اہل عرب کی ای خصوصیت نے اسلام کی سادگی کو برقر اراور مجمی فلسفیت ونظریت ہے یاک ومبرار کھا اور ساتھ ہی چند سال کے اندراندرمغرب ومشرق اور شال و جؤب میں اسلام کا پھریرا آسان پراڑنے لگا۔

## ان اوصاف کی مصلحت

اہل عرب کے ان تمام فطری وظبعی اوصاف واخلاق کود مکھے کرید یقین کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری دین کی اشاعت اور حفاظت کے لئے جس قوم کا انتخاب کیا تھاوہ از ل ہے اس کے لئے منتخب ہو چکی تھی باوجودان کی برقتم كى تمراہيوں كے ان كے بيد چندا چھے اوصاف اس لئے ان ميں ووايت كئے گئے تھے تاكہ جب خداكى باوشاہى كا دن آ پہنچاتوان کی فطری استعداد کا بیسر مابیاس کی امداد واعانت کے لئے خزانہ غیب کا کام دے کہی وہ سر مابی تھا جواس وقت نہ ہندوعجم میں تھا ندروم وفریگ میں اور ندترک و زنگ میں تھا وہ عرب اور صرف عرب میں تھا ای لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری نبوت کے لئے ای قوم کو برگزیدہ کر کے سامانت اس کے ہاتھ میں سپر دکی آنخضرت عظانے ایک موقع پرارشاہ فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے ابراہیم" کی اولا دمیں اساعیل کو پہند کیا اور اساعیل کی اولا دمیں بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں ہے قریش کواور قریش میں سے بنوہاشم اور بنوہاشم میں سے مجھ کؤ' ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ''میں عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہوں اللہ نے ان تمام لوگوں کو پیدا کیا تو مجھے اس نے ان سب میں ہے بہترنسل میں رکھا ان کو دوحصوں میں (عرب ومجم) میں تقسیم کیا تو مجھے اس حصے میں لیعنی عرب میں بنایا جوسب ہے بہتر تھا اس حصے کو بھی قبلوں میں تقسیم کیاتو مجھےاس قبیلہ میں پیدا کیا جوسب ہے بہتر تھا پھراس قبیلہ کو گھرانوں میں تقسیم کیاتو مجھے سب ہے بہتر گھرانے میں پیدا کیا پھراس گھرانے کوافراد پرتقسیم کیا تو مجھےاس گھرانے کا سب سے بہتر فرد بنایا''۔ یا



# تح سعادت

د نیااورعرب کی سرز مین اس ظلمت میں تھی کہ صبح سعادت نمودار ہوئی اورخورشید نبوت کے طلوع کا غلغلہ ہریا ہوا'ظلمت شب کا فور ہوئی اور تھوڑی دہر میں ذرہ ذرہ سورج کی کرنوں سے پرنور ہوگیا ، بیظا ہر ہے کہ بیسورج گود نیا کو روش کرنے ٹکلا تھالیکن وہ ٹکلا عرب ہی کے اُفق سے تھا اس لئے ضروری تھا کہ اس کے نورے پہلے ای ملک کی سرز مین روش ہو۔

## ايك قوم كاانتخا

سرور کا نئات وہ کا کوخدانے تمام عالم کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا اور اس بناء پر ایک ایسی شریعت کامل عطا تھی جو نہصرفعریوں بلکہ تمام عالم کے لئے ابدتک کافی ہے،لیکن کوئی شریعت کوئی قانون ،کوئی دستورالعمل اس وقت تک مفیداور کارآ مدنبیں ہوسکتا جب تک اس کے ساتھ ایسا گروہ موجود نہ ہو، جواس شریعت کی عملی تصویر ہو، وہ جس کی ہر بات ہر ادا ہر جنبش عملی خطیب بن کر گر دو پیش کوا پنا ہم زبان اور ہم عمل بنا لے۔

اس بناء پرخاتم انبیاء \* کا سب ہے اہم مقصد ایک خاص تو م کوتر بیت دے کراصلاح عالم کے لئے تیار کرنا تھاد نیا کی اور قومیں باری باری اس منصب پرمتاز ہو چکی تھیں ایک زمانہ تھا کہ جب بنی اسرائیل جیسی قوم جوآج تمام د نیا میں خواراورولیل ہے وہ آئی فیصل اُنگے علی العلمین ﴿ إنهم فيم كودنيا كي قوموں پرفضيات دى) له كاتاج پهن چکی تقی کیکن او پر به تفصیل گذر چکا کهاب تمام قوموں میں صلاحیت کا ماد ہ مفقو د ہو چکا تھاا بران تمین بزار برس تک ناز ونعمت میں بل کرتر تی کی روح فٹا کر چکا تھار ومیوں کے تمام قوائے عمل بوسیدہ ہو چکے تھے، ہندوؤں کاول ود ماغ صرف وہم پرتی کا کام دینے کے قابل رہ گیا تھا صرف ایک عرب تھا جو بن جتی زمین کی طرح مادہ ہائے نشو ونما ہے لبریز تھا اور ایک لوح سادہ کی طرح ہرفتم کی نقش آ رائیوں کے قابل تھا مشیت ایز دی نے ای کوتا کا اور چندروز میں وہی عرب جوسرتا یا جہل مرتايا وحشت اورمرتايا ورنده بن چكاتها ﴿ كُنتُهُ خَيْرَ أُمَّةِ أَخْرِجَتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعُرُوفِ وَتَنْهَوُنَ عَنِ المُنكر ﴾ كامظير بن كيار ك

#### ان لوگوں کا حلیہ و جمال اور خط و خال بیقفا۔

شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو پینمبرتمام عالم کے لئے معبوث ہوتا ہے وہ علاوہ ان اصول کے جواور مذاہب میں ہیں چنداور تخاصول افتياركرتا بجن من سالك يدب

يدعو اقوما البي السنة الراشدة ويزكيهم ويصلح شانهم ثم يتخذهم يعنزلة حوارحه فيجا هدهم اهل الارض ويغرقهم في البلاد وهو قوله تعالى كُنْتُمْ حَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِحَتْ لِلنَّاسِ..

وہ ایک قوم کوسنت را شدہ کی طرف دعوت دیتا ہے ان کو پاک اور درست کرتا ہے پھران کو اپناوست و باز و بتا تا ہے اور ان کو دنیا میں پھیلا دیتا ہے اورائے ذریعہ سے مجاہرہ کرتا ہے جیسا کہ خدائے کہا کہتم بہترین امت ہوجو دنیا کے لئے يداك كي الدو

تم بہترین قوم ہو جوانسان کے لئے (پر دوعدم ہے) یا ہر لائی گئی ہو جوٹیکیوں کا تھم دیتی اور برائیوں ہے رو تی ہے۔

(1917)

﴿ اللَّهُ يُنَ إِنَّ مُكَنَّاهُمُ فِي الْآرُضِ أَفَاهُوا الصَّلُوةَ وَاثُوا الزَّكُوةَ وَآمَرُوا بِالْمَعُرُوفِ وَنَهَوَّا عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ ( فَيُ-٣١) الْمُنْكَرِ ﴾ ( فَيُ-٣١) وولوگ كه بم جبان كود نيا مِن اقتداردي گووه ونماز قائم كري گروه وي گاور بري التول كاهم وي گاور بري باتول كاهم وي گاور

## اصلاح وبدایت کی مشکلات:

ہرقوم کی اصلاح وہوایت میں اوّل بخت اور متعدد مشکلات پیش آتی ہیں لیکن ان کی نوعیت آیک دو ہے زیادہ خبیں ہوتی لیکن عرب کی اصلاح میں ہرنوع ، ہر حیثیت ہر جہت کی گونا گوں اور لاعلاج مشکلات تھیں اور الی تھیں جن میں ہوتی لیکن عرب کی اصلاح میں ہرنوع ، ہر حیثیت ہر جہت کی گونا گوں اور لاعلاج مشکلات تھیں اور الی تھیں جن میں ہوتی ایک کا حل کرنا بھی قدرت انسانی ہے بالا ہر تھا ، بنوا سرائیل ایک مدت ہے مصر میں قبطیوں کی غلامی کررہ ہے تھے اور قبطیوں کے جوروظلم کا طوفان ان کے سرے گذر چکا تھا 'حضرت موتی ' نے ان پر بیدا حسان عظیم کیا کہ فرعون کے پنجیستم ہوتی کی جب ان سے ان کو چھڑا کر نکال لائے لیکن غلامی میں رہتے رہتے ان کی طبیعت میں اس قدر ذلت پندی آگئی کہ جب ان ہے ہو کہا گیا کہ آگ کہ نعان کی زمین ہے اس کواؤ کر لواور اس پر تخت سلطنت بچھاؤ تو انہوں نے حضرت موٹی ' سے صاف کہد یا کہ تم اور تمہارا خدا دونوں جا کر لڑ وہم تو یہاں ہے آگ قدم نہیں ہو ھاتے ۔ بیدا یک امتداد معاشرت کا اثر تھا جومرت مرتے ان لوگوں کی طبیعت سے نہیں گیا اور جب تک بیس لوری اپنی موت سے مرکز منقر خن نہیں ہوگئی ' بنوا سرائیل کو کنعان کی زمین میں قدم رکھنا نصیب نہوا۔

بيصرف ايك مشكل كي مثال تقي اب عرب كي مشكلات كالندازه كرو

#### جہالت:

عرب کی قوم اُمی محض تھی 'الوہیت' رسالت' کتاب معاد' عبادت ان میں ہے گوئی چیز الیں نہھی' جس ہے ان کے کان آشنا ہوں ،اسلام کا ہرلفظ جوان کے کان میں پڑتا تھا ،ان کو تعجب انگیز اور بالکل برگانہ آواز معلوم ہوتی تھی قر آن مجیدنے ان کے اس جاہلا نہ جرت واستعجاب کو متعدد آنتوں میں ذکر کیا ہے۔

﴿ يُسَ ﴿ وَالْقُرُانِ الْحَكِيْمِ ﴾ إِنَّكَ لَـمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ عَـلى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ۞ تَـنُزِيُلَ الْعَزِيْزِ الرِّحِيْمِ ۞ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مِّمَا ٱنْذِرَ ابَآوُهُمَ فَهُمُ غَفِلُونَ ﴾ (اليمن ١٠)

قرآن تھیم کی شم تو ہے شبہ پیغیروں میں سے ہے راہ راست پر ہے بیقر آن رحمت والے غالب خدا کے پاس سے اترا ہے تا کہ تو اس قوم کو آگاہ کر ہے جن کے اسلاف کو آگاہ نیس کیا گیاا دراس لئے وہ غفلت میں پڑے ہیں۔ بینبوت کے شرف سے محروم قوم ایک آسانی غذہب کے تمام خصائص سے محض بریگانہ تھی۔

﴿ وَعَجِبُواۤ أَنُ جَاءَ هُمُ مُنُذِرٌ مِنْهُمُ وَقَالَ الْكَفِرُونَ هَذَا سَحِرٌ كَذَّابٌ ٥ أَحَعَلَ لَالِهَةَ اِلهَا وَاحِـدَ إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عُجَابٌ ٥ وَانْطَلَقَ الْمَلاَ مِنْهُمُ آنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى الِهَتِكُمُ اِنْ هذَا الشَّيْءُ يُرَادُ ١٠ مَا سَمِعْنَا بِهِذَا فِي الْمِلَّةِ الْاحِرَةِ إِنْ هِذَا اللَّاكُونِ ﴾ (٣٠٠٥) اورانہوں نے تعجب کیا کدان میں ایک پیغیرہ وکران کے پاس آیا کافروں نے کہا بیدوروغ کو جادوگر ہے اس نے

استے خداؤں کوایک خدابنا دیا ہے بجب بات ہے ان کے نج اٹھ کھڑے ہوئے کہ چلواورا ہے معبودوں پر جے رہوؤ

اس میں اس کی پیغیر کی کوئی غرض ہے ہم نے ساتو سابق تدب میں بنیس سنا یہ سب گھڑی ہوئی بات ہے۔

﴿ بَلُ عَجبُواۤ آنُ جَاءَ هُم مُنْدِرٌ مِنْهُم فَقَالَ الْکَفِرُ وَنَ هذا شَیءٌ عَجبُ ﴾ (ق۔ ۱)

بلکدان کو بجب ہوا کدان ہی میں سے ایک ان کے پاس پیغیر بن کر آیا گافروں نے کہا بیتو بڑے جب کی بات ہے۔

مفات الٰہی آ ٹار نبوت احوال معاد ، ان میں ہے ہر بات کوئی کروہ ای طرح سرتا پا جیرت بن جاتے تھے

نبوت کے متعلق ہے بچھتے تھے کہا نسان تو اس کے ہمزاوار نہیں ، اس منصب پرتو فرشتوں کو ممتاز ہونا جا ہے تھا۔

در سرت بی رہے ہوں کہا ہو اس کے ہمزاوار نہیں ، اس منصب پرتو فرشتوں کو ممتاز ہونا جا ہے تھا۔

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرُحُونَ لِقَاءَ نَا لَوُ لَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلْكِكُةُ ﴾ (فرقان-١١)

تیغیبر جب ان کے سامنے سے اور پیچھے سے آتے ہیں کہ ایک خدا کے سوااور کسی کو نہ پوجو تو وہ کہتے ہیں کہ خداا گر کسی کو پیغیبر بنا کر بھیجنا جا ہتا تو فرشتو ں کوا تار تا ہم تو تمہاری باتوں کا انکار ہی کریں گے۔

﴿ وَمَا مَنَعَ النَّاسُ أَنَ يُوَّمِنُوا إِذَ حَاءً هُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوْ الْبَعْثُ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ٥ قُلُ لَوْكَانَ فِي الْلَارْضِ مَلْفِكَةٌ يُمُشُونَ مُطْمَئِنِينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴾ (بَيَامِ النَّل) بدايت آئے كه بعد صرف اس شبه نے لوگوں كوائيان لانے سے بازركھا ہے كہ كيا خدائے آ وى كو تغيير بناكر بهجا ہے جواب میں كہدو كرا كرزمين ميں قرشتہ جلتے ہم تے ہوئے تو البت ہم آسان سے كى فرشتہ كو تغيير بناكر سجيجے۔

نی کاتخیل اگران کے وہن میں بھی آتا تھا تو بھریت ہے مادرا مصورت میں لیمی مید کدوہ انسانی ضروریات ہے منزہ ہواس کے ویجھے خدا کا اور فرشتوں کا پراہوا آسان اور زمین کے خزائے اس کے دست قدرت میں ہوں۔

﴿ وَقَالُوا لَنَ نُوْمِنَ لَكَ حَنَّى تَفْحُر لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوعُا وَ اُوْتَكُونَ لَكَ حَنَّةٌ مِّنُ نَّحِيلُ وَعِتَبِ فَعُمُوا اللَّهِ مَا أَوْتَكُونَ لَكَ حَنَّةٌ مِنْ نَّحِيلُ وَعِتَبِ فَعُمُ اللَّهِ فَعُمِر اللَّهِ اللَّهِ عَنْ اللَّهِ مَنْ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الْمُعَلِّمُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَ

﴿ وَقَالُوْا مَالِ هَـذَا الرَّسُولِ يَاكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ - لَـوُلَا ٱنْزِلَ الَّهِ مَلَكُ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًاهِ ٱوْيُلُقِي الِّيهِ كَنْزُ آوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَّاكُلُ مِنْهَا ﴾ (فرقان ـ ١-٨)

17022011

انہوں نے کہا یہ عجیب پیغیبر ہے میہ تو کھا تا بیتا ہے بازاروں میں چلنا پھرتا ہے اس پرکوئی فرشتہ کیوں نداترا جواس کے ساتھ مل کرلوگوں کوؤرا تا بااس کے پاس کوئی خزانہ کیوں نہیں ڈال دیا گیا بااس کے لئے خاص کوئی باغ ہوتا جس سے پیکھا تا۔

پیغیبر کے لئے ان کے خیال میں یہ بھی ضروری بات تھی کہ وہ بڑا دولت مند ہوا س کے قبضہ میں کوئی بڑی جائیداد ہومیووں کے ہرے بھرے باغ اور سونے چاندی کے خزانے اس کے پاس ہوں چنانچہ گذشتہ آیت میں کفار کے اس خیال کی طرف بھی اشارہ ہے ای لیے مکداور طائف کے جوروساء دولت مند تھے وہ اس منصب کے سب سے زیادہ مستحق سمجھے جاتے تھے۔

> ﴿ وَقَالُوْ اللَّوُلَا نُزِّلَ هِذَا الْقُرُاكُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾ (زخرف-٣) وه کہتے ہیں کہ بیقر آن مکہ یاطا نف کے کی بڑے آ دمی پر کیوں تبیس انزا۔

سی کتاب کے نازل ہونے کے معنی ان کے خیال میں بیہ تھے کہ آسان سے کا غذوں میں ایک ملکھائی ترثی ترشائی جلد بندھی ہوئی ایک کتاب سب کے سامنے مجمع میں اتر آئے۔

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوُلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرُانِ جُمِّلَةً وَاحِدَةً ﴾ (قرقان-١٠)

کا فروں نے کہا'اس پرقر آن یکبارگی کیوں نہیں اترا۔

﴿ وَلَنُ نُو مِنَ لِرُقِيمَكَ حَتَّى تُنزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَوْهُ ﴾ (بن اس الله ١٠٠٠)

اور کا فروں نے کہا ہم تیرے آ سان پر چڑھ جائے کے بھی اس وقت تک قائل نہیں ہونگے 'جب تک ہم پر کوئی ایسی کتاب ندا تار لائے جس کوہم لے کر پڑھنے لگیس۔

﴿ وَلَـوْ نَـزُّلُنَـا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلْمَسُوهُ بِٱلْدِيْهِمَ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُو آ إِنْ هَذَآ إِلَّا سِحُرٌ مُّبِينٌ ﴾ (انعام-١)

اورا گر کاغذوں میں لکھا ہوا کوئی قرآن آسان سے تم پرازے جس کوئم اپنے ہاتھ سے ٹنول بھی عکتے تو کافریبی کہتے کہ بیتو کھلا ہوا جادو ہے۔

۔ غرض ایک آسانی مذہب کی کیفیت ہے بالکل بے خبر تضالو ہیت اور صفات الٰہی کے اسرار 'نبوت کے خصائص' نزول کتاب کی حقیقت ہر چیزان کے لئے جیرت اور استعجاب کا سر مائیقی۔

﴿ اَفَلَمْ يَدَّبُرُوا الْقَوْلَ آمْ جَآءَ هُمْ مَّالَمْ يَأْتِ ابَآءُ هُمُ الْاَوَّلِيْنَ ٥ أَمُ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُوْلَهُمْ فَهُمُ لَهُ مُنْكِرُوْ لَكُ ﴾ (موعون ٢٠)

کیا انہوں نے اس بات پرغورنہیں کیا ایاان کے پاس یہ تعلیم آئی ہے جوان کے اسلاف کے پاس نہیں آئی ایانہوں نے اپنے رسول گونہیں پہچانا تو اس کے منکر ہیں۔

اس بناء پرعرب کے مشرکین اور کفار کوالیک مدت تک صدائے نبوت سے گوش آشناء ہونے کی حاجت تھی اور اس میں کئی برس صرف ہو گئے لیکن وہ لوگ جواس صدا ہے نامانوس نہ تھے ان تک آ واز پہنچنے کی دریقی کہ وہ سرتا پالبیک تھے' حصداول میں گذر چکا ہے کہ سابقین اسلام عموماً وہی لوگ تھے جواہل کتاب یا حنفاء کے آغوش پروردہ تھے'اشخاص کے علاوہ قبائل کابھی یہی حال تقام شرکین کام الی کا جواب خندہ تحقیر سے دیتے تھے اور رموز نبوت کے دانا چھٹم پرتم اورول پر کیف تھے

﴿ إِنَّ الَّذِیْنَ اُوْ تُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِةِ إِذَا یُتُلَی عَلَیْهِمُ یَجْرُونَ لِلْاَذْقَانَ سُجَدًا ٥ وَیَقُولُونَ سُبُحنَ

رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعُدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولُاه وَیَجِرُونَ لِلَاَذْقَانَ یَبْکُونَ وَیَزِیدُهُمُ خُشُوعًا ﴾ (ی اسرائش)

جن کواس سے پہلے علم دیا گیا ہے (یبود و نصاری) جب ان کوفر آن کی آیتی سنائی جاتی ہیں تو صدے بل وہ بجد سے

میں گریزتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاک ہے جارا پروردگاڑ ہم سے ایک ہیفیر آخرالز مان کے بھیخ کا جو وعدہ کیا تھا وہ

ضرور پورا ہوا روکر وہ منے بل گرتے ہیں اور بیان کے خشوع کو اور برحا تا ہے۔

﴿ وَلَنْ حِدَنَ اللّٰهِ مِنْ وَقَدْ لِلّٰ لَلْهُ لِينَ الْمَنْوا الّٰذِينَ قَالُواۤ آیاً نَصَارُی ذَلِكَ بِانٌ مِنْهُمْ قَفِیضٌ مِنْ

وَدُهُ مِنَانًا وَ اَنْهُمُ لَا یَسْتَکُیہُ وَ نَا ہِ وَ إِذَا سَمِعُواْ مَا اَنْهُ لَا اِنْ سُولُ لَا تَرْی اَعْدُلُولُ مِنْ اَنْ مُنْهُمْ قَفِیضُ مِنْ

﴿ وَلَمْ اللّهُ مُ الْوَرَا اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّه

مدینہ کے میہود جواسلام ہے سیاسی اور دینی کینہ اور تعصب رکھتے تتے اور اس بناء پراسلام کے مقابلہ میں اپنی زبان ہے اپنی کور باطنی کا اظہار وہ اپنا فرض بجھتے تتے تاہم چثم دل کو بینش حق ہے بازنہیں رکھ سکتے تتے۔

﴿ ٱلَّـذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتْبَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَنَاءَ هُمْ طَوَإِنَّا فَرِيُقًا مِنْهُمُ لَيَكُتُمُونَ الْحَقّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾ (القردك)

جن کوہم کتاب دے بھے ہیں وہ اس پیغبر کوای طرح پہچانے ہیں' جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانے ہیں' ان میں سے کچھلوگ جان کرحق پوشی کرتے ہیں۔

﴿ وَلَـمًّا جَـاءَ هُمْ كِتُكِ مِّنُ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبُلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الدِينَ كَفَرُوا فِلَمَّا جَاءَهُمُ مِنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبُلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الدِينَ كَفَرُوا فِلَمَّا جَاءَهُمُ مِنَا عَرَفُوا كَفَرُوا فِهِ ﴾ (يقرهـ١١)

اور جب خدا کے پاس سے پیغیروہ کتاب لے کرآیا جوخودان کی آسانی کتابوں کو بچ کررہی ہے تو باوجوداس کے کہ وہ کافروں کو اس کے کہ وہ کا فروں کو اس کے کہ وہ کا فروں کو اس سے پہلے ای کے نام سے دباتے تھے اب حق پیچان کراس کا اٹکار کرتے ہیں۔

قرآن مجیدی شہادتوں سے قطع نظر کر کے اگر واقعات پرغور کیا جائے تب بھی یہ حقیقت منشف ہوجائے گئ مجرددعوت حق سننے کے ساتھ جن اشخاص اور جن قبائل نے اسلام کو لبیک کہاان کے حالات چیش نظر کر لینے کے بعدصاف عابت ہوتا ہے کہ اسلام اپنے لئے صرف اثر پذیر دل اور ذوق آشنا نگا ہوں کا جویاں تھا محضرت سعید بن زید عثان بن مظعون مصہیب رومی " ابو ذر غفاری " سلمان فاری " وغیرہ جوسا بقین اسلام جیں ای قتم کے لوگ تھے ابوجہل ولید بن مغیرہ ، عاص بن وائل وغیرہ قریش کے مشرکین و کفار خدا کا کلام تیرہ برس تک متصل سنتے رہے لیکن ان کے دل کی تھینی میں کوئی فرق نہ آیا ورقہ مکہ کا قریش عیسائی صرف ایک بارقر آن سنتا ہے اور ناموں اکبر کی آواز بہچان لیتا ہے کہ کے مشرک

ترین براس تک آپ کے چرہ پرنورکود کیسے رہ کیلن نورالتی کو نہ پہپان سکے اور عبداللہ بن سلام یہودی عالم نے صرف ایک دفعہ جمال پرانوارکود میکھااور پکارا شھے کہ بیتی کی جگل ہے۔ روسائے قریش ہرروزا پی آئکھوں سے تزول وی کا تما شا د کیسے ہیں اور جنبش نہیں کرتے 'نجاشی حکومت کی مند پراور ہرقل شہنشاہی کے تخت پر بیٹھ کر عائبانہ کلام اللہ کی چند آپیش سنتے ہیں اور تزپ جاتے ہیں فریش کے گھر بید دولت خوداتر تی ہاور وہ اس کو تھراد ہے ہیں لیکن مدید سے بنی اسرائیل کے پڑوی جوان کی زبان سے آخری نبوت کی بشارت من چکے تھے اتفا قا کھرآتے ہیں اور ای دولت ابدی کواپنے گھر اٹھا کے پڑوی جوان کی زبان سے آخری نبوت کی بشارت من چکے تھے اتفا قا کھرآتے ہیں اور انجران کے میسائی عالم مناظرہ کے جاتے ہیں طائف کے سنگدل جاتی ہی پر پھر برساتے ہیں اور اس کی ہمی اڑاتے ہیں اور نجران کے میسائی عالم مناظرہ کی خوض سے مدینہ آتے ہیں اور تجاز کے راز نبوت کے نامجرم و توت میں کا جواب اکیس برس تک تیج و سنان سے دیتے ہیں الیکن دوران کے دیتے ہیں اگری دورات کی ساتھ میں اور تجاز کے راز نبوت کے نامجرم و توت میں کا جواب اکیس برس تک تیج و سنان سے دیتے ہیں الیکن دیتے ہیں ایکن دیا ہو ایس کی میں دیتے ہیں اور تی میں دیتے ہیں ایکن دورات کے دائے میں دار نہوت کے نامجرم و توت میں کا جواب اکیس برس تک تیج و سنان سے دیتے ہیں ایکن دورات کی دورات کی دورات کی دورات کیں دورات کی دورات کی

قریش اور مجاز کے راز نبوت کے نامجرم وقوت می کا جواب اکیس برس تک تینے و سنان ہے دیتے ہیں الیکن پٹر ب جبر کیمن عمان بجرین کے بڑے بڑے بڑے میسائی اور عظیم الثان قبائل جو یبود و نصاری اور مجوسیوں کے اثر ہے ان رموز ہے کس قدر آگاہ ہو چکے تھے وہ آواز حق پہنچنے کے ساتھ دفعتہ مسلمان تھے۔

# آ بائی و بن ورسوم کی پابندی:

ہری ترکی ہوگئے کے کو تورے دیکھولہ معلوم ہوگا کہ اس کے قبول کرنے میں جو چیز سب سے پہلے عاکن ہوتی ہے وہ تو می رسم دروائ اور آبائی و ین وغہ ہب کی پابندی ہے انسانیت کے پاؤں میں اس سے بھاری کوئی زنجر نہیں دوست و آشنا ہ کا چھوننا ماں باپ سے علیحد گی آل واولاد سے کنارہ کئی الل و جا کداد سے دست برداری جماعت کی مخالفت ، تو م سے انقطاع اور وطن سے دوری الی چیز ی نہیں ہیں جن کو ہرانسان آسائی سے برداشت کر سکے ملکی رہم ورواج کی دیرید مجت اور آبائی کیش و آئی کیش موروثی الفت می وباطل کی تمیز اور نیک و بدی پہچان کی حس مناو بی ہے عام دنیا کی فطری حالت کے علاہ عرب کی قوم قدامت پہندی اور قدیم حالت کے براقاور استحکام میں خاص شہرت رکھتی ہے و دنیا کہاں سے حالت کے علاہ عرب کی قوم قدامت پہندی اور قدیم حالت پر بقااور استحکام میں خاص شہرت رکھتی ہے و دنیا کہاں سے کہاں بدتی چلی گئی ، پرائی نسل کی بدویانہ خصوصیتیں جو توراۃ میں پڑھتے ہیں وہ تمام سامی تو موں سے مٹ گئیں گرعرب میں اس وقت بھی نمایاں تھیں اور آئ بھی نظر کے سامنے ہیں۔ دین ابراہیم سے چھول تان کے شعر وشاعری اور فخر و غرور تھا جس کو چھول نمان کے فزد کیا پٹی پرائی عزت و مبابات کا سب سے پڑجوش مضمون آباوا جداداور نام ونسب پر فخر و غرور تھا جس کو چھوڑ نمان کے فزد کیا پٹی پرائی عزت و مناطمت کی دیوار کو خودگرا و بنا تھا۔

آنخضرت و النظام جب مکہ میں دین حق کی منادی شروع کی تواس کی شدید مخالفت جس بناء پرسب سے زیادہ کی گئی وہ یجی آبائی دین کے ترک کا مسئلہ تھا اور یجی دین جدید کے بطلان کی سب سے متحکم دلیل ان کے پاس تھی چنانچہ قرآن مجیدنے بار باران کے اس قول کو ہرایا ہے اور اس کی لغویت کو ظاہر کیا ہے۔

﴿ وَاذَا قِبْـلَ لَهُــمُ اتَّبِعُوا مَا آنُولَ اللَّهُ قَالُوا بَلَ نَتَّبِعُ مَا ٱلْفَيْنَا عَلَيْهِ ابَاءَ نَا أَوَ لَوْ كَانَ ابَاوُهُمُ لَا يَعْقِلُونَ شَيْعًا وَّلَا يَهُتَدُونَ ﴾ (اقر.)

اور جبان کے کہاجاتا ہے کداللہ نے جوا تارا ہاس کی بیروی کروہ کہتے ہیں ( نہیں ) بلکہ ہم اس کی بیروی کریں

كَ بَسَ رَبَ إِنَا وَ حَدُنَا ابَآءَ نَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى اثَارِهِمُ مُّهُتَدُونَ وَ كَذَلِكَ مَآ ارْ سَلْنَا مِنُ فَوْ بَلُ فَالُوا إِنَّا عَلَى اثَارِهِمُ مُّهُتَدُونَ وَ كَذَلِكَ مَآ ارْ سَلْنَا مِنُ فَعُبَلِكَ فِي قَالُوا إِنَّا عَلَى اثَارِهِمُ مُّهُتَدُونَ وَ كَذَلِكَ مَآ ارْ سَلْنَا مِنُ فَعُرِيةٍ مِن نَّ فِي مِن نَّ فِي إِلَّا قَالَ مُتُرَفُوهَا إِنَّا وَجَدُنَا ابَآءَ نَا عَلَى اثَارِهِمُ مُعْتَدُونَ وَ فَالَ الْمَعْدَى مِمَّا وَجَدُنَا ابَآءَ نَا عَلَى الْمَا إِنَّا عِلَى اثَارِهِمُ مُعْتَدُونَ وَ فَالَ الْمَعْدَى مِمَّا وَجَدُنَا ابَآءَ نَا عَلَى الْوَا إِنَّا عِلَى الْمَارِهِمُ مُعْتَدُونَ وَ اللَّهُ وَالْمَا اللَّهُ مَا اللَّهُ مَا اللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ ال

بلکدہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک روش پر پایا ہے اور ہم ان بی کے تعش قدم پر چل کر رہنمائی پائیں گے۔
اورای طرح ہم نے اسے ویغیرتم سے پہلے کی آبادی میں کوئی ویغیر نہیں بھیجا 'کین اس کے دولت مندول نے بہی کہا
کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک روش پر پایا ہے اور ہم انہیں کے تعش قدم کے بیرہ جی ان کہوا ہے ویغیر کیا اگر چہ میں
اس روش ہے جس پر تم نے اپنے بزرگوں کو پایا زیادہ سید حارات لے کر تمبادے پاس کیوں نہ آؤں (جب بھی تم
اس روش ہے جس پر تم نے اپنے بزرگوں کو پایا زیادہ سید حارات لے کر تمبادے پاس کیوں نہ آؤں (جب بھی تم
انہیں کی پیروی کروگے) انہوں نے کہا کہ ہم تو (جو تم دے کر بھیجے گئے ہو) اس کا انکار ہی کرتے دہیں گے۔
افید کی تاری کی جب میں کہا گا اُلگہ لَا یَامُورُ

بِالْفَحُ حَشَاءِ أَتَفُولُونَ عَلَى اللهِ مَالَا تَعُلَمُونَ ﴾ (اعراف-٢٨) اورجب وه كوئى بِشرى كى بات كرتے بين تو كہتے بين كه بم نے اپني بزرگوں كواى پر پايا اور اللہ نے ہم كواى كاظم ويائ كهدوائ تَيْم كركماللد تو بشرى كى بات كا بمى تحم نيس ويتا كياتم اللہ پروہ تہت با ندھتے ہوجوتم نہيں جانے۔ ﴿ وَإِذَا قِيْسَلَ لَهُمْ تَعَالَوُ اللّٰى مَا آئْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسُبُنَا مَا وَ حَدُنَا عَلَيْهِ ابَاءَ نَا

أَوَ لَوُكَانَ ابْنَاؤُهُمُ لَا يَعْلَمُونَ شَيْقًا وَّلَا يَهْتَدُونَ ﴾ (ماءه)

اور جبان سے کہاجاتا ہے کداللہ نے جواتا راہاس کے پاس اور اس کے رسول کے پاس آؤٹو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادوں کوجس پر پایا ہے وہی ہم کو کافی ہے کیا ان کے باپ دادا کچھ نہ جانے ہوں اور نہ سید ھے رائے پر ہوں ( تب بھی وہ انہیں کی پیروی کریں گے )

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يُحَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتْبٍ مُنِيْرٍ ، وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا آنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلُ نَتَّبِعُ مَا وَحَدُ نَا عَلَيْهِ ابَاءَ نَا لَا أَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْظِنُ يَدُعُوهُمُ إلى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴾ (التمان-٢١)

کے لوگ ایسے ہیں جوعلم ہدایت اور روش کتاب کے بغیراللہ کے بارہ میں جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جوا تارا ہے اس کی چیروی کروتو کہتے ہیں بلکہ ہم ای کی چیروی کریں مے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اگر چان کوشیطان دوز خ کے عذاب ہی کی طرف کیوں نہ پکارے (تو دوای کی چیروی کریں سے)

کفارکے بیسوال وجواب خود ظاہر کرتے ہیں کدان کواپنے آبائی رسوم کوچھوڑ ناکس درجہ محال نظر آتا تھا' آپ نے بعثت کے بین برس بعد جب بت پرتی کی علانیہ فدمت شروع کی تو قریش کی عدالت میں آپ پرسب سے براجرم یہی قائم کیا گیا کہ بیرخاندانی دیوتاؤں کی تحقیر' برزرگوں کی تو ہین اور آبائی رہم ورواج کی فدمت کرتے ہیں' مکد میں جب آپ نے علی الاعلان لوگوں کواسلام کی دعوت دی اور بہت سے نیک لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہا تو قریش کے برے برے رئیسوں نے ابوطالب کے پاس جا کرآ پ کے خلاف جوالزامات قائم کئے وہ یہ تھے' اے ابوطالب! تمہارا بحقیجا ہمارے د بوتا وُں کو برا کہتا ہے' ہمارے ند ہب کی تو ہین کرتا ہے ہے ہم کو بے وقوف اور نادان کہتا ہے اور ہمارے باپ دادول کو گمراہ بتا تا ہے تو یا تو تم ان کوروکؤ یا ہم کواوراس کوچھوڑ دو کہ باہم مجھ لیس' ۔

یان کی عدالت کا پہلامطالبہ تھاابوطالب نے ان کو سمجھا بھا کرواپس کیا تو بھے دنوں کے بعدانہوں نے بھراپنا مطالبہ ان الفاظ میں پیش کیا''اے ابوطالب! تم نے اپنے بحقیج کو اب تک منع نہیں کیا اب خدا کی ہم ہم اپنے بزرگوں کی برائی'ا پی نادانی اوراپنے دیوتاؤں کی جو تیں ان سکتے' تو یا تو اس کو بازر کھواوریا ہم سے لڑئے پر آ مادہ ہوجاؤ''اس اعلان بنگ سے کام نہ چلاتو وہ تیسری دفعہ ابوطالب کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں' اے ابوطالب! ولید کا بیٹا تمارہ کیسا خوشرہ بوان ہے تم اس کو حتیٰ بنالواوراپنے بیٹیج کو تل کے لئے ہمارے حوالہ کردو کہ اس نے تمہارے اور تمہارے بزرگوں کے دین و نہ ہب کی مخالفت کی ہے بتمہاری قوم کی جماعت کو پراگندہ کیا ہے اوران کو بے دقوف اور نادان کہتا ہے' سب سے آخری دفعہ قریش کے رئیسوں نے خود آ نخضرت و کھنا کے اس کر گفتگو کی اور کہا'' اے مجد! تمہارے سواکسی قوم میں گوئی ایس اور کہا '' اے مجد! تمہارے سواکسی قوم میں گوئی ایس آخری دفعہ قریش میں ہوئی و بے دقوف اور نادان بتایا اور جماعت میں تفرقہ ڈالا ،غرض کوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں کوگائی دی جم کو بے دقوف اور نادان بتایا اور جماعت میں تفرقہ ڈالا ،غرض کوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں کی' لے گوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں گوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں گوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں گوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں گوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں گوئی ایس برائی نہتی جوتم نے ہمارے ساتھ نہیں

إ يتمام واقعات ابن اسحاق اورسيرت كى تمام كما بول مين بتفصيل مذكور بين-

ع متدرك عاكم ج اص ١٥ أكتاب الايمان

س التاب البنائزياب قال المشرك عند الموت لا الدالا الله ... <u>التاب المشرك عند الموت لا الدالا الله ...</u>

بھیجے! جوفقرہ تم کہتے ہو میں کہدکرتمہاری آئٹھیں شخنڈی کردیتا ہولیکن قریش کہیں گے کہ ابوطالب موت ہے ڈرگیا'' کے ابن اسحاق میں ہے کہ انہوں نے آ ہتہ ہے وہ فقرہ کہددیا تلے بہرحال اس واقعہ ہے جودکھا نا ہے وہ یہ ہے کہ اس حالت میں بھی مخالفین کے پاس بازر کھنے کے لئے اس سے زیادہ پرزوراور پراٹر دلیل نتھی کہ'' ابوطالب کیا آ بائی غرجب چھوڑ دو گے؟''اس سے معلوم ہوگا کہ اسلام کی اشاعت کے راستہ میں شخیل کتنا بڑا پھر تھا۔

## تو ہم پری:

عرب کی اصلاح و ہدایت کی راہ میں ایک اور عائق عرب کی تو ہم پری تھی ہر تو م میں جاہلوں کا جس طرح یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ فلال دیوتا یا فلال ہیر کے خلاف اگر زبان ہے کچھ فکلاتو فورا بلائمیں آ کرہم کو لیٹ جائمیں گی عرب میں گھر گھر سینکڑوں بت اور صنم خانے تھے دنیا کے تمام کام انہیں اصنام اور بتوں ہے متعلق سمجھے جاتے تھے مدتوں ہے یہ خیال رائخ چلا آ تا تھا کہ فلال بت کی پرستش یا خدمت گذاری میں اگر کوتا ہی کی گئی تو آ سان ہے پانی برستا بند ہوجائے گا فرزند نرینہ بیدا نہ ہوگا ، باغوں میں پھل نہ آئمیں گے ،ای بناء پر اسلام کے نام سے ان کوٹررہ آتا تھا اور پیخیل صرف ای وقت بیدانہیں ہوا تھا بلکہ ایک مدت ہے عرب میں چلا آتا تھا حضرت ہوڈی دعوت کے جواب میں شمود نے کہا:

﴿ إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَكَ بَعُضُ الِهَتِنَا بِسُوءٍ ﴾ (عود)

ہم تواس كے سوا كھاورند كہيں كے كہ ہمارے كى ديوتائے تم كوآ كے ستايا ہے۔

ابتداء میں جب آنخضرت و بھائے نبوں کے خلاف وعظ کہنا شروع کیا تو اکثر لوگوں نے (نعوذ باللہ) پاگل سمجھ لیا سے جائے جاہیت کے زمانہ کے بعض کا فراحباب ہمدردی کی راہ سے جھاڑ پھو تک کرنے آئے سے حنام بن تعلیہ آیک صحابی تھے وہ مسلمان ہو کرا ہے قبیلہ میں جب واپس گئے اور لات وعزی کی ندمت شروع کی تو تمام قبیلہ خوف سے کا نپ گیا کہ' ضام! ان کو برانہ کہؤ دیکھو کہیں تم کو برص' جنون یا جذام نہ ہوجائے' ہے حضرت زئیرہ مسلمان ہونے کے بعد بسارت سے محروم ہوگی تھیں' کھارنے کہنا شروع کیا لات وعزی نے ان کو اندھا کردیا ہے کے حضرت طفیل بن عمرودوی مسلمان ہوکر جب اپنے وطن تشریف لے گئے اوراپنی بیوی کو اسلام کی وعوت دی تو انہوں نے کہا''دیکھوڈ والشری (بت) کہیں بریاد نہ کردھے'' ہے

فتح مکہ کے بعد جبکہ دیوتاؤں کے زور وقوت کا راز افشاء ہو چکا تھا اور اکثر قبائل نے اسلام قبول کرلیا تھا تاہم

ل صحيح مسلم تناب الايمان ياب ٩-

ع ابن بشام دفات الي طالب

سے ابن کثیر زخشر ی ابن حبان ابنوی وغیرہ تمام مفسرین نے لکھا ہے۔

س. ويَحْمَوْقيراً بت مَا أَنْتَ بِنِعُمْةِ رَبِّكَ بِمُحْنُونِ وَيُمْرَمَا بِصَاحِيهِمْ مِنْ حِنْةٍ سحيم ملم باب تحقيف الصلوة والخبطة

ه مندداری کتاب الصلوة ـ

ل اسدالغابير جمه حضرت زبيرة وسيرة ابن بشام ذكر مستضعفين مسلمين.

ي اسدالغابية كرطفيل بن عمر ودوى -

لات عزی ، منات ذی الکفین مواع کے بت خانوں کووہ اپنے ہاتھ سے نہ تو ڈیکے خاص مدینہ سے رائخ الایمان مسلمان جیج گئے ، جنہوں نے اس فرض کوانجام دیا ، پجاریوں نے کوئی مزاحمت نہ کی ، وہ سجھتے تھے کہان دیوتاؤں کوکون تو ژسکتا ہے جواس گتاخی کاارادہ کرے گاوہ خود تباہ وہر باد ہوجائے گالے

تو ہم پرستوں میں کسی خرب کی صحت و بطلان کی دلیل شواہ عقلی نہیں ہیں بلکہ دنیا کے ظاہری مادی فوا کداور جانی و مالی خیر و ہرکت ہوئی ہے لیکن قوا نمین گاہ عالم میں ایک خرب پرست بھی اسی طرح آلام ومصائب میں گرفتار ہوسکتا ہے جس طرح آلک غیر مسلم عرب کے بدواوراعراب ابتداء مسلمان ہونے کی ہمت بھی کرتے تھے تو معابیة وقع بھی کرلیتے سے سے محفوظ ہیں اس بناء پراگر بھی ان کی اس تو قع کوصد مہ پہنچتا تو وفعتہ وہ میزازل ہوجاتے تھے تھے بخاری کتاب النفیر ہیں ہے۔ کے میزازل ہوجاتے تھے تھے بخاری کتاب النفیر ہیں ہے۔ کے

﴾ كان الرحل قد م المدينة فان ولد ت امراته غلاما و نتحت خيله قال هذا دين صالح و ان لم ثلد امراته ولم تنتج خيله قال هذا دين سوء ﴾

بابر کا جو محض مسلمان ہوکر مدینہ آتا تھا اس کی بیرحالت تھی کہ اگر اس کی بیوی لڑ کا جنتی اور اس کی محمور ی بچید تی تو وہ

کہتا کدیدنہایت معدہ ند ہب ہے اگرالیانہ ہوتا تو کہتا پرنہایت براند ہب ہے۔

قرآن مجيدى ية يت اى قتم كيلوكول كى شان مين نازل مولى ك

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنَ يُعُبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرُفٍ قَالُ أَصَابَهُ خَيْرُ . اطْمَأَذٌ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتُهُ فِتُنَّةُ " الْقَلَبَ عَلَى وَجُهِهِ ﴾ (ج.٢٠) ع

اوربعض آوگ وہ میں جوخدا کی بندگی کنارہ کھڑے ہوکر کرتے ہیں (بیعنی دل نے نہیں کرتے ) اگران کو فائدہ پہنچا تو ان کواطمینان ہو جاتا ہے کیکن اگر جتلائے مصیبت ہوئے تو فورار و برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

ہجرت کے بعد جب مسلمان مدینہ آئے تو اتفاق ہے ایک عرصہ تک کی مسلمان گھرانے میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا تو دعمی اس واقعہ کو اپنی بددعاؤں کا نتیجہ بجھتے تھے اور خوش ہوتے تھے آخر تچھ مہینے کے بعد عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو مسلمان ہے انتہا سرورہوئے ہے سوءا تفاق رید کہ اول اول جولوگ مدینہ میں آتے تھے ان کو وہاں کی آب وہواراس نہیں آتی تھی ابتدائے ہجرت میں حضرت الویکر "وحضرت بلال "آئے تو سخت بیار ہوگئے کے حضرت طفیل بن عمرو "نے جب آئی تھی ابتدائے ہجرت میں حضرت الویکر "وحضرت بلال "آئے تو سخت بیار ہوگئے کے حضرت طفیل بن عمرو "نے جب مدید کو ہجرت کی تو ان کو بھی مدینہ کی آب وہوا تا موافق ہوئی کے اگر چیلصین ارباب نہم پراس تھم کی عارضی تا کواریوں کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا تھا تا ہم عام لوگ جن کی وہم پری فطرت تا نیہ ہوگئی وہ اس تھم کے اتفاقی واقعات سے بے حدمتا را

ابن سعد وطبري ذكراهنام -

ع تغییر سوره نج جلد ثانی ص ۱۹۹۳\_

المستح بخارى تغيير موروع -

س متدرک عاکم ج ۳ واصابه دَ کرعبدالله بن زبیر-

ه متدرك حاكم ج ١٠واصا بعبدالله بن زبير-

ع معلى الله المرضى وباب مقدم النبي الم المدينه. على المدينه

عي معيم ملم مناب الايمان-

ہوتے تھے چنانچہ جب عمل و طرینہ کے چندلوگوں نے مدینہ میں آ کراسلام قبول کیااور آب و ہوا کی ناموافقت کے سبب سے بیار ہو گئے اور آ مخضرت و کھنے نہدیلی آب و ہوا کی غرض سے ان کواونوں کی چراگاہ میں بھیج دیا تو گووہ میج ہوگئے تاہم مرتد ہو گئے تاہم مرتد ہو گئے کے ای طرح ایک بدوئے آ کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی الیکن سوءا تفاق ہے دوسرے دن بخار میں مبتلا ہوا تو اپنی بیعت تو زنی جا بی آپ نے تین بارضح فر مایا لیکن اس نے اصرار ہے آخر بیعت فنے کردی اور فر مایا: کے

﴿ المد ينة كالكير تنفى حبثها و تنصع طيبها ﴾ مدينة ك كى بعثى ب جوميل كوالك كرديتا ب اور هيقى جو بركوفالص كرديتا ب ـ انجى اسباب كى بناء پرة تخضرت والكاف ندينه كے متعلق بيد عافر مائى ـ

﴿ اللَّهِ م حبب الينا المدينة كحبها مكة اواشد، اللَّهُمُّ وصححها وبارك لنا في مدها وصاعها وانقل حماها فاجعلها بالححفة ﴾ ٢

خداوند! مکدی طرح بیاس سے زیادہ ہمارے لئے مدینہ کومجبوب بنادے اس کو امراض سے سیج کردے اس کے بنانے میں برکت دے اوراس کے بخار کو چھہ میں تنتقل کردے۔

# قبائل کی خانه جنگیاں:

اسلام کی اشاعت کا ایک بردا مانع عرب کی باہمی خانہ جنگیاں تھیں جوعرب کے خصائص تو ی کاعضر اعظم بن گئی تھیں نے خانہ جنگیاں ہزاروں برس سے چلی آتی تھیں اور ان کی وجہ سے قبائل میں ایسے متمر اور ٹابت الاساس انقا می جذبات پیدا ہو گئے تھے جن کا مُنا قریبا محال تھا انہی لڑا ئیوں نے ٹار (انقام خون) کی رہم پیدا کروی تھی جس کا ذکر او پر گذر چکا ہے اور بیر ہم ایسی مخت اور شدید الاثر تھی کہا کے خون کے لئے قبیلہ کا قبیلہ مث جا تا تھا ہزاروں برس کے خون تو می فرض کی طرح باتی چا تھا ہزاروں برس کے خون تو می فرض کی طرح باتی چلے آتے تھے جو درج رجم رجم نے تھے اور بچہ بچہ کی زبان پر ہموتے تھے جو بچہ پیدا ہوتا تھا وہ وہ وش سنجا لئے کے وقت سب سے پہلے ٹار کا لفظ سنتا تھا یعنی خاندان میں فلاں مختص آتی گیا ہے اور اس کے خون کا انتقام اب تک باتی ہے اور اس کے خون کا انتقام اب تک باتی ہے اس لئے بچہ بچہ کا نصب العین ابتدا ئے زندگی سے بہی ٹار ہوتا تھا۔

اس بناء پرایک مخض یا ایک خاندان جس خلوص اور عقیدت مندی کے ساتھ اسلام کی طرف جھکٹا تھا معاً ای زور اور قوت کے ساتھ دوسرافریق اسلام کی مخالفت اور اس سے سرکشی پر آ مادو ہوجا تا تھا مکہ میں اسلام کی مخالفت کا صرف یہی راز تھا کہ خدانے نبوت کے لئے ہاشم کا گھرانا چن لیا تھا بنوا میہ کی مخالفت اس کے لیے لامحالہ ہونی تھی۔

مدینہ میں اوس وخزرج دو قبیلے تھے اسلام سے پہلے دونوں لڑلڑ کرتھک گئے تھے اسلام کی آ واز آئی تو گودونوں نے ایک ساتھ لبیک کہا، تا ہم قبیلہ اوس کا ایک ایک فر داگر ہمہ تن اخلاص و جوش تھا تو خزرج میں جسیوں منافق تھے انتہا یہ

ل معج بخاري كتاب المحاريين \_

ع بخارى ج اص ٢٥٣ كتاب الح قضائل مدينه وباب اعتصام السلة

ع مناري مقدم النبي الله يقيد

ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہجرت سے پہلے دونوں قبیلوں کی نماز کی امامت کے لئے باہر سے ایک تیسر سے قبیلہ کا آ دمی بلوایا گیا تھا کہ خدا کے سامنے بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے کھڑ ہے ہونے سے عارتھا۔ ل

خزاعداور بنو بكر باہم شديد دخمن تصاوران ميں باہم پرانی عداوت چلی آتی تھی مديندآنے كے بعد آنخضرت بھی ان کوسلے كا پيام اور اسلام كی دعوت دى خزاعد نے اسلام كی دعوت قبول كی اس كالازى نتیجہ بيہ ہوا كہ بنو بكر قريش كے حليف بن گئے۔

خوب غور کرد که انصاراسلام لا کر ہمہ تن نیکو کاری اور پا کیز ہفتی کے پیکر بن محے لیکن ٹار کے جذبات کس طرح آسانی ہے دفعتۂ مشتعل ہوجاتے تھے ایک موقع پر ایک بیبودی نے جنگ بعاث کا تذکرہ چھیڑ دیا تو انصار کے دونوں قبیلوں (اوس اور خزرج) کی تکواریں میان ہے نکل آئیں تے اور بری مشکل ہے آنخضرت و تھی نے ان کے جوش کو فروکیا۔

حضرت عائشہ "کے واقعہ افک میں جب آنخضرت والا نے منبر پر کھڑے ہوکراس کی شکایت کی اور حضرت سعد بن معاد "نے کہا یارسول اللہ والا اللہ وہ تہت لگانے والا ہمارے قبیلہ کا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں اگر ہمارے قبیلہ کا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں اگر ہمارے بھائی خزرج کے رئیس تھے ہمارے بھائی خزرج کے وقبیلہ خزرج کے رئیس تھے دفعتہ کھڑے ہوگئے اور کہا۔

﴿ كَذَبِتَ لِعِمْ الله لا تَقْتُلُهُ ولا تَقَدْ رَعَلَى قَتُلُهُ ولُو كَانَ مِنْ رَهِطَكُ مِا احبِبَ انَ يَقْتَل ﴾ تلك خدا كَ تَتُمْ تُوجِعُونُ كَبَتَا ہِ وَ تُوَاسَ كُوْلَ نَهُ كُرِسَكُما ہِ اوروہ فَخْصَ اگر تیرے قبیلہ كا ہوتا تواس كافل كیا جا تا پہند نه كرتا۔

اس پراوس اورخزرج دونوں قبیلہ کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ، یہاں تک کہ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے چنانچیجے بخاری حدیث افک میں ہے۔

على فشار الحيان الاوس و المحزرج حتى ان يقتتلوا و رسول الله قائم على العنبر ﴾ پس دونوں قبيلياوس اورفزرج مشتعل ہو گئے يہاں تک گددونوں گشت وخون پرآ مادہ ہو گئے اورآ تخضرت ﷺ اس وقت منبر پر کھڑے تھے۔

ایک بارمحلم بن جنامہ لیٹی نے عہد اسلام میں قبیلہ الجمع کے ایک مخص کولل کر ڈالا آ تخضرت وہ کا کے سامنے مقدمہ پیش ہوا ، قبائل کے تعلقات کی بناء پر عیبنہ نے مقتول اور اقرع بن حابس نے قاتل کی طرف ہے وکالت کی اور بات بڑھی اور بخت شور وشغب ہوا تو آپ نے عیبنہ سے فرمایا ''ویت کیوں نہیں قبول کر لیتے'' اس نے کہا''خدا کی فتم اس وقت تک دیت نہول کروں گا جب تک اس کی ہویوں کو اس قدر نہ ستالوں جس قدر اس نے ہماری ہویوں کو ستایا ہے'' اس پر شور وغل ہوا۔ آپ نے چر بھی الفاظ وہرائے اور عیبنہ نے وہی پہلا جواب دیا چونکہ بیا اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا اور تی

ل ابن بشام ذکر بیت عقبه

ع اصابه ج المطبوع معرص ٨٨ جعم صغير طبراني مين بعي ايك اوراي متم كاوا قعد مذكور بـ

ع محمح بخاری کتاب المغازی باب عدیث الاقک۔

کایہ پہلامقدمہ تھا جوآ تخضرت وہ گاکی خدمت میں پیش ہوا تھا اس لئے قبیلہ بولیٹ کے ایک فخض نے جوسلح کھڑا تھا کہا کہ ابتدائے اسلام میں اس واقعہ کی مثال بکری کے اس رپوڑ کی ہے کہ اس کے پہلے حصہ کو تیر مارا گیا تو دوسرابدک کے بھاگ گیا ، یعنی اگر قاتل کے موافق فیصلہ کیا گیا تو لوگ جمعیں کے کہ اسلام قصاص کو دیت سے بدل دینا چاہتا ہے اور چونکہ دلوں میں اب تک انتقام کے جذبات تازہ ہیں اور لوگ دیت لینا پندئیس کرتے ، اس لئے ان کو اسلام کے قبول کرنے میں تال ہوگا کین آئے خضرت وہ کا چونکہ سفر میں متھاس لئے دیت میں • ۵ اونٹ اس وقت دیئے اور مدینہ کئے گئے کہ

الل عرب میں بیجذباس قدرتر قی کر گیاتھا کہ گوآپ نے فتح مکہ میں امن عام کی منادی کردی اور مکوارکومیان میں کر لینے کا تھم دیا تا ہم انقام کا جوش اب تک تازہ تھا۔

قبیلہ بذیل کا ایک مخص اسلام لانے کی غرض ہے آنخضرت وہنگا کی خدمت میں جارہا تھا۔ اس نے زمانہ جا ہلیت میں قبیلہ بذیل کا ایک مخص اسلام لانے کی غرض ہے آنخضرت وہنگا کی خدمت میں جارہا تھا۔ اس نے زمانہ جا ہلیت میں قبیلہ خزاعہ کا کوئی جرم کیا تھا وہ لوگ انتقام کے لئے اس کوؤھونڈ رہے تھے سوءا تھا تی ہوں اور میں لی گیااوران لوگوں نے اس کوؤورا آئل کردیا کہ اگر بارگاہ نبوت میں وہ پہنچ گیا تو پھراس کا موقع ہاتھ نہ آئے گا آپ کواس واقعہ کی خبر ہوئی تو سخت برہم ہوئے ان لوگوں نے حضرت عمر مصرت ابو بکر، حضرت علی رضی اللہ عنہم سے سفارش کی درخواست کی آئے ضرت اور سکے الفاظ ہیہ تھے:

"خدانے مکہ کودارالحرام بنایا ہے آ دمیوں نے نہیں بنایا ہے خدانے کل چند کھنٹوں کے لئے اس کومیرے لئے حلال کردیا تفالیکن آج اس کی قدیم حرمت دوبارہ لوٹ آئی ہے اور خدا کے سب سے نافر مان بندے تین آدمی ہیں ایک وہ جس نے حدود حرم میں کمی کوئل کیا دوسراوہ جس نے اپنے قائل کے سواکسی دوسر سے فیض کو مارڈ الا تیسراوہ جس نے زمانہ جا بلیت کا انتقام لیا متم نے جس فیض کوئل کرڈ الا ہے میں اس کی دیت دوں گا"
چنانچہ آپ نے اس کی دیت علی ادافر مائی۔

بنونظبہ کے ایک آدمی نے جالمیت میں اوس وخزرج کے ایک آدمی کونل کردیا تھا 'بنونظبہ اسلام لاکر جب مدینہ آئے تو آنخضرت کی خطبہ وے رہے تھے ایک انصاری ہے اختیار چلاا شھے کہ یارسول اللہ کی بیارے مجرم ہیں ان سے قصاص دلوائے 'آنخضرت کی نے ہاتھ اٹھا کرفر مایا ہوا لا لا بحنی و الد علی ولدہ کی سے یعنی لڑکے کے جرم کا بدلہ باپ سے نہیں لیا جائے گا۔

ان واقعات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ٹار کا جذبہ کس طرح رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا اور اس جذبہ کا مشتعل ہوجا ناکس قدر آسان ہوتا تھا۔

خانہ جنگیوں پرختم نہیں کوں بھی تمام قبائل رقیب اور حریف مقابل تھے دومختلف قبیلوں کے آ ومیوں میں کسی ذاتی

ا بوداؤ دجله عن ۵۵ کتاب الدیات.

ع مندامام احمد بن عنبل جلد مهم اس

ی دارقطنی جهاس ۲۰۸\_

معاملہ پر بھی نزاع ہوجاتی تھی اوران میں کوئی اپنے قبیلہ کا نام پکارتا تھا تو تو می جنگ کا سامان ہوجاتا تھا'ایک دفعہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھیٹر مارد یا انصاری نے بالسلائے مسار (انصاری دہائی) پکارا' مہاجر نے بھی بسالہ مہا حرین (مہاجرین کی دہائی) کانعرہ مارا' آنخضرت وہیں کو جرہوئی آپ نے نکل کرفر مایا کہ'' یہ کیا جہالت کی پکارے'''

﴿ مابال دعوى الحاهلية ﴾

یہ کیا جہالت کا دعویٰ ہے۔

اوراس کے قبول کرنے کے لئے ہرطرح آ مادہ تھے لیکن ایک عائزت وہ این سے جب تک وہ اپناا نقام نہ لے لیتے ان کواسلام اوراس کے قبول کرنے کے لئے ہرطرح آ مادہ تھے لیکن ایک عائق تھا جواس راہ میں حائل تھا یعنی '' ٹار'' وہ جانتے تھے کہ اسلام لاکراس خاندانی فرض کے اداکرنے کی ان کواجازت نہیں مل عمق ، ابن مندہ نے ان کے حال میں لکھا ہے:

> ع و کان له ثار فی الحاهلیة و کره ان یسلم حتی یا حذه ﴾ ان کا نقام زمانه جا ملیت میں یاقی رو گیا تفاجب تک دونه لے لیس ،انہوں نے مسلمان ہوتا پسندنہ کیا۔

ای طرح عمروبن مالک مجسب آنخضرت و این کا خدمت میں اسلام لاکرا پے قبیلہ میں واپس مسے اور اسلام کی وعوت دی تو قبیلہ والوں نے کہا ، بیوعیل پر ہمارا ٹار (انقام) باقی ہے وہ لے لیں تو اسلام لائیں چنانچے انہوں نے اس وقت بنوعیل پر جومسلمان ہو چکے تھے تملہ کیااوراس فرض سے سبکدوش ہوئے لے

#### سياى مشكلات:

جہالت وحشت پابندی رسوم آبائی اڑو فیر و و فیر و ان میں سے ایک چیز بھی مانع اصلاح تہ ہوتی تا ہم صرف

ہیا کا اسباب ایسے جمع سے کے قریش یادیگر قبائل عرب بھی اسلام کے آگے سرنہیں جوکا سے تھے کہ میں و و فا ندان برابر کے

رقیب سے امیداور ہاشم اور آنخور میں ہوگا گئی بعثت سے پہلے امید کا بلہ ترجی علائیہ گرال ہو چکا تھا آآخفر میں و فیگائے نے

جب نبوت کا اظہار کیا تو سب سے پہلے امید کے فا ندان نے سرکٹی کی اور فتح کہ مکنک ہی فا نمان تھا جو تمام لڑا یُوں اور

معرکہ آرائیوں کا علم بردار تھا ، بنوامیہ کے بعد اور دوسر سے جو فا ندان بھی سے وہ بھی جو حرم کے مناصب دہ گائے (رفادہ

وغیرہ) کے ممتاز حصد وار سے ان میں سے ہرایک دیکھ دہا تھا کہ اس جدیدا تھا ب میں ان فوا کدا درافتد ارکا بالکل فاتھ ہے

ابوجہل سے جب ایک شخص نے کہا کہ 'محمد کی دعوت اسلام کی نبغت تمہاری کیا رائے ہے' اتو اس نے صاف کہا کہ 'میں کیا

ابوجہل سے جب ایک شخص نے کہا کہ 'محمد کی دعوت اسلام کی نبغت تمہاری کیا رائے ہے' اتو اس نے صاف کہا کہ 'میں کیا

ابوجہل سے دعوتیں دین انہوں نے خون بہا دیے ہم نے بھی خون بہا دیے انہوں نے زریا شیاں کیس ہم نے بھی کین بیاد سے انہوں نے ذریا شیاں کیس ہم نے بھی کین بیاد سے انہوں نے زریا شیاں کیس ہم نے بھی کین بھی ہوا کہ ہمارے خواندان میں نبوت اور آسان سے ہم دونوں دوش بدوش ہو تھے تھے کہ دفعت ان کی طرف سے بیدو کی چی جم پر ایمان نہیں لا کے '' کیال جب انصار کے ہاتھ وی بھی آگئ اب ہم کہاں تک برداشت کریں خوا کی متم ہم بھی مجمہ پر ایمان نہیں لا کے '' کیال جہل جب انصار کے ہاتھ

ے آل ہوا تو اس نے مرتے وقت حسرت ہے کہا کہ کاش جھے وکاشتکاروں کے ہوا کسی اور تو م نے آل کیا ہوتا۔ یا
خوب غورے ویکھو بدر'احد' حمراءالاسد'احز اب وغیرہ تمام لڑا ئیوں میں یہی اموی عضرتھا جو کام کرتا تھا' قریش
کے قبیلہ سے باہر جو ہڑے ہڑے قبیلے تھے' مثلاً غطفان اور اسد وغیرہ وہ یا اہل مکہ بی کے خاندان کی کوئی شاخ تھی یا قریش
کے حلیف وہم عہد تھے خیبر میں یہود تھے جو تو م کے لحاظ ہے قریش ہے الگ تھے لیکن عرب تجارتی حیثیت ہے تمام ترائمی
یہودیوں کے زیر بار تھے انہی سے قرض وام لیتے تھے'انہی کے ہاں مال ومتاع رئین رکھتے تھے کے خیبراور غطفان ایک
مدت دراز سے باہم حلیف تھے اس طرح مکہ سے لے کرخیبراور نجد تک تمام عرب ایک سلسلہ اتحادیش مربوط تھا۔

کعبہ تم عرب میں قبلہ گاہ اعظم تھا' ہرسال تمام ملک جج کرنے کے گئ آتا تھا اور آستانہ کعبہ پرسر جھکا تا تھا'
کعبہ کے بجاور معمولی پنڈوے نہ تھے بلکہ خیمہ وخرگاہ 'تیج و پر جاہ چھم غرض ریاست وابارت کے تمام ترسر وسامان رکھتے تھے'
اس لئے تمام عرب میں ان کی شہنشا تی قائم تھی بھی بات ہے کہ جب تک مکہ فتح نہ بوااسلام چین سے تبیس بیشہ کا لیکن اسلام کی مخالفت صرف قریش کی متابعت پر محدود نہ تھی بلکہ بڑا سب بیتھا کہ اسلام سے خاص قریش کو جونقصان پہنچ سکتا تھا اسلام کی مخالفت صرف قریش کی متابعت پر محدود نہ تھی بلکہ بڑا سب بیتھا کہ اسلام سے خاص قریش کو جونق ان پہنچ سے اور ہر قبیلہ کا ما ما ملک میں قبائل کو پہنچتا تھا، عرب کا ملکی نظام بیتھا کہ تمام ملک میں قبائل چھیلے ہوئے تھے اور ہر قبیلہ کا کہتے تھا اس کے علاوہ غزائم میں سے جو عورت یا اور کوئی عمدہ چیز اس کو پہند آجاتی تھی اس کو چھانٹ لیتا تھا اس کا نام صفی تھا، بیا گویا چھوٹی حکومتیں تھیں' جو تمام ملک میں چھیلی ہوئی تھیں بید ریاست خاندانی اصول پر چلتی تھی باپ کے مرنے کے بعد بیٹا مرکس مختب ہوتا تھا قبیلہ کے تمام معاملات ذاتی نزامیس قصاص یا خون بہا کے فیصلے سب رئیس کے ہاتھ میں فیصل ہوتے تھے بیرو کرا ماء عام قوم سے بہت سے حقوق میں متاز ہوتے تھے۔

قبائل میں بھی امتیاز مراتب تھا کہ جوقبائل زیادہ شریف مانے جاتے تھان میں سے ایک آدی کو اگر کوئی دوسرا قبیلہ کے دوخون کے برابر سمجھا جاتا تھا اوراس لئے ایک کے بدلہ میں دو کوئل کرتے تھے۔ بیا متیاز اور فرق مراتب اس صد تک بیٹنی گیا تھا کہ جب غزوہ بعد میں قریش کی فوج سے عقب وشیبہ میدان میں آئے اور مبارز طلب ہوئے اور انصار ان کے مقابلہ کو نگلے تو عقب نے اس بناء پراس کے مقابلہ سے انکار کردیا کہ قریش اور انصار کا جوڑ نہیں۔

حضرت عمر "كے زمانہ ميں جبلہ بن الا پہم خاندان عنسان كا خير فرمانر دااسلام لا يا اور مكه ميں آيا يك ون طواف ميں اس كى چا در كى فخض كے پاؤں كے بيجے آگئ جبلہ نے اس كى گال پرتھپئر تھپنج مارااس نے بھی برابر كا جواب ديا جبلہ نے حضرت عمر "كے پاس جاكر شكايت كى حضرت عمر" نے واقعہ من كركہا اس كاكيا قصورتم نے جوكيا اس كى جزا پائى اجبلہ نے كہا يہ ميرار تبدہ كدكوئى مجھ پر ہاتھ اٹھا تا تو قتل كرويا جاتا ، حضرت عمر" نے كہا كہ ہاں زمانہ جا ہلیت ميں يہى قاعد و تھا ليكن اسلام نے اس كا خاتمہ كرديا جبلہ نے كہا جو فد ہب شرفا ء كو ذليل كرديتا ہے ميں اس سے باز آتا ہوں۔ يہ كہ كر چورى سے اسلام نے اس كا خاتمہ كرديا جبلہ نے كہا جو فد ہب شرفا ء كو ذليل كرديتا ہے ميں اس سے باز آتا ہوں۔ يہ كہ كر چورى سے

ل ابن ہشام حصداول ص ۱۰ امطبوء مصرفیع اوّل۔

م طبری واقعه خیبر۔

روم چلا گیااور عیسائی ہو گیا۔

عرب کا ہررئیس قبیلہ درحقیقت جبلہ تھا اور اسلام قبول کرنے کے وقت اس کو یہی منظر نظر آتا تھا'اسلام ان تمام واقعات اورخصوصیات کومٹا تا تھا اس کے دربار میں شاہ وگدا' رئیس وعامی' شریف وحقیر کا ایک ہی درجہ تھا اس لئے عرب میں تمام روسائے قبائل کوصاف نظر آتا تھا کہ اسلام کا پھیلنا ان کے ہرتئم کے فخر وانتمیاز کا مث جانا ہے۔

عرب میں ایک دوسری حریف طاقت یہود یوں کی تھی جو تجازے لے کرشام کے دروازوں تک پھیلے تھے ان اور میں برے بڑے مضبوط قلعے تھے فن جنگ ہو اقت تھے سامان واسلحہ وافرر کھتے تھے دولت کی بہتات تھی باغوں اور مینوں پران کا قیضہ تھا، عرب کے تمام مادی ذرائع معاش کے وہ تہا اجارہ دار تھے پھراسلام آیا تو اس طرح کہ اس نے مجدد یوں کی ایک ایک برائی کو طشت ازبام کیا اوران کے غربی وقار کے کھو کھلے پن کوعلی الاعلان ظاہر کیا اس لئے آئیس صاف نظر آتا تھا کہ بینی طاقت ملک میں جڑ پکڑ کران کو تخ و بنیاد ہے اکھاڑو ہے گی چنا نجے بنی قریظ، نی نصیر بڑی نو بنیاد ہے اکھاڑو ہے گی جنا نجے بنی قریظ، نی نصیر بڑی نویقا کا اور پیٹر بڑی نورگ تھا وہ کی القری وغیرہ کے بہودی زمیندار سوداگر مہا جن اور قلعہ شین دل ہے چاہتے تھے کہ اس قرت کے کی کھر کر ان کو تخ و بنیاد ہے اکھاڑو ہے گئے بنی اور تا کھر کے خور کے کہ تھا بلہ میں اہل شرک کا ساتھ دے کر خند تی وہ سے کہا کہ ان کی طرح انجر نے نہ دیں اور آخرا انیاں چش آئے کی اور دین تو حدید کے مقابلہ میں اہل شرک کا ساتھ دے کہ خور سے محلفان کے معرب کے مختلف قبیلوں اور سرحدی صوبوں پر ایران وروم کی سلطنت کی وہ اور کی تو بھر کی تصرف کی ایک میں ایک تو کہا تھا کہا ہیں اور جنبش پر نظر رکھتی تھیں اس کے اس ملک میں آئی بڑی عظیم الشان تح کے کا قوت پکڑ نمان کو کسی طرح کے بین پر ایران کے اس ملک میں آئی بڑی عظیم الشان تح کے کا قوت پکڑ نمان کو کسی طرح کے بیند نہ آسان کو جب احساس ہوا تو انہوں نے اس کی دارہ کیرکر فی چاہ تیاری تی کردی تھی جس کے ایران میں کو دی آخری کو کی کو کو کہا ہوں نے جاس کی دارہ کیرکر فی چاہ کہا تھا۔ کا تو اس کے تو اسلام کی قوت کا ان کو کی کو کر کر جارے سامنے حاضر کر داور قیمر نے تو کھلم کھلا حملہ کی تیاری تی کردی تھی جس کے ایران نے اس ملک میں اور کیا دیاں نے اس ملک میں اخترائے کے بعد اسلام کو ان دوئوں بھی کر کر فی چاری کو کر کر تا ہونا پڑا۔ گو کو کر کو خور کو کو کر کو کر کو کو کو کو کو کر کر تھی کی کو کو کر کو کو کر کر تھی کو کر کر تو کو کر کر تو کی کو کر کر کو کو کر کر تو کر کر کو کو کر کر تو کر کی کو کر کر کر تو کر کر کو کو کر کر کر کو کر کر کر کو کر کر کو کو کر کر کر کو کر کر کو کر کر کر کو کر کر کو کر کر کو کر کر کو کر کر کر کو کر کر کو کر کر کر کو کر کر کر کر کر کر کو کر کر کر کو

#### ذربعه مُعاش:

اسلام لانے کا آیک بڑا مائع بیتھا کہ عرب کا ذریعی معاش عموماً قاطوں پر تملد آوری اور سلب اموال اور دہزنی تھا او پر ہم امالی قالی نے قال کر آئے ہیں کہ عرب کا ذریعی معاش عارت گری تھا اور چونکہ بچ کے جار مہیئے تک جنگ و غارت سے بازر ہے ہیں ان کے ذرائع معاش مسدود ہوجاتے ہے اس ضرورت سے وہ ج کے مہینوں کو ادل بدل کر لیا کرتے ہے۔
اندرونی عرب تمام تر دشت وصح ا اور بالکل ویرانہ ہے زراعت یا تجارت کی کوئی صورت نہیں باوجوداس کے اندرونی عرب تمام تر دشت وصح ا اور بالکل ویرانہ ہے زراعت یا تجارت کی کوئی صورت نہیں باوجوداس کے لاکھوں نفوس آباد ہیں اس لئے ان کوغارت گری کرنی پڑتی اور امتداوز ماند سے بیعادت ان میں رائخ ہوگی تھی رفتہ رفتہ شکل رہزنی اور سرقہ تمام ملک میں چھیل گیا تھا ، یہاں تک کہ بڑے بڑے اور ور شعراء چوراور داہر ن ہوتے تھے۔
اکٹر بڑے بڑے جتے اس لئے قائم ہوتے تھے کہ بخارے جو ملک میں پھر کرغلہ کی تجارت کرتے تھا ان کو اوٹ لیا کریں آئے خضرت وقت کے دومۃ الجند ل پر جو سریہ جھیجا تھا ای کے انسداد کی غرض سے بھیجا تھا دومۃ الجند ل بد یہ بیا کریں آئے خضرت وقت کے دومۃ الجند ل پر جو سریہ جھیجا تھا ای کے انسداد کی غرض سے بھیجا تھا دومۃ الجند ل بد یہ بیا کہ کہ انسداد کی غرض سے بھیجا تھا دومۃ الجند ل بد یہ بیا

منورہ سے پندرہ منزل کے فاصلہ پر ہے تاہم بیلوگ اس قدر فاصلہ سے خود مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تدبیر کررہے تھے کہ آ پ کوخبر ہوگئی اور حفظ ما تقدم کے لئے خود وہاں تک گئے اور چندروز قیام کر کے ان اطراف کا بند و بست کیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ "نے اسلام لانے سے پہلے چند مخصوں کو قبل کر کے ان کا مال چھین لیا تھا 'چنانچہ جب اسلام لائے اوراس واقعہ کا ظہار کر کے لوٹ کا مال بھی آنخضرت وقبلاً کی خدمت میں چیش کیا تو آپ نے فرمایا۔

﴿ اما الاسلام فاقبل واما المال فلست منه في شنى ﴾ اسلام تويس في شنى ﴾ اسلام تويس نے تبول كياليكن مال على جھۇكى تىم كاواسطىنېس ـ

ایک نکتہ یہاں خاص طور سے کحاظ کے قابل ہے حدیثوں میں جویہ وارد ہے کہ آنخضرت وہ کا اکثر بیعت اسلام کے وقت جن باتوں کا اقرار لیتے تھے ان میں ایک بید بھی ہوتا تھا کہ ''چوری نہ کریں گے''اس کی بہی وجتھی کہ ان جرائم کا رواج تھا ور نہ آج اس کی بہی وجتھی کہ ان جرائم کا رواج تھا ور نہ آج اگر شرفاء سے بیعت کے وقت بیا قرار لیا جائے تو لوگوں کو تجب ہوگا کہ یہ بیعت لینے کی کیا چیز ہے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ان تمام جرائم سے تو بہ کرنا ہوتا تھا اس لئے عرب کو اسلام قبول کرتے وقت بینظر آتا تھا کہ وہ تمام ذرائع معاش سے مجبور ہوجاتے ہیں وہ قافلوں پر حملہ نہیں کر کتے 'کہیں ڈاکٹ نہیں ڈال بھے' کسی کا مال نہیں چھین سکتے تو اب ان کے لئے کیا باتی رہ جاتا ہے۔

قریش خودر ہزن اور غارت گرنہ تھے وہ شہر کی متمدن زندگی بسر کرتے تھے۔ تاہم دیگر اسباب کے ساتھ ان کے اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ میہ بھی تھی کہ قبول اسلام کا اثر ان کے وسائل معاش پر بھی پڑسکتا تھا 'قریش کا ذریعہ معاش صرف ان تجارتی تعلقات تک محدود تھا جو انہوں نے باضا بطرطور پر دوسرے قبائل اور ممالک سے قائم کر لئے تھے اور یہ تمام قبائل اور ممالک سے قائم کر لئے تھے اور یہ تمام قبائل اور ممالک نہ بھی حیثیت سے اسلام کے وشمن اور حریف اور مقابل تھے اس بناء پر قریش کوخوف تھا کہ اگروہ اسلام کے حلقہ میں واخل ہوجا کیں گئے یہ تھے اور قبائی تعلقات منقطع ہوجا کیں گئے جنانچے علامہ ابن تیمیہ الجواب الصحح کے حلقہ میں واخل ہوجا کیں گئے ہونے تھے تیں۔

و آل الشافعي كانت قريش تنتاب الشام انتياباً كثيرا وكان كثير من معائشها منه و آتى العراق فيقال لما دخلت في الاسلام ذكرت للنبي يُلط حوفها من انقطاع معائشها بالتحارة من الشام والعراق اذا فارقت الكفر و دخلت في الاسلام وخلاف ملك الشام والعراق لاهل الاسلام فقال النبي صلى الله عليه وسلم اذا هلك كسرى بعده فلم يبق بارض العراق كسرى يثبت له امر بعده وقال اذا هلك قيصر فلا قيصر فاحابهم على ماقالوا

امام شافعی کا بیان ہے کہ قریش شام میں اکٹر تجارتی حیثیت ہے آ مدور فت رکھتے تھے اور ان کی معاش کا تعلق زیاد و ترای سے تھا اور اس غرض ہے وہ عراق میں بھی آتے جاتے تھے تو کہا جاتا ہے کہ جب قریش کے لوگ اسلام لائے تو آنخضرت میں ہے ان ذرائع معاش کے منقطع ہوجانے کا خوف فلا ہر کیا اور شام وعراق کے بادشا ہوں کی اس مخالفت کا ذکر کیا جو ان کو اہل اسلام کے ساتھ تھی اس پر آپ نے فرمایا کہ جب کسری ہلاک ہوجائے تو پھراس کے بعد دوسرا کسر کی ندہوگا چنانچیئراق ہے کسر کی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیااور آپ نے فر مایا جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو پھر دوسرے قیصر کا وجود ندہوگا چنانچیارض شام میں پھر کوئی قیصر ندہوا بھس کی وہاں حکومت ہواس لحاظ ہے آنخضرت ﷺ نے بیجواب ان کے بیان کے موافق ویا ہے۔

#### رفع شك:

اس موقع پرایک فلطی کا ذکر کرنا ضرور ہے جو عام طور پر یورپ میں پھیلی ہوئی ہے اہل مغرب کا خیال ہے کہ اسلام کی اشاعت کی وجہ زیادہ تربیہ ہوئی کہ اس میں عرب کی ہرتنم کے خواہش ہائے نفسانی کے پورے کرنے کا سامان موجود تھا عرب جنگ و جدل اور لوٹ مار کے شائق تھے اسلام نے انہی چیزوں کو جہاد وغیمت کی صورت میں بدل ویا محرب بخت نفس پرست تھے اسلام نے چار ہو یوں اور غیرمحدود لونڈیوں کی اجازت دے دی اہل عرب زاہدانہ زندگی سے بالکل آشانہ تھے اسلام نے بھی رہانیت کی تحقیر کی اب کیا چیز تھی جوالی عرب کو اسلام ہے روک علی تھی ۔

ہر قوم پرجو چیز سب سے زیادہ گئی کے ساتھ حکمران ہوتی ہے وہ قدیم عادات اور رسوم اور خیالات ہیں آج پورپ علوم وفنون اور آزادی خیال میں اس حد تک ترقی کر گیا ہے 'گئین جو بے ہودہ تعجب انگیز رسمیں پہلے قائم تھیں اب بھی قائم ہیں ، یا تو تعود کی وجہ سے ان کی برائیاں سرے سے نظر ہی نہیں آتی میں تو عادت کی حکومت کے مقابلہ میں آزادی خیال اور علوم وفنون سب عاجز ہوکررہ جاتے ہیں۔

عرب میں جس قدر رسمیں قومی عاد تیں تھیں جوان کی جستی کی عناصر بن گئی تھیں 'اسلام ایک ایک کا دیمن تھا، ٹار
یعنی انتقام خون عرب کے جذبات کا سب سے بڑا مظہر تھا 'اسلام نے اس کو بالکل مناویا، خاندانی فخر ومبابات ان کی قومی
زندگی کی روح تھی 'فنا کر دی گئی ، ابوسفیان رئیس العرب کو بلال " (جوجشی غلام سے) کے ساتھ بیٹھنا پڑا 'یا تو قر ایش کو افسار
کے مقابلہ میں تکوارا ٹھانے سے بھی عارتھا یا ابقر بیش کی لڑکیاں غلاموں کے (زیدوسالم وغیرہ) گھر میں آ گئیں' عکا ظ

وغیرہ کے میلے جہاں عرب سال کے سال جمع ہوکرا ہے مفاخر کی داستا نیں سناتے تھے سرد پڑ گئے۔

اسلام ایک طرف تو عرب کے تمام تر مفاخر کوخاک میں ملا تا تھا دوسری طرف خوداس میں ہوائے نفس اور تفریح طبع کا کوئی سامان نہ تھااسلام قبول کرنے کے ساتھ پانچ وقت کی وقت نماز گلے کا ہار بن جاتی تھی جوآ زاد مزاجوں پر سخت گرال تھی۔

> ﴿ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْحَاشِعِيْنَ ﴾ (بقره) اوروہ (تماز) خاصعین کے سوااوروں پر یقینا گرال ہے

روز ہ یعنی تمیں دن تک متصل کھا نا پینا جھوڑ وینا کوئی آ سان کام نہ تھا' زکوۃ ایبا ٹیکس تھا کیمحض اس کےا دا کرنے پر حصرت ابو بکر '' کے زمانہ میں عام بغاوت ہوگئی' صرف حج ایک ایسافرض تھا جو بظاہر زندہ و لی کا سامان رکھتا تھا' کیکن اب وہ جج جاہلیت کا جج نہیں رہا' طواف عریاں کی اجازت نہیں رہی تھی ، بردی دلچپی کی چیز بت تھےوہ ایک ایک کر کے حرم سے نكال ديئے گئے مقام منی میں خاندانی واقعات كى رجز خوانی كاجوطر يقه چلاآ تا تھا بندكر ديا كيا پيفرائض اوراوامر كاحال تھا ای کے ساتھ محرکات اور نواہی کی وہ عالم گیری تھی کہان کے جاہلا نہ خیال کے مطابق زندگی نہیں بلکہ زنداں بن گئی تھی' زنا حرام شراب حرام مقارحرام سونا جاندي حرام أطلس وحريرحرام چنگ وعود حرام نصويرحرام كيرزنده ركي اورلطف زندگي کے لئے ہاتی کیارہ جاتا ہے۔

خوبغورے دیکھونتمام نداہب نے عبادتوں میں بھی دلچین کا سامان رکھا ہے عیسائیوں کی نماز گا کرادا کی جاتی ہے یارسیوں میں زمزمہ ہوتا ہے، ہندو بھی عبادت کے وقت بھجن گاتے ہیں اور سامنے دلفریب بت ہوتے تھے لیکن اسلام میں بظاہر دلآ ویزی اور دلفریبی کی ایک چیز بھی تہیں۔

مذكوره بالا واقعات كى بناء پر يورپ كابياعتراض كس قدرغلط اورتمام تربسرويا ب كه اسلام اس لئے پھيلا كه وہ نفس بری کی ترغیب ولا تااوراس کے سامان مہیا کرتا تھا پر کیا تھا؟ اس کا جواب آ گے آتا ہے؟



# تبليغ نبوي

# اوراس کے اصول اوراس کی کامیابی کے اسباب

تمام گذشته موافع عوائق مشکلات اور دشواریوں کی دیواری آ ہتم آ ہتما یک ایک کر کے ٹوٹی گئیں اسلام پھیلا اوراس طرح پھیلا کہ تخضرت وہ گئانے جب دنیا کوچھوڑ اتو تمام عرب میں ایک بھی بت پرست نہ تھااس لئے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے اسباب کیا تھے؟ مخالفین کے نزد یک تو اس کا جواب صرف تلوار ہے لیکن کا رلائل لے کے بقول نہتے اور یکہ و تنہا اسلام کے ہاتھ میں بی تلوار کس کے زورے آئی ؟ لیکن واقعہ یہ ہے کہ بی تلوار صرف اسلام کی تبلیغی دعوت تھی اس ہے کہ بی تلوار صرف اسلام کی تبلیغی دعوت تھی اس ہے ہے۔

# فريضهُ تبليغ:

''تبلغ ''کفظی معنی پیغام پہنچائے کے ہیں اور اصطلاح ہم اس کے معنی یہ ہیں کہ جس چیز کوہم اچھا تجھتے ہیں کہ اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسر بے لوگوں اور دوسر کی قوموں اور ملکوں تک پہنچا کیں اور ان کواس کے قبول کرنے کی وقوت ویں قرآن پاک ہیں تبلغ کے ہم معنی چندا ور الفاظ بھی ہیں جن میں ہے ایک لفظ (انذار) ہے جس کے معنی ہشیارا ورآگاہ کرنے کے ہیں اور تیسر الفظ وقوۃ ہے جس کے معنی بلانے اور پکارنے کے ہیں اور تیسر الفظ ترکیہ جس کے معنی باد دلانے اور بودھ تھے۔ کرنے کے ہیں بعث نہوی کے وقت و نیا ہیں دوشم کے خرجب تھے دوالیے جو تبلیغی تھے لیعنی عیسائیت اور بودھ مت سباقی زیادہ ترالیے ہی بعث عیسائیت اور بودھ مت بھی تربیق تو ہوئی نہیں تھے جھتے بہودیت ، محدویت ، ہندویت ۔ جو دو تبلیغی سمجھے جاتے تھے ان کی مت بیندویت ، ہندویت ۔ جو دو تبلیغی سمجھے جاتے تھے ان کی نہدت یہ فیصلہ متکوک ہے کہ آیا یہ تبلیغ ان کے اصل خرب کا تھم تھایا بعد کے پیروڈں کا ممل کی وقت کی کھی متالیں نہیں ماتیں 'تمام خواہ ب میں اس تھی موئی ہوا پہنی اور ان کے بانیوں کی زندگی میں اس کی مملی مثالیں نہیں ماتیں' تمام خواہ ب میں اس تھی متلی متالیام ایک الیام دیا اور اس کے متعلق اپنے سمجھے میں کھلے احکام دیے اور اس کے دائی وصائل علیہ البام نے اپنی زندگی میں اس کی مملی مثالیں ہیش کیں ۔

کر دائی وصائل علیہ البلام نے اپنی زندگی میں اس کی مملی مثالیں ہیش کیں ۔

جن ندہوں نے تبلغ کو اپنا اصول نہیں تھہرایا ان کے ایسا کرنے کی اصلی وجہیں دو ہیں ایک یہ کدان کے زد یک اس حق کے قول کرنے کی عزت کا استحقاق پیدائش سے حاصل ہوتا ہے کوشش سے نہیں۔ دوہرا سب یہ ہے کہ جو حق ان کے باس ہے وہ ان کے نزد یک اتنا پاک و مقدی ہے کہ ان کی خاص پاک و بزرگ ومحتر منسل وقوم کے علاوہ دوسری تمام قویس جونا پاک و بحق منسل وقوم کے علاوہ دوسری تمام قویس جونا پاک و بحض و کم تر ہیں ان تک اپنے پاک ند جب کو لے جانا خوداس ند جب کی پاک کوصد مد پہنچانا ہے کہ سبب ہے کہ حضرت میں ہے ایک دفعہ جب ایک کنعانی (متی ۱۵) یا بونائی (مرقس) عورت نے برکت چاہی تو فر مایا 'میں سبب ہے کہ حضرت کے ہوئی جوئی جوئی وفر مایا 'میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوااور کس کے پاس نہیں بھیجا گیا'' (متی ۱۵–۲۵) پھرفر مایا'' مناسب نہیں کراڑکوں کی دوئی (بنی اسرائیل کا غذ جب) کون (غیراسرائیلی قوموں) کو پھینگ دیں' (۲۷) پھرفر مایا''غیرقوموں

کی طرف نہ جانا اور سامر یوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤا در چلتے ہوئے منادی کرؤ'۔ (متی ۔•۱-۲) پھرارشا دفر مایا''وہ چیز جو پاک ہے کتوں کومت دؤاورا پنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو' (متی ۷۔۲)

ہندوؤں نے اپنے ند ہب کوتمام قوموں ہے جو چھپا کررکھااس کا بھی یہی سبب تھا کہ وہ اپنا پاک دھرم پلیجھوں اورا چھوتوں کوسکھا کراس کونا پاک نہیں کرنا چا ہتے سے یہود یوں کا بھی یہی خیال تھا کہ نامختون اس نعمت کے اہل نہیں۔

## تبليغ كالهميت:

اس سے زیادہ یہ کداسلام نے اپنج ہر پیرہ پر خیر کی دعوت ،امر بالمعروف ،نبی عن المنکر اور تواصی بالحق یعنی باہم ایک دوسرے کوسچائی کی تھیجت کر نا ضروری قرار دیا ہے اور مسلمانوں کا بیفرض بتایا ہے کہ وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی تاریکی سے نکالنے کی جدو جہد کریں آنخضرت وہیں کو تھم ہوتا ہے کہ ہر تتم کے خطرات سے بے پرواہ ہوکر پیام البی لوگوں تک پہنچا ہے اوراگراییانہ کیا تورسالت کا فرض انجام نہ دیا۔

﴿ يَـٰاَيُّهَـٰا الرَّسُولُ بَلِغُ مَا أُنْزِلَ الِبَكَ مِنْ رَبِّكَ مَـٰ وَالدُّلُـمُ تَـفُعَلَ فَمَا بَلَغَتَ رِسَالَتَهُ مَـٰ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ (١/٤)

اے خدا کے پیغام پنچانے دالے تیرے پر دردگار کے پاس سے جو کچھ تیری طرف اترا ہے اس کو پہنچادے اگر تونے ایسانہیں کیا تو تونے خدا کا پیغام نہیں پہنچایا اور تھے کوخدالوگوں سے بچالےگا۔

#### اس کی وسعت:

اس کے بعداس فریضہ بلنج کی وسعت کی بحث ہے پیغام اللی' حیائی کا ایک بہتا چشمہ ہے' جوآ ہستہ آ ہستہ استح مسلم یاب خیبر۔ قدرتی رفتارے پہلے اپنی قریب کی زمین کو پھر آ گے کو پھراس ہے آ گے کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے پہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں تک پڑنے جاتا ہے آنخضرت وہ کا کو اس تبلغ کا حکم ای قدرت کے ساتھ ہوا سب سے بہلے خاص اپنے گھراور خاندان کے لوگوں کو سمجھانے کا حکم ہوا۔

﴿ وَ أَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْاَفْرِينِينَ ﴾ (معرامدا)

اورائے سب سے نزد یک کے الل خاندان کوآ گاہ وہشیار کر۔

اس کے بعد میددائر و بر حکرشہر مکداوراس کے اطراف کی آباد یوں تک پہنچا ہے

﴿ لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُراى وَمَنْ حَوْلَهَا ﴾ (مُورى ١١)

تا كيتو مكاور جواس كآس ماس كے بدوى بين ان كوآ گاه و بشياركرے۔

اب تبلیغ کا دائر ہ اس ہے بھی آ گے بڑھتا ہے اور ہرزندہ روح لیعنی بچھ بو جھاحساس وعقل وغیرہ حقیقی زندگی کی علامتیں جس میں موجود ہوں اس کی مخاطب ہوتی ہیں۔

﴿ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكُرُ وَقُوْرًا لَا مُبِينٌ } لِيُنَدِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا ﴾ (اليمن ٥٠)

بيقرآن توصرف ايك تفيحت اورصاف صاف خداكا كلام بتاكه وهاس كومشياركر ، جوزنده بـ

پرجس تک بھی وہ آ واز پہنے جائے سب سے اس کا خطاب ہے۔

﴿ لِأَتُذِرْكُمْ بِهِ وَمَنْ ' بَلَّغَ ﴾ (اتعام-١)

تا كهيل جهيل أكاه و موشيار كرول اوران كوجن تك ميرى بيآ كاه و موشيار كرنے والى آواز ينجے۔

پھرتمام انسانوں تک اس کی وسعت ہے۔

﴿ هَذَ ابَلْغٌ لِلنَّاسِ ﴾ (ابرائيم ١٥)

یقرآن تمام انسانوں کے لئے پیغام ہے۔

آتخضرت على كوخطاب بوا\_

﴿ وَمَا أَرُسَلُنْكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وِّنْذِيرًا ﴾ (سام)

اورجم نے تم کوتمام انسانول کے لئے خوشخری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والے بنا کر بھیجا۔

آ پ کونکم ہوا کہ تمام انسانوں کوخطاب کرکے بیاعلان فرمادیں۔

﴿ قُلْ يَأْيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَعِيْعًا ﴾ (ام اف-١٠)

ا \_ لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہول۔

اس سے زیادہ بیہ کے تمام کا نئات آپ کی دعوت وتبلیغ کے دائرہ میں داخل ہے فرمایا۔

﴿ نَسَارَكَ الَّذِي نَزُّلَ الْفُرُقَانَ عَلَى عَبُدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَلَمِيْنَ نَذِ يُرًاهِ الَّذِي لَهُ مُلُكُ السَّمَوٰتِ وَالْآرُضِ ﴾ (فرقان-۱)

بركت والا بوه خداجس في اور باطل من المياز بتاني والى كتاب الني بندومحد برنازل كى تاكدوه ونياجهان

کے لئے ہوشیارو آگاہ کرنے والا ہو، وہ خداجس کی ملکیت میں آ سانوں کی اور زمین کی سلطنت ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم یہ بات ہے کہ اس تبلغ ووقوت کی وسعت اور اس میں کا میا بی کی خوشخبری بھی اس وقت دے دی گئی تھی جب مسلمانوں کے دلوں میں ایک قتم کی مایوی چھائی ہوئی تھی چنا نچہ آ بت ذیل نازل ہوئی ۔ وے دی گئی تھی جب مسلمانوں کے دلوں میں ایک قتم کی مایوی چھائی ہوئی تھی چنا نچہ آ بت ذیل نازل ہوئی ۔ پھر آن مو اِلّا ذِکْرٌ لِلْعَلَمِیْنَ، وَلَنَعُلَمُنُ نَبَامً بَعُدَ جِیْنِ ﴾ (س۔ ۵)

انبیاءاور بانیان ندا ہب کے عملی نمونوں اور مثالوں کی تلاش اور جبتی کروتو بید حقیقت زیادہ واضح ہوجائے گی کہ اسلام کے سوااور جوند ہب تبلیغی سمجھے جاتے ہیں ،وہ حقیقت میں تبلیغی شہیں خود بودھ نے ہندوؤں کے علاوہ کئی کواپنی نجات کا راستہ نہیں بتایا اور ندائں کا حکم دیا مصرت عیسی " نے اسرائیل کے علاوہ کسی دوسری قوم کو نداپنا وعظ سنایا اور ندائ کواپنا مخاطب بنایا اور ندائ میں ہے کسی کواپنا شاگر دکیا نہ کسی دوسری قوم میں اپنی زندگی میں اپناواعظ اور مبلغ بھیجا حالا نکہ فلسطین میں رومیوں اور یونا نیوں کی بوی جماعت موجود تھی ۔

آ مخضرت و کھٹا نے مدین رہ کر مکداوراس کے آس پاس کے لوگوں کو بیداروہ شیار کیا 'ج کے موہم پی عرب کے ایک ایک قبیلہ کو جا کرفت کا پیغام پہنچایا اورای زمانہ ہیں بیمن اور حبشہ تک آپ کی آواز پہنچ گی اور لوگ تلاش حق کے ایک آب کے پاس مدینہ منورہ آ کے تو قریش کو برسوں تک دوسر نے قبیلوں تک اسلام کے پینچنے ہیں سدراہ بنے رہ پھر بھی مبلغ اور دائی بھیج بھیج کر قبیلوں تک آواز پہنچائی اور بالا خرقریش کے خلاف اس لئے توارا شائی گئی کہ اسلام کو تبلغ کی بھی مبلغ اور دائی بھیج بھیج بھی جرت کے جدل کے بعد صدیبیہ ہیں قریش نے اسلام کے اس مطالبہ کو تسلیم کیا اور تبلغ کی براس آزادی عطاکی قرآن نے اسلام کی اس روحائی فتح کو اور فتح مبین 'قرار دیا اور ہو آئا فقہ تھا گئی آب کے امراء اور سلاطین کو ہوگئی اس کے بعد ہی عرب اور بیرون عرب میں اسلام کے واعظ قاصد اور مبلغ بھیج گئے اور ونیا کے امراء اور سلاطین کو موٹ اسلام کے خطوط کھے گئے اور عیمائی اور پاری سب نے آپ کے زمانہ ہی ہیں آپ کے نورے دوشی حاصل کی سراب ہوئے مشرکین عرب بیہوداور عیمائی اور پاری سب نے آپ کے زمانہ ہی ہیں آپ کے نورے دوشی حاصل کی ۔

ایکن نفس تبلیغ کی فرضیت وا بھیت سے بھی زیادہ اہم چیز تبلیغ کے اصول ہیں۔

ایکن نفس تبلیغ کی فرضیت وا بھیت سے بھی زیادہ اہم چیز تبلیغ کے اصول ہیں۔

# تبليغ كاصول:

ینکت کس طرح اوگوں کو کسی جائی کے قبول کی دعوت دینی جا ہے 'دنیا میں پہلی دفعہ تحدرسول اللہ وہ اللہ وہ اللہ کے ان کے وہی تربیمان ہے ادا ہوا۔ وہ فد ہب بھی جو تبلیغی ہونے کے دعوے دکھتے ہیں بینیس کہد سکتے کہ ان کے صحیفوں نے ان کے لئے تبلیغ کے اہم اصول کی تشریح کی ہے لیکن صحیفہ محمد کی نے نہایت اختصار کیکن پوری تشریح کے ساتھ اپنے ہیروؤں کو یہ بتایا ہے کہ پیغا م اللی کو کس طرح اوگوں تک پہنچا یا جائے اور ان کو قبول حق کی دعوت کس طرح وی جائے۔

﴿ اُدُیْ اِلْی سَبِیلُ رَبِّكَ بِالْحِدِکُمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِ لُهُمُ بِالَّتِی هِی اَحْسَنَ کُ (مُل ۱۲) ایک بروردگار کی راہ کی طرف کو گوں کو داتائی اور عمرہ فیجت کے ذریعہ سے بلااور ان سے مناظرہ خوش آئند طریق

Je

تبلیغ و دعوت کے بیتین اصول مسلمانوں کوسکھائے گئے عقل و تکمت موعظہ حسنہ اور مناظرہ بطریق احسن۔
مسلمان متعکموں نے بیان کیا ہے کہ تبلیغ و دعوت کے بیتینوں اصول وہی ہیں جومنطقی استعدلال ہیں عموماً کام ہیں لائے جاتے ہیں بعنی ایک تو بر ہانیات جن میں بقینی مقد مات کے ذریعہ ہے دعوی کے جبوت پر دلیلیں لائی جاتی ہیں ، دوسر ہے خطابیات ہیں جن میں موڑ اور دلیذیر اقوال ہے مقصود کو کابت کیا جاتا ہے اور تبسرے جدلیات جن میں مقبول عام اقوال اور فریقین میں مسلم مقد مات ہے استعدلال کیا جاتا ہے قرآن پاک نے پہلے طریقہ کو احداث اور دوسرے کو اسموط حسنہ اور تبسرے کو اجدال '' ہے تبییر کیا ہے اور استعدال کے بھی وہ تمین طریقے ہیں جن سے ایک فخص دوسرے کے سامنے این میں جن سے ایک فخص دوسرے کے سامنے این میں جاتا ہے۔

خیریة فلسفیان نکتہ فریل ہے گرحقیقت ہیہ کہ جب ہم کسی کے سامنے کوئی نئی بات پیش کرتے ہیں اوراس کو جول کی وقوت دیے ہیں قوت دیے ہیں قرین کرتے ہیں۔ یا تواس بات کے جوت اور تائید میں کچھ دلنشین دلیلیں پیش کرتے ہیں یااس کو خلصانہ تھیجت کرتے ہیں اور موٹر اندازے اس کوئیک و بداور نشیب و فرازے آگاہ کرتے ہیں یا یہ کرتے ہیں کہ اس کی ولیوں کو مناسب طریقہ ہے رو کر کے اس کی غلطی کواس پرواضح کرتے ہیں پہلے طریقہ کا نام حکمت اور دوسرے کا نام موعظ حسنا ور تیسرے کا نام جدال بطریق احسن ہے بلنے ودعوت کے یہی تین طریقے اسلام نے بتائے ہیں۔

# قول لين:

علیمانہ استدلال ہویا وعظ ونصیحت ہویا جدال ومناظر ہ ہو، ضرورت ہے کہ داعی ٹری اور خیر خواہی ہے ہاتیں کرے گئے تی اور شدت کا طریق دوسرے کے دل میں نفرت اور عدادت کے جذبات پیدا کرتا ہے کیسی ہی اچھی اور تچی بات ہولیکن اس منتم کے جذبات اس کے قبول کی استعداد اس سے سلب کر لینتے اور سننے والے میں اپنی نظمی پرضداور ہٹ پیدا کردیتے ہیں جس سے دعوت کا فاکد واور نصیحت کا اثر باطل ہوجاتا ہے، ای لئے قرآن پاک نے اپنے تی فیمبروں کو اپنی مخالف سے خالف و شمن کو بھی نری ہی ہے باتھی کرنے کی تاکید کی ہے حضرت موئی "اور حضرت مارون" کوفرعون جیسے مرکش کے سامنے پیغام ربانی لئے کر جانے کی ہدایت ہوتی ہوت ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ اِذَ هَبَاۤ إِلَى فِرُعَوْ لَ إِنَّهُ طَعْنَى، فَقُوْ لَا لَهُ قَوْلًا لَيْنَا لَعَلَّهُ يَتَذَكِّرُ آوُ يَحْشَى ﴾ (ط) تم دونوں فرعون کے پاس جاوَاس نے سرکشی کی ہےتم اس نے زم گفتگو کرتا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا خدا ہے ڈرے۔

وعوت و تبلیغ میں رفق و ترمی اور لطف و تمل کی تعلیم کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی کہ نہ کوئی واع کا اور واعظ تغییروں سے بہتر ہو سکتا ہے اور نہ فرعون سے بڑھ کرکوئی مجرم ہو سکتا ہے پھرا ہے بجرم کے سامنے اس لطف و نرمی سے وعظ و نصیحت کی تعلیم جب تیغیروں کو ہوتی ہے تو عام داعی وسلغوں اور واعظوں کو عام مخالفوں مجرموں اور سرکشوں کے ساتھ بدر جہازیادہ رفق و ملاطفت سے اپنا فرض اواکرنا جا ہے۔

## اعراض اورقول بليغ:

آ تخضرت الله کوان منافقول کے بارہ میں جوآپ کی نافر مانی کے جرم کے مرتکب ہوئے تھے بیکم ہوتا ہے ﴿ فَاعْرِضُ عَنْهُمُ وَعِظُهُمُ وَقُلُ لَهُمْ فِی اَنْفُسِهِمْ فَوُلًا ' بَلِیْغًا ﴾ (ند) توان سے درگذر کراوران کوفیحت کراوران سے الی بات کہ جوان کے دلول میں اثر کرے۔

اس تعلیم میں تمن ہدایتیں ہیں: اول بیر کہ دعوت وتبلیغ میں مخالفت کی بدسلیقائی بدتہذیبی اور درشتی ہے ان کو درگذر اور ان کو ہر داشت کرنا جا ہے دوسرے بیر کہ ان کو نصیحت کرنا اور سمجھانا جا ہے اور تیسرے بیر کہ گفتگو کا وہ موثر طرز وانداز اختیار کرنا جا ہے جودل میں گھر کرے۔

#### تيسير وتبشير

انہیں رہائی ہدا ہوں کی تعلیم میں جب آنخضرت وہ خات محات معافی بن جبل اور ایوموی اشعری کو کین میں اسلام کی وعوت وہلیج کے متعمین فر مایا تو رخصت کرتے وقت یہ تصحت فر مائی ہو بسرا و لا تعسرا و بسنرا ہو کے دین اللی کو آسمان کر کے پیش کرنا سخت بنا کرنہیں ،لوگوں کوخوشخبری سانا نفرت ندولا نا بیرہ وہلیتی اصول ہیں جو ایک والی وہلغ کی کامیابی کی جان ہیں ۔ آنخضرت وہلگانے صحابہ کے سامنے اور صحابہ نے عام مسلمانوں کے سامنے ای اصول کے مطابق و بین اللی پیش کیا اور کامیا بی حاصل کی ۔ دین کی جائز آسانی اور سہولت کو پیش کرنا اور اس کوخت ورشت اور مشکل نہ بنانا ہی اس کے قبول عام کی راہ ہے ساتھ ہی اللہ تعالی کے لطف وشفقت رتم وکرم اور مہر وجمبت کی دلواز صداؤں سے دلوں کو پرامید اور مسرور بنانا اس سے بہتر ہے کہ بات بات پرخدا کی قباری و جباری اور ہیبت وجلال کا ذکر کرکے دلوں کو کوف زدہ اور ما یوں بنایا جائے۔

#### 5,5

تبلغ کا ایک اور اصول آنخضرت و کی نے بی تعلیم فرمایا کہ کی نی قوم کو دعوت دیے وقت شریعت کے تمام احکام کا بوجھا کیک دفعہ اس کی گردن پر نہ ڈالا جائے بلکہ رفتہ رفتہ وہ اس کے سامنے پیش کئے جا کیں پہلے قو حیداور رسالت کو پیش کرنا چاہئے اس کے بعد عبادات کو ،عبادات میں بھی اہم پھراہم کے اصول کو پیش نظر رکھنا چاہئے عبادات میں سب سے اہم نماز ہے ، پھر دوسر نے فرائض ہیں ،حضرت معاذ بن جبل "کو یمن جیجے وقت آپ نے فرمایا ''تم یمبود یوں اور عیسا ئیوں کی ایک قوم کے پاس جاؤگے تو ان کو پہلے اس کی دعوت دینا کہ خدا کے سواکوئی خدا نہیں اور محمد اس کا دسول ہے جب وہ بیمان لیس تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پردن رات میں پانچ وقت کی نماز میں فرض کی ہیں اور جب رسول ہے جب وہ بیمان لیس تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پردن رات میں پانچ وقت کی نماز میں فرض کی ہیں اور جب غریبوں کو دیا جائے کہ ان کی رتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے ، بیصد قد ان کے دولت مندوں سے لیکران کے غریبوں کو دیا جائے ، جب وہ اس کو تناؤ کہ لیس تو دیکھو صدقہ میں جن چن جن کران کے بہترین مال کو نہ لینا اور ہاں مظلوم کی غریبوں کو دیا جائے ، جب وہ اس کو تنائی کہ لیس تو دیکھو صدقہ میں جن چن جن کران کے بہترین مال کو نہ لینا اور ہاں مظلوم کی

بددعاے ڈرتے رہنا کہاس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ ا

#### تاليف قلب:

تبلیغ وو و ت کے سلسلہ میں اسلام نے ایک اور طریقہ بھی پیش کیا ہے جس کو تالیف قلب کے نام ہے تعیر کیا جاتا ہے ﴿ وَالْمُ وَلَفَّهُ فَلُورُہُمْ ﴾ (تو ہد ۱۸) اس کے لفظی متی ہیں' دلوں کو ملا نا' اور اس سے مقصودا س فتص کے ساتھ جس کو اسلام کی طرف ماکس کر نا ہو لطف و محبت اور امداد واعانت اور غم خوار کی و ہمدر دی کرنا ہے کیونکہ انسان طبعاً شریفانہ جذبات کا ممنون ہوتا ہے ہیمنونیت عناد اور صد کے خیالات کو دور کر کے قبول حق کی صلاحیت پیدا کردیتی ہے۔ آئے خضر ت جن اسلام کا صلقہ بگوش بنالیا تھا، چنا نچہ مکہ کے بعض رئیس ای جذبہ سے متاثر محتول نے بہت ہے توگوں کو اپنے اس اعجاز سے اسلام کا صلقہ بگوش بنالیا تھا، چنا نچہ مکہ کے بعض رئیس ای جذبہ سے متاثر کی گردیس منسان ہوگا کر پھر حق کے خیاف ان کی گردیس نے تھواں ٹے جواسلام کو سیخت محتول کا سازا مال انہیں کو تقیم کردیا تھا تیجہ بدلکا کر پھر حق کے خلاف ان کو گردیس نے تھواں ٹے جواسلام کے سیخت مختال نے اسلام تعلق کو تعیر کو تا بھی کہ کہت ہے وہ کہتا ہیں کہ بھی کو تا میں کہ کو تعیر کو تا بھی کہ کو تا بھی کہ کو تا کہ کہا کہ ان احسانات نے جمعے ایسا متاثر کیا کہ اسلام قبول کردی کھا تناو ہے تھی اس کی عیادت کے لئے نے اپنے پور سے تبید کو آئے کو رہ سے کہا کہ ان کو تا تو کو کہا کہ اسلام قبول کردی کھا تناو ہے تا کہ کور ان کو کہا کہ ان کی عیادت کے لئے نے اپنے کے اور جا کرا کہا کہ ان کو کہا کہ ان کی عیادت کے لئے نے اپنے کے اور جا کرا کہ ان کو کہا کہ ان کی عیادت کے لئے کور سے کہا کہ ان ہو کہا کہ ان کو کہ ان کہ کہ ان کور کور کہ کہا کہ ان کور کور کہ کہا کہ ان کی کھا اس نے کہا کہ اور اور جا کرا کہ کہ کہا کہ اور جا کہ کور کہا کہ اور جا کہ کہ کہ کہ ان اور جب آ مخضرت کو تا تھا وہ بیار پڑا تو آئی خضرت کے خضرت کو تا تو خضرت کو تا تو کہ کور کے اسلام قبول کر لے اس نے محملیان ہوگیا اور جب آخضرت کور کے اسلام قبول کر لے اس نے محملیان ہوگیا اور جب آخضرت کور کہا کہ کور کہ کور کہ کہ کور کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ بات مان لے، چنانچے دو مسلمان ہوگیا اور جب آخضرت کور کور کہ کور کے کہ کور کہ کور کور کہ کہ کہ کور کہ کور کہ کہ کور کہ کور کہ کہ کور کہ کور کے کہ کور کہ کور کے کہ کور کور کہ کور کے کہ کور کہ کور کہ کور کہ کور کہ کور کے کہ کور کہ کور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ کور کور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ کور کے کہ

#### دعوت عقل:

اسلام نے تبلیغ ودعوت کے جواصول بتائے ہیں ان کالازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ ایک استدلالی اور عقلی غرب ہوکہ بغیراس کے حکمت و دانشمندی وعظ وضیحت اور جدال و مناظرہ کی بنیاد قائم نہیں رہ سکتی اس بناء پر ندا ہب عالم کی تاریخ میں ثبوت محمریہ سب سے پہلی ربانی آ واز ہے جس نے حاکمانہ قانون (توراۃ) یا صرف لفظوں کے الٹ پھیر (انجیل) یا راجاؤں کے احکام (وید) کے بجائے عقل انسانی کومخاطب کیاغور وفکر کی دعوت دی فہم و تد برکا مطالبہ کیا اس نے اپنی ہرتعلیم کی خوبی مصلحت اور حکمت خود ظاہر کی اور بار بارمخالفوں کو آیات الہٰی میں غور وفکر کی ہدایت کی فرمایا

و بال سے اٹھے تو زبان مبارک پریفقرہ تھا کہ اس خداکی حمد جس نے اس کودوزخ سے بچالیا۔ سے

ا صفیح بخاری باب مذکور جلد دوم صفی ۱۹۳ \_

ي صحيح مسلم جلد دوم صفحه ٢٩٠معر-

ع الينا-

س معجع بخاری کتاب البخائز۔

﴿ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمُ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ﴿ إِنْ تَتَبِعُونَ اللَّالظُّنَّ وَإِنْ أَنْتُمُ اللَّ تَخُرُصُونَ ٥ قُلْ فَلْ عَلْمَ عَنْدَكُمُ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ﴿ إِنْ تَتَبِعُونَ اللَّالظُّنَّ وَإِنْ أَنْتُمُ اللَّهِ عَلَى عَلْمَ عَلَمُ النَّامِ ٨٠)

کہدا ہے پیغیبر کہ تمہارے پاس کوئی (بقینی)علم ہے کداس کوتم ہمارے لئے ظاہر کروڈتم گمان ہی کے پیچھے چلتے ہواور تم تو انگل ہی کرتے ہو کہد کداللہ ہی کی ہے پہنچتی ہوئی دلیل۔

نيز ارشادهوا

﴿ لِيَهُلِكَ مَنُ هَلَكَ عَنُ البَيْنَةِ وَ يَحْيِي مَنُ حَى عَنُ البَيْنَةِ طِ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ (انفال-٥) تاكه جو ہلاك موده دليل سے ہلاك مواور جو جيتار ہودہ دليل سے بخ اوراللہ بى خفوالا جانے والا عفلت شعار كافرول كى نسبت فرمايا۔

﴿ وَكَالِينُ مِنَ اللَّهِ فِي السَّمُواتِ وَالْآرُضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنُهَا مُعُرِضُونَ ﴾ (يسف١٢) اورآ سانوں ميں اورز مين ميں خداكى توحيدكى كتنى نشانياں (دليليں) ہيں جن پروہ گذر جاتے ہيں اوران پرغورنہيں كرتے۔

#### غور وفکر کرنے والے اہل ایمان کی تعریف میں فر مایا

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوٰتِ وَالْاَرُضِ وَاجْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَايْتِ لِآلُولِي الْالْبَابِ ٥ اَلَّذِيُنَ يَـذُكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمُ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي حَلْقِ السَّمْوِٰتِ وَالْاَرُضِ عَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ﴾ (آلعمران ٢٠٠)

بے شبہ آ سانوں اور زمین کی بناوٹ اور رات اور دن کے الٹ پھیر میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جواللہ کو کھڑے بیٹھے اپنی کروٹوں پر بیاد کرتے ہیں آ سانوں اور زمین کی بناوٹ میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جمارے پروردگارتونے بیا ام بیکارنہیں بنایا۔

اس سے زیادہ عقلی اورعلمی استدلال کی دعوت اور کیا ہوگی تگر بہر حال بیرخار جی استدلال تھاا ندرو نی استدلال کی بھی اس نے دعوت دی ،فر مایا

> ﴿ وَفِي اَنْفُسِكُمُ اَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴾ (ذاریات) اورخودتمهارے اندرنشانیاں ہیں تم ویجھے نہیں۔ محیفہ تحمدی کی نبعت ہر جگہ بیالفاظ فرمائے ﴿ تَبْصِرَةً وَ ذِکْری لِکُلِّ عَبُدٍ مُنِیبٍ ﴾ (ق۔۱) یہ بھیرت اور تھیجت ہے ہر رجوع ہونے والے بندہ کے لئے۔ ﴿ هَذَا بَصَائِرُ مِینَ رَبِّکُمُ ﴾ (اعراف ۱۳۲) یہ جہارے پروردگاری طرف ہے بھیرتمیں ہیں۔ ﴿ هذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ ﴾ (جائیہ۔۱)

بیاوگوں کے لئے بصیرتیں ہیں۔

﴿ أَفَلَا يَتَدَبِّرُونَ الْقُرَّانَ ﴾ (ناء-١١)

کیار قرآن می قد برنبیں کرتے۔

﴿ أَفَلَا يَتَدَبِّرُونَ الْقُرُانَ آمُ عَلَى قُلُوبِ آقُفَالُهَا ﴾ (محمـ٣)

کیار قرآن می غورنیس کرتے یا دلوں پران کے تالے ہیں۔

﴿ وَالْقُرُانَ الْحَكِيْمِ ﴾ (الين -1)

حكمت والفقرآن كي فتم-

﴿ يَلُكُ آيَاتُ الْكِتْبِ الْحَكِيْمِ ﴾ (يأس القان)

يه حكمت والى كتاب كى آيتي بيل-

نەصرف اى قدر بلكەخدا كاوجودا توحيدارسالت قيامت جزائسزا عبادت نماز روز وازكوق جے اخلاق وغير و ہر تعليم كى تلقين كرتے وقت اس نے اس كى صدافت كى عقلى دليليں پیش كى بین اور ہرمسئله كى مصلحتیں اور حكمتيں على الاعلان ظاہر كى بین آئندہ صفحوں میں ہرقدم پراس كى دليلیں آپ كوملیں گی۔

## ندېب مين زېرد ځينېين:

یہ وہ حقیقت ہے جس کی صدا آج ہر درود یوارے آتی ہے لیکن شایدلوگوں کو معلوم نہیں کہ دنیا میں اس حقیقت کا اعلان سب سے پہلے محمد رسول اللہ وقت کی زبان مبارک ہے ہوا'اور ظاہر ہے کہ جو ند بب ابنی اشاعت کے لئے صرف دعوت و تبلیغ کاراستہ رکھتا ہو جس نے اس کے اصول بتائے ہوں جس نے عقل وبصیرت اور فہم و قد ہر کے ہر معاملہ میں لوگوں سے مطالبہ کیا ہو ہر قدم پر عقلی استدلال اور مصلحت و حکمت کا اظہار کیا ہو وہ کیونکر جبر واکراہ اور زوروز بردی کے طریقہ کو اختیار کرسکتا تھا'اسلام نے ندصرف میں کہ ند ہب کی جبری اشاعت کو تا پہند کیا بلکہ اس کا فلسفہ بتایا کہ ند ہب زبردی کی چیز کداسلام میں ند ہب کا اولین جزامیان ہے ایمان یقین کا نام ہاورونیا کی کوئی طاقت کسی کے دل میں یقین کا ایک ذرہ بھی ہزور پیدائیں کرعتی ۔

ذرہ بھی ہزور پیدائیں کرعتی بلکہ تیز ہے تیز تلوار کی نوک بھی کی لوح دل پریقین کا کوئی حرف نعش نہیں کرعتی ۔

ذرہ بھی ہزور پیدائیں کرعتی بلکہ تیز ہے تیز تلوار کی نوک بھی کی لوح دل پریقین کا کوئی حرف نعش نہیں کرعتی ۔

﴿ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدُ تَبَيِّنَ الرُّشُدُ مِنَ الْغَنِي ﴾ (بقره-٣٣) دين مِن كُونَى زبردَى نبين بدايت مرابى سالگ مو چكى ـ

یہ وہ عظیم الشان حقیقت ہے جس کی تلقین انسانوں کوصرف محمد رسول اللہ وہ کے ذریعہ ہے ہوئی دوسری جگہ

فرمايا

﴿ وَقُلِ الْحَقَّ مِنُ رَبِّحُهُ فَمَنُ شَآءَ فَلَيُوْمِنُ وَمَنْ شَآءَ فَلَيْحُفُرُ ﴾ ( كنف) اوركهدد ك كدفق تمهار بروردگار كاطرف س ب توجوچا ب قبول كرے اور جوچا ہے الكاركرے۔

ایمان اور کفران دو میں ہے کئی ایک گواختیار کرنے پر گوئی زبردی نہیں ہے عقل وبصیرت والے اے خود قبول کریں گے اور نافہم اس سے محروم رہیں گے اس لئے بار باریہ واضح کیا گیا گیارسول کا کام لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچاوینا

ہےز بردی منوا نائبیں۔

﴿ إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ﴾ (ما كده)

ہمارے رسول پرتو بھی فرض ہے کہ وہ صاف صاف ہمارا پیغام پہنچادے۔ سبخنہ مقابلان ہے قبلات رہے بطر میزان عمال سے تشک

آتخضرت والمكلك كوجوقريش كے اعراض ومخالفت سے حدور جنمكين تھے تسكين دي گئی۔

﴿ إِنَّ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاعُ ﴾ (مورى)

ا \_ پنجبرتیرافرض صرف پیغام پہنچادیتا ہے۔

﴿ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ٥ لَسْتَ عَلَيْهِمُ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ (غاثيه)

اے پیمبرتو تو صرف تھیجت کرتے والا ہے توان پرداروغہ بنا کرنہیں بھیجا گیا۔

﴿ فَإِنْ آغُرَضُوا فَمَا آرُسَلُنْكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلْغُ ﴾ (شرى)

ہم نے تجھ کوان پر گماشتہ بنا کرنہیں بھیجا' تیرے ذمہ صرف پیغام کا پہنچادینا ہے۔

سمى دين كوز بردى كيميلانااسلام كى نكاه مين ايك ايسافعل بجس سےرسول كى شان كواس نے بہت بلند سمجھا ہے

فرمايا

﴿ وَلَـوُشَاءَ رَبُّكَ لَامَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ﴿ اَفَانَتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِيْنَ ﴾ (يوس)

اوراگر تیرا پروردگار چاہتا کہلوگوں کوز بردئی مومن بناد ہے تو زمین کے سب لوگ ایمان لے آتے 'تو کیا اے پینیبرتو لوگوں پرز بردئی کرے گا کہ دہ ایمان لے آئیں۔

اسلام میں حق کی جمایت اور باطل کی فکست کے لئے لڑنا جائز ہے اور آنخضرت وہی کو بھی مجبورالڑنا پڑااس سے مخالفوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ بیلڑائی صرف اس لئے تھی کہ اسلام کوتلوار کے زور سے لوگوں میں پھیلا یا جائے طالانکہ قرآن میں ایک بھی آبیت ایسی نہیں جس میں کسی کا فرکوز بردی مسلمان بنانے کا حکم ہؤا ورند آنخضرت وہیں کی کا فرکوز بردی مسلمان بنانا گیا ہو بلکہ اگر ہے تو بیہ ہے۔
کوئی واقعہ ایسا ہے جس میں کسی کا فرکوز بردی تلوار کے زور سے مسلمان بنایا گیا ہو بلکہ اگر ہے تو بیہ ہے۔

﴿ وَإِنْ اَحَـدٌ مِّـنَ الْـمُشُرِكِيُنَ اسْتَحَارَكَ فَآجِرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ اَبُلِغُهُ مَامَنَهُ ذَلِكَ بَانَّهُمُ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴾ (توب)

آورا گرلڑائی میں کوئی مشرک بچھ سے بناہ کا طالب ہوتو اس کو بناہ دے یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام من لے پھراس کو وہاں پہنچادے جہاں وہ بےخوف ہوکہ یہ بے علم لوگ ہیں۔

بینہیں کہا کہ جب تک وہ مسلمان نہ ہوجائے اس کو پناہ نہ دو بلکہ بیفر مایا کہ اس کو پناہ دے کراس کی جائے پناہ تک پہنچا دیا جائے' اور اسکو کلامِ الٰہی سنایا جائے' تا کہ اس کوغور وفکر کرنے کا موقع ملے' ظاہر ہے کہ جومشرک اس طرح مسلمان ہوگااس کے تبدیل نہ ہب کامحرک تلوار کے بجائے کوئی اور چیز (پیام حق) ہوگی۔

حقیقت سے کہ جہاد کی مشروعیت مظلوموں کی حمایت ٔ جلا وطنوں کے حق دلانے 'جج کا راستہ کھو لنے اور عقیدہ

کی آزادی حاصل کرنے کے لئے تھی جیسا کہ اس کا مفصل بیان کتاب میں کہیں آئے گا قر آن کی اس آیت میں۔ ﴿ وَفَاتِلُوْ هُمْ حَنَّی لَا تَکُوْ نَ فِتُنَةٌ وَّیَکُوْ نَ الدِّیْنُ کُلَّهٔ لِلَّهِ ﴾ (انفال) اوران کا فرول سے لڑویہال تک کہ فتنہ ندر ہے اور دین پورااللہ کے لئے ہوجائے۔

'' فتنے' سے مرادعقیدہ اور فدہب کی آزادی نہ ہونا ہے حضرت ابن عمر شعابہ کی خانہ جنگیوں میں شریک نہ تھے ایک مختص نے آکران سے کہا کہ خدانے فتنہ کے مٹانے کے لئے لڑنے کا حکم نہیں دیا؟ اوراو پر کی آیت پیش کی انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہ فرض آنحضرت کے زمانہ میں اوا کر چکے ہیں جب مسلمان کم تھے تو انسان اپنے وین کے سبب سے فتنہ میں مبتلا کیا جاتا تھا'یا اس کولوگ مارڈ التے تھے یا قید کر لیتے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کی تعداد بہت بردھ گئ تو پھر فتنہ باتی مند ہا۔ ل

## ميدان جنگ مين تبليغ:

ناوا تفوں نے ایک اور مسئلہ کی غلط تعبیر کی ہے اسلام کی امن پیندی نے بیرقانون بنایا ہے کہ اگر کسی مخالف قوم سے لڑائی آپڑے تو میدان جنگ میں پہنچ کر بھی صلح وا شتی کا خیال دور نہ کیا جائے بلکہ تلوار کے فیصلہ سے پہلے دو با تیں ان کے سامنے پیش کرنی چا بیس اوّل بید کہ تم بھی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوجاؤ اور لڑائی سے ہاتھ اٹھا کر ہمارے بھائی بن جاوا اگر ایسا کروتو تم دین حکومت اور عزت کے تمام حقوق میں ہمارے برابر ہوجاؤ کے اگر بیہ منظور شہوتو اپنے ند ہب پر قائم رہ کر ہماری سیاسی حکومت کو قبول کر لو، اس حالت میں تمہاری حفاظت کی ہرتم کی ذمہ داری ہمارے سر ہوگی اگر وہ ان دو میں سے کسی بات کو قبول کر لیں تو ان سے لڑنا جائز نہیں اسلام کی تاریخ میں ایسے کتنے منظر ہیں کہ کسی دیمن تھی دو میں سے کسی بات کو قبول کر لیں تو ان سے لڑنا جائز نہیں اسلام کی تاریخ میں ایسے کتنے منظر ہیں کہ کسی دیمن ہو ۔

نے اسلام یا محض اطاعت قبول کر لی ہے اور خوتر ہیزی رک گئی اور لڑائی کا میدان محبت وا شتی کی برنم بن گئی ہے۔

یہ قانون جوسرتا پاامن پسندی سلامت طلی اورخونریزی ہے بچنے کی آخری کوشش پر بہنی ہے اس کو نالفوں نے اس صورت میں پیش کیا ہے کہ آنخضرت میں گانے لوگوں کو تلوار کے زورے مسلمان بنانے کی تعلیم دی آنخضرت کی گا کا دستورتھا کہ جب آیسی فوج کو متعین کرتے تو اس کے سردار کو یہ ہدایت فرماتے۔

"جب تو مشرکوں میں سے کئی دشمن قوم سے مقابل ہوتو اس کو تین باتوں میں سے کئی ایک بات کے تبول کرنے کی دعوت دے ان میں سے جو بات بھی وہ مان لے اس کو قبول کرلے اور اس پر جملہ کرنے سے رک جا اس کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ قبول کرلے تو ہماں سے رگ جا اس کے بعد اس سے خواہش کر کہ وہ مسلمانوں کے ملک میں آ جائے تو اس کا وہی حق ہوگا جو مسلمانوں کا ہے اگر وہ نہ مانے تو اس کی حالت بدو مسلمانوں کی ہوگی قانون اس پر مسلمانوں کا جا گر وہ نہ مانے تو اس کی حالت بدو مسلمانوں کی ہوگی قانون اس پر مسلمانوں کا جا دی ہوگا جو مسلمانوں کا جا گر وہ نہ مان کا حصد نہ ہوگا جب تک وہ جہاد میں شرکت نہ کرنے اگر وہ اسلام قبول نہ کرنے تو اس کو جزید سے کر ذمی بنے کو کہذا گر وہ اس کو مان لے تو اس سے بھی رک جا ؤ ،اگر وہ اس کو بھی نہ مانے تو پھر خدا کی مدوما تک اور لڑائی شروع کردے۔ " ع

r

ل صحیح بخاری تفسیر انفال جلد دوم صفحه ۴۷۰ \_

صحيح مسلم كتاب الجهادوالسير -

یدہ اصول جنگ تھے جس سے خوزیزی کی روک تھام مقصودتی نہ یہ کہ کی مجود کو ہز ورشمشیر مسلمان بنالینا صحابہ کرام سے زمانہ میں ایرانیوں سے جب لڑائی شروع ہوئی تو مسلمانوں نے تمین روز تک میدان جنگ میں تلوار نہیں اٹھائی و مسلمان فاری ستین روز تک میدان جنگ میں تلوار نہیں اٹھائی و محضرت سلمان فاری ستین روز تک ان کو سمجھاتے رہاور کہتے رہے کہ '' میں تمہاری تو م سے ہوں کیکن د کہتے ہو کہ عرب بی پر میر نے زیر فرمان ہیں اگر تم بھی مسلمان ہوجاؤ تو تم کو بھی و بی حقوق ملیں گے جو ہمارے ہیں اور اگر تم اپنے نہ ہب بی پر رہنا چا ہوتو جزید دے کر رہ سکتے ہو لیکن محکوم ہو کر رہو گے'' کے اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں دشمن کو بھی تبدیل نہ ہب پر مجبور نہیں کیا گیا بلکہ اس کے سامنے دوسری را ہیں بھی کھی تھیں۔

ثمامہ بن اٹال قبیلہ بن طیفہ میں سے تھے اور بھاسہ کے ریس تھے یہ وہ قبیلہ ہے جوآ خرتک سرکس رہا اورای میں آ تخضرت وہ ان کے آخر زمانہ میں مسیلمہ پیدا ہوا تھا تمامہ انقاق ہے مسلمانوں کے ایک انشکر کے ہاتھ میں گرفآر ہو گے اور مدینہ لاکر مجد نبوی کے تھیم میں با ندھ دیئے گئے آتخضرت وہ انگا نماز کے لئے تشریف الائے تو پوچھا کہ تمامہ تہماری کیا رائے ہے؟ جواب دیا تھر میری رائے انچی ہے اگر جھے آل کرو گے تو ایک خون والے کو آل کرو گے اورا گرا حسان کرو گے تو ایک خون والے کو آل کرو گے اورا گرا حسان کرو گے تو ایک شکر گذار پراحسان ہو گا اورا گرز رفد یہ چا ہے ہوتو ما تکو جو ما باغ کو دیا جائے گا آت تحضرت وہ کا نے نہیں فر مایا پھرای طرح دوسرے دن سوال و جواب ہوا پھر تیسرے دن ، تیسرے دن آتخضرت وہ کا نے خرمایا کہ '' تمامہ کو چھوڑ دو' لوگوں طرح دوسرے دن سوال و جواب ہوا پھر تیسرے دن ، تیسرے دن آتخضرت وہ کا نے خرمایا کہ '' تمامہ کو چھوڑ دو' لوگوں نے کھول دیا وہ رہ کے کے گئے کو اور کر دوسرے دن ہوگئے کہ کو زیر دی مسلمان بنائے کے لئے جا کرخود بخو دخسل کیا اور پھر مجد میں آ کر کھر شہادت پڑھر کر مسلمان ہوگئے گئے کیا کی کو زیر دی مسلمان بنائے کے لئے اس سے بہتر موقع ہوسکتا تھا بعد رکے قیدی گرفتار ہوگئے کے تیک نائیس بینیس کہا گیا کہ گیا ہو قبائا منا آئی گئا ہوئی کے انگوار یا اسلام ۔ اس طرح جنگ کے قبدیوں کے ماتھ بھی یہی بی برتاؤر ہا تر آن پاک نے جنگ کے قبدیوں کے متعلق کہا چو قبائا منا آگئوار۔ (حمل می لائی ختم ہونے کے بعدان قیدیوں کو احسان دھر کر چھوڑ دو بیار شاونہ ہوا کہ اسلام یا تکوار۔

غزوہ نجیر میں مسلمان روزانہ بعض قلعوں پر حملہ کرتے ہیں اور ناکام رہتے ہیں بالآخرشیر خداعلی مرتضی کو بھم ہوتا ہے کہ فوج کے کرجاؤہ وہ پوچھتے ہیں یارسول اللہ کیا ہیں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح ہوجا نمیں فرمایا؟ آ ہنگی سے روانہ ہوئیہاں تک کہان کے میدان میں پہنچ جاؤ پھران کو اسلام کی طرف بلاؤ اور اس میں ان کا جوحق ہوگاہ ہ ان کو بتاؤ خدا کی تتم اگرا یک محض کو بھی خدا تمہارے ذریعہ ہمایت دے دیاتو اس ہے بہتر ہے کہ تمہاری ملکیت میں سرخ اونٹ ہوں۔ سی چنانچہ خیبر کے بہود نے اسلام کا غرب قبول نہیں کیالیکن اسلام کی حکومت قبول کرلی اور مصالحت ہوکر تلوار نیام میں کرلی گئی۔

ای طرح کی مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان پر ہتھیار اٹھانا جائز نہیں بلکہ کفر کا موجب ہے کفار کو مسلمانوں کا بیطرزعمل معلوم تھا۔اکٹر لڑائیوں میں جب مشرک جملہ آورا پی کمزوری محسوس کرتا تھا تو اپنی جان بچانے کے

لي تصحيح بخاري وسنن ترندي ربط الاسير-

ع محج بخاري غزوهُ خير۔

ع معجم ملم تأب الأيمان-

لئے کلمہ تو حیدیز ہودیتا تھا اورا یک بچرے ہوئے مسلمان کومجبوراً اپنے غصہ کوضبط کر کے ہاتھ روک لیمایز تا تھا۔

ا یک دفعدا یک صحابیؓ نے پوچھا کہ اگر لڑائی میں میراحریف اپنی تکوارے میرا ہاتھ اڑا دے اور جب میرے حملہ کی باری آئے تو درخت کی آ ڑپکڑ کر کہے 'میں مسلمان ہوتا ہول' تواے خدا کے رسول میں کیا کروں ،اس کوفل کردوں؟ فر ما یا نہیں اس کا قتل جا تر نہیں ،عرض کی یارسول اللہ میر ا ہاتھ اس نے کا ٹ دیا پھر بھی اس کا قتل جا تر نہیں کہ اگرتم نے اب اس کونل کیا تو وہ ہو گیا جوتم اس کے قبل سے پہلے تھے اور تم وہ ہوجاؤ کے جووہ اس اقر ارتو حید ہے پہلے تھالے

حضرت اسامہ بن زید "آپ کے بڑے چہتے خادم تھے وہ ایک فوجی وستہ کے سیدسالار بنا کرایک لڑائی میں بھیجے گئے جب تھمسان کارن پڑا تو ایک کافران کی زدمیں آیا،انہوں نے حملہ کا قصد کیا تو وہ لا الہ إلَّا الله يكارا نھا'ا يک انصاری جو پہلے اس پر جھیئے تھے وہ تو رک گئے مگر اسامہ نے اس کا فر کے اس کلمہ پڑھنے کواس کی جان بچانے کے فریب پر محول کر کے اس کا پچھے خیال ندکیااور نیز ہ ہے اس کا کام تمام کردیا' آنخضرت ﷺ کو پی خبر ہوئی تواسامہ ہے سخت آزردہ ہوئے ،اسامہ ؓنے عرض کی یارسول اللہ اس نے صرف تکوار کے ڈرے کلمہ پڑھا تھا فرمایا اور کتنا بلیغ فقرہ فرمایا'' اے اسامة تم نے کیااس کا ول چیر کرد کیولیا تھا'' پھر برا بر بیفر ماتے رہے اے اسامة تم قیامت میں اس کے لا الد اللّ اللّٰہ کا کیا جواب دو گے اسامہ کہتے ہیں کہ مجھ کواتنی ندامت ہوئی کہ میں نے ول میں آرز و کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

دیکھو کہ واقعہ کی تصویر کتنی الٹ دی گئی ہے واقعہ تو بیرتھا کہا بئی حملہ آ ورانہ لڑائی کے تھمسان میں بعض کفار و مشرکین جن کو بیمعلوم تھا کہ سی کلمہ گوکومسلمان اپنے ند ہب کے تھم کے ہمو جب قبل نہیں کرتے وہ جب مسلمانوں کی ز د میں یڑتے تھے توانی جان بچانے کے لئے فورا کلمہ شہادت پڑھ دیتے تھے۔اور بیان اس صورت میں کیاجاتا ہے کہ اسلام نے کفارکوتکوارکی نوک ہے کلمہ پڑھنے پرمجبور کیا۔ کیا بیصدافت ہے؟

ای طرح آ تخضرت على كاايك اوراعلان ب جس كواكثر غلط معنى ميں چيش كيا حميا ب آپ نے فرمايا ﴿ ا مرت ان اقدائل الساس حتى يقولوا لا اله الا الله ﴾ مجهم ديا كيا بكير الوكول اس وقت تك الرائي کروں جب تک وہ تو حید کا قرار نہ کریں جب وہ اقرار کرلیں تو انہوں نے اپنے جان و مال کو مجھ سے بچالیا اوران کی نیت کی پرسش خدا کا کام ہے اس حدیث کا مقصد صرف ای قدر ہے کہ مسلمان سے لڑنا جائز نہیں لیکن کسی غیرمسلم قوم ہے بھی لڑناای وقت جائز ہے جب تک وہ تو حید کا اقرار نہ کرے اور جب اس نے بیکرلیا تو پھراس ہے بھی لڑناروانہیں خواہ وہ حملہ کے ڈرے لا الدالا اللہ پڑھے یا ہے ول ہے اس نے بیاقر ارکیا ہواس کی تحقیق کرئس نیت ہے اس نے کلمہ پڑھا ا نسان کا فرض نہیں ،خدا کا ہے، یہ بالکل ایک مصالحات اعلان ہے لیکن لوگ اس کواس معنی میں پیش کرتے ہیں کہ گو یااسلام کا تعلم بیتھا کہ مسلمان دیوانہ وارتکوار لئے پھرتے اور جس کو یاتے اس کوڈرا دھمکا کر کہتے کہ کلمہ پڑھوور نہ سرقلم کردیں سے غور كرواكر بيظم ہوتا تو قيدى اقر ارتو حيد كئے بغيراس آسانى سے چھوڑے جاتے اور ہارى ہوئى قوموں سے اسلام نہيں صرف چند در ہم کا جزیہ لے کران کوآ زاد کر دیا جاتا؟ اور کیامسلمانوں کو پیاجازت ملتی کہ

﴿ وَإِنْ جَنْحُوا لِلسَّلَمِ فَاجْنَحْ لَهَا ﴾ (انقال)

اگر کفار کا محارب فریق صلح کے لئے جھکے تو تو بھی جھک جا۔

بلکداس کے بچائے میے تکم ہوتا کہ جب تک وہ مسلمان نہ ہوجا ئیں ان سے سلح نہ کرنااور نیز کیا مسلمانوں کو بیے تکم ہوسکتا تھا کہ

﴿ وَإِنْ آحَدُ مِنَ الْمُشُرِكِينَ اسْتَحَارَكَ فَآحِرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلامَ اللَّهِ ثُمَّ ٱبْلِغُهُ مَامَنَهُ ١ ذلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَايَعُلَمُونَ ﴾ (ترج)

اورا گرلزائی کے میدان میں مشرکوں میں ہے کوئی تھے ہے پناہ مانظے تو اس کو پناہ دے یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام من لے پھراس کواس کے امن کی جگہ پنچادے میاس لئے کہ بیہ بیا گھالوگ ہیں۔

بلکہ یہ ہوتا کہ پناہ ملنے اور کلام الہی سننے کے بعد وہ مسلمان نہ ہوتو اس کو اس کی امن کی جگہہ پہنچانے کے بجائے اس کوتل کر کے جہنم میں پہنچاد ومگر ایسانہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی امن پسندی اور رواداری کے مفہوم کوکس طرح الٹ کر بیان کیا جاتا ہے حالا نکہ اسلام نے ان مشرکوں ہے بھی جو ہمارے کسی دوست مشرک قبیلہ کے دوست ہوں اور ہم سے سلح وآشتی ہے رہنا چاہے ہوں لڑئے کومنع کیا ہے۔

﴿ فَإِن اعْتَزَلُو كُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُو كُمْ وَالْقَوْ اللَّهُمُ السّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴾ (ناء) تواگروه تم سے كناره يكري چرندلاي اورتهارے سامنے كى طرح والين توالله نے كوان پر حملہ كرنے كى راه نهيں دى۔

بیعنی پھران پرتکوارا ٹھانا درست نہیں ٔ حالا نکہا گراسلام کی ندہبی جنگجوئی کے وہی معنی ہوتے کہ''یا تکواریاا سلام'' تو کیااس امن پہندی اس صلح جوئی اوراس ترک جنگ کی صورت ممکن ہوسکتی تھی؟

## مسلح تبليغي جماعتين:

غلط جہی پھیلانے کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ تبلغ و وعوت کے لئے جو جماعتیں ملک میں بھیجی جاتی تھیں وہ سلھ ہوتی تھیں لیکن یہ حقیقت بھلا دی جاتی ہے کہ بیر عرب کا واقعہ ہے جہاں کوئی منظم اور با شابط حکومت نہ تھی جس پرتمام رعایا کی حفاظت کی ذمہ داری ہو ایک ایک وادی میں ایک ایک قبیلہ اپنی الگ ریاست قائم کئے ہوئے تھا اور ہر قبیلہ وہرے قبیلہ سے برسر پریکارتھا راستوں پرر ہزنوں اور ڈاکوؤں کا قبضہ تھا جن سے اکا دکا آ دی کا تھی و سالم بچنا ناممکن تھا اس لئے جب کہیں کوئی تبلیغی مہم بھیجی جاتی تھی تو بدائم میں رہنے والوں کے عام دستور کے مطابق و وا پی ممکن حفاظت کے جب کہیں کوئی تبلیغی مہم بھیجی جاتی تھی تو بدائم کے ملک میں رہنے والوں کے عام دستور کے مطابق و وا پی ممکن حفاظت کے لئے سلے جاتی تھی اور اس بات کی ولیل کہ اس سلح جماعت کی تبلیغ و وعوت کے سواکوئی مقصد نہ تھا اس سے ظاہر ہے کہ ان کی تعداد تھوڑی ہوتی تھی جوفو جی حملہ کے لئے کافی نہیں ہوسکتی تھی۔

غزوہ بدر کے بعد جب قریش کا زورٹوٹ گیااور ملک میں اسلام بھی ایک توت شار ہونے لگا تو آئے خشرت ہوگئا نے بعض بعض قبیلوں کی درخواست پرمسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو تبلیغ وتعلیم کے لئے ادھرادھر بھیجا تب وہ بھی اکثر راستہ میں جان سے ماری گئیں واقعہ رجیع میں ستر داعیوں کا مارا جانا ، واقعہ بئر معو نہ میں چھ یا دس داعی مسلمانوں کا قبل ہونا 'سریہ ابن الی العوجاء میں بچاس مسلمانوں کی شہادت ، واقعہ ذاتِ اطلاح میں چودہ داعی مسلمانوں کا تیروں سے مارا جانا ،عروہ بن مسعود ثقفی کا تیروں سے چھد جانااس دعویٰ کی شہادت ہے۔

تبليغ ودعوت كي تنظيم:

آ تخضرت و المجام دیتے رہا کی معظم میں تشریف فرمار ہے تھے بنفی نفیس اس فرض کو انجام دیتے رہا کی ایک ایک کے پاس جاتے اور حق کا پیغام سناتے شہرے نکل کر مکہ کے آس پاس آ جاتے تھے اور آنے جانے والوں کو بشارت سناتے مکہ ہے نکل کر طائف گئے اور وہاں بھی اپنا فرض اوا کیا۔ یہ بھی خدا کی مصلحت تھی کہ اس نے اپنے آخری دین کا مرکز معظمہ کو قرار و یا جو عرب کا مرکزی شہر تھا اور جے کے موسم میں تمام قبیلے یہاں آ جاتے تھے آپ سالہا سال جے کے موسم میں ایک ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے اور خدا کی وقوت بیش کرتے 'ای سالا نہلنج ہے اسلام کو وہ جماعت ہاتھ آئی جس کا نام انسان ہے۔

الغرض ان تبلیغی سرگرمیوں سے مکہ میں سینکڑوں آ دی مسلمان ہو چکے تھے گر قر ایش کے ظلم سے وہ ملک سے ہوڑ نے پرمجبور ہوئے اور آ بخضرت وہ گئے کے مشورہ سے دہ حبشہ کی طرف رواند ہوئے اس سفر کی مصلحت عجیب وغریب متحقی ان مظلوم مسلمانوں کی ہجرت نے بیموقع ہم پہنچایا کہ وہ اس مسافرت میں جہاں جہاں سے گذر ہے اسلام کی آ واز پہنچائے تے اور اس طرح بیمن اور حبشہ وونوں ملکوں میں اسلام کی تحریک دوشناس ہوگئی۔

کہ میں آنخضرت وہ کا کے بعد عام مسلمانوں میں سب سے پہلے بیٹے اور دائی حق حضرت ابو بکر " منے مکہ کے بہت سے معزز گھر انول کے پر جوش نو جوان انہیں کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت عثمان " مضرت طلحہ " محضرت زیر " حضرت ابو بکر " ہی کی کوششوں سے دائرہ اسلام میں آئے حضرت ابو بکر " کے بعد اسلام کے دوسرے بملغ حضرت زیر " حضرت ابو بکر " کے بعد اسلام کے دوسرے بملغ حضرت مصعب بن جمیر " تھے جن کے موثر وعظوں کوئ کرآنخضرت وہ کا گھڑت سے پہلے ہی مدینہ کے گھرانے کے کھرانے کے گھرانے کے کہ بہتار ہو گئے تھے۔

مدینه منورہ آ کراسلام نے امن واظمینان کی سائس لی تو آ تخضرت ﷺ نے ان نومسلموں کوتعلیم کے لئے جو اطراف ملک ہے دارالسلام میں آتے تھے نیز ملک کے مختلف گوشوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک جماعت قائم کی جس کا نام عام طور سے اسحاب صفہ (چبوترہ والے) مشہور ہے اس میں وقنا فو قنا سوسے زیادہ آ دمی داخل رہے ہیں بیلوگ ملک میں اسلام کی دعوت کے لئے بیسے جاتے تھے اور خود نومسلموں کوتعلیم و بے بیر معونہ میں ستر کے قریب جودا می اور جملغ راہ میں بیدردانہ تل ہوئے وہ اس جمالات کے ارکان تھے۔

ان کے علاوہ اکا برصحابہ جو وقتا فوقتا مختلف ملکوں بادشاہوں قو موں اور قبیلوں میں اسلام کی دعوت لے کر پھیلے احادیث وسیر کی کتابوں میں ان کے نام متفرق طور سے ملتے ہیں۔ میں نے تھوڑی کی کوشش سے اس متم کے پینیس سحابیوں کے نام جمع کئے ہیں جنہوں نے از خود آنحضرت وقت کے مشورہ سے اس فرض کو انجام دیا ان کے نام بیہ ہیں ابوذ رغفاری طفیل بن عمروووی جعفر طیار عمرو بن عبد سلمی صاد بن تقلید خالد بن دلید علی بن ابی طالب مہاجر بن ابی امیہ زیاد بن لبید خالد بن سعید عدی بن حاتم علاء بن حصری ابوموی اشعری معاذ بن جبل جریر بن عبد اللہ بخلی و دیے بھی عمرو بن المحاص دیر بن خیس عروب ن معود تعفی عامر بن شہر منقذ بن حبان شمامہ بن آثال محیصہ امیضم کی مغیرہ بن شعبہ عمرو بن العاص دیر بن خیس عروب ن مسعود تعفی عامر بن شہر منقذ بن حبان شمامہ بن آثال محیصہ

بن مسعودًا حنف ابوزيد انصاري عمرو بن مره عياش بن ربيع مخز وي واثله بن اسقع "عبدالله بن مذافية بهي حاطب بن ابي بلتعه سليط بن عمرو بن عبد شمل شجاع بن وہب اسدی انہیں سلغوں اور داعیوں اور قاصدوں کی پکارتھی جس نے یمن میامه ا بحرین حجاز نجدغرض پورے عرب کو بیدار کرویااور عرب ہے باہراریان شام مصر جبش ہرجگہ اسلام کا پیغام پہنچ گیا۔

## مبلغول كى تعليم وتربيت:

سيرة كى دوسرى جلد كے آغاز ميں اشاعت اسلام كى تاريخ اور دعا ة معلمين كى تعليم وتربيت كا حال لكھا جا چكا ہے سلسلہ بیان کے لئے یہاں صرف اس قدر کہنا ہے کدان کوسب سے پہلے قرآن یاک کی سور تیں یاد کرائی جاتی تھیں لکھنا یڑھنا بھی سکھایا جاتا تھا آنخضرت ﷺ کے شب وروز کے ارشادات سننے کا موقع بھی ان کو ملتا تھالیکن حقیقت ہیہ ہے کہ اسلامي تبليغ كادرس اولين قرآك ووصرف قرآن تها-

#### دعوت بالقرآ ك

قرآن پاک اسلام کے دعویٰ اور دلیل دونوں کا مجموعہ ہے اور دہی اس کے ندجب کاصحیفہ ہے خود آنخضرت ﷺ اور دوسرے بسلغ سحابہ بھی تبلیغ و دعوت میں صرف قرآن کی سورتیں پڑھ کر سناتے تھے اور جہاں ان کواس کا موقع مل جا تا وہاں اس کی تا ثیرا پنا کام کر جاتی تھی اور بیفرض خود قر آن نے اپنا آپ قرار دیا تھا اس کی تبلیغ کے لئے جہاد کی ضرورت تھی تکراس جہاد کا ہتھیارلو ہے کی تکوارنہیں بلکے قران کی تکوارتھی جس کی ضرب ڈ ھال اورسپر سے بھی ممکن نہتی اللہ تعالیٰ نے اینے پیغیبر کوای تلوارے جہاد کا تھم دیافر مایا۔

﴿ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَجَاهِدُهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴾ (فرقان)

تواے پیغیر منکروں کا کہنا نہ مان اور اس قر آن سے ان کے ساتھ پڑنے زورو شور سے جہاد کر۔

اس پیغام الٰہی کے زمین میں اتر نے کی غرض ہی ہیتھی کہ وہ خدا کے بھولے ہوئے بندول کوان کا عہد یاد ولائے فرمایا:

﴿ فَذَكِّرُ بِالْقُرُانِ مَنْ يُحَاثُ وَعِيْدٍ ﴾ (ق)

تواے وقیبران کوجومیری دھمکی ہے ڈرتے ہوں قرآن کے ذرایدے یا دولا۔

قرآن رحت عالم پیام عموی ہے اور یہی اس کے نزول کی غرض وغایت ہے فرمایا

﴿ تَبْرَكَ الَّذِي نَرَّلَ الْفُرُقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَلَمِينَ نَذِيرًا ﴾ (قرقان-١)

برکت والا ہے وہ جس نے حق و باطل میں امتیاز بتائے والی کتاب اپنے بند و پر اس کئے اتاری تا کہ تمام دنیا کو بیدار اور بشار کردے

یجی قرآن اسلام کی طاقت اور محدرسول الله عظی کا اصلی ہتھیارتھا جس کی کاٹ نے بھی خطانہ کی

اشاعتِ اسلام کی قدرتی ترتیب:

عرب میں صرف تین قومیں تھیں جن کا اسلام لا نا گویا تمام جزیرہ نمائے عرب کا اسلام لا تا تھا یعنی مشرکین بہود

اور نصاری مشرکین عرب کا مرکز خاند کعبرتھااوران کے بذہبی پیشوا قریش نتنے یہود کا صدرمقام مدینہ اور خیبرتھااور مجوں شام اور تین کےاطراف میں تھیلے تھے۔

اس بناء پرالافسرب فسالا قوب کے کاظ سے اشاعت اسلام کی قدرتی تر تبیب بیٹھی کے قریش اور کفار مکہ کو پہلے دعوت تو حید دی جاتی پھر یہود کو حلقہ بگوش اسلام بنایا جاتا 'اور اس کے بعد تصاری اور مجوس کو دعوت دی جاتی چنانچہ آ تخضرت عظفے نے ای ترتیب کے ساتھ اسلام کی اشاعت کی اور ای بناء پر قرآن مجید کا طریق وعوت مختلف نظرآتا ہے تمام مکی سورتوں کے مخاطب کفار مکہ تھے اس لئے ان میں بت پرئی کی مذمت تو حید کی ترغیب عجائب قدرت کا بیان عذا ب البی تے تخویف اور صنادید قریش کی مخالفت کے جواب کے سوا پھوٹیس کیکن جب آنخضرت کی مکہ ہے جرت کر کے مدینة تشریف لائے تو بہود ہے سابقہ پڑااوراب قرآن کا طرز خطاب بدل گیا چنانچہ ابتدائی مدنی سورتیں زیادہ تر بہود کی ند ہی تاریخ ان کی تحریفات اور ان کی اخلاقی گمزور یوں اور فقص بنی اسرائیل پرمشمتل ہیں سب ہے اخیر میں نصاریٰ کی باری آئی اور فتح مکہ کے بعد قبائل عرب کے وفو و کےسلسلہ میں نجزان کے عیسائیوں کا وفعد آیا ای زمانہ میں سورہ آل عمران نازل ہوئی جس میں نصاری کا ذکر ہے۔

مجوں عرب میں بہت کم تھے بحرین اور یمن میں خال خال وہ یائے جاتے تھے وہ بھی ایرانی انسل تھے خالص عرب نہ تھے اس لئے قرآن مجید نے خاص طور پر کسی سورہ میں ان کے ساتھ خطاب نہیں کیا ہے البتہ جا بجا منا سب موقعوں یران کا نام لیا ہےاوران کے عقا کد کی تر دیداوران کوهمویت یعنی دوخداؤ ل کی پرستش کے بجائے تو حید کی وعوت دی ہے۔

## قبول اسلام کے لئے کیا چیز در کارتھی؟:

اگر چہ پورپ کا بیام وعویٰ ہے کہ عرب میں اسلام صرف تکوار کے زورے پھیلا الیکن ابتداء میں جن اشخاص اورجن قبائل نے اسلام کو قبول کیاان کے اوصاف پیش نظر کر لینے کے بعد صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اپنے لئے صرف اثريذ برول كاجويال تقااور جب بيرة شيانة ل جاتا تقاتواس كے سامنے بيطائز قدس اپنے پرۋال ويتا تھا، چنانچيا بتدائے بعثت میں جن اہخاص نے اسلام کو قبول کیا ،وہ وہ ی تھے جو نیک طبع ایماندار رائی پہنداور حق جو تھے اور چونبوت کے اوساف وخصائص ہے واقف تھے، گزشتہ آ سانی نما ہب ہے کچھ نہ کچھ آ گاہ تھے اور معاشرت اور تدن ہے بہرہ ورتھے اشفاص کے علاوہ جن قبائل اور آیاد یوں نے اسلام کے قبول کرنے میں پیش دی کی وہ بھی وہی تھے جن میں پیخصوسیتیں یائی جاتی تھیں۔عرب کے دومختلف حصول جنو بی وشالی میں سب سے زیادہ اسلام کو کامیا بی عرب کے جنو بی حصہ یعنی تیمن ا عمان' بحرین میامه میں ہوئی اورشالی حصہ میں ہے مدینہ منور واوراس کے اطراف میں ہوئی کیونکہ وہ تعرفی حیثیت ہے دنیا کی دوممتاز متمدن قوموں ایرانیوں اور رومیوں سے متاثر تھے اور ندہجی حیثیت سے یہودیوں اور عیسائیوں سے ان کامیل جول اورخلا ملا تقاامل مدینہ بھی یہود یوں کے تمدن ومعاشرت ،روایات اور رسم ورواج سے بہت کچھ متاثر تھے۔ ل اسلام کوئر بوں ہے جس قدرلزا ئیاں پیش آئیں وہ سب نجداور جاز میں پیش آئیں لیکن مسلمانوں کی کوئی جزار

فوج مدینہ یمن عمان میمامداور بحرین کوفتح کرنے کے لئے نہیں بھیجی گئی ،انصار مدینہ نے خود آگراسلام کو لبیک کہا اطراف مدینہ کے قائل میں خفار نے خود مکہ آگر کیش کی تلوار کی آگ میں کھڑے ہو کرلا الدالا اللہ پڑھا ہمین ہے دوس کے قبیلہ کے آدمیوں نے خود مکہ معظمہ پہنچ کرامیان کی دولت حاصل کی اوراس کے سردار نے اپنا قلعداسلام کی پناہ کے لئے پیش کیا ، اشعر کا قبیلہ بھی ای زبانہ میں غائبانہ مشرف باسلام ہوا ، ہمدان کا قبیلہ حضرت علی علی دعوت پرایک دن میں مسلمان ہوگیا۔ اشعر کا قبیلہ بھی ای زبانہ میں غائبانہ مشرف باسلام ہوا ، ہمدان کا قبیلہ حضرت علی علی دوئوت پرایک دن میں مسلمان ہوگیا۔ عمان کا بھی بہی حال ہوا۔ وہاں بھی اسلام نے صرف اپنی تبلیغی کوششوں کے ذریعہ سے افتد ارحاصل کیا ،ایک بار آپ نے عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک آدمی کو بھیجا وہ لوگ اس کے ساتھ مختی سے پیش آئے اوراس کو زدو کوب کیا بار آپ نے تربان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اہل عمان ہوتے تو تم کونہ گالیاں دیتے نہ مارتے (مسلم منائل اہل عمان)

یمامہ کے رئیس ثمامہ تقید ہوکر مدینہ آئے بہال آزاد کردیئے گئے مگر مدینہ کی مسجد میں جوجلوہ انہوں نے دیکھا اپنی ظاہری مادی آزادی کے بعد بھی اس کی نورانی زنجیر سے انہوں نے رہائی نہ پائی خود بخود مسلمان ہو گئے اوراپ قبیلہ میں جاکراسلام کے داعی بن گئے اور آخرخون کا ایک قطرہ گرے بغیراسلام نے وہاں آکٹریت حاصل کرلی۔

دیہاتوں میں سب سے پہلے قریۂ جواثی نے صدائے توحید پر لبیک کہا جومضافات بحرین میں تھا ،ای قریہ جواثی کے باشند ہے فتح مکہ سے پہلا اسلام قبول کر چکے تھے جنانچ مجد نبوی کے بعد عرب کے دیہاتوں میں سب سے پہلا جمعہ ای گاؤں میں پڑھا گیا۔ جمعہ ای گاؤں میں پڑھا گیا۔ بارگاہ نبوت میں عرب کے دفو داگر چہ فتح مکہ کے بعد حاضر ہوئے کیکن بحرین کے لوگوں نے اس میں تمام قبائل عرب پر چیش دی گئ چنانچہ ہے میں سب سے پہلا دفد جوآ تخضرت و کا کی خدمت میں حاضر ہوا وہ قبیلہ عبدالقیس کا تھا جو بحرین میں سکونت گزیں تھا۔

اہل یمن کا شاراگر چرمہا جرین اولین میں نہیں کیا جاتا لیکن جب آنخضرت وہنگا کی بجرت کا حال معلوم ہواتو ای وقت حضرت ایوموئی اشعری ہم بھی یمن ہے ۵۴ آدمیوں کو لے کرمدینہ کی طرف بجرت کی غرض ہے روانہ ہوگئے بحری سفر تھا وہ لوگ کشتی میں سوار ہوئے تو بادمخالف کے جھوٹکوں نے ان کو حبشہ میں پہنچا دیا جو مسلمانوں کا سب سے پہلا دارالجر ق تھا وہاں حضرت جعفر بن ابی طالب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آنخضرت وہنگا نے ہم کو پہیں دارالجر تا تھا وہاں حضرت جعفر بن ابی طالب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آنخضرت وہنگا نے ہم کو پہیں اتا مت کا حکم دیا ہے تم لوگوں کو بھی پہیں تھر جانا جا ہے ، جنانچہ وہ لوگ و بیں مقیم ہوگئے اور فرج نے نہر کے زیانے میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سے

یہ حقیقت ہے کہ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ جہالت اور وحشت تھی اور اس کی اشاعت کی سب سے بڑی محرک چیز تدن ،معاشرت اوراخلاق کی بلندی اور کتب آسانی اور دیگر ندا ہب سے واقفیت تھی 'خودقر آن مجید نے اس کوظا ہر کیا ہے۔

﴿ ٱلْاَعُرَابُ ٱشَدُّ كُفُرًا وَّنِفَاقًا وَّ آجُدَرُ ٱلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا ٱنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ

ل بخارى باب الجمعة في القراري والمدن\_

وَاللَّهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (ترب)

دیہاتی بدوی کفراورنفاق میں سب سے زیادہ بخت ہیں اور زیادہ اس کے اہل ہیں کہ وہ ان احکام کونہ جانیں جوخدا نے اپنے رسول پراتارا ہے اور اللہ جانتا اور حکمت والا ہے۔

اور بھی اس قتم کی آیتیں ہیں جولوگ باویہ ہے آ کراسلام لائے تضاور کچھ مسائل کی کروا پس چلے جاتے تھے ان ہے جو بیعت کی جاتی تھی اس کا نام بیعت اعرابی تھا جو کم درجہ مجھی جاتی تھی اس بناء پر بادیہ میں الگ تھلگ رہنا صحابہ کے زمانہ میں معیوب سمجھا جا تاتھا بلکہ بعض لوگ اس کوار تداد کی علامت سمجھتے تھے۔ لے

## اشاعتِ اسلام کے اسباب و ذرائع:

گذشته مباحث پرایک غائز نظر ڈالنے کے بعد خود بخو دیے مقدہ کھل جاتا ہے کہ آنخضرت ﷺ نے وین حق کو عربوں میں کس طرح پھیلا یا اور آپ کو کیونکر کا میا بی حاصل ہوئی تا ہم اگر واقعات کی روشنی میں ایک ایک سحا بی کے قبول اسلام کے اسباب کی تلاش کی جائے تو حسب ذیل اسباب سامنے آئیں گے۔

ا۔ اسلام کے نشر واشاعت کا سب سے مقدم اوراصلی سب معجز ہ قرآنی تھا' قرآن مجید جس مؤثر اورول کیکیا دینے والے طریقہ سے عقائد ومعارف واخلاق کی تلقین کرتا تھا ،اس کے سامنے وہ تمام عوائق اورموانع جن کا اوپر ذکر ہو چکا فنا ہوجاتے تھے۔جولوگ سرے سے خدا کے وجود کے منکر تھے قر آن مجیدان کے سامنے عالم کی پوقلمونی' مظاہر قدرت کی ہو العجبی کا نتات کی نیرنگی اجرام فلکی کی جلوہ گری اور عناصر کی نگار آرائی سے اس طرح استدلال کرتا تھا۔ ﴿ كَيْفَ تَكُفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُهُمْ آمَوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُعِينَكُمْ ثُمَّ يُحْيِيَكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (بقره) تم خدا کاا نکار کس طرح کرتے ہوحالا نکہتم بھی ہے جان تھے تو اس نے تم کوزندگی بخشی کھرایک دن تم کومردہ بنادے کا پھرزندہ کرے گا اور پھراس کے پاس وا پس کئے جاؤ گے۔

﴿ إِنَّ فِينَ خَلَقِ السَّمُوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْحَيَّلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّيْنُ تَحْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسُ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَتَّ فِيُهَا مِنْ كُلِّ دَآبَة وْتَصْرِيُفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخِّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَايْتِ لِّقَوْم يَّعُقِلُونَ ﴾ (بقره) آ سان وزمین کی پیدائش میں شب وروز کے اختلاف میں ان کشتیوں میں جوسمندر میں انسانوں کے لئے سودمند چیزوں کو لے کرچکتی ہیں بادلوں سے یانی برسائے میں اس یانی سے مردہ زمین کوز تدہ کرنے میں اوراس زمین میں برقتم کے جانداروں کو پھیلانے میں ہواؤں کے چلانے میں ان بادلوں میں جو فضائے آسانی میں مسخر ہیں دانشمندوں کے لئے یقیناً بری نشانیاں ہیں۔

﴿ وَلَهُ ٱسُلَّمَ مَنْ فِي السَّمُواتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكُرُهَا وَّالَّذِهِ يُرْجَعُونَ ﴾ (آل عران) آ سان وزمین میں جوبھی ہے برضایا مجبورا ای کا اطاعت گذار ہے' اور ای کی طرف ایک ون سب لوٹائے ما میں گے۔ ﴿ إِنَّ فِي خَلُقِ السَّمُوٰتِ وَالْآرُضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيُلِ وَالنَّهَارِ لَآيَتِ لِأَ وَلِي الْآلِبَابِ الَّذِينَ يَـذَكُرُونَ اللَّهُ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى خُنُوبِهِمُ وَيَتَفَكُّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمُوٰتِ وَالْآرُضِ رَبَّنَا مَا خَلَقُتَ هَذَا بَاطِلًا ﴾ (آلمران)

آ سان وزمین کی خلقت اورشب وروز کے الٹ پھیر میں ان ارباب عقل کے لئے بے شبہ بردی نشانیاں ہیں جواشحتے بیٹھے لیٹتے (ہرحال میں) خدا کو یاد کرتے ہیں اور آ سان وزمین کی خلقت پرغور کرتے ہیں کہ خدایا تو نے یہ بیکار پیدا نہیں کیا۔

﴿ هُوَ اللَّذِي يُسَبِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَحَرَيْنَ بِهِمُ بِرِيْحِ طَيِّبَةٍ وَقَرِحُوا بِهَا حَاءَ تُهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَحَاءَ هُمُ الْمَوَّ جُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّواۤ ٱنَّهُمُ اُجِيُطَ بِهِمُ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ (يأس)

و و و ہے جوتم کو خطکی اور دریا میں سفر کراتا ہے بہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہوا ور موافق ہوا کشتی والوں کے لئے جاری ہے اور لوگ خوش ہور ہے ہیں کہ (وفعۃ) زور کا جھکڑ آیا اور ہر طرف سے موجیس آ سکیں اور لوگوں کو یقین ہوچلا کہ اب وہ گھر گئے اس وقت وہ مخلص ہوکر خدا کو یکارنے لگتے ہیں۔

﴿ وَمِنُ الِيَّهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنُ أَنْفُسِكُمُ أَزُوّاجًا لِتَسُكُنُواۤ الَيُهَا وَجَعَلَ بَيُنَكُمُ مُوَدَّةً وَرَحْمَةً ٤ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَا يُنتِ لِيقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ٥، وَمِنُ الِيَّهِ خَلَقُ السَّمُواتِ وَالْارُضِ وَاخْتِلَافُ الْسِنَتِكُمُ وَٱلْوَائِكُمُ ٤ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَا يُنتِ لِلْعَلِمِينَ وَمِنْ الِيَهِ مَنَامُكُمُ بِاللَّيُلِ وَالنَّهَارِ وَالْتِيَعَاوُكُمْ مِنْ فَضَلِهِ ٤ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَا يُتِ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴾ (١٥٠)

اور خدا کی نشانیوں میں سے بیہ ہے کہ تہمارے لئے تم ہی میں سے جوڑے بنائے کہ تم کوان سے تسلی ہؤاور تم دونوں میں باہمی محبت اور ہمدردی پیدا کی اس بات میں سوچنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے آسان اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور تہماری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا ہے اس بات میں جانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور خدا کی نشانیوں میں سے تہمارا رات اور دن میں سونا اور خدا کے فضل (روزی) کو ڈھونڈ تا ہے اس میں سفنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

خدایاایک قوت اعظم کااعتراف خودانسان کی فطرت ہے،لیکن غفلت شعاری اور آبائی اثر اور دیگراسباب سے پیفطرت بھی بھی مردہ اور بے مس ہو جاتی ہے،قران مجیدای خفتہ حس کو بیدار کرتا ہے۔

﴿ أَفِي اللَّهِ شَكُّ فَاطِرِ السَّمْواتِ وَالْأَرُضِ ﴾ (ابراتيم)

كيا خدا يل شك ب جوآ سانون اورز من كايداكر في والا ب-

﴿ كَيْفَ تَكُفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنتُهُمُ أَمُواتًا فَأَحْيَاكُمُ نُمْ يُمِينُكُمُ ثُمْ يُحْيِيْكُمُ نُمْ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (ابقره) اوركيحة خداكا الكاركرت مؤحالاتكرة بوجان تفاوراس في كوزندگى دى اور پروه تم كوموت و عاكا بجروه تم كوزندوكر عاكا مجرتم اس كى طرف لونائ جاؤك -

عرب میں ملحد کم تھے،زیادہ تر بلکہ قریباتمام ترمشر کین تھے جوخدا کواگر چہ مانتے تھے کیاں یہ بھی مانتے تھے کہ

اس کے سوااور بھی خدا ہیں جو خدا کے شریک ہیں اور نظام عالم ان بن کے ہاتھ سے انجام پاتا ہے، انسان کی فطرت ہے کہ جس سے براہ راست اس کوکام پڑتا ہے اس کوزیادہ مانتا ہے ای سے زیادہ مجبت کرتا ہے ای کی زیادہ پرسٹش کرتا ہے پونکہ مشرکیین کا اعتقاد تھا کہ بادلوں کی بارش غلہ کی پیدوار نیا تات کی روئید گئ سب اجرام فلکی یااصنام کا کام ہے اس لئے ان کو عبدیت کا جو کچھ تعلق تھا ان بھی معبودوں سے تھا وہ انہی کی عبادت کرتے تھے انہیں سے محبت رکھتے تھے انہیں پر نذر چڑھاتے تھے، ان کی عبادت کرتے تھے انہیں سے محبت رکھتے تھے انہیں پر نذر چڑھاتے تھے، ان بناء پرآ خضرت بی ھاتے تھے، ان بناء پرآ خضرت بی ھاتے کا ملی کام ای شرک اور اصنام پرتی کومٹانا تھا ' بہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اصل دجود باری کے متعلق بہت کم استدال ہے زیادہ ترشرک کا ابطال اور اس کی تحقیرا و تجھین ہے۔

قرآن مجیدطرح طرح سے نہایت موثر پیرایوں میں شرک کی لغویت کا ظہار کرتا ہے۔

کیا وہ جس نے زمین کوتر ارگاہ بنایا اوراس کے چی میں نہریں بہا کیں اوراس کے لئے پہاڑوں کی میخیں گاڑیں اور دونوں دریاؤں میں اوٹ رکھا کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے بلکہ واقعہ بیہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ جانے نہیں اکیا وہ جو پر بیٹان خاطروں کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور بلا کو ہٹا دیتا ہے اور تم کو دنیا کا حکمر ان بٹاتا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے تم بہت کم سوچتے ہو کیا وہ جو تم کو فقطی اور تر کی کی اندھیر وں میں راستہ دکھا تا ہے اور وہ جو کہ اپنی رحمت (بارش) کے آگے ہواؤں کو بھی تا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے سٹر کین جن کو خدا کا شریک کہتے ہیں خدا ان سے برتر ہے۔ آیا کون ہے جو آفر فیش کا آغاز کرتا ہے گھراس کولوٹالا تا ہے اور وہ کون ہے جو تم کو آ سان اور زمین ہے دوزی دیتا ہے کیا خدا کے سواکوئی اور ہے۔ آگر سے ہوتو دلیل لاؤ۔

کفاراورمشرک عموماً قیامت کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ ﴿ مَنْ بُسُمِي الْعِظَامَ وَهِي رَمِيْمٌ ﴾ یعنی بثریال گل مر چکیں آواب کون ان کوجلائے گا' قرآن مجیدان سے خطاب کرتا تھا۔

﴿ اَلَهُ مِنَكُ نُطُفَةً مِّنُ مَّنِي يُتُمنِى ٥ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوْى ٥ فَجَعَلَ مِنَهُ الزَّوْجَيُنِ الذَّكَرَ وَ الْأَنْفَى ٥ الَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِرٍ عَلَى أَنْ يُنْحِي ٤ الْمَوْتَى ﴾ (قيامة) كيا انهان پيلے من نيس تھا چرگوشت كالوقع ابنا ، پرخدائے اس كوفيك كيا اور اس دوجوڑ مرداور عورت بنائے '

غرض عقائدٌ عباداتُ اخلاقُ اعمال ہر چیز کوقر آن اس موثر اور دلنشین طریقہ ہے ادا کرتا تھا کہ دل میں گھر کرجاتا تھا اور رہم و عادات کا بنداس سیلاب کوکسی طرح روگ نہیں سکتا تھا اس پر بھی جو کفر پر ثابت قدم رہے وہ ذاتی

کیادوای برقادر کیل کدم دے کوزند وکردے۔

اغراض كالثر تقاحقيقي فحو داورا نكارنه تقابه

تمام بڑے بڑے سے ابرے بڑے بڑے روساء قبائل بڑے بڑے شعراء اور خطباء قرآن ہی سن کرایمان لائے ' حضرت عمر ' کس ارادہ سے چلے تھے'لیکن جب قرآن مجید کی آیتیں سنیں تو کا نپ اٹھے اور اسلام قبول کرلیا' عقبہ جورکیس قریش اور علوم عرب کا ماہر تھا جب اس نے آنحضرت وہیگا کی خدمت میں آ کرکہا کہ تم نبوت کی دعوت سے باز آؤہم تمہارے لئے سب کچھ مہیا کردیتے ہیں'آپ نے خم کی ابتدائی آیتیں پڑھیں، جب بیآیت آئی:

> ﴿ فَإِنْ أَعُرَضُوا فَقُلُ أَنْذَ رُتُكُمُ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةٍ غَادٍ وَتَمُودَ ﴾ (م نسلت) تواگروه منه پھیرے تو کہدے کہ میں تم کواس کڑک سے ڈرا تا ہوں جوعاد و ثمودکی کڑک کی طرح ہے۔

تو منتبہ نے بیتاب ہوکر آنخضرت وہ کھنے کے منہ پر ہاتھ رکھ دیااور کہا کہ خدا کے لئے بس نم کو قرابت کی قتم دلاتا ہوں کھر والیس جاکر قریش ہے کہ دویا محمد جو کلام پیش کرتے ہیں نہ تو وہ شعر ہے نہ جادونہ کہا نت ہے لے (بلکہ کوئی اور چیز ہے) حضرت ابوذر "نے اسلام لانے سے پہلے اپنے بھائی انیس کو جو شعرائے عرب میں تھے آنخضرت وہ گھا کی خدمت میں تھے تا خضرت وہ گھا گی خدمت میں تھے تا خضرت ابوذر " ہے کہا کہ لوگ میں تھے تا کہ جھیجا تھا' وہ خدمت اقد س میں حاضر ہوئے اور قرآن مجید سناتو جاکر حضرت ابوذر " سے کہا کہ لوگ ان کو کا بمن اور شاعر کہتے ہیں' لیکن میں کا ہنوں اور شعراء دونوں کے کلام ہو اقت ہوں اور ان کا کلام دونوں سے الگ ہے' نیس کے بعد حضرت ابوذر "خود گئے اور والیس آئے تو ان کا آ و حاقبیلہ ای وقت مسلمان ہوگیا۔ گ

ولید بن مغیرہ (حضرت خالد کا باپ) جواسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا جب آنخضرت کی خدمت میں حاضر ہوااور آپ نے بیآ بیتیں پڑھیں۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَامُرُ بِالْعَدُلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئَ ذِي الْقُرُنِي وَيَنَهِي عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغِي يَعِظُكُمُ لَعَلَّكُمُ تَذَكَّرُونَ ﴾ (أل-٩٠)

خداعد آن کا احسان کا اور رشته دارول کوعطا کرنے کا حکم دیتا ہے اور فخش ئے بری بات سے اور ظلم سے منع کرتا ہے وہ تم کو سمجھا تا ہے کہ شایدتم سمجھ جاؤ۔

ولیدنے کہا پھر پڑھنا آپ نے دوبارہ پڑھا وہ والیل گیااور قریش ہے جاکر کہا کہ بیان ان کا کلام نہیں۔ سے عثان بن مظعون پڑے پایہ کے صحابی اور سابقین اسلام میں ہیں یہی آبیتیں ہیں جن کوئ کران کے ول نے سب سے پہلے اسلام کا جلوہ و یکھا۔وہ خانہ کعبہ کوجارہ ہے تھے کہ آنخضرت و کھانے راستہ میں اپنے پاس بٹھالیا 'پھر فرمایا کہ ابھی مجھ پر بید کلام انز اہے یہ کہد کر آپ نے او پر والی آبیتیں پڑھیں۔عثان کہتے ہیں کہ پہلاموقع تھا کہ اسلام نے میرے ول میں گھر کیا۔ سے

لے علامہ ابن تیمیہ نے الجواب الصحیح جلد ہم صفح ہم میں مند ابو یعلی وغیرہ سے بیر روایت نقل کی ہے نیز بیر دوایت متدرک حاکم میں بھی ہے۔

ع صحیح مسلم فضائل حضرت ابوذر<sup>\*</sup>۔ لعب

ع الجواب السجح جلد ٢ صفحه ٣ بحواله عبدالرزاق \_

س. مندابن منبل جلداول صفحه ۱۸ سواد بالمفردامام بخاری باب أنبغی \_

جبير بن طعم في كفرك زمانه من أنخضرت و الله كوسورة طور برا من سنا جب اس آيت بريني:

﴿ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءَ آمُ هُمُ الْحَالِقُونَ ٥ أَمُ خَلَقُوا السَّمُونِ وَ الْآرُضَ بَلُ لَا يُوقِنُونَ ٥ أَمُ خَلَقُوا السَّمُونِ وَ الْآرُضَ بَلُ لَا يُوقِنُونَ ٥ أَمُ عَلَقُوا السَّمُونِ وَ الْآرُضَ بَلُ لَا يُوقِنُونَ ٥ أَمُ عَنِدَهُمُ خَزَآتِنُ رَبِّكَ آمُ هُمُ الْمُصَيُطِرُونَ ﴾ (طور ١٥٠٥)

المَ عَنِدَهُمُ خَزَآتِنُ رَبِّكَ آمُ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴾ (طور ١٥٠٥)

کیا بیلوگ ازخود پیدا ہو گئے یا خود خالق ہیں کیا آسان اور زمین کوانبیں لوگوں نے پیدا کیا بلکہ (واقعہ یہ ہے کہ) ان میں ایمان نہیں کیاان کے پاس خدا کے خزانے ہیں کیا یجی لوگ سر براہ کار ہیں۔

توخودجير كابيان ہے كہ مجھكوبيمعلوم ہوتاتھا كميراول اڑنے لگا۔ ك

طفیل بن عمرٌ والدوی مشہور شاعراور شرفائے عرب میں تھے بجرت سے پہلے وہ مکہ گئے لوگوں کوان کے آنے کی خبر ہوئی تو ان کے پاس نہ جانا' وہ لوگوں پر جادو کردیتے ہیں لیکن جب خبر ہوئی تو ان کے پاس نہ جانا' وہ لوگوں پر جادو کردیتے ہیں لیکن جب حرم میں اتفاقیہ آنخضرت وہنگا کی زبان ہے قرآن سنا تو ضبط نہ کر سکے اور مسلمان ہو گئے۔ کے

جرت سے پہلے آنخضرت وہ اللہ نے جب طائف کا سفر کیا اور شرکین کواسلام کی وعوت دی تو اگر چہادھرے جواب ڈھیلااور پھرتھا تا ہم خالدالعدوانی نے جوطائف کے رہنے والے تھے آپ کو

﴿ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ﴾ (طارق)

فتم ہے آ سان کی اور رات کے چلنے والے ستارہ کی۔

پڑھتے ساتواس قدر متاثر ہوئے کہانہوں نے ای حالت کفریس پوری سورہ یادکر لی سے اور آخراسلام لائے حضرت ابوبکر "کوقیام مکہ کے زمانہ میں بعض شرکین نے اپنی پناہ میں لے لیا تھااس زمانہ میں حضرت موصوف نے ایک مجد ہوالی تھی اور اس میں نماز پڑھا کرتے تھے لیکن نماز بآواز بلند پڑھتے تھے آواز من کرمحلہ کے نو جوان اور عورتیں جمع ہوجا تیں اور قرآن سنتیں تو ان کا دل خود بخو داسلام کی طرف کھنچا 'چنانچیا کی بناء پر کھار نے حضرت ابوبکر " سے محارت کی کہ قرآن پکار کرنہ پڑھا کرو، اس سے ہمارے بچا اور عورتیں مفتون ہوتی جاتی ہیں سے انصار اول اول جب مقام عقبہ میں اسلام لائے تو قرآن ہی من کرلائے تھے جولوگ داعی بنا کر جسیجے جاتے ان کوقرآن یادکرایا جاتا اور وہ جہاں جاتے ہی کادرگر آلے نیز کے کرجاتے ، نجاتی کے دربار میں کھار قریش جب سفیر بن کر گئے اور ان کی شکایت پرنجاتی نے مسلمانوں کو بلاکر باز پرس کی تو حضرت جعفر طیار " نے قرآن مجد کی چند آئیتیں پڑھیں نجاتی ہے اختیار رو پڑا اور کہا کہ ضمانوں کو بلاکر باز پرس کی تو حضرت جعفر طیار " نے قرآن مجد کی چند آئیتیں پڑھیں نجاشی ہے اختیار رو پڑا اور کہا کہ ضمانوں کو بلاکر باز پرس کی تو حضرت جعفر طیار " نے قرآن مجد کی چند آئیتیں پڑھیں نجاشی ہے اختیار رو پڑا اور کہا کہ ضدا کی تنم نے کلام اور انجیل ایک بی چشمہ سے لکھ ہیں۔ ھ

جش میں جب آپ کی بعثت کا چرجا ہوا تو ہیں شخص جو غدمها عیسا کی تنفے شخفیق حال کے لئے مکہ میں آئے اور

ل مجمج بخاري كتاب النفير سورة طور

ع ان كاسلام كاحال ابن القيم (زاد المعاد) في بتعيل لكعاب اورابن اسحاق كي حوالد ع لكعاب -

ت مندابن هبل جلد م صغیه ۲۳۵ \_

ع جفاری شریف ذکر ججرت \_

ه مندابن عنبل جلده صفي ١٩١\_

حد جهارم

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں پڑھیں'ان کی آ تھوں ہے ہے اختیار آ نسوجاری ہو گئے اورای وقت اسلام لائے آتخضرت وللے کے پاس سے بیلوگ اٹھے تو ابوجہل نے ان سے ل کرکہا کہ تم ہخت احمق ہوا تنے دور سے سفر کر کے آئے اور دم بھر میں اپتا تہ ہب بدل لیاانہوں نے کہا ہم تم سے لڑٹائہیں جا ہے کے قرآن کی پیشین گوئیوں کی صدافت نے بھی لوگوں کے دلوں کو تھینجا' چنانچے اہل ایران کے مقابلہ میں رومیوں کی فنج کی جو پیشین کوئی کی تھی جس دن پیشین کوئی حرف بحرف بوری ہوئی صد ہا کا فرمسلمان تھے۔ ک

#### ايك ضروري نكته

عام خیال میہ ہے کہ اہل عرب جوقر آن مجیدین کراسلام قبول کر لیتے تھے وہ صرف فصاحت و بلاغت کی بناء پڑ یعنی چونکه عرب میں شعروخطا بت کا بہت جرحیا تھااورتمام ملک میں شاعری کا نداق سرایت کر حمیا تھااس لئے جب وہ دیکھتے تنے کہ کسی اور شاعر یا خطیب کا کلام ایسانصیح و بلیغ نہیں ہے تو وہ اسلام قبول کر لیتے تھے۔

بے شبقر آن مجید فصاحت و بلاغت کے لحاظ ہے مجمز ہ ہے لیکن اس کا عجاز جس فندرعبارت وانشاء میں ہے اس ے کہیں زیادہ معنی ومطالب میں ہے۔

فرض کروکی قرآن مجید فصاحت و بلاغت کے لحاظ ہے ایساہی معجزہ ہوتا جیسااب ہے لیکن اس میں صرف تاریخی واقعات یا ای متم کی اورکوئی بات ہوتی تو کیا ہی اثر پیدا ہوسکتا تھا قرآن مجیدا یک طرف تو فصاحت و بلاغت کے بناء پر اعجاز کا کام دیتا تھاد وسری طرف جومطالب اور مقاصدا دا کرتا تھاوہ اسلام ہی کے مقاصدا ورمطالب تھےوہ خدا کی عظمت و جلالت ،احنام کی تحقیروتذ کیل ،انسان کا عجز وتعبد ،سز او جزاء ، بعث ونشر ، جور دکللم کی تقیح ،اخلاق حسنه کی حسین ان مطالب کو اس طرح ادا کرتا تھا کہ خود بخو دوہ دل میں گھر کرتے جاتے تھے ان کو یہ نظر نہیں آتا تھا کہ دہ ان باتوں کواس لئے مان رہے ہیں کہ مسلمان ہو چکے ہیں بلکہ میہ با تھیں براہ راست ان کے دل میں اتر جاتی تھیں اور وہ مسلمان ہوجاتے تھے۔

## موالع كاازاله:

عرب کوجو چیزیں اسلام سے روکتی تھیں ان میں سب سے اہم (جیسا کداو پر لکھ آئے ہیں) ان کے اوہام و اعتقادات باطله تنے جوسینکروں ہزاروں برس سے چلے آتے تنے یا سیای ومعاشی ضرورتی تھیں مقدم الذکر ہاتوں کا قرآن مجیداورا عجاز نبوی نے استیصال کردیا عرب میں جولوگ صاحب قہم اور ذی اثر تقے اور سیاس اسباب سے مجبور نہ تتے بیہ ناممکن تھا کہ وہ قرآن سنتے اوران کے تمام عقا ئداوراوہام دفعتہ فنا نہ ہوجاتے بیار باب اثر جب خودمتاثر ہوجاتے تنے تو ان میں ہے ایک ایک مختص کے اثر ہے ہزاروں اشخاص مسلمان ہوجاتے تھے کیونکہ قبائل پری کی مناء پر قبیلہ کا ایک معززاوررتيس اينے پورے قبيلہ كے دل دو ماغ كاما لك ہوتا تھا۔

البتہ جولوگ سیاس اسباب سے مطلقاً دعوت اسلام کی طرف متوجہ ہی ہونائیس جا ہے تھے انہوں نے بار بار

ابن ہشام جلداول صفحہ ۳ ۱۳ مطبوعہ معرذ کر ہجرت جبش۔

مح زندى تغير مورة روم-

وارالنه ة (مدينه منوره) پرچر هائيال كين ليكن نصرت ايز دي نان كواس قدر شكستين و ين كه بالآخر مجبور بهوكر بينه كئة ان میں سے پکھفنا ہو گئے پکھ جارونا جارا سلام کے حلقہ میں واخل ہوئے جن میں سے اکثر رفتہ رفتہ بلآ خرول ہے مسلمان بن گئے۔ قبائل کی ریاست سیای حیثیت ہے گواسلام کے مخالف تھی لیکن بعض وجوہ ہے اسلام کو تا ئید بھی پہنچاتی تھی' اسلام کی جمہوریت جس قدرریاست کی مخالف تھی ، ای قدرعام جماعت کی حام تھی'اسلام ہے اگرایک رئیس کی شان' ریاست وخودسری گونقصان پینچنا تھا تو ہزاروں آ دمیوں کونظر آتا تھا کہاسلام قبول کر لینے ہے ہر مختص رئیس کا ہمسر ہوجا تا ہے غرض اسلام اگرا یک رئیس کومٹا تا تھا توسینکٹروں کورٹیس بنادیتا تھا۔

اس کے ساتھ رؤ ساگی ریاست بالکل زائل نہیں ہوجاتی تھی بلکہ اسلام قبول کرنے پروہ اپنے قبیلہ کے رئیس باتی رہتے تھے صرف اتنا ہوتا تھا کدان کی بے قید مطلق العنانی قائم نہیں رہتی تھی اور اسلامی احکام کا پابندر بہنا پڑتا تھا'اس لے اگر کوئی خودغرضی کرنا بھی جا ہتا تھا تو اس کو بھی یہ سودا گرال نہیں پڑتا تھا۔مولفۃ القلوب کا گروہ اس کی ایک صریحی نظیرتھا۔ اب صرف معاشی کی ضرورت سدراه بوعتی تھی لیکن لوگوں کونظر آتا تھا کہ جن حدود میں اسلام کی حکومت قائم ہ و جاتی ہے و ہاں اس وامان قائم ہونے کی وجہ ہے تجارت اور دیگر ذرائع معاش کٹر ت سے ترقی کر جاتے ہیں۔

۲۔ نبوت کے متعلق ان کو جوشکوک تھے مشاہدہ اور تجربہ نے ان کا پر دہ جا ک کردیا ، بری سے بری انسانیت اور یا آپ سے پاک زندگی کا جو مخیل ایک انسان کے ذہن میں آسکتا تھا محمدرسول اللہ وہ اُن کی زندگی اس سے بھی بدر جہا بالاتر ا درار فع تقی ان کونظر آتا تھا کہ کو مد تی نبوت بظاہر جامہ بشریت میں تھے لیکن اپنی معنوی زندگی اپنے معجز انداخلاق اور اپنے ما فوق الفطرت علم ومعرفت اورائي رباني كرشمول كى بناء يريشريت عكوئى بالاتر محلوق عدف هدا مُشرًا عدان هذا الاسلاق كرية فحرّ آن مجيد في تخضرت الكا عدق نبوت يراى مقدى ومعصوم زندكى ساستدال كباب-﴿ فَقَدْ لَيْتُ فِيكُمْ عُمْرًا مِنْ قَبْلِهِ مِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾ (يأس)

اے قریش ا نبوت سے پہلے بھی میں تے تم میں ایک مدت دراز تک زندگی بسر کی ہے، کیا تم نہیں جھتے۔

زندگی کا بھی اعجازتھا جس ےظہور نبوت ہے پہلے ہی امین کا خطاب آپ نے حاصل کرلیا تھا بیوی کے برابر ا نسان کے اصلی حالات وا خلاق کا واقف کارکوئی اور نہیں نبوت محمدی کا معتقداولین دنیا میں کون تھا'ام المومنین خدیجہ بنت خویلد' کیکن ان کی اس زوداعتقادی کاراز کیاتھا' میم برس کے معجزانداخلاق اور مافوق الفطرۃ اوصاف وحالات کا تجربہ وہ خود ر بین از از کا ایستان الفاظ میں دیتی ہیں ' خدا مجھی آپ کورسوا نہ کرے گا آپ رشتہ داروں کے ساتھ احمال کرتے ہیں'ناواروں کی طرف ہے قرض اوا کرتے ہیں مختاجوں کی خبر لیتے ہیں'مہمانوں کے ساتھ بہدارات پیش آتے ہیں جولوگ حقیقت میں مبتلائے آلام ہیں ان کی اعانت کرتے ہیں۔ ا

س چکے ہو کہ عرب میں آپ کی نبوت کا جب چرچا پھیلا تو ابوذ رغفاری شنے ائیس اینے بھائی کو حقیق حال کے لئے بھیجاانہوں نے واپس آ کر پیکر نبوت کا نقشہان الفاظ میں تھینجا میں ایک ایسے مخص کود کھے کرآیا ہوں جو بھلائیوں کا

حكم ديتا ہے اور برائيوں سے روكتا ہے۔ كے

﴿ وَلَوْ كُنُتَ فَظًّا غَلِيُظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ (آل مران - ١٥٩)

محمدا گرتم درشت خوا در بخت دل ہوتے تو لوگ تمہارے پاس ہے چل دیتے۔

آپ کی بھی مجزانہ کشش تھی جولوگوں کو تھینچے تھینچے کر دائرہ اسلام میں داخل کرتی تھی اور کفار کے جاہلانہ شکوک و اوہام کودم کے دم میں مٹادیتی تھی سے جمسلم میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے بہت ی بکریاں مانگیں آپ نے دے دیں اس پرآپ کی فیاضی کا اس قدرا ٹر پڑا کہ اپنے قبیلہ میں آ کراس نے کہا''لوگومسلمان ہوجاؤ کیونکہ محمراس قدر دیتے ہیں کہ خودان کواپنے ننگ دست ہونے کامطلق خوف نہیں ہوتا۔'' سے

فتح مکہ میں جب صفوان بن اُمیہ مجبور ااسلام لایا تو آنخضرت کی نے اس کو تین سواونٹ دے دیے خود صفوان کا بیان ہے کہ آنخضرت کی نے مجھور ااسلام لایا تو آنخضرت کی تعریب کے میں مبنوض ترین خلق تھ لیکن اس مفوان کا بیان ہے کہ آنخضرت وہ کی نے بھی میں اور نے اسلام فیاضی سے مجبوب ترین دھمن تھی جند خاندان نبوت کی قدیم ترین دھمن تھی جنگ اُحد میں توت بازوئے اسلام معزت من کا جم مکارے کر کے ای نے آپ کے ول کو چاک کیا تھا اس نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا لیکن اس کو فیاک کیا تھا اس نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا لیکن اس کو فیار نہیں اور پھراگل دیا تھا اور ای نے ان کے خال کا ن کا ٹ کر گلے کا ہار بنایا تھا فتح کہ میں بھیں بدل کر آپ کی خدمت

لے صحیح بخاری جلداول صفحہ ۴۹۹ قصدا سلام الی ذرب

على المستح بخارى تفسير سورة تبت تيج مسلم كتاب الايمان باب عضبه لك الأفريس"،

سے مسیح بخاری بدءالوتی۔ سے بخاری بدءالوتی۔

سي صحيح مسلم جلد عن ٢٩٠ باب ماسئل رسول الله شيأ قط فقال لا وسيح بحاري باب حسن المحلق والسحاء

ه معملم باب مذكور-

میں اسلام لانے کے لئے حاضر ہوئی تب بھی گتاخی ہے باز نہیں آئی کئین در باررسالت میں پہنچ کرآپ کے حسن خلق ہے اس فقد رمتاثر ہوئی کہ ہےا ختیار بول پڑی یارسول اللہ! سطح زمین پرآپ کے گھرانے سے زیادہ کوئی گھرانا مجھے مبغوض نہ تھالیکن آج آپ کے گھرانے سے کوئی گھرانا محبوب نہیں ہے آپ نے بین کرفر مایا کہ خدا کی قتم ہمارا بھی بہی حال ہے۔ کے

آپ پرایک یہودی عالم کا قرض آتا تھااس نے تقاضا کیا تو آپ وہ ان نے زمایا کہ 'اس وقت میرے پاس پہنین 'اس نے کہا کہ 'میں تو لے ہی کے طول لگا' آپ نے کہا'' تواب میں تمہارے ساتھ بیٹھتا ہوں' چنا نچہآپ فجر سے لیے کرظہر کی نماز تک اس کے ساتھ بیٹھارے سحابہ نے اس کی اس گتا فی پر ناراضگی ظاہر کی اور خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ ''یارسول اللہ! آپ کوایک یہودی نے روک رکھا ہے' آپ نے فرمایا'' ہاں لیکن مجھے خدانے اس سے منع کیا ہے کہ میں کی ذی یا اور کی فخص پرظلم کروں' دن چڑھا تو یہودی نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ ''میر انصف مال خداکی راہ میں صدقہ ہے میں نے یہ گتا فی صرف اس لئے کی کہ تو را ق میں ہی جواوصاف نہ کور ہیں ان کا تجربہ کروں۔'' کے

ثمامہ بن آ عال بیامہ کا ایک رئیس تھا جواسلام کا مجرم تھا صحابہ کا ایک دستہ نجد کے اطراف میں بیجا گیا حن انھاق ہے وہ راہ میں ل گیا گرفتار ہوکر لہ بینہ آیا اور مجد نبوی کے ایک ستوین میں باندھ دیا گیا آ تحضرت وہ انگا نماز کے لئے تشریف لائے تو اس برنظر پڑی آ پ نے دریافت کیا کہ تمامہ تھا رہا تھا کیا برتاؤ کیا جائے اس نے کہا کہ 'اگر مجھے قبل کرنا چا بین تو ایک خونی مجرم کوآ پ قبل کر یں گے اورا گر مخوفر ما میں گرفت یہ اس کی گردن پر ہوگا اگر مال کی خواہش ہے تو فرمائے جوارشاد ہوگا حاضو کیا جائے گا' بین کرآ پ ای حالت میں اس کو چھوڈ کر چلے گئے دوسرے دن مجرای تھم کا سوال و جواب ہوا تیسرے دن مجربی گفتگو گئ آ تحضرت وہ گئے نے دست مبارک ہاں دوسرے دن مجرای تھم کی کرائی مجود کے درخت کی آ ڈیش گیا اور کے بندگرہ کھول دیے اور دہا کردیا۔ اس پر اس واقعہ کا بیا ٹر ہوا کہ مجمد نے نکل کرائی مجبود کے درخت کی آ ڈیش گیا اور وہال تھم کی گئے تھا م خواہ ہوا '' مجمد نے نکل کرائی مجبود کے درخت کی آ ڈیش گیا اور عبال کیا اور میں ہو تھی گئین آ بی وہ مجمود ہیں آ بی وہ مجمود ہیں ہوا '' مواہ ہوا '' مجمد کو آ پ کے دین ہے زیادہ کی دین سے زیادہ کو گئی ہیں وہ آ بی مجمود کی میں وہ آ بی گئی کہ اس کے میں وہ آ بی گئی کے تھی گئی دور آ کے مقدر میں ہوگر کی انظر آ تا ہے'' کے دین وہ آ بی کو تین سے زیادہ کی گئی نہ تھی لیکن وہ آ بی مجمود ہیں نے گئی کو تی اس کے شہر سے دیادہ کو گئی نے تھی گئین وہ آ بی مجمود ہیں جا کہ بیا گئی نہ کی گئی نہ کہ گئی کھی گئی دور آ بی گئی گئی کے دین سے زیادہ خوش نما نظر آ تا ہے'' کے اس کے شہر سے ذیادہ کو گئی دور آ بی کھی گئی کی دور آ بی گئی گئی کے دیور سے زیادہ خوش نما نظر آ تا ہے'' کے اس کے تو کی دین سے زیادہ کو گئی کے دین سے زیادہ خوش نما نظر آ تا ہے'' کے اس کے تھی کی تا ہو کہ گئی کہ کو تا ہو کہ کو گئی کے دیں سے زیادہ خوش نما نظر آ تا ہے'' کے دین سے ذیادہ کو گئی گئی کر گئی گئی کر گئی کو گئی کر اس کر کی دین سے زیادہ خوش نما نظر آ تا ہے'' کے دین سے ذیادہ کو گئی کی کر گئی کر گئی گئی کر گئی کر گئی گئی کر گئی کر گئی کر گئی گئی کے دین سے زیادہ کو گئی گئی کر گئی گئی گئی گئی گئی گئی گئی گئی کر گئی کر گئی کر گئی گئی گئی کی گئی گئی گئی گئی گئی کر گئی گئی گئی گئی گئی گئی کر گئی گئی کر گئی گئی کر گئی گئی کر گئی گئی گئی گئی گئی گئی کر گئی گئی گئی گئی

ایک بارآ پ کی سفر میں تھے اور ساتھ میں مطلق پانی نہ تھا صحابہ نے بیاس کی شکایت کی آپ نے ایک صحابی کے ساتھ حضرت علی " کو پانی کی جنبتو میں روانہ فر مایا راہ میں ایک عورت اونٹ پر پانی کی دوشکیس بھرے ہوئے لئے جا رہی تھی دونوں صاحب اس کو آنحضرت میں گے تعدمت میں لے آئے۔ آپ نے برتن منگوائے اور مشکوں کے منہ کھول دی صحابہ نے برتن منگوائے اور مشکوں کے منہ کھول دی صحابہ نے باری باری سے بینا شروع کردیا وہ کھڑی تماشاد کیھتی رہی ، فراغت کے بعداس کے صلہ میں آنحضرت

ا مسلم جلد اصنی ۵۵ یاب قفیهٔ بند

ع مقلوة ص ١٥٥ تاب الفعن في اخلاقه على

ع معج مسلم جدوا صفي ٦ ٤ كماب الجياد والسير -

و کھی نے کھوڑ آٹا اور ستوتھوڑ اتھوڑ الوگوں ہے جمع کر کے ایک کپڑے میں باندھ کراس کے اونٹ پر رکھوا دیا وہ گھر پنجی تو لوگوں نے تاخیر کا سبب پوچھااس نے کہا راہ میں جھے کو دوآ دی ملے اور وہ جھے کو اس شخص کے پاس لے گئے جس کولوگ بددین کہا کرتے ہیں ،خدا کی قتم وہ یا تو اس آسان وزمین کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے یا وہ واقعی خدا کا رسول ہے۔لیکن اسلام کا بیا ٹر صرف اس کی ذات تک محدود ندر ہا بلکہ تربیت یافتگان نبوت کے فیض اثر سے اس کے تمام قبیلے تک دسیع ہوگیا۔ لے

نبوت کے اتمیاز وشناخت کا ذریعہ صرف اخلاق ہی کا اعجاز نہیں اس کی زبان کا ایک ایک حرف،اس کی معصوم شکل وصورت کی ایک ایک ادا' اعجاز اور سرتا یا اعجاز ہوتی ہے

روئے وآ واز ویمبر معجز داست (روی)

آپ کی صدافت سے لبریز تقریر کا ایک ایک حرف دل میں اترجا تا تھا اور نبوت کا اصلی معیادا س کے سامنے روش ہوجا تا تھا۔
جب آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو تمام مدینہ میں غلی پڑ گیا \* حضرت عبداللہ " بن سلام جو مدینہ کے مشہور یہودی عالم تھے اپنے نخلتان میں مجبور تو تر رہے تھے ، آمد آمد کی خبران کے کان میں پہنچی تو فوز آآپ کی خدمت میں صاخر ہوئے آپ فرمار ہے تھے ہو المسلام ، واطعموا الطعام ، وصلوا الارحام ، وصلوا والناس بیام عاضر ہوئے آپ فرمار ہے تھے ہو المسلام ، واطعموا الطعام ، وصلوا الارحام ، وصلوا والناس بیام تمد حلوا المحنة بسلام کے تا واپس گئواس قدر متاثر تھے کہ آئے خضرت کے تعالی المداری کے مکان میں جو نمی پہنچ حضرت عبداللہ بن سلام کے تا اور کہا کہ میں آپ کی رسالت کی گوائی و بتا ہوں اور نیز بیشہادت و بتا ہوں کہ آپ ایک حق نم ہب لے کرآ گئی ہیں۔ سے کہ آپ ایک حق نم ہب لے کرآ گئی ہیں۔ سے

مناوا کی فیخص تھے جن کے ساتھ زمانہ جا بلیت میں آپ کے دوستانہ تعلقات رہ چکے تھے وہ جنون کا علاج کرتے تھے اتفاق ہے وہ مکہ میں آٹ تو کفارے سنا کہ آپ (نعوذ باللہ) مجنوں ہوگئے وہ آپ کے پاس گئے اور کہا '' محمد! میں جنون کا علاج کرتا ہوں''اس کے جواب میں آپ نے ایک تقریری اور اس کوان الفاظ ہے شروع کیا۔

(محمد! میں جنون کا علاج کرتا ہوں''اس کے جواب میں آپ نے ایک تقریری اور اس کوان الفاظ ہے شروع کیا۔

(محمد! میں جنون کا علاج اللہ فاحد مو و نستعینہ من بھد ہ اللہ فلا مضل لہ و من بصللہ قلا ھادی لہ و اشھد ان لا اللہ اللا الله و حدہ لا شریك له و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ کھ تمام تعریفی خدا کے بیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اس ہدد چاہتا ہوں خداجی کو ہوایت و بتا ہوں کو کو گئی میں خدا کے بیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اس ہدد چاہتا ہوں خداجی کو ہوایت و بتا ہوں کہ خدا کے اس کو کوئی خدا کہ وائی خدا کہ اس کو کوئی ہوا ہوں کہ خدا کہ اور کی کو گئی اس کوئی شریک نہیں ہو گئی ہو

لي بخاري جلدا صفيه ٢٥ كما التحم

ع منداین عنبل جلده صفیه ۵۸ ـ

ع بخارى جلدا صفحه ۵۵ باب بجرة النبي الله واسحابيا لي المدين

مندرتك بيني جائے كا باتھ لائے من اسلام يربيعت كرتا موں \_ الم

حضرت حلیمہ " کے شوہر حارث یعنی آپ کے رضائی باپ جب مکہ میں تشریف لائے تو قریش نے کہا کچھ شنا ہے کہ کہ شنا ہے کہ انہوں نے آپ کے رضائی باپ جب مکہ میں تشریف لائے تو قریش نے کہا کچھ شنا ہے کہ تمہارا بیٹا کہتا ہے کہ لوگ مرکز پھر زندہ ہوں گے انہوں نے آپ سے کہا کہ بیٹا رہ کیا گہتے ہو؟ آپ نے نہایت زور دارلیجہ میں فرمایا ہاں گروہ دن آیا تو آپ کا ہاتھ پکڑ کر بتادوں گا کہ جو پچھ میں کہتا تھا تھی تھا۔ان پراس کا بیاثر پڑا کہ فورامسلمان ہوگئے اور بیاثر اس قدرد یریا ہوا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر میرا بیٹا ہاتھ پکڑ ہے گاتو جنت میں پہنچا کرہی چھوڑ ہے گا۔ ع

انسان کا چیرہ حقیقت کا آئینہ ہے آپ کی ایک ایک اوا صدافت اور معصومیت کا پیکرتھی 'آپ کی شکل نہایت پرجلال تھی ، چیرہ پرنورتھا، آواز موقر اور پررعب تھی اوران تمام چیزوں کا مجموعی اثر پیغیبراندا عجاز کے ساتھ دلوں کواپئی طرف جذب کر لینا تھاای اثر سے متاثر ہوکر حضرت عبداللہ "بن سلام نومسلم یہودی عالم آپ کے چیرہ مبارک کود کھے کر ہے اختیار بول اشھے تھے۔

﴿ وجهه ليس بوجه كذاب ﴾ (تنائ ١٠٠٩)

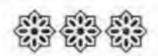
جمو نے آ دی کا یہ چرونہیں ہوسکتا۔

اوريمي كشش تقى جس كا ظهار جحة الوداع مي اعراب باديدكى زبان سان الفاظ مين موتا تفا

﴿ هذا وجه مبارك،

بيمبارك چيره ې۔

بارگاہ نبوت میں پینچنے کے ساتھ ہی بیاثر آئکھوں کی راہ ہے دل میں پینچ جاتا تھا ابورا فع نام ایک فخص قریش کی طرف سے قاصد بن کرآپ وہ بنزار جان شیدا نظے اسلام قبول کیا سے قاصد بن کرآپ وہ بنزار جان شیدا نظے اسلام قبول کیا سے اور آپ کی غلامی کوفخر سمجھا ۔ سے



ل مسلم باب تخفيف الصلوة والخطب

ع اصابيطدا سني ۲۹۱ تذكر وحارث.

ابوداؤو كماب الجبهادياب يسجن بالامام في العهود.

اصابروا تيعاب

# اسلام یا محمدرسول الله کلینی کا پینمبرانه کام

آ تخضرت و المحالة جمع عظیم الشان پیغام کو لے کرآئے تھے اور جس جہتم بالشان کام کو انجام دیے کے لئے دنیا میں بیجے گئے تھے نیک دل اور حقیقت شناس لوگ تو سنے اور د کھنے کے ساتھ اس کے قبول کرنے پرآ مادہ ہوگئے وہ بھی جن کے دل کے آئینے زنگ آلود تھے پیغام کی سچائی وہی کا تاثیر و تغییر کی پُر الر دعوت و اعجاز معصومیت اور اخلاق کے پرتو سے صاف و شفاف ہوتے گئے اور عوائق موانع شبہات اور شکوک کی تو برتو ظلمتیں اور تاریکیاں رفتہ رفتہ چھٹی چگی گئیں اور اسلام کا نورروز بروز زیادہ صفائی اور چک کے ساتھ طرب کے افتی پر درخشاں و تاباں ہوتا گیا یہاں تک کہ ۲۳ برس کی محرت میں ایک متحدہ تو میت ایک متحدہ اخلاقی نظام ایک کا مل قانون اور ایک کامل شریعت و ایک ایک بدی مدت میں ایک متحدہ تو میت ایک متحدہ سلطنت ایک متحدہ اخلاقی نظام ایک کامل قانون اور ایک کامل شریعت و ایک ایک بھی میں اور بیک نے میں اور بیٹ نقوی ایک نداری اخلاق اور سچائی کا ایک جسم عہدیعتی ایک نئی زمین اور ایک نیا آسان پیدا ہو گیا اور گویا کہی حقیقت تھی جس کی طرف آپ نے نے اپنی امت کے سب سے بڑے جمع میں (جوت ایک نیا آسان پیدا ہو گیا اور گویا کہی حقیقت تھی جس کی طرف آپ نے نے اپنی امت کے سب سے بڑے جمع میں (جوت الوداع) اپنی وفات سے تقریباً دوراہ پیشتر بیار شاد فرمایا۔

﴿ الا ان الزمان قلد استد ار کھیشہ یوم حلق الله السندون و الارض ﴾ (بناری) بال اب زمانه کا دورا پی ای حالت پرآ حمیاجس حالت پراس دن تھاجس دن خدائے آسان وزمین کو پیدا کیا۔ اور بہی حقیقت تھی جس کی نسبت آپ نے اپنی وفات سے کچھ دنوں پیشتر ایک نہایت پر در دالووا می تقریر کے آخر میں بیالفاظ فرمائے۔ لے

﴿ قد تركتم على البيضاء ليلها كنهار ها ﴾

میں تم کوایک روشن راستہ پر چھوڑ جا تا ہوں جس کی روشنی کا بیرحال ہے کداس کی رات بھی دن کے ما نقر ہے اور آخر ججة الوداع کے مجمع عام میں پیمیل کی بشارت آئی کہ

﴿ ٱلْيَوْمَ ٱكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَٱتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعُمْتِي ﴾ (١٦،٩٠١)

آج میں نے تمہارادین کامل کردیااورا پی نعت تم پر فتم کردی۔

پروفیسر مار گولیته جن کی تائیدی شهادت بهت کم مل سختی ہے کلھتے ہیں:

" محمد کی وفات کے وقت ان کا سیا تک کام غیر کھمل نہیں رہا' آپ ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی و ندجی دار السلطنت مقرر کیا گیا تھا بنیا د ڈال چکے تھے آپ نے عرب کے منتشر قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا' آپ نے عرب کو ایک مشترک مذہب عطا کیا اور ان میں ایک ایسار شتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مشحکم اور مستقل تھا۔ ع

ا منن ابن ماجه ابواب عنن و بدعت ومتدرك حاتم جلداول صفحه ۹ مندا بن صبل جلد استقدام استفراد ۱۴۷ مندان ماجه ابواب

ع الفآف مراركوليتوصفي ١٧٤١

سيرت النبي

ایک دور( یورپ) کے بیگانہ مستشرق کی نسبت جس کاعلم عرب اور اسلام کے متعلق صرف چند کتا ہوں سے مستعار ہے خودا کیک عرب میں انگی الل قلم کو فیصلہ کا زیادہ حق ہے بیروت کے سیحی اخبار الوطن نے ۱۹۱۱ء میں لاکھوں عرب عیسائی عالم عیسائی عالم عیسائی عالم (دارومجاعص) نے تکھا۔

'' ونیا کاسب سے بڑاانسان وہ ہے جس نے دس برس <sup>کے</sup> پختھر زمانہ میں ایک نئے ندہب ایک نئے فلیفہ' ا يک نی شريعت اورا يک نے تدن کی بنياد رکھی جنگ کا قانون بدل ديااورا يک نی قوم پيدااورا يک نی طويل العرسلطنت قائم کر دی کنیکن ان تمام کارناموں کے یاوجود وہ أمی اور تاخواندہ تھا وہ کون ؟ محمد بن عبدالله قریشی عرب اور اسلام کا پنجبر۔اس پنجبرنے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہرضرورت کوخود ہی پورا کردیا اوراپنی قوم اوراہیے پیروؤں کے لئے اوراس سلطنت کے لئے جس کواس نے قائم کیا ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مبیا کردیئے اس طرح کرقر آن اور احادیث کے اندروہ تمام ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت ایک مسلمان کواس کے دیٹی یاد نیاوی معاملات میں پیش آ سکتی ہیں تج كاايك سالا نداجتاع فرض قرار دياتا كداقوام اسلامي ميں اہل استطاعت ايك مركز پر جمع ہوكرا ہے ديني وقو مي معاملات میں باہم مشورے کر عمیں اپنی امت پر زکوۃ فرض کر کے قوم کے غریب طبقہ کی حاجت یوری کی قرآن کی زبان کو دنیا کی وائمی اور عالم کیرز بان بنادیا کدوہ مسلمان اقوام کے ہا ہمی تعارف کا ذریعہ بن جائے قوم کے ہرفر دکوئر تی کا موقع اس طرح عنایت کیا کہ بیا کہ ایک مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان پرصرف تقوی کی بناء پر بزرگی حاصل ہے اس بناء پر اسلام ا کیے حقیقی جمہوریت بن گیا جس کا رئیس قوم کی پسند ہے نتخب ہوتا ہے مسلمانوں نے ایک مدت تک اس اصول پڑھمل کیا۔ یہ کہ کر کہ عرب کو مجم پراور مجم کوعرب پر کوئی فوقیت نہیں اسلام میں داخل ہونا ہر مخص کے لئے آسان کردیا۔ نامسلموں کے لئے اسلامی ملکوں میں عیش و آرام اورامن واطمینان سے سکونت کی ذ مدداری سے کہدکرا ہے او پر لے لی کہ تمام مخلوق خدا کی اولا دے تو خدا کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جواس کی اولا دکوسب سے زیادہ فائدہ پہنچا ئے خاندانی از دواجی اصلاحات بھی اس کی نظر سے پوشیدہ ندر ہیں ،اس نے نکاح و وراثت کے احکام مقرر کئے جورت کا مرتبہ بلند کیا مزاعات اور مقد مات کے فیصلہ کے قوانین بنائے ، بیت المال کا نظام قائم کر کے قوی دولت کو بیکار نہ ہونے و یاعلم کی اشاعت اور تعلیم اس کی کوششوں کا برا حصدر بی اس نے حکمت کوایک موس کا گم شدہ مال قرار دیا، ای سبب ہے مسلمانوں نے اپنی ترقی کے ز ما نہ میں ہر درواز ہ ہے علم حاصل کیا کیاان کارناموں کا انسان دنیا کی سب سے بڑی ہستی قرار نہ یائے گا''

انگلتان کامشہورانشاء پرداز کارلائل نے اپنے "مہیرواینڈ ہیروورشپ" میں لاکھوں پیفیبروں اور غدہب کے بانیوں میں صرف محرعر بی کھی ہی کے دجودگرا می کواس قابل سمجھا کہ وہ آپ کونبوت کا ہیروقر اردیے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کامضمون نگار آپ دھی کی نسبت کہتا ہے

· '' قرآن ہے اس مخص کے روحانی ارتقا کا پیتہ چلتا ہے جوتمام نبیوں اور مذہبی لوگوں میں سب سے زیادہ کا میاب رہا'' ع

ا مديد منوره شي آپ دل بري از ندور ب تق

ع انسائيكوپيڈياپرنائيكاطبعياز وهم مضمون قرآن ج ۵۱ سفحه ۵۹۸ ـ

سيرت النبي مصدح إرام

الغرض دوست ودئمن سب کواس کااعتراف ہے کہ انبیاء میں بھی برگزیدہ بستی ہے جس نے کم ہے کم مدت میں الغرض دوست ودئمن سب کواس کااعتراف ہے کہ انبیاء میں بھی برگزیدہ بستی ہے جس نے کم ہدت میں اپنی بعثت اور رسالت کے زیادہ صند بادہ فرائفن اوا کئے اور اصطلاحات انسانی کا کوئی گوشدا بیانہ چھوڑا جس کی جیثیت آپ کی تعلیم اور ممل سے نہ ہوگئی ہواور بیاس لئے کہ تمام انبیاء میں خاتم نبوت مکمل وین اور آخری معلم کی حیثیت آپ کی تعلیم اور کم کملی واخلاتی و دین ضرور توں کا کوئی گوشد آپ کے فیض سے محروم رہ کر تھیل کا محتاج ہوتا تو آپ کے بعد بھی کئی آئے والے کی حاجت باقی رہ جاتی حالا نکد آپ نے فرمادیا کہ ''میرے بعد کوئی نبی نبیس میں نبوت کی مجارت کی آخری اینٹ ہوں۔'' لے

آپ کی تعلیمات کی ہی ہمدگیری ہے جس پر کوتاہ بینوں کو آج نہیں بلکہ خود صحابہ کے عہد میں بھی تعجب آتا تھا'

بعض مشرکوں نے مصرت سلمان فاری ڈے خاتا کہا کہ تبجارے بیغیم تا کو ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں بیہاں تک کداس کی بھی

کہ تم کو قضائے حاجت کیوکر کرنی چاہیے حضرت سلمان ڈے کہا ہاں ہید تھے ہے آپ نے ہم کو بیت تھم دیا ہے کہ ہم الیک

حالت میں قبلدرخ نہ بیٹھیں اورا پنے واپنے ہاتھ سے طہارت نہ کریں اور نہ تمن و هیلوں سے کم استعمال کریں' جن میں

کوئی بڈی اور گو بر نہ ہو گئے نبوت مجھ کی کی تعلیمات کی ہیے ہم گیری ہی اس کی تھیل کی دلیل ہاور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ

لیست سے پہت اور غیر متمدن اقوام سے لے کر بلند سے بلنداور متمدن تو موں تک کے لئے کیاں تعلیمات

اور ہدایات رکھتی ہے عرب کے بدوؤں اور قریش کے رئیسوں دونوں کے لئے آپ کی بعث تھی اس لئے آپ کی

تعلیمات میں پست کو بلنداور بلند کو بلندز بنانے کی برابر ہدایات ہیں' آئ میں چیز ہے کدافریقت کے وحشیوں میں اسلام اپنی

تعلیمات کے ساتھ تنہا جاتا ہے اور ان کو متمدن اور مہذب بنانے کے لئے تاہر کی کی نہ ہب کی تعلیم کی اس کو خرورت

ور عیادات کلیساؤں کے حکمر انوں سے اور تبذیب و تدن کی تعلیمات یورپ کے بد دینوں اور طود وں سے حاصل کرنی

بیش نہیں آتی لیکن عیسو کی نہ ہب کو چندا خلاقی ہے علاوہ پھوٹین کو تھا کہ ہوں کہ عبدات اور دیا گیں ، اخلاق ہوں کہ آواب سے متمدن خاتی معاملات ہوں یا خدات اور دیا گیں ، اخلاق ہوں کہ آبال اند کھی کے علاوہ کے علاوہ کے خوبین کی تعلیمات ہوں کہ عبدات اور دیا گیں ، اخلاق ہوں کہ آبا میں کھر رسول اللہ کو سے علاوہ کی میں گھوٹیس کی خوادات اور دیا گیں ، اخلاق ہوں کہ آبالہ کو سے کہ کہ تعلیم کی کہ کی تعلیمات ہیں۔

آ پ کی ان ہمہ گیرتعلیمات کی کتاب جوانسانی زندگی کے ہرشعبہ پرحاوی ہے چارابواب پرمنقسم ہےاورانہیں کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔

آپ نے بتایا کہ ہرانسان کا ایک تعلق تو اپنے خالق کے ساتھ ہے اور دوسراا پنے خالق کی دوسری مخلوقات کے ساتھ۔ ای مفہوم کو دوسری عبارت میں یوں کہو کہ اس کا ایک تعلق اپنے آتا اور مالک کے ساتھ ہے اور دوسراا پنے آتا اور مالک کے ساتھ ہے اور دوسرا اپنے آتا اور مالک کے شاموں کے ساتھ یا یوں کہو کہ اس کا ایک رخ تو آسان کی طرف ہے اور دوسرا زمین کی سمت ، اس کو ایک لگاؤ تو عالم غیب سے ہے اور دوسرا عالم شہود سے بہلے کے ساتھ اس کا تعلق ایک مہر بان آتا اور فریا نبر دار غلام کا ہے اور دوسروں

ل صحیح بخاری جلداول باب خاتم النبیین و جامع تر ندی کتاب الامثال \_

ل جامع ترغدي وشن ابن ماجه تناب الطبارت.

کے ساتھ اس کا تعلق براوری اور بھائی چارے کا ہے خالق اور مخلوق یا خدا اور بندہ کے درمیان جوعلاقہ اور رابط ہے اس کا تعمالہ کے ساتھ اگر صرف ہمارے ذہنی قوئی اور قلبی حالات ہے ہو اس کا نام عقیدہ ہے ،اور اگر ان قلبی حالات کے ساتھ ہمارے جسم و جان اور مال و جائداد ہے بھی ہے تو اس کا نام عبادت ہے باہم انسانوں اور انسانوں میں یا انسانوں اور ورس کی خات ہے ہوا دکام ہم پر عائد ہیں اگر ان کی حیثیت محض قانون کی ہے ، تو اس کا نام معاملہ ہے اور اگر ان کی حیثیت قانون کی نہیں بلکہ روحانی نصیحتوں اور برا درانہ ہدا بیوں کی ہے تو اس کا نام اخلاق ہے۔

قرآن پاک کی اصطلاح میں پہلے تعلقات کی مضبوطی اور استخام کا نام ایمان ہے اور دوسرے تیسرے اور چوتھے کی بجاآ وری کا نام ممل صالح ہے اور انہیں دونوں کے مجموعہ پر کامل نجات کا انحصار ہے ممل صالح کی تین قسمیں ہیں خدا کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار اور اس کے احکام کی تعین بندوں کے ساتھ کاروبار اور معاملہ میں قانون اللی کی پابند کی اور ان کے ساتھ محبت الفت اور نیکی اور بھلائی کا برتاؤ اور گواس لحاظ ہے کہ ان میں سے ہرایک عمل کو جس میں خدا کی خوشنودی اور رضامندی مقصود ہو اسلام عبادت کہتا ہے گئن اصطلاح میں پہلے کا نام عبادات ، اور دوسرے کا نام معاملات ، اور تیسرے کا نام اخلاق ہے۔ الغرض محمد رسول اللہ وقتی جو عالمگیر شریعت اور دائی ہدایت کے کرآئے وہ انہیں جو اردن عنوانوں کا مجموعہ ہے بین عقائم عبادات معاملات اور اخلاق ۔ ان بھی کی اصلاح آجلیم اور بھیل کے لئے آپ کی بعث ہوئی اور بھیل کے لئے آپ کی بعث موئی اور بھی آپ کے بینے مسلی کا رتا ہے ہیں۔



#### عقائد

عقائد کی حقیقت اورا ہمیت: انسان کے تمام افعال اعمال اور حرکات کا محوراس کے خیالات میں ہی اس کو ہتاتے اور بگاڑتے میں نہیام خیالات اور حقیقت اس کے چند پختہ غیر متزلزل اور غیر متحکوک اصولی خیالات پر بنی ہوتے میں ان بنی اصولی خیالات کو عقائد کہتے میں ہی وہ نقط ہے جس سے انسانی عمل کا ہر خط لکاتا ہے اور اس کے وائر ہ حیات کا ہر خط اس کے حقائد کہتے میں ہی وہ نقط ہے جس سے انسانی عمل کا ہر خط لکاتا ہے اور اس کے وائر ہ حیات کا ہر خط اس پر جا کرختم ہوتا ہے ہمارے تمام افعال اور حرکات ہمارے ارادہ کے تابع میں ہمارے ارادہ کا محرک ہمارے خیالات اور جذبات پر ہمارے اندرونی عقائد حکومت کرتے میں عام بول جال میں انہیں چیز وں کی تعبیر ہم' دل 'کے لفظ سے کرتے میں اسلام کے معلم نے بتایا کہ انسان کے تمام اعضاء میں اس کا ول بی نیکی اور بدی کا گھرے، فرمایا

﴿ الا وان في الحسد مضغة اذا صلحت صلح الحسد كله واذ افسد ت فسد الحسد كله الاوهى القلب﴾ (مح بخاري كاب الايان)

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک فکڑا ہے جو اگر درست ہے تو تمام بدن درست ہے اور اگروہ بکڑ گیا تو تمام بدن میر گیا خبر دارکددہ فکڑاول ہے۔

قرآن پاک نے ول (قلب) کی تمن کیفیتیں بیان کی بین سب سے پہلے ﴿ قَالْتِ سَلِیْم ﴾ (سلامت دل)
جو ہر گناہ سے پاک رہ کر بالطبع نجات اور سلامت روی کے راستہ پر چاتا ہے دوسرااس کے مقابل ﴿ قَلْتِ انْبَم ﴾ (گنہگار
دل) بیدہ ہے جو گناہوں کی راہ اختیار کرتا ہے اور تیسرا ﴿ قَلْتِ مُنْبَتِ ﴾ (رجوع ہونے والا دل) بیدہ ہے جو اگر بھی بھکٹا
ہے اور بے راہ بھی ہوتا ہے تو فوز انیکی اور حق کی طرف رجوع ہوتا ہے فرض بیسب نیز تگیاں ای ایک بیر تگ ہستی کی بیں
جس کا نام دل ہے جارے ایمال کا ہر محرک ہارے ای ول کا ارادہ اور نیت ہے ای بھاپ کی طاقت سے اس مشین کا ہر
پرزہ چاتا اور حرکت کرتا ہے ، ای لئے آپ میکٹا نے فرمایا:

﴿ انعا الاعمال بالنيات ﴿ ( مَحِي بَخَارَى آ عَادَكَ إِبِ) تمام كامول كا عدارنيت يرب

ای مطلب کودوسرے الفاظ میں آپ نے یوں اوافر مایا

﴿ انسا لامرئ مانوى فسن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او الى امرأة ينكحها في الله ماها حراليه ﴾ (مح بناري آغاز كتاب)

بر فخص کے کام کا ٹمرہ وہ ہی ہے جس کی وہ نیت کرے توجس کی جرت کی غرض دنیا کا حصول یا کسی عورت سے نکاح کرنا ہے تو اس کی جرت ای کے لئے ہے جس کے لئے اس نے جرت کی لیمنی اس سے اس کو تو اب حاصل نہ ہوگا۔

آج كل علم نفسيات نے بھی اس مسئلہ کو بداہمة البت كرديا ہے كدانسان كى عملی اصلاح کے لئے اس كى قلبی اور دما فی صلاح مقدم ہے اور انسان کے دل اور اراد و پراگر كوئی چيز حكمر ان ہے تو وہ اس كا عقيدہ ہے اب سيح اور صالح عمل کے لئے ضروری ہیں ہے کہ چند مجلے اصول ومقد مات كا ہم اس طرح تصور كريں كہ وہ دل كاغير مشكوك يقين اور غير متزلزل

عقیدہ بن جائے اور ای سیجے یقین اور متحکم عقیدہ کے تحت ہیں ہم اپنے تمام کا م انجام دیں۔

جس طرح اقلیدس کی کوئی شکل چنداصول موضوعداوراصول متعارفہ کے مانے بغیر نہ بن علق ہے نہ ثابت ہوسکتی ہے اسی طرح انسان کا کوئی عمل سیح و درست نہیں ہوسکتا ہے جب تک اس کے لئے بھی چندمباوی اور چنداصول موضوعہ ہم پہلے تسلیم نہ کرلیس۔

بظاہر عقل ہمارے ہر کام کے لئے ہم کورہنما نظر آتی ہے لیکن غور ہے دیکھو کہ ہماری عقل بھی آ زاد نہیں وہ ہمارے ولی یفتین ذہنی رجحا نات اورا ندرونی جذبات کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اس لئے پابے زنجیرعقل کے ذریعہ ہم كواپيز ولى خيالات و نهي رجحانات اوراندروني جذبات يرقابونبيل يا كتة اگر يا كتة مين تواپيخ ولي يقينات اور چند مضبوط د ماغی و ذہنی تصورات کے ذریعہ۔ یبی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے ایمان کا ذکر ہمیشہ عمل صالح کے ذکرے پہلے لازی طورے کیا ہاورا بمان کے بغیر کی قل کو قبول کرتے کے قابل نہیں سمجھا ہے کہ ایمان کے عدم ہے دل کے ارادہ اور خصوصاً اس مخلصاندارا وہ کا بھی عدم ہوجاتا ہے جس پرحس عمل کا دارو عدار ہے۔عبداللہ بن جدعان ایک قریشی تھا جس نے جالجيت مين بهت سے نيكى كے كام كے تقد كر بايں بمد مشرك تقاس كى نسبت، تخضرت اللے عضرت عائش " نے ا یک و فعہ دریا فت کیا کہ ' یارسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن جدعان نے جا ہلیت میں جو نیکی کے کام کئے ان کا ثوا ب اس کو ملے گا''فرمایا''نبیس اے عائشہ ایکونکہ کسی دن اس نے پنیس کہا کہ بارالہا! میرے گنا ہوں کو قیامت میں بخش دے' کے یدر کی لاائی کے موقع پر ایک مشرک نے جس کی بہادری کی وعوم تھی حاضر ہوکر کہا کہ 'اے محد میں بھی تنہاری طرف سے لڑنے کے لئے چلنا جا ہتا ہوں کہ مجھے بھی غنیمت کا کچھ مال ہاتھ آئے "فرمایا" " کیاتم اللہ عز وجل اوراس کے رسولوں پرایمان رکھتے ہو' اس نے جواب دیا' د نہیں' فرمایا'' واپس جاؤ کہ میں اہل شرک سے مدو کا خواستگار نہیں'' دوسری د فعہوہ پھر آیا اور وہی پہلی درخواست پیش کی مسلما نو ل کواس کی شجاعت و بہا دری کی وجہ ہے اس کی اس درخواست ہے بڑی خوشی ہوئی اور وہ دل ہے جا جے تھے کہ وہ ان کی فوج میں شریکہ ہوجائے لیکن آنخضرت ﷺ نے اس سے پھروہی سوال کیا کہ ' کیاتم کواللہ تعالی اوراس کے رسولوں پرایمان بے'اس نے پرنفی میں جواب دیا آتخضرت علی نے پھر و بی فرمایا کہ میں کسی مشرک سے مدد نہ لول گا عالباً مسلمانوں کی تعداد کی تمی اوراس کی بہاوری کے باوجوداس سے آپ کی بے نیازی کی کیفیت نے اس کے دل پراٹر کیا تیسری دفعہ جب اس نے اپنی درخواست پیش کی اور آپ نے دریافت فرمایا كيتم كوخدااوررسول پرايمان بيتواس في اثبات مين جواب ديااورنوراسلام منور بوكراز ائى كى صف مين داخل بواك قرآن یاک نے ان لوگوں کے کارناموں کی مثال جوامیان مے محروم بیں اس را کھے دی ہے جس کو ہوا کے جھو تکے اڑا اڑا کرفنا کردیتے ہیں اوران کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ای طرح اس محص کے کام بھی جوابیان سے محروم ہے بے بنیاداور بےاصل ہیں۔ ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمُ أَعُمَالُهُمُ كَرِّمَادِ وِ اشْتَدُّ تُ بِهِ الرِّيْحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ و لَا يَقُدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ ذَلِكَ هُوَ الضَّلُلُ الْبَعِيدُ ﴾ (ايراتيم ١٨٠)

ل سيمصنف ابن الي شيبه غزوات أنسختاى دارالمصنفين أوابن طبل جلد الأهلي فبسر ١٣٩ معرب

صحیح مسلم باب غز وات ٔ جلد دوم نص ۴ ۰ ا مصر۔

جنہوں نے اپنے پروردگار کا اٹکار کیا ان کے کاموں کی مثال اس را کھ کی ہے جس پر آندھی والےون زورے ہوا چلی وہ اپنے کاموں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا کتے ' بہی سب سے بوی گمرابی ہے۔

سورۂ نور میں ایمان کی دولت ہےمحروم لوگوں کے اعمال کی مثال سراب سے دی گئی ہے کہ اس کے وجود کی حقیقت فریب نظرے زیادہ نہیں۔

﴿ وَالَّـذِيْسَ كَفَرُواۤ أَعُمَالُهُمْ كَسَرَابٍ \* بِقِيْعَةٍ يُـحُسَبُهُ الظَّمَالُ مَآءً ﴿ حَتَٰى إِذَا جَآءَ هُ لَمُ يَحِدُهُ شَيْعًا﴾ (نور٢٩)

جنہوں نے خدا کا اٹکارکیاان کے کام اس سراب کی طرح میں جومیدان میں ہونجس کو پیاسا پانی سجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پنچے تو وہاں کسی چیز کا دجوداس کونظر نہ آئے۔

اس کی ایک اورمثال الیی سخت تاریجی کی دی گئی ہے جس میں ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں ویتااور جس میں ہوش و حواس اوراعضاء کی سلامتی کے باوجودان سے فائد واشعا نا ناممکن ہے۔

﴿ آوُكَظُلُمْ مِنْ فَوْقِهِ مَنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ﴿ طُلُمْتُ اللَّهُ لَمُ مُؤَمِّ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَحَابٌ ﴿ طُلُمْتُ اللَّهُ لَمُ مُؤمِّ مَنْ لَمُ مَحْفَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنْ لَمُ مَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضِ ﴿ إِذَا أَخُرَجُ يَدَهُ لَمُ يَكُدُ يَرَهَا ﴿ وَمَنْ لَمُ يَحْفَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَالَهُ مِنْ لُورٍ ﴾ (اور)

یاان کے کاموں کی مثال انہی ہے جیے کی گھرے سندر میں بخت اندجیرا ہواں کے اوپرموج اورموج پر پھرموج ہے اوراس کے اوپر بادل گھرا ہو۔اندجیرے میں ایک کے اوپرایک کہ اس میں ہاتھ نکالے تو وہ بھی سوتھائی نہ دیے جس کو خدانے تورنہ دیااس کے لئے نورنبیں۔

الغرض ایمان کے بغیر عمل کی بنیاد کئی بانداور سیجے تخیل پر قائم نہیں ہو علی اس لئے ریا' نمائش اور خود غرضی کے کاموں کوکوئی عزت نہیں دی جاسمی مقصد تام ومود پیدا کر تا کاموں کوکوئی عزت نہیں دی جاسمی مقصد تام ومود پیدا کر تا ہوتا ہے' اخلاقی نقطہ نظر سے تمام دنیاان کو بے وقعت اور بیج مجھتی ہے اس بناء پر آنخضرت و الله کے دَر ایعہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کومتنبہ کیااور فرمایا:

غرض ایمان ہمارے تمام اعمال کی اساس ہے جس کے بغیر ہر ممل بے بنیاد ہے وہ ہماری سیرا بی کااصل سرچشمہ ہے جس کے فقدان سے ہمارے کاموں کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں رہتی کیونکہ دود کیمینے میں تو کام معلوم ہوتے ہیں گرروحانی اثر و فائدہ سے خالی اور بے نتیجۂ خدا کے وجود گا اقر اراوراس کی رضا مندی کا حصول ہمارے اٹھال کی غرض و غایت ہے 'بیرنہ ہوتو ہمارے تمام کام بے نظام اور بے مقصد ہوکررہ جائیں' وہ ہمارے دل کا نور ہے' وہ نہ ہوتو پوری زندگی تیرہ و تاریک نظر آئے' اور ہمارے تمام کاموں کی بنیا دریا' نمائش' جاہ پسندی خود غرضی اور شہرت طبلی وغیرہ کے دلی جذبات اور پست محرکات کے سوا کچھا ورندرہ جائے۔

تورات میں بعض عقیدوں کا ذکر ہے گرایمان کی حقیقت اوراسکی اہمیت کی تعلیم سے وہ خالی ہے انجیل میں ایمان کی صفرورت پر زور دیا گیا ہے گراممال کی رائتی اور دل کے اخلاص کے لئے نہیں ابلام مجمز وں اور کرامتوں کے فاہر کرنے کیلئے اور خوارق عادت پر قدرت اوراختیار پانے کیلئے لیے اس کے برخلاف فلنفہ بونان کے بہت سے پیروؤں اور ہندوستان کے بہت سے فدہبوں نے محض ذہنی جولانی 'مراقبہ تصور دھیان اور علم کوانسان کی نجات کا ذریعہ قرار دیا اور اخلاق وعمل سے کوئی تعرض نہیں کیا ۔ عیسائیوں زرشتیوں اور برہموں نے عقائد کو یہ وسعت دی اورائی النہ کی کہ دو مرتا پا خیالی فلنفہ بن گئے جن سے انسانوں کے قوائے عملی سر دہو گئے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عملی سر دہو گئے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عملی سردہو گئے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عملی سردہو گئے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عملی سردہو گئے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عملی سردہو گئے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عملی سردہوں کے اورائی تصوریت ان کی عملیت پر غالب آگئی اورانسانوں کے قوائے عمل سردہوگئے۔

محدرسول الله وفقط نے علم وعمل تصور اور فعل، عقلیت اور عملیت میں لزوم ثابت کیا مگر اصلی زور انسان کی عملیت پرصرف کیا اور عقا کد کے اسخ بی حصہ کا یقین واقر ارضروری قرار دیا جودل کی اصلاح کرے اور عمل کی بنیاد اور اخلاق وعبادات کی اساس قرار پاسکے عقا کد کے فلسفیا نہ الجھاؤ اور نصورات اور نظریات کی تشریح و تفصیل کرے عملیت کو برباذ نہیں کیا 'چندسید ھے سادے اصول جو تمام ذبنی سچا ئیوں اور واقعی حقیقت کا جو ہراور خلاصہ جیں ان کا نام عقیدہ اور ان پرباین کرنے کا نام ایمان رکھا 'آپ نے صریح الفاظ میں عقا کد کے صرف پانچ اصول تلقین کے اللہ پرایمان ، اللہ کے فرشتوں پرایمان اللہ کے دن پرایمان ۔ فرشتوں پرایمان اللہ کے دن پرایمان ۔

بیتمام وہ خفائق ہیں جن پردل سے یعین کرنا اور ذبان سے ان کا اقر ارکرنا ضروری ہے ان کے بغیر خالص عمل کا وجو دنہیں ہوسکتا' اللہ تعالیٰ پر ایمان کہ وہ اس دنیا کا تنہا خالق اور مالک ہے اور ہر ظاہر و باطن ہے آگاہ ہے تا کہ وہ ت ہمارے تمام کا موں کا قبلہ مقصود قرار پاسکے اور ای کی رضا جوئی اور اس کی مرضی کی بخیل ہمارے اعمال کی تنہا غرض وغایت ہوا ورہم جلوت کے سوا ظوت میں بھی گنا ہوں اور پر ائیوں سے فی سکیں اور نیکی کو اس لئے کریں اور ہر برائی ہاس لئے بھیں کہ بھی ہمارے خالق کا حکم اور بھی اسکی مرضی ہے اس طرح ہمارے اس لئے کریں اور ہر برائی سے اس طرح ہمارے والت کی مرضی ہے اس طرح ہمارے جسمانی اعضا گنا ہوں سے پاک ہوں ہمارا دل بھی تا پاک خیالات اور ہوا وہ ہوس کی آ میزش سے پاک ہواں ہمارا دل بھی تا پاک خیالات اور ہوا وہ ہوس کی آ میزش سے پاک ہوا واراس کے تغییر کی بچائی پر ایسا دل سے یقین ہو کہ ہمارے جذبات ہمارے خالا استدلال ہماری گمراہ خواہشیں بھی اس یقین میں شک اور تذبذ ب پیدائہ کر کیس۔

خدا کے رسولوں پر بھی ایمان لا نا ضروری ہے کہ خدا کے ان احکام اور ہدایات اور اسکی مرضی کاعلم انہیں کے واسط سے انسانوں کو پہنچا ہے اگر ان کی صدافت سچائی اور راستبازی کوکوئی تسلیم نہ کرے تو پیغام ربانی اور احکام الہی کی

صدافت اور سچائی بھی مشکوک و مشتبہ ہوجائے اور انسانوں کے سامنے نیکی نزاہت اور معصومیت کا کوئی نمونہ موجود ندر ہے جوانسانوں کے قوائے عملی کی تحریک کا باعث بن سکے پھرا چھے اور برے سچھے اور غلط کا موں کے در میان ہماری عقل کے سوا جو ہمارے جذبات کی محکوم ہے کوئی اور چیز ہمارے سامنے ہماری رہنمائی کیلئے نہیں ہوگی۔

خدا کے فرشتوں پر بھی ایمان لا ناواجب ہے کہ وہ خدااوراس کے رسولوں کے درمیان قاصداور سفیر ہیں اور جو مادیت اور روحانیت کے مابین واسطہ ہیں اور مخلوقات کو قانون الٰہی کے مطابق چلاتے ہیں اور ہمارے اعمال وافعال کے ایک ایک حرف کو ہردم اور ہر کیظم محفوظ کرتے جاتے ہیں تا کہ ہم کوان کا اچھا یا کہ امعاوضہ ل سکے۔

خدا کے احکام وہدایات جورسولوں کے ذریعیا تسانوں کو پہنچائے گئے ان کو دور دراز ملکوں اور آئندہ تسلوں تک پہنچائے کے ان کو دور دراز ملکوں اور آئندہ تسلوں تک پہنچائے کے لئے ضروری ہوا کہ وہ تحریری شکل اور کتابوں اور صحیفوں کی صورت میں یالفظ و آواز سے مرکب ہوکر ہمارے سینوں میں محفوظ رہیں اس لئے خدا کی کتابوں اور صحیفوں کی صدافت پر اور جو کچھان میں ہواس کی سچائی پر ایمان لا تا ضروری ہے۔ ور نہ رسولوں کے بعد خدا کے احکام اور ہدا بنوں کے جامعے کا ذریعہ مسدود ہوجائے اور ہمارے لئے نیکی و بدی کی تمیز کا کوئی ایسامعیار باتی نہ رہے جس پر تمام ادنی واعلیٰ جابل وعالم بادشاہ اور رعایا سب متفق ہو سکیں۔

انگال کی باز پرس اور جوابد ہی کا خطرہ نہ ہواوراس کے مطابق جز ااور سزا کا خیال نہ ہوتو و نیاوی قوا نین کے باوجود دنیائے انسانیت سرایا در ندگی اور جیمیت بن جائے بھی وہ عقیدہ ہے جوانسانوں کوجلوت وخلوت میں ان کی ذمہ داری کومسوس کراتا ہے اس لئے روز جز ااور ہوم آخرت پرامیان رکھے بغیرانسانیت کی صلاح وفلاح تاممکن ہے اورای لئے محدر سول اللہ وفلا کی تعلیم نے اس پر بے صدر وردیا ہے بلکہ تکی وی کی تلقین کا بیشتر حصدای کی تلقین اور تبلیغ پرمشمل ہے۔

یمی پانچ با تیں اسلام کے ایمانیات کے اصلی عناصر ہیں' بعنی اللہ تعالیٰ پر،اس کے تمام رسولوں پر،اسکی کتابوں اوراس کے فرشتوں پراورروز جز اپرایمان لا تا' بیعقا 'کدخمسہ یکجا طور پرسورہ بقرہ میں متعدد دفعہ کہیں مجمل اور کہیں مفصل بیان ہوئے ہیں۔

﴿ اَلَّذِيُنَ يُوْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ..... وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِمَا ٱنْزِلَ اِلْيَكَ وَمَا ٱنْزِلَ مِنُ قَبُلِكَ ﴾ (بقره) جولوگ غيب (خدا) خدا كى صفات اور ملائك پرائيان ركھتے ہيں اور جو يجونم پراے محدا تر ااور تم سے پہلے تغيروں پر اترااس پريفين ركھتے ہيں يعنی انبياءً اوران كى تنابوں پر۔

> ﴿ وَبِالْاحِرَةِ هُمُ يُوفِينُونَ ﴾ (بقره) اورآ خرت (روزجزا) يريقين ركع بين-

بيتوسوره كي آغازكي آيتي بي سوره كے نج مي مجرارشاد موا

﴿ وَلَكِنَّ الْبِرِّ مَنُ امَنَ بِاللَّهِ وَالْبَوُمِ الْاجِرِ وَالْمَلْفِكَةِ وَالْكِتْبِ وَالنَّبِيِيْنَ ﴾ (بقره-١٤٤) كين نكى يه كه جوفض خدايرة خرى دن پراورفرشتوں پراوركتاب پراورسب نبيول پرايمان لائے۔ سورہ كة خريس ہے۔

﴿ امْنَ الرَّسُولُ بِمَا ٱنْزِلَ إِلَيْهِ مِنُ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ وَكُلُّ امْنَ بِاللَّهِ وَمَلْفِكَتِهِ وَكُتُبِهِ

وَرُسُلِهِ ﴾ (هرورد١٨)

پنجبر پر جو پچھا تارا گیااس پروہ خوداور تمام مومن ایمان لائے ،سب اللہ پر،اس کے فرشتوں پر،اس کی کتابوں پراور اس کے پنجبروں پرایمان لائے۔

سورة نساء ميں انہيں عقائد کی تعلیم ہے۔

﴿ يَا أَيُهَا الَّذِينَ امَنُوا امِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتْبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتْبِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبُلُ ﴿ وَمَنْ يُسْكُفُرُ بِاللَّهِ وَمَلْمِكَتِهِ وَكُتْبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاجِرِ فَقَدُ صَلَّ ضَلَلا أَ بَعِيْدًا﴾ (ناه-)

اے وہ لوگو جوا بمان لا چکے ہوا بمان لا وَالله بڑاوراس کے رسول پڑاوراس کتاب پر جواس نے اپنے رسول پراتاری اوراس کتاب پر جواس سے پہلے اتاری اور جو محض اللہ کا ،اس کے فرشتوں کا ،اس کی کتابوں کا ،اس کے پیغیبروں کا اور روز آخرت کا اٹکار کرے گا وہ بخت گمراہ ہوا۔



# الله تعالى پرايمان

## امَنَ بِاللَّهِ

ایک قادر مطلق اور بہمہ صفت موصوف ہتی پریقین اور اس کوایک جاننا تعلیم محمدی کی پہلی ابجد ہے اسلام سے پہلے جو ہذا ہب تھے باو جود اس کے کہ اللہ کی تو حید اور صفات پر ایمان رکھنا ان کے اصول میں بھی واخل تھا گر ان کی تعلیمات میں تر تبیب مفقو دبھی اور بینہیں معلوم ہوتا کہ ان کی نگاہ میں تو حید کا مسئلہ اہمیت کے کس درجہ پر ہے آنخضرت تعلیمات میں تر تبیب مفقو دبھی اور بینہیں معلوم ہوتا کہ ان کی نگاہ میں تو حید کا مسئلہ اہمیت محسوس کی اور اس کو اپنے نصاب درس کا پہلاسیق اور معارف و حقائق اور جسمانی اعمال واخلاق کا سر بنیا دقر اردیا۔ اللہ اگر چاہے تو انسان کے تمام گنا ہوں سے درگذر کرسکتا ہے گرای ایک حقیقت سے انکار وہ جرم ہے جس کو وہ بھی معاف نے فرمائے گا۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنُ يُشُرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوُنَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ (ناء) يقنأ خدا شرك ومعاف تذكر عالاراس كرواجس كجوالتاه جامعاف كرد \_

پھراس کے ساتھ خالص تو حید کا بیان اساء وصفات کی تشریح 'شرک کے ہر پہلو کی نفی اور تو حید کے ہر پہلو کی فلی اور الہیاتی تخصیل 'تعلیم محمدی کی امتیازی شان ہے معلوم ہو چکا ہے کہ نبوت محمد بید کی غرض و علیت صرف تخیل ،نظریہ آرائی اور الہیاتی فلیفہ نہ تھا 'بلکہ ایک زندہ قوم 'جہد وجہد اور عمل والی قوم' اخلاص وایٹار اور نیکی و تفوی والی قوم پیدا کرنا تھا اس کو تمام و نیا کی پیشوائی کے لئے نمونہ مل بنانا تھا اس لئے سب سے پہلے اہل عرب کو جو اس کے مخاطب اول تھے رموز اور اسرار تو حید کا اس طرح حامل بنانا تھا کہ ان کے رگ وریشہ میں ولولہ اور جوش کا ایک نشہ بیدا ہوجائے اس کے لئے ضرورت تھی کہ سب سے پہلے زمین کو ہموار کیا جائے شرک کے وہ تمام عقائد جوعر ہوں میں تھیلے ہوئے تھے ان کو منا دیا جائے اور جن وجوہ اور اسباب سے شرک کے بیعقائد پیدا ہوتے ہیں ان کی نئے گئی کی جائے۔

#### اصلاح عقائد:

معلوم ہو چکا ہے کہ عرب میں جہالت اور وحشت کی وجہ سے سینکڑوں غلط عقا کداور تو ہمات پھیل گئے تھے اور و نیا کے دوسرے غدا ہب کے عقا کدمیں بھی بہت می غلطیاں داخل ہو گئی تھیں ،ان میں سب سے زیادہ بدتر اور تمام برائیوں کااصلی تحور شرک تھا'اس لئے سب سے پہلے آنخضرت وہی نے اس کی اصلاح سے آغاز کیا۔

شرک اور بت پرتی کا اصلی زیندا سباب و موثرات کا وجود ہے خدانے عالم میں ایک سلسلہ اسباب قائم کردیا ہے اور اس کے تمام واقعات ای سلسلہ کی کڑیاں ہیں کیکن میتمام سلسلہ ایک قادر مطلق کے دست قدرت میں ہے اور اس سلسلہ کی ایک بھی اس کے اشارہ کے بغیر جنبش نہیں کرعتی شرک اس طرح شروع ہوتا ہے کہ پہلے انسان ان اسباب و علل میں سے بعض نمایاں اور قوی الاثر اسباب سے متاثر ہوتا ہے اجرام فلکی کی عظمت ، آفتاب و ماہتاب کی نورافشانی ، سمندر کا پرزور تلاحم عناصر کی نیرگ آرائیاں انسان کو مبہوت کردیتی ہیں وہ ان کی عظمت و تا ثیر سے متاثر ، پھر منفعل اور بالآخر ان کا غلام بن جاتا ہے اعتقاد کے پہلے مرحلہ میں انسان غور ردی کے دعوی سے اس قدر انتیاز اور تفریق کرتا ہے کہ بید

چیزیں خودخدا یا معبودنبیں ہیں' کیکن بیتمیز آخر تک قائم نہیں رہتی بلکہ رفتہ خوش اعتقادی کا اثر غالب آتا جاتا ہے'اور یہ چیزیں خدا کی شریک بنتی جاتی ہیں' یہاں تک کہ اصلی مسبب الاسباب نظرے بالکل او جمل ہوجاتا ہے۔

شرک کی جوگونا گول صورتیں دنیا میں موجود تھیں اور جس طرح آنخضرت ﷺ نے ان کا استیصال کیا ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اردنیا کی مشہور تو موں میں سے عیسائی اور مجوی علانیہ شرک تھے لیحیٰ تین اور دوخدا مانے تھے ہندو بھی ای کے قریب تھے ان غربیوں کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ خدا کے جومختلف نمایاں اور اہم اوصاف ہیں ان کامستقل اور مجسم وجود قائم ہوگیا' مثلاصف خلق اور احیاء وامانت برہما بشن مہیش کے نام سے موسوم ہیں' مجوسیوں نے دیکھا کہ دنیا میں جس قدر اشیاء اور افعال وحرکات ہیں سب باہم متضاد ہیں نور وظلمت' پستی و بلندی، بمین وشال نرم وسخت' رات دن' خیر وشر' علم و غضب' غرور و خاکساری' فستی وصلاح کوئی چیز مقابلہ اور تضادات سے خالی نہیں' اس لئے ایسے دومتضاد عالم کا خالق ایک غضب' غرور و خاکساری' فستی و صلاح کوئی چیز مقابلہ اور تضادات سے خالی نہیں' اس لئے ایسے دومتضاد عالم کا خالق ایک نہیں ہوسکتا' اس بنا پر انہوں نے دوخداتشلیم کے اور ان کا نام پر دال اور اہر من یا نور وظلمت رکھا۔

قرآن مجید میں تمام احکام نہایت تدریج کے ساتھ نازل ہوئے ہیں میہاں تک کہ ۱۳ ابری کی وسیع مدت تک روز و ٔ زکوۃ ادر جج کچھفرض نہیں ہوا تھالیکن شرک کا استیصال کلی نبوت کا پہلاسبق تھا۔

سورۂ زمر کمہ میں نازل ہوئی اور ای سورہ میں شرک کی تمام صورتیں مٹا دی گئیں' تمام دیگر سورتوں میں نہایت کثرت سے اس قتم کے شرک کا ابطال اور رد کیا ہے اس لئے ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

بجوسیوں کے شرک کی بنیاداس پڑھی کہ افعال خیروشر کا ایک خالق نہیں ہوسکنا ورندلازم آئے گا کہ خدا شرکو پیدا

کرتا ہے اور پہ ظاہر ہے کہ جوفض برائی کے پیدا ہونے کو جائز رکھتا ہے وہ خودا چھانہیں ہوسکنا اس لئے قرآن مجید میں

نہایت کشرت سے تصریحات آئیں کہ جن کوہم خیروشر کہتے ہیں سب کا فاعل خدا ہے آئحضرت وہنگانے نہایت تصری و

تاکید کے ساتھ تعلیم کی کہ جو پکھ ہوتا ہے سب خدا کے حکم ہے ہوتا ہے باقی بید مسئلہ کہ بری چیز کا خالق اچھانہیں ہوسکنا

اوالا تو یہ مغالط آمیز غلطی ہے ایک مناع مصورا گرایک نہایت کردہ جانور کی تصویر نہایت اچھی تھینچ تو اس کے کمال مصوری

میں اس سے پکھ داغ نہیں آئے گا کہ جانورخود برائے دوسرے یہ کہا سلام نے اس مسئلہ کی جس اصلی گرہ کو کھولا ہے وہ یہ

میں اس سے پکھ داغ نہیں آئے گا کہ جانورخود برائے دوسرے یہ کہا سلام نے اس مسئلہ کی جس اصلی گرہ کو کھولا ہے وہ یہ

ہی اس سے پہلے داخ خیر وشر نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے تو خیر ہے اور برائیا جائے تو شر ہے نہ ہر نہ اچھا ہے نہ برا اگر اس کو بیاریوں کے

نہر اگر اس سے اچھا کام لیا جائے تو خیر ہے اور برائیا جائے تو شر ہے نہ ہر نہ اچھا ہے نہ برا اگر اس کو بیاریوں کے

استیصال میں استعال کیا جائے تو خیر ہے اور کری ہے گناہ کے تی شر میں ستعال کروتو شر ہے ای طرح دوسری اشیاء کے بھی

خیروشر کے دونوں پہلو ہیں نہ کوئی شے دنیا میں خیر مطلق ہے نہ کوئی شر محض اس لئے قرآن نے شرکی نبست خدا کی طرف نہیں کی ہے بلکہ خودانسان کی طرف کی ہے۔

﴿ أَشَرُّ أُرِيُدَ بِمَنُ فِى الْآرُضِ أَمُ أَرَادَ بِهِمُ رَبُّهُمُ رَشَدًا﴾ (جن) آياالى زين كساتح شركااراده كياكيا جياان كيرورد كارن ان كوراه پرلانا جا إجد ﴿ مَا آصَابَكَ مِنُ حَسَنَةٍ فَعِنَ اللَّهِ وَمَا آصَابَكَ مِنْ سَيْعَةٍ فَعِنُ نَفْسِكَ ﴾ (ناه) تجھ کو جو ٹیکی پینجی تو وہ خدا کی طرف ہے ہاور جومصیبت پینجی وہ خود تیری طرف ہے ہے۔

﴿ أَوَ لَـمًا أَصَابَتُكُمُ مُصِيبَةً قَدُ آصِبُتُم مِثْلَيْهَا قُلْتُمُ آثَى هَذَا ﴿ قُلُ هُوَ مِنْ عِنُدِ آنْفُسِكُمُ ﴿ إِنَّ اللَّهُ عَلَى كُلُ اللَّهُ عَلَى كُلُ مُو مِنْ عِنُدِ آنْفُسِكُمُ ﴿ إِنَّ اللَّهُ عَلَى كُلِّ مَنْ عِنُدِ آنْفُسِكُمُ ﴿ إِلَّ اللَّهُ عَلَى كُلِّ مَنْ عِنُدِ آنُفُسِكُمُ ﴿ إِلَّا اللَّهُ عَلَى كُلِّ مَنْ عِنُدِ آنُفُسِكُمُ ﴿ إِلَّا اللَّهُ عَلَى كُلِّ مَنْ عِنُدِ آنُفُسِكُمُ ﴿ إِلَّا اللَّهُ عَلَى كُلِّ مَنْ عِنُدِ اللَّهُ عَلَى كُلُّ مَنْ عِنُدِ النَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى كُلِّ مَنْ عِنُدِ النَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى كُلُّ مَنْ عَنُدِ النَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللّهُ عَلَّى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَيْهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ

کیا جب تم کوکوئی مصیبت پیچی جس کی دوگئی تم ان کو پیچا چکے ہوتو تم نے کہا یہ کہاں ہے آئی کہددے کہ خود تہاری طرف سے ہے خدا ہر بات پرقدرت رکھتا ہے۔

الغرض کسی شے کا ایسا پیدا کرنا جس میں خیروشر کے دونوں پہلو ہیں 'شرنبیں ہےان میں اس کے شرکے پہلو کو استعال کرنا اور کام میں لا ناشر ہے'ڈاکٹر بہت ی بیاریوں کے لئے زہر یلی دوائیں بناتے ہیں مگر پیشرنہیں البنۃ جوکوئی شریر ان داؤں سے ان امراض کے ازالہ کے بجائے کسی کی جان لے لیتا ہے تو وہ شرہے۔ حاصل بید کہ اس دنیا میں جب خیروشر اشیاء میں بذاتہ نہیں ہے تو انجھی چیزوں کے لیے انگ اور ندی چیزوں کے لئے الگ خالق تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خالق اللے تا الگ خالق تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خالق ایک ہی ہے دونہیں۔

﴿ وَقَـالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوْ آ اِلْهَيُنِ اثْنَيْنِ ۦ إِنَّـمَا هُوَ اِللَّهُ وَّاحِدٌ ۦ فَـاِيَّايَ فَارُهَبُوْنَ، وَلَهُ مَا فِي السَّمُوٰتِ وَالْآرُضِ ﴾ (مُل-٥٢-٥١)

اور خدائے کہا کدد وخدانہ بتاؤ وہ ایک ہی خدائے توجھی ہے ڈرواوراس کے لئے ہے جوآ سانوں اورز مین میں ہے۔

# بزرگول کی مشر کانه عظیم سے رو کنا:

(۲) شرک کا بہت بڑا ذریعہ کسی خاص فحض یا کسی شے کی تعظیم مفرط ہے جس کوفخص پرتی یا یادگار پرتی ہے تعبیر کر کتے ہیں حضرت عیسی ' رام چندر کرشن کواسی خوش اعتقادی نے آ دمی سے خدا بنا دیا اس بناء پرقر آ ن مجید ہیں نہایت پرز دراور پررعب الفاظ میں فخص پرتی کی تحقیر کی گئی۔

﴿ يَاَهُلَ الْكِتْبِ لَاتَغُلُوا فِي دِيُنِكُمُ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ لَ إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابُنُ مَرُيَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﴾ (المرادات)

اے الل كتاب اپنے دين من حدے زيادہ نہ بڑھ جاؤ اور خداكى نسبت وہى كھو جو حق ہے مسيح يعنى عينى بن مريم صرف خدا كے يغيبر ہيں۔

﴿ لَنُ يُسُتَنُكِفَ الْمَسِيَحُ أَنُ يُكُونَ عَبُدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلْفِكَةُ الْمُقَرِّبُونَ ﴿ وَمَنُ يُسُتُنُكِفُ عَنُ عِبَادَتِهِ وَيَسُتَكُبرُ فَسَيَحُشُرُهُمُ إِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴾ (ناء)

می کوخدا کابندہ ہونے سے ہرگز عاربیں اور نہ مقرب فرشتوں کو (عارب) اور جس مخص کوخدا کی بندگی سے عار ہوگا اور برائی کی لے گاتو خدا سب کوعنقریب اپنے حضور میں بلائے گا۔

﴿ لَقَدُ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوْآ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيعُ ابْنُ مَرُيَمَ طَ قُلُ فَمَنَ يُمُلِكُ مِنَ اللهِ شَبُنَا إِنُ اَرَادَ أَنْ يُهُلِكَ الْمَسِينَحَ ابْنَ مَرُيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْآرُضِ جَمِيعًا مَ وَلِلْهِ مُلَكُ السَّمُوتِ وَالْآرُضِ وَمَا بَيْنَهُمَاءَ يَخُلُقُ مَا يَشَاءُ ءَ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (١٤٥٥) وہ لوگ کا فرجیں جو کہتے ہیں کہ پیٹی بن مریم خداہے کہدو کہ اگر خدابہ جا ہے کہ سی بن مریم کواس کی مال کواور و نیامیں جو پکھے ہے سب کو ہر باد کر دے تو کون ہے جو خدا کوروک لے خدا ہی کے لئے آسان وزمین اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں ان کی حکومت ہے اور خدا تمام چیز ول پر قادر ہے۔

﴿ وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ آنَتَ قُلُتَ لِلنَّاسِ اتَّحَذُونِيْ وَأَمِّى الهَيْنِ مِنُ دُونِ اللّٰهِ ٤ قَالَ سُبُحْنَكَ مَا يَكُونُ لِنَي آنُ آقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ دَانُ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدُ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ دَانِكَ آنَتَ عَلّامُ الْغُيُوبِ، مَا قُلْتُ لَهُمُ الا مَا آمَرُ تَنِي فِي نَفْسِكَ دَانِكَ آنَتَ عَلّامُ الْغُيُوبِ، مَا قُلْتُ لَهُمُ الا مَا آمَرُ تَنِي بِهِ آنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِينَ وَرَبُّكُمُ ﴾ (الدور ١١٠٧)

اور جب خدا کے گا کہ کیوں عینی اتم نے لوگوں ہے کہد یا تھا کہ خدا کوچھوڑ کر مجھ کو اور میری ماں کو خدا کہو عینی عرض کریں گے کہ جو کا تا ہوگا کہ کہ بھا اللہ میری بیجال ہے کہ میں کوئی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کوئی نہیں اگر میں نے کہا ہوگا کہ تو ، ات ہوگا تو میر ہے دل کی بات نہیں جانتا ہوگا کہ تو ، ان ہے میں نے لوگوں ہے جو انتا ہوگا ہوئی ہے دان ہے میں نے لوگوں سے صرف وہ کی کہا تھا جس کا حکم تو نے مجھ کو دیا تھا ہی ہے کہ خدا کی عبادت کر وجو میرا بھی خدا ہے اور تمہارا بھی ۔ سے صرف وہ کی کہا تھا جو داس کے کہ حاصل کون وم کال تھے لیکن بار بار قرآن ن مجید میں تا کیدا تی تھی ۔ اس محضرت وہ میں تا کیدا تی تھی ۔

﴿ قُلَ إِنَّمَا آنَا بَشَرٌ مِّنُلُكُمُ يُوخِي إِنِّي أَنَّمَا اللَّهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدُ ﴾ ( أبف)

که دیاے پنجبرکه میں تو تمہاری ہی طرح آ دی ہوں کٹیکن بیاک میری طرف دی بھیجی جاتی ہے کہ تمہارا خداا یک خدا ہے۔

ایک خاص نکتہ خور کے قابل ہے جس قدر جلیل القدرا نبیاء علیم السلام گذرے ہیں ان کے خاص خاص لقب ہیں مثلاً حضرت موسی مسلم اللہ عنے حضرت ایرا ہیم کا لقب خلیل اللہ تھا ، حضرت عیسی روح اللہ تھے الیکن آنحضرت علیم اللہ عنو داس کے کہا شرف انبیاء تھے ، آپ نے کیا لقب بیند کیا؟ اور کلمہ تو حید میں ، نماز میں ، درود میں آنحضرت علیم کے اسم گرای کے ساتھ کیا امتیازی وصف شامل کیا گیا؟ صرف رسالت اور عبدیت!

﴿ أَشُهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبُدُهُ وَرَسُولُهُ ﴾

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

اس میں بھی عبدیت کا وصف رسالت پر مقدم ہے آنخضرت کا نے ایک دفعہ بعض کفار کے حق میں دعائے بدکی۔اس پر بیر آیت اتری۔ لے

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمُ أَوْ يُعَدِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ طَالِمُوْنَ ﴾ (آلعمران-١٣). تم كو يَخْداختيارتبين بعداج به كاتوان پرتوج كرے كايان كوعذاب دے كاكده وظالم بين-

آ تخضرت والمنظ بعض کفار کی ہدایت یا نے اوراسلام کے قبول کرنے کے نہایت خواہش مند تخصاس پر بیر آیت آ

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ آحُبَيْتُ ﴾ (صف)

تم جس کوچاہتے ہواس کو ہدایت نہیں دے سکتے۔

آ کخضرت و الله کے عبداللہ بن ابی کے لئے دعائے مغفرت کی اس پرقر آن مجید میں آیا۔ اِ

﴿ اِسْتَغُفِرُ لَهُمْ اَوُلَا تَسْتَغُفِرُلَهُمْ ﴿ إِنْ تَسْتَغُفِرُ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةُ فَلَنْ یُغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴾ (توب)

م ان کے لئے مغفرت جا ہویانہ چا ہواگر تم ان کے لئے سرّ دفعہ بھی مغفرت چا ہو گے قو خداان کی مغفرت نہ کرے گا

اس مخضرت و اللہ ہمیشہ ہرموقع پراس امرکی تا کیداوراس کا کھا ظار کھتے تھے کہ لوگ آپ کی زاکداز اعتدال مدح نہ کریں جومنجر ہوکر شرک تک بی شرار بار فرماتے تھے۔

نہ کریں جومنجر ہوکر شرک تک بینے جائے۔ بار بار فرماتے تھے۔

﴿ لا تطرو ني كما اطرى اليهو د والنصاري ﴾ ٢

میری شان میں اس طرح مبالغہ نہ کروجس طرح بہودونصاری نے اپنے تیفیبروں کی شان میں کیا۔

ا یک دفعہ آپ و کھا راستہ میں جارہے تھے ایک مخص نے دفعتہ آپ کودیکھا اور اس پراس قدررعب طاری ہوا کہ کا پہنے لگا آپ نے فر مایا ڈرونیس میں ایک قریش خاتون کا بیٹا ہوں جو گوشت کو خٹک کرے کھایا کرتی تھی۔ سے

بنوعامر کا وفد جب آنخضرت وفلکا کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں نے آنخضرت وفلکا ہے عرض کی کہ آپ ہمارے سید (آقا) ہیں آپ نے فرمایا سید خدا ہے لوگوں نے عرض کی کہ آپ ہم سب سے افضل اور سب سے برتر ہیں آپ نے فرمایا اچھا میہ کہوئیکن دیکھوئم کوشیطان اپناوکیل نہ بنالے سے اصلی الفاظ ہیہ ہیں۔

﴿ قولو بقولكم ولا يستحرينكم الشيطان ﴾

ایک دفعه ایک مخف نے ان الفاظ میں آپ کو مخاطب کیااے ہمارے آتا! اور ہمارے آتا کے فرزند! اوراے ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے فرزند! آپ نے فر مایا لوگو! پر ہیزگاری اختیار کر دشیطان تہہیں گراند دے، میں سب سے بہتر اور سب کے بہتر کے فرزند! آپ نے فر مایا لوگو! پر ہیزگاری اختیار کر دشیطان تہہیں گراند دے، میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ، مجھے کو خدائے جو مرتبہ بخشا ہے مجھے پندنہیں کہتم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔ ہے

غور کرد کہ رسول کی شان میں بیالفاظ ناجا ترنہیں تکرتو حید کوشرک کے ہرشائیہ سے بچانے کا خیال ہر خیال پر غالب تھا۔

## درمياني واسطول كامشر كانهاعتقاو:

(۳) شرک کااصلی ضرریہ ہے کہ خدا ہے انسان کوجس درجہ کا تعلق 'جس متم کا بھن و نیاز ،جس مرتبہ کی محبت،جس درجہ کی التجا درکار ہے،اس کا رخ دوسری طرف بدل جاتا ہے، ہزاروں لاکھوں آ دمی ہیں جواچھی طرح جانبے ہیں کہ دیوتا

- ا بخارى كتاب النغير سورة توب
- ع بخارى جلداول كتاب الانبياء باب واذكر في الكتاب مريم-
- ع شائل زندی ومتدرک جلد ۳ ص ۱۳۸۸ ملی شرط انتیجین واقعه فتح کمه۔
- سے ادب المفردامام بخاری باب بل يقول سيدي وابوداؤد كتاب الادب باب كرايت التمادح-
  - ه منداین هبل جلد ۲۹ م ۱۵۲\_

کا نتات اور زمین و آسان کے خالق نہیں ہیں تاہم وہ ہر تم کی عاجتیں اور مرادیں انہیں و یو تاؤں اور معبودوں ہے ما تکتے ہیں انہیں کو حاجت روا جانے ہیں اٹھے ہیں تاہم وہ ہر تم کی عاجتیں انہیں کو حاجت روا جانے ہیں اٹھے ہیں تھے انہیں کا نام لیتے ہیں انہی پر نذرو نیاز چڑھاتے ہیں ، غرض براہ راست ان کو جو تعلق ہوتا ہے انہیں معبودوں ہے ہوتا ہے خود مسلمانوں ہیں ہزاروں لا کھوں آ دمیوں کا طرز عمل انہیاء وسلماء بلکہ مزارات کی نسبت اس کے قریب قریب ہے اس بنا پر مقدم ترین امریہ ہے کہ معبودین کی نسبت اس فتم کا خیال نہ پیدا ہونے پائے اور صاف بتادیا جائے کہ خدا کے آگے تھی کی کھونیں چل سکتی اس کی مرضی میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا معنرت ابراہیم نے اپ ہے باپ سے طلب مغفرت کا وعدہ کیا تو ساتھ ہی ہی کہد یا۔

﴿ لَاسْتَغُفِرَ لَّ لَكَ وَمَا آمُلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ﴾ (محد)

میں آ پ کے لئے مغفرت کی درخواست ضرور کر دل گالیکن مجھ کوخدا کے سامنے آپ کی نبیت کوئی اختیار نہیں آنخضرت و کھٹانے نے ارشاد فر مایا کہ میں نے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی درخواست کی تھی وہ نہیں قبول ہوئی' البتہ بید درخواست ضرور قبول ہوئی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کرلوں ۔ ل

قرآن مجید میں جب بیآیت اتری کہ ﴿ وَ اَنْدَرْعُ شِیْرَ لَكَ الْاَفْرَبِیْنَ ﴾ تو آپ نے خاندان کے لوگوں کو جمع کرے فرمایا''اے قریشیو ااے اولا دعبدالمطلب!اے عباس!اے صغید!اے فاطمہ ! میرے مال میں ہے جو مانگومیں' دے سکتا ہوں لیکن خدا کے ہاں میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔'' کے

قرآن مجید میں نہایت کثرت اور نہایت تشدد کے ساتھ اس مضمون کوادا کیا گیا گیتم لوگ جس کو حاجت روا سمجھتے ہواوران سے حاجتیں مانگتے ہوان کوکار خانہ ستی میں کسی قتم کا اختیار نہیں۔

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمُتُمْ مِّنُ دُونِهِ فَلَا يَمُلِكُونَ كَشُفَ الضَّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحُويُلُا ه أُولَفِكَ اللَّهِ عَنْكُمُ وَلَا تَحُويُلُا ه أُولَفِكَ اللَّهِ عَنْ مُونَا اللَّهِ عَنْكُمُ وَلَا تَحُويُلُا ه أُولِفِكَ اللَّهِ عَنْهُ أَقُوبُ وَيَرْحُونَ رَحُمَتُهُ وَيَحَافُونَ عَذَابَهُ ١ إِنَّ اللَّهِ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللللَّهُ اللَّهُ اللللللِّلُولُولُولُولُلُّلُولُولُولُولُ

کہددو کہ خدا کے علاوہ تم جن کو پکارتے ہووہ تمہاری مصیبت کے بٹانے یا بدلنے کا پکھا ختیار نہیں رکھتے جن کوتم پکارتے ہوان میں جوخدا کے مقرب ترین جی وہ خودخدا کا دسیلہ ڈھونڈتے ہیں اوراس کی رحمت کے امید دارر ہتے جیں اوراس کے عذاب سے ڈرتے جی بے شہر تیرے خدا کا عذاب ڈرنے بی کے قابل ہے۔

## خوارق خدا کے علم سے ہوتے ہیں:

(۴) شرک کا ایک بردا ذر بعیر خوارق عادات کی نسبت غلط بھی ہے جن اشخاص سے خوارق عادات سرز دہوتے ہیں ان کی نسبت نوگوں کو پہلے بیر خیال آتا ہے کہ بیرخود خدا نہیں ہیں اسکین ان میں خدائی کا شائبہ ضرور ہے ور شدا ہے افعال کیونکر سرز دہوتے ہیں جو قدرت انسانی سے بالاتر ہیں بہی خیال رفتہ رفتہ دیوتاؤں اور اوتار تک ترقی کرتا ہے اور بالآخر خدائی تک پہنچادیتا ہے حضرت عیسی ای بنا پرآئ جا لیس کروڑ آدمیوں کے خدایا خدا کے جیٹے ہیں۔

له صحیحسلم کتاب البخائز۔

بیردوایت ای آیت کی تغییر علی تمام تغییر وار اور حدیث کی کتابوں میں مفتول ہے۔

لیکن اس حقیقت ہے بھی انکارنہیں ہوسکتا کہ انہیاء علیہم السلام ہے معجزات صادر ہوتے ہیں اور بیامر خصائص نبوت میں ہے تاہم بید مشکداسلام کے زمانہ تک مشتبہ اور مجمل رہا قرآن مجید میں خرق عادات کے متعلق حسب ذیل امور بیان کئے گئے۔

اور کفار کہتے ہیں کدان (آنخضرت و کھی) پر کوئی معجز ہ خدائے یہاں ہے کیوں نہیں اترا کہدو کہ خدااس پر قادر ہے کہ معجز ہ ناز ل کرے لیکن اکثر لوگ نہیں جائے۔

(۲) باوجوداس کے کفارکوم مجز وطلی ہے روکا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ نبوت اور رسالت معجز ہ پرموقو ف نہیں۔ ﴿ وَيَقُولُ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ لَوُلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةً مِنْ رَّبِهِ إِنَّمَا آنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ فَوْم هَادٍ ﴾ (رعد) اور کفار کہتے ہیں کہ آنخضرت و کھنا پرکوئی معجز و خدا کے ہاں ہے کیوں نہیں اتراب شک آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہرقوم کے لئے راود کھانے والے ہیں۔

(۳) جومعجزے اس آیت میں کفار نے طلب کئے وہ ناممکن با تمیں نہتھیں، تاہم خدا نے آنخضرت ﷺ وجو جواب تلقین کیاوہ بیتھا کہ میں تو بشر ہوں، دوسری جگہاس کا جواب بید یا کہ مجزے تو خدا کے پاس ہیں بیعنی معجزے صادر ہوں گے تو بیرمیرافعل نہ ہوگا بلکہ خدا کا ہوگا۔

﴿ وَ مَالُوا لَوُلَا أَنْوِلَ عَلَيْهِ الِنَّ مِنْ رَبِّهِ مَ قُلُ إِنَّمَا الْآلِيْتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا انا نَذِيْرٌ مُبِينٌ ، أَوَ لَمُ يَكُفِهِمُ إِنَّا أَنْوَلُنَا عَلَيْكَ الْجَعْبُ يُتُلَى عَلَيْهِمُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَ ذِكْرَى لِقَوْمٍ يُومِنُونَ ﴾ (عجوت) وركفار كتب إلى كدان يرخدا كه يهال سي مجز سي كول بين اترت كبدد وكه مجز عنو خدا كه إلى بين اور مين تو صرف صاف صاف ورائ والا بول كيان (كفار) كه لئے يهائي تمين كرجم في تمهار ساوير كتاب (قرآن) اتارى جوان يرتلاوت كى جاتى جاتى من رحمت جاورا يمان لانے والوں كے لئے يادر كھنى جيز ہے۔

ای گئے معجزات کے ذکر میں ہمیشہ باذن اللہ (خدا کی اجازت سے) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حرام وحلال کرنا خدا کا کام ہے:

(۵) شرک کی ایک قتم میتی که انبیاء یا پیشویان مذہبی تو تحمیل کا مجاز سمجھتے تتھے بعنی وہ جس چیز کو جا ہیں حرام کردیں اور جس چیز کو جا ہیں حلال تشہرادیں' قر آن مجید میں جب بیآ یت اثری۔

﴿ اِتَّحَدُوْ آ اَحْبَارَهُمُ وَرُهْبَانَهُمُ أَرُبَابًا ﴾ (تو.)

ان لوگوں نے اپنے علماءاور درویشوں کورب بنالیا ہے۔

تو حضرت عدی ی جوحاتم طائی کے فرزنداوراسلام لانے سے پہلے عیسائی سے آئے خضرت وہ کا استقاد نہ تھا کہ کہ م لوگ اپنے پیشوایان نذہ بی کو اپنار ب تو نہیں بچھتے سے آپ وہ کا نے ارشاد فرمایا کہ ''کیاتم لوگوں کا بیاعتقاد نہ تھا کہ بیلوگ جس چیز کو چاہیں حلال اور جس کو چاہیں حرام کرویں''عرض کی کہ'' ہاں' آپ نے فرمایا'' یہی رب بناتا ہے'' کے عموماً اہل نہ اجب پیغیبروں کو شارع مستقل بچھتے سے لیکن بیسی ایک قتم کا شرک ہے' شریعت کی تاسیس حلال وحرام کی تعیین جائز ونا جائز کی تفریق امرونہی کے احکام بیسب خدا کے ساتھ مخصوص ہیں' پیغیبر صرف مبلغ اور پیغام رساں اور تعلیم الہی سے ان احکام کے شارح اور بیان کرنے والے ہیں' ای بناء پرقر آن مجید میں ذات نبوی کی صفت رسالت کو بار بارتا کیداور اصراد کے ساتھ مختمایاں کیا گیا ہے۔

﴿ وَمَا مُحَمَّدُ اِلَّا رَسُولُ قَدُ خَلَتُ مِنُ قَبَلِهِ الرَّسُلُ ﴾ (آل مران) محرتو صرف آیک رسول ہاس سے پہلے اور رسول گذر بچے۔ ﴿ إِنَّمَا الْمَسِينُ حُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﴾ (آماء) مریم کا بیڑاعینی اللہ کا صرف رسول تھا۔

اس حصرے بیمقصودتھا کہا نبیاء میں خدائی کی کوئی صفت نہیں ہوتی ، بلکہ جو پچھان میں ہے وہ رسالت ونبوت کےاوصاف ہیں۔

# غيرخدا كى مشركانة تغظيم:

(2) شرک کاایک بڑا ذریعہ بیتھا کہ جوا ممال اور آ داب خدا کے ساتھ بخصوص ہیں وہ اوروں کے ساتھ بھی برتے جاتے تھے بیا گرچہ شرک فی العباد ق یا شرک فی الصفات تھا لیکن رفتہ رفتہ شرک فی الذات تک منجر ہوتا ہے بحدہ عبادت خدا کے ساتھ بخصوص ہے لیکن کفاراور دیگر اہل غدا ہب بتو ل اور متقدایان دینی کو بھی بحدہ کرتے تھے اور سلاطین و امراء کو بحدہ کرنا عام طور سے رائج تھا آ مخضرت و لیکھ نے نہایت تنی سے اس کو روکا، بنوا سرائیل میں بحدہ تعظیمی یا بحدہ مجبت جائز تھا چنا نچہ جھزت ہو سف کو ان کے والدین نے بحدہ کیا تھا لیکن چونکہ اسلام میں تو حید کو انتہائے کمال تک پہنچانا تھا بھی بھی منع کردیا گیا۔ ایک و فعدا یک سحائی خدمت اقدی میں آئے اور عرض کی کہ میں نے اہل بھم کو دیکھا ہے تھا بحدہ تعظیمی بھی منع کردیا گیا۔ ایک و فعدا یک سحائی خدمت اقدی میں آئے اور عرض کی کہ میں نے اہل بھم کو دیکھا ہے وہ ایٹ رئیسوں کو بحدہ کرتے ہیں آپ اجازت ویں تو ہم آپ کو بحدہ کریں ، آپ وقت فرمایا، تو کیا میری قبر پر گذرہ و

گے تو اس کو بحدہ کرو گے؟ عرض کی کہنیں فرمایا تو اب بھی نہ کرو ،اگر میں کسی کو دوسرے کے آ گے بجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تومیں بیوی کو علم دیتا کہ وہ اپنے شو ہر کو تجدہ کرے لے اس طرح ایک اور صحابی ملک شام ہے آئے تو آپ کو تجدہ کیا آپ نے بوچھا کہ بیتم نے کیا کیا؟ عرض کی کہ میں نے شام میں رومیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ندہجی افسروں کو بجد ہ کرتے ہیں تو میراجی جاہا کہ میں بھی آ پ کو بحدہ کروں فر مایا ایسا نہ کروا گر میں کسی کوخدا کے سوا بحدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں بیوی کو تحكم ديتا كدوه اپنے شو ہر كو تجد ہ كرے۔ مج

## صفات الهي كي توحيد:

(٨) شرك كى ايك قتم بدے كەخدا كے ساتھ جواوصاف مخصوص ہيں وہ اوروں ميں تشليم كئے جائيں جس كا بيہ قدرتی بتیجہ ہے کہ وہ شرکت وصف کی بناء پرخدا کے شریک اور ہمسر بن جائیں ان میں سے ایک وصف علم غیب ہے اکثر اہل ندا ہب اعتقادر کھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کوعلم غیب ہوتا ہے بنی اسرائیل کے زمانہ میں کا ہنوں کا یمی کام تھا کہ وہ آئندہ واقعات کی پیشین گوئیاں کیا کرتے تھے عرب میں بھی کا بن یمی پیشہ کرتے تھے اور مختلف طریقوں ے پیشین گوئی کرتے تھے بھی فال ہے جمھی یا نے بھینک کراور بھی پیظا ہر کرے کہان کو جنات غیب کا حال بتاتے ہیں۔ آ تخضرت وكالطف فيهايت تاكيداوراستقصاء كےساتھ اس اعتقاد كومٹايااورعلم غيب كى تمام صورتيں باطل كيس

خود قران میں نہایت کثرت ہے اس کے متعلق آبیتیں نازل ہو کیں۔

﴿ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ﴾ (انعام) اور خدا کے پاس غیب کی تنجیاں ہیں جن کوخدا کے سواکوئی نہیں جانتا۔

آ تخضرت ﷺ نے اس اجمال کی تفصیل بیان فرمائی اور فرمایا کدمفاتی غیب پانچ ہیں جن کوخدا کے سوا کوئی نہیں

ا۔ حمل تعنی لڑکا ہوگا یالڑ کی۔

۲۔ کل کیا ہوگا۔

٣- بارش كب بوكى-

٣- كس جكموت آئے كى

۵۔ قیامت کب آئے گی۔

اگر چیلم غیب کی اور بھی صور تنس ہیں' کیکن زیادہ تر انہیں امور کی نسبت لوگ علم غیب کے مدعی تضاوران ہی باتوں کولوگ پہلے ہے جاننے کےخواہش مند ہوتے ہیں۔

یہاں تک کہ خودا پی ذات ہے بھی علم غیب کی نفی کی ایک دفعہ ایک شادی کے موقع پر آنخضرت ﷺ تشریف

ابوداؤو كآب النكاح حق الزوج على المراق

ابن ماجرتن الزوج على المراة \_ \*

سیح بخاری کناب الردیلی الجیمیه میں پینصیل مذکور ہے۔ -

فرما تھے انصاری چنداز کیاں گار ہی تھیں گاتے گاتے انہوں نے بیگا ناشروع کیا۔

﴿ وفينا رسول يعلم ما في غد﴾ ك

اورہم میں ایک ایسا پغیرے جوکل کی بات جانتا ہے۔

آ نخضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ بیرنہ کہوو ہی کہوجو پہلے گار ہی تھیں <sup>سے</sup> اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کوخاص تھم دیا کہآ باس حقیقت کوواضح کردیں۔

﴿ قُلُ لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي حَزَّ آئِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ ﴾ (انعام)

کہددوکداے پیمبرکدمیں میبیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے میں اور ندمیں غیب کی باتیں جانتا ہول۔

اورغیب کاعلم صرف خدا کی صفت ہے۔

﴿ قُلُ لَا يَعُلَمُ مَنْ فِي السَّمُواتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهَ ﴾ (ممل) كهددوا عِيْمِ ركه فدا كروا آسانول من اورز من من كوئى غيب بين جانتا ـ

غیب دانی کے مدگی کا جن جوعرب کی گلی میں خدع وقریب کا جال پھیلائے بیٹے رہتے تھے اور بت خانوں میں خدائی کرتے تھے ان کی سطوت خاک میں مل گئی بت خانے ویران ہو گئے تو ان کے یہ پجاری بھی فنا ہو گئے ، محابہ نے آکر پوچھا کہ یارسول اللہ بم جاہلیت میں کا بنوں کے پاس جایا کرتے تھے ، فر مایا اب نہ جایا کر و، عرض کی ہم پر ندوں سے فال لیا کرتے تھے فر مایا کہ تاہم کہ بھی تھا را او ہم تھا ، اس کے سب سے اپنے ارادہ سے باز ندر ہا کرو' بعض لوگوں کے سوال کے جواب میں فر مایا کہ کا بمن کچھ نیس ، انہوں نے کہا یارسول اللہ! ان کی بعض با تیں ہی بھی فکل آتی ہیں فر مایا شیطان ایک آدھ بات من لیت ہے اور دو اس میں سوجھوٹ ملادیتا کہ دھ بات من لیت ہے اور دو اس میں سوجھوٹ ملادیتا ہے کہ بھی فر مایا کہ 'فرشتوں کی ذبان سے شیاطین فضائے آسانی میں چوری چھے کچھین لیتے ہیں اور کا بمن اس میں سینکٹروں جھوٹ اپنی طرف سے ملاکر بیان کرتے ہیں' جا ہوں میں کچھا سے مکارہوتے ہیں جو چوری کا عائب نہ پیتہ بتانے کا دعوی کرتے ہیں جو بیا س کو تر آف کہتے تھے ۔ آئے کھوڑ نے فر مایا کہ جوگوئی کی مال کا پیتہ پوچھنے کے لئے کی اعماف کرتے ہیں میں جائے گا اس کی جا لیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی ۔ غم نے خور میں گا ہی کہ جوگوئی کی مال کا پیتہ پوچھنے کے لئے کی اعماف میں کہتے ہے کہاں جائے گا اس کی جائے کہا تول کو جم جمھے وہ میں جائے گا اس کی جادو کی طرح گناہ قرار دیا اور فر مایا کہ جوگوئی کی بات کی بات کی باتوں کو چھے جمھے وہ مرح گناہ کی باتوں کو چھے جمھے وہ کرتے ہے۔ گئے اس کا انکار کرتا ہے۔ گ

ان تعلیمات نے خدا کے علاوہ دوسروں کی غیب دانی کے عقیدہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کردیا کہانت کی گرم بازاری سردہوگئ فال مشکون بدنجوم اورغیب دانی کے دوسرے خداعا نہ طریق مٹ گئے پرندوں اور پانسوں کے ذریعہ سے غیب کا حال دریافت کرناوہم ووسوسے قرار پایااورغیب کی مملکت پرخدا کے سوائسی اور کی حکومت قائم نہ رہی ۔

ل صحیح بخاری کتاب الردعلی الحجمیه .

ع معجع بخاري كماب النكاح\_

سے مشکوۃ باب الکبانۃ میں سے بیاحدیثین نقل کی جین علم نجوم کی حرمت والی حدیث الوداؤ ڈائن ماجداورا حدیث لیے۔

#### مخفی قو توں کا ابطال:

(9) کا نتات میں خدا کے سواجن نیبی اسباب وعلل یعنی بحروطلسم جنات وشیاطین اورارواح خبیشاور دوسری قسم کی قو توں کی نیبی قدرت وتصرف کا عقاد تھا اوران سے بچنے کے لئے ان کی دہائی پکاری جاتی تھی نذر چڑھائی جاتی تھی قربانی کی جاتی تھی آنخضرت وقتی کی تعلیم اوروجی نے ان تمام خرافات کا قلع قبع کردیا اور خدا کے سواتمام دوسری مخفی و پوشیدہ قو توں کا ڈرانسان کے سینوں سے ہمیشہ کے لئے نکال کر پھینک دیا اور دعا وکلمات الہی کے سواہر نوع کے جھاڑ پھونک منتر' تعوید' گنڈے ٹو کئے جن میں کی غیر خدا سے نعبی استعداد یا شرک کا کلہ ہو کفر قرار پائے ای قسم کے فاسد پھونک منتر' تعوید' گنڈے ٹو کئے برنماز میں اورنماز کی ہررکعت میں سور وَ فاتحہ کے شمن میں اس آ بیت کے پڑھنے کا تھم دیا گیا۔ پڑھنے کا گھم دیا گیا۔

(اے عالم کے پروردگار) ہم تیرے ہی آ مے سرجھکاتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ سحر وطلسم و جاد واور ٹو ملکے کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا۔

﴿ وَمَا هُمُ بِضَارِّيُنَ بِهِ مِنُ آحَدِ إِلَّا بِإِذُنِ اللَّهِ ﴿ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمُ وَلَا يَنَفَعُهُمُ ﴿ وَلَقَدُ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهُ فِي الْاجِرْةِ مِنْ خَلَاقِ ﴾ (بقره)

یہ جاد واور ٹو نکے کرنے والے کسی کو پچھے نقصان نہیں پہنچا سکتے لیکن خدا کے علم سے اور یہ یہود وہ ( جاد واور ٹو ککے ) سکھتے ہیں جوان کونقصان رسال ہیں نفع بخش نہیں اور یقیناان کوملم ہے کہ جوان کو حاصل کرتا ہے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

> یہ بھی اعلان کردیا گیا کہ بحروجادو کی حقیت وہم وتخیل سے زیاد ونہیں ،فرمایا: ﴿ یُخَیِّلُ اِلْیَهِ مِنْ سِنْحُرِهِمُ ٱنَّهَا تَسُعٰی ﴾ (ط)

> > مصری جادوگروں کے جادوے اس کو پیخیال ہوتا تھا کہ وہ دوڑر ہے ہیں۔

بلکہ بعض صحابہ نے ان مکارجاد وگروں کے قلع قمع کے لئے ان کے آل تک کا تھم دے دیا لئے تا کہانسانوں کے دلوں میں ان کا جوخوف و ہراس بیٹھا ہوا ہے وہ دور ہواوران کے اس عاجزانہ آل ہونے سے بیٹا بت ہو کہان میں کوئی غیر معمولی طافت نہیں بالکل وہ بے بس ہیں۔

ابوداؤ دمیں ہے کہ ایک صحابی نے آنخضرت وہ گاکی خدمت میں عرض کی کہ''یا رسول اللہ ایم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب آپ کیا فرماتے ہیں؟''ارشاد فرمایا'' کہتم اپنے جھاڑ منتز ہمارے سامنے پیش کرواگران میں شرک کی کوئی بات نہ ہوتو کچومضا گفتہ ہیں' ایک اور صحابی نے ایک بیماریا پاگل کوسور وَ فاتحہ پڑھ کر چندروز پھوٹکا وہ اچھا میں شرک کی کوئی بات نہ ہوتو کچومضا گفتہ ہیں' ایک اور صحابی نے ایک بیماریا کی کوئی بات نہ ہوتو کچومضا کے تعریف کا اللہ وہ کھائی ہے واقعہ عرض کیا تو فرمایا'' میری عمر کی قتم ا ہر جھاڑ کی وہ کہ بالے اس کے ایک تے ہیں کہ آپ نے خماڑ کی روزی کھائی'' ایک اور صحابی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

﴿ ان الرقى التماثم والتوله شرك ﴾ (ايواؤدوائن ماج)

جامع ترندي بإب ماجاء في حدالسا حروا بوداؤ د بإب اخذ الجزيد من الحجوس

1

ب شک جھاڑ چونک گنڈے اور میاں بیوی کے چیزائے کے تعویذ شرک ہیں۔

انبین سخانی کے گھر میں ایک بڑھیا آیا کرتی تھی گھر والوں نے اس سے کی بیاری کا کوئی ٹونکا کرایا' ایک دھاگا
پڑھ کراس نے باندھ دیا تھاوہ گھر آئے تو اس وھائے پران کی نظر پڑی انہوں نے ہاتھ بڑھا کراس کوتو ڈکر پھینک دیااور
فرمایا کرعبداللہ کا خاندان شرک کی باتوں ہے مستغنی ہے۔ میں نے رسول اللہ وہ گھٹے کو یہ کہتے سنا ہے کہ جھاڑ پھوٹک گنڈ ہے
اور میاں بیوی کو پھڑا نے کے تعویذ شرک میں ان کی بیوی نے کہا کیا وجہ ہے کہا یک وفعہ میری آئی میں پچھ پڑگیا جب میں
جھاڑتی تھی تو یانی ڈک جا تا تھا اور جب چھوڑ دیتی تھی تو یانی مجرآتا تا تھا انہوں نے جواب دیا یہ شیطانی بات ہے تم نے کیوں
نہ وہ کیا جورسول اللہ موٹ کی کرتے تھے آئھوں میں پانی ڈالتیں اور یہ دعا پڑھتیں'' اے لوگوں کے پروردگار! اس بیاری کو
دور کر ، تو ہی شفاد سے والا ہے ، تیری شفانجش کے سواکوئی شفانیس ایک شفادے کہ پھرکوئی بیاری ندر ہے۔

## اوبام وخرافات كالبطال:

(۱۰) وہ تمام اوہام وخرافات جن ہے شرک پرست اہل عرب لرزہ براندام رہتے تھے اور جن کو وہ بالذات موثر اور متصرف مجھتے تھے آنخضرت ﷺ نے ان کاطلسم تو زویا!وراعلان فرمادیا کدان کی کوئی اصل نہیں فرمایا۔ کے

﴾ لا عدوي ولا طيرة ولا صفر ولا هامة ﴾ (ايساد ١٠٥٠ن ماج)

نہ چھوت ہے نہ بدفالی ہے نہ پیٹ میں بھوک کا سانپ ہے نہ مردہ کی کھوپڑی سے پر ندہ لکاتا ہے۔

الك اور سحاني كى روايت بيكرآب نفر مايا-

علم العيافة والطيرة والطرق من الحبت ﴾ (ايواوَروائن، اب)

پرندوں کی ہولی سے فال لیناءان کے اڑنے سے فال لیناءاور کنگری مجینک کریا خط تھینے کرحال بتانا شیطانی کام ہے۔

ایک اور سحابی آپ کابیار شادُ قال کرتے میں کہ فال نکالنا شرک ہے پھران سحابی نے کہا کہ ہم سحابہ میں کو بی نہیں جو اس کو برانہ بچھتا ہو بلکہ خدا پر بھروسہ علے رکھنا جائے ، یہ بھی آنحضرت میں گھٹا نے فرمایا کہ '' پخستر''(نو) پچھنیں سے بعنی پانی کی بارش میں اس کو بالذات کوئی دخل نہیں ای طرح خول بیابانی کے متعلق عربوں کے جومعتقدات تھے ان گو آپ نے ایک لفظ سے باطل کر دیا فرمایا۔

﴿ لا غول ﴾ (ايوداؤد باب في الطيرة) غول بيا باني كي تنبيل-

ای طرح بحیرہ اورسائیہ وغیرہ جانوروں کے متعلق ان کے خیالات فاسدہ کا قرآن نے ابطال کیا' سورہُ انعام میں ان کے ان مشرکا نہ عقائداورا عمال کی بتقریح تر دیدگی گئی اورسورۂ مائدہ میں فر مایا گیا۔

﴿ مَاجَعَلَ اللَّهُ مِنُ ، يَجِيرُةٍ وَّلَا سَآئِيةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ ﴾ (ما مه)

ل يتمام روايتين ايوداؤ وجلد دوم باب التمائم و باب ماجاء في الرقى اورائن ماجه باب تعلق التمائم مين جين -

ع ابوداؤرواين ماحية وكرفال \_

ع ابوداؤدبابالطيرة-

خدانے بحیرہ اور سائیدا وروصیلہ اور حام نہیں تھہرایا۔

بحيرة اس بچه کو کہتے تھے جس کا کان چاڑ کر بتوں کی نذر کرتے تھے۔

سائبۂ اس جانورکو کہتے تھے جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے تھے۔

وصیلہ' بعض لوگ نذر مانتے تھے کہ اگر بچیز ہوا تو اس کو بت پر چڑھا کیں گےاورا گر مادہ ہوتو ہم رکھیں گے پھرا گرنرومادہ ملے ہوتے تو مادہ کے ساتھ نزمجی رکھ لیتے تھے، بیوصیلہ تھا۔

حام وہ اونٹ جس کے دس بچے ہو جھ اٹھانے اور سواری کے لائق ہو چکے تو دیوتا کے نام پرآزادگردیا جاتا۔

پیاورائی تئم کے دوسرے اوہام جو عرب میں پھیلے ہوئے تھے آنخضرت و اللہ نے ان کا استیصال فرمایا بیاوہام
پرتی حقیقت میں قوموں کی تباہی کا ایک بڑا سبب ہوتی ہے بیاوہام حقیقت کے خلاف ہونے کے علاوہ بہت سے کا موں
میں خلال انداز ہوتے ہیں اورغورے دیکھوٹو ان کا سلسلہ بالآخر کسی نہ کی شرک پرمنجر ہوتا ہے اور انسان کو بھی طریق عمل
سے روک و بے ہیں مثلاً بیاری میں طب کے قاعدہ کے موافق علاج کیا جائے تو مفید ہوگا لیکن بہت سے لوگ وہم پرتی
سے بناء پر ٹونے ٹو بھی کو دافع مرض سجھتے ہیں اس قتم کے اوہام عرب میں نہایت کثر ت سے پھیلے ہوئے تھے آتخضرت

ا۔ عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا مختص مرجا تا ہے تو چاندیا سورج میں گر بن لگتا ہے' حضرت ابراہیم آپ کے صاحب زادہ نے جب انقال کیا تو سورج میں گر بن لگا ہوا تھا لوگوں نے خیال کیا کہ انہی کے مرنے کا اثر ہے' آنخضرت وہی نے جب سنا تو مسجد میں جاکر خطبہ دیا کہ چاندا ورسورج خدا کی قدرت کے مظاہر ہیں کمی کے مرنے ہے ان میں گر بن نہیں لگتا ہے ۔

۲۔ بیخیال تھا کہ سانپ اگر ماراجائے تواس کا جوڑا آتا ہے اورانسان کو ہلاک کرتا ہے

۳۔ ایک دفعہ آپ مجد میں تشریف رکھتے تھے ایک ستارہ ٹوٹا آپ نے دریافت فرمایا کہ جاہلیت میں تم لوگ اس کی نبیت کیاا عقادر کھتے تھے لوگوں نے عرض کی کہ جارا میا عقادتھا کہ جب کوئی برا شخص مرجا تا ہے یا کوئی برا شخص پیدا ہوتا ہے تو ستارے ٹیس ٹوشتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ستارے ٹیس ٹوشتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ستارے ٹیس ٹوشتے ۔ ع

۳۔ شیرخوار بچوں کے سرھانے استرار کھ دیا کرتے تھے کہ جنات ان کو نہ ستانے پائیں ایک دفعہ حضرت عائشہ "نے دیکھا تواٹھا کر پھینک دیااور کہا کہ آنخضرت و کھانان ہاتوں کو ناپئد کرتے تھے۔ تا

#### کے گلے میں قلاوہ ندر ہے پائے۔ سے

- ل صحيح بخارى باب صلوة الكسوف.
- ع منداحد بن عنبل جلداول ص ۲۱۸مصر-
- س ادب المفرد باب الطيرة من الجن صفحه ١٨ -

الغرض تو حید کامل کی تعلیم نے عربول کے تمام مشر کا نہ او ہام وخرافات کو ہمیشہ کے لئے مثا دیا اسلام کی اس اصلاح اہمیت کا ندازہ عیسائیت کی ان مقدس روایات و حکایات ہے کرؤ جنہوں نے صدیوں تک دنیا کو دیوؤں مجوتوں چز بلوں کے تسلط اور عذاب کے فکنجہ میں مبتلا رکھا اور ان کو نکا لنا اور بھگا ناعیسائیت کا کمال اور اعجاز سمجھا جا تار ہا۔

## کفارہ اور شفاعت کے غلط معنی کی تر دید:

شرک کے اسباب میں ایک براسب کفارہ اور شفاعت کے وہ غلط معنی تھے جوعر بول اور عیسائیوں وغیرہ میں رائج تھے عربوں نے شفاعت کے جوغلط معنی سمجھ لئے تھے اس کا اصلی سبب ان کا وہ کٹیل تھا جوخدا اور بندوں کے تعلق کی نسبت ان کے ذہن میں قائم تھاوہ خدااور بندوں کے درمیان وہی نسبت مجھتے تھے جوایک قاہروجابر باوشاہ اوراس کی رعایا کے درمیان ہے اور جس طرح باوشاہ کے دربارتک ایک عام اورمعمولی رعایا کی رسائی دربار رس سفارشیوں اور مقربوں کے بغیرممکن نہیں ای طرح اس شہنشاہ کے دربار میں بھی وہ اس کے دربار رس سفارشیوں اورمقربوں کے بغیر رسائی ممکن نہیں مجھتے تھے ای لئے وہ ان درمیانی ہستیوں کے بھی خوش رکھنے کی ضرورت کے معتقد تھے چنانچہوہ اپنے بتو ں دیوتاؤں اور فرشتوں کواس نیت سے یو جے تصاور کہتے تھے۔

﴿ هُولًاءِ شُفَعَاوُنَا عِنْدَ اللَّهِ ﴾ (يأس)

بیاللہ کے بال ہمارے سفارشی ہیں۔

آ تخضرت ولللظ نے جبان کی اس بت پرئ پران کوملامت کی توانہوں نے صاف کہا۔

﴿ مَانَعُبُدُهُمُ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلَقَى ﴾ (دم)

ہم ان کوای لئے یو جتے ہیں کہوہ ہم کواللہ کے تقرب میں نز ویک کرویں۔

یبود یوں میں بھی ای متم کی دوسری غلط فہمی تھی اوروہ یہ بچھتے تھے کہ بنی اسرائیل کا گھرانا خدا کا خاص کنیہ اور خاندان ہےاوران کے خاندان کے پیغبراور نبی چونکہ خدا کے پیارےاورمحبوب ہیں اس کئے ان کی اولا داورنسل بھی دنیا اورآ خرت میں یہی درجدر کھتی ہے اگران پر کوئی مصیبت بھی پڑے گی تو ان کے خاندان کے بزرگ جو خدا کے مقرب اور برگزیدہ ہیں وہ ہرطرح ان کواس ہے بچالیں گےان کا دعویٰ تھا کہ

﴿ نَحْنُ آيَنُو اللَّهِ وَأَحِبَّاوُهُ ﴾ (ما مره)

ہم خدا کی اولا داوراس کے بیارے ہیں۔

قرآن نے کہا:

﴿ بَلُ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنُ حَلْقَ ﴿ يَغْفِرُ لِمَنْ يُشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يُشَاءُ ﴾ (١عه)

بلكتم بھی خدا کی مخلوقات میں ہے ایک مخلوق ہوئیا ت کواختیارے کہ جس کو جائے بخشے اور جس کو جا ہے سزادے

﴿ لَنُ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا آيَّامًا مُّعُدُو دَاتٍ ﴾ (آل مران) ہم کوروز خ صرف چند گنتی کے دن چھوکر چھوڑ دے گی۔

قرآن نے کہا:

﴿ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴾ (آل مران)

اور بیا ہے دل سے بنا کر جوجھوٹاعقیدہ گھڑ چکے ہیں وہ ان کے مذہب میں ان کو دھوکا دے رہا ہے۔

عیسائیوں کاعقیدہ یہ تھااور ہے کہ باپ (خدا) نے تمام انسانوں کی طرف سے جوموروثی وطبعی طور سے گنہگار بیں اپنے اکلوتے بیٹے (حضرت بیٹی ) کو تربانی دے کران کے گناہوں کا کفارہ دے دیااور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو گئے اور حضرت بیٹی "اوران کے بعدان کے جانشین پو پوں کو گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جوز بین پرکھولیس کے وہ آسان پرکھولا جائے گا'ای لئے پو پول کے سامنے اعتراف گناہ کا عقیدہ عیسائیوں میں پیدا ہوا اوران کو بندوں کے گناہوں کے معاف کرنے کا دنیا میں جق ملا۔

پیغام محمدی نے ان کوملزم قرار دیااور کہا

﴿ إِتَّحَدُواۤ ٱخْبَارَهُمُ وَرُهُبَانَهُمُ ٱرْبَابًا مِّنُ دُوْنِ اللَّهِ ﴾ (تو ـ )

انہوں نے اپنے عالموں اور راہیوں کو خدا کوچھوڑ کراپٹا خدا بتار کھا ہے۔

اوراصولی طور پراس نے بیر بتادیا کہ

﴿ وَمَنْ يُغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ﴾ (آل مران)

خدا کے سواکون گناہوں کومعاف کرسکتا ہے۔

ان کاعقیدہ تھا کہ بیٹا قیامت کے دن باپ کے داہنے باز و پر برابر بیٹھ کرخلق کاعدل وانصاف کرے گا قر آن پاک نے ایک بڑے مؤثر طرز میں اس کی تر دید کی ہے قیامت کے دن خدا حضرت عیسی تھے گا۔

﴿ ءَ آنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّحِذُونِنَي وَأُمِّي اِلْهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ ﴾ (١٠٤٥)

اعيني إكياتم في لوكون ع كها تفاكه خدا كوچيور كر جه كواور ميرى مال كوخدا بناؤ

وہ کہیں گے بارالہا! میں نے تو ان ہے وہی کہا جوتو نے کہا تھا، میں نے تو ان کو پیغلیم نہیں دی تھی میں نے تو ان سے یہی کہا تھا کہ صرف ایک خدا کو بوجوٰاب

﴿ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَانَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغُفِرُلَهُمْ فَانَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْرُ الْحَكِيمُ ﴾ (١٤ه) اكرتوان كوسزاد عق به تير عبند عين اوراكرتو بخش وعة تؤسب كي كرسكتا م كدتو غالب اور حكمت والا

اس آیت میں بیر بتایا گیا ہے کہ گنا ہوں کی مغفرت اور معافی یا گنا ہوں پر سز ااور عذاب دینا صرف خدا کے ہاتھ میں ہے کسی دوسرے کواس میں کوئی دخل نہیں۔

بت پرست عربوں کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ بید پوتا اور ان کے بیہ بت خدا کی طرف ہے دونوں عالم میں مختار کل جیں وہ یہاں دینے نہ دینے کا اور اس عالم میں بخشے کا اختیار رکھتے ہیں ،اور اس عقیدہ کا نام ان کے یہاں شفاعت تھا ،اور بید یوتا ان کے شختے تھے گارہ نیر خدا کے اختیار مغفرت اور بت پرستانہ طریقہ اشاعت کے عقا کہ باطلہ کی ہر طرح تر دید کی اور بتایا کہ بیا خدا کے سوائمی اور کونہیں سب اس کی عظمت اور جلال کے سامنے عاجز اور در مائدہ ہیں۔

﴿ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدُعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ اللَّامَنُ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعُلَمُونَ ﴾ (زخرف) يه كافر خداً كوچور كرجن كو پكارت بين وه شفاعت كا اختيارتين ركعة اليكن وه جس نے حق كى شهادت دى اوروه جانتے بھى جول ـ

﴿ لَا يَمُلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّحَدَّ عِنْدَ الرَّحْمْنِ عَهُدًا ﴾ (ميم)

بیشفاعت کا ختیار نہیں رکھتے لیکن جس نے رحم والے خداے اقرار لے لیا۔

﴿ ءَ اتَّحِدُ مِنْ دُونِهِ الِهَةَ الدِّيُّرِدُنِ الرِّحْمِنُ بِضُرٍّ لَّا تُغَنِ عَنِينَ شَفَاعَتُهُمُ شَيْفًا وَلَا يُنْقِدُونَ ﴾ (ليمن)

کیا خدائے برحق کوچھوڑ کر جموٹے معبود وں کوخدا بناؤں اگر رخمن مجھے نقصان پہنچانا جا ہے تو ان کی شفاعت مجھے ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں۔

کفار فرشتول کو بھی ای غرض سے پوجے تھے تھے مم ہوا۔

﴿ وَكُمْ مِّنَ مِّلَكِ فِي السَّمُوٰتِ لَا تُغَيِّى شَفَاعَتُهُمْ شَيْعًا إِلَّا مِنَ ابَعُدِ أَن يَّاذَن اللَّهُ لِمَن يَّشَاءُ وَيَرُضَى ﴾ (مم)

اور کتنے فرشتے ہیں آ سانوں میں کدان کی شفاعت کھے فائد وہیں پہنچاتی 'لیکن اس کے بعد کداللہ اجازت دے جس کے لئے جا ہے اور پہند کرے۔

﴿ آمِ اتَّخَذُو المِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءُ مَا قُلُ آوَلَوْ كَانُوا لَا يَمُلِكُونَ شَيْعًا وَّلَا يَعُقِلُونَ ﴾ (دمر ٥٠) كياان كافرول نے خدا كے سواكس كوشنج بنايا ہے كہددے كداكر چديد كچھا ختيارا ورتجھ يو جدندر كھتے ہوں تو بھی شفج منے كے قابل ہیں۔

خداقیامت میں ان سے کے گا۔

﴿ وَمَا نَرَى مَعَكُمُ شُفَعَاءَ كُمُ الَّذِيْنَ زَعَمُتُمُ أَنَّهُمْ فِيُكُمُ شُرَكُوا ﴾ (انعام) اورجم و يجية نبيل كرتمبارك ساتحال شفيعول كوجن كوتم بجحة تفرك ووتمبارى ملكيت مي خداك ساتحاشريك جي ﴿ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبُلِسُ الْمُحْرِمُونَ نَهِ وَلَمُ يَكُنُ لَهُمُ مِنْ شُرَكَاتِهِمُ شَفَعَوُ ا﴾ (روم ١٢-١١) اورجب قيامت كفرى موكى تومشركين تااميد مول كرجن كوده خداكا شريك كاربتات تصان مي حكوتى ان كاشفيع نه موا-

خاص یہودکومخاطب کر کے ان کے عقیدہ کی تروید میں کہا گیا۔

﴿ يَبَنِيُ اِسْرَآئِيُلَ ......... وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَحْزِيُ نَفْسٌ عَنُ نَفْسٍ شَيْمًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدُلٌ وُلَا هُمُ يُنْصَرُونَ ﴾ (اقره)

اے فرزندان اسرائیل!.......اور ڈرواس دن ہے جس میں کوئی ایک دوسرے کے ذرا کام نہ آئے گا'اور نہ اس کی طرف ہے کوئی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ کچھاس کے بدلہ میں لیا جائے گا اور نہ کوئی ان کو مد د پہنچائی جائے گی۔

#### پھرای معنی کی آیت ای سورہ میں دوسری جگہ ہے۔

﴿ يَبَنِيُ اِسْرَآئِيْلَ ..... وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَحْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْمًا وَّلا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدَلٌ وَلا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ﴾ (اتره)

ا نے فرز ندان اسرائیل!........ اور ڈرواس دن ہے جس میں کوئی کسی کے ذروبھی کام ندآئے گا'اور نداس کی طرف ہے کوئی بدلہ قبول ہوگا'اور ندشفاعت فائدہ دے گی۔

اورائ معنى مين مسلمانوں ي بھى كها كياكه و ممل بيش كرين شفاعت كي برو ي مين شدرين -﴿ يَا يُنَهَا الَّذِينَ المَنْوُ آ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقُنْكُمْ مِنْ قَبَلِ اَنْ يَالَتِي يَوْمَ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا حُلَّةٌ وَالاَ شَفَاعَةٌ ﴾ (بقره ٢٣٠)

اے مسلمانو! جو کچھ ہم نے تم کوروزی دی رکھی ہے اس میں سے پچھٹر چ کردیا کرواس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہلین دین ہے نہ دوئی ہے نہ شفاعت ہے۔

غرض آپ کے پیغام نے ان معنول میں شفاعت کے عقیدہ باطل کی ہر جگہ تر دید کی ہے'اوراعلان کیا ہے کہ اس شفاعت کا اختیار صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔

﴿ أَمِ اتَّخَذُ وَا مِنَ دُونِ اللهِ شُفَعَاءَ قُلُ أَوَ لَوْ كَانُوا لَا يُمُلِكُونَ شَيْفًا وَّلَا يَعْقِلُونَ ٥ قُلُ لِللهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَا لَهُ مُلْكُ السَّمُونِ وَالْآرُضِ ثُمَّ الِيَهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (دمر)

کیا انہوں نے خدا کے سوااور دن گوشفیع بتار کھا ہے کہد د کے گدا گر چیان کو کئی چیز کا اختیار نہیں اور ندان کو مجھ ہے تو بھی کہد دے کہ شفاعت کا کل اختیار خدا ہی کو ہے ای کا راج آسانوں اور زمین میں ہے پھرای کی طرف تم لوٹائے جاؤگے

اس آیت پاک نے کفارومشرکین کے عقیدہ شفاعت کی قطعی طور سے تردید کی دوسری آیت میں یہود و نصاری کے عقیدہ شفاعت کریں گے عقیدہ شفاعت کریں گے عقیدہ شفاعت کرائی کے عقیدہ شفاعت کریں گے موجود کے آئی کا تناحصہ صرف شلیم کیا کہ خدا کے نیک بندے اپنے دوسرے بھائیوں کے حق میں شفاعت کریں گے موجود کریں گے الَّذِینَ یَدُعُونَ مِنُ دُوُنِهِ الشَّفَاعَة اِلَّا مَنُ شَهِدَ بِالْحَقِقِ وَهُمُ یَعُلَمُونَ کھو (زِرْف) اور بیاوگ خدا کو چھوڈ کرجن کو بکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے کیکن وہ جنھوں نے حق کی گواہی دی اور وہ دانش رکھتے ہیں۔ دانش رکھتے ہیں۔

دوسری جگدای شہادت کواقر ارلینا کہا گیا ہے۔

﴿ لَا يَمُلِكُوْ ذَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّنَحَذَ عِنُدَ الرِّحَمٰنِ عَهُدًا ﴾ (مریم) یہ لوگ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے لیکن وہ جو خدا کے نزدیک (دنیا میں اپنے عمل کے ذریعے سے) اقرار لے چکا ہے۔

لیکن اس شہادت حق اور عہد البی کے باوجوداس اختیار کے استعال کے لیے اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رضا مندی شرط ہے۔

﴿ مَا مِنْ شَفِيعِ إِلَّا مِنْ ا بَعُدِ إِذْنِهِ ﴾ (يأس)

(خدا کی بارگامی) کوئی شفی نہیں لیکن اس کی اجازت کے بعد۔

﴿ مَنْ ذَا الَّذِي يَشُفَعُ عِنْدَهُ الَّابِاذُيهِ ﴾ (بقره)

وہ کون ہے جوخدا کے سامنے کسی کی شفاعت کر سکے لیکن اس کی اجازت ہے۔

﴿ وَكَنُمْ مِنَ مُلَكِ فِي السَّمُواتِ لَا تُغْنِيُ شَفَاعَتُهُمُ شَيْئًا إِلَّا مِنُ ا بَعُدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرُضَى ﴾ (جُم)

اور کتنے فرشتے ہیں آسانوں میں کدان کی شفاعت ذرامجی کا مہیں آسکتی البتہ اس کے بعد کہ خداا جازت دے جس کو جا ہے اور پیند کرے۔

﴿ لَا يَتَكُلُّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴾ (ناء)

یے فرشتے اور روح کوئی خدا ہے اس دن بات نہ کر سکے گالیکن جس کُود ہ رخم والا اجازت دے اور ٹھیک کہے۔ پھریہ شفاعت بھی ان ہی لوگوں کے حق میں ہو سکے گی' جس کے حق میں اللہ تعالیٰ انبیاءاور صالحین کو شفاعت کی اجازت دے گا' فرمایا۔

﴿ وَلَا تَنْفُعُ الشُّفَاعَةُ عِنْدَهُ الَّا لِمَنْ آذِنَ لَهُ ﴾ (سامة)

اور شفاعت خدا کے نز دیک نفع نہ دے گی کیکن اس کے لئے جس کے لیے دہ شفاعت کی اجازت دے۔ سرید میں ملک سرید کا میں میں میں اس کے لئے جس کے لیے دہ شفاعت کی اجازت دے۔

بلكة خودا نبيا عليهم السلام بهى سفارش انبيس كى كريس كيجن كى سفارش خود خدا جا ب كانفر مايا

﴿ وَلَا يَشُفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمُ مِّنُ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴾ (انبياء)

اور وہ شفاعت نہیں کریں گے' لیکن اس کی جس کے لئے خدا اپنی خوشنودی فلا ہر کرے اور وہ ان کے خوف سے تر سال ہو نگے۔

پھراکی جماعت الی بھی ہے جس کے افراد کے لئے ازل بی سے بیاعلان عام ہو چکا ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور شفاعت کا دروازہ بند ہے اور بیوہ مجرم ہیں جن کے دل حق کی شہادت سے محروم رہ گئے۔

﴿ فَمَا تَنْفَعُهُمُ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴾ (مرثر)

توان کوشفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نیدے گی۔

﴿ وَمَا لِلظَّلِمِينَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعَ ﴾ (مون)

اورظالموں اور شرکوں کا کے نہ کوئی دوست اس دن ہوگا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے۔

اوروه بدنصيب كروه جس كون من رحمت كايدروازه بندر بكامشركين مين جيها كدويل كي آيت عالم بهم الرج الله الله الله و يَعْفِرُ مَا دُونَ ذلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾ (ناء)

الله اس گناه کو که اس کے ساتھ کوئی شرکی تفریایا جائے نہیں بخشا'اوراس سے نیچے کے گناہ جس کو جا ہے بخش وے۔

لیکن ایس حالت میں جب کہ وہی شفاعت کریں گے جن کواللہ تعالیٰ اس کی اجازت دے گا اور وہ بھی انہیں کی شفاعت کریں گے جن کی شفاعت کرانا خود خدا کومنظور ہوگا تو حقیقت میں خوداللہ ہی اپنے در بار میں اپنا آپ شفیع ہوگا'

ان الشرك نظلم عظیم (اقمال -۲) " بے شک شرک بزاظلم بزا ہے (صحیح بخاری وَ کراهمان جلد نمبراصفی ۲۸۷)

صوفیا نہ اصطلاح میں یوں کہو کہ جلال الہی کی ہارگاہ میں اس کی صفت کریمی اور رحیمی خود شفیع بن کر کھڑی ہوگی اس لئے ارشاد ہوا۔

﴿ وَ أَنْذِرُ بِهِ اللَّهِ يُنَ يَخَافُونَ أَنْ يُحُشِّرُواۤ اِلِّي رَبِّهِمُ لَيُسَ لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴾ (انعام)

اوراس قرآن كى ذرىعد (ائے پغير)ان لوگوں كو ہشيار كردے كداس ئے ذرتے رہيں كدوه اپنے رب كے پاس جمع كئے جائيں گان كے لئے ان كے رب كے سواكوئى حمايتى اور شفيع نہيں شايد دہ بجتے رہيں۔

﴿ مَالَكُمُ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِي وَلا شَفِينِ اَفَلَا تَتَذَكُّرُونَ ﴾ (حَده) خداك سواتمها راكوني حمايق اور شفيع نبيل بحركياتم سوچ نبيل \_

خدا کی اس صفت کر بھی ورحیمی کے مظہراس و نیا میں بھی وہی ہو نگے جواس د نیا میں اس کے مظہر بن کرآئے تھے اور وہ انبیائے کرام ہیں کہ خدا کے رحم وکرم ہی کے سبب سے جواس کواس د نیا اور اہل د نیا کے ساتھ ہے ان کی بعثت ہوئی اور وہ اپنی اپنی امت پرشاہر قرار پائے ای طرح خدا کی اجازت کے بعداس د نیا میں بھی وہی خدا کے اس رحم وکرم اور فضل عمیم کے مظہر قرار پائیں گئے نیز رحمت کے فرشتے اور امت کے نیکو کار اور صالح افر ادبھی جن کورجمت الہی نے چنا ہو اس منصب پرممتاز ہو کئیں گئے خصوصاً وہ سرایار جمت نی جو د نیا میں رحمۃ للعالمین کا مظہر بن کرآیا۔

## اجرام ماوی کی قدرت کاانکار:

ا۔ بظاہراس دنیا میں بہت ی ہا تمیں آفتاب و ماہتاب کی گردش اوران کے سبب سے اختلاف موسم کے اثرات سے ہوتی ہیں اس لئے ستارہ پرست قو موں میں بیاعتقاد پیدا ہو گیا تھا کہ دنیا میں جو پچھ ہوتا ہے وہ ستاروں کی گردش کے اثر سے ہوتا ہے بہی اعتقاد عرب کے مشرکوں میں بھی پھیلا تھاوہ سورج اور چاند کو سجد سے کرتے تھے اسلام نے ان کواس شرک سے روکا اور کہا:

﴿ لَا تَسُجُدُوا لِلشَّمُسِ وَلَا لِلْقَمَرِ ﴾ (نصات)

سورج اورجا ندكو بحدے ندكيا كرو\_

ای طرح وہ زمانہ کو دنیا کے کاروبار میں حقیقی موثر جانتے تھے اور یہ کہتے تھے۔

﴿ وَمَا يُهُلِكُنَا إِلَّا الدُّهُرُ ﴾ (جاثيه)

ہم کوتوز مانہ مارتا ہے۔

ای کااٹر ہے کہ ہماری شاعری کی زبان میں 'فلک کج رفتار' اور' دہرنا ہجار' کی شکایت اب تک چلی آتی ہے اس کے مشرکین بھی ای طرح بولا کرتے تھے ان کو جب کوئی خلاف تو تع تکلیف پہنچی تھی تو زمانہ کی شکایت کیا کرتے تھے اور سے منع کیا اور فرمایا کہ'' زمانہ کو گالی نہ دیا کرو کہ زمانہ خود خدا ہے'' کے تھے اور اس کو برا کہتے تھے لے آنخضرت وقت کے اس منع کیا اور فرمایا کہ'' زمانہ کوگالی نہ دیا کرو کہ زمانہ خود خدا ہے'' کے

<sup>.</sup> فتح الباري شرح بخاري جلد ٨صفحه ٣٣١ وكتاب الاساء والصفات بيهي صفحه ١١٥ اله آباد \_

مصحيح مسلم الفاظ الا دب\_

اور فرمایا کہ خدا ارشاد فرما تا ہے کہ'' آ دم کا بیٹا مجھے تکلیف پہنچا تا ہے دہ زمانہ گو برا کہتا ہے' زمانہ میں ہوں میرے ہاتھ میں تمام کام ہیں' میں شب وروز کا انقلاب کرتا ہوں لیے بعنی جن تکلیفوں اور مصیبتوں کا خالق زمانہ کو سجھ کرلوگ اس کو برا کہتے ہیں حقیقت میں ان کا پیدا کرنے والا خدا ہی ہے اس لئے بیگا کی حقیقت میں خدا کودی جاتی ہے۔

اس خیال کا یہ بھی اثر تھا کہ اہل عرب ہارش کو پختر کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ فلاں پختر کے سبب ہے ہم پر پانی برسایا گیا حد بیبیہ کے موقع پراتفاق ہے رات کو بارش ہوئی اور ضبح کونماز کے بعد حضور صحابہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہوتمہارے رب نے کیا کہا ، سحابہ نے عرض کی خدا اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے ارشادہ وااس نے فرمایا '' آئی ضبح کو میرے بندوں میں سے پچھ مومن ہوکر اٹھے پچھ کا فرہوکر ۔ جنہوں نے بیکہا کہ خدا کے فضل ورحت ہے ہم پر پانی برساوہ تو خدا پر ایمان لانے والے اور ستارہ کرائے والے ہیں اور جنہوں نے بیکہا کہ فلاں پخسر سے بانی ہم پر برساتو وہ خدا کے انکار کرنے والے اور ستارہ پر ایمان لانے والے ہیں ۔'' تا

سورج گرئن اور چاندگرئن کوبھی لوگ عظیم الثان واقعات اور انقلابات کی علامت بیجھتے تھے کم وہیش دنیا کی تمام قوموں میں وہ آسانی ویوتاؤں کے غیظ وغضب کے مظہریقین کئے جاتے تھے وہ میں انفاق سے ایک ون سورج میں گرئن لگائی دن آپ کے صاحب زاوے ابرائیم نے وفات پائی، صحابہ نے خیال کیا کہ بیسورج میں گرئن لگنے کا سبب حضرت ابرائیم کی موت ہے، آنخضرت میں گئے نے بیسنا تو تمام مسلمانوں کومجد میں جمع ہونے کا حکم دیا اور ایک بلیغ خطبدار شادفر مایا جس میں اس خیال کی تردید کی فرمایا کسوف وخسوف اور گرئن کو کئی کے جینے مرنے سے کوئی تعلق نہیں بیسی خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ سے

## غيرخدا كاقتم سے روكنا:

(۱۳) شرک کی ایک نہایت ہی ہار یک صورت ہیتھی کہ لوگ غیر خدا کی قسمیں کھاتے تھے ۔ قسم کھانے کے معنی حقیقت میں شہادت کے ہیں جس کی قسم کھائی جاتی تھی اس کو دراصل واقعہ پر گواہ بنایا جاتا تھا عربوں میں بت پرتی کے رواج کے باعث بتوں اور دیوتا کو سندیں کھائی جاتی تھیں جو صرح کفر تھیں قریش اپنے ویوتا لات اور عزی کی قسمیں کھایا کرتے تھے، آنخضرت کھی نے اس منع فرمایا سے منع فرمایا سے کینی رواج اور عادت کے باعث مسلمان ہونے کے بعد بھی کھایا کرتے تھے، آنخضرت کی قسمیں نگل جاتی تھیں ، آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی زبان سے لات اور عزی کی قسم نگل جاتے تو وہ فو رألا الدالا اللہ کہد ہے۔ یہ گویا اس کفر کے کلمہ سے تو بہت فریش میں باپ کی قسم کھانے کا بھی رواج تھا اس سے بھی آپ نے منع فرمایا کہ اللہ تو اللہ کہ دفتہ حضرت عمر ''کوآپ نے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ توائی نے منع فرمایا کہ اللہ توائی ہویا تو خدا کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے خضرت عمر ''

ل صحیح بخاری تغییر سورهٔ جاشیدو کتاب الردیلی الحیمیه جلد اصفحه ۱۱۷۔

ع معج بخاري بإبالاستيقا ووباب الذكر بعد الصلوية ومج مسلم كتاب الايمان -

مع منن نسائی کتاب الایمان والنذ ور..

کہتے ہیں کہ حضور کے ارشاد کا بیاثر ہوا کہ اس وقت ہے آئ تک میں نے نہ توا پنی بات میں اور نہ کسی اور کی بات دہرانے میں بھی باپ کی متم کھائی کے ماں کی متم بھی اوگ کھایا کرتے تھے اس سے بھی آپ نے منع فرمایا، ای طرح کعبہ کی بھی متم لوگ کھایا کرتے تھے اس پرایک یہودی نے آ کرمسلمانوں کوطعنہ دیا کہتم بھی شرک کرتے ہوکعبہ کی قتم کھاتے ہو، آپ نے مسلمانوں کوفر مایا کہ کعبہ کی نہیں بلکہ کعبہ والے (خدا) کی قتم کھایا کرو ت<sup>ع</sup>ے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کسی کو کعبہ کی تتم کھاتے سناتو اس کومنع کیااور کہا کہ غیر خدا کی تتم ندکھائی جائے ، میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس نے غیرخدا کی تم کھائی اس نے کفرکیا یا شرک کیا سے دوسری روایت میں ہے کہ ہروہ تم جوغیرخدا کی کھائی جائے شرک ہے ہے

## خدا کی مشیت میں کوئی شریک نہیں:

(۱۴) اکثر نیک لوگول کی نسبت میسمجها جاتا ہے کہ ان کی مشیت میں خدا کی مشیت ہے، اس میں نہ صرف بد عقیدہ لوگ بلکہ اہل تو حید بھی غلطی ہے جتلا ہو جاتے ہیں ،آنخضرت ﷺ نے انسانوں کواس دقیق غلطی ہے بھی آگاہ کیا اور بتایا کہ دنیا میں مشیت صرف خدا کی ہے ای کی خواہش کے مطابق دنیا چل رہی ہے تمام مشیقیں اور خواہشیں اسی کی مثیت اورخواہش کے ماتحت ہیں خدا کے ساتھ اور کسی مخلوق کی مثیت عالم کے کاروبار میں شریکے نہیں الیکن لوگول نے خدا کی مثیت کے ساتھ اوروں کی مثیت کو بھی شریک کرایا تھا،تو حید کامل کے معلم نے اس خیال کی بختی ہے تر دید کی اور قرآن مجید نے جابجااس حقیقت کوواضح کیا کہ مشیت الہی کےعلاوہ کوئی اور حقیقی مشیت نہیں' تمام دیگر مشیقیں اسکی تالع اور ماتخت ہیں ،عقیدہ کی بیلطی اس قدرعام تھی کہ جولوگ بیعقیدہ نہیں رکھتے تھے وہ بھی سلاطین حکام اور بزرگوں کے ساتھ گفتگو میں به کہنا حسن اوب بچھتے تھے کہ جوخدا جا ہے اور جوحضور جا ہیں ء آنحضرت ﷺ نے اس طرز کلام ہے منع فر مایا میہاں تک کہ غدا کی مشیت کے ساتھ برابری ہے خودا پنی مشیت کے ذکر ہے بھی صحابہ کوروکا ۔اس فتم کا طرز کلام لوگوں کی زبانوں پر چڑھ گیا تھااس میں مصحیح فرمائی کہ خدااور غیر کی مشیت کے درمیان عطف کا واؤ (اور) ندلایا جائے کہاس ہے برابری کا شائبہ نکلے بلکہ پھر کالفظ بولا جائے تا کہ معلوم ہو کہ خدا کی مشیت کے بعد اوروں کی مشیت کا درجہ ہے۔

نسائی میں ہے کہ ایک یہودی نے خدمت نبوی میں آ کرمسلمانوں ہے کہا کہ" تم لوگ شرک کرتے ہو کہ جو خدا جا ہے اور جومحمہ جا بیں' آپ نے سحابہ کومحا طب کر کے فر مایا کہ یوں کہو کہ'' وہ ایک ہے جو جا ہے پھر جو آپ جا ہیں' <u>ھے</u> یہی واقعدابن ماجد میں اس طرح ہے کدایک سحائی نے خواب میں دیکھا تھا کدایک یہودی یا عیسائی ان سے کہدر ہاہے کہ تم مسلمان بڑےا چھےلوگ ہوتے اگرشرک نہ کیا کرتے ہتم کہا کرتے ہو کہ خدا جو چا ہےا در مجد چاہیں ،ان سحانی نے خدمت اقدس میں آ کراپنا بیخواب بیان کیا آپ نے فرمایا میں اس فقرہ کی برائی جانتا تھایوں کہوکہ"جو خدا جاہے پھر جومحمہ ك

ية تمام واقعات صحيح بخاري محيح مسلم نسائي كمّاب الايمان مين فدكور جن \_

نسائی مشتابالایمان والنذ ور۔

جامع تريدي ابواب الند ورالا يمان ومتدرك حاكم صفحه ١٨ جلد المكتاب الإيمان.

متدرك حاكم بحواله مذكور

نسائي كتاب الائمان والنذ ور\_ ائن ماجه كماب النفروريه ٥

عابین'ابوداؤ دمیں یمی تعلیم اس واقعہ کی تقریب کے بغیراس طرح مذکور ہے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ'' یہ نہ کہا کروکہ جو خدا جا ہے اور جو فلال جا ہے اور جو فلال جا ہے بلکہ یوں کہو کہ جو خدا جا ہے پھر جو فلال جا ہے'' لیکن امام بخاری نے ادب المفرد میں اور بیعی نے کہا ہے کہ خدا کے ساتھ کی اور کی مشیت کا نام بھی نہ لینا جا ہے ہے گئی نے کتاب الاساء میں جوروایت کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے ساتھ کی اور کی مشیت کا نام بھی نہ لینا جا ہے ایک مختص نے خدا کا ایک مختص نے خدا کا ایک مختص نے خدمت والا میں حاضر ہو کر سلسلہ کلام میں کہا کہ'' جو خدا جا ہے اور جو آپ جا ہیں''ارشاد ہوا کہ''تم نے خدا کا ہمسراور مقابل تھمرایا جو خدا تنہا جا ہے'' لے

#### مشتبهات شرک کی ممانعت:

(۱۵) جن باتوں میں شرک کا ذرا بھی شائبہ پایا جاتا تھا، ان سے بالکل منع کر دیا۔لوگ اولاد کا نام آفتاب ماہتاب وغیرہ کی عبدیت کے ساتھ رکھتے تھے مثلا عبدالشمس،عبد مناف ۔ان ناموں سے بخت منع فر مایا اور فر مایا کہ بہترین نام عبداللہ اورعبدالرحمٰن ہیں سے اہل مجم اپنے سلاطین کوشا ہنٹاہ یعنی تمام بادشا ہوں کا بادشاہ کہتے تھے چونکہ اس میں شرک کا احتمال تھا آنحضرت و کھٹانے فر مایا کہ بینام خدا کوسب سے زیادہ ناپند ہے کے دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فر مایا اس مختص پراللہ کا بیجد غضب ہوا جس نے کہ آپ نے فر مایا اس مختص پراللہ کا بیجد غضب ہوا جس نے اپنے کوشہنشاہ کہا خدا کے سواکوئی بادشاہ نہیں۔ ھے

غلاموں کولوگ عبد یعنی بندہ کہتے تھے حالا تکہ انسان خدا کا بندہ ہے آ دمیوں کا نہیں ای طرح غلام اپنے مالک کو رب کہتے تھے حالا تکہ رب خدا ہے اس بنا پر آ تخضرت وہ کھنانے قطعاً منع فرمایا کہ کوئی شخص غلاموں کوعبد یعنی بندہ نہ کہنے یائے بلکہ یوں کہے کہ میرا'' بچہ یا بچی 'اورای طرح غلام اور باندیاں اپنے آ قا کورب نہ کہیں مالک کہیں کہتم سب غلام ہو اور رب اللہ ہے کہ ہیں اپنی آلیک سحائی تھے جن کی کئیت ابوالحکم تھی وہ جب خدمت اقدی میں اپنی قوم کے ساتھ آ ئے تو آ پ نے فرمایا کہتم خدا ہے اور خدا ہی تھے جن کی کئیت ابوالحکم تھی وہ جب خدمت اقدی میں اپنی قوم کے ساتھ آ ئے تو آ پ نے فرمایا کہتم خدا ہے اور خدا ہی تھے جن کی کئیت ابوالحکم کیوں کہتے ہیں؟ عرض کی کہ میرے قبیلہ میں جب کوئی

إ ابودا وُوكتاب الاوب باب لاتفو لواخبت نغسى \_

۲ ادب المفروامام بخارى صفحه ۱۵۷ مصرو كتاب الاساء السفات امام بيمي صفحه اامطبوعه اله آباد۔

م ابوداؤد كتاب الادب ماب تخير الاساء ـ

م ابوداؤر كتاب الادب ـ

ه حاكم في المعدرك ص ١٥٥٥ جرير

ابوداو دکتاب الادب باب انگرم و حفظ المنطق.

نزاع ہوتی ہے تولوگ مجھ کو تھم یعنی ٹالٹ بناتے ہیں اور میں جوفیصلہ کرتا ہوں اس کوسب تسلیم کر لیتے ہیں ، آپ نے فر مایا تمصارے بچوں کے کیانام ہیں بولے شرتع ہسلم ،عبداللہ۔ آپ نے پوچھاسب میں بڑا کون ہے؟ عرض کی شرتع ۔ فر مایا تو تمھاری کنیت ابوشرتع ہے۔ لے

اکٹرلوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی برا کام کرتے ہیں تو شیطان پر لعنت ہیجتے ہیں گویااس نے برائی کرائی ایک دفعہ ایک صاحب آنخضرت و کھٹا کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھے گھوڑے نے شوکر کھائی انہوں نے کہا شیطان کا برا ہو آپ نے فرمایا یوں نہ کہوور نہ شیطان فرورے بچول جائے گا اور کیے گا میری قوت سے یہ ہوا، خدا کا نام لوتو شیطان دب کر مکھی کے برابر ہوجائے گا۔ \*\*

تصویر بنانے سے بخت منع کیاا تکی وجتھی کہاؤل اوّل اوّل کو گئی بزرگ اورمقتدا می تصویر گھر میں رکھتے تھے تو مجت یا یادگار کے طور پرر کھتے تھے لیکن رفتہ رفتہ انہی تصویروں کی پرستش ہونے لگی تھی چنانچہ ہندوؤں اوررومن کیتھولک عیسائیوں میں ای طرح تصویر پرتی اوراس سے بڑھ کر بت پرتی کا روائے ہوا اس بنا پرآ تخضرت و ایک نے سرے سے تصویر کھینچنے سے منع فر مایا۔

## قبر پرستی اور یادگار پرستی سے روکنا:

(۱۷) شرک کابرا ذریعة قبر پرتی اوریادگار پرتی ہے قبروں اوریادگاروں کولوگ عباوت گاہ بنالیتے ہیں سالانہ بجمع کرتے ہیں 'دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں ،قبروں پر مجدیں بناتے ہیں ،فتیں مانے ہیں ،نذریں چڑھاتے ہیں ، آنخضرت و کھنٹا نے ان تمام افعال ہے منع کیا۔وفات ہے پانچ دن پہلے آپ نے فرمایا کرتم ہے پہلے لوگ قبروں کومجد بنالیت تھے ،دیکھومیں تم کومنع کرتا ہوں کہ قبروں کومجد نہ بنانا سے مین وفات کے وقت چرہ سے چا درالٹ دی اور فرمایا کہ خدا یہود اور نصاری پر لعنت کرے ان لوگوں نے اپنے تیمبروں کی قبروں کومجد بنا ایا۔

## ریااورعدم اخلاص بھی معنوی شرک ہے:

(۱۷) یہ توحید کے متعلق وہ اصلاحات تھیں جن کا تعلق زیادہ تر اعمال اور روز مرہ کی بول چال ہے تھا،
لیکن حقیقی اصلاح جس سے توحید کی تحمیل ہوتی ہے وہ قلب وروح کی توحید ہے، انسان کے تمام کاموں کا کوئی نہ کوئی
نفسیاتی محرک ہوتا ہے کوئی طلب شہرت کے لیے کام کرتا ہے کوئی و نیاوی معاوضہ کے لیے کرتا ہے کوئی نمائش اور دکھاوے
کے لیے کرتا ہے کوئی غیر کی محبت یا عداوت میں کرتا ہے ان تمام کاموں کامحرک در حقیقت غیر خدا ہے جس نے خدا کی جگہ
لے کرتا ہے کوئی غیر کی محبت یا عداوت میں کرتا ہے ان تمام کاموں کامحرک در حقیقت غیر خدا ہے جس نے خدا کی جگہ

#### ﴿ أَرَهُ يُتَ مَنِ اتَّخَذَ اللَّهُ مَوْهُ ﴾ (فرقان)

- ل ابوداؤوكتاب الادب باب تغيرالاسم القيح \_
- ابودادُ دَكَمَا بِالادبِ لا يقول خبت تفسى \_
  - ج مسلم تناب الساجد -

سيرت النبي

تم نے اس کود یکھا جس نے اپنا خداخودا بی نفسانی خواہش کو بنالیا ہے۔

اس کیے بڑا ہت وہی ہے جس کو انسان نے خود اپنے دل کے بت خانے میں چھپار کھا ہے اس بت کو تو ڑنا تو حید کی اصلی تھیل ہے آپ نے بتایا کہ انسان کے تمام کا موں کا دار دیدار خود اس کے دل کے ممل پرہے۔

﴿ إِنَّمَا الْاعْمَالُ بِالنِّيَاتِ ﴾

متعدد صحابیوں کے سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ریاچھپا ہواشرک ہے جھڑت ابوسعید خدری گئے ہیں کہ آٹے خضرت وہ کی نے فرمایا کہ چھپا ہواشرک ہے ہے کہ انسان کوئی کام دوسرے کی موجودگی کے سبب ہے کرے کے حضرت شداد ڈین اوس روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے دکھاوے کاروز ورکھا اس نے شرک کیا جس نے دکھاوے کی خیرات کی اس نے شرک کیا ہے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ فرمارہ ہے تھے کہ مجھے اپنی امت کے لوگوں پرسب سے زیادہ جس کا خوف ہے وہ شرک کا ہے ماں میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ چا تدیا سورج کو بحدہ کریں گئے یا بتوں کو پوجیس کے بلکہ بیہ ہے کہ وہ غیر خدا کے لیے مل نہ کرنے گیس ،اور چھپی نفسانی خواہش ہے میں نہ جتال ہوں محضرت مجمود بن لبیدانصاری آپ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے صحابہ نے فرمایا کہ ''یارسول اللہ کھٹا نے صحابہ نے فرمایا کہ ''یارسول اللہ کھٹا

ا۔ ادکام کے بین مطابق ہے۔ ادکام کے بین مطابق ہے۔

ع حضرت ابوسعید خدری، معاذبن جبل ابو ہر میرو طعشدار بن اول مجمود بن لبید ، ابوسعید طبن ابی فضالہ ان صحابیوں کی روایتیں ابن ضبل ابن ماجہ متدرک وغیرہ جس بیں ۔

ع متدرك عاكم كتاب الرقاق صفيه ٢٢٩ جلد ٢ ( سيح )-

ع بحواله سابق متدرك ابن طنبل مندشدا دبن اون سفحه ۴ ۱۲ جلد ۴ \_

ه سنن این ماجه باب الریاء والسمعه به

اشرک اصغرکیا ہے؟ ''فر مایا'' ریا' قیامت کے دن جب لوگوں کوا ہے اپنے عمل کا بدلدل رہا ہوگا خداریا کارلوگوں ہے کہ گاکہ تمہارے لئے ہمارے ہاں کچوٹین تم انہیں کے پاس جاؤجن کے دکھانے کو دنیا میں بید کام کیا کرتے تھے لے حضرت ابوسعیڈ عکھتے کیں کہ'' ایک موقعہ پر ہم لوگ د جال کے متعلق آپیں میں با تیں کررہ سے کہ اس اثناء میں آنخضرت وہنا تشریف لے آئے اور فر مایا کہ د جال ہے بڑھ کر جو خوفانا ک چیز میرے نزدیک ہے کیا میں تم کواس ہے آگاہ نہ کروں ؟ ہم سب نے حرض کی'' ہاں یارسول اللہ وہنا کہ فرمایا وہ شرک خفی ہے یعنی بید کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے تو وہ نماز کو محض اس لیے درست کر کے پڑھے کہ کوئی دوسرا شخص اس کو دیچر ہا ہے لیے ابوسعید بن الجی فضالہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضور کے اپنے عمل میں فدا کے ساتھ کسی غیر کو بھی شریک بنالیا ہوتو وہ اپنا تو اب اس غیر سے مائے' کہ خدا سا بھے ہے بیاز نیاز ہوں تو جس نے اپنے کسی کام میں میرے ساتھ کسی اور کوشریک کرلیا تو میں اس سے الگ ہوں اور وہ اس کا ہے جس کو اس نے میراشریک بنایا۔ سے

ان تعلیمات کا بیاٹر تھا کہ صحابہ اپنے ہم کمل میں اس شرک خفی ہے ڈرتے تھے، شداد بن اور کہتے ہیں کہ ہم لوگ آئخضرت وہ کھا کے زمانہ حیات میں ریا کوشرک اصغر گنا کرتے تھے ہے ایک دفعہ حضرت مرفاروق وہ ارب تھے دیکھا کہ حضرت معاذبین جبل مصابی آئخضرت وہ کھا کہ ترمبارک کے پاس بیٹے رور ہے ہیں، حضرت محر شنے رونے کا سب دریافت کیا ہو انہوں نے قبر مبارک کی طرف اشارہ کرے کہا کہا کہا کہا کہ اس قبر میں مدفون ہس نے کہا تھا کہ 'ربا کا ادنی شائبہ بھی شرک ہے' کے ای طرح ایک دفعہ عبادہ تا بعق نے دیکھا کہ حضرت شداد بن اوی مسلم ہو اپنی جانماز پر بیٹھے زارو شائبہ بھی شرک ہے' کے ای طرح ایک دفعہ عبادہ تا بعق نے دیکھا کہ حضرت شداد بن اوی مسلم ہو گا ایک جبرہ اقدی پر بیٹھے زارہ قطار رور ہے ہیں ،رونے کا سب دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہا کہ دن میں نے رسول اللہ وہ گئا کے چبرہ اقدی پر عمل ای بیٹ حضور پر فدا ہوں اس جن وطال کا سب کیا ہے ارشاد ہوا کہ میں اپنے بعدا پی امت پر ایک چیز ہے ڈرتا ہوں'' عرض کیا بیارسول اللہ وہ کیا ہے؟'' فرمایا شرک اور چیسی نفسانی خوا ہش میں نے دوبارہ گذارش کی بارسول اللہ! کیا آپ کی آمت آپ کے بعد شرک میں جتلا ہوگی؟ فرمایا اے شداد! میری امت یقینا مورج یا جا نہ بیا تا ہوگی؟ فرمایا اے شداد! میری امت یقینا مورج یا جا نہ بیا تا ہوگی کی تون میں کرے گی گئن وہ اپنے عمل کی نمائش اور دیا کرے گی عرض کیا'' یارسول اللہ کیا رہا کو درج یا چا ندیا بیا تھی اور کیا ہوئی کی تون میں کرے گیا گئن کی نمائش اور دیا کرے گی عرض کیا'' یارسول اللہ کیا رہا

ا بن عنبل مندمحمودین لبیدانساری «صفحه ۴۸ جلد۵ ابوداؤ دومنداین صبل \_

سنن ابن ماجه باب الرياء والسمعه -

سنن ابن ماجه باب الرياء وترندى ومندابان هنبل -

س ابن ماجه پاپ الرياء-

ه متدرك حاكم كتاب الرقاق جلد المعنى ٢٦٩ سيح )\_

ال متدرك عالم كتاب حواله مذكور صفح ١٣٢٨ ميح )-

شرك ٢٤ فرمايا" بال"ك

ان واقعات اورتعلیمات کو پڑھ کر ہرخف انداز ہ لگا سکتا ہے کہ آنخضرت دھی نے کس طرح ہر پہلوے شرک کی تر دیداورتو حید کی پخمیل فرمائی ہے وہی عرب جو پہلے خدا کے سواہر چیز کی پرسٹش کرتے تھے انہوں نے آپ کی تعلیم کے اثر سے خدایر سی اور تو حید کی انتہائی معراج حاصل کرلی۔



#### توحير

#### 101

# اس کے ایجانی اصول وار کان

یہ تو تو حید کے سلبی اجزا تھے بعنی تو حید کے مخالف عقا کداور خیالات کی نفی اور تر دید کیکن نبوت محمدی کا کارنامہ

اس سے بالا تر ہے اور وہ تو حید کی اصل بنیاد کی استواری ،اس کے اصول کی تعیین امورا بیان کی تفصیل اور اس کے اجزا کی سخیل ہے۔ عرب بیں شرک و بت پرسی بھی تھی اور کہیں کہیں آسانی ندا ہب کی محرف صور تیں بھی موجود تھیں مگر ایک صحیح نہ بہب کا تخیل ان کے سامنے مطلق ندتھا اس بنا پر عقا کداور ایمان کی کوئی صحیح اور مرتب صورت بھی ان کے وہن میں نہیں بوسکتی تھی۔ آخضرت و تھی ان کے وہن میں نہیں ہوسکتی تھی۔ آخضرت و تھی نے ان کے تمام بچھلے خرافات اور او ہام کو جن کو دین کا درجہ دیا گیا تھا ' بیک قلم محوکر دیا بت پرتی خرض شرک کی تمام صور تیں قطعاً مثاویں اور ان کی جگہ مرتب ، سعین ' سخیدہ عقا کداور سچائیوں ہے معمور چند تھا کی تعلیم دی جوانسان کے تمام اعمال اور اخلاق کے لیے بنیادی پھر ہیں ۔ اسٹھ یعدہ عقا کداور سچائیوں ہے معمور چند تھا کی تعلیم دی جوانسان کے تمام اعمال اور اخلاق کے لیے بنیادی پھر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی جستی پرولیل :

اس سلسلہ میں سب ہے پہلی چیز خدا کی ہتی کا یقین اور پھراس کی تو حید پرایمان ہے۔ دنیا میں جتنے پیغیر
آئے ان میں سے ہرایک نے اس قادر مطلق کی طرف لوگوں کو دعوت دی مگرید دعوت ان کے ایک مسلم دعویٰ کی حیثیت
سے تھی انہوں نے اس دعویٰ کو دلائل کا محتاج نہ سمجھا اور حقیقت میں جن محدود زمانوں میں قو موں کے لیے ان کی بعثت
ہوئی ان کے لیے دلیل اور برہان کی ضرورت بھی نہتی کیونکہ ان کے زمانوں میں بت پرتی، ستارہ پرسی اور فطرت پرسی کا
رواج تھا الحاد کا وجود نہ تھا لیکن محررسول اللہ وقت کی بعثت عموی تھی ، جوآخری زمانہ تک کے لئے اور تمام قو موں کے لئے
تھی اور علم اللی میں بیرتھا کہ بعثت محمدی کے بعد عقل انسانی تحقیق و تلاش کے آخری مراحل طے کرنا چاہے گی ، اور قدرت
کے سر بمہر خزانے وقف عام ہو نگے اور عقلیت کا دور دورہ ہوگا اور ہر شے دلیل وثبوت کی مختاج قرار پائے گی اس لیے محمد
کے سر بمہر خزانے وقف عام ہو نگے اور عقلیت کا دور دورہ ہوگا اور ہر شے دلیل وثبوت کی مختاج قرار پائے گی اس لیے محمد
کے سر بمہر خزانے وقف عام ہو نگے اور عقلیت کا دور دورہ ہوگا اور ہر شے دلیل وثبوت کی مختاج قرار پائے گی اس لیے محمد
کے سر بمہر خوالے وقف عام ہو نگے اور عقلیت کا دور دورہ ہوگا اور ہر شے دلیل وثبوت کی مختاج قرار پائے گی اس لیے محمد

ایک اورسب یہ ہے کہ انبیاء میں ابھین صرف اپنی تو موں کی دعوت پر مامور ہوئے تھے جن میں مشرکین کا وجود تھا' ملحدین کا نہ تھا' لیکن خاتم الانبیاء مولی کی بعث تمام تو موں اور طبقوں کے لیے ہوئی اس لیے آپ کی دعوت میں یہ صاف نظر آتا ہے کہ آپ انسانی عقل کی ہرصنف کو مخاطب کررہے ہیں اور اس کے معیار اور سطح کے مطابق اس قادر مطلق کی ہستی اور وجود پر دلیلیں بھی پیش کررہے ہیں اس لیے آپ نے دوسرے پیغیروں کی طرح صرف مشرکوں کو مخاطب نہیں کی ہستی اور وجود پر دلیلیں بھی پیش کررہے ہیں اس لیے آپ نے دوسرے پیغیروں کی طرح صرف مشرکوں کو مخاطب نہیں فرمایا بلکہ مشرکوں کا فروں طحدوں مشککوں و ہریوں ہرایک کو مخاطب فرمایا اور ان میں سے ہرایک کی تسکین وشفی کا سامان بھی جہ پہنچایا۔

ا یک قادر مطلق، خالق عالم اور صالع کا ئنات کی ستی کے ثبوت اورا نگار پر جب سے فلسفہ کا وجود ہے جمیشہ

بحثیں پیدا ہوتی رہی ہیں اور دلیلیں پیش کی جاتی رہی ہیں۔مصر پینان ہندوستان ،اسلامی ممالک اور آج یورپ ہیں بھی اس مسئلہ پرعقلائے زمانہ نے اپنی جودت ذہن کئتہ رہی اور دقیقہ بھی کا بہترین ثبوت پیش کیا ہے مگر غورے دیکھوتو معلوم ہوگا کہ دلائل کی زبان اور طرز تعبیر میں گوتبد ملی ہوتی رہی ہے مگر اصل مغز خن صرف ایک ہے اس بنا پروجی محمدی نے اللہ تعالیٰ کی آستی اور وجود پر جود لیل قائم کی اس میں ای ایک مغز خن کو لے لیا ہے اور نہایت مؤثر طرز ا دامیں اس کو بار بار و ہرایا ہے اور انسانوں گومتنہ کیا ہے۔

ا پنا منہ سب طرف کے پھیر کردین کی طرف کرئیہ خدا کی وہ فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا' خدا کی خلقت میں تبدیلی نہیں' یہی سیدھااور ٹھیک وین ہے' لیکن اکثر لوگ جانے نہیں ہیں۔

آنخضرت اللهانے فرمایا۔

﴿ كُلِّ مَوْلُودُ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ﴾

ہر بچے فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

ای لئے خدا کااعتراف روزازل کاوہ عہدو پیان ہے جوخالق ومخلوق میں ہواتھااور بیای عہدو پیان کااحساس ہے جوانسان کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے کہ ہزارا نکار کے بعد بھی کسی نہ کسی رنگ میں وہ اعتراف نمایاں ہوجا تاہے قرآن پاک نے اس واقعہ کی تصویران الفاظ میں تھینجی ہے۔

﴿ وَإِذْ اَنَحَذَ رَبُّكَ مِنْ ' بَنِي ادَمْ مِنْ ظُهُ وُرِهِمْ ذُرِيَّتَهُمْ وَاشْهَدَهُمْ عَلَى اَنْفُسِهِمْ اَلْسُتْ برَيْكُمْ فَالُوا بَلَى شَهِدُنَا ﴾ (اعراف) اورجَبَدتير عضدان بني آوم كي پيچه عان كي اورخودان كوان بي پرگواه كيا كه كيا يُس تمهادا ضدانين

ہوں ، انہوں نے کہاباں ہم گواہ میں۔

انسان کا پیر جذبہ فطرت بھی بھی خارجی اثرات ہے دب جاتا ہے وہی محمدی نے بار بارانسان کے اس و ب ہوئے جذنبہ کوا بھارا ہے اورای زیر خاکسترآ گ کو ہوا دی ہے اورانسان کواس کا بھولا ہوا وعدہ یا دولا یا ہے وہ انسانوں سے یوچھتی ہے

> ﴿ أَفِي اللَّهِ شَكُّ فَاطِرِ السَّمْوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (ابراحيم) كياآ ان اورز من كے پيداكرنے والے خدا من شك ع؟ ایک اور مقام پراس نے کہا

﴿ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْحَالِقُونَ۞ أَمْ خَلَقُوا السَّمْوَتِ وَالْارْضَ بَلَ لَّا يُوقِنُونَ ﴾ (طور) کیاوہ آپ ہی آپ بن گئے یاوہ کی اپنے آپ خالق میں یا انہیں نے آسان اور زمین کو پیدا کیا یہ کوئی بات نہیں بلکہ ان كويقين نبيل-

د نیااور کا ئنات جس میں انسان بھی شامل ہےاور جواپنی عقل اورقہم کی بنا پرسب میں بالاتر ہے بہر حال موجود ہاوراس کے اس وجود میں کوئی شک نہیں ہاب سوال یہ ہے کہ کس کے بن بنائے وہ آپ ہے آپ بن گئی یا خوداس نے اپنے آپ کو بنالیا ہے ظاہر ہے کہ بیدوونو ں صور تمیں باطل ہیں۔ ندآ پ ہے آپ کوئی چیز بن علق ہے اور ندکوئی مفعول ا پنا فاعل آپ ہوسکتا ہے اگر کوئی بے وقوف میہ کہے کہ نروما دومل کرا بنا بچہ بیدا کرتے ہیں تو اس سے یو چھا جائے گا کہ سلسلہ توالدو تناسل کا آغاز کیونکر ہوااوراولین نرو ماوہ کااور مادہ تخلیق وروح کا خالق کون ہے۔

به گونا گول علم میدرنگارنگ کا نئات، بیتارول بجرا آسان مه بوقلمول زمین ، بیسورج میه جا ند میدورخت میسمند رمیه پہاڑ' بیلا کھوں جاندا راور بے جان اشیاء' بیلل اوا سباب کالشکسل' بیتغیر وا نقلا ب کا نظام' بیکا کنات کا نظام اوراس کے ذرہ ذ رہ کا قاعدہ و قانون ٔ انسان کے اندرونی قوی اور ان کی باہمی ترتیب ،موت و حیات کے اسرار،خواص وقویٰ کے رموز انسان کی خیالی، بلند پروازی اور عملی عجز و در ماندگی بیتمام با تنس ایک خالق وصافع کے اعتراف پرمجبور کرتی ہیں بینیلگوں آ سان کی حجیت ، بیز مین کاسبره زارفرش اورا یک ہی حرکت ہے شب وروز کا انقلاب ایک خالق کل کا پیتہ دیتا ہے۔ ﴿ إِنَّ فِنْي خَلْقِ السَّمُوٰتِ وَالْا رُضِ وَانْحَتِلَافِ اللَّيلِ وَالنَّهَارِ لَا يُتِ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴾ ( آل مران-١٩٠) آ سانوں کی اورز مین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدلنے میں عظمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

بیشب وروز کا نور وظلمت، بیسورج اور چاند کی روشنی ،ان کی مقرره رفتآراور با قاعده طلوع وغروب اسکی دلیل ہے کہاس ابلق ایام پر کوئی سوار ہے جس کے ہاتھ میں اس کا سیاہ وسپید ہے۔

﴿ وَمِنُ النِّهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴾ (فصلت)

اوراس کی نشانیوں میں سے رات دن اور سورج اور جا تدہیں۔

آ سان اورز مین کی پیدائش ون اور رات کا الث پھیرتو ہے دیکھو کہ خطرنا ک سمندروں میں کس طرح ایک ملک ے دوسرے ملک کوتجارت کا سامان لے کر دوڑے پھرتے ہیں اگر پانی میں مٹی اورلو ہے کا ایک ذرہ بھی ڈالوتو فوز ا ڈوب جائے گا تگر لا کھوں من کےلدے ہوئے جہاز کیسے پھول کی طرح یانی پر تیرد ہے ہیں جس فطری قاعدہ کے بموجب بیمل ظہور میں آ رہا ہے وہ جس کے حکم ہے بنا ہے اس کا کتنا بڑاا حسان ہے پھران سمندروں ہے بخارات اٹھتے ہیں وہ او پر جا کر بادل بنتے ہیں اور وہ و ہیں پہنچ کر برہتے ہیں، جہال پیدا داراور زمین کی نشو ونما کی حاجت ہواور پھر وہ بادل ہواؤں کے تخت پر بیٹھ کر کیسے ادھرادھر ضرورت کے مطابق اڑتے پھرتے ہیں۔

﴿ إِنَّ فِي حَلْقِ السَّمُوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَحْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسِ وَمَا انْزَلَ اللَّهُ مِن السَّمَاءِ مِنْ مَّاءِ فَاحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعُدَ مَوْتِهَا وَبَثَ فَيْهَا مِنْ كُلِّ مَا يَنْفَعُ النَّاسِ وَمَا انْزَلَ اللَّهُ مِن السَّمَاءِ مِنْ مَّاءِ فَاحْيَا بِهِ الْأَرْضِ لَايْتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾ (اقره) دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضِ لَايْتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾ (اقره) بِشِيمَ عَلَيْ السَّمَاء وَالْأَرْضِ لَايْتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾ (اقره) بِشِيمَ عَلَيْ السَّمَاء وَالْأَرْضِ لَايْنِ لِمَا وَلَهُمْ مِنْ جَوانَانُول كَ لِيُعْلِيلُ فَي عَلَيْ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَالْوَل كَيْمِ عِلْ اورانِ عَلَى اللَّهُ مِن السَّمَاء وَالْول كَيْمِ اللَّهِ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَالْول كَيْمِ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَلَيْمُ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَلَيْمُ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَلَول اللَّهُ عَلَى السَّمَاء وَلَول اللَّهُ عَلَى السَّمَاء وَلَول اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ الْمَ مِن اللَّهُ فِي الْمُلْفِق الْمُلْفِق الْمُلْفِلُ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَلَول اللَّهُ عَلَيْمُ اللَّهُ مِن السَّمَاء وَلَمُ مِن السَّمَاء وَلَى اللَّهُ مَا اللَّهُ الْمُلْول عَلَيْمُ مَن اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ عَلَيْمَ اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهِ مِن اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ اللَّهُ مِن اللَّهُ عَلَى اللَّهُ مِن اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ مِن اللَّهُ مِن اللَّهُ عَلَى اللَّهُ مِن اللَّهُ عَلَى اللَّهُ مِن اللَّهُ اللَّهُ مِن اللَّهُ اللَّهُ مِن اللَّهُ مِ

آسان اورز مین کی بجیب وغریب خلقت کے ساتھ خود انسان کی اپنی پیدائش کی حکایت کتی بجیب ہے۔ ﴿ إِنَّ فِنِی السَّمُوٰتِ وَالْارُضِ لَا يَتِ لِلْمُؤْمِنِيُنَ ١١ وَ فِنَى حَلَقِكُمْ وَمَا يَيْتُ مِنْ دَآبَةِ ايْتُ لِقُوْم يُوْقِنُوْلَ﴾ (جانيه ٣٠٣)

بیشک آ سانول میں اور زمین میں ایمان والول کیلئے نشانیاں میں اور خودتمھاری پیدائش میں اور جو چلنے والے پھیلائے ان میں یفین کرنے والول کے لیے دلیلیں ہیں۔

سورہ انعام میں نباتات اوراس کی نیرنگیوں کوائی ہستی کی دلیل میں پیش کیا، یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہا یک ہی زمین ہے جس میں سے وہ اُگئے ہیں، ایک پانی ہے جس سے وہ سینچے جاتے ہیں، ایک ہی ہوا ہے جس سے وہ سانس لیتے ہیں گر کتنے رنگ برنگ کے پھل پھول میوے اور درخت لگتے ہیں جن میں سے ہرا یک کارنگ ہرایک کا مزہ ہرا یک کی پی ' ہرا یک گافتہ وقامت 'ہرایک کے خواص اور فائدے دوسرے سے بالکل الگ ہوتے ہیں۔

﴿ وَهُ وَ اللَّهِ مَا أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَانَحْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاخْرَجُنَا مِنُهُ حَضِرًا

تُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا - وَمِنَ التَّخْلِ مِنْ طَلُعِهَا قِنُواكُ دَ انِيَةٌ وَّجَنْتٌ مِّنُ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُونُ لَ

وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهِ مَ أَنْظُرُوا آ اللَّي تَمَرِهَ إِذَا آثُمَرَ وَيَنْعِهِ مَ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمُ لَايْتِ

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ (اتمام)

اور وہی ہے جس نے آسان سے پانی اتارا' پھر ہم نے اس سے اُگنے والی ہر چیز نکالی' پھراس سے سزخوشے نکالے' جن سے ہم جڑ ہے ہوئے دانے نکالتے ہیں'اور کھجور کے گا بھے میں سے لٹکتے کچھےادرانگور کے باغ اور زیتون اورانار ہم شکل'اور جدی جدی شکل کے جب وہ پھلیں تو ان کے پھل اور پکنے کو دیکھوٹان میں ایمان والے لوگوں کے لیے دلیلیں ہیں۔

سورہ روم میں پہلے مٹی سے انسان کی پیدائش کو پھراس میں عورت مرد کے جوڑے ہونے کو اور ان کے درمیان

مہر ومحبت کے جذبات کے ظہور کواپنی ہستی کی دلیل بتایا ہے۔ پھراپنی قدرت کے دوسرے بجا ئبات کو جوآ سان سے زمین تک تھیلے ہیں ایک ایک کرکے پیش کیا ہے۔اول تو خودانسان کی پیدائش، پھران میں عورت مر دہونااوران کے درمیان جذبات کی لہر پھر مختلف قو موں کی بولیوں شکلوں اور رنگوں کو دیکھو کہا یک ایک سے الگ ہے، پھر خودانسانوں کے اندرکے اعمال دیکھوا کیک نیندی کی حقیقت پرغور کرو بھی تمہاری آئکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔

﴿ وَمِنُ ايَتِهِ اَنْ حَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمُ بِشَرُ تَنْتَشِرُونَ ﴿ وَمِنْ ايَتِهِ اَنْ حَلَقَ لَكُمْ مِنْ الْنَهِ وَحَعَلَ بَيْنَكُمْ مُودَةً وَرَحْمَةً ﴿ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَايَتِ لِقَوْمِ الْنَهُ وَمِنْ الِتِهِ حَلَقُ السَّمُونِ وَالْارْضِ وَالْحَتَلَافُ الْسِنَتِكُمْ وَالْوَانِكُمْ ﴿ إِنَّ فِي يَتَغَكَّرُونَ ﴾ وَمِنْ الِتِه حَلَقُ السَّمُونِ وَالْارْضِ وَالْحَتَلافُ الْسِنَتِكُمْ وَالْوَانِكُمْ ﴿ اِللَّهُ فِي اللَّهِ لَهُ وَالْعَلَافُ السِنَتِكُمْ وَالْوَانِكُمْ ﴿ وَالْعَقَالِ وَالنَّهَارِ وَالْتِعَاوَى مَن التِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْتِعَاوَّ كُمْ مِنْ فَصَلِهِ ﴿ اللَّهُ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِقَوْمٍ وَمِنْ التِهِ مَنَامُكُمْ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْتِعَاوَى كُمْ مِنْ فَصَلِهِ ﴿ اللَّهِ اللَّهُ وَالنَّهَارِ وَالْتِعَاوَ كُمْ مِنْ فَصَلِهِ ﴿ اللَّهُ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِقَوْمٍ يَعْقَلُونَ ﴾ وَمِن السَّمَاء مَاءً وَلَا مَن السَّمَاء مَاءً وَلَا مَن السَّمَاء مَاءً وَالْمَرِه ﴾ ومِن التِه اللَّهُ لَايْتِ لِقَوْمٍ يَعْقَلُونَ ﴾ ومِن التِه اللَّهُ مَا السَّمَاء وَالْارْضُ بِعَلَيْهُ لِلْ اللَّهُ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِقَوْمٍ يَعْقَلُونَ ﴾ ومِن التِه اللَّهُ مَا السَمَاء وَالْمَونَ فَا وَطَمَعَا وَيُنْوِلُ لَا اللَّهُ إِلَى اللّهُ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِقُومٍ يَعْقَلُونَ ﴾ ومِن التِهِ الْ تَقُومِ السَمَاء وَالْارْضُ بِالْمُرِه ﴾ (روم ٢٠ - ٢١)

اوراس کی نشانیوں میں سے بیہ کہ اس نے تم کوشی سے بنایا گھرتم آدمی بن کر چلتے گھرتے ہؤاوراس کی نشانیوں میں سے بی کے بیس سے بیا کے کہ تم ان سے سکون حاصل کر واور تم سب کے درمیان پیاراور مہر رکھا'اس میں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں دلیلیں ہیں اوراس کی نشانیوں میں سے آسانوں کی اور نین کی بناوے اور تمہاری بولیوں اور رکھوں کی بوقلمونی ہے'اس میں جانے والوں کے لئے یقیناً دلیلیں ہیں اور اس کی عجیب قد رتوں میں سے تمہاری را سے اور دن میں فیند ہے'اور تمہارااس کی مہر یا نیوں کو تلاش کرنا ہے،اس میں ان کے لئے جو سنتے ہیں دلیلیں ہیں اور اس کے جائب قد رت میں سے بیہ کہم ہیں وہ بجلی کی چک دکھا تا ہے جس سے تم ذرتے ہؤاور وہ آسان سے پانی برساتا ہے' گھراس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے'اس میں ان کے لئے جو بچھ رکھتے ہیں' دلیلیں ہیں اوراس کی دلیلوں میں سے بیہ ہے۔ اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے'اس میں ان کے لئے جو بچھ رکھتے ہیں' دلیلیں ہیں اوراس کی دلیلوں میں سے بیہ ہیں۔ اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے'اس میں ان کے لئے جو بچھ رکھتے ہیں' دلیلیں ہیں اوراس کی دلیلوں میں سے بیہ ہیں۔ اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے'اس میں ان کے لئے جو بچھ رکھتے ہیں' دلیلیں ہیں اوراس کی دلیلوں میں سے بیہ ہیں۔ کہ آسان اور زمین اس کے تھم سے قائم ہیں۔

اس اخیرا یت بیس آ مان وزمین کے اس کے عظم سے قائم رہنے کا ذکر ہے۔ تم کہتے ہو کہ میہ باہمی جذب و کشش سے قائم بیں لیکن خود میہ جذب و کشش کا نتیجہ ہے؟ یہ خود جرت انگیز ہے مورہ لقمان میں آ مانوں کے کی نظر خدآ نے والد کی مجارے کھڑے ہوئے اور زمین کے اپنی جگہ پر تخبر سے ہوئے کا ذکر ہے۔ یہ نظر خدآ نے والد سہارا قوت کشش بی بھی تو ای کے اسرار میں سے ہے۔ اس کے بعدا یک جان داراور بے حیات مردہ زمین کے اندر سے پانی بر سے کے ساتھ انواع واقسام کی زندگی کے تمونوں کا انجرآ نا کتنا جرت انگیز ہے نہ بھی اس کا کر شہہ ہے۔ ان میں کی بین بر سے کے ساتھ انواع واقسام کی زندگی کے تمونوں کا انجرآ نا کتنا جرت انگیز ہے نہ بھی اس کا کر شہہ ہے۔ میں کُل دَوْج کو اِسی آن تعید بگٹ و بُٹ فینھا میں کُل دَوْج کو اِسی آن تعید بگٹ و بُٹ فینھا اس نے آ مانوں کی جیت کو کی ایے ستونوں کے بغیر کھڑا کیا ہے جوتم کونظر آتے ہوں اور زمین میں ایے کھونے وال و دیئے کہ دوئم کو لئے کر بل نہ جائے اور اس نے اس زمین پر برقیم کے چلنے پھرنے والے پھیلا گاور آسان وال کا ورآ مان

ے یائی برسایا پھرہم نے ای زین سے ہرا چھے جوڑے پیدا گئے۔

سورہ تجدہ میں انسان کی پیدائش کامٹی ہے آغاز' پھر قطرہ آب (نطفہ) کے ذریعہ تو الدو تناسل' پھراس کے سڈول جسم کا بن جانا' پھراس مٹی کے مروہ قالب میں دفعۃ کہیں ہے زندگی آ جانااوراس میں روح پھک جانااوراس میں علم وحواس کے جبرت انگیز آلات کا پیدا ہو جاناان سب کوا پی صفت میں پیش کیا ہے۔

﴿ اللَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شِيءٍ خَلَقَهُ وَ بِدَ أَحَلَقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِيْنِ ( ثُمَّ جَعَلَ نَسُلَهُ مِنْ سُلَلَةٍ مِنْ مَّآءِ مَّهِيْنِ ( ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَحَ فِيهِ مِنْ رُّوجِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْآبُصَارُ وَالْآفَئِدَةَ قَلِيُلَا مَّا تَشُكُرُونَ ﴾ (حِدور عدد)

وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اورانسان کی پیدائش ٹی ہے شروع کی مجراس کی نسل ذلیل ہے نجڑے پانی سے بنائی کیر اس کوسٹرول کیا 'اوراُس میں اپٹی جان ہے بچھ پھونک دیا 'اور تمہارے لئے کان اور آ تکھیں اور دل بنا دیئے تم ان احسانوں کا بہت کم شکراد اکرتے ہو۔

مردہ زمین کے اندر کیا گیا تو تیں وہ بعت ہیں اورخودانسانوں کے جسم وجان میں مجائبات کا کتناخزاندر کھا ہے لیکن کوئی صاحب نظراد ھرنہیں دیکھتاانسان کی زندگی ،اس کے اندرونی جذبات ،حواس ڈہنی قوی اور دماغی حرکات ان میں ہے ہر شے معربے۔

> ﴿ وَ فِي الْآرُضِ آینتَ لِلْمُو فِینِینَ، وَ فِی انْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴾ (ذاریات) اورزین میں یقین کرنے والول کے لئے نشانیال ہیں اورخود تمہاری جانوں کے اندر، کیاتم نظر نہیں کرتے۔

جانوروں کے جسموں کے اندرجو بجیب وغریب نظام ہے وہ بھی غور کے قابل ہے ایک ہی گھاس پھوس کی غذا ان کے پیٹ میں جاتی ہے۔ پھرای کا پچھے حصہ لیداور گوبر، پچھ خون اور پچھ دودھ بن جاتا ہے اورای لیداور گوبر کے ہاہر آنے کے راستوں اور سرخ خون کی رگوں کے درمیان سے خالص سپید شیری دودھ کی دھاروں کا لکانا کتنا بجیب ہے؟ ﴿ وَانَّ لَنْکُمْ فِي الْاَنْعُامِ لَعِبْرَةً مَد نُسْفِيتُ کُمْ مِنَّا فِي بُطُونِهِ مِنُ البَّنِينَ فَرُبْ وَدَمِ لَبَنَا خَالِصًا مَنَّا لِلشَّربِیْنَ ﴾ (کی)

اورتمہارے کئے جانوروں میں عبرت ہے ہم تمہیں ان کے پیٹول کے اندرے لیداورخون کے بیٹے سے خالص اور پینے والوں کے لئے خوشگواردودھ پلاتے ہیں۔

ایک بی متم کے پھل ہیں اگران کوایک طرح سے کھاؤ تو تمہاری عقل اور قوت کو بڑھاتے ہیں اور دوسری طرح کھاؤ تو دوان کوضائع کردیں۔

﴿ وَمَنْ تَمَرَّتِ النَّحِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّجِدُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزُقًا حَسَنَاءَ اِنَّا فِي ذَلِكَ لَايَةٍ لِقَوْمٍ يَعَفَلُونَ﴾ (مُل)

اور بھوروں اور انگوروں کے پہلوں کو دیکھو کہ ان میں سے پکھے ہے تو تم نشداور اچھی روزی حاصل کرتے ہواس میں سمجھ والوں کے لئے دلیل ہے۔

ز مین اور زمین پر کی مخلوقات کوچیوژ کراو پرآسان کی طرف نظرا شاؤ' سورج کا روش چراغ اور جا ند کی خوشنما

قدیل کتنی عجیب ہے۔ پھرسورج کودیکھوکہ سال کے بارہ مہینوں میں آسان کے بارہ برجوں کو طے کر کے س طرح زمین میں مختلف موسموں اور زمانوں کونمایاں کرتا ہے۔

﴿ تَبَارَكَ الَّذِي حَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُو حَا وَجَعَلَ فِينَهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مَّنِيُرًا ﴾ (فرقان) بابركت ہوہ سى جس نے آسانوں میں برج بنائے اوران میں ایک چراغ اور چیکانے والا چاند بنایا انہیں چند چیزوں میں اس کی قدرت کے عجائبات محدود نہیں بلکہ ہرشے اپنی خلقت، اپنی محکم روش اور اپنے

قانون فطرت ہاس کی گواہی دیتی ہے۔

﴿ صُنَعَ اللَّهِ الَّذِي آتَقَنَ كُلَّ شَيَّءٍ ﴾ (ممل)

اس سی کی صنعت ہے جس نے ہرشے کومضبوط نظام پر بنایا۔

اس کی صنعت برقتم کے عیب سے پاک ہاس میں معظم افلم ونسق کی بندش نظر آتی ہے۔

﴿ مَا تَرِئَ فِي خَلْقِ الرَّحُمْنِ مِنْ تَفُوْتِ مَا فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرْى مِنَ فُطُوْرِه ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ الْيُكَ الْبَصَرُ خَاسِفًا وَّهُوَ حَسِيرٌ ﴾ (مَل)

تجھے مہر والے خدا کی بناوٹ میں کوئی ہے برابری نظر آتی ہے؟ پھر نگاہ کر کیا کوئی فطور دکھائی پڑتا ہے پھر وہرا کر دوبارہ نظر کر'تیری نگاہ روہ وکر تھک کر تھے تک پلٹ آئے گی' (سمر کوئی نقص نہ یائے گی)

اس متم کی اورسینکڑوں آپتیں ہیں جن کا استقصا بھی مشکل ہےان آپنوں میں تمین متم کے دلائل ہیں۔ ا۔ قدرت کے مجائبات اور نیرنگیاں اور پھران کا ایک قانون کے ماتحت ہونا۔

۲\_عالم كانظم ونسق اوراس كامرتب سلسله\_

٣- كائتات اورسلسله عالم كي جركزي مين بائتهامصلحتون محكمتون اورفا كدون كامونا \_

ان مقد مات سے ٹابت ہوتا ہے کہ بیدکا نُنات اوراس کے بیر بڑا ئیات اوراس کے بیر منظم علل واسباب ُ خود بخو د بخت وا تفاق سے نہیں بن سمئے بلکہ کسی حکیم و دانااور قا در مطلق صانع نے اپنی قدرت اورارا دہ سے ان کو بنایا ہے۔

الل فلسفداور منتظمین عالم کے وجود پرعمو مآید دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ ہم بداہمۂ ویکھتے ہیں کہ عالم میں ہر چیز

کے لئے علل واسباب ہے بیسلسلہ یا تو کہیں جا کرختم ہوگا یا ہوں ہی مسلسل چلا جائے گا۔ اگرید یوں ہی مسلسل چلا جائے گا تو
لازم آتا ہے کہ ہر چیز کے پیدا ہونے پرغیر متناہی علل گذرجا کیں اورغیر متناہی علل کا خاتمہ نہیں ہوسکتا اور نہ کہیں اس کا آغاز
ہوسکتا ہے اس لئے کوئی چیز پیدا بھی نہیں ہوسکتی سنسلسل عقلاً بھی محال ہے، بلکہ انسان اس کے خیل ہے بھی عاجز ہے اس بنا
پرلامحالہ سلسلہ علل کا کہیں خاتمہ ہونا ضروری ہے جس علت کل پرتمام علتیں ختم ہوجاتی ہیں وہی خلق و پیدائش اور وجود وکون
کی اصلی علت العلل ہے۔

یددلیل گوبہت کچھ پیچیدہ اوراصلاحات ہے لبریز اور بہت سے محذوف مقد مات پر بنی ہے تاہم وہ انسانی عقل میں آتی ہے اور بہتوں کے لئے تسکین کا باعث ہے۔قرآن پاک کی ایک دوآ تیوں میں بھی اس دلیل کا ماخذ مذکور ہے۔سورہ ہود کے آخر میں ہے۔

﴿ وَ لِلَّهِ غَلِبُ السَّمُواتِ وَ الْأَرْضِ وَالَّذِهِ يُرْجَعُ الْآمُرُ كُلُّهُ فَاعْبُدُهُ وَتُوكُّلُ عَلَيْهِ ﴾ (١٩٥١) اورخدا ہی کے پاس ہے آسانوں اورزمین کی چیسی بات اورای کی طرف ہر بات اوٹائی جاتی ہے تو اس کو یو جواوراس

> ﴿ وَإِنَّ الِّي زَبِّكَ الْمُنْتَهٰي ﴾ (تَجُم-٢٢) ادرید که تیرے رب کی طرف ہے سب کی انتہا

آ تخضرت عظا انسانی مزور یوں ہے واقف تھے۔ چندسحابیوں نے آ کرعرض کیا یارسول اللہ عظامیمی بھی ہمارے دلوں میں ایسے خیالات اور وسوے آتے ہیں جن کوہم زبان سے اوانہیں کر سکتے فرمایا کیاتم کو رہے کیفیت حاصل ہو گٹی؟ گذارش کی ہاں یارسول اللہ! فر مایا بیتو خالص ایمان ہے مقصود سیہ بے دل میں وسوسوں کا آ نااور پھران وسوسوں کواتنا بدتر جانتا کہان کا زبان پرلا نابھی وہ گناہ سمجھے سے کیفیت ایمانی کے بغیر ممکن نہیں۔ای طرح آپ نے فر مایالوگ علم ودانش کا سوال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ خیراس کوتو خدانے پیدا کیااور پھراس خدا کو کس نے پیدا کیا۔ آسان کوخدانے بنایاز مین کوخدا نے بنایا یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے پھر پوچھتے ہیں اچھا تو پھرخدا کوئس نے پیدا کیا؟ فرمایا یہ شیطانی وسوسہ ہے جب سے عالت كى كوچيش آئة كهدو عد المنت بالله كمين الله يمان الله يا الله الله الله الله الله اللها اللها -

یا تعلیم در حقیت ای مسئلہ کی ہے کہ خدا پرتمام علتوں کی انتہا ہے اور اس کے بعد کوئی علت نہیں اس لئے بیوسوسہ لائق جواب نبيس يه جهالت اور ناداني كاسوال ہے۔

# تو حيد برعقلي دليلين:

اگر کوئی عالم کا خالق وصائع ہے تو وہ یقینا ایک ہے دونہیں' تاہم دنیا میں ایسے عقلند بھی ہیں جو دو تین اور متعدد غداؤں کے قائل ہیں اور عالم کی ایک مملکت کو پینکٹر وں حصوں میں تقتیم کر کے ان کومختلف خداؤں کی حکومتیں قرار دیتے ہیں وجی محمدی نے اس شرک کے ابطال پرسب سے زیادہ جس دلیل کو پیش کیا ہے وہ نظام عالم کی میسانی اور وحدت اور کا نئات کے علل داسباب کا باہم توافق تعاون اشتراک اوراتھاد ہے۔ دنیا میں ایک ذرہ بھی اس وقت تک پیدا ہونہیں سکتا جب تک آ سان سے لے کرز مین تک کی تمام کارکن قو تمی اوراسباب ایک دوسرے سے موافق ومناسب نہ ہوں اور باہم ان میں اشتراك عمل پيداند ہؤاكي داندز مين سے اس وقت تك اگنبيں سكتا جب تك داندا سيخے كے لائق ند ہو، زمين ميں ا گانے کی صلاحیت نہ ہو ہموسم اس کے مناسب نہ ہو اپارش موافق نہ ہوا آفقاب سے اس کوگری اور روشنی اس کے مزاج کے مطابق بہم نہ بہنچے، پھراس کے اگنے کےموانع اورعوائق ایک ایک کر کے دفع نہ ہول ان سب مراحل کے بعدوہ داندا گے گا اور کھل لائے گا' قرآن پاک نے ای حقیقت کوان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

﴿ لَوْ كَانَ فِيهِما اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ لَفُسَدَتَا فُسُبُحْنَ اللَّهِ رَّبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴾ (انبيا) اگرز مین وآسان میں اس ایک خدائے برحق کے سواچنداور خدا مجھی ہوتے 'تو زمین وآسان برپاد ہوجائے'تو پاک بعرش والاخداان باتول سے جوبیمشرک کہتے ہیں۔ آسان وزمین کابیتمام کاروباریتمام قوانین قدرت اگرایک کے بجائے دوطاقتوں کے ہاتھوں میں ہوتے تو یہ ہمی تصادم میں ایک لمحد کے لئے بھی قائم ندر ہے ۔ فلسفیاند اصطلاحات میں اس مطلب کو ادا کروتو یوں ہوگا کہ عالم کا مُنات معلول ہاس کی کوئی علت تامہ ہوگا ۔ بیر فاہر ہے کہ ایک معلول کی دوعلت تامہ نہیں ہوسکتیں کیونکہ علت تامہ اس کا کوکہتے ہیں جس کے وجود کے بعد معلول کے وجود میں کی اور چیز کا انتظار نہ ہو۔ اب عالم کی علت تامہ اگرایک نہ ہو بلکہ دو ہوں تو ال یہ ہے کہ ایک علت تامہ کی علت تامہ کا یانہیں اگر دو ہوں تو میں دوسری علت تامہ کا انتظار نہ ہوا کہ دو ہوں میں دوسری علت تامہ کا انتظار نہ ہوا کہ دو ہوا کہ کہ علت تامہ نہیں دہ ہوگا۔ اس سے بیٹا بت ہوا کہ مالم کی علت تامہ ایک ہوسکتی ہے۔

تو حید کے ثبوت اور شرک کے ابطال کی دوسری دلیل نظام عالم کی وصدت ہے 'سورج چا نداور تاروں سے لے کرانسان، حیوان، ہوا، پانی، درخت،گھاس پات تک دیکھوتو معلوم ہوگا کہ بیسب ایک مقررہ نظام اور بند ھے اصول کے ماتحت ہیں جن میں بھی سرموفوق نہیں ہوتا۔ ہر شے اپنے ایک اصول کی پابنداور ایک عادت جاریہ کے مطابق چل رہی ہے' گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سب میں بیسانی اور مساوات کی ایک خاص وحدت قائم ہے اور وہ سب کی ایک ہستی کے اشارے برچل رہے ہیں۔

﴿ وَمَا كَانَ مَعُهُ مِنُ إِلَهِ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اللهِ \* بِمَا حَلَقَ وَلَعَلَا بَعُضُهُمْ عَلَى بَعُضِ﴾ (\*ومؤن) اور نداس خدائے برقق کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی محلوق کو الگ لے جاتا 'اور ایک دوسرے پر چڑھ جاتا

﴿ قُلُ لُو كَانَ مَعَهُ الِهَةً كَمَا يَقُولُونَ إِذَا لَا يَتَغَوْا إِلَى ذِى الْعَرْشِ سَيَلًا، سُبحنهُ وتعالى عَمَّا يَقُولُونَ عَلَوْ اللهِ عَمَّا يَقُولُونَ عَلَوْ اللهِ عَمَّا يَقُولُونَ عَلُوا اللهِ عَلَى السَّمُواتُ السَّبُعُ وَالْارْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَانْ مَنْ شَيْءِ اللهَ يُعَمَّا يَقُولُونَ عُلُوا اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهِ عَلَى اللهُ عَلَى الللهُ عَلَى اللهُ عَلَى الله

کہ اگر خدائے برحق کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا کہ بیشر کین کہتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ وتخت والے (حکمران خدا) ہے حکومت چھیننے کا راستہ ڈھونڈ ھتے 'پاک اور بلند ہے خدااس بات ہے جس کو بیشٹرک کہتے ہیں اس خدائے برحق کی پاکی ساتوں آسان اور زمین اور جوان کے اندر ہے بیان کرتے ہیں اورکوئی چیز ایسی نہواس کی پاکی کی عوائی نددیتی ہو۔

ای وحدت نظام کے استدلال کوایک اور آیت میں خدانے بیان فرمایا ہے۔

﴿ مَا تَـرَى فِي خَلُقِ الرَّحُمْنِ مِنْ تَفَوُّتِ مَ فَارْجِعِ الْبَصْرَ هَلُ تَرَى مِنْ فُطُوْرِ ،، ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصْرَ كَرَّتَيْنِ يَنُقَلِبُ الْيَكَ الْبَصْرُ حَاسِنًا وَهُوَ حَسِيرٌ ﴾ (مَكَ ٣٠٠)

تو خدا کے بنائے میں کوئی فرق نہیں و مجھتا' پھر نگاہ کرا کیا کوئی فطور جھے کود کھائی دیتا ہے؟ پھر دوبارہ نظر دوزا' تیری نظر تھک کرواپس آجائے گی۔

اس دا قعاتی استدلال سے بڑھ کرجو بالکل نظم فطرت پر منی ہے کوئی دوسری دلیل نہیں ہو علی اس لئے قریب ا پاک نے اس کواختیار کیا ہے۔ بید نیاوحدت نظام ہی کے ماتحت چل رہی ہے در نددہ ایک لیحہ کے لئے بھی چل نہ سکتے ۔ اس ےاس دنیا کے حاکم وفر مانروائے مطلق کی وحدت بخو بی ثابت ہے۔

#### توحيري تحميل

تو حیدخواہ کمی قدرمحرف شرک آمیزاور ناقص شکل میں ہو' دنیا کے تمام ندا ہب اورادیان کی مشترک اوراولین تعلیم ہے۔لیکن ان مذاہب میں وہ کسی خاص اصل پر بنی نہتھی۔محمدرسول اللہ وہ انگاکی تعلیم نے اس ممارت کو چند بنیادی اصول کے پتھروں پر قائم کیا' میہ پتھر کیا ہیں؟ میہ پتھر خدا کی حقیقی عظمت کی شناخت اور اس عالم کا نئات میں انسان کی اصلی حیثیت اور مرتبہ کی تعیین ہیں۔

### خدا کی حقیقی عظمت:

> ﴿ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ لَهُ المُلَكُ لَآ إِلَهُ إِلَّا هُوَ ﴾ (زمر) وه بالله تمهارارب اى كى باوشاى باس كسوااوركونى خدانيس بـ

> > ﴿ لَهُ مُلُكُ السَّمَوٰتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (زمر)

آ سانوں کی اورز مین کی باوشائی ای کی ہے۔

﴿ فَاطِرِ السَّمْوَاتِ وَالْأَرُضِ (انعام)

آ انول كااورز من كالبيدا كرفي والا

﴿ عَلِمُ الْغَيْبَ وَالشَّهَادَةِ ﴾ (العام)

چپی اور کھلی کا جائے والا۔

﴿ كُلُّ شَيْءِ هَالِكَ إِلَّا وَخُهَهُ لَهُ الْحُكُمُ ﴾ (قسس) اس كى ذات كيوا برچيز فانى جاى كه باتحد مي فيصله كى طاقت جـ

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (شرى)

ر اس کے مانند کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

﴿ هُوَالْحَيْ لَا إِلَّهُ إِلَّا هُوَ ﴾ (موس)

وبى زنده باس كے سواكوئى خدانيس\_

﴿ وَعِنْدَهُ مُفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ دويَعُلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْفُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا خَبَّةٍ فِي ظُلُمْتِ الْاَرْضِ ﴾ (انعام)

غیب کی تنجیاں ای کے پاس ہیں اس کے سواان کو کوئی تہیں جانتا' ختکی اور تری میں جو پکھے ہے وہ اس کو جانتا ہے۔ درخت کا کوئی پیتے نہیں گرتا اور ندز مین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے لیکن وہ اس کے علم میں ہے۔

﴿ اَللّٰهُمْ مَالِكَ الْمُلُكِ تُوْتِي الْمُلُكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمْنَ تَشَاءُ وَتُعِزُّمُنُ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ مَا بِيَدِكَ الْحَيْرُمَ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (المران)

اے اللہ اے بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے جس کو چاہے ہزت دے ادر جے چاہے ذکت نصیب کرے تیرے ہاتھ میں جھلائی ہے بیشک تو ہر بات پر قادر ہے۔

﴿ وَإِنْ يَسْمَسُكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ﴿ وَإِنْ يُسْرِدُكَ سِخَيْرٍ فَلَا رَآدَ لِفَضْلِهِ ۗ ﴿ يُصِيْبُ بِهِ مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ ﴾ (يأس)

اگراللہ تھے مصیبت پہنچائے تو اس کے سواکوئی اس کا دور کرنے والانہیں اور اگروہ تیرے ساتھ بھلائی کرنا جا ہے تو اس کے فعنل وکرم کاکوئی روکنے والانہیں اپنے بندوں میں سے جس کو جا ہے فضل سے متاز کرے اور وہی گنا ہوں کومعاف کرنے والا اور دم کرنے والا ہے۔

﴿ اَللّٰهُ لَا اِللّٰهِ إِلَّا هُوَ ۦ اَلْحَى الْفَيُّومُ ۦ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةً وَلَا نَوْمٌ ۦ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي اللّٰهُ لَا اِللّٰهُ لَا اِللّٰهُ لَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ مَا أَيْسَ اَيدِيْهِمُ وَمَا خَلْفَهُمُ وَلَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ مَا يَسْنَ اَيدِيْهِمُ وَمَا خَلْفَهُمُ وَلَا اللّٰهُ وَلَا يَشْفُونَ وَاللّٰهُ مَا يَعْظِمُ وَلَا يَوْدُهُ يَحَرَّمِينَهُ السَّمُوتِ وَالْاَرْضَ . وَلَا يَوْدُهُ يَخْطُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيمُ الْعَظِيمِ ( اللّٰهِ بِمَا شَاءً عَ وَسِعَ كُرْمِينَهُ السَّمُوتِ وَالْاَرْضَ . وَلَا يَوْدُهُ عَلَيْهُمُ وَلَا يَوْدُهُ مَا وَهُوَ الْعَلِيمُ الْعَلِيمِ ﴾ (١٣٠ بِمَا شَاءً عَ وَسِعَ كُرْمِينَهُ السَّمُوتِ وَالْاَرْضَ . وَلَا يَوْدُهُ عَلْمُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيمُ الْعَلِيمِ ﴾ (١٣٠ بِمَا شَاءً عَ وَسِعَ كُرْمِينَهُ السَّمُوتِ وَالْاَرْضَ . وَلَا يَوْدُهُ

الله اس كے سوائسی اور كی بندگی نہيں وى جيتا ہے اور سب اس كے سہارے جيتے ہيں اس كونداو كا ہے نہ نيندا آسان اور زمين ميں جو كچھ ہے اس كا ہے كون ايسا ہے جواس كے سامنے اس كی اجازت کے بغیر سفارش كر سكے جو خلق کے روبر و ہے اور جوان کے چیچے ہے سب كوجانتا ہے اور و واس كے علم كے كسی حصہ كا احاط نہيں كر سكتے 'مگر وہ جو جا ہے اس

کا تخت آ سانوں کواورز مین کوسائے ہے ان آ سانوں کی اورز مین کی گرانی اس کوتھ کا تی نہیں اور وہی او پراور بڑا ہے۔ ﴿ يَعُلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْآرُضِ وَمَا يَخُرُجُ مِنَهَا وَمَايُنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعُرُجُ فِيُهَا وَهُوَ مَعَكُمُ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ، لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَ الْأَرْضِ وَالِّي اللَّهِ تُرْجَعُ الْامُورُ ﴾ (عديده ٢٠) جوز مین میں گھتا ہے اور جواس سے نکاتا ہے اور جوآ سان سے اتر تا ہے اور جواس میں چڑھتا ہے وہ سب جانتا ہے اورتم جبال بھی ہووہ تہارے ساتھ ہے اورتم جو پچھ کرواللہ اس کود کھتا ہے آ سان اورز مین کی باوشاہی اس کی ہے اور تمام کامول کامر چے وہی ہے۔

﴿ ٱلْحَمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴾ (فاتحدا)

سبتعريف اي كے لئے بجوتمام عالم كايا لئے والا ب-

﴿ وَلَهُ أَسُلُمَ مَنُ فِي السَّمُواتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (آل مران)

اورآ سانوں میں اورز مین میں جو پکھے ہے سب اس کے زیر فرمان ہے۔

﴿ وَهُوَ الْعَقُورُ الْوَدُ وَدَ ،، ذُو اللَّعَرُشِ الْمَحِيَّدُ ﴿ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيَّدُ ﴾ ( . و تَ )

و بی گنا ہوں کا بخشنے والا ہے ، بندول سے محبت کرنے والا ہے مخت کا مالک ہے بڑی شان والا ہے جو حیا ہتا ہے کرویتا

﴿ يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ﴾ (جعــا) آ سانوں میں اورز مین میں جو ہے سب اس کی یا کی بیان کرتے ہیں۔

﴿ وَإِنْ مِنْ شَيْءِ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ﴾ (امراتال) اوركوني چيزنبيل جواس كي حمد كانتبيع نه يزهتي مو-

ان معنوں کی ہزاروں آپتیں قران پاک میں ہیں ان تعلیمات نے خدا کی عظمت ٔ جلالت اور کبریائی کاوہ جلوہ پیش کیا جس کے سامنے معبودان باطل کی عزت خاک میں مل گی بتوں کی بڑائی کاطلسم ٹوٹ گیا مسورج جا ند تاروں کی خدائی کا چراغ ہمیشہ کے لئے بچھ گیا'۔جن وانس'شجر وججز بحرو بر'سباس کے جلال وجبروت کے سامنے سربسجو ونظرآ ئے' پھراس کے سواکون تھا جو نیرنگ وجود کے سازے عوالی اللّٰہ کا اللّٰہ الّٰا غُو ﴾ (میں ہوں خداجس کے سواکوئی دوسرا خدا نہیں) کی صدابلند کرسکتا۔

#### انسان کامرتبه:

تو حید محمدی کا دوسرا بنیادی اصول اس عالم خلق میں انسان کی حیثیت اور درجہ ہے جولوگ بتو ل کو مجدہ کرتے میں پھروں کو ہوجتے ہیں درختوں کے آ گے بھکتے ہیں، جانوروں کود ہوتا جانتے ہیں جنات اورارواح خبیشہ کے نام کی دہائی یکارتے ہیں،انسانی مخلوقات کوار باب جاننے ہیں انسانوں کو خدا سمجھتے ہیں،وہ حقیقت میں انسان کے مرتبہ سے ناوا قف میں وہ دراصل اس طرح انسان کو پھرول ہے، درختول ہے، جانوروں ہے وریاؤں ہے، پہاڑوں ہے اور جاند تارول ے م تر جانتے میں ۔انہوں نے درحقیقت انسان کے اصلی رتبہ اور حثیت کوئیس پیجانا۔ آنخضرت عظم نے اپنی وی کی زبان سے جاہل عربوں کو بیز کنتہ سوجھایا کہ انسان اس عالم طلق بیس تمام محلوقات سے اشرف ہے۔ وہ اس دنیا بیس خدا کی
نیابت کا فرض انجام دینے آیا ہے۔ قرآن کی ابتدائی سورۃ بیس آدم کی خلافت کا قصہ بحض واستان نہیں بلکہ انسان کی اصلی جیشیت کو عیاں اور نمایاں کرنے والی تعلیم کا اولین و بباچہ ہے۔ اس کوفرشتوں کا مجود بناتا گویا تمام کا نتات کا مجود بناتا
تھا۔ اس کوتمام اساء کاعلم عطاکر تا گویا تمام اشیاء کواس کے تقرف بیس دینا تھا۔ وہ جوایا نے نے باز فرض فیس دینا تھا۔ وہ جوایا نے متاز ہے کروڑوں
تو ایس فید کے فرمان کے روسے اس عالم بیس خداکا تا تب ہے اور اس کا سرخلافت اللی کے تاج سے متاز ہے کروڑوں
محلوقات اللی بیس خداکی امانت کا حامل وہی ختن ہوا یہ منصب اعلی نہ فرشتوں کو ملائنہ آسان کوئنہ زبین کوئنہ پہاڑ کو صرف
انسان بی کا سینداس امانت کا خزانہ قراریا یا اور اس کی گرون اس یو جو کے قابل نظر آئی ، فرمایا:

﴿ إِنَّا عَرَضُنَا الْآمَانَةَ عَلَى السَّمُوتِ وَالْآرُضِ وَالْحِبَالِ فَآبَيْنَ أَنْ يُحْمِلْتَهَا وَآشُفَقُنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ﴾ (احزاب)

ہم نے اپنی اما نت آ سانوں پڑاورز مین پڑاور پہاڑوں پر پیش کی۔سب نے اس بار (امانت) کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈرے اورانسان نے اس کواٹھالیا۔

وی محمدی نے انسان کار تبہ بیہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بزر گیوں سے سرفراز فر مایا عالم محلوقات میں برتر بنایا اور انعام واکرام سے معزز کیا ہے۔

﴿ وَلَقَدُ كُرِّمُنَا بَنِيُ ادَمَ وَحَمَلُنَهُمُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقَنْهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَتِ وَفَضَّلَنْهُمْ عَلَى كَثِيْرٍ مِّمِّنُ خَلَقْنَا تَفُضِيلًا ﴾ (نى امرائل)

ہم نے آ دم کی اولا دکوعزت دی اورہم نے تعظی اور تری میں ان کوسواری دی اور ستحری چیزوں کی ان کوروزی بخشی ا اورا پی بہت ی پیدا کی ہوئی چیزوں پران کوفضیلت عطا کی

انسان عی وہ ہتی ہے جوسب سے معتدل قوی اور بہترین اندازہ کے ساتھ دنیا میں محلوق ہوئی۔

﴿ لَقَدُ خَلَقُنَا الْإِنْسَالَ فِي آحُسَنِ تَقُوِيُم ﴾ (الين)

البية بم نے انسان کو بہتر انداز ہ پر پیدا کیا۔

یہاں تک کدانسان خداکی صورت کا عکس قرار پایا متعدد صدیثوں میں ہے کہ آنخضرت وہ الے نے فرمایا کہ خدا نے آ دم کواپی صورت کے پہرہ پر نہ مارد کہ وہ صورت الہی کا عکس ہے۔ بین میدان جگ میں اگر بکواریں برس رہی ہوں تو حریف کے چہرہ پر وارند کرنا جا ہے گئے کہ خدانے آدم کو اپنی صورت سے بہرہ کرنا جا ہے گئے کہ خدانے آدم کو اپنی صورت سے پر برنایا ہے۔ خصہ میں بھی نہ کہنا جا ہے کہ خداتیرے چہرہ کواور تیرے جیسے چہرہ کو دگاڑ دے کہ خدانے آدم

المعلى معجع بخارى كتاب الاستيذان ابن الي عاصم في السنة والطهر اني من حديث ابن عمر باسناور جاله نقات وادب المفرد بخارى واحمر عن البي بريره وصحيح مسلم كتاب البرر، نيزتو رات مين بي يفقره ان الفاظ من بي بسبب ون خدائي آدم كو بيدا كيا خداكي صورت برات بنايا" (بيدائش ٢٥٠) -

ع صحح بخارى كماب العتق وسيح مسلم كتب البروالصلة \_

ع معجومه البرية خرى تلزاصرف معلم مين ب-

کواپئی صورت پرخلق کیا لے ان حدیثوں کا یہ مطلب نہیں کہ انسان کی طرح خدا کی کوئی خاص جسمانی شکل ہے اور آدم کی شکل اس کی نقل ہے لئے۔ سَد خید نیا ہم شکی تا بلکہ یہ بلکہ یہ مطلب ہے کہ انسان میں خدا کی صفات کا ملہ کی ایک دھند لی جھلک موجود ہے ملم فقد رہ حیات میں بھرارادہ غضب رحم سخاو غیرہ تمام صفات رحمانی کی تاقص مثالیں اس کے اندراللہ نے ور یعت کر رکھی ہیں اور چونکہ انسان کے تمام اعضا میں اس کا چرہ بی اس کی شخصیت کا آئینہ وار اور اس کے اکثر حواس کا حصد رہے جن سے اس کے تمام اوصاف کا ظہور ہوتا ہے اس لئے آئخضرت و اس کا کہ نے انسان کے اعضا میں اس کوفیض مصدر ہے جن سے اس کے تمام اوصاف کا ظہور ہوتا ہے اس لئے آئخضرت و اس کا انگر ہودہ غیر خدا کے آگے زمین رحمانی کا مورد ظاہر کے کیا۔ اب غور کرو کہ وہ چرہ جس کو خدا ہے ایک نسبت ہواس الاُن ہے کہ وہ غیر خدا کے آگے زمین پر دکھا جائے اور اس کی زبان سے غیر خدا کی حمد کا ترانہ نکلے۔

انسان ووتو كائنات من خليفة الله بن كرآيا ب-﴿ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمُ خَلَيْفَ الْآرُضِ ﴾ (انعام) اوراى نے تم كوز من كانائب بنايا۔

تواب وہ کا ئنات میں خدا کے سواکس کو تجدہ کرے۔ روئے زمین کی تمام چیزیں اس کی خاطر بنیں وہ روئے زمین کی خاطر نہیں بنا۔

﴿ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ﴾ (بقره)

جو کھرزمین میں ہے خدائے (اے انسانو!) تمہارے لئے بنایا۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ سَخَّرُ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ ﴾ (3)

ز مین میں جو کھے ہے خدانے اس کو تنہارے بس میں وے دیا ہے۔

تووہ زمین کی س ہتی کے سامنے سر جھکائے۔

مشرک بت پرست ستارہ پرست وظرت پرست حقیقت میں غیروں کے آگے جمک کریے جُبوت دیتے ہیں کہ بیاں کے لئے نہیں بلکہ وہ ان کے لئے ہے ہیں۔ جو چا نداور سورج کو بو جتے ہیں وہ یہ بیجھتے ہیں کہ چا نداور سورج ان کے لئے نہیں بلکہ وہ چا نداور سورج کے لئے ہے ہیں۔ جو رسول اللہ وہ کا نئات کے ایس میں مقروف کی ہر چیز انسان کے لئے بی ہورانسان خدا کے لئے اس لئے کا نئات کا ہر ذروانسان کی خدمت گذاری میں مقروف ہے تو انسان کی خدمت گذاری میں مقروف ہے تو انسان کو خدمت گذاری میں مقروف ہے تو انسان کی خدمت گذاری میں مقروف ہے تو انسان کو بھی خدائی کی خدمت گذاری میں مقروف رہتا جا ہے۔

ل الاوبالمفروامام بخارى بإب لأتقل فتح الله وجيه

ال مديث كي شرع ش فق الباري شرع بفاري ش ية الفقل بيا كيا سيد

انسانوں نے جانوروں کو بوجانو بیغام محمدی نے ان انجانوں کو بتایا کہ یتمہارے ہیں تم ان کے نہیں ہو ﴿ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَکُمْ فِینُهَا دِفَءٌ وَمَنَافِعٌ ﴾ (ممل)

اور جانوروں کواس نے پیدا کیا متہارے لئے جن میں اون کی گرمی اور دوسرے فائدے ہیں۔

انسانول نے دریااور سمندرکودیوی اوردیوتا بتایا طالاتکہ وہ بھی انھی کی خاطر عدم ہے وجود میں آئے ہیں ﴿ وَهُو الَّذِی سَخَّرَ الْبَحُرَ لِتَا كُلُو ا مِنْهُ لَحُمَّا طَرِیًّا وَّنَسْتَخُرِ حُوا مِنْهُ حِلْیَةٌ تَلْبَسُونَهَا وَتَرَی الْفُلُكَ مَوَا خِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ﴾ (مل)

اور وہی خدا ہے جس نے دریا کو کام میں لگایا تا کہتم اس سے تازہ گوشت کھاؤ'اور تا کہتم اس میں سے آ رائش کے موتی پہننے کو نکالواور دیکھتے ہو کہ جہاز سمندر کو پھاڑتے پھرتے ہیں' تا کہتم خدا کے نفٹل وکرم (روزی) کی تلاش کرو آگ بھی انسانوں کی مبحود بنی حالانکہ وہ خودان ہی کی محبت میں جل رہی ہے۔

﴿ اللَّذِي جَعَلَ لَكُمُ مِنَ الشَّحَرِ الْآخُصَرِ نَارًا فَاذَا آنُتُمُ مِنَهُ تُوُقِدُونَ ﴾ (يلين-٨٠) جس في تنهار عواسط برع ورخت ع آك پيداكي ليس اس وقت تم اس عاور آگ روش كرتے مو۔

الغرض زمین سے لے کرآ سان تک جوبھی مخلوق ہے انسان اس سے اشرف اور بلند تر ہے اورسب ای کے لئے ہے چراس انسان سے بڑھ کراورکون ناوان ہے جومخلوقات میں سے کی کواپنا معبوداور مجود بنائے اس حقیقت کے آشکارا ہونے کے بعد شرک کا کوئی پہلو بھی ایسا ہے جس میں کوئی سچا مسلمان گرفتار ہوسکے اور ایک آستانہ کو چھوڑ کروہ کسی اور چوکھٹ پراپنا سر جھکا سکے۔

الغرض محدرسول الله وقط نے جس تو حیدی تلقین کی وہ انہیں دواصولوں پرقائم ہے ایک یہ کدانسان تمام مخلوقات میں اشرف ہے اس لئے کسی مخلوق کے سامنے اس کا سرنہ جھکنا چا ہے اور دوسرایہ کہ ہرتم کی قوت، ہرتم کی قدرت اور تمام اوصاف کمالیہ صرف ایک بزرگ و برتر ہستی کے لئے ہیں جو ماوراء عرش سے زیر فرش تک ہر ذرہ پر حکر ان ہے اس کی اطاعت کے دائرہ سے کوئی نقط باہر نہیں انسان کی بیشانی کو ہر چوکھٹ سے اٹھ کر صرف اس کے آستانہ پر جھکنا چا ہے۔ ہماری تمام عقیدت ہماری تمام محبت ہمارا تمام خوف ہماری تمام امیدین ہماری تمام وعا میں ہماری تمام التجائیں اور ہماری تمام عاجزیاں صرف اس ایک درگاہ پر تارہ وں اور اس کے رقم و کرم کے سہارے ہماری زندگی کا ہر لیحہ اسر ہو۔ وہ بزرگ و برتر ہستی کیا ہے؟ اور اس کی نبیت ہمارا کیا تخیل ہو؟ تعلیم محمدی نے اس کا بھی جواب دیا ہے۔ وہ بزرگ و برتر ہستی کیا ہے؟ اور اس کی نبیت ہمارا کیا تخیل ہو؟ تعلیم محمدی نے اس کا بھی جواب دیا ہے۔

# خدا كا جامع اور ما نع تخيل:

قرآن پاک کی آیات جاہلیت کے اشعار اسلام سے پہلے عربوں کے واقعات بلکہ عرب کے آثار قدیمہ کے کتبات سے بیواضح طور پر ثابت ہے کہ عربوں کے ذبین میں ایک بالا تربستی کا تخیل ضرور موجود تھا جس کا نام ان کے ہاں اللہ تھا مگر وہ کیا ہے؟ کیسا ہے؟ اس کے صفات کیا جیں؟ اس کی طرف کیا گیا با تعی منسوب کی جاسکتی ہیں؟ کن کن باتوں سے پاک ہے؟ اس کا تعلق اپنے بندوں کے ساتھ کیسا ہے؟ ہم کو اس کے آگے کیے جھکنا چا ہے اور اس سے کیا کیا ما نگنا جا ہے اور اس سے کیا کیا ما نگنا واسے اور کو نگر واس کے آگے کیے جھکنا چا ہے اور اس سے کیا کیا ما نگنا جا ہے اور کیونکر ڈریں؟ اور

اس ہے ڈرنے کی کیا حقیقت ہے؟ اوراس ہے جب بھی کی جا تھی ہے یا نیس اوراگر کی جا تھی ہے تو کیو کر؟ اس ہے جب کی حقیقت کیا ہے اس کی تقدین بوائی اور ہے اس کی تعدید ہے؟ اس کے علم کی کیا حیثیت ہے؟ کیا وہ انسانوں کی کی صنف ہے کام بھی کے تقدین بوائی اور عظمت کی کوئی حدہ ؟ اس برہم تو کل اور بھروس کیو کر کریں؟ کیا وہ انسانوں کی کی صنف ہے کام بھی کرتا ہے؟ کیا اس کے بچھا حکام بھی ہیں؟ وہ کن باتوں ہے خوش ہوتا ہے اور کن ہے تاخوش؟ کیا اس کے بچھا حکام بھی ہیں؟ کیا اس کے بخوا حکام بھی ہیں؟ کیا اس کے بخوا حکام بھی ہیں؟ کیا اس کے بخوا حکام بھی ہیں؟ کیا اس کے باتا گی اجازت کے بغیر زیمن کا ایک ذرہ بھی اپنی جگہ ہے ترکت کرسکتا ہے؟ اس مشیت اورا سکا ارادہ کیو کر آسمان ہے ذیمن تک ہر چیز کو محیط ہے؟ کیا اس کے بنائے ہوئے قاعدے اور قانون بھی ہیں؟ ہم ہے وہ کیوں اور کیو کر ہمارے اعمال کا مواخذہ کر بھا؟ ہم اس کے خزد دیک اپنی اس کے بنائے ہوئے اس کے بنائے کے خزد دیک اپنی اس کے بواجہ کی بارکا ہوئے کہ اس کے خزد دیک اپنی اس کے ذبی ہم ہی وہ کیوں اور کیو کر ہمارے اعمال کا مواخذہ کر بھا؟ ہیوہ ہی ہیں بین جن سے عرب جا ہلیت کا ول و د ماغ بالکل عاری اور خالی تھا اور ان پیز ول کے متعلق ان کے ذبین میں کوئی تخیل خدتھ والیت کا ایک ایک ایک ایک آلی ایک ایک ترف تلاش کر لؤاس سے زیادہ پکھنے پاؤ گے کہ جائیں طاقتو راعلی ہی تھی جس کے ہوا کیا گیا ہے اور معیتوں اور بلاؤں میں اسکو پکار تاجا ہے۔

محدرسول الله و المحدد الله المحدد الله و المحدد الله الله و الله

﴿ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطَمَئِنُ الْقُلُوبُ ﴾ (رعد) بال خداكي ياد عداول كواطمينان كي دولت لمتى عد

ان تعلیمات کا اثریہ ہوا کہ وہ لوگ جن کو بھولے ہے بھی خدا کا نام یاد ندآ تا تھا وہ اس کے سواسب کچھ بھول

گئے اورا کی راہ میں ہر چیز قربان کرنے کو تیار ہو گئے وہ چلتے پھرتے 'اٹھتے بیٹھتے' سوتے جا گئے ہرحال میں اسکی یاد میں سرصت وسرشار ہو گئے۔

﴿ يَذُكُونُ اللَّهُ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِم ﴾ (آلعران) ووضداكوا في الله قِيَامًا وَقُعُودًا وعلى جُنُوبِهِم ﴾ (آلعران)

اس سرمتی وسرشاری میں بھی انہوں نے جنگلوں میں راہبانہ زندگی بسرنہیں کی دولتندوں کی بھیک کواپناسہارا نہیں بنایا' ونیا کی تشمکشوں سے بز دلانہ گوشینی کونقدس کا نام دے کراختیار نہیں کیا' بلکہ فرائض کی ادائیگی اوراس راہ میں جدوجہداورسی وکوشش کواپنا فدہب سمجھا' اور خدا کا تھم جان کراسکو پوری مستعدی کے ساتھ بجالائے' اوران تمام ہنگاموں کے ساتھ دلدارازل کے ساتھ ہمیشہ قائم رکھا' خدِلنے ان کی مدح کی کہ

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلَهِيهِمُ تِحَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنُ ذِكْرِ اللَّهِ ﴾ (نور) وه لوگ جن كوتجارت اورخريد وفروخت خداكى يادے غافل نبيس كرتى ـ ان كى محبت البى كا درجه دنياكى ہرمجبت پرغالب آسميا، خدانے الكى تو صيف كى كه ﴿ وَالَّذِيْنَ اَمَنُواْ آ اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ﴾ (بقره)

المان والےسب سے زیادہ خداہے محبت کرتے ہیں۔

ان کا تو کل ان کا صبر ان کا ستقلال ان کی استفامت ان کی بها دری ان کی بے خوفی ، ان کی صدافت ان کی راستبازی ان کی اطاعت غرض ان کی ہر چیز ان کے اس جذبیا بیانی کا پرتو تھی اور ہروفت ان کے پیش نظریہ تعلیم رہتی تھی کہ

﴿ وَمَنُ يُتَوَكُّلُ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسُبُهُ ﴾ (طلاق) جوفدا يربحروس كرتا ہے۔

﴿ ٱلْيُسَ اللَّهُ بِكَافِ عَبُدَهُ ﴾ (دم)

كيا خداا ي بندول كے لئے كافى نبيس

﴿ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنُ تَخُشُهُ ﴾ (الزاب)

اورتولوگول ے ڈرتا ہے حالانکدسب سے زیادہ خدا سے ڈرنا جا ہے۔

ان میں بیتمام روحانی واخلاقی جو ہراہی ایمان باللہ کے بدولت پیدا ہوئے۔

#### اسماءوصفات:

دنیا کے آغاز میں خدانے کہا تھا کہ ہم نے آ دم کوسب نام سکھائے۔ دنیا کہاں سے کہاں نکل گئی اور علم کی وسعت کہاں پہنچ گئی گرغور بیجے تو ناموں کے ہیر پھیرے ہم اب تک آ گئیس بڑھے بہی ہماری حقیقت ری ہے اور یہی ہمارا فلفہ ہے ہم اپ مفروضہ اصول منطقی کی بنا پر ذا تیات اور حقائق کے ذریعہ سے اشیاء کی تعریف کے مدعی بن گئے لیکن ہزاروں صدیاں گزرنے پر بھی ذاتی اور حقیقی تعریف (حدمنطقی) کی ایک بھی مثال پیش نہ کر سکے جو پچھ کر سکے بن گئے کی مفات عوارض اور خواص کے مختلف رنگوں سے ٹی کی طفلانہ شکلیس بناتے اور بگاڑتے ہیں جب مادیت کا بیلم ہے تو

وراءالوراء ستى مين جارى بشرى طاقت اس سے زيادہ كافتل كيونكر كر على جلى گاه طوراى رمزى آتشين تصوير بـ

ہم خدا کو بھی اس کے ناموں اس کے کا موں اور اس کی صفتوں ہی ہے جان سکتے ہیں ' محدرسول اللہ وہ اللہ وہ کا عرب کے جابلوں کو اس نصاب انسانی کے مطابق تعلیم وی عرب کا جائل اللہ نام ایک اعلیٰ ہتی ہے واقف تھا لیکن اسکہ ناموں اور کا موں کے خیل ہے ہوی حد تک نا آشنا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کے اساء وصفات ہے بھی وہ قطعی بیگا نہ تھا دیوان عرب یعنی ان کی شاعری کے دفتر میں کہیں کہیں اللہ کا نام آتا ہے ، گر کہیں اسکی صفت کا ذکر ٹہیں آتا ہو آن پاک میں ان میں اس کے خیالات کا پورانکس اتارا گیا ہے لیکن کہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اساء وصفات ہے بھی آگاہ تھے بعض میسائی عربوں میں اللہ کے ساتھ ساتھ مستعمل ہوتا تھا جس کے معنیٰ رحم کرنے والے کے ہیں اس جا ب القیل کے رئیس میسائی اور جس کو جرمن فاضل گا ذرنے شائع کیا اس جا اس میں بھی دوجگہ رجمان کا لفظ آیا ہے عرب عیسائی شعراء کے کلام میں بھی پیافظ ماتا ہے عیسائیوں میں اس کے استعمال کا نتیج یہ تھا کہ عرب مشرکین کو اس لفظ کے ایک میں اس کے استعمال کا نتیج یہ تھا کہ عرب مشرکین کو اس لفظ کے اختر کین نے اس کے جب اس میں بھی یہ لفظ کو اختیار کیا تو مشرکین نے اس کے اس میں کا نفذ پر بسم اللہ الرحم میں معوانی کے خیال کر جہ کا نفذ پر بسم اللہ الرحم میں معوانی کے خیال کر جا کہ کہ کہ اس کے مواج کے کا نفذ پر بسم اللہ الرحم میں معوانی کی جو کہ کے نفذ پر بسم اللہ الرحم میں معوانی کیا ہے؟

محمد رسول الله و کافیا کی زبان ہے اور قرآن مجید میں بار بارخدا کے لیے رحمان کے لفظ کے استعمال ہے مشرکوں کو برجمی ہوتی تھی اور کہتے تھے کہ ہم بھی رحمان کے آگے سرگلوں نہیں ہو سکتے 'قرآن نے ان کی ای حالت کا ذکر اس آیت میں کیا ہے:

﴿ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرِّحَمَٰنِ ﴿ قَالُوا وَمَا الرِّحَمَٰنُ } آنَسُحُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمُ نَفُورًا ﴾ (فرقان)

اور جب ان ہے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو مجدہ کروتو کہتے ہیں کہ رحمان کیا ہے گیاتم جس کو کہواس کو ہم مجدہ کریں ' رحمان کا نام ان کی نفرت اور پڑھادیتا ہے۔

مشرکین کو بیہ برا لگتا تھا کہ محمد ایک طرف تو ان کے بتوں اور دیوتاؤں کی غدمت کرتے ہیں اور دوسری طرف عیسائیوں کے رحمان کی مدح وستائش کرتے ہیں

﴿ آهَٰذَا الَّذِي يَذُكُو الِهَٰ تَكُمُ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمُ كَفِرُوُنَ ﴾ (انبیاء) (مشرک آپ کود مکھتے ہیں تو قداق سے کہتے ہیں کہ) بجی وہ ہے جوتمہارے دیوتاؤں کو برا کہتا ہے اور وہی مشرک رحمان کے ذکرے انکارکرتے ہیں۔

تعلیم محمدی نے عرب کے نا آشنایان حقیقت کو بالآخرآ گاہ کیا کہ خدا کے اساء وصفات کی کوئی حدثیں اس کو سب ہی اچھے ناموں سے پکارا جاسکتا ہے۔

﴿ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ آوِ ادْعُو الرَّحْمَنَ ﴿ أَيَّامًا تَدْعُوا فَلَهُ الْآسَمَاءُ الْحُسُنَى ﴾ (اسراتان)

کہددو(اے پیٹیبرکہ) خداکواللہ کہدریکارویارتھان کہدکریکارؤجس نام ہے بھی پکاروسب ایتھے نام ای کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اساء وصفات کا مسئلہ اسلام کی ان اہم نہ بہی اصلاحات میں ہے ہے جن سے نہ صرف عرب کے جاتل نا آشنا تھے' بلکہ دنیا کے بڑے بڑے نہ بہول کے پیرو بھی ان کے متعلق غلطیوں میں جتلا تھے۔ یہود یوں کے اسفار اور صحیفوں میں خدائے برحق کا اصلی نام'' یہووا'' تھا مگر بھی عام یہود یوں کو اس مقدس نام کو زبان پر لانے کی اجازت نہ تھی دوسراعام نام'' اہیم' ہے جو ہرموقع پر استعمال ہوتا ہے ان کے علاوہ اس کے بیسیوں نام اور اساء جو درحقیقت اس کے دوسراعام نام'' اہیم' ہے جو ہرموقع پر استعمال ہوتا ہے ان کے علاوہ اس کے بیسیوں نام اور اساء جو درحقیقت اس کے اوصاف ذاتی اور اعمال ربانی کے ترجمان ہیں تو رات کا دفتر ان سے خالی ہے۔صفات المی میں سے جوصفت یہودی صحیفوں میں سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ فوجوں والا خداوند یعنی ' رب الافواج'' کالفظ ہے جو اس کی صفات جلالی کا مظہر ہے۔

عیسائیوں کی انجیل اور خدہی کتابوں میں باپ کا لفظ خدا کے لئے استعمال ہوا ہے اس لفظ کی حقیقت اور خدا پر اس لفظ کے اطلاق سے مقصود کیا ہے اور گوشت پوست اور مادیت سے بھر ہے ہوئے لفظ کا خدا پر مجازی استعمال بھی کہاں تک جائز ہے؟ اور اس سے اس خد جب میں کہاں تک غلطیاں پھیلیں ان باتوں کو چھوڑ کر بھی دیکھئے تو یہ خدا کی صرف جمالی صفات کی تاقص اور مادی تعبیر ہے۔ بیسائیت میں فلفہ کی آمیزش نے شلیث کے اختر ای عقیدہ کوای مسلاصفات کے بردہ میں چھپالیا اور یہ تاویل کی گئی کی شلیث کے اقاضی میٹر خدا) بیٹا (حضرت عیلی) اور روح القدی حیات و ملق اور مادی سے عبارت ہیں۔ باپ حیات بیٹا خلق اور دوح القدی علم ہے اور یہ تینوں ایک ہیں اور یہ تینوں ایک جو عربی گیا۔ وجود میں الگ الگ ہیں اس تشریح سے صفات الہی کے جسم کے مسئلہ نے جنم لیا اور ایک خدا کئی خدا و کی مجموعہ بن گیا۔

ہندوؤں میں اللہ تعالیٰ کے اساء وصفات کی نیر گی نظر آتی ہے کیکن ہرصفت نے ان کے ہاں ایک مستقل وجود حاصل کرلیا ہے اورخود خدا ہرقتم کی صفات سے خالی اور مجر درہ گیا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے تمام غداہب اس تجسم صفات کے جلوہ گاہ ہوکررہ گئے ہیں ہر ہما مہیش وشنو تمن صفات خالق ہمیت (مار نے والا) اور قیوم کے بجسے ہیں غلط تعبیر نے وحدت کی جگہ یہاں بھی حثیث پیدا کردی شکر آ چار ہیہ نے خدا کے صرف تین اصلی صفات تسلیم کئے حیات علم اور سروریا آ نند جین غذہب اور بعض ہندوفر قوں میں ایک خالقیت کی صفت کے جسم نے اعضائے تناسل کی پرستش کی گراہ تی ہیدا کی عام ہندوؤں میں میں سروریا آ نند جین غذہب اور بعض ہندوفر قوں میں ایک خالقیت دیوتاؤں کی عظیم الثان بھیڑ بھی صفات واسائے اللی کی تجسیم اور پیدا کی عام ہندوؤں میں میں میں اور اس نے بت پرستیوں کی نت نی صور تیں نمایاں کیں 'مجسیوں میں ہیز دان اور اہرمن کی عبویت اوردولی بھی خدا کی دوصفتوں ہادی اورمضل کو دوستقل ہستیوں میں منقسم کردینے کا بتیجہ ہے اس تفصیل اہرمن کی عبو یت اوردولی بھی خدا کی دوصفتوں ہادی اورمضل کو دوستقل ہستیوں میں منقسم کردینے کا بتیجہ ہے اس تفصیل سے اندازہ ہوا ہوگا کہ اس مسئلکی غلط تعبیر نے دنیا میں گئی گراہیاں پیدا کی ہیں

محدرسول الله وقط نے انسانوں کے ان تمام فاسر تخیلات کو باطل تھہرایا' ان کے غلط عقیدوں کی تھیج کی اور ربانی ہدایت کے نورے سراج منیرین کرجس طرح اس حقیقت کوروشن کیاوہ نبوت محمدی کے عظیم الشان کا رناموں میں ہے ہدایت کے نورے سراج منیرین کرجس طرح اس حقیقت کوروشن کیاوہ نبوت محمدی کے عظیم الشان کا رناموں میں ہے ہوئی آ پ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ملہ گفتی اور شار کی حدے باہر جیں' اور اس کی باتوں کی کوئی انہا نہیں' آ پ نے بیدوعا سکھائی'' اے خداوند! تیرے ہراس نام کے وسیلہ سے جوتو نے اپنار کھا'یااپی کتاب میں اتارا' یا کسی محلوق کو سکھایا' یاا پنے کتا ہے علم غیب میں اس کو چھپار کھا' میں تجھ سے مانگنا ہوں'' ۔ حضرت عاکشہ کو بیالہا می دعا تعلیم ہوئی'

خداوندا! میں تیرے سب المجھے ناموں کے وسیلہ ہے جن میں سے پچھ کوہم نے جانا اور جن کوئیس جانا تھھ ہے درخواست کرتا ہوں' لے قرآن پاک کے ذریعہ بتایا گیا۔

﴿ قُلُ لِّـُوكَانَ الْبَحُرُ مِدَادًا لِكَلِمْتِ رَبِّى لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبُلَ اَنْ تَنُفَدَ كَلِمْتُ رَبِّى وَلَوُ حِثْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴾ (اللحت)

کہہ دے (اے پیغیبر) کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لئے سابھ بن جائے تو سمندرختم ہو جائے لیکن میرے پروردگار کی باتیں ختم نہ ہونگی اگر چہ ہم ایساایک اور سمندر بھی کیوں نہ لے آئیں۔ دوسری جگہ کہا گیا

﴿ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْآرُضِ مِنُ شَحْرَةٍ آقُلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنُ اَبَعُدِهِ سَبُعَةُ آبَحُرِمًّا نَفِدَتُ كَلِمْتُ اللَّهِ ﴾ (القمان)

اگرز مین میں جتنے درخت ہیں وہ قلم بن جائیں اور سمندراور اس کے بعد سات سمندروں کا پانی سیاہی ہوجائے تو بھی اللہ کی ہاتیں ختم نہ ہونگی۔

الغرض تمام الحصاور كمالى نام اى كے لئے بيں اوراى كوزيا بيں۔

﴿ اللَّهُ لَا إِلَّهُ إِلَّا هُوَ لَهُ الْآسُمَاءُ الْحُسْنَى ﴾ (ط)

نہیں ہے کوئی معبود کیکن وہی اللہ اس کے لیے ہیں سب اچھے تام۔

بڑائی کا ہرنام اورخو بی کا ہروصف ای ذات ہے ہمتا کے لیے ہےخواہ اسکوخدا کہو، یااللہ کہولغت اور زبان کا کوئی فرق اس میں خلل انداز نہیں۔

﴿ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِادْعُوا الرَّحُمْنَ لَهُ أَيَّامًا تَدُعُواْ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنَى ﴾ (اسرائیل) کهدوے (اے پیغیبر)اس کواللہ کہ کر پکارویار طن کہ کر جوجا ہے کہ کر پکارو،سبا چھتام ای کے ہیں۔ لیکن مشرکوں کی طرح اس کوالیے تاموں ہے نہ پکاروجو اس کے کمال اور بڑائی کے منافی ہیں اور بتوں اور دیوتاؤں کے ناموں ہے بھی اسکویا دنہ کرو۔

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسُنَى فَادُعُو بِهَا وَذَ رُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُونَ فِي اَسُمَا ثِمِ ﴾ (امراف) اورالله بی کے لیے ہیں سب ایکھام اس کوان ناموں سے پکارواوران لوگوں سے علیحہ ورہو جواس کے ناموں میں

تعلیم محمدی کاصحیفہ وحی اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف حمیدہ اوراسائے حسیٰ ہے بھراہوا ہے بلکہ اسکاصفی صفیہ اس کے اساء وصفات کی جلوہ کریوں ہے معمور ہے۔قرآن پاک کا کم کوئی ایبار کوع ہوگا جس کا خاتمہ خدا کی تو صیف اور حمد پر نہ ہو اور بیتمام اوصاف اور نام اس عشق ومحبت کونمایاں کرتے ہیں جواس محبوب از ل اور نور عالم کے ساتھ قرآن کے ہر پیرو کے ول میں ہونا چاہئے۔

ا بیتیوں دعا ئیں امام پیمل نے کتاب الا ساءوالصفات میں استدفقل کی بین اور پہلی روایت منداین عنبل میں بھی (استدعبدالله بن معود) ہے۔ اللہ آسانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال یہ ہے کہ ایک طاق ہوجس میں چراغ ہو چراغ ایک شیشہ کے اندرہو شیشہ اتناصاف ہو کہ گویا ایک چمکتا ستارہ ہے وہ چراغ زینون کے مبارک درخت کے تیل ہے جلایا گیا ہوئنہ وہ پورب ہے نہ چھنم ہے اس کا تیل اتناصاف ہے کہ آگ کے چھوئے بغیروہ آپ ہے آپ جلنے کو ہو روشنی پر دوشن فرا پی روشنی شدا پی روشنی تک جس کو جا ہے کہ تیا اتناصاف ہے کہ آگ کے مجھائے کے لئے یہ مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

﴿ اَللّٰهُ لَا اِللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ مَا الْمَعَى الْقَيْوَمُ لَا لَا تَأْخُذُهُ سِنَةً وَلانَوْمٌ لَا لَهُ مَا فِي السَّمُونِ وَمَا فِي اللّٰمُونِ وَمَا خِلُفَهُمْ وَلَا يُجِيطُونَ الْالرُضِ لَا مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ اللّٰ بِإِذْنِهِ لَا يَعْلَمُ مَا يَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَكَى عِنْمَ عِلْمِهِ اللّٰهِ بِمَاشَآءَ لَا وَسِعَ كُرُسِيَّةُ السَّمُونِ وَالْآرُضَ عَ وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُو الْعَلِيمُ ﴾ (المرق) الْعَلِيمُ ﴾ (المرق)

وہی اللہ ہے جس کے سواکوئی اللہ نہیں چھیے اور کھلے کاعلم رکھنے والا وہی رہم کرنے والا اور مہر یائی والا ہے وہی اللہ ہ جس کے سواکوئی اللہ نہیں سب کا باوشاہ پاک پوری سلامتی ،امن والا ہرشے پر گواہ غالب سب پر قابو والا بروائی والا ہر ہر چیز اس سے پاک ہے جس کو بیر شرک خدا کا شریک بتاتے ہیں وہی اللہ پیدا کرنے والا بتانے والا ہر چیز کی صورت تھینچنے والا ای کے لئے سب ای تھے تام ہیں جو پھھ آسانوں اور زمین میں ہے سب اس کی پاک بیان کرتے ہیں وہی سب برغالب اور حکمت والا ہے۔

﴿ سَبِّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمُوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ لَهُ مُلُكُ السَّمُوٰتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ٥ هُوَ الْآوِّلُ وَالْاحِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ٥ هُوَ الَّذِي حَلَقَ السَّمُوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِنَّةِ آيَامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرُشِ ٤ يَعُلَمُ ما يَلجُ فِي الْلَارُضِ وَمَا يَحُرُجُ مِنُهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعُرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمُ أَيْنَمَا
كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعُمَلُونَ بَصِيرٌ هَ لَهُ مُلُكُ السَّمُونِ وَالْارُضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْامُورُ هَ يُولِجُ
اللَّيلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيلِ وَهُو عَلِيمٌ ٢ بِذَاتِ الصَّدُورِ ﴾ (عديدا)
اللَّيلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيلِ وَهُو عَلِيمٌ ٢ بِذَاتِ الصَّدُورِ ﴾ (عديدا)
اللَّيلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيلِ وَهُو عَلِيمٌ ٢ بِذَاتِ الصَّدُورِ ﴾ (عديدا)
المَيلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيلِ وَهُو عَلِيمٌ ٢ بِذَاتِ الصَّدُورِ ﴾ (عديدا)
المَيلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيلِ وَهُو عَلِيمُ ٢ بِذَاتِ الصَّدُورِ فَي اللَّهُ وَيَعَلَى الْمُورُ الْمَالُولِ وَيُولِكُ السَّمُورُ وَ اللَّهُ وَيَى اللَّيلُ فِي اللَّهُ وَيَى اللَّهُ وَيَعِيمُ اللَّهُ وَيَعْلَى الْمَالُولِ وَيَعْلَى الْمَالُولِ وَيَعْلَى اللَّهُ وَيَعْلَى الْمَالُولُ وَيَعْلِمُ الْمِولُولُ وَيَعْلَى الْمُولُولُ وَيَعْلَى الْمُولُولُ وَيَعْلَى الْمَالُولُ وَيُولُولُ مِن وَيَعْلَمُ مَا مِنْ مُن مُن المَّالِي اللَّهُ الْمَالُولُ وَلَا عَلَى اللَّهُ مَلْكُولُ اللَّهُ وَالْمُولُ وَالْمَالُولُ وَاللَّهُ وَلَا مُولِ وَلَا مُعْلَى الْمُولُ وَلَا عَلَى الْمَالُولُ وَاللَّهُ وَلَيْلُ وَمُولُ وَلِيمُ اللَّهُ الْمُولُ وَلِي اللَّهُ الْمُلِلُ وَمِن عَلَى وَاللَّهُ وَلَا عَلَى اللَّهُ وَلَا الللَّهُ وَلَا الْمُؤْلِقُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا الْمُؤْلِقُ وَلَا اللَّهُ وَلَا الْمُؤْلِقُولُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَا الللَّهُ وَلَا الللَّهُ وَلَالَ اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا اللَّهُ وَلَا الللَّهُ وَلَى اللَّهُ وَلَا الْمُؤْلُولُ وَاللَّهُ وَلَا اللَّهُ الْمُؤْلِقُولُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَلَا الْمُولُ وَا اللَّهُ الْمُولُولُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ اللَّهُ الْمُل

خدا کے متعلق اہل عرب کا جو پست تخیل تھااور محدر سول اللہ وہ نے اسکومٹا کران کے سامنے جو بلند تخیل پیش کیا اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ ہے ہوسکتا ہے آپ نے جب تو حید کا آ وازہ بلند کیا تو مشرکیین جواپنے دیوتاؤں کے آل واولا داور بیویوں اور گو بیوں کی حمد کے ترانے گاتے ہے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فر مائش کی کہ ذراا پنے خدا کا نسب تو ہمارے سامنے بیان کرویعنی گویاوہ اپنے دیوتاؤں ہے اسلام کے خدا کا مقابلہ کرکے بتانا چاہتے تھے کہ اس حیثیت سے اسلام کا خدا ہمارے دیوتاؤں کی ہمسری نہیں کرسکتا اس کے جواب میں وی محمد کی نے اپنے خدا کی حقیقت قرآن یا کہ کا اس سب سے مختفر سورہ میں بیش کی ۔ ا

﴿ قُلُ هُوَ اللّٰهُ آحَدُه اللّٰهُ الصَّمَدُه لَهُ يَلِدُ وَلَهُ يُولَدُه وَلَهُ يَكُنُ لَهُ كُفُوا أَحَدُ ﴾ (اظام) كهدد (ائ يَغِير) وه الله ايك بُ وه تنها اور بزرگ اور به نياز اور عالم كامر فع اور جا بناه ب نه اس كوئى اولا و باور ندائع كوئى مال باب ب (جمل في اس كوجنا مو) اور نداس كاكوئى جمسر ب (جواس كى بيوى مو)

یدروایت حضرت الی بن کعب ہے مروی ہے۔ حضرت الی محابہ میں سب سے زیادہ قرآن کے ماہر سمجھے جاتے
سے وہ اس کے بعداس سورۃ کی تغییر میں کہتے ہیں کہ ' صعر' وہ ہے جونہ جنا ہے اور نہ کی نے اسکو جنا ہو کیونکہ جو جنا جاتا
ہے وہ مرتا بھی ہے اور جو مرتا ہے وہ اپنے وارث و جائشین بھی ضرور چھوڑتا ہے اور خدا نہ مرتا ہے نہ اسکا کوئی جائشین ہے اور
کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے بعنی کوئی اس کے برا پر نہیں اور نہ کوئی اس کامٹل ہے ' خور کر و کہ محمد رسول اللہ وہ کھی تعلیم ہے پہلے
الل عرب میں خدا کا کتنا پیت و ذکیل تخیل تھا جس کا اندازہ تم ان کے سوال سے کر سکتے ہوا ور آپ کی تعلیم کے بعدوہ تخیل
کتنا پاک اعلی اور بلند ہوگیا جس کا اندازہ حضرت الی کی تغییر ہے ہوسکتا ہے جوای عرب نزاد قبیلہ کے ایک فرد ہیں لیکن ان
کادل اب محمد رسول اللہ وہ کھی کے فیض ہے منور ہو چکا تھا حضرت الو ہریزہ آپ ہے س کر کہتے ہیں کہ ' خدا فرما تا ہے کہ
آ دم کے بیٹے نے بھی کو جھٹلایا اور آ دم کے بیٹے نے جھے کوگالی دی۔ اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ خدا دوبارہ پیدائیں
کرے گا حالا تکہ پہلی بار کے پیدا کرنے ہے دوسری بار کا پیدا کرنا زیادہ آسان ہے اور اسکا گالی دینا ہے کہ اس نے کہا کہ خدا دوبارہ پیدائیں

متدرك عاكم تغيير سورة اخلاص (صحيح) وجامع تزيذي تغيير سور ويذكور وكتاب الاساء بيهي صفحة ٢٣ (الهرآ باد) \_

کہ خدا کی اولا و ہے حالا نکہ میں ایک اور صد ہوں جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نداس کو کسی نے جنا ہے اور ندار کا کوئی ہمسر ہے <sup>لے</sup> یہ حضرت ابو ہر رہ ٹی مینی عرب ہیں ، بیعنی اس عرب کے ایک فرد ہیں جو تعلیم محمدی سے پہلے ان حقا بُق سے ہے بہرہ تھا اور اب وہ اس تنزید و نقذیس کے موتی اپنے منہ سے اگل رہے ہیں۔

اس مختصر سورہ میں سب سے چھوٹا لفظا ' حمد' کا ہے لیکن در حقیقت قرآن کی بلاغت نے اس ایک لفظ میں صفات الله کا بے پایاں وقتر چھپار کھا ہے حمد کے معتی لغت میں او تجی پتحر کی زمین یا پٹان کے ہیں جو کی ایک وادی میں ہو جہاں سیا ہے آتا ہوتو اس پر پڑھتا نہ ہواور لوگ اس وقت دوڑ دوڑ کرای پر پڑھ کرا ہے کو بچا تیں پچر جمد کے اس لغوی معتی ہے اس سردار کے معتی پیدا ہوئے جو بزرگی اور شرافت میں اختیائی معراج کمال پر ہوا واراس سردار کو بھی کہنے گئے جس کی موجود گی کے بغیر مجلس میں کوئی فیصلہ نہ ہوسکتا ہوا واراس سردار کو بھی کہتے ہیں جس کے او پرگوئی سردار نہ ہواور اس جائے پناہ کے معتیٰ میں بھی آیا ہے جس کی طرف ہر محتی دوڑ دوڑ کر جاتا ہے معرفیوں کو بھی کہتے ہیں جس کے اندرخول نہ ہواس اس لئے اس کو بھی کہتے ہیں جس کے اندرخول نہ ہواس اس کے اس کو بھی کہتے ہیں جس کے اندرخول نہ ہواس اس کے اس کو بھی کہتے ہیں جس کی طرف ہر محتیٰ دوڑ دوڑ کر جاتا ہے معرفیوں کو بھی کہتے ہیں جس کے اندرخول نہ ہواس اس لئے اس کو بھی کہتے ہیں جس کے اندرخول نہ ہواس اس کے اس کو بھی کہتے ہیں جس کوئی ہے نیاز نہ ہواس بہادر کو بھی کہتے ہیں کہلی کہتے ہیں جس کوئی ہو نہ ہواس کہ اس اور کو بھی کہتے ہیں جس کوئی ہو بیان نہ ہواں ور بھی کہتے ہیں کہ کہتے ہیں جس کے گئی ہو مواس کی ہور ہوا ہوں مواس کے بیان نہ ہوا ہوں کوئی عد ہیں کہ کہتے ہیں جس کوئی ہوائی ہور دوئی و بھی نہ ہواں دو ہور اور بھی بیان ہور دوئی کہ ہور انہ کی کہتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ کہتے ہوں کی شراخت کا مل ہوں دو ہورا جس کی بوائی میں کا مل ہوں دو میں مورون کر درست جس کے جروت کی اختیانہ ہوں دو علم والد جس کا علم بورد داتم ہوں دو میکیم جس کی دانائی بمرحبہ کمال ہو ہو تو بورائی اور بردرگی کی ہرصنف میں کا مل ہو ہو

ان معنوں کے علاوہ صحابہ اور تا بعین نے اس کی تغییر میں حسب ذیل معانی بھی لکھے ہیں۔

ابن عباس : وه جس كي طرف مصيبت كے وقت لوگ رجوع كريں \_

حسن بھرى: وەھى وقيوم جس كوز وال نە ہواور جو باقى ہو\_

ر بیج بن انس: جن کے نداولا دہونہ مال باپ\_

عبدالله بن معود": جس کے اندرمعدہ وغیرہ جسمانی اعضانہ ہول۔

يريده": جسيس خوف ندمو

عكرمه وقعمى: جوكها تاند بور

عكرمه: جس مين كوئي دوسري چزند فكا\_

قاده: باقى غيرفاني \_

مسيح بخاري سوره اخلاص

ع كتاب الا كاه والصفات أمام يتمثى بسند صفح ١٣٠٠ \_

کین حقیقت رہے کہ بیتمام معانی لے اس ایک لفظ کے اندر پوشیدہ بیں اور بیسب صرف ایک حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں تا ہم اوپر بید معلوم ہو چکا ہے کہ اس کے اصلی معنی چٹان کے ہیں جولزائی اور مصیبتوں کے وقت جائے پناہ کا کام دے ،اسرائیل الہیات میں ہمی بید لفظ یہی اہمیت رکھتا ہے اور بنی اسرائیل کے محیفوں میں جائے پناہ کے لیے چٹان کا لفظ آیا ہے استثناء (۳۳ سے ۳۳) میں ہے۔

"اگران کی چٹان انکون نے ندؤ التی اورخداوندان کواسپر ندکروا تا کیونکہ ان کی چٹان الی نہیں جیسی ہماری چٹان '۔ یہ چٹان اس موقع پرحقیقت میں خدا کی عدد ونصرت ہے کتابیہ ہے سموال کے پہلے صحیفہ میں بید کتابیہ تصریح ہے بدل جاتا ہے "خداوند کے مانندکوئی قد دس نہیں، تیرے سواکوئی نہیں کوئی چٹان ہمارے خدا کے مانندنہیں '(۲٫۲)

اس سورہ میں خدا کی صفت میں دولفظ ہیں احد (ایک) اور صد (جائے پناہ) یہ دونوں خدا کے دومتفناد کمالی اوسا ف کو حاوی ہیں اسکی کمانی کا نتیجہ تو یہ ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں نہ اس کوکسی حاجت نہ اس کوکسی ہے خرض۔ وہ یکناو تنہا اکیلا ہے ہمتا ' بے نیاز' بے پرواہ' سب ہے مستغنی اور سب سے الگ ہے کیکن اس کمال یکنائی کے ساتھ وہ سب کے ساتھ سب کا مرکز' سب کا مرجع' سب کا ماویٰ سب کا مجانی سب کی جائے پناؤ سب کا مختاج الیہ' سب کا مرکز' سب کا مرجع ' سب کا ماویٰ سب کا مجانی سب کی ہے۔ چٹان' مصیبتوں میں سہارا' بلاؤں میں تسلی اور اضطرابوں میں تشفی ہے۔

﴿ فَفِرُو ۗ إِلَى اللَّهِ ﴾ برجگدے بعاگ كرالله كے بال بناه لو

لے ان معانیٰ کے لئے دیکھو کتاب الاساء بیلی صفحہ ۳۳ مفردات القرآن راغب اصفہانی 'ابن جربر طبری' ابن کثیر اور تغییر سورة الاخلاص لا بن تیبید۔

م صحح بخاری کتاب التوحید

(F.I)

تذكره كياتوفرمايا كديموره قرآن كاتهائي حدب\_ل

اس مرای اور تاریکی کا اندازہ جو آتخضرت اللے سے پہلے عرب پر چھائی ہوئی تھی اس روحانی لطف اور نورانی فیض سے کروجومحدرسول اللہ اللہ کا کے ذریعہ اس کے حصہ میں آیا۔

قرآن مجیداور حدیث میں اللہ تعالی کے سوے زیادہ تام اور اوصاف آئے ہیں۔ مجھ حدیثوں میں ہے کہ آپ فرمایا کہ اللہ تعالی کے نائو سے نام ہیں جوان کو مجوظ در کھے یا نگاہ میں رکھے وہ جنت میں داخل کے ہوگا۔ خدا طاق ہو وہ خدیث میں داخل کے ہوگا۔ خدا طاق ہو وہ خدیث میں داخل کے نائو سے نام ہیں جوان کو مجوز کے ۔ یہ وہ طاق عدد کو پند کرتا ہے ۔ آخری فقر واس علت کو ظاہر کرتا ہے کہ اور ہے گئے کو ارائے ہوتا۔ مجھ احاد یہ میں ای قدر ہے گئی اس لئے کہ اگر پورے موہوتے تو عدد طاق در ہتا اور اس سے قو حید کا رمز آشکا رائے ہوتا۔ مجھ احاد یہ میں ای قدر ہے گئی ان وہ ناموں کو گنایا بھی ہے۔ کیکن محد شین نے ان وہ ناموں کو گنایا بھی ہے۔ کہ ''یہ دوایتی ضعیف اور کمزور ہیں ''۔ پھران روایتوں میں بعض ناموں کا ایمان کا موں کا استحاب کے اور بعض ایسے تام بھر آن ناموں کو گنایا بھی ہیں اور بعض ایسے تام بھر آن وہ میں ان ناموں کا استحاب راو پوں نے خودا پی طاش و اس میں بیں ان میں بیں اور بعض ایسے تام بھر آن وہ میں بین ناموں کا استحاب راو پوں نے خودا پی طاش و محد شین مثل عبدالعزیز بن سخی ایو کر بن عربی امام نووی کا مواج کہ اساسے الی ان نانو نے میں محصور نیوں اور دیو تھا این جی اس کے اساسے الی کی کوئی حدد پایاں نہیں ہے کہ اساسے الی ان نانو سے میں محصور نیوں اور حضرت عائش میں کہ دا اور اس پر محد شین نے حضرت ابن مسعود "اور حضرت عائش میں کہ روایتوں سے جوآ غاز مضمون میں اور گذر ہی جس استدلال کیا ہے۔

سے اور اس پر محد شین نے حضرت ابن مسعود "اور حضرت عائش میں کہ روایتوں سے جوآ غاز مضمون میں اور گذر ہی جس استدلال کیا ہے۔

بہر حال قرآن پاک اورا حادیث صححہ کے تنج سے علماء نے نتا نو سے ناموں کا پنہ چلایا ہے اوران کوالگ الگ ایک ایک کرے گنایا ہے۔ بیتمام نام وہ ہیں جوبطور علم اور بطور صفت کے قرآن پاک میں آئے ہیں یاوہ افعال کی حیثیت سے خدا کی طرف منسوب ہوئے ہیں یا آن مخضرت و اللہ نے دعاؤں میں ان کی تعلیم کی ہے ہم ذیل میں بہتر تیب ایک ایک نام لکھتے ہیں اوراس کی مختصر لغوی تشرح کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ آن مخضرت و اللہ نے خدا کا جو تخیل اور عقیدہ اپنی بیروؤں کو سکھایا، وہ کتنا وسلام کہ کتنا بلند، کتنا منز و اور پاکیزہ ہے۔ علماء نے ان تاموں کو یا ان صفات کو مختلف معنوی مناسبتوں ہے تر تیب دیا ہے لیکن ہم نے ان کے صرف تمین مرجے قرار دیئے ہیں۔ایک وہ جن سے اس کے رحم وکرم عفود در گذریعی صفات جمالی طاہر ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جن سے اس کی شاہندائی طال و جروت اور حکومت و استیلا کا اظہار ہوتا ہے مفات جمالی کو صفات جالی کہتے ہیں۔ تیسرے وہ اساء اور صفات جن سے اس کی تنزیب ٹیلندی کمالات کی جا معیت اور ہر تشم ان کو صفات جالی کہتے ہیں۔ تیسرے وہ اساء اور صفات جن سے اس کی تنزیب ٹیلندی کمالات کی جا معیت اور ہر تشم

ل منداح بنداني سعد خدري \_

ع صحیح بخاری کتاب التوحید وسیح مسلم \_ کتاب الذکر ومنداحمد بسند الی هریره" و جامع ترندی ونسانی وابن باجه وابن خزیمه وابوعوانه و ابن جریروطبرانی وبیعتی وغیره \_

ع تمبيدا بو فكورسالمي القول الثالث في عدد الاساميه ما تريديدي مشهور متند كتاب ب-

كاوصاف حنداورمحامد عاليه كاثبوت موتاب ان كوہم صفات كمالى سے تعبير كرتے ہيں۔

الغرض خدا کے تمام اساء وصفات انہیں تین عنوانوں کی تشریح ہیں یعنی یا تو ان سے خدا کی رحیمی وکر یمی ظاہر ہوتی ہے یااس کے جاہ وجلال کا ظہار ہوتا ہے یااس کی تنزیمہ د کمال کا ثبات ہوتا ہے۔

### صفات جمالي:

یعنی وہ اساءوصفات جن سے خدا کے رحم وکرم اور شفقت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔

الله: بدخدا كانام بجوقر آن ياك من بطورخاص علم كے برجگداستعال كيا كيا ب-اسلام سے پہلے بھى بد عرب میں" خدائے برحق" کے لئے استعال ہوتا تھا۔اس لفظ کی لغوی تحقیق میں بہت پکھا ختلاف کیا گیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ اس کے معنی اس بستی کے ہیں جس کی پرستش کی جائے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جس کی حقیقت ومعرفت میں عقل انسانی حیران وسرگردال ہو۔ دوسرول کی شختیق ہے کہ اس کے معنی ہیں وہ جواپنی مخلوقات کے ساتھ الیمی شفقت اور محبت ر کھے جو مال کواپنے بچوں کے ساتھ ہوتی ہے۔اس اخیرتعبیر کی بنا پراللہ کے معنی پیار کرنے والے یا پیارے کے ہیں۔

اَکُورٌ حُمنٌ: اللہ کے بعدیہ دوسرالفظ ہے جس کوعلم کی حیثیت حاصل ہے۔اس کے معنی رخم والے کے جیں یہ گذر چکا ہے کہ رحمان کا لفظ اسلام سے پہلے صرف عیسائی عربوں میں مستعمل تھا۔عام اہل عرب میں اللہ کا لفظ مستعمل تھا۔ قرآ ن مجیدنے ہرسورہ کےشروع میں اور نیز اور مقامات میں اللہ کوالرحمان کہہ کرسینکڑوں جگہ استعمال کیا ہے۔ بظاہر تو یہ وصف موصوف کی معمولی ترکیب ہے مگر در حقیقت بیہ بدل ومبدل منہ ہیں اور اس سے اس رمز کی طرف اشارہ ہے کہ عام عربول كالنداورعرب عيسائيول كارحمان دواجنبي صفتين اوردو بريكانه ستيال نهيس بلكها يك بي حقيقت كي دوتعبيرين اورايك بي ہتی کے دونام ہیں اوراس طرح ان دومختلف تو مول کووحدت اللی کی دعوت دی گئی جوناموں کے تعد د کوحقیقت کے تعدد کا مراوف جههتي تغيين اوركها حميا

> ﴿ قُلِ ادْعُوا اللَّهُ أَوِادْعُوا الرَّحْمَنَ مِ أَيَّامًا تَدْعُوا فَلَهُ الْآسْمَاءُ الْحُسْنَى ﴾ (اسرائيل) الله كبويارجمان كبؤجو جا ہے كبواى كے لئے سب الجھے نام بيں۔

اَكْوْ حِيْسَم أَ: رَحْم كرنے والا -رحم كالفظ اس رحم ع فكل عب حس سے بجد كى پيدائش ہوتى ہے۔اس لئے اصل الغت کے لحاظ سے اس لفظ میں بھی مربیا شھبت کا جذبہ تمایاں ہے۔

الرحمان اورالرحيم خداكی وہ دوصفتیں ہیں جن ہے قرآن كاصفح صفح منور ہے۔ كائنات میں جو پچھے مواجو پچھ ہے ، جو یکھ ہوگا، وہ اس کی رحمانی اور رحیمی ،انہیں دوصفتوں کاظہور ہے۔اس عالم اور اُس عالم دونوں میں اس کی انہیں دونوں شانوں کاظہور ہے اور ہوگا۔

اَكُوَّ بُّ: پرورشُ كرنے والا معنی ستى كاول نقط سے كرآ خرمنزل تك برلمحداور برلحظ مخلوقات كى نشوونما اورطبوروتر في كاذ مددار-

> اللطيف لطف والامهربان \_ العفو

معاف كرنے والأ درگذركرنے والا\_

اللَّوَ دُودُ: مجوب محبت كرنے والا بياركرنے والا۔

أَكْسَلام : امن وسلامتى صلح وآشى مرعيب سے پاك وصاف\_

المُحِبُ: مجت والأبيار والأجاب والا

المُوفِين : امان دين والأامن بخفي والأجرخوف سي بجان والااور برمصيبت سنجات

ويخ والا

اَلشَّكُورُ: اين بندول كے نيك عمل كوتبول اور يسندكرنے والا۔

اللَغَفُورُ وَ الْغَفَّارُ: معاف كرنے والأ كناه بخشے والا، در كذركرنے والا\_

المُحَفِيْظُ وَالْحَافِظُ: حَفَاظت كرن والا تكبيان تكبياني كرن والا بحان والا

اللوَهَابُ: دين والأعطاكرن والأبخشخ والا\_

أكرًا إِنْ وَالرَّرَّاقَ: روزى ويخ والأنشوونما كاسامان بهم يبني في والا

أَلُوَ لِينَ: دوست جماين طرفدار

ألرَّءُ وف : مهربان نرى اور شفقت كرتے والا۔

المُقُسِطُ: انصاف والاعادل\_

الهادي: راه دكهان والأرجمار

اَلْكَافِي: ايندول كى برضرورت كے لئے كافى۔

أَلُّمُجِينُ : قبول كرنے والا دعاؤل كا غنے والا\_

اَلْحَلِيْمُ: بردبارُ بندول كى برائيول عيثم يوشى كرنے والا۔

اَلْتُوَّابُ وَقَابِلُ التَّوْبِ تِوبِقِبول كرنے والا كَنهاركُ لنامول عدر كذركركد وباره اس كى طرف رجوع

بونے والا۔

أَلْحَتَّانُ: مال كى طرح بجول برشفقت كرنے والا۔

المَنْانُ: احمان كرنے والا

أَلْنَصِينُ: مدوكرنے والا۔

ذُو الطُّولِ: كرم والا

ذُو الْفَصُّلِ: فَصْلُ والله

أَلُكُفِيلُ: بندول كي كفالت كرف والا

اللوّ كِيْلُ: بندول كى ضرورتول كاذمه لينے والأسامان كرنے والا\_

أَلُمُقِيْتُ: روزى پَنْجَانِ والا-

الْلُمْغِيْثُ : فريادكو يَهْجِينَ واللافرياد سننے والا\_

(r.r)

چاود يخ والا۔

جوبندول کوا ہے سواہر چیزے بے نیاز کے ہوئے ہے۔

صفات جلالي:

المجير

المعنى

يعنى وه اساءوصفات جن عداكى بروائى كبريائى شبنشاى اورقدرت كا ظهار موتاب المملك و الممليك كم يعنى و الم

الْعَزِيْزُ: عَالبُ جس بِركُونَى وسرّس نهائے۔

الْقَاهِرُ وَالْقَهَّارُ: جس عظم عكونى بابرنبين جاسكا -سبكود باكراب قابويس ركف والا

المُمنتَقِمُ: مزادية والأبرائيون كى جزادية والا-

اَلْحَبَّارُ: جروت والاجس كے سامنے كوئى دوسرادم ندمار سكے يجس سے كوئى سرتالى ندكر سكے۔

أَلْمُهَيْمِنُ : حب يرشابداور كواه اوروليل \_

أَلُمُتَكَبِّرُ: اپنی برائی دکھانے والا کبریائی والا سخت سزادیے والا۔

شَدِيدُ الْعِقَابِ: عنت مزاوالا

شَدِيْدُ الْبَطْشِ: بوى كرفت والاجس عاولَى جموت نيس سكا

نكته:

خدا کے صفات جلالی کا ذکر زیادہ تر تو رات میں ہے۔لیکن محیفہ محمدی میں جہاں کہیں خدا کی ان جلالی صفتوں کا ذکر آتا ہے ہمیشدان کے ساتھ ساتھ خدا کے عادل تحییم اور علیم ہونے کا بھی ذکر ہوتا ہے جس سے انسان کی اس غلط بہی کا مثانا مقصود ہے کہ خدا کی ان جلالی صفوں کا بید فشانہیں ہے کہ وہ نعوذ باللہ ایک کا طرح دم کے دم میں جو جا ہے کر مثانا مقصود ہے کہ خدا کی ان جلالی صفوں کا بید فشانہیں ہے کہ وہ نعوذ باللہ ایک کی طرح دم کے دم میں جو جا ہے کر گذرتا ہے بلکہ اس کا قبراس کا علیہ اس کا انتقام اور اس کی گرفت عدل وانصاف اور حکمت و مصلحت پر جنی ہوتی ہے اور اس طرح ان جلالی ناموں سے بے رحمی اور ظالمانہ بخت گیری کا جوشبہ بیدا ہوسکتا ہے وہ دور ہوجاتا ہے۔فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهُ لَيُسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيئِدِ ﴾ (آل عمران - ١٩) بِ شَك خدابندول بِظَلَم كرنے والانبيں -

اس لئے اللہ تعالیٰ کے وصف میں عزیز (غالب) کے ساتھ تھیم (حکمت والا) ہمیشہ قرآن میں آیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا کے عذا ب کے ذکر کے ساتھ اس کی رحمت کا تذکرہ بھی ہمیشہ قرآن میں کیا جاتا ہے اور دوزخ کے بیان کے ساتھ جنت کا سان بھی لازمی طور پر دکھایا جاتا ہے۔

جَهَالَ مِيكِهَا كَيَاكُم ﴿ وَمَا مِنَ إِلَهِ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ و بين يبيمى كها كيا ﴿ رَبُّ السَّمَوْتِ وَالْاَرْضِ وَمَا يَنْهُمَا الْعَرِيْزُ الْعَقَّارُ ﴾ قومول كى تباسى وبربادى كا ذكركيا كيا توفرها ويا كيا- r.0

﴿ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلُمًا لِّلْعِبَادِ ﴾ (مُوَن ٢٠)

اورالله بندول برظلم نبيل كرنا جابتا\_

اس كى صفت ﴿ فُو عِقَابِ أَلِيْمٍ ﴾ "وروناك عذاب دين والا" جهال بيان كى كل اواس عما يهلي ﴿ لَدُونَ مُعْفِرَةً ﴾ تقین بخشش والا (حم السجده-۵) بھی فرمادیا کیا۔غرض صفات جلالی کے بیان میں بیرعایت پیش نظرر کھی گئی ہے کہ اس کے ساتھ یا آ گے چھے اس کی صفات جمالی کا بھی ذکر ہوتا کہ خوف وخشیت کے ساتھ اس کی محبت اور لطف وکرم کے جذبات بھی نمایاں ہوں۔

## صفاتِ كما لى:

يرت الني

یعنی وہ اساء وصفات جن ہے اس کی خوبی بڑائی 'بزرگی اور ہر دصف میں اس کا کامل ہوتا ظاہر ہوتا ہے۔اس طرح بے اساء وصفات یا پچھتم کے ہیں۔ایک وہ جواس کی وحدانیت ہے متعلق ہیں، دوسرے وہ جواس کے وجودے تعلق رکھتے ہیں، تیسرے اس کے علم ہے، چوتھاس کی قدرت سے اور پانچویں اس کی تنزیہداور پاکی ہے۔

#### صفات وحدانيت

یعنی ووصفتیں جواس کی میکآئی اور بےمثالی کوظا ہر کرتی ہیں اوروہ یہ ہیں۔

الواحد:

الإخد: -41

طاق جس کا کوئی جوز انہیں۔ ألُوتُرَ:

#### صفات وجودي:

یعنی و وصفتیں جن ہے اس کا وجو دُ بقا' دوام' از لیت اور بےزوالی ظاہر ہوئی ہے۔

ٱلْمَوْجُوْدُ: وجودوالأبهت

الُحَيُّ ہمیشہ زندہ غیرفانی۔

وہ جس سے پہلے کوئی دوسراموجود ندہو جو ہمیشہ ہے۔ الْقَدِ يُمُ:

القيوم: جوابے سہارے تمام کا نات کوسنجا لے ہوئے ہے۔

> اَلْبَاقِيُ : باقی جس کو ہمیشہ بقائے۔

الدَّآئِمُ: بميشدر بخ والا

وہ پہلاجس کے پہلے کوئی نہیں۔ أَلَاوُلُ:

1/2/1 وہ پچھلا جوسب کے فانی ہونے کے بعد بھی ہمیشہ باتی رہے گا۔

> المُقَدُّم: -c-E1-49.

سيرت الغجآ P. 4 حصه چهارم

> ٱلْمُؤخِّرُ: جوب سي يحيره جائكا-

جس كاوجود كطلا اورنمايال ب(ليعني جواية كامول اورقدرتول كے لحاظ سے ظاہر ہے) الطّاهر : وہ چھیااور مخفی ہو (لعنی جوانی ذات کے لحاظے پوشیدہ ہے)

الْبَاطِنُ:

یعنی وہ صفتیں جواس کے ہر چیزے باخبراورآ گاہ ہونے کوظا ہر کرتی ہیں۔

خرر كلنے والا۔ الخبير:

العليم : جانخ والا

عَلَّاهُ الْغُيُونِ : جو ہاتمی سب سے پوشیدہ ہیں ان کوجانے والا۔

عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ: ولول كَ يَصِيبوتَ بَعِيدُوجِانَ والار

السّميع: سننے والا۔

البَصِيرُ:

المتكلم: یو لئے دالا ،ا پے علم اورارا دہ کوظا ہر کرئے والا۔

یانے والا،جس کے علم کے سامنے کوئی چیز کم نہ ہو۔ الواجد:

حاضر،جس کے سامنے ہے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ الشهيد:

حساب کرنے والا ، یعنی جن چیز وں کاعلم حساب کے ذریعیہ سے حاصل کیا جا تا ہے۔ الْحَسِيْتُ:

لعني وزن اورمقداران كالجعي جاننے والا۔

كننے والا يعنی جن چيز ول كاعلم كن كرحاصل كياجا تاہے يعنی اعدادان كا بھی جانے والا۔ المخصى

> ٱلْمُدَبِّرُ: تدبير كرنے والا انتظام كرنے والا۔

حكمت والأعقل والأسب كامول كوصلحت سے كرنے والا۔ الحكيم:

ٱلْمُرِيْدُ: ارادہ کرنے والاً مثیت والا۔

زد یک جوایے علم کے لحاظ سے کویاسب کے پاس ہے۔ القريب:

یعنی وہ صفتیں جن ہےاس کی قدرت کی وسعت کا اظہار ہوتا ہے۔

الْفَاتِحُ وَالْفَتَّاحُ: برمشكل كوكو لنه والا-

ٱلْقَدِيرُ وَالْقَادِرُ: قادرُ تدرت والا

افتداروالا جس کے سامنے کوئی چون و چرانہیں کرسکتا۔ المُقتدرُ:

قوی زبروست، جس کے سامنے کسی کا بس نہیں چل کا۔ الْقُويُ: حصہ جہارم

أَلْمَتِينُ : مضبوط، جس مين كوئي كمزوري نبيل -

المُجَامِعُ: جمع كرنے والا متفرق اور براكندہ چيزوں كواكشاكرنے والا۔

النباعث: الله عنه والا مردول كوقبرول سالها في والاياد نيايس بروا قعداور برحادث كالحرك اول

مَالِكُ الْمُلْكِ الْجِنت كاما لك، جس كرما في كى كوئى ملكيت نبيس\_

أَلْبُدِ يُعُ: نَيْ تَى تَى تَى تَى ايجاد كرنے والا\_

أَلُوَ السِعُ: النَّهِ والا، جو برجز كومائ بوئ ب-

المُحِيْطُ: جو ہر چيز کو گھيرے ہوئے ہے، کوئي اس كا عاطب باہر ہيں۔

أَلُمُحُى وَاللَّمُ مِينتُ: جلانة والااور مارة والا

اللَّقَابِضُ وَالْبَاسِطُ: سَمِيْتِهِ والااور يَسِيلانِ والار

أَلُمُعِزُّ وَ الْمُذِلُّ: عزت دين والا اور ذلت دين والا

النَحَافِضُ وَالرَّافِعُ : نِي كرنة والااوراوني اكرة والار

أَلُّمُعُطِي وَ الْمَانِعُ : وية والا اورروك لين والا ـ

اَلنَّافِعُ وَالصَّارُّ : نَفْع يَبْنِيانَ والااورنقصان يَبْنِيانَ والالعِنْ نَفْع وضرر دونوں اى كے ہاتھ مِيں ہيں۔ اَلْـهُبُدئُ وَالْهُعِيُلُدُ : جو چيز پہلے ہے موجود نہ ہواس كووجود مِيں لانے والااورجو ہوكرفنا كردى گئى ہواس كو

پھر دوبارہ وجود میں لانے والا۔

## نكته

## کنے کے باوصف و وعزت دیتا ہے اس کا کمال ہر مخص کوشلیم کرتا پڑتا ہے۔

### 7.5

وہ صفات جواس کی بڑائی' کبریائی' یا کی اور ٹیکی اور ہرعیب اور نقصان ہے اس کی برأت کو ظاہر کرتی ہیں۔ الماجد: مرته والا العلى عزت والا العظيم: الحميد: عظمت والا\_ تعريف والا\_ اَلْقُدُوسُ: الْكبيرُ ياك الرَّفِيعُ: الْحَقُّ : بلندر حیااوراضل یعنی بید کهاس کےسواسب باطل ہیں الْجَلِيلُ: الْجَمِيْل: -51% اجمار ألبر: الكريم: شراف نیک۔ عاول۔ الْغَنِيُّ : العَدُل: بے تاز۔ سُبُوحٌ: الصّادق: سجا ٔ راست باز۔ برعيب ہے ياك۔ سيدحى راه جلنے والا' نه بیکنے والا يزركى كى برصفت بين كالل الرُّشِيدُ: الصَّمَدُ

# ان تعلیمات کااثر اخلاق انسانی پر:

الله تعالیٰ کے ان اساء وصفات کا عقیدہ دین محمری میں محض نظری نہیں بلکے عملی حیثیت بھی رکھتا ہے۔اللہ تعالی کے بیمحامد واوصاف اخلاق انسانی کا معیار ہیں۔ان اوصاف کوچھوڑ کر جواس ذوالجلال کے لئے خاص ہیں اور جو بندہ کی حیثیت اور طاقت سے زیادہ ہیں بقیہ اوصاف ومحامد انسان کے لئے قابل نقل ہیں کہ وہ خدا کے محامد واوصاف ہے دور کی نبت رکھتے ہیں ،اس لئے انسان پرفرض ہے کہ اگروہ خدا ہے نسبت پیدا کرنا جا ہتا ہے تواہنے اندراس کے محامد اوصاف ے نسبت پیدا کرے اور خدا کے ان اساء وصفات کومحامہ ومحاس اور خوبیوں کا انتہائی معیار جان کران کی نقل اور پیروی کی کوشش کرے۔محامداللی کو یااستاداعلیٰ کی وسلی ہے جس کود کھے کرشا گردکوا بے خط کی خوبی بیس ترقی کرنی جا ہے اس لیے انسان کوبھی اپنے ہرحرف کے لکھنے(محامدالٰہی کی اتار نے ) میں ایک نظراس استادِاز ل کی وصلی پربھی ڈال لینی جا ہے تا کہ معلوم ہو کہاس کی ذاتی مثق کہاں تک اصلی وصلی کےمطابق ہے۔

كذر چكا كةرآن كا ببلاسبق بيب كه بحكم ﴿ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً ﴾ (بقره)

آ دم كابيناز من مين خدا كاخليفه اورنائب بنايا كياب\_

خلیفہ اور نائب میں اصل کے اوصاف ومحامد کا پرتو جتنا زیادہ نمایاں ہو گاا تنا ہی وہ اپنے اندراس منصب کا اشحقاق زیادہ ثابت کرے گا اورا تناہی وہ اصل ہے زیادہ قریب ہو گا اور نیابت کے فرائض زیادہ بہترا دا کرے گا۔ یہاں تك كداس مين وه جلوه بهى نمايان مو گاجب وه سرتا يا خدا كي رنگ مين رنگ كرنگھر جائے گا۔ ﴿ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنُ آحُسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ﴾ (يقره)

خدا کارنگ اورخدا کے رنگ سے کس کارنگ اچھا ہے۔

تمام الل تغییر متفق بین کداس "خدائی رنگ " ے مقصود خدا کا" دین فطرت " ہے۔

سیحد بیث اور گرزر چکی ہے کہ دوان اللّٰہ خلق ادّم علی صُورَیّه که خدان آدم کوا پی صورت پر پیدا کیا اور ساتھ ہی اس کی تشریح بھی گذری کہ اس صورت ہے مقصود جسمانی نہیں معنوی شکل وصورت ہے۔ لیعنی یہ کہ خدانے انسان میں اپنے صفات کا ملہ کا عکس جلوہ گر کیا ہے اور ان کے قبول کرنے کی صلاحیت عطاکی ہے اور ان میں حدیشری تک ترقی کی مساحداد بخشی ہے اور اخلاق وصفات میں ملاء اعلیٰ سے تھید اور ہم شکلی کا جو ہر مرحمت فرمایا ہے اور یہی صوفیداور خاصان خدا کے اس مقولہ

﴿ تخلقوا باخلاق الله ﴾

خدا کے اخلاق اینے اندر پیدا کرو۔

کیا مطلب ہے حدیث میں بھی مفہوم بروایت طبرانی ان الفاظ میں اوا کیا گیاہے کہ

﴿ حسن الخلق خلق الله الاعظم

حسن خلق خداتعالی كاخلق عظیم ب\_\_

الله تعالیٰ کی صفات کاملہ کی جارتھ میں او پر بیان ہوئی ہیں۔جلالیٰ تنزیجی کمالی اور جمالیٰ صفات جلالی جن میں کبریائی عظمت شہنشاہی اور بڑائی کے اوصاف ہیں الله تعالیٰ کے سوامخلوقات ان کی ستحق نہیں اور نہ بیا وصاف بندگی اور عبود بت کے رتبہ کے سزاوار ہیں۔ان کا انعکاس بیہ ہے کہ بندوں میں ان کے مقابل کے صفات بیدا ہوں بعنی عاجزی و تواضع فروتی اور خاکساری ای لئے ترفع 'تکبراور بڑائی کا ظہار منع ہے اور ای لئے آ وم جس نے فروتی اختیار کی اور بجز و قصور کا اعتراف کیا معفرت کی صفحت کے مقابل ایک لعنت کا مستحق کھمرا۔

﴿ أَبِي وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَفِرِيْنَ ﴾ (بقره)

اس نے آ دم کے بجدہ سے اٹکار کیا اور غرور کیا 'اور کا فروں میں سے ہو گیا۔

قرآن پاک میں ہے کد بروائی اور کبریائی صرف خدا کے لئے ہا سکے سواکوئی اور اس کا مستحق تہیں

﴿ وَلَهُ الْكِبُرِيَآءُ فِي السَّمْوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (جائيه)

اورآ یانون اورز من میں ای کے لیے بروائی ہے۔

صحیح مسلم علی بین ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ وصحابیوں سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ 'عزت اسکا لباس اور کبریائی اسکی چا در ہے (خدا فرما تا ہے) تو جوکوئی عزت اور کبریائی بین میراحریف ہے گا میں اسے سزا دوں گا دوسری جگہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ 'خدا کے نزویک سب سے براوہ ہے جوابنا نام بادشاہوں کا بادشاہ اور شہنشاہ رکھتا ہے خدا کے سواکوئی بادشاہ اور مالک نہیں سے چھاٹے الْمَحَدِّدُ الْمُعَدِّدُ کھی (حشرہ سے) اس کی شان ہے، البت اللہ تعالی اپنی

لے کنز العمال ج۲ام ۴ بروایت حضرت تمارین یاسر۔

ع كتاب الادب باب الكبر جلد دوم صفحه ومهم عرب

سے مسجع بخاری وسلم کتاب الادب۔

عزت جلال اور توت و جروت کا فیضان بعض بندوں اورامتوں پر نازل کرتا ہے اور ان کو طاقت اور توت اور بادشاہی عطا کرتا ہے گراس نوازش پر بھی نیک بندوں اور صالح امتوں کا فرض بھی ہے کہ عین اس وقت جب ان کے دست و بازو سے توت حق اور ربانی جاہ و جلال کا اظہار ہور ہا ہو، ان کی پیشانیاں فرط عبودیت سے اس کے آگے جھی ہوں اور سرنیاز اظہار بندگی کے لیے اس کے سامنے تم ہوں کہ عزت و جلال خاص خدا کی شان تھی جس کا فیضان رسول اللہ پر ہوا اور رسول کی وساطت سے مومنوں پر ہوا۔ بیر تربیب خود قرآن میں محوظ رکھی گئی ہے۔

﴿ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُومِنِينَ ﴾ (منافقون) اورعزت خداك ليے سے اور اس كرسول كے لئے اور مومنوں كے لئے ہے۔

عاکم میں ابو ہریرہ ہے۔ روایت ہے کہ اللہ تعالی کے تین کپڑے ہیں، وہ اپنی عزت وجلال کا ازار ہا ندھتا ہے اور اپنی رصت کا جامد پہنتا ہے اور اپنی کبریائی کی چا در اوڑھتا ہے، تو جو مخص اس عزت کے سواجو خدا کی طرف ہے اس کو عزائت ہوئی ہومعزز بننا چاہتا ہے تو وہی وہ مخص ہے جس کو قیامت میں یہ کہا جائے گا''اس کا مزہ چکھ تو معزز اورشریف بنرآ تھا'' (قرآن) اور جو انسانوں پر رحم کرتا ہے خدا اس پر رحم کرتا ہے کیونکہ اس نے وہ جامہ پہنا جس کا پہننا اسکور وا تھا اور جو کبریائی کرتا ہے تو اس نے خدا کی اس چا ورکوا تارنا چاہا جو خدا ہی کے لیے تھی ۔ ا

خدا کے صفات کمال میں ہے وحدا نیت اور بقائے ازلی وابدی کے سوا کدان ہے تمام مخلوقات اور ممکنات طبع علی ہے سوا کدان ہے تمام مخلوقات اور ممکنات طبع علی مخلوقات کے فیضان ہے انسان مشرف ہوتا ہے صفات تنزیجی مثلاً قدرت علم سمع بھر کلام وغیرہ ہے بھی مخلوقات تمام تر محروم ہیں ان کی تنزیجہ یہی ہے کہ وہ خدا کے عصیان نافر مانی اور گنہگاری کے عیب ہے بری اور پاک ہول۔

صفات جمالی وہ اصلی اوصاف ہیں جن کے فیضان کا دروازہ ہرصاحب توفیق کے لیے حسب استعداد کھلا ہوا ہان صفات جمالی کا سب سے بڑا مظہر عفو و درگزر ہے عیسائیوں کی عام دعا میں ایک فقرہ ہے کہ ' خداوند! تو ہمارے گناہوں کو معاف کر ، جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو معاف کرتے ہیں' اسلام نے اس النی تشبید کو جائز نہیں رکھا ہے۔ اس کے ہاں بیہ ہے کہ ' اے انسان تو اپنے مجرموں کو معاف کر کہ خدا تیرے گناہوں کو معاف کرے' آپ نے فرمایا ' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے دی گئاہوں پر پردہ ڈالے گا۔' على قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے دی گئاہوں پر پردہ ڈالے گا۔' على قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے دی گئاہوں پر پردہ ڈالے گا۔'' على قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے گا۔'' علی قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے گا۔'' علی قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے گا۔'' علی قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے گا۔'' علی قرآن کہتا ہے کہ '' جوکوئی اپنے بھائی کے گناہ پر پردہ ڈالے کا کہتا ہے۔''

﴿ إِنْ تُبُدُواْ حَيْرًا اَوُ تُنْحُفُوهُ اَوْ نَعَفُواْ عَنْ سُوْءِ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴾ (نه) اگرتم کوئی نیکی دکھا کریاچھپا کرکرویاکسی کی برائی کومعاف کروتواللہ (بھی) معاف کرنے والاقدرت والا ہے\_ ایک دفعہ عہد نبوت میں بارگاہ عدالت قائم تھی۔ایک مجرم کومزادی جاری تھی۔مزاکا منظرد کیے کرحضور کے چیرہ کارنگ منتغیر ہور ہاتھا اواشناسوں نے سبب دریافت کیا۔فرمایا کہ امام تک معاملہ چینجنے سے پہلے اپنے بھائیوں کومعاف کردیا

ل كنز العمال جلد اصفيه ١٤٥ متدرك حاكم \_

منجيم سلم كاب البروالصله -

کرو۔خدامعاف کرنے والا ہےاور عفوو درگذر پہند کرتا ہے، تو تم بھی معاف اور درگذر کیا کرو کیا تمہیں یہ پہند نہیں کہ خدا تمہیں بھی معاف کرے۔وہ بخشنے والا اور رتم کرنے والا ہے۔ لے

آ تخضرت ﷺ ایک دفعہ محابہ کے مجمع میں فرمارے تھے کہ''جس کے دل میں غرور کا ایک ذرہ بھی ہوگا وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔''ایک سحالی نے عرض کی یارسول اللہ!انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اس کا جوتا اچھا ہو کیا یہ بھی غرورہے بفر مایا

یے غرور نہیں' غرور حق کو پامال کرنا اور انسانوں کو دبانا ہے۔ بھی روایت حدیث کی دوسری کتابوں میں ان الفاظ
کے ساتھ ہے۔ خدا جمال والا ہے وہ جمال کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کداس کے بندہ پراس کی نعمت کا اثر ظاہر ہو۔ ﷺ
یہ روایت بھی ہے'' خدا جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے وہ تخی ہے تفاوت کو پسند کرتا ہے وہ صاف ستھرا ہے صفائی
اور ستھرا پن کو پسند کرتا ہے'' سے روایت کے بیالفاظ بھی آئے ہیں'' وہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے اخلاق عالیہ ہے محبت
اور بداخلا قیوں سے نفرت رکھتا ہے''۔ ھے ایک موقع پرآ مخضرت و کھٹا حضرت عائشہ "کو تھیجت فر ماتے ہیں اے
عائشہ! خدا نری والا ہے وہ ہر بات میں فری کو پسند کرتا ہے گے ایک مرجبہ آپ نے خطبہ میں ارشاد فر مایا''لوگو! خدا پاک
ہاور پاک ہی کو قبول کرتا ہے۔ کے عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فر مایا'' اے قر آن کے مانے والوور نماز پڑھا کرو کہ
خدا یکنا(وٹر) ہے وہ یکنا(وٹر) کو پسند کرتا ہے''۔ گ

رحمت وشفقت الله تعالیٰ کی خاص صفت ہے گرخدا کی رحمت وشفقت کے وہی ستحق ہیں جود وسروں پر رحمت و شفقت کرتے ہیں۔ آپ وہ اللہ کی خاص صفت ہے گرخدا کی رحمت وشفقت کرتے ہیں۔ آپ وہ کی نے فرمایارحم کرنے والوں پر وہ رحم کرنے والا بھی رحم کرتا ہے۔ لوگو! تم زمین والوں پر رحم کروتو آسان والاتم پر رحم کرے گا ( ابوداؤ و، باب فی الرحمة ) سرشتہ داری اور قرابت کے حقوق اواکرنے کا حکم دیا گیا ہے تمام رشتہ داریاں اور قرابتیں رحم کے تعلق پر قائم ہیں ، آپ نے فرمایا کہ رحم کی جڑ رحمان سے ہے۔ خدا فرما تا ہے کہا ہے رحم جو تجھ کو قطع کروں گا۔ جو تجھ کو طلائے گا اس کو ہیں بھی ملاؤں گا'۔ گئے ترفدی ہیں بھی تعلیم ان الفاظ جو تجھ کو طلائے گا اس کو ہیں بھی ملاؤں گا'۔ گئے ترفدی ہیں بھی تعلیم ان الفاظ

- ا متدرك للحاكم جلد عص ٣٨٢ كتاب الحدود\_
  - ع صحیح مسلم کتاب الایمان وتر ندی باب الکبر-
- س كنز العمال كماب الريئة بحواله شعب الايمان بيعي -
  - س كنز العمال كتاب الزينة بحواله كامل لا بن عدى \_
    - ایشاً بحوالہ جم اوسططبرانی۔
- الله الله الله الإوادَ وُحاكم نسائي ، ابن ماجه ، يعلى في الآواب-
  - ے صحیح مسلم کتاب الصدقات وتر مذی تغییر سورہ بقرہ۔
    - △ ابوداؤد باب الحباب الوتر۔
      - ع محم بخاري باب صفدارهم -

یں ہے' میں خدا ہوں میں رحمان ہوں ، میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام (رحمان) ہے اس کا نام (رحم) مشتق کیا ہے تو جواس کو ملائے گا میں اس کو قطع کروں گا۔'' کے پھر فر مایا جوانسان پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ سے آپ نے فر مایا خدا نے رحم کے سوجھے کئے ، ۹۹ جھے اپنے پاس رکھے اور ایک جھے ذہن والوں کو عمنایت کیا۔ اس کا میدا شرب کہ باہم لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رحم وشفقت سے پیش آتے ہیں۔ یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچد کے لئے اس خوف سے یاؤں اٹھالیتی ہے کہ اس کو صدمہ نہ پہنچے۔ سے خوف سے یاؤں اٹھالیتی ہے کہ اس کو صدمہ نہ پہنچے۔ سے

بخل خدا کی صفت نہیں مگر آپ نے فر مایا'' تم اپنی تھیلی کے مندند بند کروورندتم پر بھی تھیلی کا مند بند کیا جائے گا۔''ھی پی نصیحت بھی فر مائی کہ''جو بندہ دوسرے بندے کی پردہ پوٹی کرےگا' قیامت میں اس کی پردہ پوٹی خدا کرے گالٹ پینصیحت بھی فر مائی کہ جب تک تم اپنے بھائی کی مدد میں ہو سے خدا تمہاری مدد میں ہے۔

ایک اور موقع پرآپ نے فرمایا کہ خدا ہے بڑھ کرکوئی غیرت مندنہیں ای لئے اس نے فحش باتوں کو حرام کیا ہے۔ ﴿ ای کی تفہر دوسری حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا کہ' خدا بھی غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے اور خدا کی غیرت کرتا ہے اور کہ خدا کی غیرت کرتا ہے اور مومن پرجس بات کو حرام کیا ہے اگر کوئی اس کا ارتکاب کر ہے وہ وہ اس پرخفا ہو'۔ گے اللہ تعالیٰ ظلم ہے یاک ہے۔

﴿ وَأَذَّ اللَّهُ لَيْسَ يِظَلُّومِ لِلْعَبِيلِ ﴾ (آل مران ١٩)

اورخدا بندول رظلم نيس كرتاب

اس لئے اس کے بندوں کا فرض ہے کہ وہ بھی آ پس میں ایک دوسرے پرظلم نہ کریں محمد رسول اللہ وہ اللہ اللہ اللہ اللہ ا اپنی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کی اس عملی تعلیم کوان الفاظ میں اوا فرمایا۔

﴿ يا عبادي اني حرمت الظلم على نفسي و جعلته بينكم محرما فلا تظالموا ﴾ ال

ل الواب البروالصلة -

ع تنىبابنكور

س جامع بخارى بابرحمة الولد-

ح الينا-

ه معجع ترندى ابواب البروالصلة \_

علم كتاب البروالصلة باب بثارة من سترالله تعالى عليه في الدنيا بان يستر عليه في الاخرة -

ے ابوداؤد کتاب الادب باب في المعونة المسلم\_

۸ صحیح بخاری کتاب التوحید جلد دوم ص ۱۱۰

عامع ترندى باب ماجاء في الغيرة من ابواب النكاح۔

ول صحيح مسلم كما بالبروالصلة وسندا بن عنبل علد ١٩٣٨ المصرّواد بالمفروامام بخارق باب الظلم عن ٩٥ \_

اے میرے بندو! میں نے ظلم کواپنے او پر حرام کیا ہے اور اس کو تبہارے درمیان بھی حرام کیا ہے ہاں تو تم آ اپس میں ایک دوسرے پرظلم نہ کرنا

پاکیزگی اور لطافت خداکی صفتیں ہیں۔اس لئے خدا کے ہر بندہ کو بھی پاک وصاف رہنا جا ہے۔آپ نے مایا۔

﴿ ان الله طيب يحب الطيب و نظيف يحب النظافة فتنظفوا ولا تشبهوا البهود ﴾ الخفران الله طيب يحب الطيف يحب النظافة فتنظفوا ولا تشبهوا البهود ﴾ الخفران كالمرت كا

یتو حید کا ایک رخ تھا۔اب اس کا دوسرارخ بھی ملاحظہ کے قابل ہے۔

وہ قو میں جوتو حیدے آشانہ تھیں انہوں نے انسانیت کا مرتبہ بھی نہیں پہچانا تھا، وہ انسان کو فطرت کے ہرمظہر کا علام بچھی تھیں۔ یہ محدرسول اللہ وہ کا کی تعلیم تو حید ہی تھی جس نے خدا کے سواہر شے کا خوف انسانوں کے دلوں سے نکال دیا۔ سورج سے لے کرز مین کے دریا اور تالا ب تک ہر چیز آقا ہونے کے بجائے انسانوں کی غلام بن کران کے سامنے آئی۔ بادشا ہوں کے جلال وجروت کا طلسم ٹوٹ گیا اور وہ بابل (ومعر) ہندوا ریان کے خدا اور ہو ریگئے گا اُلا غلبی کی ہونے کے بجائے انسانوں کے خدا اور ہو ریگئے الا غلبی کی ہونے کے بجائے انسانوں کے خادم راتی اور چوکیدار کی صورت میں نظر آئے۔ جن کا عزل ونصب دیوتاؤں اور فرشتوں کے باتھ میں تھا۔ اس کے میں نہ تھا بلکہ انسانوں کے ہاتھ میں تھا۔

تمام انسانی برادری جس کود یوتاؤں کی حکومتوں نے او نچے نیچے، بلندو پست شریف و ذکیل ، مختلف طبقوں اور ذاتوں بیں منقسم کردیا تھااور جن بیں سے پچھ کی پیدائش پرمیشور کے مند، پچھ کی اس کے ہاتھ اور چھ کی اس کے پاؤں سے تشام کی جاتی تھی اس عقیدے کی وجہ ہے ایسی مختلف جنسوں بیں بٹ گئتھی 'جن گوکسی طرح متفق نہیں کر سکتے تھے اور اس طرح مساوات انسانی کی دولت دنیا ہے گم تھی اور زبین قو موں اور ذاتوں کے ظلم و جراور غروروفخر کا دنگل بن گئتھی ۔ تو حید نے آ کر اس بلندو پست اور نشیب و فرماز کو برابر کیا ۔ سب انسان خدا کے بندے سب اس کے سامنے برابر سب باہم بھائی بھائی اور سب حقوق کے لحاظ ہے بیاں قرار پائے ۔ ان تعلیمات نے و نیا کی محاشرتی اخلاقی اور سیاسی اصلاحات ہیں جو کام کیا اس کے سائج کام کیا اس کے سائج کی اور سیاسی اصلاحات ہیں جو کام کیا اس کے سائج کاریخ کے صفحوں ہیں شبت ہیں ۔

بہرحال اس اصول کی صدافت کو انہوں نے بھی تسلیم کر لیا جو حقیقی تو حیدے نا آشنا ہیں اور ای لئے وہ مساوات انسانی کے حقیقی جو ہرہے بھی اب تک آشنا ہیں اور انتہا ہیہ کہ خدا کے گھر میں جا کربھی تفاوت درجہ کا خیال ان کے دل میں دور نہیں ہوتا۔ دولت و فقر اور رنگ و قومیت کے امتیازات خدا کے سامنے سرگوں ہو کر بھی نہیں بھولتے ۔ مسلمانوں کو تیرہ سو برس سے اس مساوات کی دولت ای تو حید کا مل کی بدولت حاصل ہے اور وہ ہرتم کے ان مصنوعی امتیازات سے پاک ہیں ، اسلام کی نظر ہیں سب ایک خدا کے بندے ہیں اور سب کیسال اس کے سامنے سرا قلندہ ہیں۔ دولت و فقر ، رنگ وروپ اور نسل وقومیت کا کوئی امتیاز ان کو منظم نہیں کرتا۔ اگر کوئی امتیاز ہے تو صرف تفقی کا درخدا کی فر مانبرداری کا ہے۔

(PIP)

﴿ إِنَّ أَكُرُ مَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَكُمُ ﴾ (جرات ٢٠) تم مِن خداكة زو يكسب سازياد وعزت والاووب جوسب سازياد وخدات تقوى كرتا مو

### خدا کاڈراور پیار:

ال سلسدين ايك اورا ہم مسلم خدا ہے ؤرنے اوراس ہے مجت كرنے كا ہے۔ عام طور ہے خالفوں نے يہ سمجھا ہے كہ محرسول الله وہ فظ نے جس خدا كى تعليم دى ہے وہ فظ قبار جباراور مہيب شہنشاہ مطلق ہے جس كى ہيب وجلال ہے تمام بندوں كوسرف ڈرتے اور كا نيخة رہنا جا ہے۔ اس كے كوشہ چثم ميں لطف وعنايت كا گذر نہيں محبت اور بيار كا نذرانداس كے دربار ميں قبول نہيں ۔ ندوہ اپنے كمزور بندوں پرخود محبت كى نظر ركھتا ہے اور ندوہ اپنے بندوں ہے اپنے لئے محبت كا تقاضا كرتا ہے ۔ ليكن در حقیقت بيتعليم محمدى كى بالكل غلط تصویر ہے۔ الله تعالیٰ كے جواساءاور صفات او پر گذر چكے بین ان پرا يک ایک کر کے نظر ڈالوتو معلوم ہوگا كہ اس كے چند پر جلال ناموں كو چھوڑ كر جواس كى قدرت تامداور مالكيت بياں ان پرا يک ایک کر کے نظر ڈالوتو معلوم ہوگا كہ اس كے چند پر جلال ناموں كو چھوڑ كر جواس كى قدرت تامداور مالكيت عامدكی حقیقت كو ظاہر كرتے ہیں بقیہ تمام تر نام صرف محبت بياراور لطف وكرم، رحمت اور مهركى حجل گاہ ہیں ۔ مخالفوں كواس حقیقت كے تجھنے میں دود جو ہات كے سبب مغالط ہوا۔

ا۔ آنخضرت ﷺ نے اللہ ہے خوف اورخشیت کی بھی انسانوں کو دعوت دی۔

۲۔ دوسرے ند ہبول نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے اظہار کی جوا صطلاحیں مقرر کی تھیں آپ نے شدت کے ساتھ ان کی مخالفت کی اوران کوشرک قرار دیا۔

# محبت كے ساتھ خوف وخشیت كی تعلیم:

یہ واقعہ ہے کہ آنخضرت وہ گھانے اپنی تعلیم میں مجبت اور پیاد کے ساتھ خدا کے خوف وخشیت کو بھی جگہ دی

ہے۔ غور کرو کہ انسانوں میں تمام کا موں کے تحرک دو بھی جذبے ہیں۔ خوف اور محبت ۔ یہ دونوں جذب الگ الگ بھی

پائے جاتے ہیں اور ایک ساتھ یا آگے پیچے بھی اور ان دونوں جذبات کے لوازم بھی الگ الگ ہیں۔ ادعائے محبت کا نتیجہ
ناز بختر اور بھی گتا خی اور بھی اپنے مہر یان ومجوب پر غایت اعتماد کی بنا پر نافر مانی بھی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جذبہ محبت کے

ان اوازم اور اثر ات کا انسداد خوف ہی کے جذبہ ہے ہوسکتا ہے۔ اس لئے خالق ومخلوق کے درمیانی رابطہ کی تحمیل کا تعلق نہ تنہا خوف ہے ہوسکتا ہے اور نہ تنہا محبت انجام پاسکتا ہے بلکہ ان دونوں کے اشتر اک امترائ اور اعتدال سے اور یہی نبوت محمدی کی تعلیم ہے۔

اسلام سے پہلے جوآ سانی ندا ہب قائم تھے ان میں اس مسئلہ میں بھی افراط وتفریط پیدا ہوگئ تھی اور صراط مستقیم سے وہ تمام تر ہٹ گئے تھے۔ یہودی ند ہب کی بناسر اسرخوف وخشیت اور بخت کیری پڑتھی۔ اس کا خدا فوجوں کا سپر سالار لے اور باپ کا بدلہ پشت تا پشت تک بیؤں سے لینے والا تھا۔ کے حالانکہ یہودیت کے محیفوں میں خدا کے رحم وکرم اور مجت و

ل برمیاه۳۴ ۱۳ ۱۵ اوغیرور

ع خروج ۱۵٬۳۳۰ عواشتناه ۱۳۳۴ ۱۵ اوغیرو

شفقت کا ذکر کہیں کہیں موجود ہے۔ لی اس کے برعکس عیسائیت زیادہ تر خدا کے رحم وکرم اور مجت وشفقت کے تذکروں سے معمورتنی گوابیا نہیں ہے کہ اس میں خدا کے خوف وخشیت کی مطلق تعلیم نہیں بلکہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ ہے ڈرتے رہنے کی تاکید ہے۔ لی مگران دونوں غد ہیوں کے بیروڈس نے ان دومتقا بل تعلیموں کے درمیان اعتدال ملحوظ نہیں رکھا تھا۔ اسلام نے ای نقط اعتدال کو پیش نظر رکھا ہے دہ نہ تو خدا کو مخض جبار نتھار ٹرب الافواج اور صرف بنی اسرائیل یا بی اسلام نے ای نقط اعتدال کو پیش نظر رکھا ہے دہ نہ تو خدا کو مخض جبار نتھار ٹرب الافواج اور مذہبار ہم وکرم اور محبت و شفقت اسلام کے مقات ہے نہ اس کو محبسم انسان ، انسانوں کا باپ یا محمد وقت کا باپ ہمجھتا ہے اور نہ تنہارتم وکرم اور محبت و شفقت کے صفات سے اس کو متصف کرتا ہے بلکہ دہ خدا کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ دہ اسے بندوں پر قام بھی ہوا ہو کہی ہوتا ہے ہی ، دیتا ہے اور بیار بھی کرتا ہے ،خفا بھی ہوتا ہے اور نواز تا بھی ہے ، اس ہے ڈرنا بھی ہے اور خفور دورجیم بھی وہ اپنے بندوں کو مزا بھی دیتا ہے اور بیار بھی کرتا ہے ،خفا بھی ہوتا ہے اور نواز تا بھی ہے ، اس ہے ڈرنا بھی ہے اور اس سے عجب بھی کرنی چا ہے۔

﴿ اُدُعُوا رَبِّكُمُ مَنَ صَرَّعًا وَحُفَيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعَتَدِينَ ﴿ وَلاَ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ بَعُدَ اللَّهِ عَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (الراف) السَّلَاجِهَا مَ وَادُعُوهُ حَوْفًا وَطَمَعًا مَ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ عَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (الراف) (لوكو!) النه يرورد كاركور كورت في إلا الروزين كى درى (لوكو!) النه يرورد كاركور كوراس كي في الرائد في الموادي في المو

چندنیک بندول کی مدح میں فرمایا۔

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْنَحْيُرَاتِ وَيَدُ عُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ﴾ (انبيا-١) وويَدُ عُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ﴾ (انبيا-١) وويَكُ عُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ﴾ (انبيا-١)

اس سے زیادہ کے لطف بات سے کہ اسلام خدا ہے لوگوں کوڈ را تا ہے گراس کو جبارا ورقبار کہہ کرنہیں بلکہ مہر بان اور رحیم کہہ کر۔ چنانچہ خدا کے سعید بندوں کی صفت سے کہ

﴿ وَ حَشِي الرَّحُمْنَ بِالْغَيْبِ ﴾ (يلين) الرَّحُمْنَ بِالْغَيْبِ ﴾ (يلين) اورجم كرتے والے سے بن و كھے ڈرا۔

﴿ مَنْ خَشِي الرِّحُمْنَ بِالْعَيْبِ ﴾ (ق) اور جورتم كرتے والے سے بن و كيمي ورا۔

نه صرف انسان بلکه تمام کا تنات کی زبانیں اس مہریان کے جلال کے ساسے گنگ ہیں۔

﴿ وَخَشَعْتِ الْأَصُوَاتُ لِلرُّحُمْنِ ﴾ (4)

اوررهم والے كادب علمام آوازيں بست موكميں۔

و نیامیں جو پینمبرآئے دومتم کے تھے ایک وہ جن کی آئکھوں کے سامنے صرف خدا کے جلال و کبریائی کا جلوہ

خروج ۲۰ کے ۳۳ کے وزیور ۲۸ ۱۵ اوس ۱۰ ا ۸ وغیرہ میں خدا کے پیاراور رقم وکرم کا ذکر ہے۔

لوقا کی انجیل ۱۲ ۱۵ اول پطرس ۲ مرود م قریم و ان ۱۵ ۱ افسیون ۱۵ ۱۳ الغرض خداے درنے کی تعلیم عیسائیت میں بھی وی گئی ہے۔

تھا۔اس لئے وہ صرف خدا کے خوف وخشیت کی تعلیم دیتے تھے مثلاً حضرت نوح " اور حضرت موئی ۔ دوسرے وہ جومحبت الٰہی میں سرشار تھےاوروہ لوگوں کوائ غم خانۂ عشق کی طرف بلاتے تھے مثلاً حضرت بجی " اور حضرت عیلی " ۔

لیکن پیمبروں میں ایک ایک بھی آئی جوان دونوں صفتوں کی برزخ کبری جلال و جمال دونوں کا مظہراور
پیاراورادب ولحاظ دونوں کی جامع تھی یعنی محدرسول اللہ وقت ایک طرف آپ کی آسمیس خوف اللی ہے اشک باررہتی
تھیں، دوسری طرف آپ کا دل خدا کی مجت اور رحم و کرم کے سرور سے سرشار رہتا تھا۔ بھی ایسا ہوتا کہ ایک ہی وقت میں یہ
دونوں منظر آپ کے چیروانور پرلوگوں کونظر آجاتے تھے۔ چنانچہ جبراتوں کو آپ شوق وولولہ کے عالم میں نماز کے لئے
کھڑے ہوتے، قرآن مجید کی لمبی لمبی سور تیس زبان مبارک پرہوتیں اور ہرمعنی کی آپیتن گذرتی جاتیں جب کوئی خوف و
خشیت کی آپیت آئی و اس کے حصول کی دعا کرتے
تھے۔ لے

الغرض اسلام کا نصب العین میہ ہے کہ خوف اور محبت کے کناروں سے ہٹا کر جہاں سے ہروفت نیجے گرنے کا خطرہ ہے خوف دخشیت اور رحم محبت کے بچ کی شاہراہ میں وہ انسانوں کو کھڑ اکرے۔اس لئے کہا گیا ہے کہ

﴿ الايمان بين الخوف والرجاء﴾

ایمان کامل خوف اورامید کے درمیان ہے۔

کے تنہا خوف لوگوں کو خدا کے رخم و گرم سے ناامیداور محض رخم و کرم پر بھروسہ لوگوں کوخو دسراور گستاخ بنادیتا ہے جیسا کہ اس عملی دنیا کے روزانہ کے کاروبار میں نظر آتا ہے اور نہ بھی حیثیت سے اس کے نتائج کا مشاہدہ عملاً یہود ہوں اور عیسا کہ اس عملی دنیا کے روزانہ کے کاروبار میں نظر آتا ہے اور نہ بھی حیث ان دونوں متضاد کیفیتوں کو ایمان اور عقیدہ کی روسیا کیوں میں این دونوں متضاد کیفیتوں کو ایمان اور عقیدہ کی روسیا کیوں میں ایک درجہ دیا لیکن ساتھ ہی عاجز وور ماندہ انسانوں کو یہ بھی بشارت سنائی کہ خداکی رحمت کا دائرہ اس کے غضب کے دائرہ سے نہ بادہ وسیع ہے بفر مایا

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ ﴾ (اعراف)

- 今とかというアストニアノシャ

اوراس کی تغییرصا حب قرآن فے ان الفاظ میں کی۔

﴿ رحمتي سبقت غضبي ﴾ (بخاري)

میرے غضب سے میری رحمت آسے برھ گئے۔

عیسائیوں نے خدا سے اپنارشتہ جوڑ ااورا پنے کوفرز ندالبی کالقب دیا 'بعض یہودی فرقوں نے بنی اسرائیل کوخدا کا خانوادہ اورمحبوب تھہرایا اور حضرت عیسی آئے جوڑ پر حضرت عزیرا کوفرز ندالبی کارتبہ دیا کیکن اسلام بیشرف کمی مخصوص خاندان یا خاص قوم کوعطانہیں کرتا' بلکہ وہ تمام انسانوں کو بندگی اوراطاعت کی ایک سطح پرلا کر کھڑ اکرتا ہے' مسلمانوں کے مقابلہ میں یہود یوں اور عیسائیوں دونوں کو دعوی تھا۔

## ﴿ نَحُنُ آبَنُوا اللهِ وَآجِبَّاوُهُ ﴾ (١٠٤٥)

بم خدا كے بينے اور جيتے ہيں۔

قرآن مجيدني اس كے جواب ميں كها:

﴿ قُلُ فَلِنَمَ يُعَذِّبُكُمُ بِذُنُوبِكُمُ بَلُ أَنْتُمُ بَشَرٌ مِّمَّنُ حَلَقَ ﴾ (الدو)

اگرایسا ہے تو خدا تمہارے گناموں کے بدلہ تم کوعذاب کیوں ویتا ہے (اس لئے تمہارا دعویٰ سیح نہیں) بلاتم بھی انہیں انسانوں میں ہے ہوجس کواس نے پیدا کیا۔

دوسری جگةرآن نے تنہا يبوديوں كے جواب ميں كہا۔

﴿ يَاآَيُهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمُ أَنْكُمُ أَوْلِيَا ءُ لِلَّهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنُّوا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمُ صَدِقِينَ ﴾ (جمد-١)

اے وہ جو پہودی ہؤا گرتم اپنے اس خیال میں سچے ہوکہ تمام انسانوں کو چھوڑ کرتم ہی خدا کے خاص چہیتے ہواتو موت (بینی خدا کی طلاقات) کی تمنا کیوں نہیں کرتے۔

## محبت كى جسمانى اصطلاحات كى ممانعت:

اس سلسلہ میں تعلیم محمدی کے متعلق غلط نہی کا دوسرا سبب جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے بیہ کہ بعض غدا ہب نے خدا کی محبت وکرم کی تعبیر کے لئے جو مادی اور جسمانی اصطلاحیں قائم کی تھیں اسلام نے ان کی مخالفت کی اور ان کوشرک قرار دیا۔اس سے بینتیجہ نکالا گیا کہ اسلام کا خدار حم وکرم اور محبت اور پیار کے اوصاف سے معراہے۔

اصل میہ ہے کہ انسان دوسرے غیر مادی خیالات کی طرح خدا اور بندہ کے باہمی مہر ومحبت کے جذبات کو بھی ان انسانی بول چال میں اداکر سکتا ہے۔ محبت اور بیار کے میہ جذبات انسانوں کے اندر باہمی مادی اور جسمانی رشتوں کے ذریعہ سے ذریعہ میں اور کی اس میں با پر بعض غذا ہب نے اس طریقہ اداکو خالق و مخلوق کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے بھی بہترین اسلوب سمجھا، چنانچ کمی نے خالق اور مخلوق کے درمیان باپ اور بیٹے کا تعلق پیدا کیا 'جیسا کہ عیسائیوں میں ہے دوسرے نے مال کی محبت کا بڑا درجہ سمجھا۔ اس لئے اس تعلق کو مال اور بیٹے کی اصطلاح سے واضح کیا اور دیویاں انسانوں کی ماتا کی بین زن وشو کی با جمی محبت کا انسانوں کی ماتا کی بنیں جیسا کہ ہندووں کا عام غربی تخیل ہے۔خاص ہندوستان کی خاک میں زن وشو کی با جمی محبت کا اسے زیادہ براثر منظراور تا قابل امتیازی خاصہ ہے۔ حاص ہندوستان کی خاک میں زن وشو کی با جمی محبت کا اسے زیادہ براثر منظراور تا قابل

صحیح بخاری کتاب الا دب\_

ع ابوداؤد كماب الادب\_

شکست پیان کوئی دوسرانہیں۔اس لئے یہاں کے بعض فرقوں میں خالق ومحلوق کی باہمی محبت کے تعلق کوزن وشو کی اصطلاح ہےادا کیا گیا سداسہاگ فقراءاس تخلیل کی مفتحکہ انگیز تصویر ہیں۔

سیتمام فرقے جنہوں نے خدا اور بندہ کے تعلق کو جسمانی اور مادی رشتوں کے ذریعہ اداکر ناچا ہاوہ راہ ہے بے راہ ہوگئے اور لفظ کے طاہری استعمال نے نہ صرف ان کے عوام کو بلکہ خواص تک کو گمراہ کردیا اور لفظ کی اسلی روح کو چھوڑ کر جسمانیت کے ظاہری مخالطوں میں گرفتار ہو گئے ۔ عیسائیوں نے واقعی حضرت عیسی ' کوخدا کا بیٹا بمجھ لیا۔ ہندوستان کے بیٹوں نے ما تاؤں کی پوجا شروع کر وی۔ سدا سہاگ فقیروں نے چوڑیاں اور ساڑھیاں پہن لیں اور خدائے قادر سے شوخیاں کرنے گئے۔ ای لئے اسلام نے جوتو حید خالص کا مبلغ تھا ان جسمانی اصطلاحات کی سخت مخالفت کی ،اور خداکے لئے ان الفاظ کا استعمال اس نے ضلالت اور گمرا ہی قرار دیا۔ لیکن وہ ان الفاظ کے اصلی معنی اور مغتاکا اور اس مجاز کے پردہ میں جو حقیقت مستور ہے اس کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ان جسمانی معنوں کو خالق و مخلوق اور عبدومعبود کے ربط و تعلق کے ماظہار کے لئے ناکا فی اور غیر کھمل سمجھتا ہے اور وہ ان جسمانی معنوں کو خالق ومخلوق اور عبدومعبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے ناکا فی اور غیر کھمل سمجھتا ہے اور وہ ان جسمانی معنوں کو خالق ومخلوق اور عبدومعبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے ناکا فی اور غیر کھمل سمجھتا ہے اور وہ ان جسمانی اور موجود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے ناکا فی اور غیر کھمل سمجھتا ہے اور وہ ان جسمانی معنوں کو خالق ومخلوں ہو کا طالب ہے۔

﴿ فَاذْ كُوُ وَا اللَّهَ كَذِكُو كُمُ ابَاءَ كُمْ أَوُ آشَدٌ ذِكُوا ﴾ (بقره) تم خداكواس طرح يادكروجس طرح ابْ بايوں كو يادكرتے ہؤ بلكاس سے بھی زياد ہ يادكرو

دیکھوکہ باپ کی طرح کی محبت کو وہ اپئے پروردگار کی محبت کے لئے ناکافی قرار دیتا ہے اور عبدو معبود کے درمیان محبت کے رشتہ کواس سے اور زیادہ مضبوط کرنا جا ہتا ہے۔

الغرض رحمت ومجت کے اس جسمانی طریقہ تعبیر کی مخالفت سے بیلازم نہیں آتا کہ اسلام سرے سے خالق و مخلوق ادر عبد و معبود کے درمیان مجت اور بیار کے جذبات سے خالی ہے، اتنا کون نہیں سمجھتا کہ غذہب کی تعلیمات انسانوں کی بولی میں اتری ہیں۔ انسانوں کے تمام خیالات و تصورات ای مادی اور جسمانی ماحول کا عکس ہیں اس لئے ان کے زبن میں کوئی غیر مادی اور غیر جسمانی تصور کی مادی اور جسمانی تصور کی وساطت کے بغیر براہ راست پیدائمیں ہوسکتا، اور خاس کے لئے ان کے لغت کا ایسالفظ میں سکتا ہے جو غیر کی مادی اور غیر جسمانی مفہوم کو اس قدر منز ہاور بلند طریقہ سے نہاں کے لئے ان کے لغت کا ایسالفظ میں سکتا ہے جو غیر کی مادی اور غیر جسمانی مفہوم کو اس قدر منز ہاور بلند طریقہ سے بیان کرے جس میں مادیت اور جسمانی شائبہ نہ ہوانیان ان دیکھی چیز وں کا تصور صرف دیکھی ہوئی چیز وں گا تھی سے بیدا کرتا ہے اور اس طرح ان دیکھی چیز وں کا ایک دھندالا ساعلی ذہن کے آئینہ میں اتر جاتا ہے۔

اس 'ان دیکھی ہتی' کی ذات وصفات کے متعلق جس کوتم خدا کہتے ہو، ہر مذہب میں ایک تخیل ہے۔ غور ہے د کچھوتو معلوم ہوگا کہ بیخیل بھی اس مذہب کے ہیں دول کے گردو پیش کی اشیاء ہے ماخوذ ہے کین ایک بلند تر اور کامل تر مذہب کا کام بیہ کہ دوہ اس تخیل کو مادیت' جسمانیت اور انسانیت کی آلایشوں ہے اس حد تک پاک ومنزہ کردے جہاں تک بی تو عائدان کے لئے ممکن ہے ،خدا کے متعلق باپ ماں اور شوہر کا تخیل اس درجہ مادی' جسمانی اور انسانی ہے کہ اس تخیل کے معتقد کے لئے ناممکن ہے کہ وہ خالص تو حید کے صراط متعقم پر قائم رہ سکے اس لئے نبوت محمدی نے ان مادی تعلقات اور جسمانی رشتوں کے ظاہر کرنے والے الفاظ کو خالق و تحلوق کے اظہار ربط و تعلق کے باب میں کہ تعلم مادی تعلقات اور جسمانی رشتوں کے خال ہر کرنے والے الفاظ کو خالق و تعلق کے انسانوں ہی کی مادی ہو لی میں کرنا ہے ترک کردیا بلکہ ان کا استعال بھی شرک قرار دیا ، تا ہم چونکہ روحانی حقائق کا اظہار بھی انسانوں ہی کی مادی ہو لی میں کرنا ہے

اس لئے اس نے جسمانی و م**اہی** رشتہ کے بجائے جس کو دوسرے غداجب نے منتخب کیا تھا اس رشتہ کے تحض جذبات' احساسات اورعواطف کوخالق ومخلوق کے تعلقاتِ باہمی کے اظہار کے لئے اسلام نے مستعار لےلیا ،اس طرح خالق و مخلوق کے درمیان کوئی جسمانی رشتہ قائم کئے بغیراس نے ربط وتعلق کا ظہار کیااورا نسانوں کواستعالات کی لفظی غلطی ہے جو كمرابيال يهلي بيش آ چكى تعين ان سان كو تحفوظ ركها-

ہرزبان میں اس خالق ہستی کی ذات کی تعبیر کے لئے کچھے نہ کچھالفاظ ہیں جن کو کسی خاص کیل اور نصب العین کی یناء پر مختلف قوموں نے اختیار کیا ہے۔اور گوان کی حیثیت اب علم اور نام کی ہے تا ہم وہ ورحقیقت پہلے پہل کسی ندسی وصف کو پیش نظرر کھ کراستعال کئے گئے ہیں ہرقوم نے اس علم اور نام کے لئے ای وصف کو پسند کیا ہے جواس کے نز دیک اس خالق ہتی کی سب سے بردی اور سب سے ممتاز صفت ہو علی ہے۔

اسلام نے خالق کے لئے جو نام اورعلم اختیار کیا ہے وہ لفظ اللہ ہے۔اللہ کا لفظ اصل میں کس لفظ ہے لگلا ہے اس میں اہل لغت کا یقیناً اختلاف ہے تکرا یک گروہ کثیر کا بیرخیال ہے کہ بیہ و لاٹ نے اُکلا ہے اور وَ آپ کے اصل معنی عربی میں اس عم محبت اورتعلق خاطر کے ہیں جو مال کواپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے ای ہے بعد میں مطلق ' عشق ومحبت' کے معنی پیدا ہو سکتے اورای سے جماری زبان میں لفظ وَالِیہ (شیدا) مستعمل ہے۔اس کئے اللہ کے معنی محبوب اور پیارے کے ہیں جس کے عشق ومحبت میں نہصرف انسان بلکہ ساری کا نئات کے دل سرگر دال متحیرا در پریشان ہیں۔حضرت مولا ناشاہ بھنل رحمٰن " سنج مرادآ بادی قرآن مجید کی آیتوں کے ترجے اکثر ہندی میں فرمایا کرتے تھے اللہ کا ترجمہ ہندی میں وہ''من موہن' بیعنی داول کامحبوب کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید کھولنے کے ساتھ ہی خدا کی جن صفتوں پرسب سے پہلے نگاہ پڑتی ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہیں۔ان دونول لفظول کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں بیعنی رحم والا ،مہر بان ،لطف وکرم والا ،بسم الله الرحمٰن الرحيم ( بیعنی مهر بان محبوب رحم والا) کے ممن میں قرآن مجید کے ہرسورہ کے آغاز میں انہیں صفات ربانی کے باربارہ ہرانے کی تاکید کی گئی ہے ہرنماز میں کئی کئی دفعہ ان کی تکرار ہوتی ہے کیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق اسلام کے تخیل کو واضح کرنے کے لئے کوئی دلیل مطلوب ہے۔لفظ اللہ کے بعد اسلام کی زبان میں دوسراعلم بہی لفظ رحمان ہے جورحم وکرم اورلطف ومبر کے معتی میں صفت مبالغه كاصيغه ب-

> ﴿ قُلِ ادْعُوا اللَّهُ أَوِادْعُوا الرَّحْمَنَ آيًّامًّا تَدْعُوا فَلَهُ الْآسُمَاءُ الْحُسُنَى ﴾ (بن اس الله اس کومجوب (الله) کہویامبریان (رحمان) کبوجو کبدگراس کو نگاروس، چھے تام ای کے ہیں۔

قرآن مجیدنے بسم اللہ الرحم کی صد بابار کی تکرار کوچیوڑ کر ۵۳ ۵ موقعوں پرخدا کواس رحمان کے نام سے یاد کیا ہے۔ ابھی اس سے پہلے باب میں اسائے البی کا ایک ایک حرف ہماری نظر کے سامنے سے گزر چکا ہے۔ ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کے ہرفتم کے جلالی و جمالی اوصاف آ گئے ہیں 'استقصا کروتو معلوم ہوگا کہان میں بڑی تعدادا نہی ناموں کی ب جن سے الله تعالی کے لطف وکرم اور مہر ومحبت کا اظہار ہے، قرآن مجید میں الله تعالیٰ کا ایک نام یا ایک وصف الود و د سورہ ذات البروج میں آیا ہے جس کے معنی ''محبوب''اور'' پیارے'' کے ہیں کہ وہ سرتا یا مہرومحبت اورعشق اور بیار ہے۔ اس کے سواخدا کا ایک اور نام السولمی ہے جس کے لفظی معنی ' یار' اور'' دوست' کے جیں خدا کا ایک اور نام جوقر آن مجید میں بار باراستعال ہوا ہے ' المرء و ف " ہے ' رؤف' کا لفظ' ' رافت' ہے نکلا ہے ' رافت' کے معنی اس محبت اور تعلق خاطر جیں جو باپ کواپنی اولا د ہے ہوتا ہے' ای طرح خدا کا ایک اور نام ' حنان' ہے جو کئی ہے مشتق ہے' ' مَن ' اور'' حنین' اس سوز دل اور محبت کو کہتے ہیں جو مال کواپنی اولا د ہے ہوتی ہے بیالفاظ ان مجازی اور ان مستعار معانی کو ظاہر کرتے ہیں جو اسلام نے خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے اختیار کے جیں دیکھوکہ وہ ان رشتوں کا نام نہیں لیتا لیکن ان رشتوں کے درمیان محبت اور بیار کے جو خاص جذبات ہیں ان کو خدا کے لئے بے تکلف استعال کرتا ہے۔ اس طرح یا دیت اور جسمانیات کا تخیل آئے بغیر وہ ان روحانی معنوں کی تلفین کر رہا ہے۔

تورات کے اسفار انجیل کے جیفوں اور ہندوؤں کے ویدوں کے حصص کا ایک ایک ورق پڑھ جاؤ کیا اللہ تعالی کے لئے ایسے پر محبت اور سرایا مہر وکرم اساء وصفات کی ہید گھڑت تم کو وہاں ملے گی؟ ہیں تا ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے لئے ماں اور باپ کا لفظ یہود و نصاری اور ہنوو کی طرح استعمال کرتا جائز نہیں مجھتا مگر اس سے بیہ قیاس کرتا خلطی ہے کہ وہ اس لطف احساس اور مہر وکرم کے جذبات وعواطف سے خالی ہے جن کو بیفر نے اپنامخصوص سرما ہیں بھی جس گر بات بیہ ہے کہ ان روحانی جذبات اور معنوی احساسات کے ساتھ وہ شرک و کفر کی اس صلالت اور گر ابی سے بھی انسانوں کو بچانا جا ہتا ان روحانی جنوں کو مادی اور جسم یعین کے جو ذرای لفظی غلط نبی سے جاز کو حقیقت اور استعارہ کو اصلیت بھی کر کر سرر شتہ حقیقت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

کر لیستے ہیں اور اس لئے وہ اس بلند تر تو حید کی سطح سے بہت نیچے گر کر سرر شتہ حقیقت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

محدرسول الله والمحلم الله والمحلم الله المحلم الله المحلم الله المحلم الله المحلم الله والمحلم الله المحلم الله والمحلم الله المحلم الله والمحلم الله والمحلم الله المحلم الله والمحلم المحلم المحل

" آبُ اور رَبُ" ان دونو ل لفظول کا با ہمی معنوی مقابلہ کرونو معلوم ہوگا کہ عیسائیوں اور یہود یوں کا تخیل اسلام کے مطمع نظرے کس درجہ بہت ہے اب یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے ہا کہ خاص حالت کی بناء پر ایک خاص لحظہ بین قائم ہوتا ہے اور پھر اس کی حیثیت بدل کر پرورش اور حفاظت کی صورت میں وہ بچپن کے ایک محدود و عرصے تک قائم رہتا ہے اس طرح کو باپ کو جٹے کے وجود میں یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے گر یہ تعلق صد درجہ ناقص محدود اور فانی ہوتا ہے اس طرح کو باپ کو جٹے کے وجود میں یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے گر یہ تعلق صد درجہ ناقص محدود اور فانی ہوتا ہے بیٹے کے وجود قیام و بقاء ضرور یات زندگی سامان حیات نشونماء اور ارتقاء کی چیز میں باپ کی ضرورت نہیں ہوتی 'وہ اپنے بیٹے کے وجود قیام و بقاء ضرور یات زندگی سرکرتا ہے گر ذراغور کرو کیا عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان جو ربوا و باپ ہا ہاں کا انقطاع کسی وقت ممکن ہے کیا بندہ اپنے خدا ہے ایک دم اور ایک لحد کے لئے بھی بے نیاز اور مستغنی ہوسکتا ہے کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات ہے۔

ر بو بیت (پرورش) عبدومعبود اور خالق و مخلوق کے درمیان اس تعلق کا نام ہے جو آغاز ہے انجام تک اور پیدائش ہے دفات تک بلکہ وفات کے بعد ہے ابد تک قائم رہتا ہے جوا کیے لیے منقطع نہیں ہوسکتا' جس کے بل اور سہارے پر دنیا اور دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے' وہ گہوارہ عدم ہے لے کرفنائے محض کی منزل تک ہرقدم پر ہرموجود کا ہاتھ تھا ہے رہتا ہے۔انسان ذرہ ہو یا بصورت غذا قطرہ آ ہو یا قطرہ خون مضغہ گوشت ہو یا مخت استخوان شکم مادر میں ہو یا اس سے باہر، بچے ہو یا جوان او چیز عمر ہو یا بوڑھا' کوئی آن کوئی لھے رہ سے مہر وکرم اور لطف و محبت سے مستخنی اور بے یا زنبیں ہوسکتا۔

علاوہ ازیں باپ اور بیٹے کے الفاظ سے مادیت' جسمانیت' ہم جنسی اور برابری کا جو تخیل پیدا ہوتا ہے' اس سے رب کیک قلم پاک ہے' اور اس میں ان صلالتوں اور گمراہیوں کا خطرہ نہیں جن میں نصرانیت اور ہندویت نے ایک عالم کو مبتلا کررکھا ہے۔

ان آیوں اور حدیثوں کو دیکھوجن سے بیروش ہوتا ہے کہ اسلام کا سینداس ازلی وابدی عشق ومحبت کے نور سے کس درجہ معمور ہے اور دہ خخانہ الست کی سرشاری کی یاد بہتے ہوئے انسانوں کو کس طرح ولا رہا ہے اسلام کا سب سے پہلا تھم ایمان ہے ایمان کی سب سے بوی خاصیت اور علامت '' حب النمی'' ہے اور بیدوہ دولت ہے جواہل ایمان کی پہلی جماعت کو عمل نصیب ہو چکی تھی زبان النمی نے شہادت دی۔

﴿ وَالَّذِينَ امَّنُوا آشَدُ حُبًّا لِلَّهِ ﴾ (بتره)

جوا بمان لائے جی وہ سب سے زیادہ خدا سے مجت رکھتے ہیں۔

اس نشر محبت کے سامنے باپ ٔ ماں ٔ اولا و بھائی' بیوی ٔ جان و مال ٔ خاندان سب قربان اور نثار ہو جاتا جا ہے ٔ ارشاد الا سر

﴿ إِذْ كَانَ ابْنَاوُكُمْ وَابْنَاوُكُمْ وَابْحُوانُكُمْ وَاَزُوَاحُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَامُوالُ ، افْتَرَفْتُمُوهَا وَيْحَارَةٌ تَنْخُضُونَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنُ تَرُضُونَهَا آخَبُ الْبُكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَحِهَادِ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبِّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِآمُرِهِ ء ﴾ (تربـ٣٠) اگرتمھارے باپ ہمھارے بیٹے ہمھارے بھائی ہمھاری ہویاں اور تمھارا کنیہ اور وہ دولت جوتم نے کمائی ہے اور وہ سوداگری جس کے مندایز جانے کاتم کواندیشہ ہے اور وہ مکانات جن کوتم پیند کرتے ہوخداا وراس کے رسول اوراس کی راہ میں جہاد کرنے ہے تم کوزیادہ محبوب اور پیارے ہیں تو اس وقت تک انتظار کروکہ خداا پنافیصلہ لے آئے۔ ایمان کے بعد بھی اگر نشر محبت کی سرشاری نہیں ملی تو وہ بھی جادہ حق سے دوری ہے۔ چنانچہ جولوگ کہ راہ حق سے بھٹکنا جا جے تھے ان کو یکار کرسنا دیا گیا۔

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ امْنُوا مِنْ يَرْتَدُّ مِنْكُمْ عَنُ دِينِهِ فَسَوُفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُجِبُّهُمْ وَيُجِبُّونَهُ ﴾ (مائده) مسلمانو! اگرتم میں ہے کوئی اپنے دین اسلام ہے پھر جائے گاتو خدا کواس کی پچھ پرواہ نیس وہ الیے لوگوں کولا کھڑا کرے گاجن کووہ پیارکرے گا وروہ اس کو پیارکریں گے۔

حفرت می بیجانی علامات سے پیجانی جاتی ہے۔ تم کوزید کی محبت کا دعویٰ ہے گر نہ تمہارے دل میں اس کے دیدار کی تڑپ ہے نہ بسمانی علامات سے پیجانی جاتی ہے۔ تم کوزید کی محبت کا دعویٰ ہے گر نہ تمہارے دل میں اس کے دیدار کی تڑپ ہے نہ تمہارے سینہ میں صدمہ فراق کی جلن ہے ،اور نہ آ تکھوں میں جمر و جدائی کے آنسو ہیں ،تو کون تمہارے دعویٰ کی تصدیق کرے گا'ای طرح خدا کی محبت اور پیار کے دعویدارتو بہتیرے ہو سکتے ہیں گراس فیرمحسوس کیفیت کی مادی نشانیاں اور ظاہری علامتیں اس کے احکام کی بیروی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ خدا کے رسول کواس اعلان کا حکم ہے۔

﴿ إِنْ کُنْتُم تُحِدُونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِ نِنَی یُحْدِبُکُمُ اللّٰهُ ﴾ (آل عمران)

﴿ إِنْ كُنْتُمُ تُحِبُّوُنَ اللَّهَ فَاتَبِعُونِي يُحْبِبُكُمُ اللَّهُ ﴾ (آل مران) اگرتم كوخدات محبت باقوميري پيروي كروكه خدا بهي تم كوپياركر عا-

مبت كيونكر حاصل بوؤوى محمدى في اس رتبه بلند كے حصول كى تدبير بھى بتادى قرمايا: ﴿ إِنَّ اللَّهِ يُنَ امْنُوا وَعَصِلُوا الصَّلِختِ سَيَحْعَلُ لَهُمُ الرَّحْضُ وُدًا ﴾ (مريم)

جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے رحمت والاخداان کے لئے محبت پیدا کرے گا

اس آیت میں محبت کے حصول کے ذریعے دو بتائے گئے ۔ایمان اور ممل صالح لیعنی نیک کام چنانچہ طبقات انسانی میں متعددایسے گروہ ہیں جن کوان ذریعوں سے خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (١ مه)

خدا نی کرنے والوں کو بیار کرتا ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ ﴾ (بقره)

خدالوبركرنے والول كو پياركرتا ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَوْتِكِلِيْنَ ﴾ ( آل مران)

خداتو کل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ (ما مو وجرات)

خدا منصف مزاجول کو پیارکرتا ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِبَنَ ﴾ (اقب)
خدا رِبِيرُ گاروں كو بيار كرتا ہے۔
﴿ إِنَّ اللَّهُ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ ﴾ (سف)
خدا ان كو بيار كرتا ہے جواس كے راستہ من اڑتے ہيں
﴿ وَ اللَّهُ يُحِبُّ الصَّبِرِيُنَ ﴾ (آل عران)
اور خدا مَركر نے والوں كو بيار كرتا ہے۔
﴿ وَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّقِرِيُنَ ﴾ (آل عران)
اور خدا مي كرم نے والوں كو بيار كرتا ہے۔
﴿ وَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّقِرِيُنَ ﴾ (أقب)

منداحمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا''اللہ تعالیٰ تین قتم کے آ دمیوں ہے جبت کرتا ہے اور تین قتم کے آ دمیوں کو پیار نہیں کرتا' محبت ان ہے کرتا ہے جو خداکی راہ میں خلوص نیت کے ساتھ اپنی جان فداکرتے ہیں اوران ہے جو اپنے پڑوی کے ظلم پر صبر کرتے ہیں اوران ہے جو وضو کرکے خداکی یاد کے لئے اس وقت اٹھتے ہیں جب قافلہ رات کے سفر سے تھک کر آ رام کے لئے بستر لگا تا ہے تو وہ وضو کرکے خداکی یاد کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں' اور خداکی محبت سے محروم ہیں تیں ابرائے والامغروز' حیان دھرنے والا بخیل جھوٹی قتمیں کھا کھا کریال بیچنے والاسوداگر لے

دنیا کے پیش وسرت میں اگر کوئی خیال کا کا نئاسا چھتا ہے اور ہمیشانسان کے پیش وسر ورکو مکدراور مبغض بناکر بفکری کی بہشت کوفکر وغم کی جہنم بنا دیتا ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یا داور مستقبل کی بے اطمینانی ہے۔ پہلے کا نام حزن وغم ہے اور دوسرے کا نام خوف و دہشت ہے۔ غرض غم اور خوف یہی دو کا نئے ہیں جوعا جز و در ماندہ انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ چہتے رہے ہیں ، لیکن جو مجبوب حقیقی کے طلب گاراوراس کے والہ وشیدا ہیں ان کو بشارت ہے کہ ان کے عیش کا چمن اس خارزارے یاک ہوگا۔

> ﴿ آلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا حَوُثَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ (يأس) بال خداك دوستول كوندكونى خوف بأورندوه ممكين جول كـــ

محبت کا جوجذبہ بڑے کوچھوٹے کے ساتھ احسان نیکی درگذراور عفو و بخشش پر آ مادہ کرتا ہے اس کا نام''رجم''ادر ''رحمت'' ہے اسلام کا خدا تمام تر رحم ہے۔اس کی رحمت کے فیض سے عرصہ کا نئات کا ذرہ ذرہ سیراب ہے۔اس کا نام رحمان درجیم ہے۔ جو بچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کاظہور ہے وہ نہ ہوتو بچھ نہ ہو۔ای لئے اس کی رحمت سے ناامیدی جرم اور مالیوی گناہ ہے۔ بجرم سے مجرم اور گنجگار سے گنجگار کو وہ نو از نے کے لئے ہمہ وقت آ مادہ و تیار ہے۔ گنجگاروں اور مجرموں کو وہ محمد رسول اللہ و تھھا کی زبان سے میرے بندو! کہہ کرتملی کا یہ پیام بھیجتا ہے۔

﴿ قُلُ يَنْعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسُرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمُ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحَمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ حَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ ﴾ (درم) اے پیفیبر! میرے ان بندوں کو پیام پہنچا ہے۔ جنہوں نے اپنی جانوں پرظلم کیا ہے' کہ وواللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اللہ یقیناتمام گنا ہوں کو پخش سکتا ہے بے شک وہی بخشش کرنے والا اور رحم کھانے والا ہے۔ فرشتے حضرت ابراہیم" کو بشارت سناتے ہیں تو کہتے ہیں ۔

﴿ فَلَا تَكُنُ مِّنَ الْقَانِطِينَ ﴾ (جر)

تم ناامید ہونے والول میں سے نہ ہو۔

غلیل الله اس رمزے تا آشانہ تھے کہ مرتبہ خلعت محبت ے مافوق ہے۔اس لئے جواب دیا:

﴿ وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الصَّالُّونَ ﴾ (جر)

"ا پے پروردگارکی رحمت ہے کمراہ لوگوں کے سوااورکون ناامید ہوتا ہے۔"

بندوں کی جانب سے خدا پرکوئی پابندی عائد نہیں گراس نے خودا پنی رحمت کے اقتصاب اپناو پر پہتے چیزیں فرض کرلی ہیں من جملہ ان کے ایک رحمت بھی ہے۔ خدا مجرموں کو سزا دے سکتا ہے وہ گنہگاروں پر عذا ب بھیج سکتا ہے وہ سے کاروں کو ان کی گستا نیوں کا مزہ چکھا سکتا ہے۔ وہ غالب ہے، قاہر ہے جہار ہے منتقم ہے کین ان سب کے ساتھ وہ عفار وغفور ہے، رحمان درجیم ہے رو ف وغفو ہے اور سب سے بڑھ کریے کہ اس نے اپنے او پر رحمت کی پابندی خود بخو دعا کد کرلی ہے اور اس نے او پر اس کو فرض کر دان لیا ہے۔

﴿ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرُّحْمَةُ ﴾ (انعام)

اللدنے ازخودا ہے او پر رحمت کولا زم کر لیا ہے۔

قاصدخاص کو علم ہوتا ہے کہ ہمارے گنهگار بندوں کو ہمارے طرف سے سلام پہنچاؤ اور تسلی کا یہ پیام دو کہ اس کا باب رحت ہروقت کھلا ہے۔

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتُ كُلُّ شَيْءٍ ﴾ (افراف)

اور میری رحت ہر چیز کو تھیرے ہے۔

بخاری و تر ندی وغیرہ کی سیح حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالی نے جب اس عالم کو پیدا کیا تو اس نے اپ دست خاص ہوتا خاص ہے او پر دھت کی پابندی عا کدکر لی جامع تر ندی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فر مایا کہ اگر مومن کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کے باس کتناعقاب ہے تو وہ وجنت کی طمع نہ کرتا اور اگر کا فرکو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کی رحمت کس قدر بے حساب ہے تو

وہ جنت سے مایوس نہ ہوتا ہے اسلام کے تخیل کی سیجے تعبیر ہے۔ بارگاہ احدیت کا آخری قاصد اپنے دربار کی جانب سے کنہگاروں کو بشارت سنا تا ہے کہ اے آ دم کے بیٹو! جب تک تم مجھے پکارتے رہو گے اور مجھ ہے آس لگائے رہو گے میں تمہیں بخشارہوں گاخواہ تم میں کتنے ہی عیب ہوں 'جھے پرواہ نہیں' اے آ دم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ آسان کے بادلوں تک بھی پڑڑج جا کیں اور پھر تم مجھ سے معافی ما گھوتو میں معاف کر دوں خواہ تم میں کتنے ہی عیب کیوں نہ ہوں مجھے پرواہ نہیں۔ اے آ دم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ وال میں کہ کی کو انہوں سے بھری ہوئی تم ہمارے پاس آواس حال میں کہ کی کو شریک نہیں۔ اے آ دم کے بیٹو! اگر پوری سطح زمین بھی تمہارے گناہوں سے بھری ہوئی جم تم ہمارے پاس آواس حال میں کہ کی کو شریک نہیں نہ بناتے ہوئو میں بھی تمہارے پاس پوری زمین بھر مغفرت لے کر آؤں گا کیا انسانوں کے کانوں نے اس رحمت اس محبت اس محبت اس معنوعام کی بشارے کی اور قاصد کی زبان سے بھی تی ہے۔

حضرت ابوابوب مسحانی کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آنخضرت وہیں انے فر مایا کہ''اگرتم گناہ نہ کرتے تو خدااور محلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی کہ وہ اس کو بخشا۔'' کے بینی اللہ تعالیٰ کواپنے رحم وکرم کے اظہار کے لئے گنہگاروں بی کی تلاش ہے کہ نیکوکاروں کوتو سب ڈھونڈتے ہیں' مگر گنہگاروں کوصرف وہی ڈھونڈ تا ہے۔

دنیا میں انسانوں کے درمیان جورتم وکرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر دوستوں عزیزوں قرابت داروں اور اور اور میں میل طاپ اور رہم و محبت ہاور جس کی بنا پر دنیا میں عشق و محبت کے بیشان دار مناظر نظراتہ تے ہیں تم کو معلوم ہے کہ بیاس شاہر حقیق کے سرمایہ مجبت کا کون ساحصہ ہے ؛ حضور و محفظ نے ارشاد فرمایا''اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سوچھے کے ان میں سے ایک حصد پی کافوقات کو عطاکیا' جس کے اگر ہے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں باقی تنانوے جصے خدا کے پاس ہیں'' کے اس لطف و کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس ند بہب نے انسانوں کو سنائی ہیں اور کس نے گئی گرانسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے؟ میں ہوا' متحابہ نے تھے آ کر کہا انسانوں کو میں ایک واقعہ ندکور ہے کہا یک خدمت میں ہیں ہوا' متحابہ نے تھے آ کر کہا 'خدرت نوری کے جرم میں بار بارگر فی آر بار کا راجا تا ہے۔'' رحمۃ للعالمین کولوگوں کی بیات تا پہند آ کی ۔ فرمایا ' منسانی کولوگوں کی بیات تا پہند آئی فیرمایا میں کولوگوں کی بیات تا پہند آئی۔ فرمایا میت کا درواز و کھول رکھا ہے۔

محدرسول الله والمحالي كالتعليم نے ان عربوں كوجو خداكى محبت كيا خداكى معرفت ہے ہمى نا آشا تھے كس طرح آشائے حقیقت كرديا اوراس ذات اللى كے ساتھا ہى وابنتكى بمجت اور سرشارى كے لطف سے ان كوكس درجہ بہرہ اندازكر ديا۔ بلال موديمو تھے تھے دو پہر كے وقت عرب كى جلتى ہوئى ریت میں ان كولٹا یا جا تا ہے۔ ایک گرم پھران كے سيند پرد کھا جا تا ہے اور خدائے واحد ہے انحراف كے لئے ان كومجود كيا جا تا ہے اور وہ يہ سب تكليفيس اشار ہے ہيں مگرز بان پرصرف

ل جامع ترندی (ابواب الدعوات) ودیگر کتب احادیث محجے۔

ع مندابن منبل جلده سخيه ١٨-

س بخارى كماب الادب مغى ١٨٨٠

سم بخاری کتاب الحدود پاب ما یکرومن لعن شارب الخرصفی ۱۰۰ م

احداحد ' وہی ایک وہی ایک' کا ترانہ لکتا ہے۔ مکہ کا ذرہ ذرہ صدائے تن کا دیمن ہے۔ابوذرغفاری ' یہ جان کر بھی صحن مکہ میں جوش وحدت سے سرشار ہو کر کلمہ ' تو حید کا با آ واز بلنداعلان کرتے ہیں ، ہرطرف سے پھراور ہڈی کی بارش ہوتی ہے۔ بعض لوگ چھڑا دیتے ہیں لیکن جب دوسری صبح نمودار ہوتی ہے تو پھر محبت الٰہی کے گیف وستی کا وہی عالم نظر آتا ہے اور مشرکین کی طرف سے وہی سزاملتی ہے۔ تے

ایک سحانی جورات کومیدان جنگ میں ایک پہاڑ پر پہرہ دینے پر متعین تھے۔وہ اپنی نیندٹا لئے کے لئے خدا کی یاد کے لئے خدا کی یاد کے لئے کھڑے ہوئی ہوئی نیندٹا لئے کے لئے خدا کی یاد کے لئے کھڑے ہوئے اور وہ بدستور محونماز یا ہے،اور وہ بدستور محونماز ایں ۔ان کے ساتھی یو چھتے ہیں کہتم نے نماز کیوں نہیں تو ڈی ، کہتے ہیں کہ ''جوسورہ شروع کی تھی جی نہ چاہا کہ اس کوتمام کئے بغیر چھوڑ دوں ۔'' سی

محدرسول الله والمقائے دو جانشین عین نماز میں زخم کھا کر گرتے ہیں' مگر مقتدیوں کی صف اس باقی اور تی کے سامنے کھڑی ہوکر ہرفانی ومیت ہتی کی محبت سے بے نیاز رہتی ہے۔ای لئے خدانے بشارت دی کہ خداان کامحبوب ہے وہ خدا کے مجوب سے وہ خدا کے مجوب سے دہ خدا کے مجبوب سے دم میں اللہ منہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں اللہ میں اللہ میں اللہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں اللہ میں اللہ میں اللہ میں اللہ میں اللہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں میں اللہ میں الل

مدید میں ایک اللہ والے مسلمان نے وفات پائی اس کا جناز وا فھاتو آنخضرت و کھانے نے فر مایا 'اس کے ساتھ خری کرو کہ اللہ نے بھی اس کے ساتھ فری کی ہے کیونکہ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت تھی '' قبر کھودی جانے گی توفر مایا اس کی قبر کشادہ رکھو کہ خدا نے اس کے ساتھ کشاوگی فرمائی ہے۔ اس بار بار کے اجتمام کو دیکھ کر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ و کھی اس مر نے والے کی موت کا غم ہے۔ فرمایا کہ بال، اس کو خدا اور رسول سے بیار تھا ہے ایک دفعہ رسول اللہ و کھی آئے ہواں مر نے والے کی موت کا غم ہے۔ فرمایا کہ بال، اس کو خدا اور رسول سے بیار تھا ہے ایک دفعہ آئے ہوئے کہ میں مرسورہ کے آخر میں قل طواللہ ضرور پڑھے جب میں جماعت سفر سے لوٹ کرآئی تو خدمت اقد س میں میں واقعہ عرض کیا فرمایا '' ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کھوں کرتے ہیں '' ۔ لوگوں نے پوچھاتو جواب دیا کہ میہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت کیوں کرتے ہیں '' ۔ لوگوں نے پوچھاتو جواب دیا کہ میہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے تو مجھ کواس کے پڑھنے کے بیات مرارک کے سواکسی اور نے بھی سائی ہے؟

صحیح بخاری اور مسلم میں متعدد طریقول سے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے خدمت والا میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا تم نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا

ل سيرة ابن بشام ذكرعدوان أكمشر كيين واسدالغا به جلداصفحه ٢٠٠ مصر\_

ع طبقات ابن سعد تذكره حضرت الوذ رغفاري " \_

م مصحح بخارى وسنن الى داؤ ذ كمّا بالطبهارت بإب الوضو من الدم \_

ع ابن ماجه كتاب البخائز باب ماجاء في حضر القير -

ے مسلم کتاب صلوۃ المسافرین وقصر پاپاب فضل قراۃ قل ہواللہ احد 'بید داقعہ بخاری کتاب الصلوۃ باب الجمع بین السور ثین میں دوسری طرح مروی ہے اوراس میں رسول ادلیہ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

ہے۔ نادم ہوکرشکت دلی ہے عرض کی کہ یارسول اللہ! میرے پاس نہ تو نما زوں کا بڑا ذخیرہ ہے نہ روزوں کا اور نہ صدقات و خیرات کا ، جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس نے مایا تو انسان جس سے محبت کرے گا ای کے ساتھ رہے گا۔ صحابہ نے اس بشارت کوئن کراس دن بڑی خوشی منائی ۔ لِ

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فر مایا جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتہ خاص جبریل ہے کہتا ہے کہ میں فلال بندہ کو بیار کرتا ہوں تم بھی اس کو بیار کروتو جبریل بھی اس کو بیار کرتے ہیں اور آسان والے بھی اس کو بیار کرتے ہیں اور پھر زمین میں اس کو ہر دلعزیزی اور حسن قبول بخشا جاتا ہے۔ کے

سیحی بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہر رہ "رسول اللہ پھٹائے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرما تا ہے کہ 'بندہ اپنی اطاعتوں سے میری قربت کو تلاش کرتار ہتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آ نکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور وہ یا تا ہوں جس سے وہ چلاتا ہے دولت بینعت بیسعادت آستانہ محمدی کے سواکہیں اور نہیں بنتی۔

امام بزار نے مند میں حضرت ابوسعید " ہے روایت نقل کی ہے کہ آنخضرت وہ ایا" میں ان اوگوں کو پہچا نتا ہوں جو نبی ہیں اور نہ شہید ہیں لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے بیدہ لوگ ہیں جن کو فعدا ہے وہ اچھی با تیں بتاتے اور بری باتوں ہے روکتے ہیں۔ " کے بیدہ قابل رشک رتبہ محمد رسول اللہ وہ الحکی سوااور کس کے ذریعہ عطا ہوا۔

امام مالک نے روایت کی ہے کہ آپ نے فر مایا کہ خدا و ند تعالیٰ بیار شاد فر ما تا ہے کہ ''ان کو بیار کرنا مجھ پرلازم ہے جو آپس میں ایک دوسرے کومیری محبت کے سبب سے بیار کرتے ہیں اور میری محبت میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور میری محبت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میری محبت میں ایک دوسرے کے لئے اپنی جان و مال وقف کرتے ہیں'' ہے۔

> ۔۔ یہ محبت الی کی نیرنگیاں اسلام ہی کے پردہ میں نظر آتی ہیں۔

ترفذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا''لوگو! خدا ہے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور خدا کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرواور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت کرو''لے میشتن ومحبت کی دعوت محبوب ازل کے سوااور کون دے سکتا ہے؟

عام مسلمانوں میں پیغیبراسلام کالقب حبیب خداہے دیکھو کہ حبیب ومحبوب میں خلت ومحبت کے کیا کیا ناز و

- ل مسلم كتاب الادب باب المرومع من احب، بخارى كتاب الادب باب ماجاء في قول الرجل ويلك \_
  - ع مسلم كتاب الادب باب اذااحب الله عبدا حبه لعباده م
    - سے بخاری کتاب الرفاق باب التواضع\_
- سي اس كى ہم معنى حديثين ترندى مالك اورشعب الايمان بيعتى من بھى بين ويجھومفكوة كتاب الا داب في حب الله فصل ثاني-
  - ه معکوة باب فرکور۔
  - خلوة مناقب المليت بروايت ترندي \_

نیاز ہیں۔ آپ خشوع وخضوع کی دعاؤں میں اور خلوت و تنہائی کی روحانی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈ ھتے اور کیا مانگئے سے ؟ کیا چاہتے اور کیا سوال کرتے تھے؟ امام احمداور برزار نے اپنی اپنی مندوں میں تر ندی نے جامع میں عاکم نے متدرک میں اور طبرانی نے بچم میں متعدو صحابیوں نے قال کیا ہے کہ آنخضرت و ایک اپنی دعاؤں میں محبت الہی کی دولت مانگا کرتے تھے۔انسان کواس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اورا پنے اہل وعیال کی جان ہے۔ کیکن محبوب خدا کی نگاہ میں میہ چیزیں ہی تھیں۔ دعافر ماتے تھے،خداوندا

﴿ اسئل حبك و حب من بحبك و حب عمل يقرب الى حبك ﴾ (احمر، ترندی، ماکم)

میں تیری محبت ما نگاہوں اور جو تجھے محبت کرتا ہے اس کی محبت اوراس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کردے۔
﴿ اللّٰهِ م اجعل حبك احب الى من نفسى و اهلى و من الساء البارد ﴾ (ترندی و ماکم)
اللّٰی توا پنی محبت کو میری جان ہے الل وعیال ہے اور شعند ہے پانی ہے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا۔
عرب میں شعند اپانی دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں ہے زیادہ گراں اور قیمتی ہے۔ لیکن حضور کی بیاس اس مادی خنک نہد ہے۔ لیکن حضور کی بیاس اس مادی خنک نہد ہے۔ و تعقیم سے دیں میں میں میں دوران اور نیمتوں ہے۔ ایکن حضور کی بیاس اس مادی

عرب یں صدری ہیا گی اس مادی ہے۔ یہ صدری ونیا کی ممام دوموں اور ممنوں سے زیادہ مران اور یہ ہے۔ بین مصوری ہیا گی اس مادی پانی کی خنگی سے نہیں سیر ہوتی تھی۔وہ صرف محبت الہی کا زلال خالص تھا جواس تشکی کوتسکیین دے سکتا تھا۔عام انسان روٹی سے جیس کو کھا ہے۔ جیس کو کھا ہے۔ جیس کو کھا کہ انسان سے جیس کو کھا کہ انسان عبر بھی بھو کا نہیں ہوتا ،حضور دعافر ماتے ہیں:

اللهم ارزقنی حبك و حب من ينفعنی في حبك ﴿ (ترندى) فداوند! توانى محبت اوراس كى محبت جوتيرى محبت كى راوش تافع ٢ محصروزى عطاكر

عام ایمان خدااوررسول پریقین کرنا ہے گرجانتے ہوکداس راہ کی آخری منزل کیا ہے صحیحین میں ہے۔ ﴿ ما کان الله و رسوله احب اليه مما سواهما ﴾ ل

یہ کہ خدااوررسول کی محبت کے آھے تمام ماسوا کی محبتیں بھے ہوجا تمیں۔

بعض فدا کو ماں باپ مجھیں اوراس سے کہ وہ انسانوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ وہ اپنے خدا کو ماں باپ سمجھیں اوراس سے ای طرح محبت کریں جس طرح وہ اپنے والدین ہے کرتے ہیں اور چونکدا سلام نے اس طریقہ تعبیر کواس بتا پر کہ وہ شرک کا راستہ ہمنوع قر اردیا ہے اس لئے ان فدا ہب کے بہت سے پیرویہ بچھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ وہ کا کا تعلیم محبت الی کے مقدس جذبات سے محروم ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ بیدوکوئ سرتا پا بے بنیاد ہے بلکہ واقعہ بیہ ہے کہ تعلیم محمد کا بلندی نظر اور محبت کا علوئے معیاران غدا ہب کے پیش کردہ نظر و معیار سے بہت بالا ترہے۔قرآن مجید کی بیآ یت یاک بھی اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کی جا چکی ہے۔

﴿ فَاذُكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِ كُمُ ابَاءَ كُمُ أَوُ اَشَدٌّ ذِكْرًا ﴾ (بقرور٢٥) تم خداكواس طرح يادكروجس طرح اپنے باپوں كو يادكرتے ہو بلكساس سے بہت زيادہ يادكرو۔ ليكن احاديث سے ہمارا بيد دوئ اور بھى زيادہ واضح ہوجا تا ہے لڑائى كا ميدان ہے دشمنوں ہيں بھاگ دوڑ مجى ے جس کو جہاں امن کا گوشہ نظر آتا ہے اپنی جان بچار ہاہے۔ بھائی بھائی ہے، ماں بچہ ہے، بچہ مال سے الگ ہے۔ ای حال میں ایک عورت آتی ہے جس کا بچہ میدان جنگ میں گم ہو گیا ہے۔ محبت کی دیوا گلی کا بیدعالم ہے کہ جو بچہ بھی اس کے سامنے آجاتا ہے اپنے بچہ کے جوش محبت میں اس کو چھاتی ہے لگا لیتی ہے، اور اس کو دودھ بلا دیتی ہے۔ دفعتہ رحمۃ للعالمین کی نظر پڑتی ہے۔ سحا ہے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں'' کیا بیمکن ہے بی عورت خود اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ ہے دہمتی العالمین کی نظر پڑتی ہے۔ سحا ہے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں'' کیا بیمکن ہے بی عورت خود اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ ہے دہمتی آگ میں ڈال دے' لوگوں نے عرض کی'' ہر گرنہیں' فرمایا' تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچے سے ہوا کو اپنے بندوں سے کہیں ذیادہ محبت ہے'' لے

ایک دفعه ایک فرده کے آپ واپس تشریف لارہ ہیں۔ایک فورت اپنی پیکو گود میں لے کرسا منے آتی ہے اور طرض کرتی ہے یارسول اللہ!ایک مال کواپٹی اولا دے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کواپٹے بندوں سے اس سے زیادہ نہیں ہے؟ فرمایا، ہاں ہے شک اس سے زیادہ ہے ہوئی' تو کوئی مال تواپٹی اولا دکوخود آگ میں ڈالٹا گوارا نہ کرے گئ'۔ بیس کر فرطا اثر ہے آپ پر گربیہ طاری ہوگیا' پھر سراٹھا کرفر مایا' خدا صرف اس بندہ کوعذاب دیتا ہے جو سرکھی ہے ایک کودو کہتا ہے۔ ع

آ پائیہ مجلس میں تشریف فرما ہیں ایک سحائی چا در میں ایک پرندکومع اس کے بچوں کے بائدھ کرلاتے ہیں اور واقعہ عرض کرتے ہیں کہ ''یارسول اللہ میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کوافعا کر کپڑے میں لیبیٹ لیا' ماں نے بیرہ یکھا تو میرے سر پرمنڈ لانے گئی میں نے ذرا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فورا آ کرمیرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی' ارشاد ہوا'' کیا بچوں سے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس بھوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا' جومجت اس مال کوانے بچوں کے ساتھ مبعوث کیا تھوں کے ساتھ مبعوث کیا تھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کے ساتھ کو بھوں کو بھوں

ایک صاحب ایک جھوٹے بچکو لے کرخدمت اقدی میں حاضر ہوتے ہیں محبت کا بیرحال تھا کہ وہ ہار ہاراس کو گئے ہے انگائے جاتے ہے آئے خضرت وہ کھا ہان نے اپوچھا کہ کیاتم کواس بچدے محبت ہے ، انہوں نے کہا ہان فر مایا ''تو اللہ کوتم ہے اس سے زیادہ محبت ہے 'جتنی تم کواس بچدے ہے وہ سب رحم کرنے والوں میں سب سے بردار حم کرنے والا سے ''۔ ''کے اللہ کا سے بردار حم کرنے والوں میں سب سے بردار حم کرنے والا سے ''۔ ''کے اللہ کے '' کے اللہ کا سے بردار حم کرنے والوں میں سب سے بردار حم کرنے والوں میں سب سے بردار حم کرنے والا سے ''۔ ''کے ''

جمال حقیقت کا پہلامشاق اور مستورازل کے زیر نقاب چیرہ کا پہلا بند کشا' زندگی کے آخری مرحلوں میں ہے۔ مرض کی شدت ہے بدن بخارہ جل رہا ہے اٹھ کرچل نہیں سکتا' لیکن یک بیک وہ اپنے میں ایک اعلان خاص کی طاقت پاتا ہے محد نبوی میں جان فکار حاضر ہوتے ہیں سب کی نظریں حضور کی طرف گئی ہیں' نبوت کے آخری پیغام کے سفنے کی آرزو ہے' دفعتہ لب مبارک ہلتے ہیں تو بیہ واز آتی ہے'' لوگو! میں خدا کے سامنے اس بات کی براُت کرتا ہوں کہ انسانوں

ل صحح بخارى كماب الادب باب رحمة الولد

ع سنن نسائي اب ماير جي من الرحمة -

س مفكوة بحواله ابوداؤدكماب الاسامياب رحمة الله دغضهد

سع اوب المفروامام بخارى باب رحمة العيال ص ٥ ٤ مصر

میں میراکوئی دوست ہے مجھ کوخدا نے اپنا پیارا بنایا ہے جیسے ابرا تیم کواس نے اپنا پیارا بنایا تھا''۔ لیے بیتووفات سے پہلے کا اعلان تھا'عین حالت نزع میں زبان مبارک پرییکلمہ تھا'' خداوندا! اے بہترین رفیق'' کے

الله تعالیٰ کی کری ورجیمی اس کی بچارہ نوازی عاجزوں اور در ماندوں کی دینگیری اور اپنے گنہگار بندول کے ساتھ اس کی شان بخشش کا ترانہ خودمحمد رسول الله وہ کا نے اپنے کا نول سے سنااور نادم ومتاسف سید کاروں تک اس مڑوہ کو کہ بنچا کران کے شکتہ اور زخمی دلوں پر مرہم رکھا' حضرت ابوؤر شکتے ہیں کہ حضرت رحمۃ للعالمین کے بیہ پیام ربانی ہم کو سنایا۔

'' میرے بندوا تی نے اپنے او پر بھی اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے 'تو ایک دوسرے پر تم ظلم نہ کیا کروا سے میرے بندوا تم میں ہرا یک بھراہ تھا نہاں جس کو میں نے کھلا یا' تو جھے است پوچھو میں بناؤں گا' سے میرے بندوا تم میں ہرا یک بھوکا تھا' لیکن جس کو میں نے کھلا یا' تو جھے کھا ناما گو میں تم کو کھلاؤں گا' سے میرے بندوا تم میں ہرا یک بھی ہرا کہ بندوا تم دن رات گناہ کرتے ہوا اور بھی نظام نے بندوا تم دن رات گناہ کرتے ہوا اور بھی ہو نے اور بوٹ مرداور کورت تم ہو اور بھی بھی ہو نے اور بوٹ مرداور کورت و بھی نظام بھی ہے' اے میرے بندوا اگر تمہارے اسے بھی نہوں اور اس کی ایک ہو ہو نے اور بوٹ مرداور کورت و بندوا اگر تمہارے اسے میرے بندوا اگر تمہارے بندوگا اے میرے بندوا اگر تمہارے اسے میرے بندوا اگر تو بھی کی نہ ہوگر کی کو کو ایس کی کو کی کو کی کو کی کو کو کی ک

یہ مجت کا نغمدازل دنیائے محمد رسول اللہ ﷺ بی کی زبان مبارک سے سنا میں وتشفی کا پیام آپ بی کے مبارک ایوں کے مبارک ایوں کے مبارک ایوں کے مبارک ایوں کے دکھانے سے ہم کونظر آیا اور گنہگاروں کو مبارک ایوں سے دوا ہوا میں خود کرم کے بحر بیکراں کا بیساحل امید آپ بی کے دکھانے سے ہم کونظر آیا اور گنہگاروں کو اسمیر سے بندؤ 'کہدکر پکارے جانے کی عزت آپ کے وسیلہ سے کمی کا تھا۔

ل صحیمسلم تناب المساجد۔

ع مستج بخاری و کروفات نبوی۔

سے مسلم وزندی کتاب الزید و منداحمد بن مغبل جلد ۵ صفحہ ۱۹ اوصفحہ و کا اوادب المفرد امام بخاری باب الظلم ص ۹۵ مصر میں نے سیج مسلم کی بردایت سامنے رکھی ہے لیکن بعض الفاظ مستدے لے کر بوحا دیتے ہیں اس کے بعض بعض مکڑے انجیل میں بھی ملتے ہیں (دیکھو متی ۲۵۔ ۲۵) مگر دونوں کے ملانے ہے تاتص وکا ل کا فرق نمایاں ہوتا ہے جوناتص اور کا مل میں ہونا جائے۔

# فرشتول يرايمان

## رَ مَلْئُكُتهِ

ملائکہ کا لفظ جمع ہے اس کا واحد ملک مِلا ک اور مالک تین طرح سے ستعمل ہے اس کے لغوی معنی قاصد اور رسول کے بین ای لئے قرآن پاک میں ملائک کے لئے رسل کا لفظ بھی آیا ہے جس کے معنی قاصداور پیام رسال کے بین ان ہے مرادوہ غیر مادی محموق نیک ہستیاں یاارواح ہیں جواللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق عالم اوراس کے اسباب وعلل کے کاروبارکو چلا رہی ہیں اگرید عالم ایک مشین ہے تو ملائکہ اس کے انجن اور اس کے کل پرزوں کوحرکت ویے والی قو تیں ہیں جوخدا کے مقررہ احکام اورقوا نین کے مطابق ان کوحرکت دے رہے ہیں ٔ اور چلارہے ہیں۔ یعنی وہ خالق اور اس کے محکوقات کے درمیان اس حیثیت ہے ہیام رسانی اور سفارت کی خدمت انجام دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اورمرضی کوان پرالقاءکرتا ہے اوروہ ایک ہےا ختیار محکوم کی طرح اس کو مخلوقات میں جاری اور تا فذکر تے ہیں ان کوخود نہ کو ئی ذاتی اختیار ہےاور نہان کا کوئی ذاتی ارادہ ہے۔وہ سرتا پااطاعت ہیں اور خدا کے حتم ہے ایک سرموتجاوز نہیں کرتے ' محویا ان کی خلقت ہی صرف اطاعت اور فرما نیر داری کے لئے کی گئی ہے و نیا پر رشت یا عمّا ب جو پچھناز ل ہوتا ہے وہ آنہیں کے وربعہ ہوتا ہاور خداا نبیاء پراہے جواحکام اتارتا ہے یاان ہے ہم کلام ہوتا ہے وہ انہیں کی وساطت ہے کرتا ہے۔ ونیا کے تمام غدا ہب بلکہ قدیم یونانی مصری فلسفہ میں بھی اس قتم کی ہستیوں کا وجود تشکیم کیا گیا ہے ٔ صائبی ند ہب میں بیستاروں اور سیاروں کی صورت میں مانے محتے ہیں یونانی' مصری ( سکندری) فلسفہ میں ان کا نام'' عقولِ عشرہ'' ( دس عقلیں) رکھا حمیا ہے اور ساتھ ہی نوآ سانوں میں بھی الگ الگ ذی اراد و نفوس تسلیم کئے گئے ہیں' بلکہ خالص یونانی فلسفہ میں بھی بعض غیر مادی ارواح مجردہ کا پیتالگتا ہے؛ جن میں سب سے اہم لوگس کا تخیل ہے؛ جس مے مقصود وہ اولین ہتی ہے جس كوخدائے تمام كائنات كى خلق كا ذريعيداورواسط قرارويا ہے اور جس كوامل فلسفة عقل اول تيجير كرتے ہيں يارسيوں میں ان ہستیوں کا نام'' امشاسپند'' ہے اوران کی بے شارتعداد قرار دی گئی ہے' یہودی ان کو'' وہیم'' کہتے ہیں'اوران میں ہے خاص خاص کے نام جریل اور میکا ئیل وغیرہ رکھے ہیں عیسائی بھی ان کوانہیں نامول سے یادکرتے ہیں اور جریل وروح القدس وغیرہ الفاظ ہے تعبیر کرتے ہیں مندوؤں میں وہ ویوتاؤں اور دیویوں کے نام سے روشناس ہیں جاہل عرب ان کو خدا کی بیٹیاں کہہ کر یکارتے تھے بہرحال بیتمام مختلف سیح اور غلط نام اور تعبیریں ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں'اور وہ جس سے مراد وہ روحانی وسائط ہیں جو صانع ومصنوعات اور خالق ومخلو قات کے درمیان اس کے حکم ہے عمل پیرا اور كارفر مايس-

مذا ہب سابقہ میں ان غیر مادی ذی روح محلوق ہستیوں کی حیثیت نہایت مشتبرتھی وہ بھی محلوق کہی جاتی تھیں' اور بھی وہ خدائی کے مرتبہ تک بھی بلند کردی جاتی تھیں ہندوؤں کے دیوتاؤں اور دیویوں کی یہی صورت تھی یارسیوں میں امتا سپند کا بھی یہی حال تھا کہ بھی ان کی حیثیت فرشتوں کی تھی جمعی وہ خدا کے مقابل بن جاتی تھیں اور بھی خدا امشاسپندوں میں سے ایک ہوجا تا تھا' ہندوؤں کی طرح پارسیوں میں بھی وہ قابل پرسٹش بھی جاتی تھیں'ان کے نز دیک

صائیوں میں ان فرشتوں کی قربانی کی جاتی تھی ان کے بیکل بنائے جاتے تھے ان کومظہر خداتشلیم کیا جاتا تھا' عربوں میں فرشتے مادہ سمجھے جاتے تھے وہ خدا کی بیٹیاں کہدکر پکارے جاتے تھے اوران کی پرستش ہوتی تھی' اور سمجھا جاتا تھا کہوہ خدا کے دربار میں سفارشی ہوتے کے بیٹانیوں میں عقل اول اور عقول عشرہ تمام عالم کے خالق و کارفر ماومرجع کل مانے سمجے اور خدا کو معطل کھہرایا گیا۔

تتليم كرنا يزاكه

﴿ سُبُحْنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمُتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾ (بقره ٢٦) ولا إلى مَا عَلَّمُتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾ (بقره ٢٦) تو پاك بهم كوكونى علم بين ليكن وه جوتون بم كوسحايا بي شك تو جائے والا اور حكمت والا ب-

اس قصد نے شروع ہی میں بیرواضح کردیا کہ وہ ستیاں جن کو دوسرے مذاہب نے انسانوں کا دیوتا 'انسانوں کا فیوتا 'انسانوں کا خداونداور بھی خدا کا ہمسراور متصرف مطلق قرار دیا تھا 'اسلام میں ان کی حیثیت انسان کے مقابلہ میں کیا ہے؟ انسان اور فرشتے خدا کے سامنے برابر کے محلوق اور بندے اور بیساں عاجز و درماندہ میں 'انسانوں کو مادی اشیاء پر حکومت خاص بخشی فرشتے خدا کے سامنے برابر کے محلوق اور بندے اور بیساں عاجز و درماندہ میں 'انسانوں کو مادی اشیاء پر حکومت خاص بخشی گئی کہ اپنے نفع ونقصان کے لئے ان سے کام لے سمیں اور ملائکہ کوا بیخ حضور میں متعین فرمایا کہ دوہ آسان و زمین اور پوری مملکت الی میں اس کے احکام کی تھیل و تحقید کریں۔

دنیا میں اللہ تغالی نے اسباب وعلی کا ایک سلسلہ پیدا کیا ہے جو ہر جگہ کارفر ما نظر آتا ہے لوگ انہیں ظاہری اسباب وعلی کو دیکھ کر دھوکا کھاتے ہیں اوران کی پرستش کرنے لگتے ہیں مثلاً آگ جلاتی اور روشن کرتی ہے اس کو دیکھ کرآتش پرست اور مادہ پرست یعین کرتے ہیں کہ خوداس آگ میں جلانے کی طاقت ہے کین فرق میہ ہے کہ آتش پرست اس کے آگے بجدہ میں کر پڑتے ہیں مادہ پرست کو اپناسراس کے آگے بیس جھکاتے مگران کا دل جھک جاتا ہے اور پرست ایمان رکھتے ہیں کہ بیدطاقت خودای آگ کے اندر ہے۔ کچھلوگ ہیں جو بچھتے ہیں کہ جلانے کی طاقت آگ میں نہیں بلکہ اس کا ایک مستقل و یو تا یا فرشتہ ہے جواس پر حکران ہے اوروہ اس آگ کے فرمانروا کے سامنے جھک جاتے ہیں اسلام کے نظر یہ تو حید نے اس شرک کو بھی مثایا اور بتا یا کہ آگ اور آگ کا اگر کوئی فرشتہ ہے تو وہ کل کے گل ای ایک رب العالمین اورفر مانروا سے ارض وساکے تھم کے تالی ہیں اس کے آگے جھکنا جا ہے اورای کی بندگی کرنی جا ہے۔

اسلام میں فرشتوں کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا جواب ان نصوص سے ٹل سکتا ہے جوان کے کا موں کے متعلق قرآن میں مذکور ہیں ان سے بیر ظاہر ہوتا ہے کدان سے مرادوہ غیر مادی ذی روح ہتیاں ہیں جواحکام اور پیغام اللی کو دنیائے خلق تک پہنچاتے اور نافذ کرتے ہیں اور ان اسباب وعلل کوجن کو مادہ پرست ذاتی طور پر موثر جانے ہیں اور جن کو بت پرست دیوتاؤں کا کرشہ ہجھتے ہیں ان کوفر شتے احکام اللی کے مطابق کام میں لگاتے ہیں اور مرضی اللی کو پورا کرتے ہیں۔

عقلی حیثیت سے بیعقیدہ بھی ای طرح قبول اور انکار کے قابل ہے جس طرح عقلیات کے دوسرے عقائد اور نظریے ہیں جن کی تقد لین یا تکذیب عقل کی دسترس سے باہر ہے اس لئے اس عقیدہ کو یہ کہہ کرکوئی رد کرنے کی جرات خبیں کرسکنا کہ پیرخلاف عقل ہے بلکہ جس طرح قیاسات اور عقلی تکتہ پردازی سے دوسرے عقلی مباحث کا فیصلہ کیا جاتا ہے وہی یہاں بھی کارگر ہے اشیاء میں خصائص اور لوازم کے وجود اور ان کے اسباب وعلل کا مستلہ عقلاء میں ہمیشہ اختا فات کا دنگل رہا ہے اور یہ عمہ آج بھی ای طرح لائی ہے جس طرح پہلے دن تھا اس کا حل سائنس کی مادی تحقیقات اور تجربوں دنگل رہا ہے اور یہ عمہ آج بھی ای طرح لائی گئی کے سلے دن تھا اس کا حل سائنس کی مادی تحقیقات اور تجربوں کی طاقت سے باہر ہے اور فلسفہ بھی اس کی تھی کے سلجھائے سے عاجز ہے اس لئے اگر حکمائے طحد بن کی شاہراہ سے الگ ہٹ کراس کے حل کی کوئی صورت ارباب فدا ہو ۔ نکالی ہے تو وہ می اعتراض نہیں ہو عتی اور نہ وہ خل اعتراض نہیں ہو عتی اور نہ وہ خل واسباب ہی جا کہ کا نکات کے حوادت میں جس طرح مادی علل واسباب کار فر ما ہیں ای طرح ان سے بالا تر روحانی علل واسباب ہی

ساتھ ساتھ کارفر ماجین ان دونوں متم کے تو افتی سے حوادث کا وجود ہوتا ہے بہی سبب ہے کہ انسان اکثر مادی علل واسبب
موجود ہونے یا نہ ہونے کے باوجود اسباب کے کا میاب نے کام ہوتا ہے اوراس کا نام '' بخت وا تفاق' رکھتا ہے حالا نکہ
مسئلہ علل واسباب کو ماننے کے بعد بخت وا تفاق کوئی چیز نہیں ان روحانی علل واسباب کا سررشتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی
سے ان فرشتوں کو ہرد کیا ہے جو فرمانیر دار چاکروں کی حیثیت سے اس نظام عالم کو چلا رہے ہیں ہمارے اور دوسرے
مشکلمین اور حکماء کے درمیان فرق ہے کہ دومل گلہ کی تعییر اسباب وعلل کے '' قوائے طبعی' سے کرتے ہیں اور ہم'' قوائے
روحانی' سے۔

اس تقریرکا یہ مشائیں ہے کہ اشیاء میں خواص اور طبائع اور اس مادہ کی ملکیت میں مقررہ طبعی اصول وقو انمین موجود نہیں ہے اور نہ یہ مشاہ ہے کہ خود اشیا اور مادہ کے ذرات کے اندر کوئی خواص وطبائع اور مادہ کے اجزائے عضری کے اندر بالطبع کوئی اصول ود بعت نہیں ' بلکہ یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے از لی اندازہ (تقدیر) کے مطابق ہر چیز کے خصائص وطبائع اور اصول و قانون مقرر کر کے ملائکہ تھم دیا ہے کہ وہ ان کوئیس اصول و طبائع مقررہ کے مطابق جلاتے رہیں۔

میسائص وطبائع اور اصول و قانون مقرر کر کے ملائکہ تھم دیا ہے کہ وہ ان کوئیس اصول و طبائع مقررہ کے مطابق جلاتے رہیں۔

میسائص وطبائع اور اصول و قانون مقرر کر کے مالکہ جرعاند ارستی ہے محلوقات کی دوئتمیں ہیں اور کی روح اور غیر ذک روح اور غیر ذک روح اور خیر دی روح اور خیر دی روح اور اسول اس کے ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء بلکہ ہرعضو کے ایک ایک دگ دریشہ پر حکر ان اور مسلط ہے بایں ہمہ وہ روح اصول اس کے ہاتھ پاؤں ان اعضاء ہے گام لیتی ہے اور ان اصول سے باہر نہیں جاتی اس کے طرح غیر ذکی روح اشیاء پر ایروباد سے کردریا پہار جرن اور جاتی کی مقررہ کے اور ان اصول سے باہر نہیں جاتی ان اعضاء ہے کا تم رہی ہوائی اضاف کے دریوباد سے کردریا پہار جرن اور جاتی ہوں دوج انہ ہوں اور کا مقررہ کے اندریک ان ان عام کے دریوباد سے کا میں جو تغیرات کا صدرہ خواص وطبائع ہی کے سہارے کرتی ہے ای مرح سے کا دراعضاء کے دریوبات مقررہ خواص وطبائع ہی کے سہارے کرتی ہائی طرح سے نہیں مقررہ خواص وطبائع ہی کے سہارے کرتی ہائی طرح سے نہیں۔

مفوضہ فرائش انجام و سے ہیں۔

یکیانی 'ہم رنگی اور عدم اختلاف پایا جاتا ہے' اور یہی فطرت' طبیعت اور نوش خاصیت کی اصطلاحات کی صورت میں ہمارے لئے دھوکے اوراشتہاہ کا باعث بن جاتا ہے۔

ا۔ اب ہم گوتعلیمات نبوی لیعنی آیات واحادیث سے ملائکہ کی حقیقت گوروش کرنا جا ہے' ملائکہ کی سفارت و پیام رسانی ' بیعنی خالق کے احکام اور مرضی کومخلوقات تک پہنچانا اور ان میں ان کا بے اختیار ہونا' ان دوآیوں سے ٹابت ہوتا ہے

﴿ اَللّٰهُ يَصْطَفِيُ مِنَ الْمَلْفِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ﴿ إِنَّ اللّٰهُ سَجِئُعٌ بَصِيرٌ ، يَعُلَمُ مَا بَيْنَ اَيُدِيْهِمُ وَمَا خَلْفَهُمُ وَالِّي اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُورُ ﴾ (الح ٢٠ـ٥١)

خدا ہی ہے جوفرشتوں اور آ ومیوں میں سے پیام رسال اور قاصد منتخب کرتا ہے ہے۔ شک خدا سننے والا اور و کیمنے والا ہے اور ان کے آ گے اور پیچھے کا حال جانتا ہے اور تمام کا موں کا مرجع خدا ہی ہے۔

لیعنی پیام رسانی اور سفارت کے سواان کواصل حکم میں کوئی وخل نہیں ٔ اختیارات سب خدا کے ہاتھ میں ہیں اور وہی تمام امور وانتظامات کا مرجع کل ہے' دوسری جگہ ہے۔

﴿ الْمَحْمُدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمْوَاتِ وَالْارْضِ جَاعِلِ الْمَلْيَكَةُ رُسُلًا أُولِيُ اَجْنِحَةً مَّتُنَى وَثُلَثَ وَرُبُعَ مَ يَوْيَدُ فِي الْحَلُقِ مَايَشَاءُ وَإِنَّ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَهُو الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (فاطران) ورُحْمَةٍ فَلَا مُمُسِكَ لَهَا وَمَا يُمُسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُو الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (فاطران) حمد مواس خداكى جوآ سانوں كا اورزيمن كا پيدا كرتے والا بُ اورفرشتوں كودودوقين تمن اور چار چارشير بازووں والے بيام رسال بنائے والا بُ وہ بيدائش في جو چا برحاد نوه جرچز پرقادر بُ وہ لوگوں كے لئے رحمت كول توكون الى الله بيدا موروق والا بين اور جوروك و يواس كيواكون كے الله رحمت كول آئيس اوروه قالب ودانا ہے۔

اس آیت پاک میں بھی بھی مجی حقیقت ظاہر کی گئی ہے کہ بید طائکد سفار نت اور درمیا تھی کے علاوہ اور کوئی اختیار نہیں رکھتے 'رحمت کے دروازوں کا کھولنے والا اور بند کرنے والاصرف خدائی ہے 'یا تعلیم اس غلط عقیدہ کی تر وید میں ہے کہ ان فرشتوں ودنیا کی حکمرانی اور انتظامات میں کوئی ذاتی وظل ہے 'یاان میں الوہیت اور رپو بیت کا کوئی شائبہ بھی ہے 'یاوہ پرستش کے قابل بھی ہیں یاان کی دہائی بھی یکارنی جائے۔

 موت کے وقت روح کا تبض کرناا نہی ہے متعلق ہے۔ ﴿ قُلْ يَتَوَفَّكُمُ مُلَكُ الْمَوْتِ الَّذِی وُ جُلَّ بِکُمُ ﴾ (مجده) کهددوکه موت کا فرشتہ جوتم پر مقرر ہے وہ تم پر موت طاری کرےگا۔

﴿ وَلَـوُ تُـرَى إِذِ الطَّلِمُونَ مِنْ عَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَقِكَةُ بَاسِطُوا آيَدِيْهِمُ آخَرِجُواۤ آثَفُسَكُمُ ﴾ (انعام ٩٢٠)

اورا گرد مجھوتم جب گنهگار موت کے عمرات میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ہوں گرنگالوا پی جانوں کو۔ ﴿ وَلَوُ تَرِٰی إِذُ يَتَوَفَّى الَّذِيُنَ كَفَرُوا الْمَلْفِكَةُ ﴾ (انفال۔)

اورا گرد يكهوجب فرشت كافرول كوموت دے رہے ہول۔

اس کے ہم معانی اور بھی کئی آیتیں ہیں ان آیوں سے ظاہر ہے کہ تھم الٰہی کے مطابق موت وفنا کی تدبیر علل و اسباب کی انہی روحانی ہستیوں ہے متعلق ہے۔

د نیا میں کسی شے کے وجود وا نقلاب و فنا کے لئے کسی ایک علت وسب کا وجود کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ
اس کے متعلقہ علل واسباب کی تمام کڑیاں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے کی معاون ہوں اور موافع اور عوائق معدوم ہوں ئیہ
متعلقہ علی واسباب کا تو افق اور موافع کا انسداد تہ ہیر ہے گیم الہی ان طائکہ کے پرو ہے گے ای لئے بھی اس تہ ہیر کو
اللہ تعالی اپنی طرف منسوب کرتا ہے بعد ہوالا مر (وہ کام کی تدبیر کرتا ہے) اور بھی اس کو طائکہ کی طرح منسوب کرتا ہے۔
اللہ تعالی اپنی طرف منسوب کرتا ہے بعد ہوالا مر (وہ کام کی تدبیر کرتا ہے) اور بھی اس کو طائکہ کی طرح منسوب کرتا ہے۔
﴿ وَ السَّنْرِ عَلْتِ غَرُقًا ہِ وَ السَّنْسِطْتِ نَشَطًا ہِ وَ السِّبِ خَتِ سَبُحًا ہِ فَالسَّبِ قَتِ سَبُقًا ہِ
فَالْمُدَ ہِرَّاتِ اَمُرًا ﴾ (نازعات ۱۵۔۱)

ڈوب کر (روحوں کے) تھینچنے والوں کی تتم ہے (رگوں کی) گرموں کو کھو گئے والوں کی تتم ہے (اس فضائے آسانی میں) تیر نے والوں کی مجرووڑ کر (مادی اسباب وعلل پر) آھے بڑھ جائے والوں کی مجرکام کی تدبیر کرنے والوں کی ۳۔ یہی ملائکہ خدااور رسولوں کے درمیان بھی سفیر ہیں۔

﴿ أَوْ يُرُسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَايَشَآءُ ﴾ (شورى)

یا خدا آ دمی سے اس طرح با تیس کرتا ہے' کہ اپنا ایک سفیر بھیجتا ہے' تو و و اس ( خدا ) کی اجازت سے جو و ہ ( خدا ) جا ہتا ہے' دمی کرتا ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

﴿ يُنَزِّلُ الْمَلْفِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنُ أَمْرِهِ عَلَى مَنُ يُشَاءُ مِنُ عِبَادِهِ ﴾ ( أحل) خداروح كام المرابع على مَنُ يُشَاءُ مِنُ عِبَادِهِ ﴾ ( أحل) خداروح كام المحاملة المرابع على من يشاء من يرجا بها مها المارة الم

﴿ فَائَّهُ نُرُّلَهُ عَلَى قُلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ ﴾ (جرو)

جریل فرشتہ نے اس قرآن کو خدا کے تھم ہے تہارے دل پراتارا

" یوگوں پر بشارت اور عذاب لے کر بھی اتر تے ہیں۔

و وَلَقَدُ جَاءَ تَ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشُوری ﴾ (ہود)

مارے سفیرا براہیم کے پاس بشارت لے کراترے۔

مارے سفیرا براہیم کے پاس بشارت کے کراترے۔

ای طرح حضرت ذکر یا اور مریم علیجا السلام کو انہوں نے بشارت دی۔

و اِنَّمَا آنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ عُكَرِمًا زَكِيًا ﴾ (مریم)

میں تیرے پروردگار کا فرستادہ ہوں کہ تجھے ایک پاک اڑکا بخشوں۔

عضرت لوط آئے پاس ان کی قوم کی بربادی کے لئے آئے اور

فو قالُو ینلُوطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ ﴾ (ہود)

انہوں نے کہا اے لوط ہم تیرے پروردگارے بھیجے ہوئے ہیں۔

انہوں نے کہا اے لوط ہم تیرے پروردگارے بھیجے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد بیفرشتے حضرت لوط" کی قوم پر کوہ آتش فشاں کا منہ کھول دیتے ہیں اور تمام قوم برباد ہوجاتی ہے' یہ کام اگر چہ فرشتوں نے انجام دیا تھا گر اللہ تعالی فرشتوں کے اس فعل کوخود اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ وہ فرشتوں کے ذاتی اختیار کے بجائے خدا ہی کے تھم سے ہوا تھا۔

﴿ فَلَمَّا جَاءَ أَمُرُنَا جَعَلُنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمُطَرُنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنُ سِجِيلٍ مَّنُضُودٍ ﴾ (١٠٥٠) جب حاراتكم آيا' توجم نے اس كے اوپركو ينچے اور نيچے كو اوپر كرديا (لين زمين الث دى) اور اس پرت به تاہم وں كى بارش كى۔

﴿ مَا يَكُفِظُ مِنُ قَوُلِ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَنِيدٌ ﴾ (ق) كوئى بات مندے نہيں نكالنا كين اس كے پاس ايك تكبران حاضرے۔

﴿ سَوَآءٌ مِّنُكُمُ مَنُ أَسَرَّ الْقُولُ وَمَنُ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسُتَخُفٍ بِاللَّبُلِ وَسَارِبٌ ۚ بِالنَّهَارِ ٥

لَهُ مُعَقِّبْتُ مِّنُ ، بَيْنِ يَدَيُهِ وَمِنُ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمُرِ اللَّهِ ﴾ (رعد ١١١)

تم میں ہے کوئی بات چھپا کر کے بازورے کے باوہ رات میں چھپے یادن کوکرے خدا کے تعاقب کرنے والے اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے ہے خدا کے حکم سے اس کی نگرانی کرتے ہیں۔

﴿ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً عَتَى إِذَاجَاءَ أَحَدَ كُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتُهُ رُسُلُنَا وَهُمُ لَا يُفَرِّطُونَ ﴾ (انعام-١١) اوروه خداتم پرتگران بھیجا ہے بہال تک کہم میں سے جب کی کوموت آتی ہے تو ہمارے قاصداس کی عمر پوری کرتے ہیں اوروہ کی نہیں کرتے۔

۲۔ وہ انسانوں کے اعمال کے مطابق ان پرخدا کی رحمت یالعنت کے نزول کا ذریعہ اورواسطہ ہیں۔

﴿ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَرَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقُّهُمُ الْمَلْفِكَةُ مَهُ هَذَا يَوُمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمُ تُوْعَدُوْنَ ﴾ (انبياء ـــ) نيكوكارول كوه وبرى طبرابت (قيامت) ممكين نه كرے كى اور فرشتے ان كا آ كے بڑھ كراستقبال كريں كے كه يبى ده دن ہے جس كاتم ہے وعدہ كيا گيا تھا۔

﴿ إِنَّ الَّـٰذِيْنَ قَـٰالُـوُا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَرَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلْيَكَةُ الَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمُ تُوْعَدُونَ ‹› نَحُنُ اَوْلِيَاوَ كُمْ فِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاخِرَةِ﴾(نصلت)

جن لوگوں نے بیکہا کہ جارا پروردگاراللہ ہے پھراس پرقائم رہے ان پرفرشتے بیہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ نہ ڈرواور نہ فم کرو ٔ اور اس جنت کی خوشخبری سنوجس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، ہم ہیں جو تمہاری پہلی اور دوسری زندگی میں تمہارے رفیق ہیں۔

﴿ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلْتِكُتُهُ ﴾ (الااب)

وی خداتم پر رحمت بھیجنا ہے اور اس کے فرشتے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ وَمَلْئِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ﴾ (الزاب)

الله اوراس كفرشت ني پررحت بقيح بين-

﴿ وَيَسْتَغُفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ﴾ (شرى)

اور جوز مین میں بین ان کے لئے وہ خداے مغفرت کی وعاما تکتے ہیں۔

ای طرح وہ بد کاروں پرلعنت بھی کرتے ہیں۔

﴿ اُولَيْكَ جَزَآوُ هُمُ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعُنَهُ اللهِ وَالْمَلَيْكَةِ وَالنَّاسِ أَجُمَعِيْنَ ﴾ (آل عمران - ١٨) ان كى سزاييه كه ان يرالله اورفر شتوں كى اورلوگوں كى سب كى لعنت ہے۔

﴿ إِنَّ الَّـٰذِيْنَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعُنَهُ اللَّهِ وَالْمَلَئِكَةِ وَالنَّاسِ آحُمَعِيْنَ ﴾ (بقره)

جو كفرى حالت ميں مر كئے ان پراللہ كى اور فرشتوں كى اور لوگوں كى سب كى لعنت ہے۔

2\_ جنت اوردوزخ كاكاروبار بهي ملائكه كےزيرا بتمام موگار

﴿ وَسِينَقَ الَّذِينَ كَفَرُوْآ اِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا ﴿ خَتْنِي إِذَا جَاءُ وُهَا فُتِحَتُ آبُوَابُهَا وَقَالَ لَهُمُ خَزَنتُهَآ آلَمُ يَأْتِكُمُ رُسُلٌ مِّنْكُمُ ﴾ (دمر)

اور کفر کرنے دالے گروہ درگروہ کر کے دوزخ کی طرف لے جا ٹیں گئے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گئ تو اس کے دروازے کھولے جا ٹیں گئے اور اس کے چوکیدار (فرشتے) کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہیں میں ہے چغیر نہیں آئے۔

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقُوا رَبَّهُمُ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ﴿ حَتَّى اِذَا جَآءُ وَهَا وَفُتِحَتُ اَبُوَابُهَا وَقَالَ لَهُمُ خَزَنَتُهَا سَلَمٌ عَلَيْكُمُ طِبُتُمُ فَادُخُلُوْهَا خَلِدِيْنَ﴾ (زمر)

اورجوابے پروردگارے ڈرتے تھے وہ گروہ در گروہ جنت میں لے جائے جا تھی گے بہال تک کہ جب وہ اس کے

پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے پاسبان کہیں گئے تم پرسلامتی ہوا خوش خوش جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

﴿ وَالْمَلْفِكَةُ يَدُنُعُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرُتُمْ فَنِعُمَ عُقُبَى الدَّارِ ﴾ (رعد) جنتوں پرفرشتے ہروروازہ عدافل ہوہ وکر کہیں گئم پرسلائی ہؤیتہارے مبر کابدلہ بنیکیسا چھاعا قبت کا گھر ہے۔ ﴿ عَلَيْهَا مَلَيْكَةً غِلَاظٌ شِدَادٌ ﴾ (تح يم)

دوزخ پر بخت دل طاقتور فرشتے مقرر ہیں۔

﴿ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَبُ النَّارِ إِلَّا مَلْيُكُةً ﴾ (مثر)

ہم نے دوز خ کا ہل کا رفرشتوں ہی کو بتایا ہے۔

٨\_ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس کے حاضر باش ہیں۔

﴿ وَ ثَرَى الْمَلَآثِكَةَ حَآفِيُنَ مِنْ حَوُلِ الْعَرُسْ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ﴾ (زمر) اورتم فرشتول كود يجمو كريم ش كارد كروا حاط كتي بوت اين پرورد كاركي حمد وثناء من معروف بو تكر

﴿ لَا يَسَّمُّعُونَ إِلَى الْمَلَا الْأَعْلَى ﴾ (سافات)

اعلیٰ ایل در بارکی با تمی شیاطین نبیس من سکتے۔

﴿ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمِ بِالْمَلَاءِ الْإِعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴾ (س)

مجھے خدا کے بلندور بار یوں کاعلم نہیں جب وہ باتیں کرتے ہیں۔

قیامت کے دن بھی پیتخت الٰبی کے حامل اور اس بارگاہ کے حاضر باش ہو نگے' جو ہروفت اس کے ہر حکم کو بجا لانے کے لئے تیار رہیں گے۔

﴿ وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَاءِ هَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوُقَهُمْ يَوُمَئِذٍ نَمْنِيَةٌ ﴾ (ماقه) اور فرشتے زمین کے کناروں پر کھڑے ہو تگے اور تیرے پروردگار کے تخت کو آٹھ (فرشتے )اس دن اپنے اوپراٹھائے ہوں گے۔

﴿ كَلَّا إِذَا دُكِّتِ الْارُضُ دَكًا دَكَّا، وُجَاءَ رَبُكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴾ (جُر۔) برگزشیں جبز مین ریز دریز وکردی جائے گی اور تیرارب تشریف فرما ہوگا اور فرشتے قطار در قطار آئیں گے۔ ﴿ يَوُمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَ الْمَلْفِكَةُ صَفًّا ﴾ (ناء۔ ٣٨)

جس دن روح اور فرشتے صف بائد ھے کھڑے ہو گئے۔

9۔ فرضتے خدا ہے سرکشی اور اس کی نافر مانی نہیں کرتے 'اور ہمیشہاس کی تبلیل و تقدیس' اور حمہ و ثناء میں مصروف رہے ہیں' اور اس کے جلال و جبروت ہے ڈرتے اور کا نہتے رہتے ہیں اور خدا کے حضور میں اہل زمین کے لئے عمو مااور نیکو کا روں کے لئے خصوصاً مغفرت کی دعاما نگا کرتے ہیں۔

﴿ وَالْمَلْفِكَةُ يُسْبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمُ وَيَسْتَغَفِرُونَ لِمَنْ فِي الْآرُضِ آلَآ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ ﴾ (عرى ٥) اور فرشنے حمد کے ساتھ اپنے رب کی تبییج کرتے رہے ہیں اور زمین والوں کی بخشایش کی وعاما نگا کرتے ہیں ہشیار کہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا خدا ہی ہے۔

یعنی بید دھوکا نہ ہو کہ ان کی دعا ہی رحمت و برکت کا ذاتی سبب ہے' بلکہ بخشش اور رحمت کرنے والاصرف و ہی خدائے دا حد ہے'اور بیجنشش ورحمت ای کے دست اختیار میں ہے۔

﴿ اللَّذِيْنَ يَحْمِلُونَ الْعَرُشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَيِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغُفِرُونَ لِلَّذِيْنَ امْنُوا ﴾ (مون )

جو (فرشنے) عرش کوا ٹھائے ہیں اور جواس کے پاس ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد اور شیخ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کی بخشایش کی دعا کرتے ہیں۔

﴿ وَلَهُ مَنُ فِي السَّمُواتِ وَالْآرُضِ وَمَنْ عِنُدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ٥٠ يُسْبِحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴾ (انبياء ٢٠٠)

آ سانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے ای کا ہے اور جواس کے پاس میں (بعنی فرشتے) وہ اسکے ساسنے اپنی عبودیت کے اظہار سے غرور نہیں کرتے اور ندا کی عبادت سے تھکتے ہیں وہ رات دن خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ست نہیں پڑتے۔

﴿ بَلُ عِبَادٌ مُّكُرَمُونَ ٥ لَا يَسْبِفُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِآمُرِهِ يَعْمَلُونَ ٥ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ آيُدِيْهِمُ وَمَا حَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ اللَّالِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ حَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴾ (انبياء ٢٦٠٨) بلكه وه بزرگ بندے بین جو بات میں اس (خدا) پر چیش دی نیس کرتے اور وہ اس سے علم پر عمل کرتے ہیں .....اور وہ اسکے خوف سے ترسال دیتے ہیں۔

﴿ لَا يَعْضُونَ اللَّهَ مَا آمَرَهُمُ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ (تريم)

خداان کوجس بات کا حکم دیتا ہے وہ اس میں خدا کی نافر مانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہ ﴿ وَيُسَبِّحُ الرَّعُدُ بِحَمَّدِهِ وَ الْمَلْفِكَةُ مِنْ حِيْفَتِهِ ﴾ (رمد)

اور بحلی کی کڑک اور فرشتے خدا کے ڈرے اس کی حمد وقیع کرتے ہیں۔

﴿ وَلِـلَّهِ يَسُحُدُ مَا فِي السَّمْوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَةٍ وَالْمَلْئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسُتَكُيرُونَ ٥ يَحَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمُ وَيَفْعَلُونَ مَايُؤُمَرُونَ ﴾ (عل ٥٠ـ٣٩)

اور آسانوں میں اور زمین میں جو چار پائے اور فرشتے ہیں وہ سب خدا کو بجد و کرتے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بردائی نہیں کرتے وہ اپنے مالک سے جوان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کاان کو تکم دیا جاتا ہے

گزر چکا ہے کہ ملائکہ کا اعتقاد دنیا کے تمام ندا ہب اور تو موں میں کسی نہ کسی طرح رہا ہے کیکن ان کے اس اعتقاد میں بہت ی با تمیں ایسی داخل تھیں جوتو حید کامل کے منافی تھیں اسکندر بیا کے نوافلاطونی قلسفہ کی رو سے عقل اوّل کی اضطراری پیدائش اور وجود کے بعد خدا کو معطل تھہرا کر فرشتوں کو عقول کی صورت میں اصلی کار فریا قرار دیا گیا تھا عراق کے صائبی اجرام سادی کی شکل میں ان کی پرستش کرتے تھے اور انہیں کو عالم کا فریا نروا جانتے تھے یہود بھی ان کوکسی قدر صاحب اختیار تصور کرتے تھے اور ان کو کھی کھی خداؤں کا درجد دے دیے تھے جیسا کہ توراۃ (صحیفہ کو ین ۱۹۔۱۱ء ۱۲۵۳ ) کے قصوں میں کہیں کہیں نظر آتا ہے ان کو وہ 'خدا کے بیٹوں' کے خطاب ہے بھی کھی کھی کھی کھی اور در ری طرف وہ اپنے ذاتی ۲۰۲۱) ہندوؤں میں وہ دیوتا اور دیوی بن کرایک طرف انسانی خصائص ہے ملوث تھے اور دوسری طرف وہ اپنے ذاتی ۱۳۰۲) ہندوؤں میں وہ دیوتا اور دیوی بن کرایک طرف انسانی خصائص ہے ملوث تھے اور دوسری طرف وہ اپنے ذاتی ۱۳۰۲ میں اختیارات کے لحاظ ہے ''جھوٹے خداؤں' کے مرتبہ پر بھی فائز تھے عیسائی ان میں ہے بعض مثلاً روح القدس کو خداکا ایک بڑنسلیم کرتے تھے اور ان کو اس کی ایک رکن تھا' عربوں میں فرشتے خداکی بیٹیوں کا درجد رکھتے تھے 'وہ ان کی پوجا کرتے تھے اور ان کو اس کی انسان کو خدائی کا کوئی اختیار کرتے تھے اور ان کو انسان کو خدائی کا کوئی اختیار سے ہرعقیدہ کی تر دیدکردی اور بتایا کہ فرخت بھی خداکی بجا آور کی میں مصروف رہتے ہیں ان کو خدائی کا کوئی اختیار ایک کو جوکام پر دیے 'وہ ایک کو انجام دیتا ہے وہ ہماری ہی طرح ابند گھوٹی ہیں' وہ شعبادت کے ستحق ہیں' اور شفدا کے بیا دونوں کی تر دیدکی اور بتایا کہ وہ انسانی خصائص اذن وہ شفاعت کا ایک ترف زبان سے نکال سکتے ہیں' اور شفدا کے سامنے وہ کچھ عوش کرنے کی جرات کر سکتے ہیں' اور دیونا کی تر دیدگی اور بتایا کہ وہ انسانی خصائص اور میلا نات سے پاک ہیں' شدہ مرد ہیں' شورت ہیں' ندوہ کھاتے ہیں' نہ وہ خدائی کا دعوی کر سکتے ہیں' وہ خدا ای دونوں کی تر دیدگی کا دعوی کر سکتے ہیں' وہ خدا ای دونوں کی تر دیدگی کا دعوی کر سکتے ہیں' وہ خدا ایک جیٹ ندوہ خدائی کا دعوی کر سکتے ہیں' وہ خدا ایک جیٹ ندوہ خدائی کا دعوی کر سکتے ہیں' دوفوں سے ہمیشرکا نیخ اور لرز تے رہتے ہیں۔

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحُمْنُ وَلَدًا سُبُحْنَهُ بَلُ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ٥ لَايَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمُ بِآمُرِهِ

يَعْمَلُونَ ٥ يَعُلَمُ مَا بَيْنَ آيَدِيُهِمُ وَمَا خَلْفَهُمُ وَلَا يَشُفَعُونَ اللَّالِمَنِ ارْتَضَى وَهُمُ مِّنْ خَشُيَتِهِ

مُشْفِقُونَ ٥ وَمَنْ يَّقُلُ مِنْهُمُ إِنِّى اللهُ مِّنْ دُونِهِ كَذَلِكَ نَحْزِيُهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَحُزِي الظَّلِمِينَ ﴾ (انجياء٢٦-٢١)

مشرکوں نے کہا کہ مہربان خدانے اپنالڑکا بنایا ہے وہ اس سے پاک ہے بلکہ یہ (فرشتے) اس کے معزز بندے ہیں اس پر پیش دی نہیں کرتے اور وہ اس کے علم پڑل کرتے ہیں خدااس سے جوان کے آگے اور چھھے ہوتا ہے واقف ہے وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں خدا پند کرتا ہے اور وہ خدا کے خوف سے ڈرتے ہے واقف ہے وہ شفاعت نہیں کرتے الیکن ای کی جس کے لئے خدا پند کرتا ہے اور وہ خدا کے خوف سے ڈرتے رہے ہیں ان میں سے جو یہ کے کہ میں خدا ہوں تو اس کو بھی ای طرح ہم جہنم کی مزادیں گے الی بی ہم ظالموں کو مزادیت ہیں۔

﴿ إِنَّمَا اللَّهُ اِللَّهُ وَاحِدٌ سُبُحْنَهُ أَنُ يَّكُونَ لَهُ وَلَدًا لَهُ مَا فِي السَّطُوْتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيْلًا ٥ لَـنُ يُسْتَنُكِفَ الْـمَسِيُـحُ آنُ يُنْكُونَ عَبُدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلْفِكَةُ الْمُقَرِّبُونَ ﴿ وَمَنُ يُسْتَنُكِفُ عَنَ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرُ فَسَيَحُشُرُهُمُ اللَّهِ جَمِيُعًا ﴾ (ناء ١٤١-١٤١)

خدا تو ایک بی ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے کوئی اولا وہو آ سانوں میں اور زمین میں جو پچھ ہے وہ اس کی ملکیت ہے اور خدا کافی وکیل ہے مسیح کو اس سے عار نہ ہوگا کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور نہ مقرب فرشتوں کو اس سے عار ہے اور جولوگ اس کی عبادت سے عار اور غرور کریں گے تو ان سب کو وہ اپنے پاس اکٹھا کرے گا۔ ﴿ وَلَا يَـاْمُـرَكُمْ اَنُ تَتَّـجِذُوا الْمَـنِيِكَةَ وَالنَّبِيِيْنَ اَرْبَابًا ﴿ اَيَـاْمُـرُكُمْ بِالْكُفُرِ بَعُد اِذُ اَتُتُمُ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران)

خدااس كاتكم تم كؤيس ويتا كمتم فرشتول كواورة يغيرول كوخدا بناؤ كياتم كوسلمان ہونے كے بعد كفر كرنے كاتكم دےگا۔ ﴿ وَيَهُومَ يَهُ حُشُرُهُمْ جَعِيْعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَائِدِكَةِ اَهْوَلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ وَ قَالُوا مُبُحْنَكَ اَنْتُوا يَعْبُدُونَ وَ الْمَعْبَدُونَ الْمَعِنَّ الْمُعَلِّدِي الْمَعْبَدُونَ الْمَعِنَّ الْمُعَلِّدِي اللّهِ اللّهِ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّ

﴿ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوُحُ وَ الْمَلْئِكَةُ صَفَّا لَا يَتَكَلَّمُونَ اللَّا مَنْ آذِنَ لَهُ الرَّحْمِنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴾ (ناء) جس دن روح اورفرشتے صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گئتو پھھند بول عیس گے لیکن وہ جس کووہ مہر بان اجازت دے اوروہ ٹھیک بات کہے۔

﴿ وَكَدُمُ مِّنُ مَّلَكِ فِي السَّمُواتِ لَا تُغَنِيُ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ ' بَعْدِ أَنُ يُّأَذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يُشَاءُ وَيَرُضَى ﴾ (نجم)

آ سانوں میں کتنے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیکن اس کے بعد کہ خدا جس کوا جازت دے اور پہند کرے۔

﴿ أَفَاصُفْكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلْئِكَةِ إِنَاثًا ﴿ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ٥ وَلَقَدُ صَرِّفُنَا فِي هَذَا الْقُرُانِ لِيَذَّكُرُوا ﴿ وَمَا يَزِيدُهُمُ إِلَّا نُفُورًا ٥ قُلُ لُوكَانَ مَعَهُ الِهَة كَمَا يَقُولُونَ إِذَا اللَّابُتَعَوَّا الِي ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ٥ سُبُحنَهُ وَتَعْلَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ٥ تُسَبِّحُ لَهُ الشَّمُواتُ السَّبُعُ وَالْآرُضُ وَمَنُ فِيهِنَ ﴾ (امراتَل ٢٠٠٣٠)

کیا تمہارے لئے خدانے بیٹول کو پیند کیا' اورخود فرشتوں میں سے لڑکیاں اپنے لئے پیند کیں تم یقیناً بہت بڑی بات منہ سے نکالتے ہواور ہم نے قرآن میں چیر پھیر کر بچھنے کی باتیں بیان کی بین لیکن بیان کی نفرت کواور بڑھا تا ہے' کہددوا ہوتے' تو اس تخت والے خدا کی طرف وہ راستہ ڈھونڈ سے (کہاں کے ہاتھ سے حکومت چھین کرخود قبضہ کرلیں) یہ شرک جو کہتے ہیں خدا اس سے بلندو برتر ہے ساتوں آ سان اور ذہن اور جو کچھان میں ہے'وہ اس کی تبیع پڑھتے ہیں۔

﴿ وَ جَعَلُوا الْمَلْفِكَةَ الَّذِينَ هُمُ عِبْدُ الرَّحُمْنِ إِنَاثًا لَهُ الشَهِلُوا جَلُقَهُمُ سَنُكُتَبُ شَهَادَتُهُمُ وَيُسْتَلُونَ ، وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحُمْنُ مَا عَبَدُ نَهُمُ لَمَ اللَّهُمُ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمِ إِنْ هُمُ إِلَّا يَخُرُصُونَ ﴾ (رَحْن ١٩١٣) اوران مشركون نے فرشتوں كو جورحمت والے خداكے بندے ہيں' عورتمی بنا دیا' كیا وہ ان كی پيدائش كے وقت عاضر شخ ہم ان كی گوائی تکھیں گے اوران سے اس كی باز پرس كی جائے گیا اورانہوں نے كہا كدا گر خدا جا ہتا تو ہم ان فرشتوں كونہ ہو جے انہیں اس كا تحقیق علم نہیں' وہ صرف انگل لگاتے ہیں۔

قرآن یاک میں اس مفہوم کی اور بہت ی آیتیں ہیں 'گریہاں استقصاء مقصود نہیں۔

یہودیوں کا خیال تھا کہ فرشتے کھاتے ہتے بھی جی نینا نچیتوراۃ میں جہاں معزت ابراہیم " کے پاس فرشتوں کے آنے کا ذکر ہے نہ بھی فہکور ہے کہ ابراہیم " نے ان کے لئے دعوت کا سامان کیااورانہوں نے کھایا ( تکوین ۱۸٬۱۸) لیکن قرآن پاک نے ای قصد کو دہرا کریہ تھرت کے کردی کہ وہ ان انسانی ضرورتوں سے پاک جین محفرت ابراہیم " نے ان کے لئے دعوت کا سامان کیا " مگر

﴿ فَلَمَّا رًا أَيْدِيَهُمْ لَاتَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ حِيْفَةً مَ قَالُوا لَا تَخَفُ إِنَّا أُرْسِلُنَا إِلَى قَوْم لُوطٍ ﴾ (١٠٠)

جب ابراہیم نے دیکھا کہ وہ کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے 'تواس کو وہ انجان معلوم ہوئے اور دل میں ڈرا' انہوں نے کہا ڈرنبیں' ہم لوط کی قوم کی طرف (ان کے تباہ کرنے کے لئے ) بیسجے گئے ہیں۔

كفارقريش كامطالبه تعا كرانسان كے بجائے كوئى فرشتہ يغير بناكر كيوں نبيس بھيجا كيا اس كے جواب ميں كہا كيا ﴿ وَلَوْ حَعَلْنَهُ مَلَكًا لَّحَعَلْنَهُ رَحُلًا وَلَلْبَسُنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُونَ ﴾ (انعام - ٩)

اگرہم تی بیم رفرشتہ بنا کر بھیجنے تو (آ دمیوں کے لئے) اس کوآ دی ہی بناتے 'تو جس شبہ میں اب ہم نے ان کو ڈالا ہے ای میں وہ پھر بھی پڑتے رہتے ( لیعنی بھی کہتے کہتم فرشتہ نہیں ہو بلکہ آ دی ہو)

اس آیت اور دوسری آیتوں میں سے ملکو تیت اور بشریت کی قو توں کا اختلاف ظاہر ہے' تاہم وہ بھی بھی عارضی طور سے انسان کے مثالی لباس میں بھی جلوہ گرہوتے ہیں' جیسا کہ حضرت مریم ' وغیرہ کے قصوں میں ہے۔

﴿ فَتُمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴾ (مريم)

وه فرشته ایک اجھے خاصے بشر کی مثالی صورت میں ظاہر ہوا۔

اور یہی وہ صورت تھی جس میں حضرت ابراہیم" کوان کے انسان ہونے کا دھوکا ہوا' اوران کے لئے دعوت کا سامان کیا' تگرید دھوکا جلد دفع ہوگیا کہ دہ انسان کی مثالی صورت میں فرشتے ہیں۔

ان تمام تفصیلات کے بعد بیغور کرنا ہے کہ فرشتوں پرایمان لانے سے اسلام کا کیامقصود ہے؟ حقیقت میں اس ہے دو ہاتیں مقصود ہیں۔

ا۔ ایک بیر کداسلام سے پہلے بت پرست اقوام اور دوسرے اہل غدا بب میں ان فرشتوں کوخدائی کا جومر تبہ دیا گیا تھا'اس غلط عقیدہ کومٹا کر بیر حقیقت ظاہر کی جائے کہ ان کی حیثیت بے اختیار محکوم بندہ کی ہے جب تک اس کی تصر ت نہ ہوئی' کلمہ 'تو حید کی پیمیل ممکن نہتھی ۔

۲ دوسرا مقصدیہ ہے کہ مادہ کے خواص وطبائع کود کھے کر مادہ پرست انہیں مادی خواص وطبائع کی بالذات کا رفر مائی کا یقین کرتے ہیں اس کا از الد کیا جائے کیونکہ ہی پھر ان کی ٹھوکر کا باعث ہوتا ہے اور بالآخر خدا کے اٹکار تک ان کو لیے جاتا ہے ورحقیقت ان مادی خواص وطبائع پر روحانی اسباب مسلط ہیں جو خدا کے تھم ہے اس کے مقررہ اصول کے مطابق نظام عالم اس کو چلارہے ہیں مادہ اور اس کے خواص بالذات موٹر نہیں بلکہ کوئی دوسراہے جوا ہے ارواح مجردہ کے دریعیدان کوموٹر بنا تا ہے اس عقیدہ ہے مادیت کا بت ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جاتا ہے غرض منزہ خالق اور مادی مخلوق کے در میدان کوموٹر بنا تا ہے اس عقیدہ ہے مادیت کا بت ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جاتا ہے غرض منزہ خالق اور مادی مخلوق کے در میدان احکام و شرائع کا مزول اور قدرت الی کے افعال کا صدوران محکوم ارواح مجردہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

# رسولول برايمان

### وَرُسُلِهِ

اس تعلیم کاسب سے پہلانتیجہ بیڈکلا کرتو موں اور ملکوں کی فطری فضیلت کی پرانی داستان فراموش ہوگئ و نیا کی تمام قومیں ایک سطح پرآ سکئیں اور مساوات انسانی کاراستہ صاف ہو گیا' بنی اسرائیل جن کواپنے خدا کا کنبہ ہونے پر نازتھاوی محمدی نے ان کی اس حیثیت سے تسلیم کرنے ہے انکار کردیا اور کہا۔

> ﴿ بَلُ أَنْتُمُ بَشَرٌ مِنْ خَلَقَ ﴾ (ما كده) بكرتم بمى خداك كلوقات من عير مور

بنی اسرائیل کودعوی تھا کہ نبوت اور پیغیبری صرف ہمارے ہی خاندان کا در ثدہ ہے جس طرح اس آریہ درت کا دعویٰ ہے کہ خدا کی بولی صرف بہیں کے رشیوں اور نبیوں نے سی اور وہ صرف وید کے اوراق میں محفوظ ہے اس طرح دوسری تو موں کو بھی اپنی جگہ یہی خیال تھا اسلام نے اس تخصیص کو خدا کے انصاف عدل وکرم اوراس کی رحمت عام کے منافی قرار دیااور کہددیا۔

﴿ ذَلِكَ فَضُلُ اللَّهِ يُوْتِيهِ مَنَ يَّضَآءُ مَا وَاللَّهُ ذُو الْفَضُلِ الْعَظِيمِ ﴾ (جعد ٢٠) ينوت الله كرم مرياني والا بـ

لے منداحمدابن عنبل از ابوتصر تابعی۔

ع جامع زندي آخر كتاب المناقب

ع قرآن ان اكرمكم عندالله اتقاكم\_

﴿ قُلُ إِنَّ الْهُلَاى هُدَى اللَّهِ آنُ يُّؤَنِّي اَحَدٌ مِّثُلَ مَا أُوْتِئِتُمُ آوُيُحَاجُوْكُمُ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْهَ ضُلَ إِنَّ الْهُلَادِي هُدَى اللَّهِ الْدُيَّةِ أَنْ يُّوْتِنِي اللَّهِ اللَّهِ يُوْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ٥ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضُلِ الْعَظِيْمِ ﴾ (آل عران ٨٣ ـ ٨٨)

کہددوکہ ہدایت اللہ کی ہے (اسرائیلی علاء اپنے ہم نہ ہوں ہے کہتے ہیں کہ کیا یمکن ہے کہ) جیسادین تم کودیا گیا ہے کسی اورکودیا جائے یا بیے نئے دین والے تم سے خدائے آ کے جھڑ سکیں کہددو کہ بیر (نبوت کافضل) اللہ کے ہاتھ ہیں ہے وہ جس کو جا ہتا ہے اس سے نواز تا ہے اور اللہ کی رحمت سب پر عام ہے اور وہ اپنی مصلحتوں کو اچھی طرح جا نتا ہے اور جس کو جا ہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے وہ برد افضل والا ہے۔

﴿ مَا يَوَدُّ الَّذِيُنَ كَفَرُوا مِنُ آهُلِ الْكِتْبِ وَلَا الْمُشْرِكِيُنَ آنُ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمُ مِّنُ خَيْرٍ مِّنُ رُبِّكُمُ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحُمَتِهِ مَنْ يَّشَآءُ مَ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾ (بترهـ ١٠٥)

اہل کتاب میں جومنکر ہیں وہ پینیں پیند کرتے اور نہ مشر کین پیند کرتے ہیں کہتم پرتمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی بھلائی نازل ہواوراللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کوچا ہتا ہے مخصوص کرتا ' ہے اوراللہ بڑے فضل والا ہے۔

اس نے بیتعلیم دی کہروئے زمین کی ہرآ بادی، میں ہرقوم میں اور ہرزبان میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس کی راہ دکھانے والے، اس کی آ واز پہنچانے والے اور انسانوں کوان کی غفلت سے چونکانے والے پیغیبریا نائب پیغیبر بن کر آئے اور بیسلسلہ محمدرسول اللہ وہ کا کی بعثت تک برابر جاری رہا۔

بعث محمدی سے پہلے دنیا کی کل آبادی مختلف گھر انوں میں بٹی ہوئی اورا یک دوسرے سے نا آشناتھی ہندوستان کے رشیوں اور نبیوں نے آریہ ورت سے باہر کی دنیا کو خدا کی آواز سننے کا بھی مستحق نہ سمجھا ان کے نزدیک پرمیشور صرف آریہ ورت کی ہدایت اور رہنمائی کا خواہاں تھا۔ زردشت نے پاک نژادان ایران کے سواسب کو یزداں کے جلوہ نورانی سے محروم یقین کیا بنی اسرائیل اپنے خانوادہ کے سوا کہیں اور کی نبی یا رسول کی بعث کا تصور بھی نہیں کرتے سے عیسائی صرف اپنے کو خدا کی فرزندی کا مستحق سمجھتے تھے لیکن محمد رسول اللہ وقت کا کہ نایا کہ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کے ظہور کے لئے کسی ملک قوم اور زبان کی تخصیص نہیں اس کی نگاہ میں عرب وجم اور شام و ہندسب برابر ہیں محمد رسول اللہ وقت کی کہا ور شام و ہندسب برابر ہیں محمد رسول اللہ وقت کی ہمہ بین آسکھوں نے پورب کچھم اور نہاں کی آواز بی سے مداکا نورد یکھا اور ہرزبان میں اس کی آواز بی ۔

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةِ رَّسُولٌ ﴾ (يأس)

اور ہرقوم کے لئے ایک رسول ہے۔

﴿ وَلَقَدُ يَعَثَنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا ﴾ (تل)

اور يقينا بم نے برقوم میں ایک رسول بھیجا۔

﴿ وَلَقَدُ أَرُسَلُنَا مِنُ قَبُلِكَ رُسُلًا إلى فَوْمِهِمُ ﴾ (روم) اورجم في تجهد

﴿ وَلِكُلِّ قُومٍ هَادٍ ﴾ (اعد)

اوهر برقوم كے لئے ايك رہنما آيا۔

﴿ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا حَلَّا فِيهَا تَذِيرٌ ﴾ (فاطر)

كوئى قوم نبيس جس مين ايك بشيار كرف والاندآيا مو-

﴿ وَكُمْ أَرْسَلُنَا مِنْ رَّسُولِ إِلَّا بِلِسَانَ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ (ايراجم)

اورہم نے ہر پیغیر کواس کی قوم کی یولی میں بھیجا تا کہ وہ ان کو بتا سکے۔

اس آخری آیت سے سیجی ثابت ہوتا ہے کہ رسول کی بیعلیم اللی تشریح وبیان کے لئے مامور ہیں۔

ایک یہود کے لئے حضرت موٹی کے سوانسی اور کو پیغیبر ماننا ضروری نہیں ایک عیسائی تمام دوسرے پیغیبروں کا ا نکار کر کے بھی عیسائی رہ سکتا ہے ایک ہندوتمام دنیا کو ملیجۂ شودراور چنڈال کہد کربھی پکاہندورہ سکتا ہے ایک زردشتی تمام عالم كوبحر ظلمات كهدكريهى نوراني روسكنا ہاوروہ ابرا ہيم اورمويٰ اورتيسیٰ علیہم السلام کونعوذ باللہ جھوٹا كہدكر بھى ويندارى كا دعویٰ کرسکتا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نے بیہ ناممکن کرویا ہے کہ کوئی ان کی پیروی کا دعوی کر کے ان سے پہلے کے کسی پیغیبر کا ا تكاركر كَيْمَ تخضرت وها تتجديل جود عايز من تضال مين ايك فقره يبحى موتا تعافي وَ النّبِيُونَ حَقَّ وَمُحَمَّدُ حَقَّ ﴾ كم (سب نی بری شے اور محر بھی بری ہے) غرض کوئی مخص اس وقت تک محمدی نہیں ہوسکتا جب تک اس سے پہلے وہ موسوی ، عیسوی ،سلیمانی اور داؤ دی نه بن لے اور کوئی صحف اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ و نیا کے تمام پیغیبروں کی یکسال صعدافت ٔ حقانیت ٔ راست بازی اورمعصومیت کا اقرار نه کرے اور بدیقین نه کرے که ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عرب کی طرح ہرقوم کواپنی ہدایت اور رہنمائی ہے سرفراز کیا ہے ان کا مانتا ایسا بی ضروری ہے جیسا خدا کا مانتا۔

﴿ إِنَّ الَّـذِيْنَ يَـكُـفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيَدُونَ آنَ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بَعْضِ وَّنَكُفُرُ بِبَعْضِ وِّيُرِيُدُونَ أَنْ يُتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيُلًا، أُولِيكَ هُمُ الْكَفِرُونَ حَقًاء وَ اَعْتَدُنَا لِلْكَفِرِيْنَ عَذَابًا مُهِينًا، وَالَّذِيْنَ امَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ آحَدٍ مِّنَهُمُ أُولَقِكَ سَوُفَ يُوْتِينِهِمُ أَجُورَهُمُ مِدُو كَانُ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيْمًا ﴿ (نامـ ١١)

بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا اٹکار کرتے ہیں اور جا ہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانیں سے اور بعض کونیس مانیں سے اور جا ہے ہیں کہ اس کے چ چ میں کوئی راست نکالیں وہی حقیقت میں کافریں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت والاعذاب تیار کرر کھا ہے اور جواللہ پراور اس کے رسولوں پرائیمان لائے اوران رسولوں میں ہے کسی کوا لگ نہیں کیاو وان کی مزووری ان کودے گا اوراللہ بخشے والارحمت والاي

> ﴿ وَالْمَلَا ثِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالْنَبِينَ ﴾ (بقره) فرشتوں پڑ کتاب پراورسب ببول پرایمان لا تا نیکی ہے۔

﴿ وَمَنْ يُكُفُرُ بِاللَّهِ وَمَلَا يُكتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاحِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَّلًا ' بَعِيدًا﴾ (ناء)

اور جس نے خدا کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں اور قیامت کا اٹکار کیا 'وہ نہایت بخت محمراہ ہوا۔

بقرہ کے خاتمہ میں ہے۔

﴿ كُلِّ امَنَ بِاللَّهِ وَمَلْفِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ﴾ (بقره) ہرایک خدا پڑاوراس کے فرشتوں پڑاوراس کی کتابوں پڑاوراس کے رسولوں پرامیان لایا ہم خدا کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔

﴿ لَا نُفَرِّقَ بَيْنَ آحَدِ مِنْهُمْ ﴾ (يقروز ١٢٦)

ہم ان پیغیروں میں ہے کی کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔

یہودی حضرت عینی کو تعوذ باللہ جمونا اور کا ذہ بہتھتے تھے اور ان پرطر سی طرح کی بہتیں لگاتے تھے اور اب بھی ان کا بھی عقیدہ ہے یہودیت اور اسلام میں جواشتر اک ہے وہ سیجیت سے زیادہ ہاس لئے اگر اسلام کی راہ میں حضرت میں ان کا بھی عقیدہ ہے یہودیت سے یہود مسلمان ہونے کو تیار ہوجا کیں گر اسلام نے بھی یہ نگ گوار انہیں کیا اور جب تک کی یہودی سے حضرت عیسی کی نبوت معصومیت اور تقدی کا اقر ارنہیں لے لیا 'اسکوا ہے دائرہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جودی جنور آئے خضرت کی اجازت نہ دی جنانچہ خود آئے خضرت و کی اجازت نے کہا جنانچہ خود آئے خضرت کی ایون کے تیار نہیں ان کی درالت اور شرایعت پر ایمان لانے کو تیار تھے 'گر حضرت عیسیٰ کو مانے کے لئے تیار نہ تھے آئے خضرت کی ان کی دوئی کے تظیم الثان فا کدوں سے محرومی قبول کی گر حسن سے کی حوالی کی میں کہا۔

﴿ يَنَاهُـلَ الْكِتْبِ هَـلُ تَنْقِمُونَ مِنَا اِلَّاآنُ امَنًا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ اِلْيَنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبُلُ وَآنًا آكْثَرَكُمُ فْسِقُونَ ﴾ (١/١٥)

اے یہود! کیا بیر ہے تم کوہم سے مگریکی کہ ہم خدا پراورجو ہماری طرف اتارا گیا ہے اورجو پہلے اتارا گیا اس پرایمان رکھتے ہیں تم میں اکثر ہے تھم ہیں۔

خود قریش کا بیرحال تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کے نام سے چنکتے تھے گران کی خاطر حضرت عیسی کی نبوت نقدی اور معصومیت سے انکار نہیں کیا گیا' قرآن نے کہا۔

﴿ وَلَمَّا ضُرِبَ ابُنُ مَرُيَهَ مَنَالًا إِذَا قَوْمُكَ مِنَهُ يَصِدُّو نُن وَقَالُوْآ ءَ الِهَتُنَا حَيْرٌ أَمُ هُوَمَا صَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا لا بَلُ هُمُ قَوُمٌ حَصِمُونُ وَ إِنْ هُوَ اللّا عَبُدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ ﴾ (زخزف ٥٩-٩٥) اور جب مريم كے جثے كى كہاوت بيان كى گئاتو تيرى قوم اس سے چلانے لگتی ہاور اولى كه ہمارے معبودا بھے ہيں يا وہ بينام جو تھے پردھرتے ہيں صرف جھڑنے كو بلكہ وہ جھڑا الوہيں وہ توايک بندہ ہے جس پرہم نے فضل كيا۔ وہ بينام جو تھے پردھرتے ہيں صرف جھڑنے ابن مريم كو بندہ اور رسول مانتا ہے خدائيس، باوجوداس كے عيسائيوں كى طرح مسلمانوں کو بھی حضرت عیلی " کے ماننے کی وجہ ہے میں پرست تصور کر کے الزام دھرتے تھے قرآن نے ان کے اس بے معنی اعتراض کی تروید کی۔

اسلام میں پیغیبروں کی کوئی تعداد محدود نہیں طبرانی کی ایک ضعیف روایت میں ہے کہ ایک لا کھ چوہیں ہزار انہیاء مبعوث ہوئے ایک دوسری روایت میں اس ہے کم تعداد بھی مروی ہے قرآن پاک میں نام کے ساتھ صرف انہیں انہیاء علیہ السلام کا ذکر ہے جن سے عرب مانوس تھے یاان کے ہمسایہ یہود ونصار کی کے صحیفوں میں جن کے تذکر ہے تھے قرآن میں بعض ایسے انہیاء بھی نذکور ہیں جن سے صرف عرب واقف تھے گر یہود ونصار کی ہے خبر تھے مثلا حضرت ہود" اور حضرت شعیب " بعض ایسے ہیں جن کو وہ جانے تھے لیکن ان کو پیغیبر تسلیم نہیں کرتے تھے مثلاً حضرت داؤڈ اور حضرت سلیمان " وجی محمد کی نے ان سب کو پیغیبر تسلیم کیا وران کی صدافت وعظمت کا اقراد کیا۔

ای سلسله میں ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ کر دینا مناسب ہے اسلام سے پہلے نبوت رسالت اور پیغمبری کی کوئی خاص واضح اورغیرمشتبہ حقیقت و نیا کے سامنے نہتھی۔ یہود کے ہاں نبوت کے معنی صرف پیشین کوئی کرنے کے تھے اور نبی پیشین گوکو کہتے تھے اور جس کے متعلق یقین رکھتے تھے کہ اس کی دعایا بدد عافورا قبول ہوجاتی ہے <sup>ل</sup>ے ای لئے حضرت ابراہیم' حضرت لوظ، حضرت اسحاق''، حضرت یعقوب اور حضرت پوسف'' کی نبوت اور رسالت کامحض دھند لاسا خاکہ ان کے ہاں موجود ہے بلکہ حضرت ابراہیم سے مقابلہ میں شام کے کا بن مالک کی پیغیبرانہ شان ان کے نز دیک زیادہ نمایاں معلوم ہوتی ہے علے حضرت داؤر" اورسلیمان" کی حیثیت ان کے ہاں صرف بادشاہ کی ہےاوران کے زمانہ کے پیشین گوئی کرنے والے پیغیراور بیں یہی سب ہے کہ یہود کے قصول اور کتابول میں اسرائیلی پیغیروں کی طرف نہایت بخیف با تمیں ہے تامل منسوب کی گئی ہیں ای طرح عیسائیوں میں بھی رسالت اور نبوت کی کوئی واضح حقیقت نہیں ور نہ بیے نہ کہا جا تا ك " بجھ سے پہلے جوآئے وہ چوراور ڈاكو تھ" على موجودہ انجيلوں ميں نہ خدا كے رسولوں كى تعريف ب ندان كے تذكرے ہيں ندان كى سچائى اور صدافت كى كوائى ہے۔ حضرت زكرياً اور حضرت بجي مجن كے تذكرے انجيل ميں ہيں وہ بھی بغیراندشان کے ساتھ ان کے ہاں مسلم نہیں لیکن محمد رسول اللہ اللہ ہے آ کراس جلیل القدر منصب کی حقیقت ظاہر کی اوراس کے فرائض بتائے اوراس کی خصوصیات کا ظہار کیا اوران سب پرایمان لا تانجات کا ضروری ذر بعی قرار دیا، آپ وللے نے بتایا کہ نبوت ورسالت خاص خاص انسانوں کوخدا کا بخشا ہواایک منصب ہے جس کودے کروہ دنیا میں اس غرض ے بھیجے گئے ہیں کہوہ خدا کے احکام لوگوں کو بتا تمیں اور سچائی اور نیکی کاراستدان کودکھا تمیں ۔وہ ہادی (رہنما) نذیر (ہشیار كرنے والے) داعى (خداكى طرف بلانے والے)مبشر (خوش خبرى سنانے والے) معلم (سكھانے والے) مبلغ (خدا کے احکام پہنچانے والے) اورنور (روشنی) تھے خداان ہے ہم کلام ہوتا تھااورا پنی باتوں ہےان کومطلع کرتا تھااور وہ ان ے دوسرے انسانوں کو آگاہ کرتے تھے وہ گناہوں ہے پاک اور برائیوں سے محفوظ تھے وہ خدا کے نیک اور مقبول

ا و مجمولورات صحيفه تكوين باب ١٦- ٤

ع محون ١٨١٨ ع

ع انجل۔

ہندے تھے اور اپنے عہد کے سب سے بہترین انسان تھے ان کے سب کام خدا کے لئے تھے اور خدا ان کے لئے تھا۔ یہ ہتیاں اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے ہرقوم میں پیدا ہو کمی جنہوں نے ان کو مانا انہوں نے نجات پائی اور جنہوں نے جھٹلا یا، ہلاک و بر باوہوئے قرآن پاک نے ان کی زندگی کی سوانح ، ان کی تبلیغ کی روداد ، ان کے اخلاق کی بلندمثالیں اور ان کی خدا پرتی کا اخلاص اس طرح بیان کیا ہے کہ ان کے پڑھنے اور سننے سے ان کی پیروی کا جذبر ان کی اتباع کا شوق اور ان کی خدا یہ جو غلط با تیں شوق اور ان کی صدافت کا یقین دلوں میں پیدا ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی ان کی طرف شان نبوت کے خلاف جو غلط با تیں دوسر سے چفوں میں منسوب تھیں ان کو چھوڑ دیا ہے یا ان کی تر دیدکردی ہے۔

الغرض نبوت اور رسالت کی سب ہے اہم خصوصت اسلام نے جویة قرار دی کہ نبی ورسول گناہوں ہے پاک اور برائیوں سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں بنی اسرائیل کونبوت اور رسالت کے اس بلند تخیل کی ہوا بھی نہیں لگی تھی اس لئے انہوں نے نہایت ہے باکی سے اپنے پیغیروں کی طرف ہر تم کے گناہ منسوب کرد ہے عیسائی ایک حضرت ہیں "کوتو معصوم کہتے ہیں باقی سب کی گنہگاری کے قائل ہیں لیکن اسلام نے دنیا کے تمام جیغیروں اور رسولوں کی عظمت کی ایک بی سطح قائم کی ہے اس کے نزد یک گناہوں سے پاکی اور عصمت تمام انبیاء اور مرسلین کا مشتر کہ وصف ہے کہ جوخود گنہگار ہو گئار ہے وہ گنہگاروں کی رہنمائی کا مستحق نہیں کہ اندھا اندھے کوراہ نہیں دکھا سکتا اس بناء پرمحد رسول اللہ وہ گئے کی وتی وتعلیم نے خدا کے تمام معصوم رسولوں کی عظمت و جلالت دنیا میں قائم کی اور جن کور باطنوں نے ان کی عصمت و بے گناہی کے دامن پر ایٹ وہم و ناوانی سے داغ لگا نے تھا ان کو دھوکر پاک وصاف کیا اور بیر سالت محمدی کا عظیم الثان کارنامہ ہے۔

خودانجیل کی طرف سے ظاہرتھا کہ حضرت عیلی" احکام عشرہ کے برخلاف اپنی ماں کی عزت نہیں کرتے ہتے تو قرآن نے اس کی تر دید کی اورخود حضرت عیسی کی زبان ہے کہلوایا۔

> ﴿ وَبَرُّا ۚ بِوَ الِدَتِي وَلَهُ يَحُعَلَنِي جَبَّارًا شَقِيبًا ﴾ (مريم ٢٠٠) اورا في مال كساتھ نيكى كرنے والا اور مجھكوخدانے جبارو بد بخت نہيں بنايا۔

کیونکدادکام عشرہ کے مطابق مال باپ کا دب نہ کرنا بدبختی تھی اسی طرح موجودہ انجیل نے حضرت عیلی پر بید الزام لگایا ہے کہ وہ نماز روزہ کی پرواہ نہ کرتے تھے قر آن نے ان کی زبان سے کہلوایا۔

﴿ وَمَرْيَهُمَ ابْنَتَ عِمُرَانَ الَّتِي ٱحُصَنَتُ فَرُجَهَا فَنَفَخُنَا فِيْهِ مِنُ رُّوُحِنَا وَصَدَّقَتُ بِكَلِمْتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتُ مِنَ الْقَائِتِيْنَ ﴾ (تَحَيَّمَا)

اور مریم بنت عمران جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اس نے اپنے پروردگار کی با توں اور اس کی کتابوں کو بچ جانا اور وہ بندگی کرنے والوں میں تھی۔

یبود حضرت سلیمان " کوگنڈہ تعویذ اورعملیات وغیرہ کا موجد سیجھتے تھے ٔ حالانکہ بحرو جادووغیرہ تو راۃ میں شرک قرار دیا جاچکا تھاقر آن نے اعلانیہ یہودیوں کے اس الزام کی تر دید کی۔

﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَ الشَّيَاطِيُنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾ (المره: ١١) اورسليمان في كفركا كام نهين كيا بلك شيطانون في كيا وولوكون كوجاد و عجمات تقد

ای طرح حضرت لوط پر بد کاری کا جوالزام یبودلگاتے ہیں اس کی تر وید کی۔

اوپر گذر چکا ہے کہ قرآن نے یا آنخضرت وہ نیا کے تمام پیغیبروں کے نام نہیں گئے ہیں کہ صرف ناموں کی فہرست یا نامعلوم اشخاص کے نام لینے ہے دلوں میں جوش عقیدت پیدانہیں ہوسکتا' تاہم معلوم تھا کہ محمد رسول اللہ اللہ کی فہرست یا نامعلوم اشخاص کے نام لینے ہے دلوں میں جوش عقیدت پیدانہیں ہوسکتا' تاہم معلوم تھا کہ محمد رسول اللہ اللہ کا معلوم تھا کہ کہا تھا ہے گئا اور بہت کی غیرقو میں اور دوسرے انبیاء کی امتیں اس طقہ میں داخل ہو گئی اور اپنے اپنیاء کی انام ونشان صحیفہ محمد کی میں تلاش کریں گی اس لئے ایک جامع آیت میں تمام انبیاء کا تام ونشان صحیفہ محمد کی میں تلاش کریں گی اس لئے ایک جامع آیت میں تمام انبیاء کا تذکرہ کرد یا گیا اور ان کی صدافت کی پہلیان بتاوی گئی فر مایا

﴿ إِنَّا آوُ حَيُنَا اِلْبُكَ كُمَا آوُ حَيْنَا إِلَى نُوْحٍ وَالنَّبِيِيْنَ مِنُ اَبَعْدِهِ وَآوُ حَيْنَا اِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيْلَ وَإِسْمَاعِيْلَ وَإِسْمَاقَ وَيَعُقُوبَ وَالْاسْبَاطِ وَعِيْسَى وَآيُّوْبُ وَ يُونُسَ وَهُرُونَ وَسُلَيْمَانَ الْمُ الْمُ اللَّهُ مُورًا ٥٠ وَرُسُلًا قَدُ قَصَصَهُمُ عَلَيْكَ مِنْ قَبُلُ وَرُسُلًا لَمُ القُصْصُهُمُ عَلَيْكَ وَ وَاتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ٥٠ وَرُسُلًا قَدُ قَصَصَمْهُمُ عَلَيْكَ مِنْ قَبُلُ وَرُسُلًا لَمُ اللَّهُ مَعْمَدُهُمُ عَلَيْكَ وَ وَاللَّهُ مُوسَى اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمُاهُ وُسُلًا مُّبَشِيرِيْنَ وَمُنْدِرِيْنَ لِنَالًا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُحَدًا ﴾ وَكَلَمَ الله مُحَدِّدًا الله عَلَى الله حُحَدًا ﴾ والله وَكَانَ الله عَزِيْزًا حَكِيمًا ﴾ (الم ١٦٣-١٣١)

ہم نے (اے محمد و اللہ) تمہارے پاس وی بھیجی جس طرح نوح اوران کے بعد کے بیغیروں کو بھیجی ہم نے اہرا ہیم کو اور اساعیل کو اور اسواق کو اور پہنو کو اور اساعیل کو اور ایوب کو اور پوش کو اور ہارون کو اور سیم کو اور اسواق کو بھیجا جن کا حال تم ہے ہم نے پہلے بیان کیا ہے اوران رسواوں کو جمعیجا جن کا حال تم ہے ہم نے پہلے بیان کیا ہے اوران رسواوں کو جن کا حال ہم نے تم ہے بیان تبیس کیا اور خدائے موی سے بات کی اوران رسواوں کو خوشجری سنانے والا اور جمہ اور ہمیں اس کہ بھیجا تا کہ لوگوں کو رسواوں کے آجائے کے بعد خدائے آگے کوئی عدر باتی شرہ جائے اور خدا غالب اور دانا ہے۔

ا نبیاء کے متعلق یہی حقیقت سورۂ مومن میں دوبارہ بیان کی گئی ہے۔

﴿ وَلَقَدُ أَرُسَلُنَا رُسُلُا مِنَ قَبِلِكَ مِنْهُمُ مِّنُ قَصَصُنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمُ مِّنُ لِّمُ نَقُصُصُ عَلَيْكَ ﴾ (مؤن) اورجم نے یقیناتم سے پہلے بہت سے پغیر بھیج ان میں کچھوہ ہیں جن کا حال تم سے بیان کیا ہے اور پچھوہ ہیں جن کا حال تم سے بیان نہیں کیا۔

تعلیم محمدی کے اصول کے مطابق یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں اور ملکوں میں جیسے چین ایران اور ہندوستان میں بھی آنخضرت وہائے ہے پہلے خدا کے انبیاء مبعوث ہو چکے ہیں اس لئے بیرتمام قومیں اپ جن بزرگوں کی عزت وعظمت کرتی ہیں اور اپنے دین و غد ہب کوان کی طرف منسوب کرتی ہیں ان کی صدافت اور راست بازی کا قطعی اٹکارکوئی مسلمان نہیں کرسکتا اسی بناء پر بعض علماء نے ہندوستان کے کرشن کے اور رام کو بلکہ ایران کے زردشت کے کوبھی ہی جیمبر کہا ہے 'بہر حال امکان میں تو شک ہی نہیں کیکن یقین کے ساتھ ان ناموں کی تعیین بھی حدے تجاوز کرنا ہے اصل میہ ہے کہ قرآن نے انبیاء کی دوشمیس کی ہیں ایک وہ جن کے ناموں کی اس

ل کلمات طیبات حضرت شاه مرز امظیر جان جانال ً-

ع مل فحل این جزم-

نے تصریح کی ہاوردوسرے وہ جن کے نام اس نے بیان نہیں کئے اس لئے بیجے یہ ہے کہ جن انہیاء یہ کے نام نہ کور ہیں تمام مسلمانوں کو ان پر نام بنام ایمان لا نا چا ہے اور جن کے نام نہ کور نہیں ان کی نسبت صرف بیا جمالی ایمان کافی ہے کہ ان قوموں میں بھی خدا کے فرستادہ اور پیغیبر آئے لیکن ہتھ تھے مان کے نام نہیں معلوم ہیں ، وہ قو میں جن کا نام لیتی ہیں ان کی زندگی اور ان کی تعلیم نبوت اور رسالت کی شان کے مطابق ہے تو ان کی نبوت اور رسالت کی طرف ربحان اور میلان بلکہ قرید غالب ہوسکتا ہے لیکن یقین اس کے نہیں کیا جاسکتا کہ جارے پاس ان باتوں پر یقین کرنے کا ذریعہ صرف وجی محمدی ہاوروہ اس تخصیص فتین سے خاموش ہے۔

اس فتم کے انبیاء جن کے نام گوقر آن میں مذکورنہیں مگروہ آنخضرت وہ کے پہلے گذر چکے ہیں اوران کے پیروان کو اپنی اوران کے پیروان کو اپنی نہوت ورسالت کا بیدورجہ دیتے ہیں ان کی شناخت اور پیچان کا ایک اصول قرآن نے مقرر کیا ہے اور وہ بیرے کہ انہوں نے اپنی قوم کوتو حید کی تعلیم دی ہے۔

﴿ وَمَا آرْسَلُنَا مِنْ قَبُلِكَ مِنْ رَّسُولِ إِلَّا نُوْجِيْ إِلَيْهِ آنَهُ لَا إِنَّهَ إِلَّا آمَا فَاعْبُدُونَ ﴾ (انبياء-٢٥) اورجم نے تھے سے پہلے کی جی کونیس بھیجالیکن اس کو بھی وی بھیجی کہ میرے سواکوئی خدانیس مجھی کو پوجو۔

اس کئے وہ تمام قدیم رہبران انسانی اور رہنمایان عالم جود نیایش کسی ندہب کولائے ہوں اور جن کی تبلیغ اور تعلیم
تو حید کی دعوت اور بت پرتی ہے اجتناب تھی اور ان کی زندگی اس تعلیم کے شایان شان تھی ان کی نبست بینیس کہا جا سکتا کہ
وہ اپنی قوم کے رسول اور پیغیبر نہ ستھے کہ اتنی بڑی بڑی تو میں خود قرآن کے اصول کی بناء پر انبیاء اور رسولوں کے وجود سے
خالی نبیس رہ سکتی تھیں اس بناء پر اسلام کی ان تلقینات میں ہے جن کے تعلیم کئے بغیر کوئی شخص مسلمان نبیس ہوسکتا ایک یہ
ہے کہ وہ تمام ملکوں کے پیغیبروں اور تمام قو موں کے رسولوں کو جو حضرت خاتم نبوت و تو تا گائے کے ذمانے سے پہلے پیدا ہوئے
کہ اس صعداقت کے ساتھ تصلیم کرئے ان سب نے تمام و نیا کوایک ہی تعلیم وی ہاور وہ تو حید ہے البتہ ان انبیاء میں
سے ایک کو دوسرے پر بعض بعض حیثیتوں سے ترجے ہے۔

﴿ يَلُكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعُضَهُمْ عَلَى بَعُضِ رَ مِنْهُمْ مِّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعُضَهُمْ دَرَخَتِ ، وَاتَيْنَا عِيْسَى ابُنَ مَرُيَمَ الْبَيْنِةِ وَآيَّدُنْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ﴾ (الترويه)

ان رسولوں میں ہے ہم نے کسی گوکسی پر فضیلت دی ان میں ہے کسی ہے اللہ نے کلام کیااور کسی کے بہت در ہے بر حائے اور ہم نے بیسی بن مریم کونشانیاں دیں اور سچائی کی روح ہے ہم نے اس کی تائید کی۔

آپ نے دوسرے انبیاء کی جائز تعظیم و تکریم یہاں تک کی کدان کے مقابلہ میں بھی بھی اپنی ہستی بھی فراموش کردی ہے ایک وفعہ ایک مقابلہ میں بھی بھی اپنی ہستی بھی فراموش کردی ہے ایک وفعہ ایک مقابلہ نے اپنی وفعہ ایک مقابل نے اپنی وفعہ ایک مقابل نے اپنی وفعہ ایک وف

ميرت البي

ظیل اللہ اللہ اللہ اللہ منعد کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی مدینہ میں ہے کہ رہاتھا کہتم ہے اس ذات کی جس نے موٹی کو بشر پر فضیات دی ایک مسلمان کھڑے ہیں رہے تھے ان کو خصد آیا کہ ہمارے پیغیبر کی موجود گی میں تم یہ کہدرہے ہوا وراس کو ایک تھیڑ کھینچی ار ااس نے در بارنبوی میں جا کرشکایت کی آپ نے ان صحابی کو بلا بھیجاا ور مقدمہ کی رودادی اور نہایت برہم ہوکر فرمایا کہ پیغیبروں میں باہم ایک دوسرے پر فضیات نہ دو ع یعنی ایسی فضیات نہ دوجس ہے کسی دوسرے نبی کی تنقیص ہوتی ہو۔

بی وہ تعلیمات جمری ہیں جن کے ذریعہ سے دنیا میں وحدت غدا ہب روحانی مساوات ،انسانی اخوت اور تمام انہیاء اور پیغیر میں کو والے جا اس کے جذبات بیدا ہوئے نئی اسرائیل کے وہ پیغیر جن کو والے والے تمام دنیا میں چند لاکھوں سے زیادہ نہ تھے محمد رسول اللہ وہ کے خدریوان کی عظمت جلالت اورادب واحترام کرنے والے چالیس کروڑ سے زیادہ ہوگئے وہ حضرت مریم اور حضرت عیلی جو چھسو برس تک یہود یوں کی جھوٹی تبہت سے دہ محمد رسول اللہ وہ کے اور حضرت مریم اور حضرت میں جو چھسو برس تک یہود یوں کی جھوٹی تبہت سے دہ محمد رسول اللہ وہ کہا ہے تا کہاس کو مثایا اور ان کی پاک کی گواہی دی جس کی بدولت آج چالیس کروڑ زبانیں ان کی عصمت کی شہادت و سے رہی ہیں ہندوستان ایران چیس جن کے بچے رہنماؤں کا ان کے ملک سے باہر کوئی ادب ندتھا جہاں جہاں سلمان کے بیان کے جائز ادب واحترام کوا بے ساتھ لے گئے۔

وہ عرب جو پیغیبروں کے ناموں تک ہے ناواقف تھے جو نبوت اور رسالت کے خصائص کے علم ہے محروم تھے جو انہیاء اور رسولوں کی سیرتوں ہے نا آشنا تھے جوان کے اوب واحتر ام اور تھد بی واعتر اف ہے بیگا نہ تھے اور جن کو اپنے و بیتا وُں کے سامنے عیمی بن مریم پر تحقیرانہ بنی آتی تھی گئے اور جو حضرت موکا کی فضیلت گاذکر بن کراپنے خصہ کو صبط نہ کر سکتے تھے سے محمد رسول اللہ کی تعلیم ہے ان کا بیرحال ہوا کہ وہ ایک ایک پیغیبر کے نام و نشان اور تاریخ وسیرت سے واقف ہوئے۔ تبرکا ان کے ناموں پر اپنی اولا دول کے نام رکھے اور آج تمام مسلمانوں میں وہ تام شائع اور ذائع ہیں ان کی صدافت اور سیائی کی گواہی دی اور ان کے ادب واحتر ام کو اپنے سینوں میں جگہ دی ان کی تعظیم و تکریم کو اپنے دین و ایمان کا جزینالیا 'ونیا کی گئی تو میں بیروائ نہیں ہے کہ انبیاء بیہم السلام کے نام اوب سے لئے جا تیں' مگرا یک مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ جب کسی پیغیر کا نام لی تو ادب سے لئے اور ان پر درود و صلام پڑھے۔

# \*\*

ل منتجع بخاري منا تب حضرت يوسف منحه ٢٥٥مـ

ع صحیح بخاری مناقب حضرت مولی مفیده ۴۸ م

سے قرآن پاک مورهٔ زخرف رکوع۲۔

ع معتصح بخاری مناقب عفرت موئ ۔

# كتب اللي يرايمان وكتبه

ا یک مسلمان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کے صحیفہ وحی پر ایمان لائے۔ ہر چندیہ عقیدہ پچھلے عقیدہ رسالت کالازمی نتیجہ ہے بعنی رسول کورسول مان لینااس کی تعلیمات کو دحی کو مان لینے کے مترادف ہے تاہم پی تصریح اس لئے کی گئی ہے تا کہ پوری طرح صاف اور واضح ہوجائے کہ رسول کورسول مان لینے کے بعداس کے صحیفہ وحی کو مان کر اس کی تعلیمات پرممل کرنا ضروری ہے سورہ بقرہ کے شروع ہی میں سیچے مومنوں کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ الِّيكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ﴾ (يقره-١)

اورجواس ( كتاب ياوي) پرايمان ركھتے ہيں جو تھے پر (اے محمہ) اتاري كئي۔

كتاب الهي يرايمان لانے ہے مقصودان تمام صداقتوں اور حكموں كوبہ جان وول قبول كرنا ہے جواس ميں مذكور میں بیگو یا پوری شریعت مطہرہ کے قبول کر لینے کامختصرترین طریقہ تعبیر ہے اس لئے ایمانیات کی بہت می دوسری باتیں جن کی تفصیل ہرموقع پرضروری نہیں اس ایک فقرہ کے تحت میں آ جاتی ہے اس لئے قر آن پرائیان لانے کے معنی ہے ہیں کہ جو کچے قرآن میں علمی وعملی عقائد وعبادات واحکام ندکور ہیں ان سب کو بے کم وکاست ہم تتلیم کرتے ہیں کہ اگر کوئی سرے ےان کوشلیم بی نہیں کرتا توان کی تعمیل و پیروی کا اس ہے کیونکر مطالبہ ہوسکتا ہےای بنا ویراس کی تشریح آنخضرت عظا نے بھی ان الفاظ میں فرمائی کہ بسا حثت بہ جو پھھ میں لے کرآیااس پرایمان لاؤ قرآن نے کہا۔

﴿ وَامِنُوا بِمَا نُزِّلُ عَلَى مُحَمَّدٍ ﴾ (مُدار)

اور جوایمان لائے اس پر جومحمہ برا تارا گیا۔

لکین قر آن اگرا تنای کہتا کہ میرے پیروصرف مجھ پرایمان لائیں تو پیکوئی اہم بات نہ ہوتی کہ ہرصاحب ندہب کی پہن تعلیم ہوتی ہے قرآن نے اپنے عقائد کی اس دفعہ میں بھی اپنے تھمیلی پہلوکو پیش نظرر کھا ہے اور قرار دیا کہ اہل قرآ ن قرآ ن کے ساتھ ہی دوسری آ سانوں کتابوں کی صدافت کو بھی تشکیم کریں یعنی کوئی مخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک صحیفہ محدی کے ساتھ ساتھ دوسروں پیغیبرول کے صحیفوں کو بھی من جانب اللہ تشکیم نہ کرے چنانجے سورہ بقرہ کے شروع والی مذکورہ آیت کے ساتھ میہ بھی فر مایا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبُلِكَ ﴾ (بقره )

اورجوا يمان لاع اس پرجو تجھ پراتر ااور جو تجھے سے پہلے اتر ا

مجرای سورہ کے آخر میں فرمایا۔

﴿ امْنَ الرَّسُولُ بِمَا ٱنْزِلَ اِلَّذِهِ مِنُ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ﴿ كُلُّ امْنَ بِاللَّهِ وَمَلْفِكَتِهِ وَكُتُبِهِ ﴾ (بقره ) رسول ایمان لا یااس پر جوخدا کی طرف سے اس پراترا اور اہل ایمان بھی ہرایک خدا پڑاس کے فرشتوں پڑاوراس کی كتابول برايمان لايا\_

بقرہ کی آبیوں میں بعض انبیاء ملیہم السلام کاتفصیلی درجداور بقیہ تمام انبیاء " کا جمالی ذکرکر کے ان کی کتابوں اور وحیوں کی تقسد بین کا تھم دیا گیا ہے۔

﴿ فَوُلُوا آمَنَا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزِلَ الْيُنَا وَمَا أَنْزِلَ الِيَا وَمَا أَنْزِلَ الِّي إِبْرَاهِيُمَ وَإِسْطِعِيلَ وَإِسْخَقَ وَيَعْفُونَ وَالْاسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوسَى وَعِيْسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِهِمُ ﴾ (يقرد)

(اے مسلمانو!) تم کہوکہ ہم خدا پڑا در جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا اس پراور جو کچھ ابراہیم اورا ساعیل اوراسحاق اور پیقو ب اور خاندان بیقو ب کی طرف اتارا گیا اس پراور جو کچھ موٹی اور عیسی کو دیا گیا اس پراور جو کچھ سب پیغیبروں کو ان کے پروردگارکی طرف ہے دیا گیا ہم ان سب پرائیان لائے۔

آ ل عمران میں کسی قدر اور تفصیل ہے۔

﴿ قُولُوْ آ امَنَا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى ابْرَاهِيُمَ وَاسْمَعِيْلَ وَاسْلَحَقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْآسْبَاطِ وَمَا أُوْتِي مُوسَى وَ عِيْسَى وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رُبِّهِمُ ﴾ (العران ١٨٠٠)

کہہ کہ ہم خدا پڑاور جو بچھ ہم پرا تارا گیا اس پڑاور جو پچھا براہیم اور اساعیل اور اسحاق اور لیعقوب اور خاندان یعقوب پرا تارا گیا اس پراور جو پچھ موٹی اور عیشی کو دیا گیا اس پڑاور دوسرے سب پیغیبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے جو پچھ دیا گیا ہم ان سب پرایمان لائے۔

سورۂ نساء میں اس پرایمان لانے کے حکم کے ساتھاس کے اٹکارکو کفرقر اردیا حمیا۔

﴿ يَا يُنِهَا الَّـذِيْنَ امَنُوا امِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتْبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتْبِ الَّذِي الَّذِي الَّذِي اللَّهِ وَمَلْكِتُبِ اللَّهِ وَمَلْكِكُتِهِ وَكُتُبِهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَللًا ' بَعِيدًا ﴾ (الدسم)

اے دہ لوگوں جوابمان لاچکے ہو،ایمان لاؤخدا پراس کے رسول پراوراس کی کتاب پر جواس نے اپنے رسول پرا تاری ادر اس کتاب پر جو پہلے اتاری ادر جس نے خدا کا اوراس کے فرشتوں کا ادراس کی کتابوں کا اٹکار کیا وہ نہایت بخت گمراہ ہوا۔ سور ہُ مومن میں ان مشکر وں کوعذاب کی بھی وحمکی دی گئی ہے جو کسی پیغیبر کے پیغام کی بھی تکلذیب کریں

﴿ اللَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتْبِ وَبِمَا آرُسَلُنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْتَ يَعُلَمُونَ ٥ إِذِا الْآغُلُلُ فِي آعُنَاقِهِمُ وَالسَّلْسِلُ يُسْحَبُونَ ﴾ (مون)

جن لوگوں نے کتاب کواور جو پیغام دے کرہم نے اپنے پیغیبروں کو بھیجا'ان کو جمثلا یا وہ عقریب جانیں سے جب ان کی گردنوں میں طوق اورزنجیریں ہونگی اوروہ کھنچے جا کمیں ہے۔

نام کی تخصیص کے ساتھ قرآن پاک میں جارآ سانی کتابوں کا ذکر ہے۔توراۃ جس کوایک جگہ صحف مولی بھی کہا گیا ہے اور حضرت داؤڈ کی زبوراور حضرت عیسی کی انجیل اور خود قرآنان ان کے علاوہ ایک موقع پر صحف ابراہیم کا بھی تذکرہ ہے۔

> ﴿ إِنَّ هَلَا لَفِي الصَّحُفِ الْأُولِي صَحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ﴾ (الله) يه با تمن كذشة صحفول من بهي بين ايرابيم اورموى كصحفول مين -

ان کے ماسواا جمال کے ساتھ دوموقعوں پر گذشتہ آسانی کتابوں اور محیفوں کے الفاظ ہیں۔
﴿ أَوَلَهُمْ تَأْتِهِهُمْ بَيْنَةُ مَا فِي الصَّحْفِ الْأُولَلَى ﴾ (ط)
کیا الکے محیفوں میں جو کچھ ہاس کی گواہی ان کوئیں پنجی ؟
﴿ وَإِنَّهُ لَفِی زُبُرِ الْاَوَّلِیٰنَ ﴾ (شعراء)
اور بے شہدیہ پہلوں کی کتابوں میں خود ہے۔

اس بناء پرانبیاء کی طرح ان کتابوں پر بھی ای طرح تفصیلی اوراجهالی ایمان ہر مسلمان کا ہے جن کتابوں کے نام مذکور ہیں ،ان ناموں کے ساتھ اور جن کے نام مذکور ہیں ،ان پر بالا جمال ایمان ضروری ہے کئی قوم میں اگر کوئی ایسی آسانی کتاب ہے جس کا وجود قرآن سے پہلے ہے لیکن اس کا تصریحی نام قرآن میں مذکور نہیں ہے اور اس میں تو حید کی دعوت اور طاغوت سے بچنے کی تصبحت ہے تو اگر چہ ہم اس کو بتقریح خداکی کتاب قبول نہیں کر سکتے تا ہم بالتصریح اس کورد بھی نہیں کر سکتے تا ہم بالتصریح اس کورد بھی نہیں کر سکتے تا ہم بالتصریح اس کورد بھی نہیں کر سکتے تا ہم بالتصریح اس کورد بھی نہیں کر سکتے ای بناء پرآ مخضرت و تو تا کے بیفر مایا کہ 'اہل کتاب کی نہ تقعد بی کرواور نہ تکذیب' کے بہی صال دوسری مشکوک کتابوں کا ہے۔

یہودتوراۃ کے سوا کچھ نیس مانے ،عیسائی توراۃ کے احکام نہیں مانے ،لیکن اس کی اخلاتی تصیحتوں کو تبول کرتے ہیں ،گرانجیل سے پہلے کی دوسری زبانوں اور ملکوں گی آسانی کتابوں کی نسبت مسلمانوں کی طرح اوب اوراحتیا طاکا پہلوبھی اختیار نہیں کرتے اور برہمن ویدوں کے باہر خدا کے فیضان کا اختیار نہیں کرتے اور برہمن ویدوں کے باہر خدا کے فیضان کا تصور بھی نہیں کر سے تاکین قرآن پرائیان لانے والا مجبور ہے کہ صحیفہ ابرا ہیم ، توراۃ ، زبوراور انجیل کوخدا کی کتابیں یقین کرے اور دوسری پیشتر کی آسانی کتابوں کی جن میں آسانی تعلیمات کی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں تکذیب نہ کرے کدان کا کتب اللی ہونامکن ہے۔

حقیقت میں اسلام کی پیچلیم دنیا کے مہتم بالشان تعلیمات میں ہے ہے جس کا وجود کسی دوسرے ندہب میں نہ تھا۔ بدرواداری بے تعصبی اور عام انسانی اخوت کی سب سے بڑی تعلیم ہے بیبودا بنی کتاب کو چھوڑ کرتمام دوسری آسانی کتابوں سے انکار کر کے بھی نجات کا مختظر روسکتا ہے عیسائی تو را قاور تمام دوسرے محیفوں کا انکار کر کے بھی نجات کا مختظر روسکتا ہے عیسائی تو را قاور تمام دوسرے محیفوں کا انکار کر کے بھی آسانی کا متوقع ہوسکتا ہے پاری اوستا کے سواد وسری ربانی کتابوں کو باطل مان کر بھی مینو (جنت) کا استحقاق پیدا کرسکتا ہے ہندو اپنے ویدوں کے سواد ونیا کی ہرآسانی کتاب کو دجل وفریب مان کر بھی آ واگون سے نجات حاصل کرسکتا ہے بودھ مت والے اپنے موا تمام دنیا کی وحیوں کا انکار کر کے بھی نروان کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں گرمسلمان جب تک قرآن کے ساتھ والے اپنے سواتمام دنیا کی وحیوں کا انکار کر کے بھی نروان کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں گرمسلمان جب تک قرآن کے ساتھ متام دنیا کی آسانی کتابوں کو منجانب اللہ نہ تسلیم کر ہیں جنت کے مستحق شہیں ہو سکتے۔

یقیم صرف نظر میرکی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ عملاً اس پراسلامی حکومت کے قوا نیمن اورا دکام مبنی ہیں میہود یوں گ نظر میں دنیا میں صرف دو ہی قومیں ہیں بنی اسرائیل اور غیر بنی اسرائیل یا اسرائیل کا گھرانہ اور غیر قومیں یا مختون اور غیر مختون اور ان ہی دونوں تقسیموں پران کے قانون کی بنیاد ہے عیسائیوں میں بذہبی حیثیت سے میسجی یہود اور بت پرست گوتین تو میں مانیں جاتی ہیں مگر چونکہ ان کے ند ہب میں قانون نہیں اس لئے وہ اکثر امور میں رومن لا کے ماتحت رہے ہیں لیکن رومن عیسائیوں میں بھی ملکی حیثیت سے دو ہی تقسیمیں ہیں رومی اور غیر رومی ۔ ایک رومی ملک میں غیر رومی کا کوئی حق نہیں کہ رومی حکومت کے لئے اور غیر رومی غلامی کے لئے پیدا ہوا ہے پارسیوں میں پاک نز اوان ایران اور ہیرونی لوگ دنیا کی دو ہی حیثیتیں ہیں ہندوؤں میں اونچی ذا تمیں اوراجھوت اور ملیجے قوموں کی دو ہی صور تمیں ہیں۔

تمراسلام کے گزشتہ عقیدہ کی بناء پرآنخضرت ﷺ نے قانون کی حیثیت ہے دنیا کی قوموں کوچار حصوں میں تقسیم فرمایا اوران کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دیئے اوراسلام کی تیرہ صدیوں میں ان پر برابر عمل ہوتا۔ رہا بیا سیس ذیل ہیں۔

#### ا\_مسلمان:

جوقر آن اور دوسری آسانی کتابوں کو کتاب البی یقین کرتے ہیں ان میں سے ہرا یک دوسرے کا بھائی اور ہر اچھائی اور برائی میں وہ ایک دوسرے کا شریک ہے وہ آپس میں ایک دوسرے سے شادی بیاہ کر سکتے ہیں اورا یک دوسرے کے ہاتھ کا ذرج کیا ہوا جانور کھا کتے ہیں اوراسلام کی سلطنت میں ان کے حقوق کیساں ہیں۔

### ٢- ابل كتاب

لیعنی ان کتابوں کے پیروجن کے نام قرآن میں ندگور ہیں 'یایوں کہو کہ جوقر آن کو گوآ سانی کتاب نہیں مانے گر ان کتابوں میں ہے جن کا نام قرآن میں ندگور ہے کی کووہ آسانی کتاب مانے ہیں وہ اپنی حفاظت کا مالی فیکس (جزیہ) اوا کر کے اسلامی حکومتوں کی حدود میں رہ سکتے ہیں ان کے معابداور ندہبی تمارتیں محفوظ رہیں گی ان کو اپنے ندہب کے بدلئے پرمجبور نہیں کیا جائے گا ان کی جان و مال اور عزت کے مسلمان محافظ رہیں گے ان کی عورتوں ہے مسلمان نکاح کر سکتے ہیں اور ان کے ہاتھ کا ذیح کیا ہوا جانور کھا سکتے ہیں ان کا جائز کھا نا ہم کھا سکتے ہیں اور ہم اپنا کھا نا ان کو کھلا سکتے ہیں ۔

### ٣- شبابل كتاب:

یعنی و ولوگ جو قرآن اور توراق اور انجیل و زبور کوئیس مانے گروہ خود اپنے لئے گئی آسانی کتاب پرایمان لانے کے مدی ہیں جیسے صائی جوایک آسانی کتاب کے دعویٰ کے باوجود ستاروں کو پوجتے تھے اور مجوس یعنی پاری جوایک آسانی کتاب کے حدی ہیں جو کی کرتے ہیں ٹر کستان اور سندھ کتاب دکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں ٹر کستان اور سندھ کی اس مف میں واخل کیا مسلمان کی فتح کے موقع پر علمائے اسلام نے انہیں پر قیاس کرکے ہندوؤں اور بودھوں وغیرہ کو بھی اس صف میں واخل کیا مسلمان ان کی عور توں سے نکاح نہیں کر سکتے اور ان کا ذبیح نہیں کھا سکتے ۔ ان دو با توں کے علاوہ اہل کتاب کے بقید تمام حقوق ان کی عور توں سے ملکی حقوق میں شریک ہیں اور آن کی جان و مال و آبرواور ان کے معبدوں کی خفاظت اسلامی حکومتوں کا فرض ہے۔

## ٣- كفاراورمشركين:

تعنی وہ لوگ جن کے پاس نہ کوئی آ سانی کتاب ہےاور نہوہ کسی دین الٰہی کی طرف منسوب ہیں ان کو چند شرا لط

کے ساتھ امن ویا جاسکتا ہے' لیکن حقوق کے حصول کے لئے ان کو کہا جائے گا کہ وہ کسی نہ کسی آسانی دین کے اندراپنے کو داخل کرلیس جیسا کہ ابتدائی عباسیوں کے زمانہ میں خرانی عراقیوں نے اپنے کو صائبیوں میں داخل کر کے اپنے حقوق حاصل کر لئے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مجمد رسول اللہ وہ اللہ اس تعلیم نے دنیا ہیں امن وامان اور مسلمانوں ہیں مذہبی روا داری کے پیدا کرنے میں کتناعظیم الشان حصہ لیا ہے بہی وہ نظریہ تھا جس نے مسلمانوں کواپنے نہ ہبی عقائد و شریعت کی سخت پیروی کے باوجود دنیا کی دوسری قوموں کے ساتھ مشار کت اور میل جول کے لئے آ مادہ کیا اور مجوسیوں اور صائبیوں اور یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر مختلف ملکوں میں ان ملکوں کے مناسب مختلف تدنوں کی بنیاد رکھنے کی قوت پیدا کی۔

#### وحدة الاويان:

تمام رسولوں اور ان کے صحیفوں کی تقدیق کالازی نتیجہ یہ ہے کہ محدرسول اللہ وہ انگائی تعلیم یہ ہوکہ آ دم سے لے کرمحد علیم السلام تک جنتے ہے فدہب خدا کی طرف ہے آئے وہ سب ایک تنھے چنانچہ در حقیقت آپ کی تعلیم یہی تھی اسلام اس ایک فدہب کا نام ہے جو آ دم سے محملیہم السلام تک باری باری پنجیبروں کے ذریعہ آتار ہا اور انسانوں کواس کی تعلیم دی جاتی رہی۔

صحفہ محمد کی نے ہمارے سامنے دولفظ پیش کئے ہیں ایک دین اور دوسرا شرعہ منک اور منہاج ۔ شرعه اور منہاج کے معنی راستہ کے ہیں اور منہ کے معنی راستہ کے ہیں اور منہ کے معنی طریق عبادت کے ہیں دنیا ہیں بیراز سب سے پہلے محمد رسول اللہ معنی طریق عبادت کے ہیں دنیا ہیں بیراز سب سے پہلے محمد رسول اللہ معنی ایک پر منکشف ہوا کہ دین اللی ہمیشہ ایک تھا، ایک رہا، اور ایک رہے گا' نور معرفت ایک ہے خواہ وہ کتنی ہی مختلف شکل و رنگ کی قتد بلوں میں روشن ہوا، اصل دین میں تمام پنج بروں کی تعلیم کیساں تھی ایک ہی دین تھا جس کو لے کراول سے آخر تک تمام انبیاء آتے رہے اس میں زمان و مکان کے تغیر کوکوئی دخل نہیں اور نہ قوم و ملک کے اختلاف سے اس میں کوئی اختلاف بیدا ہوا۔ وہ ہرزمانہ اور ہرمقام میں کیساں آیا اور وہاں کے پنج بروں نے اس کی کیساں تعلیم دی۔

بددائی حقیقت اور یکسال تعلیم کیا ہے؟ بد فرہب کے اصل اصول ہیں بعنی خدا کی ہستی اوراس کی تو حید اس کے صفات کا ملدا نبیاء اور مرسلین کی بعثت خدا کی خالص عبادت محقوق انسانی اور اخلاق فاضلہ اور اجھے اور برے اعمال کی باز پرس اور جزاوسزا بدتمام فدا ہب کے وہ بنیادی امور ہیں جن پر جملہ فدا ہب حقہ کا اتفاق ہے۔ اگر ان میں ہے کسی جہت ہے کوئی اختلاف ہے تو یا تو طریقہ تجبیر کی غلطی اور یا باہر ہے آ کراس تعلیم میں کوئی تقص پیدا ہو گیا ہے۔

دوسری چیز جس کوآ تخضرت و گفتاکی زبان وجی ترجمان نے شرعه منہاج اور منسک کہا ہے وہ جزئیات احکام اور منفقہ حصول مقصد کے جدا جدارات ہیں جو ہرقوم و مذہب کی زبانی و مکانی خصوصیات کے سب سے بدلتے رہے ہیں مثلاً عبادت اللهی ہر مذہب کا جزولازم ہے لیکن طریق عبادت میں تھوڑ اتھوڑ ااختلاف ہر مذہب میں موجود ہے عبادت کی گؤئی خاص سمت ہر مذہب میں ہے مگروہ سمت ہر مذہب نے اپنی اپنی مصلحت سے الگ مقرر کی ہے ای طرح اعمال فاسدہ کا انسداد ہر مذہب کا متفقہ نصب العین ہے مگراس انسداد کے راستے اور طریقے جدا جدا جدا ہیں غرض بیراستے اور طریقے مختلف

پیغیبروں کے زمانوں میں اگر اصلاح اور تبدیل کے قابل پائے گئے تو بدلتے رہے' تگر اصل وین از لی سچائی اور ابدی صدافت ہے، تا قابل تبدیل اور نا قابل تغیر رہاہے۔

انبیا علیم السلام کا دنیا میں وقتا فو قتا ظہورائ ضرورت ہے ہوتار ہا کہ وہ ای از لی وابدی صدافت کو ہمیشہ اہل دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے اور دین کو اپنے اصل مرکز پر ہمیشہ قائم رکھا اور ساتھ جی اپنی اپنی قوم و ملک اور زمانہ کے مطابق خاص احکام اور جزئیات جوان کے لئے مناسب حال ہوں وہ ان کو بتا ٹیس اور سکھا کیں۔

انبیاء " کے سوانح پرنظر کرنے ہاں کی پوری تقدیق ہوتی ہوتی ہا کی صاحب شریعت ہی کے بعد دوسرا صاحب شریعت ہی ای وقت مبعوث ہوا ہے جب اس کا صحفہ وجی وین وشریعت کا محافظ تھا کھو گیا یا انسانی ہا تھوں کے دست برد سے ایسا بدل گیا کہ اصلیت مشتبہ ہوگئ " صحفہ ابرا ہیم کے گم ہوجانے کے بعد جس کا نہایت ناقص خلاصہ تو را ہ کے سفر محکوین میں ہے صحفہ موک نازل ہوا ، صحفہ موک کے نو پیدا اختلاف کو دور کرنے کے لئے زبور وغیرہ محلف صحفہ آتے رہے ، پھراس کی سخیہ موک نازل ہوا ، صحفہ آتی اورائیل میں انسانی تصرفات کے راہ پانے کے بعد قرآن آیا۔ چونکہ قرآن دنیا کے آخر تک کے لئے آیا اس لئے ہر تحریف اورائسانی تصرف سے اس کی حفاظت کی گئی اور قیامت تک کی جائے گی ، ای لئے اس کے بعد کی اور صحفہ کی ضرورت نہیں اور نہ کی ہی جیم کی جاجت ہے البتہ اس کے معانی صحیح تشریک اور برعات واحدا ثات کے انسداد کے لئے آئمہ خلقاء ، مجدد بین محد ثین اور علیائے راخین پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں اور ہوتے رہیں اور دیا عات کا قلع وقع ہے۔

اب ہم کو پھراو پرے چلنا ہے اور اپنے ایک ایک دعویٰ کو دحی محمدی کی روشنی میں ویکھنا ہے۔ ''وحدت دین'' کی حقیقت کو وحی اسلامی کے آخری ترجمان نے ان الفاظ میں اوا کیا ہے۔

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ السَدِينَ مَا وَضَى بِهِ نُوْحًا وَ الّذِي اَوْحَيْنَا اللّهِ وَمَا وَصَيْنَا بِهِ إِبُراهِيمَ وَمُوسَى وَعِيْسَى اَنُ اَقِيْعُوا اللّهِ مِنَ اللّهُ مِنَ عَلَيْ الْمُشْرِكِينَ مَا تَدُعُوهُمُ اللّهُ يَحْتَى اللّهُ يَحْتَى اللّهُ يَحْتَى اللّهُ يَحْتَى اللّهُ مِنْ عَنْدَهُمُ وَاللّهُ مِنْ اللّهُ مِنْ يَعْدَهُمُ الْعِلْمُ اللّهُ مِنْ اللّهُ اللّهُ مِنْ الللّهُ مِنْ اللّهُ مِنْ اللّهُ مِنْ اللّهُ مِنْ اللّهُ مِنْ اللللهُ مِنْ اللّهُ مِنْ اللللّهُ مِنْ الللهُ مِنْ اللّهُ مِنْ الللهُ مِنْ اللّهُ مِنْ الللهُ مِنْ الللّهُ مِنْ الللهُ مِنْ الللهُ مِنْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ مِنْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللهُ الللهُ الللهُ الللهُ الللهُ الللّهُ الللهُ الللهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ الللهُ اللهُ اللهُ الللهُ الللهُ الللهُ الللهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الللهُ اللهُ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ اللهُ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُمُ الللهُ الللهُ

فیصلہ کردیا جاتا اور جن کوان انگلول کے بعد کتاب وراشت میں لمی وہ اس امریق کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جو
ان کو چین نہیں لینے دیتا بہوتو سب کوائی حقیقت کی طرف بلا اور ای پراستواری سے قائم رہ، جیسا کہ تجھ کو حکم دیا
گیا ہے اور ان تفرقہ اندازوں کی غلط خواہشوں کی چیروی نہ کر اور کہد کہ میں ایمان لایا ہر اس کتاب پر جو خدائے
اتاری اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں تمعارے نیچ میں انصاف کروں، ہمارا رب اور تمعارا رب وہی ایک اللہ ہے ہم کو
ہمارے کام کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمعارے کام کا ہم میں تم میں کچھ جھٹر انہیں، اللہ ہم سب کو اکٹھا کر بیگا اور ای کی
طرف چرجاتا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں کم خوبی کے ساتھ اس حقیقت کے چیرہ سے پردہ اٹھایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہی ایک دین ہے جونوع کو ابراہیم کو موٹی کو اور عبی کو اور تم کو اے جمد میں ایک دین ہے جونوع کو ابراہیم کو موٹی کو اور عبی کو اور تم کو اے جمد میں انفر نے پیدا کے اور آپس کی ضعداور تحقیات سے الگ الگ فرقہ واری کی راہیں نکالیں کی جمرار شاد ہوتا ہے کہ اس وصدت دین کی حقیقت کا لیقین اہل کتا ہوئیس ہے صالا نکہ وہ فشکوک و شہرات کے دلدل میں تعیفے ہیں ، پھر تم ہوتا ہے کہ اس وصدت دین کی حقیقت کی طرف اوگوں کو بلا اور استواری کے ماتھ اپنی اس دعوت اور دعوی پر قائم رواور بیا علان کردے کہ میرا مسلک بیر ہے کہ خدا کی طرف اوگوں کو بلا اور استواری کے ساتھ اپنی اس دعوت اور دعوی پر قائم رواور بیا علان کردے کہ میرا مسلک بیر ہے کہ خدا کی طرف ہے جو کتا ہے بھی دنیا میں ساتھ انسان کروں بینی ہوتا ہے اسکو قبول کروں یا معاملات میں ان کے ساتھ عدل وافساف کروں ، پھر فرمایا جمارا اور تمھارا فدا ایک بی ہو دونہیں اگر اتحاد چا ہوتو اس نقط پر ہم تم متحد ہو سکتے ہیں البتہ ہمارے اور تمھارے فرمایا ہمارا اور تمھارات میں اور تمھارے کام کے تم جواب دہ نہیں اور تمھارے کام کے تع جواب دہ نہیں اور تمھارے کام کے تم جواب دہ نہیں اور تم تو تو تیں ، ہمارے کی تم جواب دہ نہیں اور تم تمارے کی تم کو تم کی تم جواب دہ نہیں کی تم تو تا کو تم کی تم خور ہوں کے تمارے کی تعاری کی تمارے ک

ای وصدت کی دعوت محمدرسول اللہ وہ کی زبان وحی نے ایک اور آیت میں دی ہے

یہود و نصاری جنہوں نے اپنی فرقہ وار یوں ہے اصل دین میں تحریفیں پیدا کر دی تھیں ان کی طرف اشارہ کر کے محدر سول الله صلی الله علیہ وسلم ہے فر مایا تھیا

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُواْ دِينَهُمُ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمُ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا آمُرُهُمْ إِلَى اللهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمُ بِمَا كَانُوا يَفَعَلُونَ ﴾ (انعام)

بے شک وہ جنہوں نے اپنے دین میں الگ الگ راہیں تکالیں اور کئی فرقے ہو گئے کچھکوان سے کوئی کام نہیں ان کا کام اللہ کے حوالے ہے وہی ان کو جتاوے گا جیسا کچھوہ کرتے تھے۔ پھر دونوں کواس کے بعد ہی اصل'' دین قیم'' کی جوابراہیم کا تھا' وعوت دی گئی۔

﴿ قُلُ إِنَّنِي هَادِنِي رَبِّي اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيُنَا قِيَمًا مِّلَةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (انعام)

کہدو کے کہ میرے خدانے اس سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی جودین سیجے ہے ابراہیم کی ملت اوروہ (ابراہیم) مشرکوں میں سے ندتھا۔

غرض اسلام وہ'' دین قیم'' ہے جو ہمیشہ ہے انہیاء کا دین رہااور موجودہ دین اسلام یہودونصاری کی تحریفات اور تصرفات اور فرقہ پروریوں کومٹا کرای ایک متحدہ دین کی پکار ہے جس کی طرف انہیا اپنے اپنے زمانوں میں ہمیشہ لوگوں کو پکارتے رہے اس لئے اکثر انبیاء پنہم السلام کے ناموں کو گنانے کے بعد محدرسول اللہ کھٹے کو یہ ہدایت فرمائی گئی۔

﴿ أُولَٰقِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَيِهُدُهُمُ اقْتَدِهُ ﴾ (انعام)

یدوہ لوگ ہیں جن کواللہ نے ہدایت دی موتو انہیں کی راہ پر جل۔

بعض اسلامی حدود وشرائع کے بعد فر مایا گیا۔

﴿ يُرِيْدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهُدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِكُمْ ﴾ (ناء)

خدا جا ہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور تم کوان کے رائے و کھائے جوتم ہے آ گے تھے۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ اسلام اپنے حدود وشرائع میں بھی اٹلے پیغیبروں کی تعلیمات کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے اور بیامر داقعہ ہے' جولوگ قرآن کا اس لئے انکار کرتے تھے کہ بیکوئی الگ صحیفہ ہے'ان سے بید کہا گیا۔

﴿ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولِلِي ،، صُحُفِ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوسَى ﴾ (الله)

ب شبرید بات الکلے محیفوں میں بھی تھی ایعنی ابرا جیم اور موی کے محیفوں میں۔

ایک اورآیت میں کہا گیا:

﴿ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِيْنَ ﴾ (شعراء)

اوریمی پہلے پیٹیبروں کی کتابوں میں تھا۔

ایک مقام پر بیفر مایا گیا۔

﴿ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبُلِكَ ﴾ (مما حِده)

(اے محمد) تھے ۔ (اس كتاب ميس) و بى كہا كيا ہے جو تھے ۔ پہلے مينمبروں ے كہا كيا

اس اعلان میں بین خاہر کردیا گیا کہ محدرسول اللہ وہ کا کہا گیا جوا گلے پنجبروں سے کہا جا چکا تھا'ان معنوں میں قرآن کوئی نئی دعوت لے کرنہیں آیا' بلکدای پرانی دعوت کی بیٹکرار ہے' جس کی آواز دنیا ہے تم ہو پھکی تھی یا دب گئی تھی' اگر فرق ہے تو اجہال وتفصیل یانقص و بھیل کا کہ اسلام گذشتہ اجہال کی تفصیل اور دین سابق کی بھیل ہے۔

اس کے اسلام میہ ہے کہ اس پریفین کیا جائے کہ وحی کے آغاز سے آخر تک ایک ہی پیغام تھا جو آتار ہااورایک ہی دین تھا جو سکھایا جاتار ہااورایک ہی حقیقت تھی جو دہرائی جاتی رہی کیکن وہ بار بارانسانوں کے نسیان و تغافل اور تضرف وتحریف سے بدلتی اور گم ہوتی رہی اور آخری دفعہ دنیا کے کمال بلوغ کے زمانے میں دہ پوری طاقت کے وعدہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے مفصل اور کامل ہوکر نازل ہوئی اوروہ قیامت تک محفوظ اور ہاتی رہے گی۔

دوسری چیز جس کی خدہب میں ٹاتوی حیثیت ہاور جواصل مقصد نہیں ذریعہ ہوہ بدلتی رہتی ہاور عہد محدی

تک بدلتی رہی ہے اس کا نام شرعہ منہائی اور منسک ہے بہودیوں کوآ تخضرت و انتخابی راعتر اض تھا کہ وہ بہودی شریعت کے
جزئیات میں کیوں تبدیلی کرتے ہیں قرآن نے اس کے جواب میں ہمیشہ بھی کہا کہ یہ مقصود نہیں، ذرائع ہیں، اصول
نہیں فروع ہیں، ہرقوم کی مناسبت سے ان میں تغیر ہوتارہا ہے اور ہوتارہے گا۔ اس کی ایک مثال قبلہ ہے کہ مقصود اصلی نماز
ہوادر سے کا تعین ایک فری اور ٹانوی چیز ہے خضرت داؤدکی اولا و بنی اسرائیل کواپئی آبائی مبعد (بیت المقدیں) سے
گرویدگی تھی، وہ ان کا قبلہ ہوئی ابرا ہیں عربوں کواپئی مرکزی مبعد (کعبہ) سے وہی وہنگی اور نگاؤ تھا اس لئے یہان کا
قبلہ بنی چنانچ قرآن نے تعیین قبلہ کے موقع پر کہا۔

﴿ وَلِكُلِّ وِجُهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُو اللَّحَيْرَاتِ ﴾ (يتره)

اور ہرایک کے لئے ایک سے ہے جد حروہ مندکرتا ہے سوتم نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔

لعني متول اور جبتوں كي تعيين كوا بميت كى چيز نستجھو، بلكه نيكيوں كواصلى ابميت دو\_اس لئے فر مايا:

﴿ لَيْسَ الْبِرِّ أَنُ تُوَكُّوا وُ حُوْهَ كُمُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغُرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرِّ مَنُ امْنَ بِاللَّهِ ﴾ (إقره)

نیکی یمی نہیں ہے کہتم پورب یا پہنتم کی طرف رخ کرؤ بلکہ نیکی ہیہے کہ جوائیان لائے (اور دوسرے نیک کام کرے) ای طرح خانہ کعبہ کا حج یہود یوں میں نہ تھا'اسلام نے جب اس کورائج کیا تو کہا ہر مذہب نے اپنے لئے عام

﴿ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمُ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْآمْرِ وَادُعُ إِلَى رَبِّكَ لَا إِنَّكَ لَعَلَى هُدَى مُسْتَقِيِّمٌ ٥ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعُلَمُ بِمَا تَعَمَلُونَ ﴾ (١٦٤-١٥)

برقوم کے لئے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ بتایا کہ اس قوم کے لوگ اس طرح بندگی اداکرتے ہیں سواس بات میں وہ تھے سے جھڑا نہ کریں او اپنے رب کی طرف بلائے جا'تو بے شک سوجھ کی سیدھی راہ پر ہے ادر اگر وہ تھے سے جھڑنے نگیس تو کہد ہے کہ اللہ بہتر جانتا' ہے جوتم کرتے ہو۔

سورہ ہائدہ میں عدل وانصاف اور قانونی جزا وسزا کے طریقوں کے شمن میں ان یہودیوں اور عیسائیوں کو جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا یہی کہا گیا کہ وہ اپنی اپنی کتابوں ہی کے احکام پرممل کریں 'جن کووہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بہلے یہودیوں کوکہا۔

﴿ إِنَّا أَنْوَلُنَا التَّوُرَاةَ فِيهُا هُدًى وَنُورٌ ، يَحُكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسُلَمُوا لِلَّذِيْنَ هَادُوا وَالرَّبَانِيُّونَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتْبِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَ آءَ ﴾ (ما مره) مم نے تورات اتاری اس میں ممایت اور روثی تھی وقیم جو تھم بردار تھے وہ یہود کا فیصلہ کرتے اور ان کے عالم اور فقیہ کہ اللہ کی کتاب بروہ تکم بان تھا اور وہ تھاس برخروار۔

#### بجرعيسا في شريعت كي نسبت كها:

﴿ وَقَفَيْنَا عَلَى اثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَاتَيَنَهُ الْاِنْحِيْلَ فِيهِ هُـدَى وَنُورٌ وَمُصَدِقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدَى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥، وَلَيَحُكُمُ اَهُلُ الْانْحَيْلِ بِمَا آثَرَلَ اللَّهُ فِيْهِ ﴾ (١٤، ٣٦. ٣٦)

اور ہم نے ان پیمبروں کے پیچھے مریم کے بیٹے میٹی کو بھیجا تی بتا تا ہوااسکو جواس کے پہلے تھا یعنی تو رات اور ہم نے انجیل دی اس میں ہدائت اور روشنی اور تصدیق کرتی ہوئی اپنے سے پہلے کی یعنی تو رات کی اور ہدایت اور نھیجت پر ہیزگاروں کے لیے اور چاہیے کہ انجیل والے اس کا تھم دیں جواس میں خدانے اتارا۔

اس كے بعد الخضرت على كوخطاب كر كے كما:

﴿ وَ أَنْهَ لَنَا اللَّهُ وَلَا تُنْبِعَ اللَّهِ وَلَا تُنْبِعَ الْمُوآء هُمُ عَمَّا جَآء كَ مِنَ الْحَقِ مِنَ الْحَقِ وَمُهَيُمِنَا عَلَيْهِ فَاحُكُمُ اللَّهُ وَلَا تُنْبِعَ الْمُوآء هُمُ عَمَّا جَآء كَ مِنَ الْحَقِ ﴾ (ما نده ٢٨٠)

اورتهم نے تیری طرف یہ کتاب بچائی کے ساتھ اتاری جواہے پہلے کی کتاب کی تقدیق کرتی ہے اور امانت کے ساتھ ای پرشال ہے سوتو ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرجو فعد اے اتارا اور تیرے ہاں جو سچائی آئی ہے اس کو چھوڑ کران کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔

د کیے کہ کس خوبی کے ساتھ صحیفہ محمدی نے اگلی کتابوں کی تصدیق اور مدح وتعریف کی اوران اہل مذاہب کو جو
اسلام پرایمان نہیں لائے اپنی اپنی کتب منزلہ پڑگل کرنے کی دعوت دی اور پھر بیددعوی کیا کہ قرآن ناتمام گذشتہ کتابوں پر
امین و محافظ بن کرآیا ہے اوراس میں ان سب کتابوں کی سچائیاں بیجا ہیں ، لیکن ان لوگوں نے اپنی اپنی کتابوں کو چھوڑ کر
امواء (غلط خواہشوں) کی ہیروی شروع کر دی۔ بیا ہواء کیا ہیں ، کتاب الہی میں تحریف وتصرف کر کے آسانیاں پیدا کرنا
اورا دکام الہی کے مقابلہ میں انسانی اجتہادات کی آمیزش۔

﴿ فَوَيُلُ لِلَّذِيْنَ يَكُتُبُونَ الْكِتَابَ بِآيَدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَلَا مِنْ عِنُدِ اللَّهِ ﴾ (يقره) افسوس بان يرجوائ باتھوں سے كتاب بناتے ہيں پھر كہتے ہيں كہ بيضوا كى طرف سے ہے۔

آ تخضرت ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ اپنی شریعت البی کو چھوڑ کران اہل کتاب کی اہواء کی پیروی نہ کر اس کے بعد حددوداور جزاوسزاش ان خفیف اختلافات اور تبدیلیوں کو جوتو رات انجیل اور قرآن میں ہیں غیراہم بتایا گیافر مایا:

﴿ لِكُلِّ حَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ﴾ (١٠٥٥)

ہم نے تم میں سے ہرا یک کے لئے ایک وستوراورا یک راستہ بناویا۔

النجى اختلافات كى بناير يهوداورنصارى دونول ايك دوسرے كوبرسر باطل كہتے تھے:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُوُدُ لَيُسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيُسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتُلُونَ الْكِتَبَ ﴾ (اِتَره)

اور يبود نے كہانصاري كچھراہ پرنبين اورنصاري نے كہا يبود كچھن پرنبين حالاتك وودونوں خداكى كتاب پر ھتے ہيں

دونوں مل كرمسلمانوں سے كہتے تھے۔

﴿ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْنَصْرَى تَهْتَدُوا ﴾ (بقره)

ادرانہوں نے کہا کہ بہودی یا نصرانی بن جاؤتو ہدایت یاؤ گے۔

ارشاد ہوا کہتم دونوں اپنے الگ الگ راستوں کوچھوڑ کرآ ؤاوراصل دین ابرا ہیں پر متفق ہوجاؤ۔

کہد بلکہ ابرائیم کے دین کی پیروی کرؤ جوموحد تھا مشرک نہ تھا اور کہو کہ ہم خدا پراور جو پچھ ہماری طرف اترا اور جو ابرائیم اوراسلعیل اوراسحاق اور بعقوب اوراس کی اولا دیرا تارا گیا اور جوموی اور عیسیٰ کودیا گیا اور جوسب نبیوں کوان کے خدا کی طرف سے دیا گیا' سب پرائیمان لائے ہم ان رسولوں میں فرق نبیس کرتے اور ہم اس ایک خدا کے تابع بیں تو اگر یہ بھی ای طرح انمیان لائمیں' جس طرح تم ایمان لائے تو انہوں نے ہدایت پائی اور اگر روگر دائی کریں تو وہی ہیں ضدا ورمخالفت بر۔

يېودونصاري كوپيدغوي تفا:

﴿ لَنُ يُدُخُلُ الْحَنَّةَ إِلَّا مِنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصْرَى ﴾ (بقره)

يبوداورنصاري كيسواكوني جنت مين داخل نه موكا\_

جواب دیا گیا۔

﴿ تِلُكَ آمَانِيُّهُمْ ﴾ (يقره)

بیان کی باطل آرزو ئیں ہیں۔

لِكُم ﴿ بَلَى مَنُ أَسُلَمَ وَجُهَةً لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ آجُرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خُوثَ عَلَيْهِمُ وَلَا هُمُ يَحْزَنُونَ ﴾ (الره-١١١)

ہاں جس نے بھی اپنے کوخدا کامطیع بتایا اور وہ نیکو کار ہے تو اس کی مز دوری اس کے خدا کے پاس ہے ندان کوخوف ہو گا اور نیٹم ۔

تمام الل مذاب كويكسال خطاب كرك فرمايا ـ

﴿ إِنَّ اللَّهِ يُنَ امَنُوا وَ الَّذِيْنَ هَادُوا وَ النَّصَارَى وَ الصَّابِئِينَ مَنُ امَنَ بِاللَّهِ وَ الْيَوُمِ الْاجِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمُ اَجُرُهُمُ عِنُدَ رَبِّهِمْ يَ وَلَا حَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمُ يَحُزَنُونَ ﴾ (بقره ١٢٠) بِ شَك جوابُمان لائ ( يعنى مسلمان) اورجو يهودي ہوئ اور نصاري اور صابئ جو بھی خدا پر اور آخری ون پر ايمان لا يا اور نيک عمل کيا تو ان کی مزدوري ان کے پروردگار کے پاس ہے ندان پرخوف ہوگاندہ و مُلمين ہو گئے۔ ايمان لا يا اور نيک عمل کيا تو ان کی مزدوري ان جو يہودي ہے اور نصاري اور صابحين ان جي جو بھي اپنے دور نبوت میں خدا کی توحید پرروز آخر کی صدافت پرایمان لایا اورا چھٹل کئے ان کواپنے کام کا پورا تورا تواب ملےگا۔ یعنی جس نے بھی اپنا ہے گا۔ یعنی جس نے بھی اپنا ہے گئے ہیں اور تجی شریعت کے مطابق جوشرک و کفروبت پرتی سے بقیناً پاک تھی عمل کیا اس کواس کا ثواب ملےگا' خدا کی توحید اورروز آخر کی صدافت پرایمان لا نا اورا چھےکام کرنا صرف عقل کی ہدایت سے نہیں ہوسکتا' بلکہ کسی رسول کی تعلیم بی سے ہوسکتا ہے' جیسا کہ تمام اہل غدا ہب کا متفقہ مسئلہ ہے' اس لئے رسالت کی تصدیق بھی اس کے شمن میں داخل ہے کہ

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكُفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُوْمِنُ

بِسَعْضِ وَنَكُفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَجِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ٥ أُولِيكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقَّادِ
وَاعْتَدُنَا لِلْكَفِرِينَ عَذَابًا مُهِيئًا٥ وَالَّذِينَ امْنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمُ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اَحَدِ مِنْهُمُ أُولِيكَ
سَوْفَ يُوتِيهِمُ أَجُورَهُمُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ (ناء)

بے شک جواللہ اوراس کے رسولوں کا اٹکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اوراس کے رسولوں میں جدائی کریں اور ' کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانتے ہیں اور کسی کونہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ وہ اس میں درمیان کا راستہ اختیار کریں'وہی حقیقی کا فر ہیں اور ہم نے کا فروں کے لئے اہانت کرنے والاعذاب تیار کیا ہے'اور جولوگ اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے اوران میں سے کسی کا بھی اٹکارنہیں کیا' بیدہ ہیں جن کوان کی مزدوریاں خدادے گا'اور خدا بخشنے والا دحم کرنے والا ہے۔

دوسری آیت میں ہے۔

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ امِّنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾ (نور)

مومن وہی ہیں جو خدااوراس کےرسول پرایمان لائے۔

اس بنا پران آنوں ہے دو ہا تیں معلوم ہوئیں ایک مید کہ قبول عمل کے لئے ایمان شرط ہے اور دوسرے مید کہ
ایمان وعمل کے علم کے لئے نبی کی تقدیق ضروری ہے اس لئے اوپر جن چارفرقوں کا ذکر ہوا ہے وہ چاروں وہ ہیں جو کسی نہ
سی پیغیبر کو ماننے والے ہیں ،اس بناء پر کامل اسلام میہ ہے کہ تمام رسولوں کو صادق مانا جائے چنانچیاس کی تفصیل سورؤ مائدہ
میں ہے۔

﴿ قُلُ إِنَّاهُ لَ الْكِتْبِ لَسُتُمُ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أَنْزِلَ الْكَحُمُ مِّنُ رُبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيْرًا مِنْهُمْ مَّا أَنْزِلَ الْيُكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَ كُفُرًا مَ فَلَا تَسَاسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَفِرِينَ وَالنَّصْرَى مَنَ امْنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاجِرِ الْكَفِرِينَ وَالنَّصْرَى مَنَ امْنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاجِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ (المُدور ٢٥- ٢٥)

کہد و اے کتاب والو اتم کچونیں جب تک تم توراۃ اور انجیل کواور جو کچھ تمہاری طرف اتارا گیااس کو قائم نہ کرو اور (اے پیغیبر) جو تیری طرف اُتراہ و واان کی سر شی اورا نکار کواور بڑھائے گا تو ان منکروں کاغم نہ کر اس میں کوئی شہبیں کہ جومسلمان ہوئے اور جو یہودی ہوئے اور صابئ اور عیسائی جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لا یا اورا چھے کام کئے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ ممکنین ہوں گے۔ اس کے بعد بی اس کا ذکر ہے کہ یہود یوں نے ہمیشہ رسولوں کا اٹکار کیا 'اور نصاریٰ تو حید کوچھوڑ کر تثلیث اور الوہیت سے میں جتلا ہو گئے اس لئے اصل اسلام سے بیدونوں ہٹ سے فر مایا۔

﴿ لَقَدُ أَخَدُنَا مِينَاقَ بَنِي إِسُرَآئِيلَ وَأَرْسَلُنَآ إِلَيْهِمُ رُسُلًا عَلَمَا جَآءَ هُمُ رَسُولٌ أَيمَا لَا تَهُوَى آنْفُسُهُمْ فَرِيُقًا كَذَّبُوا وَفَرِيُقًا يَقْتُلُونَ ٥ وَحَيبُوْ آ أَلَّا تَكُونَ فِتَنَةً فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَهُ وَا يَعْمَلُونَ ٥ وَحَيبُوْ آ أَلَّا تَكُونَ فِتَنَةً فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرًا مِنْهُمَ لَا وَاللَّهُ بَصِيرًا بِمَا يَعْمَلُونَ ٥ لَقَدُ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواۤ إِنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمُ أَمُّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرًا مِنْهُمَ لَا وَاللَّهُ بَصِيرًا بِمَا يَعْمَلُونَ ٥ لَقَدُ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواۤ إِنَّ اللَّهُ هُو الْمَسِيحُ ابُنُ مَرْيَمَ ﴿ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي إِسُرَآئِيلَ اعْبُدُوا اللَّهُ رَبِّي وَرَبَّكُمُ وَاللَّهُ مَن يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدُ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَنَّةُ وَمَأُواهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّلِمِينَ مِن أَنْصَارٍ ٥ لَقَدُ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواْ إِنَّ اللَّهُ فَلَدُ مَن يَشُولُ إِللَّهُ فَقَدُ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَنَّةُ وَمَأُواهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّلِعِينَ مِن آتَصَارٍ ٥ لَقَدُ كَفَرَ الْدِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهُ فَالِثُ ثَلُهُمُ عَذَابٌ اللَّهُ فَلُونَ لَيَمُ اللَّهُ عَلَيْهُ إِلَا إِلَا إِلَا اللّهُ مَا يَقُولُونَ لَيَمَ اللّهُ وَالِمُ لَا اللّهُ مَا اللّهُ مَا اللّهُ مُ عَذَابٌ آلِيهُ مُ عَذَابٌ آلِيمُ عُهُ (المُورَا مِنْهُمُ عَذَابٌ آلِيمُ عُهُ (المُدَومَ عَدَابُ آلِكُ اللّهُ مُنْهُمُ عَذَابٌ آلِيمُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ مَا اللّهُ مُ اللّهُ اللّه

بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا' اوران کی طرف کئی رسول بیجے، جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ان کی نفسانی خواہشوں کے خلاف احکام لے کرآ یا تو کتنوں کو جیٹلا یا اور کتنوں کا خون کرنے گے اور خیال کیا کہ اس سے پھوٹرا بی نہ ہوگی سواند ھے ہو گئے اور بہرے ہوئے اور بہرے ہوئے اور اللہ وی بھر خدا ان پر جوع ہوا اوران میں بہتیرے اند ھے اور بہرے ہوئے اور اللہ وی بھر خدا ان پر جوع ہوا اوران میں بہتیرے اند ھے اور بہرے ہوئے اور اللہ وی بھر خدا ان پر جوع جنہوں نے بیکھا کہ مریم کا بیٹا ہے ہو اللہ ہے ہے تو بیکھا تھا کہ اس کہ اس اللہ کو بوجو جو میرا اور تمہار ارب ہے بے شک جواللہ کو شریک بنائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اوراس کا محکانا دوز خ ہے اور گئیگاروں کی کوئی مدد کرنے والانہیں ، بے شبہ وہ کا فرہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تیمن میں تیسرا ہے حالا نکہ کوئی اللہ نہیں گر وہی ایک اگر وہ ایچ اس قول سے باز شرائے تو ان میں سے کا فروں کو یقینا دردناک عذاب چھوئے گا۔

بیتوان یہود ونصاری کے ایمان کا حال تھااس کے بعد ای رکوع میں ان کے ''حسن عمل'' کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے بعد بی ان سے کہا گیا ہے۔

﴿ وَلَـوُ كَـانُـوُا يُـوُمِـنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا ٱنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُو هُمُ اَوُلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيْرًا مِّنُهُمُ فَسِقُونَ﴾ (١/ءهـ١٨)

اورا گرانشداوراس نبی پراورجواس نبی پراترااس پر بیامیان لے آتے توان مشرکول کود دا بنادوست نه بناتے لیکن ان میں اکثر نافر مان ہیں ۔

اسلام بینی تمام نبیوں اور رسولوں کے واحد مشترک دین کا اصل الاصول دو با تیں ہیں تو حید کامل اور رسالت عمومیٰ بیعنی اللہ تعالیٰ کوتو حید کی تمام صفتوں میں کامل بلاشریک مانتا اور اس کے تمام پیغیبروں اور رسولوں کو بکسال صادق اور راست بازتسلیم کرنا چنانچے فرمایا:

﴿ آفَغَيْرَدِيْنِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ آسُلَمَ مَنُ فِي السَّمْوَتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرُهًا وَاللَّهِ يُرْجَعُونَ، قُلُ امْنًا بِاللَّهِ وَمَا ٱنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا ٱنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَاسْمُعِيْلَ وَاسْحَقَ وَيُعُقُوبَ وَالْاسْبَاطِ وَمَا اَوْتِنَى مُوسَى وَ عِيسَلَى وَالنَّبِيُّونَ مِنَ رَبِعِمْ لَا نُفَرِقَ بَيْنَ اَحَدِ مِنْهُمُ وَ نَحْنُ لَهُ مُسَلِمُونَ وَ وَمَنَ لِيَعْمِ وَالْمَعْمُونَ وَ مِنَ الْعَصِرِيْنَ ﴾ (آل بمران ٢٥٥٨)

کیا وہ وین اللی کے سوااورکوئی دین چاہے ہیں حالانکہ جو بھی آسانوں اور زمین میں ہوہ فوقی سے یا مجوز اخداکا مسلم یعنی فرمانبردارہ اورای کی طرف سب لوٹا کیں جا کیں گے (اے پیغیر) کہدکہ ہم اللہ پراورجواس نے ہم پر اتارا اور جو ابراہیم اورا سمعیل پراوراسحاق پراور یعقوب پراوران کی اولا دول پرائز ااور جو کچھموکی اور عیمی اور سب کی صدافت کوشلیم کرتے ہیں ان میں ہے کی میں کوئی فرق نہیں کرتے ،اور ہم ای خدا کے مسلم یعنی فرمانبردار ہیں اور جو اسلام کے سواکوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے جو ل نہ ہم کہ کہ اور اس کی اور دوا کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے جو ل نہ ہم کی ہوگا۔

ای آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا پر اور تمام رسولوں پر ایمان لا نادین اللہ ہاورای کا نام اسلام ہے جس نے اس اصول کو قبول نہیں کیا وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا آل عمران میں ہے کہ یہود و نصار کی تاویلات باطلہ اور انتباع متشابہات کی وجہ ہے گمراہ ہو گئے کیے نین دین اسلام ہے روگرواں ہو گئے اور اختلافات میں پڑھے فرمایا مشابہات کی وجہ ہے گمراہ ہو گئے کہ نین اسلام ہے روگرواں ہو گئے اور اختلافات میں پڑھے فرمایا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ میں اللہ میں اللہ میں کا بین عبد ما جَاءً ہم مُم اللہ میں کہ بنا کہ کہ بنا ک

پرن میں کریں تو جیدوے کہ میں ہے اور بیرے پیردوں ہے واپ وطعدا ہائی کریں کہ وہ اس اسلام کو قبول کرتے ای کے بعد آنخضرت ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ یہود و نصاری ہے سوال کریں کہ وہ اس اسلام کو قبول کرتے میں یانہیں؟

﴿ وَقُلُ لِللَّهُ يُنَ أُونُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِينَ مَ اَسُلَمْتُمْ . فَإِنْ اَسْلَمُوا فَقَدِ الْمُتَدَوا . وَإِنْ تَوَلُّوا فَإِنَّهُ مَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ مَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ ، بِالْعِبَادِ ﴾ (المران)

اوراے پیغیبران سے جن کو کتاب دی گئی اور عرب کے جاہلوں سے کہدد سے کہ کیاتم نے بھی اسلام قبول کیا اگر کیا تو انہوں نے سیدھی راہ پائی ،اوراگرانکار کیا تو تھے پرصرف پہنچادیتا ہےادراللہ بندوں کودیکھتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کو اس اسلام کے قبول کرنے پر ہدایت نامہ ملنے کی بشارت ہوتی ہے اس ہے معلوم ہوا کہ اسلام "
' ہدایت نامہ' ہے کہ وہ دین اسلام جس کو یہود و نصاری اور تمام اہل ندا ہب نے جو کی گذشتہ پنج ہر کی اُمت ہوں کھود یا تھا
اور اب جس کو محمد رسول اللہ وہ کہ اُن کے ذریعہ دوبارہ دنیا ہیں پیش کیا گیا ہے اس لئے جو ہدایت ان قو موں کے پاس تھی وہ
ناقص تھی اور اسلام جس کو لے کر آیا وہ کامل ہے نیز بیہ معلوم ہوا کہ جن آینوں ہیں بیا کہا گیا ہے کہ اب جو ایمان لائے اور جو
یہودی ہوئے اور نصر انی اور صابئ جو بھی خدا اور ہوم آخر پر ایمان لایا اور اس نے نیک کام کیا اس کو خوف و نم نہ ہوگا ان ہیں
خدا پر ایمان لانے ہے مقصود ' تو حید کامل' ہے اور اس کا یہ خشاہ ہیں کہ یہود و نصاری اور صابئ و غیرہ اپنے موجودہ گر اہ

عقیدوں کے ساتھ نجات کلی کے مستحق ہیں یہود و نصاری کیا' مسلمان بھی اس تو حید کامل کے بغیر نجات کلی کے مستحق نہیں جب تک ایمان اور عمل صالح ٹھیک اس تعلیم کے مطابق نہ ہوں جوان کے رسول کے ذریعہ دنیا ہیں آئی ہے یہ اصول ہر ایک کے لئے ہے خواہ وہ مسلمان ہوئیا یہودی ہوئیا عیسائی ہو یاصا نبی ہوغرض کی نبی کی پیروی کا مدعی ہو۔

نبوت محمدی کا دعویٰ بینیس کدوہی ایک ہدایت ہاوراس کے سواسب صلالت ہے، بلکہ بدوعویٰ ہے کہ وہی ایک کامل ہدایت ہے اور اس کے سواسب صلالت ہے، بلکہ بدوعویٰ ہے کہ وہی ایک کامل ہدایت ہے اور بقید فدا ہم سما بقد موجودہ حالات میں سب ناقص ہیں بعنی وہ ابدی کامل ہدایت جواہے اپ وقتوں میں سب نبی لے کرآتے رہے اوران کے پیرواہے تاویلات تحریفات تصرفات اورا ختلافات ہے اس کو ہر باد کر چکے تصای کو لے کرآ خری دفعہ محمد رسول اللہ وقتا آئے اوراب وہ ہدایت ہمیشہ کامل دہے گیا چر بھی ناقص نہ ہوگی کہ اس کا صحیفہ ہدایت (قرآن) تحریف واختلاف وتصرف سے محفوظ و پاک دہے گا۔

یمی وجہ ہے کہ یمبود و نصار کی کونیوت محمدی کی دعوت جہاں دی گئی ہے، ہدایت کی بشارت سنائی گئی ہے چنا نچیہ ای آیت میں جوابھی او پر گذری ہیہے۔

﴿ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُقِيِينَ ءَ أَسُلَمْتُمْ ، فَإِنُ آسُلَمُوا فَقَدِ هُتَدُوا ﴾ (آل مران ٢٠٠) اورا ع في مراان عين كوكتاب دى كئ أور عرب ك جابلول ع كه كياده اسلام لائ أكراسلام لائ اتوانهول في ميدمي راه ياكي -

سورہ بقرہ میں ہے۔

﴿ فُولُوا امْنَا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْوِلَ الْيُنَا وَمَا أُنْوِلَ الِّي إَبْرَاهِيْمَ وَاسْمَعِيْلَ وَاسْحَقَ وَيَعْقُونِ
وَالْاسْبَاطَ وَمَا أُوتِي مُوسَى وَعِيْسَى وَمَا أُوتِيَ النِّيثُونَ مِنْ رَبِّهِمَ } لانفرق بَيْنَ أَحَدِ مِنْهُمُ
وَلَحُنْ لَهُ مُسَلِمُونَ ٥ فَانُ امْنُوا بِعِثْلِ مَا امْنَتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدُول ، وَإِنْ تَوَلُّوا فَائَمًا هُمُ فِي 
مِنْقَاقِ ﴾ (يقره ١٣٧١ ١٣٠)

(اے مسلمانو!) کہوکہ ہم اللہ پراور جوہم پراترا اور جوابراہیم پراورا سلمیل پراورا سحاق پراور بیقوب پراوران کی اولا دیراترا اور جوموی کواور میسی کواور سب بیغیبروں کوان کے پروردگاری طرف سے دیا گیا سب پرائیان لائے اور ہم ان میں سے کسی میں کچے فرق نہیں کرتے اور ہم ای خدا کے مسلم یعنی فرما نبروار ہیں او اگر بیبھی ای طرح ما نمیں جس طرح تم نے مانا تو انہوں نے سیدھی راہ پائی اوراکروہ اس سے بازر ہیں تو وہ محض ضد میں ہیں۔

یہود و نصاری اور اہل کتاب کوتعلیم محمری کی طرف دعوت ای ''ہدایت'' کے پانے کے لئے ہے جواسلام بعنی انبیاء کے دین از لی سے عبارت ہے اور جس کو لے کرمحمدرسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور فلاح ونجات، کامل اب ای کے ماننے میں مخصر ہے۔

﴿ وَالَّذِينَ يُوْمِنُونَ بِمَا أَنْزِلَ اللَّكَ وَمَا أَنْزِلَ مِنْ قَبُلِكَ وَبِالْاحِرَةِ هُمْ يُوْقِنُونَ ، أو لَيْكَ عَلَى هُدُى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَيْكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (اقروره س) هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَيْكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (اقروره س) جواس كوجوتيرى طرف (اے يَغِير!) اترا اور جوتھ ہے پہلے اترا دونوں كومائے بيں اور چھلى زعرى پريقين ركھے بيں وى اپنے پروردگاركى جائے ہيں اور وى كامياب بيں۔

حضرت موئی کے قصہ کے بعد فر مایا کہ رحمت الٰہی گو عام ہے تکریہ فعمت خاص طور ہے ان کا حصہ ہے جوتعلیم محمری کوقبول کریں اور وہی نجات کامل کے مستحق ہیں۔

﴿ وَرَحْمَتِى وَسِعَتُ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكَتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَقُونَ وَيُوتُونَ الزَّكُوةَ وَالَّذِينَ هُمُ بِالِيّنَا يُؤْمِنُونَ ٥ اللَّذِينَ يَتِبِعُونَ الرَّسُولَ النِّبِي الْأَمِي الْدِي يَجِدُونَة مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التُّورَة وَالْاَسْجِيلِ يَامُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهُمُ عَنِ الْمُنكرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّئِتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْمَنكرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِئِتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْمَعْرُوفِ وَيَنْهُمُ عَنِ الْمُنكرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِئِتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْمَعْرُوفِ وَيَنْهُمُ وَالْاَعْلَ الَّذِي كَانَتُ عَلَيْهِمْ يَ فَالِّذِينَ امْنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَلَيْكَ هُمُ الْمُفلِيثِ وَيُحِلُّ لَهُمُ اللّهُ وَيَعْمَ اللّهُ وَيَعْمَعُ عَنْهُمُ اللّهُ وَيَعْمِعُ عَنْهُمُ وَاللّهُ وَيَعْمَعُ عَنْهُمُ اللّهُ وَيَعْمِعُ عَنْهُمُ اللّهُ وَيَعْمِعُ عَنْهُمُ اللّهُ وَيَعْمُ اللّهُ وَيَعْمَعُ عَنْهُمُ اللّهُ وَيَعْمُ اللّهُ وَيَعْمُ لَهُ وَلَائِقُ وَاللّهُ وَيَعْمُ مُ اللّهُ وَيَعْمُ لَهُ لَاللّهُ وَيَعْمُ لَعُونُ اللّهُ وَيَعْمُ لَكُونُ اللّهُ وَيَعْمُ لَهُ لَهُ مُنْ اللّهُ وَكُمْ مُعِمِّ لَهُ اللّهُ وَيَعْمُ لَا اللّهُ وَيَعْمُ اللّهُ وَيَعْمُ لَهُ اللّهُ وَيَعْمُ اللّهُ وَكَلِمْتِهِ وَالْبَعُوهُ لَعَلَّكُمُ مَعْمَ لَهُ اللّهُ وَيَعْمُ لِهُ اللّهُ وَكَلِمْتِهُ وَالْمِعُولُ لَا لَا لَهُ اللّهُ وَلَالُولُ اللّهُ وَلَيْعِولُ لَهُ اللّهُ وَلَاللّهُ وَلَالُولُ اللّهُ وَلَالِكُونُ اللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَالِكُمُ وَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَولُولُ اللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَالُولُولُ اللّهُ وَلَا اللّهُ وَلَاللّهُ وَلَا لَعُلُكُمُ الللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَالِكُولُولُ الللّهُ وَلَاللّهُ وَلَالِهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَاللّهُ وَلَا لَعُلْكُمُ اللّهُ اللّهُ وَلِلْ

اور میری رحمت ہر چیز گوسائے ہے چراس رحمت کو شمان کے لئے لکھ دوں گا جو پر بینزگار بیں اور زکو ق و ہے ہیں اور جو ہمارے محکموں کو مانے بیں ، جو ہمارے محکموں کو مانے بیں ، جو ہمارے محکموں کو مانے بیں ، جو ہمارے محکموں کو مانے بین ، جو ہمارے محکموں کو مانے بین ہوان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی ہے باز رکھتا ہے اچھی چیز وں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور بری چیز وں کو حرام کرتا ہے اور ان کے بندھن کو اور ان زنچیروں کو جو ان پر پڑی تھیں اتارتا ہے تو جنہوں نے اس تو بغیر کو مانا اور اس کی تا تد کی اور اس کی مدد کی اور اس روشتی کے بیچھے چلے جو اس کے ساتھ اُرتری وہی کا میاب بیں کہد دے (اے بیغیر) کہا ہے انسانوا بیس تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں جس کی آ سانوں اور زمین کی شہنشاہی ہے اس کے سواکوئی خدا تیس ، وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے ، سوانٹھ اور اس کے اس ان پڑھ پیغام رساں رسول پر ایمان لا وُجوانٹھ پر اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اس رسول کی بیم وی کروتا کرتم سیدگی راویا و ۔

ان آیات میں صاف ظاہر کردیا گیا کہ گذشتہ ندا ہب کے پیروؤں کومحدر سول اللہ وہ گیا پرایمان لا نااس لئے ضروری ہے کہ وہ دین خالص جوانسانی تصرفات اور آمیز شوں سے مکدر ہو گیا تھا وہ سخف الہی کی پیشین کو ئیوں کے مطابق آپ کے ذریعہ پھر نکھارا گیا ہے اور جن اضافوں اور جز ئیات احکام کی ختیوں کو انسانوں نے اس میں شامل کردیا تھا وہ آپ کے ذریعہ دور کی گئیں اور نیز آپ عالمگیر پی غیر بن کرمبعوث ہوئے اس لئے ہمایت نامہ نبوت عمومی اور نجات کامل اور فلاح عام اب وی محمدی کے اندر محدود ہے۔

الغرض دین محمدی کو قبول کرنااس لئے تمام انسانوں پرضروری ہے کہ وہ دین از کی جو ہر ند ہب کا جو ہر تھا اور جو
اس کے پیروؤں کی تحریف وتصرف ہے برباد ہو گیا تھا ای کو صحفہ محمدی لے کرآیا اور اب وہ ہمیشہ محفوظ رہے گا کیونکہ اس کا
نی خاتم النمینین 'اس کا دین کامل دین اور اس کا صحفہ تمام صحف الہی پرمہیمن اور حاوی ہے اور قیامت تک خدا کی طرف ہے
اس کی پوری حفاظت اور بھا کا وعدہ کیا گیا ہے نیہ جاروں وجوے شحیل دین 'قران کامہمین ہونا' قیامت تک اس کا محفوظ و

باقی رکھنااور ختم نبوت حسب ذیل دلائل سے ثابت ہیں۔ تکمیلِ دین:

قرآن کے سوائسی اور صحیفہ نے بیدوعویٰ نہیں کیا کہ وہ مکمل ہے اور اس کے ذریعہ دین اللی اپنے تمام اصول اور فروع (مناسک ومناجج وشرائع) کی حیثیت ہے جمیل کو پہنچ گیا' بلکہ گذشتہ ندا ہب میں سے ہراکیک نے اپنے وقت میں یمی کہا کہ اس کے بعد ایک اور نبوت آئے گی' جواس کے کام کی جمیل کرے گی خدانے حضرت موٹی سے فرمایا۔

'' میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں ہے تھے ساایک نبی ہر پاکروں گا'اورا پنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا' اور جو کچھ میں اے فر ماؤں گاوہ سب ان ہے کہے گا''(استنا ۱۸۔۱۹)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موئی " کے بعدان کے مانندایک اور نبی آنے والا تھا جس کے مند میں اللہ تعالیٰ خودا پنا کلام ڈالےگا'اس سے ٹابت ہوا کہ موئی " کی طرح ایک اور صاحب شریعت نبی خدا کے نئے کلام کے ساتھ آئے گا ای طرح حضرت عینی نے بھی کہا۔

''لیکن وہ فارقلیط (احمہ) پا کیزگی کی روح ہے جے باپ(خدا) میرے نام سے بھیج گا' وہی تمہیں سب چیزیں حکھائے گااورسب با تنس جومیں نے تم ہے کہی جین'تمہیں یاوولائے گا'' (یوحنا۱۳۔۲۶)

''اوروہ فارقلیط (احمہ) آ کردنیا کو گناہ ہے رائی اورعدالت سے قصور وارتفہرائے گا' گناہ اس لئے کہوہ مجھ پر ایمان نہیں لائے میری اور بہت ی باتیں ہیں کہ میں تم ہے کہوں، پراہتم ان کی برداشت نہیں کر سکتے' لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گی تو وہ تہ ہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی ،اس لئے کہوہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو پچھوہ سنے گی سو کہے گی میری بزرگی کرے گی۔ (یوحنا۱ا۔۸)

حضرت عینی نے بھی اپنے کلام کو ہنوز ناتمام ہی فر مایا اور ایک آئندہ آنے والے کا پیۃ ویا جواس کی سخیل کرےگا۔

آخروہ موجودالام موجود کے اور دعویٰ کیا کہ میں موت کے مانند بنی اسرائیل کے بھائیوں لیمی بنی اسائیل میں اور مرح وہ موجود الام موجوع کی اسلی ہے۔ آیا ہوں اور میرے منہ میں خدائے اپنی بولی ڈالی ہے اور بید بوی کیا کہ میں بنی وہ بچائی کی روح ہوں، جو سے کی اصلی برائی ظاہر کرنے سے اپنی کی راہ بتائے اور سے کی اوجوری بات کو کامل کرنے کے لئے آیا ہوں میں اپنی نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو او پر سے سنتا ہوں اور آخر منصب نبوت کے ختم پروی الی نے آپ کی زبان سے بیا علان عام کیا۔

ہوں جو او پر سے سنتا ہوں اور آخر منصب نبوت کے ختم پروی الی نے آپ کی زبان سے بیا علان عام کیا۔

﴿ الْکُومُ اَکُملُتُ لَکُمُ وَاتَّمَدُتُ عَلَیْکُمْ یَعْمَیْنُ وَرَضِیْتُ لَکُمْ الْاِسُلَامَ وَیُفَا ﴾ (اندہ ہے)

ہوں جو او پر سے سنتا ہوں اور آخر منصب نبوت کے ختم پروی الی نے آپ کی زبان سے بیا علان عام کیا۔

﴿ الْکُومُ اَکُملُتُ لَکُمْ وَاتَّمَدُتُ عَلَیْکُمْ یَعْمَیْنُ وَرَضِیْتُ لَکُمْ الْاِسُلَامَ وَیُفَا ﴾ (اندہ ہے)

اس کے میں نے تہارا وین کامل کر دیا اور اپنی تعمی خت فقہی ادکام جو ان کی خت گیری کے لئے ان پر عاکم تھے اور اصل دین ابرا ہیمی میں داخل نہ مینے لیا اندانوں کے اضافے اور تصرفات تھے بدل کرا لیے مناسب اور آسان ادکام اصل دین ابرا ہیمی میں داخل نہ جو لا بین اللہ مَا حَرُا اللہ اللہ علی تفیدہ الاید (آل عمران ۔۱)

ل دیکھوآ بیت کُلُّ الطَّعُومُ کُانَ جِلَّا لَبْنِیْ اِلْسُرَائِیْلُ اللّٰ مَا حَرُا السُرَائِیْلُ عَلَیْ تفیدہ الاید (آل عمران ۔۱)

نازل کئے جو ہرزمانہ کے لیے موزوں ہو تکتے ہیں ای لیے قرآن نے کسی اپنے بعد میں آنے والے پیغیبر کی پیشین کوئی نہیں کی نہ کسی کلام کے نزول کی خبر دی نہ کسی نی شریعت کا منتظر کیا کہ پھیل کے بعداب کسی نے کلام اور کسی نئی شریعت کا موقع کہاں؟ اورای بنا پرقر آن نے ہرجگہ ﴿ وَمَا أَنْسِلَ مِنْ فَلِكَ ﴾ (جو محد پہلے نازل کیا گیا) پرایمان لانے کی تاكيدى ليكن ﴿ وَمَا أَنْرِلْ مِنْ يَعُدِكُ ﴾ كقبول كرنے كاكبين اشاره تك بھى نبين -

### قرآن میمن کتب ہے:

سيرت النجي

اس دین کامل کاصحیفه تمام اگلی کتابوں کا مصدق ہے۔

﴿ مُصدِّقًا لِّما بَيْنَ يَدَيُّه ﴾ (١ مو ـ ٤)

اہے آ مے کی کتابوں کی تقعد بی کرنے والا۔

وہ تمام اگلی کتابوں کی صداقتوں اور تعلیموں پرمشمثل ہے اس لیے جوکوئی اس صحیفہ کوقبول کرتا' ہے وہ تمام اگلی کتابوں کی صداقتوں اور تعلیموں کو قبول کر لیتا ہے بیر حیثیت قر آن کے سواکسی دوسرے محیفہ کو حاصل نہیں ،فر مایا: ﴿ وَٱنْزَلْنَا اِلَّيْكَ الْكِتَابِ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾ (١٠٥٥) اورجم نے (اے محمد) تیری طرف سیائی کے ساتھ یہ کتاب اتاری جوائے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور ای پرشامدوحاوی ہے۔

لفظمیمن کی تفسیرامل زبان مفسروں نے پیک ہے۔

ابن عباس ": شابداورامين قرآن اين يبلے كى بركتاب كامين ب-

قرآن سے پہلے جو کتابیں بھی تھیں قرآن ان کا مین اور شاہد ہے۔ قاده:

غرض قرآن اگلی کتابوں کی صداقتوں اور مچی تعلیموں کی امانت اپنے اندرر کھتا ہے۔

### قرآن محفوظ ہےاوررہے گا:

پنجبر کی تعلیم کی حفاظت اس کے صحیفدالہی کی حفاظت پر موقوف ہے قرآن سے پہلے کوئی کتاب الہی دانستداور نا دانستالفظی تحریفات اورتصرفات سے تمام تربری نہیں رہی۔لا کھوں پغیبروں میں سے چند کے سواکسی کا صحیف دنیا میں باقی نہیں اور جو ہاقی ہے وہ فنا ہوکر نئے نئے قالب میں بدلتار ہاہتورات جل جل کرخاک ہوئی اور پھران سوختہ اوراق سے تحریر ہوئی پھر ترجموں کی تحریفات ہے اپنی اصل کھو جیٹھی انجیل میں تحریف وجعل تو ای زمانہ میں شروع ہو چکا تھا پھر مترجموں کی کتربیونت نے حقیقت بالکل مشتبہ کر دی زردشت کاصحیفہ سکندر کے نذر ہوااوراب صرف گاتھا کا ایک حصہ بچا تھیارہ گیا ہےان کتابوں کا بیعال اس لیے ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دائی اور آخری فدہب بتا کرنہیں بھیجا تھا ای بنا پر ان کی دائمی حفاظت کا وعدہ نہ تھا' لیکن قرآ ن کی نسبت بیوعدہ ہوا کہوہ ہمیشہ کے لیے باقی اور محفوظ رہے گااس کی بقااور حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے اپنے او پرلی اور فرمایا اور کس وثوق سے فرمایا

﴿ إِنَّا نَحُنُ نَزُّلُنَا الدِّكُرُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُولَ ﴾ (جمر)

ہم نے اس نصیحت کی کتاب کوا تا را اور بے شہرہم ہیں اسکی حفاظت کرنے والے۔ میدوعدہ اللی ایک اور دوسری آیت میں ان الفاظ میں دہرایا گیا ہے علا اِنَّ عَلَیْنَا جَمُعَهُ وَقُرُادَهُ ، فَالِذَا قَرَائَهُ فَاتَبِعُ قُرُانَهُ ، ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهُ ﴾ (قیاسہ) بے شک ہمارے ذمہ ہے اس قرآن کو سمیٹ کررکھنا اور اس کا پڑھنا کچر جب ہم پڑھیں آو تو اس کے پڑھنے کے ساتھ رہ کچر بے شبہ ہم پر ہے اس کو کھول کر بتانا۔

اس آیت میں قرآن کی قراءت یعنی لفظ وعبارت اور بیان یعنی معنی دونوں کی ذرمدداری خدائے تعالی نے خود اپناو پر لی ہے ایک تیسری آیت میں اس کی تصریح ہے کہ اس حق میں باطل کی آمیزش کبھی راہ نہ پاسکے گی فرمایا ﴿ وَإِنَّهُ لَـكِتُكِتُ عَزِيُزٌ ، لَّا يَسَاتِبُ وِ الْبَاطِلُ مِنْ اَبْنِينِ يَسَدَيْهِ وَلَا مِنْ حَسَفِهِ تَنْزِيْلٌ مِنْ حَسَيْمِ حَمِيْدِ ﴾ (حم السجدہ۔۳۳۔۳۳)

اور بے شک بیقر آن ایک ایک کتاب ہے جو غالب ہے باطل نداس کے سامنے ہے اور نداس کے پیچھے ہے اس کے پاس آئے گا ایک حکمت والے اور خو نیول والے کی طرف ہے اُترا۔

اُس کتاب کوغالب فرمایا گیا ہے بیعنی جوا ہے ہر حریف کوا ہے دلائل کے زور سے پست کرے گی باطل نہاس کے سامنے سے اس میں مل سکتا ہے اور نہ چیچے سے بیعنی نہ لفظ وعبارت کی طرف سے اور نہ حقیقت ومعنی کی جہت ہے ۔
کیونکہ وہ ایک حکمت والے کی طرف سے اتری ہے اس لئے وہ اپنی حکمت ودانائی کی تعلیم سے غالب رہے گی اور چونکہ وہ ایک سراسرخو بیوں والے کی جانب سے عطاموئی ہے اس لئے رہی ہر باطل کے عیب سے پاک رہے گی۔
ایک سراسرخو بیوں والے کی جانب سے عطاموئی ہے اس لئے رہی ہر باطل کے عیب سے پاک رہے گی۔
ریقر آن کا اپنا دعویٰ ہے اور ساڑ ھے تیرہ سوہرس کی تاریخ اس کی صدافت پر گواہ ہے۔

### ختم نبوت:

مقد مات بالا کا نتیج گوخود یہ ہے کہ محررسول اللہ وہ گئے کے بعد کی نبی کی اقر آن کے بعد کسی صحیفہ کی اوراسلام کے بعد کسی دین کی ضرورت نہ ہو لیکن وجی محمد کی نے برشک کے ازالہ کے لئے آگے برجے کریہ تصریح بھی کردی کہ اب نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب آپ کے بعد کسی نبی کی حاجت نبیل ، کہ دین کامل اور صحیفہ البی محفوظ ہو چکا اور ہمایت ربانی کے دروازہ کے بند ہونے کا خطرہ دور ہو گیا اور خود تاریخ انسانی گواہ ہے کہ بعث محمدی کے بعد سے دنیا کی حالت بدل گئی متفرق قویس ہوستہ ہو گئیں زمین کے کوئے ایک دوسرے سے ل مسئل اور خدا کے تمام رسولوں کو سے اور صداقتوں کو اول آ ہتہ آ ہتہ ترقی پانے لگا یہاں تک کہ ان قو مول نے بھی جو مسلمان نہیں ہو کیں ان دونوں صداقتوں کو اصولاً تسلیم کرایا۔

#### وحدت اويان اوروين اسلام:

تفصیل بالا کے بعد بیرواضح ہوگیا کہ وحدت ادیان کا منشاء کیا ہے بعنی یہ کہ اصل میں ایک ہی دین ہے جوتمام انبیاء کا مذہب رہائیکن وہ بعد کوان کے پیروؤں کے صحائف میں تحریف وتصرف کے سبب سے بگڑتار ہاای دین ازلی کو لے کرمحدرسول الله والله الله والله آبادرای کانام اسلام ہے جوابے صحیفہ کی بقااور حفاظت اور دین کی بھیل اور نبوت کے اتمام کے سبب سے ہمیشہ قائم و باتی رہے گا'اگرتمام ندا ہب سابقہ اپنے اپ اصل دین پر آ جا کیں جس کی تعلیم ان کے پیغیروں نے دی تھی تو وہ وہ ی وین از لی ہوگا جس کانام اسلام ہے اور نوحی ، ابراہی ، موسوی ، میسوی اور محمدی وینوں میں سوائے اجمال و تفصیل کے وکی فرق ندر ہے گاای لئے فرمایا گیا۔

﴿ يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ أُو تُوا الْكِتَابَ امِنُوا بِمَا نَزَلْنَا مُصَدِقًا لِمَا مَعَكُمُ مِنْ قَبُلِ اَنْ نَطَمِسَ وُجُوُهُا فَنَرُدَّهَا عَلَى اَدُبَارِهَا اَوُ نَلْعَنَهُمُ كَمَا لَعَنَّا آصُحْبَ السَّبُتِ ﴾ (نهاره) اے وہ لوگوجن کو پہلے کتاب دی گئ اس سے پہلے کے ہم چروں کو بگاڑ دیں اور ان کو پیٹے کی طرف پھیردیں یا سبت کے گئیگاروں پرجس طرح لعنت کی تھی ہم ان پرلعنت کریں اس وقی پرائیان لاؤ جوہم نے اب اتاری قرآن (جو) ان تعلیمات کی جوتہارے پاس میں تقدیق کرتی ہے۔

مشرکین عرب سے زیادہ اہل کتاب ہی کواس حقیقت کے بیجھنے کا زیادہ استحقاق تھااس لئے انہی کوسب سے پہلے اس کامنکر نہ ہونا جا ہے۔

﴿ وَامِنُوا بِمَا آنُزَلُتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمُ وَلَا تَكُونُواْ اَوَّلَ كَافِرٍ ۚ بِهِ ﴾ (بقره) اورجو کتاب ہم نے اب اتاری جوتمہارے پاس والی کتاب کو چاہتاتی ہے اس پرایمان لاؤاورتم ہی پہلے کا فرنہ ہو لیکن ان کی حالت بیہ ہوئی کہ

﴿ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ امِنُوا بِمَا آتُزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكُفُرُونَ بِمَا وَرَآءَ هُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمُ ﴾ (يتره-٩١)

اور جبان ہے کہا گیا کہ خدائے جو بھی اتارااس پرائیان لاؤ او جواب دیا کہ جوہم پراتراہم اس کو مانے ہیں اور وہ اس کے سوا کا اٹکار کرتے ہیں حالا تکہ بھی قرآن حق ہے اور جوان کے پاس ہے اس کی تقیدیق کرتا ہے۔

اس کے برخلاف محمد رسول اللہ وہ انے جس وین کو پیش کیا اس کی بنیادتمام اگلی نبوتوں اور کتابوں کی صدافت کے سلیم کرنے پر رکھی گئی بہی سبب ہے کہ آنخضرت وہ نے کسی سلمان کے مسلمان ہونے کے لئے صرف بہی نہیں فرمایا کہ وہ تنہا آپ کی نبوت پر ایمان لائے ، چنانچے خود قرآن کی فرمایا کہ وہ تنہا آپ کی نبوت پر ایمان لائے ، چنانچے خود قرآن کی شہادت ہے کہ آنخضرت وہ کا کو صرف ای کی تکلیف نبھی کہ آپ کے ہم وطن آپ کے محیفہ کو نہیں مانے بلکہ اس کی بھی کہ وطن آپ کے محیفہ کو نہیں مانے بلکہ اس کی بھی کہ وہ وہ کا گھے خوں کو بھی نہیں مانے ۔

سورۇسياء مىل ب:

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنُ نُومِنَ بِهِذَا الْقُرُانِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيُهِ ﴾ (ساء) اور مشرول نے کہا کہ ہم اس قرآن پر ہرگزامیان نہلائم سے اور نہاس سے اگلی کتاب پر (بعنی قورات پر) اورای لئے آنخضرت ﷺ نے تصرف کے ساتھ بیفر مایا کہ جومیری عبود بہت اور رسالت کے ساتھ میسی بن مریم ''کوبھی خدا کا بندہ اور اس کا رسول اور کلمہ اور خداکی طرف ہے آئی ہوئی روح تسلیم کرے گا وہ جنت میں جائے گا (بخاری کتاب الانبیاذ کرعیسی )الغرض وہ از لی وابدی دین صرف ایک ہی تھا'اور تمام انبیاء پیم السلام ای ایک پیغام کو لے کردنیا میں آئے یہی وحدت دین کی وہ حقیقت ہے جس کوقر آن نے اپنے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِبَتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّيُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ٥ وَإِنَّ هَذِهِ اُمَّتُكُمُ اُمَّةً وَّاجِدَةً وَّانَا رَبُّكُمُ فَاتَّقُونِ ٥ فَتَقَطَّعُواۤ اَمُرَهُمُ بَيْنَهُمُ رُبُرًا ٤ كُلُّ جِزُبٍ ٢ بِمَا لَذَيْهِمُ فَرِحُونَ ﴾ (مومون -٥٢-٥٥)

اے پیغیبرو! ستھری چیزیں کھاؤاور بھلاکام کرو میں تمہارے کاموں ہے آگاہ ہوں اور بے شک تم سب کی امت ایک امت ہے اور میں تم سب کا (ایک) پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرتے رہوتو ان کے پیروؤں نے اپنے ند ہب کو آپس میں فکڑے فکرے کرڈالا ہرفرقہ اپنے پاس کے خیال پر نازاں ہے۔

اس حقیقت کی مزید تشریح آنخضرت و این ان الفاظ میں فرمائی اس حقیقت کی مزید تشریح آنخضرت و این ان الفاظ میں فرمائی الم ان الفاظ میں اللہ میں الفاظ میا



# بجھلے دن اور بچھلی زندگی پرایمان

﴿ وَالْيَوُمِ الْآخِرِ (بقرہ۔۲۲) .......وَ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوُقِنُونَ ﴾ (بقرہ۔۱) اسلام کے سلسلہ ایمانیات کی آخری کڑی ۔ ایک پچھلے دن اور پچھلی زندگی یا پچھلی دنیا پرایمان کرتا ہے 'سورہ بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں ہدایت یاب اور کامیاب انسانوں کے ایمانیات کی آخری وفعہ یہ بیان کی گئی ہے۔

﴿ وَبِالْاحِرَةِ هُمْ يُوْقِنُونَ ﴾ (يقره)

اوروه آخرت پريفين ريخة بين-

﴿مَنَ امَّنَ بِاللَّهِ وَاليَّوُمِ الْلَّخِرِ ﴾ (توبه)

جوالقداور پچھلےون پرائیان لایا۔

﴿ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاجِرِ ﴾

جوالقدا ورچھلے دن پرایمال لائے ہیں۔

" آخرة" كے معنی تجھیلى كے بيل اور بيلفظ صفت ہے عربی بيل وصاف كوموصوف كا قائم مقام كر كے اكثر موصوف كوحذ ف كرد ہے ہيں مثلاً ' دنيا' كے فقطی معنی' قريب ترين' كے بيل اور بيصفت ہے اسكاموصوف السحياة (زندگى ) بيا المدّار (گر) ہے اس ليے السد بيا كامفهوم السحياة الدنيا قريب ترين زندگى بعنی اس عالم كى موجوده زندگى يا السدّار الدُّنيا (قريب ترين گھر يعنی موجوده الم ہے ) اس طرح (الاحر) اور (الاحرة) كامفهوم واليوم ألا جرو الدخوة المحدودة أوالد جروة المحدودة والد الله عرب اور دالاحرة الله بيا المحدودة الله بيان اور چھلا بدن اور چھلا بدن اور چھلا آنے والا گھر ہے ) يعنی موجوده زندگى كے بعد آنے والى دوسرى دنياكى زندگى اور گھر اور قرآن پاك بيل بيلي يافظ اس معنول ميں ايك سوتيره مقام پرآيا ہے اور ہر جگداس كامحذوف موصوف حياة (زندگى يادار گھر) ہے۔

چنانچ حسب ذیل آیتوں کے پڑھنے سے پیھنیقت منکشف ہوگی۔

﴿ وَإِنَّ الدَّارَ الْاحِرَةَ لَهِيَ الْحَيْوَانُ ﴾ (عَلَموت)

ب شک آخری کھراصلی زندگی ہے۔

﴿ وَلَلدَّارُ الْاحِرَةُ حَيْرٌ ﴾ (اندم)

اور بے شک آخری کھر بہتر ہے۔

ان دونوں آئتوں میں ( دار ) یعنی گھر کالفظ موجود ہے۔

﴿ أَرْضِينُتُمْ بِالْحَيْوِةِ الدُّنْيَا مِنَ الْإِحِرَةِ ﴾ (توبر)

کیا کچھیلی زندگی کوچھوڑ کراس موجودہ زندگی پرتم راضی ہو گئے۔

﴿ اللَّذِينَ كَفَرُوا وَ كَذَّهُوا بِلِقَآءِ اللَّاحِرَةِ وَالْتُرَفِّنَهُمْ فِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا ﴾ (مومنون ٢٠) جنهول في الْحَيْوةِ الدُّنْيَا ﴾ (مومنون ٢٠)

ان آ يول مين المحداة الدنيا "ليعنى موجوده ونياك تقابل عظامر بكا الاحرة" عمرادا الحباة الأحرة "يعنى يجهلى زندگى ب\_ل اوراس لفظ كرموم مين وه تمام منازل ومقامات داخل بين جوابتدائه موت سے لے الاحرة "يعنى يجهلى زندگى ب\_ل اوراس لفظ كرموم مين وه تمام منازل ومقامات داخل بين جوابتدائه موت سے لے كرحشر ونشراورا سكے بعد پيش آتے بين يا آئيس كے چنانچيا حاديث سے ثابت بكداس آيت مين:
﴿ يُكَيِّتُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰمُ الللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ اللّٰمُ الللّٰمُ الل

ال آیت میں 'آ خرت سے مراد' عالم برزخ' ہے اور قرائن بھی ای پردلالت کرتے ہیں کہ قیا مت میں قول اللہ اس کرتے ہیں کہ قیا مت میں قول اللہ اس کوئی بوی بات ہوگی جبکہ ہر چیزاس وقت واضح اور نمایاں ہوگ ۔ اس لئے اس آیت میں 'آ خرق' سے مراد عالم برزخ کے سوا کچھاور نہیں ہوسکتا' ایک اور حدیث میں تھریخا بیان ہے کہ'' قبر ( یعنی برزخ ) آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے' ع

یوم آخراور حیات آخرا بیمان اسلام کی نہایت اہم تعلیم ہے اور قر آن پاک میں ایمان باللہ کے بعدای اہمیت پرسب سے زیادہ زور دیا گیا ہے کیونکہ موجودہ دنیا کے تمام اعمال اور ان کے نتائج کی اصلی اور دائی بنیادای آئندہ دنیا کے گھر کی بنیاد پر قائم ہے اگر یہ بنیاد متزلزل ہوجائے تو اعمال انسانی کے نتائج کا ریشہ دیشہ نتخ و بن سے اکھڑ جائے ای لئے تمام غدا ہب نے کسی زندگی کو حفقاً تسلیم کیا ہے۔

آنخضرت والمنظا کی تعلیم نے اس آئندہ زندگی کودودوروں میں تقتیم کیا ہے ایک موت سے لے کر قیا مت تک اور دوسرا قیامت سے لے کرابد (بمیشہ) تک جس میں مچرموت وفنا نہیں کہلے دور کا نام'' برزخ'' اور دوسرے کا نام '' بعث' یا حشر ونشراور قیامت ہے اور ان سب کے معنی جی اُٹھنے اکٹھے کیے جانے اور کھڑے ہونے کے ہیں ۔لیکن ان سب سے متصودا یک بی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اور وہ موجودہ دنیا کے خاتمہ کے بعددوسری دنیا کی زندگی ہے اور ای لیے اس دوسری زندگی یا اس عالم کا نام قرآن میں حواللہ اُر الاجرۃ اُور عُفیہی الدَّارِ کی وغیرہ ہے جس کے معنی دوسرے یا گھر کے ہیں ۔

فَاَ حَدَّهُ اللَّهُ نَكَالَ الْاجِرَةِ وَالْاَوْلِي (نازعات، ٢٥) تو خدائے اس کو پہلی زندگی کی سزاہنایا۔ وَإِنْ لَنَا لَلَا جِرَةً وَالْاَوْلِي (لیل ۱۳۰) اور مارے می لئے کچھلی اور پہلی زندگی این ماجہ وحاکم بحوالہ کنز اعمال جلد ۸س 90 حیور آباد۔

ل ونیااور آخرت کابیقائل قرآن پاک کے بے شار آ جول میں فدکور ہے معزت میسی کے متعلق ہے وَجِنْهَا فِسی الدُّنْیَا وَالاَجرَةِ (آل عمران \_۵) دنیااور آخرت میں معزز سلسلہ دعامیں ہے۔

رُبُنَا ابْنَا فِي الدُّنْهَا حَسَنَةً وَفِي الْاَحِرَةِ حَسَنَةً (بقره) پرودگارہم کوونیا پین نیکی اور آخرت میں نیکی دے کفارے بطلانِ عمل کے فرمیں ہے حبیطت اغتمالُهُم فِی الدُّنَهَا وَالاَحِرَةِ (بقره) ان کے ممل و نیا اور آخرت میں کر گئے۔ اِسْتَحَبُّوا الْحَنِوةَ الدُّنْهَا عَلَى الْاَحِرَةِ (محل) انہوں نے ونیا کی زندگی کو آخرت پرترجِج وی تختُ اَوْلِیَا وَکُمْ فِی الْمَحْدِوةِ الدُّنْهَا وَفِی الاَحِرَةِ (مم اسجده) ہم جی تمہاری قریب کی زندگی اور تحییلی زندگی کے دوست۔ اور بھی ونیا کے بجائے ''اولی'' (مہلی زندگی) کا لفظ اختیار کیا ممیا ہے فرمایا۔

﴿ سَنُعَذَّبُهُمْ مَّرَّتَيُنِ ثُمَّ يُرَدُّوُنَ إلى عَذَابِ عَظِيْمٍ ﴾ (توب) ہم ان کودومرتبعذاب میں کے پھروہ ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جا تیں گے۔ عذاب کی بیتن منزلیس دنیا مرزخ اور قیامت ہیں:

ان تینوں عالموں میں جوفرق ہے وہ میہ ہے کہ اس موجودہ و نیا میں جسم (مادہ) نمایاں اورروح پوشیدہ ہے اور روح کو جو کچھ سرت و تکلیف یہاں پہنچی ہے وہ صرف اس مادی جسم کے واسطے ہے پہنچی ہے ور نہ در حقیقت اس کی براہ راست راحت ولذت کا اس مادی و نیا میں کوئی امکان نہیں دوسرے عالم میں جس کو برزخ کہا گیا ہے روح نمایاں ہوگ اور جسم حجیب جائے گا وہاں جو راحت و تکلیف پہنچے گی وہ دراصل روح کو پہنچے گی اور جسم اس کی تبعیت میں ضمنا اس ہوں متاثر ہوگا کین اس تیسرے عالم میں جہاں سے حقیقی اور غیر فانی زندگی شروع ہوتی ہے روح اور جسم دونوں نمایاں ہوں گاوردونوں کی لذت و تکلیف کے مظاہر بالکل الگ ہوں گے۔



# يرزخ

''برزخ'' کالفظ قرآن پاک میں تمن دفعہ استعال ہوا ہے اور ہر جگہ اس ہو و چیزوں کے درمیان کا پردہ حاجب اور حائل مراد ہے' چنانچے سورہ رحمان میں دودریاؤں کا ذکر ہے جن میں ایک میٹھا اور دوسرا کھاری ہے اوران کے پچ میں ایک پردہ حائل ہے جوان کوآپیں میں ملئے نہیں دیتا۔

﴿ بَيْنَهُمَا بَرُزَخُ لَّا يَبْغِيْنِ﴾

ان دونوں کے چ میں ایک پردہ ہے جس سے ایک دوسرے پر بڑھ کرنبیں جاتا۔

ای عجیب وغریب بحری منظر کاذ کرسورہ فرقان میں ہاوروہاں بھی یہی لفظ واقع ہے۔

﴿ وَهُ وَ اللَّذِي مَرَجَ الْبَحُرَيْنِ هَذَا عَذُبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلُحٌ أَحَاجٌ مَ وَجَعَلَ بَيُنَهُمَا بَرُزَحًا وَجِحُرًا مَّحُحُورًا ﴾ (فرقان)

اورائ نے دودریاؤن کوملا کے چلایا اور بید پیٹھا اور پیا ہی بچھا تا ہے اور وہ کھاری کڑوا ہے اور ان کے چھی میں ایک پردہ اور روکی ہوئی اوٹ بنائی ہے۔

ای بناء پرموجود زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان جومقام حائل اور حاجب ہےاس کا نام'' برزخ'' ہے۔ سورۃ مومنون میں نزع کے وقت کے بیان میں ہے کہ:

﴿ وَمِنُ وَّرَآءِ هِمْ بَرُزَخُ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ﴾ (مونون-١)

اوران مرنے والوں کے پیچھے ایک پردہ ہاس دن تک جب کدوہ ( قیامت میں ) اٹھائے جا کیں گے۔

عربوں بلکہ کل سامی قوموں کے رسم ورواج اور مشاہدات کی بناء پرای درمیانی منزل (برزخ) کا نام'' قبر'' ہےخواہ وہ خاک کے اندر ہویا قعر دریامیں یاکسی درندہ یا پرندہ کے پیپ میں اس لئے فرمایا:

﴿ وَأَنَّ اللَّهَ يَبُعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴾ (ع)

ب شبداللدان كوجوقبرول من بين الحائكا

اب ظاہر ہے کہ بیر ' بعث' صرف انہی مردول کے لئے مخصوص نہیں جوتو وہ خاک کے اندروفن ہوں بلکہ ہرمیت کے لئے ہے خواہ وہ کسی حالت اور کسی عالم میں ہوای لئے قبر ہے مقصود ہروہ مقام ہے' جہاں مرنے کے بعد جسم خاک نے عگہ حاصل کی۔

# موت وحيات كى منزلين:

قرآن پاک میں دوموتوں اور دوحیاتوں کا ذکر ہے ایک جگہ دوز خیوں کی زبان ہے کیا ہے۔ ﴿ رَبِّنَاۤ اَمُتَنَا الْنَتَینِ وَاَحُییُتَنَا الْنَتَینِ فَاعُتَرَفُنَا بِلْدُنُوبِنَا فَهَلُ اِلٰی خُرُو ہِ مِنْ سَبِیلٍ ﴾ (مومنون) حارے پروردگارتونے ہم کودود فعہ مارااور دود فعہ جلایا ہم نے اپنے گنا ہوں کا اقرار کیا پھر کیا تکلنے کی کوئی راہ ہے۔ ان دوموتوں اور دوحیاتوں کی تفصیل خوداللہ نے سورۃ بقرہ میں فرمائی ہے۔ ﴿ كَيُفَ تَكُفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنتُمُ آمُواتًا فَآحُيَاكُمْ ثُمَّ يُمِينُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيُكُمْ ثُمَّ إلَيَهِ تُرُجَعُونَ ﴾ كيتِمَ الله كا تكاركرت موحالاتكة م يہلے مردہ تھے چرتم كواس نے زندہ كيا (انسان بناكر پيداكيا) چرتم كوماردے كا چرتم كوجلائكا كا چراى كى طرف لونائے جاؤگے۔

پہلی موت تو ہرانسان کی خلقت ہے پہلے کی ہے جب وہ مادہ یاعضر کی صورت میں تھا' پھر زندہ ہو کراس دنیا میں پیدا ہوا بیاس کی پہلی زندگی ہے پھر موت آئی روح نے مغارفت کی اورجسم اپنی اگلی مادی صورت میں منتقل ہو گیا بید دوسری موت ہوئی پھر خدا اس کی روح کوجسم ہے ملا کر زندہ کرے گا بیاس کی دوسری زندگی ہوئی جس کے بعد پھر موت نہیں قرآن پاک میں خودرسول اللہ کھٹے کو خطاب کرئے فرما گیا۔

﴿ إِنَّكَ مَيِّتُ وَّ إِنَّهُمْ مُنِيَّتُونَهُ ثُمُّ إِنَّكُمْ يَوُمَ الْقِينَمَةِ عِنُدَ رَبِّكُمْ تَنَحَتَصِمُونَ ﴾ (زمر) بِيَنَكَ تُو بَحَى مَرِنْ والا ہے اوروہ بحی مرنے والے ہیں پھرتم قیامت کے دن اپ پروردگار کے سامنے دعویٰ ہیں کروگے

﴿ لَمْ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيْتُونَ ﴿ لَهُمْ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيلَمَةِ تُبَعِّنُونَ ﴾ (مونون) المجرتم الله عندمرجانے والے موجرتم قيامت كون افعائ جاؤگ۔

اب سوال یہ ہے کہ برزخ کے عالم میں کیا کیفیت ہوگی اس کے جھنے کے لئے ایک مختفری تمہید کی ضرورت ہے سے

### نینداورموت کی مشابهت:

اللہ تعالی نے اس مادی دنیا میں روحانی عالم کی باتوں کے بچھنے کے لئے اپنی بجیب وغریب قدرت ہے ہم کو ایک چیز عنایت کی ہے۔ جس کوہ ہم نیند کہتے ہیں۔ روس کوائے جس سے دوشتم کا تعلق ہا ایک ادراک واحساس کا اور دوسرے لہ بیر تغذیبی کا نیند کا وہ عالم جس میں ہمارے تمام آلات ادراک واحساس اس دنیا ہے بینجر ہموکرا ہے گردو پیش کی مادی دنیا ہے بیس بیا نہ ہم ہمارے نئس ایاروس کا تعلق ہمارے جسم سے باقی رہتا ہے اور وہ اس حالت میں بھی جسم کی مادی زندگی نشو ونما اور بقاء کی تدبیروں اور دل ود ماغ اور دیگر اعضائے رئیسہ کے غذار سانی اور خون کے دوران میں مصروف رئی زندگی نشو ونما اور بقاء کی تدبیری تعلق ہے۔ اب نینداور موت میں فرق ہے توبیہ ہم کہ نیندکی حالت میں جسم سے نفس کا تدبیری تعلق ہم ہم ہم سے تدبیری تعلق ہم ہم کے اجزاء پکھ دنوں میں منتشر ہوجاتے ہیں موت اور نیندکی بی مشاہر ہوجاتے ہیں اور دنیا مجرکی زبانوں کا بیتو افق مشا مراسبت ہے جس کی بناء پرتمام انسانوں کی زبانوں میں موت کو نیندے تصویبہ دیتے ہیں اور دنیا مجرکی زبانوں کا بیتو افق البام طبعی کی خبرد تا ہے قرآن یا گ میں اس حقیقت کوان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

﴿ وَهُ وَالَّذِي يَتَوَقُّ كُمُ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَّحْتُمُ بِالنَّهَارِ ثُمُّ يَبُعَنُكُمُ فِيُهِ لِيُقَطَّى أَجَلَّ مُسَمَّى﴾ (انعام)

اور وہی ہے جوتم کورات میں مارتا ہے اور جلاتا ہے جوتم نے دن میں کمایا پھرتم کودن میں جلاتا ہے تا کہ مقررہ وقت پورا کیاجائے۔

اس سے زیادہ تفصیل سورۃ زمر میں ہے۔

﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمْتُ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَطَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاَنْحُرى إِلَى اَحَلِ مُسَمَّى مَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِفَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴾ (زمر) الْمَوْتَ وَيُرُسِلُ اللّٰهُ عُرى إِلَى اَحَلِ مُسَمَّى مَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَايْتِ لِفَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (زمر) وه الله الله الله عن موان كوان كى موت كوفت وفات ويتا جاور جونيس مرى بين ان كوان كى نيند في وفات ويتا جاور جونيس مرى بين ان كوان كى نيند في وفات ويتا جاوج جموز ويتا جوزي كياس كوروك ليتا جاور دومرى روح كوجس پرموت كاحم نيس (يعنى نيند والى كو) ايك مدت معينه كے لئے جموز ويتا جو بيك اس من سوچنے والوں كے لئے نشانياں بيں۔

یمی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ وہ کی اوٹی نے'' برزخ'' کی زندگی کو نیند کے لفظ سے تعبیر کیا ہے' قر آن پاک میں ہے کہ قیامت میں جب لوگ دوسری زندگی پا کرقبروں سے آخیں گے تو گنہگاروں کی زبانوں پریہ فقرہ ہوگا۔

﴿ يُوَيُلُنَّا مَنْ ۚ بَعَثْنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ﴾ (يلين)

اے ہاری خرابی کس نے ہم کو ہاری نیندگی جگہے اٹھادیا۔

غزوہ احد کے موقع پر ہے کہ جن کومر ناتھا'ان کی موت ٹل نہیں علی تھی'ا گروہ میدان جنگ کے بجائے گھروں میں بھی ہوتے تو نکل کرا پنے مقتل میں خود آ جاتے'اس مفہوم کوقر آن نے یوں ادا کیا ہے۔

﴿ قُلُ لَّوُ كُنْتُمُ فِي بُيُوْ يَكُمُ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتُلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمُ ﴾ (آلعران) كهدد كداكروه كمرول من بهى موت توجن كے لئے ماراجانا لكما كيا تھاوه خودنكل كرا پئي سونے كى جگہوں ميں علي آتے۔

ای لئے قرآن پاک میں دوسری زندگی کے لئے اکثر'' بعث' لفظ استعال ہوا ہے جس کے معنی جگانے اور بیدارکرنے کے بھی ہیں لیے جیسا کہاو پر کی اس آیت میں ہے۔

> ﴿ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفِّكُمُ بِاللَّيْلِ وَيَعُلَمُ مَا حَرَحُتُمُ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبُعَثُكُمْ فِيْهِ ﴾ (انعام) اوروبی ہے جوتم کورات میں موت دیتا ہے اور دن کو جوتم کرتے ہوائی کو جانتا ہے پھرتم کو دن میں جگاتا ہے۔ ﴿ وَ آنَّ اللَّهَ يَبُعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴾ (جَ ) اور بِينک الله ان کو جوقيرول میں بین جگالےگا۔

احادیث میں ہے کہ قبر میں سوال وجواب کے بعد نیکوکاروں سے کہاجاتا ہے کہ وہ آئم کُنوُم الْعُرُوُس کے دلہن کی نیندسوجاوَ جس کووہی جگاتا ہے جواس کوسب سے زیادہ محبوب ہے یہاں تک کہ خدااس کواس خواب سے اٹھائے گا کے نیندسوجاوَ جس کووہی جگاتا ہے جواس کوسب سے زیادہ محبوب ہے یہاں تک کہ خدااس کواس خواب سے اٹھائے گا کے ایک طویل وعمیق سے ان شواہدسے ظاہر ہے کہ برزخ کی زندگی جس میں روح جسم سے الگ ہوتی ہے روح کی ایک طویل وعمیق سے

ل سمج بخاری (باب تبجد) میں ہے کدایک دفعد المخضرت و الله انفسنا ببدالله فاذا شاء ان ببعثنا (بماری روحی فلداک موال فرمایا تو حضرت محمد و شاری الله انفسنا ببدالله فاذا شاء ان ببعثنا (بماری روحی فلداک ماتھ میں ۔ وہ جب جگا تا ہے جگا تا ہے ) اس حدیث میں بعث جگانے کے معنوں میں آیا ہے۔

ع جامع رّندي كتاب الجنائزياب عداب الفيوص ١٨ عديث حن غريب.

ع شاه ولى الله صاحب جمة الله البالغد على تقعة جن فهدا المستسلى في المروب عبرانه روبا لا يفظه منها الى يوم القيمه (باب اختلاف احوال الناس في البرزخ) يعنى بيعذاب قبركا كرفقارخواب عن بيكن بيك بيابياخواب بيص سے قيامت تك جا كنانبين ب PA.

نیند کے مثابہ ہے۔

### خواب مين لذت والم:

انسان جب سوتا ہے قواس کے ادراک واحساس کے آلات اپنی مادی دنیا ہے عارضی طور پر ہے خبر ہوجاتے ہیں گراس کے ادراک واحساس کی تخییلی مشالی یاؤہنی دنیااس کے سامنے بالکل ای مادی دنیا کی طرح متشکل ہوجاتی ہے اس میں وہ خودا ہے جسم سے الگ گر ہو بہووہی جسم دیکھتا ہے جوآتا جاتا 'چلتا پھر تا اور دیکھتا سنتا ہے سب پچھ ہے۔ اس کے سامنے کھانے پینے اور لطف انگیزی کے سب سامان ہوتے ہیں نیز اس میں در دور نج اور تکلیف کی تمام وہی صور تیں ہوتی ہیں جو مادی دنیا ہیں ہیں۔ اس کے خیالی جسم کواگر اس عالم میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ خود چج المحتا ہے اوراگر اس میں لئے سامتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی الراس میں لئے سامتی خواب کی خیالی دنیا اور اس کی شادی ورنج اور لئے ت والم اور اس مادی دنیا کے جسمانی ومادی شادی ورنج اور لئے سے فرض عالم خواب کی لذت و تکلیف بیداری کے بعد جسمانی ومادی شادی والی لذت و تکلیف بیداری والی لذت و تکلیف بیداری والی لذت و تکلیف بیداری میں رخصت ہوجاتی ہے۔ دیا گواب والی لذت و تکلیف بیداری میں رخصت ہوجاتی ہے۔

خواب والے لذائذ وآلام کے مختلف مناظر کے حقائق اور اسباب وطل پراگر فلسفیانہ حیثیت سے غور کیا جائے تو جیب وغریب معاملات سامنے آتے ہیں' بھی تو یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام احساسات ومعلومات جو بھی بھی ذبن انسانی ہیں آئے ہوں اور ان کو بحالت بیداری ما دی دنیا کے مشاغل اور زمانہ کے امتداد کے سبب سے انسان کتناہی فراموش کر چکا ہوئا وہ خواب میں ما دی گراں باری ہے آزادی کے بعد سامنے جسم شکلوں میں نمودار ہوجاتے ہیں اور بچ کی کڑیوں کے بعول جانے کی وجہ سے وہ اس کو بے جوڑ معلوم ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ انسان جن چیزوں کو بعول جاتا ہے وہ اس کے حافظ سے حقیقت میں معدوم نہیں ہوجا تیں' بلکہ دماغی جمرہ (ذبن) کے منتشر اسباب کے ذخیرہ (معلومات) میں چھپ کر حافظ سے حقیقت میں معدوم نہیں ہوجا تیں' بلکہ دماغی جمرہ (وزبن) کے منتشر اسباب کے ذخیرہ (معلومات) میں چھپ کر گر بھر بعد کوئل جاتی ہیں اس لئے وہ تمام اس جھے اور برے اعمال جو انسان نے عمر بحر کے ہیں خواہ دہ ان کو آج

خواب کی بجیب وغریب صورت وہ ہے جس کو تمثیلی کہتے ہیں بیسے ابراہیم انے اکلوتے فرزند کے خدمت کعب پر وقف کرنے کو قربانی کی شکل میں اور حضرت یوسف نے والدین کوسورج اور جا نماور گیارہ بھائیوں کو گیارہ ستاروں کی صورت میں ویکھا 'شاہ مھر کے سولی پانے کواس رنگ میں ویکھا کہ اسکے سر پر خوان ہے اور بڑے بڑے پر نماور کی محت سالہ قط سالی کوسات ویکی فوان ہے اور بڑے بڑے بڑے پر نماور معرفی مفت سالہ قط سالی کوسات ویکی گایوں کی صورت میں ویکھا گے اس مخترت ویکھائے فیج کم کواس شکل میں ویکھا کہ مسلمان سر منڈ وائے اور بال ترشوائے کی کررہے ہیں مسلمان سر منڈ وائے اور بال ترشوائے کی کررہے ہیں مسلمان سر منڈ وائے اور بال ترشوائے کی کررہے ہیں مسلمان میں دیکھا شہدائے اُحدکوموئی گائے کی صورت میں دیکھا شہدائے اُحدکوموئی گائے کی صورت میں ملاحظ کیا' مدینہ کی وہاء ایک پریشان موالی عورت کی صورت میں نظر آئی' خلافت کوڈ ول کھینچنے کی اور حضرت عمر میں ملاحظ کیا' مدینہ کی وہاء ایک پریشان موالی عورت کی صورت میں نظر آئی' خلافت کوڈ ول کھینچنے کی اور حضرت عمر

کے علم کودودھ کی اوران کی دینداری کولمبی قبیص کی شکل میں دیکھالے ان کے علاوہ ہر شخص کے ذاتی تجربوں ہے بھی اس ک بے شارمثالیں فراہم کی جاسکتی ہیں۔

اس سے بڑھ کرید کہ انسان کے جم میں اگر کئی تھم کا مادہ بڑھ جاتا ہے تو خواب میں اس کے مناسب جسم شکلیں نظر آتی ہیں مثلا اگر بلغم کی زیادتی ہوتو پانی ، در یا اور سندرنظر آئیں گیا گرسودا بڑھ جائے تو ہاتھی اور کا لی عورتیں نظر آئیں گا اس طرح دوسر نے تغیرات خلطی بھی اپنے مناسب جسمانی ہیئت میں خواب میں جسم اور مشکل ہوکر دکھائی دیتے ہیں گلا اس طرح دوسر نے تغیرات خلطی بھی اپنے مناسب قالب میں جسم ہوجاتے ہیں اگر کسی بھائی کا حق واجب کسی نے ادائیں کیا تو خواب میں اس کونظر آئے گا کہ دو اس کا گلا کا شدر ہا ہا گرکسی کی غیبت کی کسی بھائی کا حق واجب کسی نے ادائیں کیا تو خواب میں اس کونظر آئے گا کہ دو اس کا گلا کا شدر ہا ہا گرکسی کی غیبت کی ہوا تھا کہ دو اس کا گلا کا شدر ہا ہا گرکسی کی غیبت کی ہوا تھا کہ دو مردار کھا دہا ہے۔ سونے چاند کی کے خزانوں کو جمع کر کے اگر بخل کا اثر دہاان کی حفاظت میں بھی ہوئی تو سانپ بن کروہ اس کی گردن میں لیشتا اور کا فتا ہے ذات اور خواری کتے کی ، جمافت گدھے کی اور شجاعت شیر کی شکل میں خش ہوئی مودار ہوتی ہے شب معران میں آئی میں فیش ہوئی اس طرح کہن سال دنیا ایک بڑھیا کی شکل میں فیش ہوئی اس طرح کہن سال دنیا ایک بڑھیا کی شکل میں فیش ہوئی اس طرح کہن سال دنیا ایک بڑھیا کی شکل میں فیش ہوئی ۔

ال قتم كى تمثيلات قرآن مجيد مين بھي آئي ٻين مثلا غيبت كى نسبت فرمايا:

﴿ وَلَا يَغُتَبُ بَعْضُكُمُ بَعُضًا أَيْحِبُ أَحَدُكُمُ أَنْ يَاكُلَ لَحُمَّ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهُتُمُوهُ ﴾ (جرات) اور پیٹے بیجے ایک دوسرے کو برانہ کے کیاتم میں سے کوئی پند کرسکتا ہے کہ دوا پے مردہ بھائی کی بوٹی توج توج کر کھائے سوگھن آئے تم کو۔

سود کھانے کوجنون اور پاگل بن کی شکل میں ظاہر کیا۔

﴿ الَّذِينَ يَا كُلُونَ الرِّبُوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَنَخَبَّطُهُ الشَّيْطِنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ (بقره) جولوگ سود كھاتے ہيں وہ نہيں اٹھتے (يانہيں اٹھيں کے)ليکن جيے وہ اٹھتا ہے جس کے حواس شيطان نے چھوکر كھود ہے ہوں۔

تیبموں کا مال نا جائز طریق ہے کھانے کو پیٹ میں آ گ بجرنا فر مایا۔

﴿ إِنَّ الَّذِيُنِ يَا كُلُونَ اَمُواَلَ الْيَتَمٰى ظُلُمًا إِنَّمَا يَا كُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَازًا وَ سَيَصَلُونَ سَعِيْرًا ﴾ (نه) وولوگ جونيموں كامال ظلم كركے كھاتے ہيں وہ اپ ہيؤں ميں آگ جرتے ہيں اور جہنم كى آگ ميں داخل ہوں كے وہ خود غرض لوگ جو بيكسول كے كام نہيں آتے ' قيامت ميں ان كے بھى كوئى كام نه آئے گا اور جوخود سير ہوكر كھاتے ہيں اورغريوں كے دردگر شكى ہے ہے خبر رہ كرا ہے مال كاميل كچيل (زكوة) بھى ان كوكھائے كوئييں ديے دوز خ ميں ان كوزخوں كام حون كھائے كوئييں ديے دوز خ ميں ان كوزخوں كا دھوون كھائے كوئيل درا ا

﴿ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ، فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَهُنَا

ان خوابول كوسيح بخاري كتاب العبير من ديكسو\_

الجنة الشَّدالبالغيرْثاه ولي الشُّدُوْكُر برزحْ۔

حَمِيْمٌ ٥ وَّلاَ طَعَامٌ إِلاَّ مِنْ غِسُلِيْنِ ٥ لَا يَاْكُلُهُ إِلَّا الْنَحَاطِئُوُ لَـُ (عاقه ١) بِشَك وه الله تعالیٰ پرایمان نہیں رکھتا تھا'اور مسکین کو کھاتا کھلانے پر آ مادہ نہیں کرتا تھا' تو آج اس کا بھی یہاں کوئی

. دوست نہیں اور نہ زخموں کے دھوون کے سواکوئی کھانا ہے اسکووہ کی گنہگار کھا تیں گے۔

بالوث مخلصانه فیاضی کی تمثیل سرسبز وشاداب باغ سے دی۔

﴿ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُونَ أَمُوالَهُمُ الْبِعَاءَ مَرُضَاتِ اللَّهِ وَتَثَبِيتًا مِّنُ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةِ البِرَبُوَةِ ﴾ (بقره) ادران كى مثال جوائي دولت خداكى خوشنووى چاہنے ادرائ كى مضبوطى كے لئے خرچ كرتے ہيں ايك باغ كى ہے جواليك ثيلہ پرہے۔

خدا كى راه مِن جان دينے والول اور مرجانے والول كوجان نواور حيات جاووال كى خوش خبرى دى گئى فرمايا۔ ﴿ وَ لَا تَقُولُو المِمَنُ يُقْتَلُ فِنَى سَبِيُلِ اللّٰهِ أَمُوَاتُ مَا بَلُ اَحْبَاءٌ ﴾ جوخداكى راوين ماراجائ اس كومرده نه كهؤوه لوگ زعره بين۔

ای طرح بیہ کہ جوخدا کو قرض دے گا خدااس کو بڑھا کردے گا، جودوسروں کومعاف کرے گا خدااس کومعاف کرے گا، جودوسروں کی عیب پوچی کرے گا اللہ اس کی ستاری کرے گا، قرآن واحادیث اس قتم کی بالمعاوضہ جزااور سزا کے ذکر سے لبرین ہیں۔

جولوگ راہ خدامیں اپنامال نہیں دیتے ان کی نسبت فرمایا۔

﴿ سَيُطَوِّقُونَ مَا يَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيْمَةِ ﴾ (آل مران)

جس مال کا بخل کیا تھا قیامت میں اس کا ان کے تکے میں طوق پڑے گا۔

﴿ يَوْمَ يُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ حَهَنَّمَ فَتُكُولَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمُ هَذَا مَا كَنْزَتُمْ لِانْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتِرُونَ ﴾ (تبده)

جس دن اس سونے اور جاندی کوروزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھران سے ان کی پیشانیاں اور پہلواور پیٹھیں واغی جائمیں گی کہ بیہ ہے جوتم نے اپنے لئے گاڑر کھا تھا تو ابتم اس کا مزہ چکھوجس کوتم گاڑ کرر کھتے تھے۔

و نیاش اللہ کے نوربصیرت ہے روگروانی آخرت میں نظاہری نامینائی کی صورت میں رونما ہوگی اورائی طرح جو خدا کو بیہاں بھولے گا خدااس کو دہاں بھلائے گا چنانچی حضرت آ دم سے جنت سے نکلتے وقت بیفر مایا گیا تھا۔

يبي مفيوم اورزياد واختصار كے ساتھاس آيت ميں ہے۔

﴿ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهَ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْاجِزَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴾

اتاكنزك 🏘

جوكوئى ونيامي (دلكا) الدها تفاوه آخرت مي الدهاب اوردات ببت بحثكا موا

ای طرح دو صدیثیں ہیں جن میں مختف اعمال کا مختف شکلوں میں آنابیان کیا گیا ہے مثلا ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں نمازروزہ وغیرہ اعمال عذاب سے بچنے کے لئے و حال بن کردا ہے ہا کیں سے نمودارہوں لی سے بھی صدیث میں ہے کہ مرنے کے بعد جب ایک دفعہ فرشتہ الی مردہ کو بیدار کرتا ہے تواس کو آفا ہو و بتاہواد کھایا جاتا ہے وہ مذلت النسسس عند غروبها کھ نیک مرد سلمان اس تک وقت کود کھ کرنماز کی تیاری کرتا چاہتا ہے کے بینا ہر ہے کہ دنیا والا آفا ہو وہاں نہیں بلکہ اس کی تمثیل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ میں ہے یعنی ہے کہ اس مردہ کو ایسا نظر آتا ہے اور دہ درحقیقت آفا ہیں بلکہ اس کی مثالی صورت ہوتی ہے۔

# گنامول کی تمثیلی سزائیں:

اوپر کے بیانات ہے ہو یدا ہے کہ غیر مجسم اعمال اور معانی اپنے جن تمثیلی پیکروں میں نظر آتے ہیں وہ ورحقیقت ان اعمال ومعانی ہے تمثیلی مشابہت رکھتے ہیں مثلاً ایک سیح حدیث میں ہے کہ مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی وفات کے بعد ایک صحابی نے خواب میں ویکھا کہ ان کے لئے ایک نہر بہدری ہے اور جب اس کا ذکر آن محضرت ویکھا کہ ان کے لئے ایک نہر بہدری ہے اور جب اس کا ذکر آن محضرت ویکھا کہ ان کے لئے ایک نہر بہدری ہے اور جب اس کا ذکر آن محضرت ویکھا کہ ان کے لئے ایک نہر بہدری ہے اور جب اس کا ذکر آن محضرت ویکھا ہے کیا تو آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا۔

﴿ ذلكَ عمله ﴾ ( بخارى كاب العير ) ينهران كا ( نيك ) عمل ہے۔

اس تمبید کے بعد آنخضرت وہ کا کے اس رویائے صادقہ پرخور کرؤجو ظاہر ہے کہ قیامت کانہیں کہ ابھی وہ آئی نہیں بلکہ برزخ ہی کا مرقع پیش کرتا ہے جواب بھی قائم ہے آپ نے ایک میچ کوفر مایا کہ دات میں نے دیکھا کہ دو آ نے والے آئے اور انہوں نے مجھے جگا دیا میں ان کے ساتھ چل کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک آ دمی لیٹا ہے اور دوسر ااس

ا ابن عنبل ـ

ع سنن ابن ماجية كرانقير ص ٢٩٩ -

کے سر پرایک بڑا پھر لئے کھڑا ہےاوروہ اس پھرکواس کے سر پراس طرح دے مارتا ہے کہ اس کا سرچکنا چور ہوجا تا ہےاور پھرلڑ ھکنے لگتا ہے وہ اس کے پیچھے جا کراس کوا ٹھالا تا ہے اورا تنی دیر میں اس کا سر درست ہوجا تا ہے اور پھروہ مارتا ہے اور پھر د بی صورت پیش آتی ہے ہم آگے بڑھے تو دیکھا کہ (۲) ایک فخص اوندھا پڑا ہے اور دوسرالو ہے کا ایک آنکس لئے کھڑا ہےاور وہ اس سے اس کے جڑے کو، پھر نتنے کو، پھر آئکھوں کو گدی تک چیرڈ التا ہے۔ پہلے ایک طرف بعدازیں دوسری طرف پھرآ کے بڑھے تو دیکھا کہ (۳) تنور کی تئم کی ایک چیز دیک رہی ہاور پچھم داور عورت اس میں نگلے پڑے ہیں اور اس کے شعلے بھڑک بھڑک کران تک چینچے ہیں' اور وہ چینے ہیں آ گے بڑھے تو نظر آیا کہ (۴) ایک خون کی جیسی سرخ نہر بہدرہی ہاورایک آ دمی اس میں تیررہا ہے۔نہر کے کنارے ایک آ دمی کھڑا ہے جس کے پاس بہت ہے پقر رکھے ہیں وہ تیرنے والا آ دی تیرکر جب اس مخص کے قریب آتا ہے توبیدایک پھر اٹھا کراس زورے مارتا ہے کہ وہ پھر اس کے مندمیں جاکر پیٹ میں اتر جاتا ہے۔

اس كے بعد ہم آ مے بوصے تو ايك سرسز وشاداب چن نظر آيا جس ميں بہارى بركلى كھل رہى تھى باغ كے سامنے ایک دراز قد آ دمی کودیکھا جس کا سرآ سان میں تھا اور اس کے جاروں طرف بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے تھے آ کے بڑھے تو ایک بہت بڑا باغ دیکھا جس سے زیادہ بڑا اورخوبصورت باغ میں نے نہیں دیکھا تھا' یہاں پہنچ کرا پنے دونوں ہمراہیوں کے کہنے ہے اوپر چڑھا تو ایک شہرملاجس کی دیوار میں سونے کی ایک ایک اور چاندی کی ایک ایک ایٹ ایٹ لگی تھی ہم لوگ درواز ہ کے پھا تک پر پہنچے، درواز ہ تھلوایا ' درواز ہ کھلاتو اس کے اندر تھے 'تو اس میں پچھلوگ ملے جن کا آ دھا دھر نہایت ہی خوبصورت اور آ دھا بہت ہی بدصورت تھا، میرے ہمراہیوں نے ان سے ایک نہر کی طرف جو پیج میں نہا یت صاف وشفاف بہدر ہی تھی اشارہ کر کے کہا کہ اس میں جا کرغوطہ لگاؤ ،وہغوطہ لگا کرآ ئے تو ان کی بدصور تی کا حصہ جاتار ہااور وہ پورے دھڑے نوبصورت ہو گئے میرے ہمراہیوں نے مجھے کہا کہ یہ جنت عدن ہےاوروہ آپ کا دولت خانہ ہے میں نے نظرا تھا کردیکھا سپیدلکہ ابر کی طرح ایک محل دکھائی دیا۔

پھر میں نے ان ہمراہیوں سے کہا کہ آج تو میں نے عجیب عجیب چیزیں دیکھیں،تو بتاؤ میں نے کیا کیا دیکھا انہوں نے جواب دیا کہ پہلا محض جس کا سر پھرے کچلا جار ہاتھاوہ ہے جوقر آن پڑھ کراس کی تعمیل ہے اٹکار کرتا ہے اور صبح کی مفروضہ نماز سے عافل ہوکر سور ہتا ہے،اور دوسرافخص جس کے پھوٹر ہےاور نتھنے اور آئکھیں پھاڑی جاتی تھیں وہ ہے جوجھوٹ بول کرتمام دنیا میں اس کو پھیلاتا ہے اور تنور میں جومر داورعور تیں نتگی جل رہی تھیں وہ بد کارمر داورعور تیں ہیں اور جو مخص خون کی نہر میں تیرر ہاتھا اور منہ ہے پھر لگاتا تھا وہ سودخوار ہے، اور اس سدا بہار چمن میں جو دراز قد آ دی آ پ نے دیکھاوہ ابراہیم تھے اوران کے گرد جو بچے تھے وہ ننھے اور کمن بچے تھے جو فطرت پر مرے تھے ،کسی صحابی نے پوچھا یارسول اللہ! مشرکوں کے بیج؟ فرمایا اورمشرکوں کے بیج بھی وہ لوگ جن کا آ دھادھر خوبصورت اور آ دھا بدصورت تھاوہ ہیں جنہوں نے بچھا چھے کام بھی کئے تھے تو خدانے ان کے گناہ دھود ہے۔ <sup>لے</sup>

برزخ کی ان تمام سزاؤں پرغور کرنے ہے معلوم ہوگا کہ ان کی نوعیت اور کیفیت ان کے اعمال کے بالکل

مناسب اورمشابہ قرار دی گئی ہے نماز صبح سے عافل ہوکر بالین راحت سے سر شاٹھانے والے سرکا کیلا جانا، جھوٹے کا گلہھوا پھاڑا جانا، زانی اور زانیہ کا برہنہ تنور کی آگ میں جلنا خون چو نے والے سودخوار کا انسانوں کے خون کے دریا میں تیرنا، اپنا دوبالشت کا پیٹ بھرنے کے لئے سارے غریبوں کی روزی چھین چھین کرجع کرنے والے کا پھر کے لقے کھانا ' سراسران کے دنیاوی اعمال کی تمثیل وتصویر ہے اور آخر میں نصف حسن عمل سے آ و ھے دھڑکی خوبصورتی اور نصف سوء عمل سے آ سے آ و ھے دھڑکی بدصورتی پوری مشابہ ہے اور صاف وشفاف نہرکی صورت میں رحمت و مغفرت اللی کا ظہور بھی اس قیاس پر ہے۔ لے

ابھی تک دنیا نے جو پھوترتی کی ہووفض ہے باہر ''آ فاقی'' یعنی اپنے ہے باہر کی بیرونی مادی دنیا کی اشیاء کے خواص وصفات کے جانے میں کی ہے جن ہے سائنس کی ایجا دات واختر اعات کا تعلق ہے لیکن ابھی اس ہے بھی زیادہ ایک وسیح دنیا اپنے اندر کی پڑی ہے جس کو تر آن نے انفس کہا ہے ان انفس یاارواح کے اوصاف و خصائص کا ابھی تک بہت کم علم ہوا ہے ہماری سائیکا لوجی (علم النفس) ابھی اپنی ابتدائی منزل میں ہے اور انپر بچو یلزم (علم ارواح) ابھی طلم وفریب کے جائیات میں ای طرح گرفتار ہے، جس طرح موجودہ عہد سے پہلے آج کے معمولی سائنفک تجربے محروجادہ کشش ونگار ہے ہوئے جی برحال ابھی تک علم نفس وروح کے جائیات پر پردے پڑے ہوئے جی ایک بھی مسلمہ شے کے بقین اور اسکے خارجی وجود میں کیا تعلق ہے؟ ایک معما ہے بہت سے ہندوائل فلنف اور بعض مسلمان صوفیوں اور کے بقین اور وجود یا یوں کہو کہ ذہنی اور خارجی وجود میں بہت موجودہ و نافی کہو کہ ذہنی اور خارجی وجود میں بہت سے بندوائل فلنف اور بعض مسلمان صوفیوں اور موجودہ و نافید کے مشہور فلاس خربر کلے کے نزد یک تو کئی شے کے یقین اور وجود یا یوں کہو کہ ذہنی اور خارجی وجود میں بہت سے بھر قال میں کہو کہ نہیں ہوئے ہیں بہت ہے بلدگویائیں ہے۔

بہرحال نفس انسان کے اندرونی قو کی کاعلم گوا بھی بہت کچھ مختاج پیمیل ہے تا ہم اتنا ثابت ہے کہ کسی شے کے تصوری یقین اورخار جی و جود میں بہت بی شدید تعلق ہے مسمریزم نے جوسراسرای اصول پر بنی ہے اس حقیقت کو کسی قدرواضح کردیا ہے اس معلوم ہوگا کہ ندا ہب نے سب سے زیادہ ایمان پر جویقین ہی کا دوسرانام ہے اس قدر زور بے سب نبیس دیا ہے۔

قرآن پاک نے یقین کی دوشمیں کی ہیں علم الیقین اور عین الیقین ۔ سمی شے کی دلیلوں کوئ کر یا بعض علامتوں کو دکھے کراس کے وجود کا اقرار کرلو تو بیعلم الیقین (یقین جاننا) ہے اور اگروہ شے خود تمہارے احساس اور مشاہدہ کے سامنے آجائے جس میں پھر شک وشید کی مخبائش نہیں ہو سکتی تو وہ عین الیقین (خود یقین) ہے قرآن پاک نے یقین کی ان دونوں صور توں کو سورۃ النکائر میں بیان کیا ہے۔

﴿ الله كُمُ التَّكَاثُرُه حَتْنَى زُرُتُمُ الْمَقَابِرَه كَلًا سَوُفَ تَعْلَمُونَه وَثُمَّ كَلًا سَوُفَ تَعْلَمُونَه وَ ثُمَّ كَلَّا اللهُ كُمُ النَّهُونَ وَكُمْ الْمَعْدُنِ وَكَثَرُونَ الْمَحِيمَ وَثُمَّ لَتَرَوُنَهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ﴾ ( الكاثر) تَكُ لَوْ وَلِت وَعَمْت كَى بَهَات فَعْلَت مِن جَلَاكُره يا يهال تَك كَرْمَ فَ قَبْرول كُوجاه يكا الجَي نيس تم آكے جان لو كے بعراجی نيس تم آكے جان لو كے بعراجی نيس تم آكے جان لوگے بھراجی نيس آگرتم يقين كا جاننا جانے تو البته دور نے كود كھے ليتے پھر البتہ عين اليقين

ے اس کود کھے لوگے۔

بنابریں اگرانسان اپنے اندرعلم یقین حاصل کرلے جو کمال ایمان کا اعلی درجہ ہے تو ووا پنے باطن کی آنکھوں سے اپنی دوزخ بہیں دیکھے لے۔

﴿ كَلَّا لَوُ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ (الْتَرُولُ الْحَجِيمَ ﴾ ( الكاثر ) المتحجيم الرقم كولم يقين مؤتو ووزخ كوب شيد كهاوك\_

گفاراً تخضرت و الله الله عنداب کے بینی مشاہدہ کا فوری مطالبہ کرتے تھے وحی اللی نے اس کے جواب میں کہا ﴿ یَسْتَعُجِلُو نَكَ بِالْعَدَّابِ وَ إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْظَةً ﴿ بِالْكَفِرِيُنَ ﴾ (توبه) وہ تھے ہے جلدعذاب ما تکتے ہیں عالا تکہ دوزخ گھیررہی ہے مشکروں کو۔

ایک دوسری آیت میں ہے کہ منافقین برعم خود آن مائش کے ڈرسے جہاد کی شرکت سے عذر کرتے ہیں اس کے جواب میں ان سے فرمایا گیا کہ وہ تو ابھی آنمائش میں مبتلا ہیں اور دوزخ ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ اللَّذَنَ لِنَي وَلاَ تَفْتِنِّي آلاَ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا عَوَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةً أَ

اوران کا کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے ( جہاد میں عدم شرکت کی ) اجازت دیجئے اور آ زمائش میں نہ ڈالئے ہاں وہ تو آ زمائش میں پڑیکے اور دوزخ منکروں کو تھیرر ہی ہے۔

لیکن بینلم الیقین جس کے حصول کا ذریعہ صرف ایمان ہے ہو مخص اس سے اس دنیا میں بہرہ ورنہیں ہوتا بلکہ بہتیرے اس کے منکر بین اس لئے ان کو بیا ہے پاس کی دوزخ اس وقت نظر نہیں آتی 'لیکن موت جس کا آ نا ایک دن بینی ہے جب دہ آئے گی تو مادہ کا بیچاب جو آئھوں پر پڑا ہے اٹھ جائے گا اس وقت اس عالم غیب کے پچھا سراران پر منکشف ہوجا نیس کے اورا ممال کے تمثیلی نتائج اور ثواب وعذاب اور جنت ودوزخ کے بعض مناظر ان کے سامنے آجا کمیں کے اورای وقت وہ اپنے بیٹین کی آئھوں سے کئی قدروا قعات کا مشاہدہ کرلیں گے۔

﴿ ثُمَّ لَتَرَوُنَهَا عَيُنَ الْيَقِينِ ﴾ (تا الرار) في المَعَيْنِ الْمَقِينِ الْمَعَانِ الْمَعَانِ الْمَعَانِ الْمَعَانِ الْمَعَانِ اللهِ اللهُ اللهُلِمُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ

یہ موت کے بعد کا سال ہوگا جس کو برزخ کا عالم کہتے ہیں اس کے بعد جب قیامت آئے گی تو ہر راز فاش ہوجائے گا۔

﴿ يَـوْمَ نُبُـلَـى السَّرَآئِرُ ﴾ (جس دن تمام بعيد کھل جا ئيں گے )اور بہشت ودوزخ اپنی ظاہری صورتوں میں اس طرح سامنے آ جا ئیں گی کہ پھرشک وشبہ کا شائبہ بھی باتی نہ رہے گا وہ علم حقیقی اور یقین تحقیقی کا دن ہوگا' قرآن میں قیامت کے موقع پر ہے۔

﴿ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَلِكَ يَوُمُ الْوَعِيْدِهِ فَكَشَفُنَا عَنُكَ عِطَاءَ لَا فَبَصَرُكَ الْيَوُمَ حَدِيد ﴾ (ق) اورزسنگا پھونکا گيا سے درکاون ۔ تو ہم نے تیرا پردہ تھے سے کول دیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

اس پردہ کے بنتے ہی اس دن انسان کے تمام اعمال ایک ایک کر کے اس کے سامنے آجا کیں گے اور دوزخ منظر عام پر آجائے گی' فرمایا۔

﴿ فَإِذَا جَآءً تِ الطَّآمَةُ الْكُبُرَى ، يَوُمْ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَالُ مَاسَعْي ،، وَبُرِّزَتِ الْجَحِبُمُ لِمَنُ يَرُى ﴾ (نازعات ٢٠)

جب وہ براہ گامدآئے گاجس دن انسان کو جو کھاس نے کیا ہے یاد آجائے گا اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے باہرلائی جائے گی۔

# احوال برزخ كاعين اليقين:

ا كي طرف شاعر (ابوالعماميد) في حرت ك عالم من كيا خوب كها ب-

﴿ الموت باب وكل الناس يدخله يليت شعري بعدالباب ماالدار ﴾

موت کا ایک دروازہ ہے اور تمام انسان اس دروازہ میں داخل ہوں کے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اس دروازہ کے بعد کون گھرہے۔

یم جس کی حسرت اس شاعر نے ظاہر کی ہے اس زندگی میں صرف علم الیقین کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے البتہ موت کے وقت جب وہ دوسرے عالم کے درواز ہ پر کھڑا ہوگا تو اس کو پس پر دہ کا نظارہ تھوڑا بہت ہو جائے گا اور وہی برزخ کا عالم ہے فرمایا۔

﴿ حَتَّى إِذَا حَآءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيُمَا تَرَكُتُ كُلاً اللهِ عَوْ فِي اللهِ عَوْمِ يُبَعَثُونَ ﴾ (مؤمون ١٠٠٠)

جب ان گنہگاروں میں سے کی ایک کوموت آتی ہے تو دہ زندگی کے پس پردہ کے بعض مناظر کود کھے کر کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے ایک باراور دنیا میں لوٹا دے تا کہ دنیا میں جو ماحول چھوڑ کر آیا ہوں اس سے شاید کوئی نیک کام کروں ہر گزنہیں سے بات ہی بات ہے۔

جودہ کہتا ہے اوراب ان گنہگاروں کے پیچھے اس دن تک ایک پردہ (یرزخ) ہے جب وہ موت کے بستر ہے جگا کرا ٹھائے جا کمیں گے۔

ظاہر ہے کہا گرموت کے وقت اور بعد کوئی نئی نیبی کیفیت اس کے مشاہدہ میں نہیں آ جاتی ' تو اس کا شک وشبہ وفعیۃ یقین سے کیسے بدل جا تا ہے' فر مایا۔

> ﴿ وَ جَاءَ تُ سَكَرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنَتَ مِنَهُ تَجِيدٌ ﴾ (ق-١) اورموت كى بِهوشى حقيقت كوكرآ محى، يهى بوه جس عقوباً كرتا تها-

اس ہے معلوم ہوا کہ سکرات کے وقت'' حقیقت'' کا کوئی منظر ساسنے ضرور آ جاتا ہے، اہل تغییر نے بھی اس آیت ہے یہی سمجھا ہے'ابن جربر طبری لکھتے ہیں۔ ﴿ بالحق من امر الاحرة فتبينه للانسان حتى تثبته وعرفه لله ﴾ حق يعني آخرت كالم يحدحال توموت كى سكرات انسان پر كھول و جي ہے يہاں تك كدانسان اسكويقين كرايتا ہے اور

> جان لیتا ہے۔ حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

﴿ يقول عزوجل وجاءت ايها الانسان سكرة الموت بالحق كشفته لك عن اليقين الذي كنت تمتري فيه ﴾ ك

الله تعالی فرما تا ہے کہا ہے انسان موت کی ہے ہوشی حق کو لے کرآ سخی بینی تیرے اس یقین کے پردہ کو کھول دیا جس میں تو شک کرتا تھا۔

قاضی شو کانی محدث کی تفسیر میں ہے۔

﴿ ومعنى بالحق انه عند الموت يتضح له الحق ويظهر له صدق ماجاء ت به الرسل من الاحبار بالبعث والوعد والوعيد ﴾ (ن٥٠/٢٠)

اور حق کے کرآئے کے معنی یہ ہیں کہ موت کے وقت حق بات کھل جاتی ہے اور پیغیبر جس قیامت اور جزاء وسزا کی خبریں لے کرآئے تھے ان کی بچائی ہو بدا ہو جاتی ہے۔

مفتی آلوی حفی کی تغییر کی عبارت بیہ۔

ا و المعنى احضرت سكرة الموت حقيقة الامر الذي نطقت به كتب الله تعالى ورسله عليهم السلام ﴾

اس آیت کا مطلب بیہ ہے کہ موت کی مد ہوتی اس حقیقت امر کوسا منے کردیتی ہے جس کواللہ تعالی کی کتابوں اور اس کے رسولوں نے بیان کیا ہے۔

ز معتزلی کی تفسیر ( کشاف ج ۲ ص ۱۴۰۱ کلکته ) اور ابوحیان اندلسی مالکی کی تفسیر ( برمحیط ج ۸ ص ۱۲۴ معر ) میس

یمفسرین مخلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں'لیکن ان سب کی متفقد تغییر یہی ہے اس تغییر کی صحت کی مزید دلیل میہ ہے کہ اس کے بعد ہی قیامت کے ذکر میں ہے۔

﴿ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَ كَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴾ (ق-٢٢)

ہم نے آج جھے تیرا پردہ کھول دیا تو آج تیری نظر تیز ہے۔

اس معلوم ہوا کہ موت کے وقت کی قدر انکشاف ہوتا ہے اور قیامت کے دن انکشاف تام ہوجاتا ہے لیکن بہر حال موت کے وقت یقین کا پردہ بالکل کھل جاتا ہے۔

موت کے بعد خدا کی طرف روح کی بازگشت:

موت کے لئے قرآن میں اکثر'' خدا کی طرف بازگشت'' یعنی اللہ کی طرف لوٹ جانے کی اصطلاح اختیار کی

تغییراین کثیر بر فتح البیان ن۵۹ م۱۹۸

گئی ہے۔

﴿ قُلُ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيُكُمُ ثُمَّ ثُرَدُّوْنَ الى عَلِمِ الْغَيُبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَاكُنْتُمُ تَعُمَلُونَ ﴾ (جمه)

کہ دو بیٹک وہ موت جس سے تم بھا گتے ہواس ہے ملنا ہی ہے پھرتم اس (خدا) کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو حاضر وغائب کا جاننے والا ہے ۔ تو وہ تم کوتمہارے کرتوت بتائے گا۔

﴿ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّ آلِيَّهِ رَاجِعُونَ ( البقره)

ہم سب خدا کے بیں اور ای کی طرف لوث کر جا تیں سے

﴿ إِلَى اللَّهِ مَرُجِعُكُمُ جَمِيْعًا ﴾ (مائده ـ ١٤)

تم سب کوخدا ہی کی طرف لوٹ کر جاتا ہے۔

یہ طرزا داہیںویں آیوں میں اختیار کیا گیا ہے۔ یہ بالکل بدیجی ہے کہ ہررجوع وبازگشت کے مفہوم میں و
روداور آید داخل ہے اس سے یہ نتیجہ لکلتا ہے کہ تمام ارواح انسانی خدا کے یہاں سے اس جسم وقالب کی قید میں آئی ہیں اور
موت کے وفت اس عناصر کی چہار دیواری سے نکل کر پھران کو وہیں واپس جانا ہے جہاں سے آئی تھیں اس بازگشت کے
سفر میں ان کا زادراہ صرف وہی ہوگا جواس دنیا سے دارالعمل میں انہوں نے کمایا ہے بینی ان کے اندرونی و ہیرونی اعمال 
اوراس کے بعد جوزندگی ہوگی وہ ان کے ان ہی اعمال کی نوعیت پر مخصر ہوگی۔

﴿ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُمُ بِاللَّيُلِ وَيَعُلَمُ مَا جَرَحُتُمُ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبُعَثُكُمُ فِيهِ لِيُقْضَى اَجَلَّ مُسَمَّى ثُمَّ الِيهِ مَرُجِعُكُمُ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمُ بِمَا كُنْتُمُ نَعُمَلُونَ ﴾ (انعام\_2)

اوروہی (خدا) ہے جوتمہیں رات کوموت (نیند) دیتا ہے اور دن کو جو کما چکے اس کو جانتا ہے پھرتم کو دن میں جگاا ٹھا تا ہے تا کہ مقررہ دفت (اصلی موت) پورا ہو پھرای کی طرف تم کولوٹ کر جانا ہے پھر دوتم کوتمہارے اعمال جنا ہے گا۔ ایک اور آیت میں ہے۔

﴿ يَآيُهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغُيُكُمُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيْوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ الْيَنَا مَرُحِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعُمَلُونَ ﴾ (يأس.٣)

اے انسانو! تمہاری بعناوت کا بقیج تمہیں پر ہے، دنیا کی زندگی ہے پھے فائدہ اٹھانا پھر ہماری ہی طرف لوٹ کرآتا ہے تو ہم تم گوتمہارے اعمال جمائیں گے۔

اس میں دنیا کی زندگی کے بعد ہی خدانے اپی طرف واپس آجانے کی اطلاع دی ہے اوراہل تغییر نے بھی اس رجوع الی اللہ ہے موت ہی کے معنی سمجھے ہیں (طبری جلدااص ۲۳ معر) اب ہم ایک الی آیت پیش کرتے ہیں جس میں موت کا پورا نقشہ ہے اور اس کے بعد بیان ہے کہ اس دن مرنے کے بعد ہی خدا کے ہاں ہنکا کر لائے جاؤ گے گویا جس طرح جانور ہنکا کرلائے جاتے ہیں ویسے ہی گنہگاروں کی رومیں موت کے بعد نکال کرلائی جاتی ہیں فرمایا۔

﴿ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ النَّرَاقِيَ وَقِيُلَ مَنُ ۦۦ رَّاقٍۥ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلَى رَبِّكَ يَوُمُونِذٍ وِ الْمَسَاقِ ﴾ (قيامدا)

ہر گزنیں جب روح ہانس (ہنملی) تک آپنچ اورلوگ کہیں اب کون ہے جھاڑ پھویک کر کے بچانے والا اور سمجھا کہ
اب جدائی کا وقت آگیا اور پنڈلی سے پنڈلی لیٹ گئی اس دن تیرے پروردگار کی طرف ہے ہا نکا جانا۔
لیکن سعیدا ور نیکو کارروجوں کوموت کے وقت یہ مجبت بھری صدائے غیب سنائی دیتی ہے۔
پنگین النَّفُسُ الْمُطَمَئِنَةُ ، ارُجعی الٰی رَبِّكِ رَاضِیةً مِّرُضِیَّةً ﴾ (فجر ۲۸۔۲۲)
اے مطمئن روح تو اپنے مالک سے خوش اور تیرا مالک تجھ سے خوش ، تو اپنی مالک کے پاس چلی جا۔
سیکیسی داتا و پڑ صدا اور کیسی واپسی ہوگی۔
سیکیسی داتا و پڑ صدا اور کیسی واپسی ہوگی۔

#### ال وقت كا حال:

وہ لیحہ جب اس روح کی مہلت کا زمانداور عمل کی فہرست ختم ہوتی ہے کتنا در دناک ہے اس وقت ہے اس کی زندگی صرف اس کے گذشتہ اعمال کے قالب میں جلوہ گر ہوتی ہے ہر عمل کی صورت اس کو اپنے سامنے کھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور غیب کی کارکن صورتیں چلتی پھرتی دکھائی اور بولتی چالتی سنائی دیتی ہیں۔

﴿ وَلَوْ تَرْى إِذَا الظَّلِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَّئِكَةُ بَاسِطُوْ آيَدِيُهِمُ آخُرِجُوْ آنَفُسَكُمْ ، أَلْيَوْمَ ثُحَرَّوُنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنَ ايتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ، وَلَقَدُ حِئتُمُونَا فَرَادى كَمَا حَلَقْنَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمُ مَّا حَوَّلْنَكُمُ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ﴾ (انهام ٥٥ ـ ٩٥)

اور بھی تو دیکھے جس وقت گنبگار موت کی بہوٹی میں ہوں اور فرشتے ہاتھ کھولے ہوں کہ نکالو (اپنے جسموں کے اندر ے) اپنی روحوں کو آئ تم کو اس پر ذات کی سزا ملے گی کہتم خدا کی شان میں جھوٹی یا تمیں کہتے تھے اور اس کے حکموں کے مانے سے فرور کرتے تھے اور تم ایک ایک کرکے (تنہا) جیسے ہم نے پہلی بارتم کو پیدا کیا تھا ہمارے پاس آئے اور جوسامان واسباب تم کو دیا تھا جس نے تم کو مفرور بنایا تھا اس کو اپنے چھیے چھوڑ آئے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ موت کے وقت کس طرح فرضتے سامنے آتے ہیں اور روح جسم ہے جس وقت الگ ہوتی ہے اس کے گنا ہوں کی سزا کا دور شروع ہوجا تا ہے بھی بات ایک اور موقع پر فدکور ہے۔ ﴿ وَلَـوُ تَسرٰی إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلَاِكَةُ يَضُرِبُونَ وُ حُوْهَهُمْ وَ اَدُبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوا عَذَابَ

الْ حَرِيْقِ، ذَلِكَ بِمَا قَدُّمَتُ أَيْدِيُكُمُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّا مِ لِلْعَبِيْدِ ﴾ (انفال ـ ع) الْحَرِيْقِ، ذَلِكَ بِمَا قَدُّمَتُ أَيْدِيُكُمُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّا مِ لِلْعَبِيْدِ ﴾ (انفال ـ ع) اور بھی تو دیجے جس وقت فرشتے کافروں کی جان لیتے ہیں ان کے مند پراور چیجے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جلنے

کے عذاب کا مزہ چکھو یہ تبہارے ہاتھوں کے پہلے گئے ہوئے کا موں کا بدلہ ہے،اللہ بندوں پڑٹلم نہیں کرتا۔ مند سند میں مند کا مزہ چکھو کے ایک انداز کا موں کا بدلہ ہے،اللہ بندوں پڑٹلم نہیں کرتا۔

اس سے واضح ہے کہ بیسزاموت ہی کے عالم سے شروع ہوجاتی ہے اور اللہ تعالی بیسز انعوذ باللہ کسی انتقام کے سبب سے نہیں ویتا بلکہ وہ در حقیقت قانون عمل کے مطابق خودانسان کے کاموں کالازمی نتیجہ ہوتی ہے۔

نیکو کاروں کا نقشہ اس سے بالکل الگ ہے۔ان کو ہر طرف سے بشارتیں سنائی دیتی ہیں اور ہرست خوشی وشاد مانی کا سال سامنے ہوتا ہے۔ ﴿ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلَقُومُ ٥ وَ آنَتُمُ حِينَفِدٍ تَنْظُرُونَ ٥ وَ نَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمُ وَلَكِنُ لَا ثُبُصِرُونَ ٥ فَلَوْلَا إِنْ كُنتُمُ غَيْرَ مَدِينِينَ ٥ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنتُمُ صَدِقِيْنَ ٥ فَامَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرِّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَالًا وَجَنَّتُ نَعِيمِ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنُ اَصَحْبِ الْيَمِيْنِ ٥ فَسَلَمُ لَكَ مِنَ الْمُقَرِّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَالًا وَحَنَّتُ نَعِيمِ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّالِينَ ٥ فَسُولُ مِنْ حَمِيمٍ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّالِينَ ٥ فَسُولُو مَنْ حَمِيمٍ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّالِينَ ٥ فَسُولُو مَنْ الْمُعَلِيمَةُ وَمَعُولِهِ مَا اللّهُ اللّهِ مَنْ السَّالِينَ ٥ فَسُولُو مَنْ حَمِيمٍ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذَّبِينَ الصَّالِينَ ٥ فَسُولُو مَنْ حَمِيمٍ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذَّبِينَ الصَّالِينَ ٥ فَسُولُو مَنْ الْمُعَلِيمَةُ وَمَنْ السَّالِينَ ٥ فَسُولُولُ مِنْ حَمِيمٍ ٥ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذَّبِينَ الصَّالِينَ ٥ فَسُولُولُ مِنْ حَمِيمٍ ٥ وَاللّهُ وَمَنْ الْمُعَلِيمُ وَاللّهُ وَمِنْ الْمُعَلّمُ وَاللّهُ مَنْ الْمُعَلّمُ وَمَنْ الْمُولُولُ مُنْ الْمُعَلّمُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَمَنْ الْمُؤْمِنَ ﴾ (واقده ٩٠٤ ٨)

پھر کیوں نہیں جس وقت روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت و کھے رہے ہوتے ہؤاور ہم اس ہے تمہاری نبیت زیادہ تر نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کود کھائی نہیں دیتا تو اگر تم کسی اور کے بھم کے پنچ نہیں ہوتو کیوں نہیں اس روح کو پھر پلٹا دیتے ہواگر تم اپنے انکارو تکذیب میں سچے ہوتو اگروہ (مرنے والا) مقرب بندوں میں ہوا تو خوشی و آرام اور نعمت کی بہشت ہے اور اگروہ اس سے پچھے کم درجہ رہنے والوں میں ہوا تو تھے پر سلامتی رہنے والوں میں بولی کی مہمانی اور دوز خ میں بیٹھنا ہے ہے شہدیہ بات یقین کے لائق ہے۔

یہ تمام سال موت کے بعد اور عالم برزخ ہی کے مناظر ہیں۔

### برزخ كاعذاب دراحت:

اوپر کی آیتوں سے پوری طرح ہویدا ہے کدروح وجم کی مفارقت کے بعدا چھی روحوں کے سامنے رحمت کے اور بری روحوں کے سامنے رحمت کے اور بری روحوں کے روبروعذا ب کے منظر گزرتے ہیں گر آن پاک میں کچھاور آیتیں ہیں جن سے ٹابت ہے کہ بیمنظر نہ صرف روح کے سامنے ہی سے گذرتے ہیں بلکہ بھی بھی وہ اپنا اٹل کے مدارج کے مطابق رحمت یاز حمت کے اندر بھی واضل کروی جاتی ہے منافقین کی نبیت قرآن میں ہے۔

﴿ سَنُعَذِّبُهُمُ مَّرَّتَيُنِ ثُمَّ يُوَدُّوُنَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴾ (توبه-١٣) ہم ان کودودودفعہ عذاب دیں کے پھروہ ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

عَذَابِ عَظِيْمِ سے ظاہر ہے کدووزخ کاعذاب مراد ہاب اس عذاب دوزخ سے پہلے عذاب کے دو دوران پراورگذر چکے ہوں گئے ایک تو بید نیا وی عذاب ہے اور دوسرا موت کے بعد ہی کا ہوسکتا ہے قرآن میں آل فرعون کے ذکر میں

﴿ وَحَاقَ بِالِ فِرُعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ دِ النَّارُ يُعَرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ٥ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ دِ اَصُرِلُو آ اللَّ فِرُعَوْنَ الْعَذَابِ ﴾ (مومن ٢٦٠٥)

اور فرعون والول پر بری طرح عذاب الث پڑا، آگ کہ اس پروہ مج اور شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت کی گھڑی کھڑی ہوگی ( عماموگی کہ ) فرعون والول کو پہلے ہے بھی بڑھ کرعذاب میں ڈالو۔

اس سے ظاہر ہوا کہ گنہگاروں کو قیامت سے پہلے برزخ کے عالم میں بھی عذاب کا پھے نہ پھے مزا چکھایا جاتا ہے ایسا ہی نیکوکاروں کو بہشت کے عیش وآرام کا منظر دکھایا جاتا ہے ای آیت پاک کی تشریح میں کویا آنخضرت و ایک ایسان ہے تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس پرضی وشام اس کا اصلی مقام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے تو جنت اور اہل دوزخ سے ہوتا ہے تو دوزخ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ بیہ ہے تیرا مقام اس وقت تک کے لئے کہ جب تو قیامت کے دن اٹھایا جائے لے ایک اور سی حکے حدیث میں ہے کہ جنتی مردہ کے سامنے جنت و دوزخ دونوں کے منظر سامنے کرکے کہتے ہیں کہا گرتو استھے عمل نہ کرتا تو تیرا بیہ مقام نہ ہوتا مگر تیرے نیک عمل کے سب سے اب بیہ جنت تیرا مقام ہے کے اور اس دن تک کے لئے کہ لوگ اٹھائے جا کمیں اس پر سر سزی مجردی جاتی ہے۔ سے

مشرکوں اور قیامت کے منکروں کا سوال تھا کہ اگریہ پیغام اللی بچے ہے تم ہم کوفر شنے یا خدا نظر کیوں نہیں آتے جواب میں کہا گیا کہ فرشتے جس دن نظر آئیں گئے اس دن ایمان بالغیب کہاں؟ اور اوپر آینوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ فرشتے موت کے وقت نظر آتے ہیں یا پھر قیامت میں نظر آئیں گے۔اس لئے ارشاد ہے۔

﴿ يَوُمَ بَرُونَ الْمَلِيَكَةَ لَا بُشُرَى يَوَمَيْدُ لِلْمُحْرِمِيْنَ وَيَقُولُونَ حِحْرًا مَّحُحُورًا ، وَقَدِمُنَآ إلى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَحَعَلَنَهُ هَبَآءُ مُنْتُورًا ، أَصُحْبُ الْحَنَّةِ يَوْمَئِذِ خَيْرٌ مُسْتَقَرَّا وَأَحْسَنُ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَحَعَلَنَهُ هَبَآءُ مُنْتُورًا ، أَصُحْبُ الْحَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ، وَيَوْمَ تَشَقِّقُ السَّمَآءُ بِالْعَمَامِ وَنُولَ الْمَلَيْكَةُ تَنْزِيلًا ، الْمُلْكُ يُومَئِذٍ بِ الْحَقُّ لِلرَّحُمْنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴾ (فرةان ٢٠١٠)

جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن ان گنہگاروں کوکوئی خوشخبری نہیں اور کہیں گے کہ بیدؤراؤ تا منظر جو ہم کونظر آ رہا ہے اب اوٹ میں روکا جائے اور ہمارا خدا فرما تا ہے ہم ان کے کئے ہوئے کا موں کے پاس پہنچے اور ان کواڑتا غبار بنادیا (بینی برکارو بے سود معدوم) جنت والے لوگ (بینی جنت جن کو ملنے والی ہے) اس دن ان کے لئے خوب ٹھکا تا اور دو پہر کے سونے کا مقام ہوگا اور جس دن آسان بادل سے بچسٹ جائے گا اور فرشتے آ ہت آ ہت آ ہت ا

کھلی بات ہے کہ اس کا بادل سے پھنااور فرشتوں کا اتر ناقیامت کا نقشہ ہاب اس سے پہلے فرشتوں کے دکھائی دینے کا وہ دن جس میں گنہگاروں کے لئے خوشخری نہیں اور وہ کہیں گے کہ کاش بیڈراؤ نامنظر ہماری نگاہوں کے سامنے نہ ہوتا' اور جنت کے مستحقین کوایک اچھا مشتقر (قرارگاہ) اور دو پہر کی دھوپ سے بچانے والی خوابگاہ بنی ہوگی، قیامت سے پہلے اور موت کے بعد بی کی کیفیت ہے۔

سورہ محمد میں موت کے وقت کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب فرشتے ان گنھگاروں کی روحوں کو قبض کرتے ہیں تو ان کے چیروں پراور پیٹھوں پرضرب لگاتے ہیں فرمایا۔

﴿ فَكَيْفَ إِذَا تُوَفِّتُهُمُ الْمَلْئِكَةُ يَضُرِبُونَ وُجُوهَهُمُ وَأَدْبَارَهُمُ هُ ذَٰلِكَ بِآنَهُمُ اتَّبَعُوا مَآ اَسُخَطُ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضُوانَهُ فَاحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴾ (مم ٢٠١١)

- لے مستحج مسلم کتاب البحثة والنار بساب عبرض مقعد المدت جلدام ۸۸معروجامع ترقدی کتاب البحائزيساب عنداب الفبر حديث حسن محج وصحح بخاري کتاب البحثائزياب عذاب الفيرض ۸۸اوسكرات الموت ص ۹۲۴۔
  - ع محم بخاری کتاب البعائز من ۲۸۳\_
  - ع معجيم ملم باب عرض مقعدالميت ص ١٩٩١ معرد

پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کو وفات دیں گے ان کے چروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے میاس لئے کہ انہوں نے اس کی پیروی کی جس نے خدا کوان سے ناخوش کر دیا اور جنہوں نے خدا کی خوشنو دی کو پسندنہ کیا تو خدانے ان کے کا موں کو بے نتیجہ کر دیا۔

یے بیبی ضرب خواہ ای مادی جسم پر پڑتی ہویااس کے مثالی جسم پر باروح پر جوبھی کہتے بہر حال اس سے بیٹا بت ہے کہ گنھگار مردہ پرموت کے وقت ہی سے عذاب کا ایک رنگ شروع ہوتا ہے۔

سورہ انعام میں اس سےزیادہ ہے۔

﴿ وَلَـوُتَـرَى إِذِا الظَّلِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوُتِ وَالْمَلَثِكَةُ بَاسِطُواۤ آيَدِيُهِمُ اَخْرِجُوۡ آ أَنْفُسَكُمُ لَـ ٱلْيَوْمَ تُحۡزَوُنَ عَذَابَ الْهُون ﴾ (انعام ٩٣٠)

اورا گرتو دیکھے جب گنھارموت کی سکرات میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوں کہ نکالوا پے جسم کے اندر سے اپنی ردحوں کو، آج تم کوذلت کی سزا ملے گی۔

جس کے معنی آج کے ہیں' ظاہر ہے کہ اس سے وہی زمانہ مراد ہے جس وقت سے فرشتے بدن سے روح نکا لتے ہیں' اس آج سے مقصود ہماراد نیاوی آج نہیں ہے جو ۴۲ گھنٹوں میں ختم ہوجا تا ہے' بلکہ برزخ کا پورا زمانہ ہے (دیکھوفتح القدیر شوکانی وقیر ابوالسعو د،وتغیر ردح المعانی آلوی)

قوم نوح کے غرق ہونے کے بعد ہی دوزخ میں جانے کا تھم ہے۔ ﴿ اُغُرِقُواْ فَاُدُ حِلُواْ نَارًا فَلَمْ يَحِدُواْ لَهُمْ مِنَ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴾ (نوح۔ ۲۵) ده ڈبود ہے گئے پھروہ آگ میں داخل کے گئے توانہوں نے خدا کے سوالددگار نیس پائے حضرت لوط اور حضرت نوح کی کا فریو یوں کی موت کے بعد ہی عذا ب کا ذکر ہے۔

﴿ وَقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ﴾ (تَرَيم ٢)

اور کہا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی آ گ میں داخل ہو جاؤ۔

یہ قیامت سے پہلے اور دنیا کے عذاب ہلاکت کے بعد کے واقعات ہیں اورائ وقفہ کا نام برزخ ہے۔
سورہ لیبین میں ایک خیرخواہ قوم کا ذکر ہے جو عمر بحرا پی قوم کوخل کی تبلیغ کرتار ہاتھا' اور پھروہ غالبًا ای حق کی راہ میں شہید ہوا مرنے کے بعد جب اس کو بہشت ملی' تو اس نے بڑی حسرت سے کہا کہ کاش میری قوم کومعلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد خدانے کس طرح مجھے معاف فر مایا' اور عزت بخشی تاکہ وہ بھی ایمان سے میری طرح بہرہ ور ہوکراس مغفرت اور عزت سے سرفراز ہوتی۔

﴿ قِيُلَ ادُخُلِ الْحَنَّةَ مَا قَالَ يَلَيْتَ قَوْمِی يَعُلَمُونَ ٥ بِمَا غَفَرَلِی رَبِّی وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُكُرَمِیُنَ ١٠ وَمَا أَنُوزُلِیْنَ ﴾ (لیین) وَمَا أَنُوزُلْنَا عَلَی قَوْمِهِ مِنُ ' بَعُدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْوِلِیُنَ ﴾ (لیین) کہا گیا جنت میں داخل ہواس نے کہا ہے کاش میری قوم کو یہ معلوم ہوتا کہ میرے پرودگارنے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں سے بتایا اور ہم نے اس کے مرنے کے بعداس کی قوم پر آسان سے کوئی فوج ہیں اتاری اور نہ

ہم اتارا کرتے ہیں۔

شہیدوں کی نسبت تو خاص طور پر ہے۔

﴿ بَلُ ٱحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمُ يُرُزَقُونَ ﴾ (آل مران ١١٠)

بلکہوہ زندہ ہیںا ہے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

اس ہے معلوم ہوا کہ شہداء کو برزخ ہی میں کامل زندگی کے ساتھ جنت کی روزی ملتی ہے اور عام نیکو کاروں کا یہ حال ہے کہ ان کوفر منتے اس وقت سلامتی اور جنت کی خوشخبری سناتے ہیں فرمایا۔

﴿ ٱلَّذِيْنَ تَتَوَفُّهُمُ الْمَلَئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْحَنَّةَ بِمَا كُنْتُمُ تَعُمَلُونَ ﴾ (كل ٣٠٠)

جن کوفر شنتے (گناہوں سے) پاک وصاف حالت میں وفات دیتے ہیں کہتے ہیں کہتم پرسلامتی ہوا پنے کاموں کے بدلہ جنت میں چلے جاؤ۔

### قبرگ اصطلاح:

سطور بالا میں عالم برزخ کے وہ مناظر دکھائے گئے ہیں جو آن کی آ یوں میں نظر آتے ہیں اورا حادیث سیجہ میں اس عالم کے حالات کی جو تفصیلیں فرکور ہیں لیے وہ عمو فا قبر کی اصطلاح کے ساتھ بیان ہوئی ہیں لیکن اس لفظ" قبر' کے درحقیقت مقصود وہ خاک کا تو وہ نہیں جس کے نیچ کی مردہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں بلکہ وہ عالم ہے جس میں بیر مناظر پیش آتے ہیں اوروہ ارواح ونفوں کی و نیا ہے مادی عناصر کی نہیں ای لیے قرآن پاک نے اس عالم سے جہم نظر آتا ہے وہ نفس اور نفوں کو خطاب کیا ہے اوران ہی کے عذاب و ثواب اور رحت ولعت کا ذکر ہے اس عالم میں جو جہم نظر آتا ہے وہ مر نے والوں کے اعمال کا مثالی پیکر ہوتا ہے جو ہو بہواس کے خاکی جسم کا فنی ہوتا ہے تم نیند میں ہواور تمہارانی مردہ ہے جسم بستر پر دراز ہے مگر تم خواب میں و کھورہ ہو کہ بعینہ تمہارا جسم آگ میں جل رہا ہے یا باغ و بہار کی لذتوں میں مصورف ہے اور تم کو اس سے وہی تکلیف اور راحت میں رہا ہے بیا باغ و بہار کی لذتوں میں مصورف ہے اور تم کو اس سے وہی تکلیف اور راحت میں جو بیداری میں اپنے بستر پر پڑے ہوئے جسم کی تکلیف مصورف ہے اور تم کو اس خواب میں جس طرح تمہارے مادی جسم مناطر آئے گا جواکھ حالتوں میں ہو بہو میں اراد دے سے مناثر ہوگی کہ اعمال کی ہو بہوتمہارا مادی جسم ہے ای طرح موت کے خواب میں بھی تم کو اپنا ایک منالی ہو مناز ہوگی کہ اعمال کی عمورات سے خاک نہیں بھی تم کو اپنا ایک منالی کے عذاب وراحت سے متاثر ہوگی کہ اعمال کی جہرار سے اس خاکی جسم خاکی نہیں بھی ہی تم کو اپنا ایک منالی کے عذاب وراحت سے متاثر ہوگی کہ اعمال کی جسم سے اس خاک جسم کے عمال تی جسم خاکی نہیں بغر برا یا چوک کو گئی گئیس نے بست کے تبت کی تبیت کی تبیت کی تورور انسانی ہے جسم خاکی نہیں بغر بالیا چوک کی گئی گئیس نے بست کے تبیت کی تمال کے علاور تم اس کی تعرب وراحت سے متاثر ہوگی کہ اعمال کی اس کی ترب کی کرنے اور کی کہ اعمال کی جسم خاکی نہیں بغر بالیا چوک کی گئی گئیس نے بانے کی تک کی گئی گئیں بغر بی اس کی تعرب کی کی کو کو کی تعرب کی تعرب کی تعرب کی کی کو کو کی تعرب کی کو کی تعرب کی کی کو کو کو کی کو کی کو کی کو کو کو کی کو کی کو کی کو کی کو کی کو کی کو کو کی کو کی کو کی کو کی کو کو کی کو کو کی کو کی کو کو کی کو کی کو کی کو کو کو کو کی کو کو کو کو کو کو کو کو کی کو کو کی کو کو کو کو کو کو

اے بعض معتزلہ عذاب قبر کے قائل نہ نتے اوران کی دلیل بیتھی کہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ، یہ غلط فبی ان کواس لئے پیش آئی کہ قرآن میں لفظ قبر وقبور کے ساتھ عذاب کا ذکر نہیں لیکن اگر وہ دیکھتے کہ قرآن میں بعد موت اور قبل قیامت ارواح انسانی کے عذاب وثواب اور رحمت دلعنت کا ذکر موجود ہے توان کواس انکار کی جراُت نہ ہوتی اور قرآن میں اس قتم کی متعدد آبیتیں موجود ہیں۔

ع اس سے اس شبر کا زالہ ہوتا ہے کہ ہم کومردہ کا جم سامنے پڑانظر آتا ہے کیکن اس پرعذا ب کا کوئی نشان نظر نہیں آتا اور نیز اس شبر کا بھی از الدہوتا ہے کہ قبر میں جب جم سرگل جاتا ہے تو مجرعذا ب وثواب کا احساس اس کو کیسے ہوتا ہے۔ جان اپنے اعمال کے ہاتھوں گروہوگی۔اس لئے اصل مکلف روح ہے جمنہیں جہم صرف بمزلد آلد کے ہے۔ دنیا میں اس کا ایک جسم فاکی تقابرزخ میں اس کا ایک اور جسم ہوگا جو مادہ یا مات ہے پاک و بری ہوگا تاہم اس کو اپنے فاکی جسم ہوگا جو مادہ یا مات ہے پاک و بری ہوگا تاہم اس کو اپنے فاکی جسم ہے ایک قتم کی نبیت حاصل ہوگی اور اتن ہی نبیت کی بناء پر قبر کی اصطلاح عام بول جال میں جاری ہے کہ ہم اپنی آ تھوں سے مسلمان مردوں کو ای قبر میں جاتے و کی ہے جین قرآن پاک کی ہے آ بت او پر گذر چکی ہے۔

﴿ وَلَوُ تَرَى إِذْ يَتَوَفِّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَئِكَةُ يَضُرِبُونَ وُجُوْهَهُمْ وَآدُبَارَهُمْ وَذُوْقُوا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾ (انفال-٥٠)

ادرا گرتو و مکھے جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ارتے ہیں ان کے مند پراور پینے بڑاور کہتے ہیں چکھو جلنے کامزہ۔

اس آیت سے جہال میں تاہت ہوتا ہے کہ گنجگاروں پرموت کے بعد بی سے عذاب شروع ہوجاتا ہے وہاں میں بھی فابت ہوتا ہے کہ میں ماران کے منداور پینے پر پڑتی ہے مگر میں منداور میں پینے وہ نہیں ہے جو بے جان لاشد کی صورت میں ہمارے سامنے ہے بلکداس آیت میں کافر کی روح کو جانور سے تشبیدوی گئی ہے کہ جس طرح جانور کو تیز ہنکاتے وقت بھی ہمارے سامنے کے بلکداس آیت میں کافر کی روح کو جانور کو یا کافر روح کو زبردی فرشتے مارتے ہوئے اور ہنکاتے ہوئے اور ہنکاتے ہوئے کے رہندی کی بیاور کہیں گئے کہ چلوعذا ہے کا مزہ چکھو بھی مفہوم صاف لفظوں میں اس آیت میں ہے۔

﴿ الله رَبُّكَ يَوُمَعِدُ الْمَسَاقِ ﴾ (قيام) الدون تير عيرورگاركي طرف عيد الكاجانا-

بعض ایسی سعیدروهیں بھی ہوتی ہیں جن کواللہ تعالی اپ فضل وکرم ہے اس برزخ ہیں ان کے جسم خاکی کی فضل وصورت کی قید ہے بھی آ زاد کر کے دوسرا مناسب مثالی جسم عطا کرتا ہے جسیا کہ احادیث ہیں آیا ہے کہ ''مومن کامل کی روح پرندوں کی شکل میں جنت میں اڑتی پھرتی ہے'' کے اور خصوصاً شہداء کے متعلق آیا ہے کہ وہ سبز پرندوں کی شکل میں ہوں گے اور عرش الہی کی قندیلیس ان کا آشیانہ ہوں گی۔ ای طرح دوزخ و بہشت ہے متعلق آئخضرت و سی کا کہ جو میں ہوں گے اور عرش الہی کی قندیلیس ان کا آشیانہ ہوں گی۔ ای طرح دوزخ و بہشت ہے متعلق آئخضرت و سی کا ہو رویائے صادقہ پہلے گزرا ہے اس میں جن جسمانی قالبوں میں گنہگاروں کی سزاو تکلیف کی صور تیں دکھائی گئی ہیں وہ تمام تر مثالی ہیں طاہر ہے کہ مومن سعیداور شہداء کے وہ مثالی قالب اور ان گنہگاروں کے بیمثالی اجسام ان کے وہ قالب واجسام خبیں ہیں جو ان کی قبروں میں گل سرئر کرفتا ہو گئے یا وہ آگ میں جل کرخا کستر ہوئے اور ڈرے ہوا میں اُڑ کرمنتشر ہو گئے یا

بعض حدیثوں میں آنخضرت و کا ان مٹی کی قبروں میں عذاب کے مشاہدات و مسموعات کا تذکرہ ہے تو طاہر ہے کہ مادی زبان و منظر میں ان قو موں کے نزدیک جومردوں کوگاڑتی ہیں اس میت کی یادگاراس دنیا میں اس کے اس مٹی کے ڈھیر کے سوااور کیا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جا سکٹا ایک صحیح حدیث میں اس نیک مرد کا ذکر ہے جس نے خدا کے خوف سے بیدو صیت کی تھی کہ مرنے کے بعداس کا جسم جلا کراس کی را کھ ہوا میں اڑادی جائے تا کہ وہ خدا کے سامنے حاضر

ل منن ابن ماجه كتاب البخائز\_

ع صحیح بخاری جلد دوم ص ۹۵۹ کتاب الرقاق باب الخوف من الله ...

نه کیا جاسکے گرفدرت البی نے اس کومجسم کرکے کھڑا کردیااوراس کواللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں سے نوازا۔ کے

#### سوال وجواب:

احادیث سیحہ میں آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد قبر میں دوفر شنے آتے ہیں اور وہ مردوں سے تو حید در سالت کی نسبت سوال وجواب کرتے ہیں۔

اس کی تقید بین قرآن پاک کی ان آیوں سے بھی ہوتی ہے۔

﴿ الَّذِينَ تَنَوَفَّهُمُ الْمَلَا ثِكَةُ طَبِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَمْ عَلَيُكُمُ ادُخُلُوا الْحَنَّةَ بِمَا كُنْتُمُ تَعُمَلُونَ ﴾ جن كوفر شخ ( گنامول سے) پاک وصاف حالت میں وفات دیے ہیں، کہتے ہیں كہتم پرسلائتی مواہے كاموں كے بدلہ جنت میں جلے جاؤ۔

﴿ إِنَّ الَّذِيُنَ تَتَوَفَّهُمُ الْمَلَاِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمُ فَالُوا فِينَمَا كُنْتُمُ فَالُوا كُنَّا مُسْتَطُعَفِينَ فِي الْآرُضِ قَالُوا آلَمُ تَكُنُ اَرُضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَاُولَافِكَ مَاُوَاهُمُ جَهَنَّمُ ﴾ اللّارُضِ قَالُوا آلَمُ تَكُنُ اَرُضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَاُولِيْكَ مَاُواهُمُ مَاوَاهُمُ جَهَنَّمُ ﴾ بينك فرشتوں نے جن کی روحوں کواس حالت میں قبال کہوہ اپنی جانوں پرظم کررہے تھے وہ ان سے کہتے ہیں تم کس بات میں جنے وہ جواب دیتے ہیں کہ کیااللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہتم اپناوطن چھوڑ کر باہر چلے جاتے۔

ایک اورآیت ہے۔

﴿ حَتَّى إِذَا جَآءَ تُهُمُ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْآ آيَنَ مَا كُنْتُمْ تَدُعُونَ مِنُ دُونِ اللَّهِ قَالُوُا ضَلُّوُا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَى آنَهُ سِهِمُ آنَّهُمْ كَانُوا كَفِرِيْنَ ٥٠ قَـالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدُ خَلَتُ مِنَ قَبُلِكُمُ مِّنَ الْحِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ ﴾ (١٦/ف ٤)

یہاں تک کہ جب ان جھٹلانے واکوں کے پاس ہمارے فرشتے ان کی روحوں کو قبض کرنے آ کمیں مجے اور کہیں گے کہاں ہیں وہ جن کوئم خدا کے علاوہ پکارتے تھے (اس وقت وہ شرک) کہیں گے کہ ہمارے وہ دیوتا ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور انہوں نے اپنے او پرآپ گواہی وی کہ وہ کا فرتھے تب خدا فرمائے گا کہتم بھی ان لوگوں ہیں جاملو جوجن وانس ہیں سے تم سے پہلے آگ ہیں جانچے ہیں۔

پہلی آیت میں عدم ہجرت کے گناہ کے مرتکب مسلمانوں کا اور دوسری میں کا فروں کا حال بیان کیا ہے کہ ان سے ان کی موت کے بعد ہی بیسوال کیا جائے گا' بہر حال بیتو خاص خاص گنا ہوں کے مجرموں کا حال تھا' اب عام لوگوں سے جوسوال ہوسکتا ہے وہ وہ ی ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے' یعنی تو حیدور سالت کی معرفت کا ان سے سوال ہوگا۔

قرآن پاک میں ایک جگہ طیبہ (انچی بات یعنی کلمتوحید) اور کلمہ خبیشہ (بری بات یعنی کلمہ کفر) کی ایک ایک مثال ہے کلمہ طیبہ کی مثال ہے کلمہ طیبہ کی مثال اس درخت کی ہے جس کی جزیں زمین میں مضبوط گڑی ہیں اس کی شاخیں آسانوں تک پھیلی مثال ہے کلمہ طیبہ کی مثال اس درخت کی ہے جس کی جززمین سے اکھڑی پڑی ہے وہ اب میں سدا بہار میوے گئے ہیں اور کلمہ خبیشہ کی مثال اس درخت کی ہے جس کی جززمین سے اکھڑی پڑی ہے وہ اب گرااور تب گرا اس کے بعد قرآن میں ہے۔

اس کی تفییر سیحے حدیثوں میں بیہ ہے کہ بیہ برزخ کے ای سوال وجواب سے متعلق ہے کہ صاحب ایمان جس طرح اپنی اس زندگی میں ایمان کی بات پر قائم تھا'ای طرح برزخ میں بھی اس پر قائم رہے گا'اور جو کا فرومشرک یہاں اس پر قائم نہ تھا'وہ وہاں بھی قائم ندرہے گا اور بہک جائے گا۔

ہر چند کدرسول پاک وقت سے تغییر کے ہوتے ہوئے کسی اوراستدلال کی حاجت نہیں تاہم تائید آیہ ہوئے کہ اس آیت میں اہل ایمان کے آخرت میں بھی'' قول ثابت' پر ثابت قدم رکھے جانے کی بشارت ہے' ظاہر ہے کہ اس آخرت سے قیامت اور بہشت ودوزخ کا دن تو مراذ نہیں ہوسکتا کہ وہ تو کشف راز کا دن ہے' اس دن تو کا فر بھی اس قول ثابت سے بلٹنے کی جرائت نہیں کرسکتا' پھر بیال ایمان کے لئے کوئی خاص بشارت نہ ہوگی' اور نہ بیاس اظہارا حسان کا معالی و اظہار آخرت کے اس حصہ میں موزوں ہوسکتا تھا' جہاں مناسب وقت ہوسکتا ہے' البتہ اس بشارت اورا حسان کا اعلان و اظہار آخرت کے اس حصہ میں موزوں ہوسکتا تھا' جہاں ہوزاسرار پس پردہ کی پوری نقاب کشائی نہیں ہوتی 'اوروہ برزخ کا عالم ہے۔

اس آیت پاک کی اس تغییرے جوا حادیث صحیحہ پر مبنی ہے بیکھی واضح ہوتا ہے کہ آخرت کی وسعت مفہوم میں برزخ کا میدان بھی داخل ہے۔

حقیقت میں اس عالم برزخ کا سوال وجواب کوئی نیا واقعہ نہ ہوگا' بلکہ ہرروح کی پہلی زندگی کی ایمانی کیفیت اقرار وا نکار کی مثال ہوگی' یا یوں کہو کہ آج کے آئینہ میں کل کاعکس نمایاں ہوگا' یعنی اقرار وا نکار کی جس کیفیت پرزندگی کا خاتمہ ہوا ہوگا' وہی بعد کوسوال وجواب میں نمایاں ہوگی۔

## برزخ مين ارواح كامكن:

آخری سوال بیہ ہے کہ موت اور قیامت کی اس بچ کی منزل (برزخ) میں ارواح انسانی کامکن کہاں ہوگا؟ قرآن پاک میں اس کا جواب متعدد آبیوں میں ملتا ہے سب سے پہلی آبت تو ان مذکورہ بالا آبیات کے بعد ہے جس میں ذکر ہے کہ فرشتے جب منکرین سے سوال و جواب کر چکیں گے تو خدا ان کی روحوں کو حکم دے گا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عذاب کی آگ میں واغل ہوجا کیں اس کے بعد ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالِيَّنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنُهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمُ آبُوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدُخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخَيَاطِ ﴾ (افراف ٥)

ہے۔ میں جنہوں نے ہماری آنیوں کو جھٹا یا اور ان کے ماننے سے غرور کیا ان کے لئے آسان کے دروازے نہ کھولے جنہوں نے ہماری آنیوں کو جھٹا یا اور ان کے ماننے سے غرور کیا ان کے لئے آسان کے دروازے نہ کھولے جائیں گئا ور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گئا آئکہ اونٹ سوئی کے تلے میں تھس جائے (یعنی بھی نہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ آبیات الہی کے منکروں اور جھٹلانے والوں کی روحیں مرنے کے بعد آسانی بادشاہی کے عدود میں قدم نہ رکھ سکیں گی اور وہ فضائے زمین میں آوارہ پھریں گی یا اپنے جسم خاکی کے لگاؤ سے جہاں وہ سپر دخاک ہوئے ہوں منڈ لاتی رہیں گی اور وہ بیں سے دوزخ کا منظر دیکھیں گی اور تکلیف اٹھائیں گی۔

اس کے برخلاف ہمیتن پا کبازمومن روح کا بیرحال ہوتا ہے کہ موت ہی کے وقت رحمت اللی کا فرشتہ بلکہ خود زبان رحمت اس کے کا نوں میں صدادیتی ہے۔

﴿ يَاكَيْتُهَا النَّفُسُ المُطُمَئِنَةُ ٥ ارْجِعِي اللي رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةُ ٥ فَادْخُلِي فِي عِبْدِي وَادْخُلِي جَنَّتِيُ﴾ (نجر)

اے مطمئن روٹ ! اپنے پروردگار کے پاس واپس چلی جاؤ' تیرا پروردگارتچھ سے خوش اور تواپنے پروردگار سے خوش ' تو میرے بندوں میں شامل اور میری بہشت میں داخل ہوجا۔

ان سے بڑھ کروہ پا کباز روحیں ہیں جنہوں نے اپنے خاکی جسموں فانی زند گیوں مادی خوشیوں اورزوال پذیر عشرتوں کو خدا کی راہ میں قربان کیا تو ان کو خدا کی طرف سے ایک تمثالی جسم غیر فانی زندگی اور روحانی عیش ومسرت کی لاز وال دولت ای وقت عمنایت کردی جاتی ہے فرمایا

﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَنُ يُقُتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ آمُوَاتُ مَ بَلُ آخِيَاءٌ وَلَكِنُ لَا تَشَعُرُونَ ﴾ (بقره-١٩) جوخدا كى راه مِن مارے جائيں ان كومرده نه كہووه زنده بين ليكن تم شعور نبين كر سكتے۔ يه پرمسرت زندگى كيسى ہوگى اس كى تفصيل دوسرى سوره ميں ہے

﴿ وَلَا تَحْسَبُنَ الَّذِيْنَ قَتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ آمُواتًا مَا بَلُ آخَيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرُزَقُونَ ، فَرِحِينَ بِمَا اللهِ مَنْ اللهُ مِنْ خَلَفِهِمُ اللهُ عَوْفَ عَلَيْهِمُ وَلَا هُمُ اللهُ مِنْ خَلَفِهِمُ اللهُ عَوْفَ عَلَيْهِمُ وَلَا هُمْ يَحُزَنُونَ ، يَسُتَبُشِرُونَ بِنِعُمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَآنَ اللهَ لَا يُضِيعُ آجُرَ المُؤْمِئِينَ ﴾ وَلَا هُمْ يَحُزَنُونَ ، يَسُتَبُشِرُونَ بِنِعُمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَآنَ اللهَ لَا يُضِيعُ آجُرَ المُؤْمِئِينَ ﴾ وآل مران اعلما ١٩٩٠)

اورتوان کو جوخدا کی راہ میں مارے گئے مردہ نہ گمان کر بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ان کوروزی وی جاتی ہے خدانے اپنی مہر بانی سے ان کو جو دیا ہے اس پرخوش ہیں اور جوابھی ان کے پیچھے سے ان تک نہیں پہنچے ہیں ان کی طرف سے بھی خوش ہیں کہ ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ ممکین ہوں گے وہ اللہ کے مہر وکرم سے مسرور ہیں اور اللہ ایمان والوں کی مزدوری ضائع نہیں کرتا۔

یہ پرمسرت زندگی شہداء کو ملے گی اس زندگی کا مقام'' خدا کے پاس' بتایا گیا ہے'احادیث صحیحہ بیس ہے کہ ان زندہ شہیدوں کی روعیں تفسی عضری ہے پرواز کر کے جب اڑتی ہیں تو وہ سبز پرندوں کی صورت میں جنت کی سیر کرتی ہیں اورعرش اللہی کی قند بلیس ان کانشیمن بنتی ہیں اس کے بعد عالبًا اتنا ہر ذی عقل تسلیم کرے گا کہ انبیاء بلیم السلام کے روحانی مدارج و مراتب شہداء سے بہرحال اعلی اور برتر ہیں اس لئے ان کا مقام بھی ای احاطہ قدس کے اندر ہوگا' ای لئے آن کا مقام بھی ای احاطہ قدس کے اندر ہوگا' ای لئے آن کا مقام بھی ای احاطہ قدس کے اندر ہوگا' ای لئے آن کا مقام بھی ای احاطہ قدس کے مختلف مدارج میں کہ کہ اے معادت میں بعض چغیروں کو آسان اور بہشت کے مختلف مدارج میں مکھا۔

بعض وہ سعیدروحیں ہو تھی جو یہاں سے نکل کرفرشتوں کی صف میں داخل ہوجا کیں گی جیسا کہ حضرت جعفر طیار ؑ کے متعلق احادیث سعجد میں آیا ہے کہ وہ شہادت کے بعدا ہے دونوں بازوؤں سے فرشتوں کے ساتھ عالم ملکوت میں اڑ رہے تھے عالم برزخ کے بیددواڑنے والے بازودر حقیقت ان کے دونوں جسمانی بازوؤں کی مثال ہیں جواس جنگ میں ان کے جسم ہے کٹ کرگر گئے تنے اور وہ اس پر بھی اسلام کے علم کواپنے بقیہ کئے ہوئے باز واور گردن کے سہارے سے پکڑے تنے عجب نہیں کرقر آن یاک کی بیر آیت ایسے ہی لوگوں کی شان میں ہو۔

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ استَفَامُوا تَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلْفِكَةُ الَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابَشِرُوا بِالْحَدَّةِ النِّيْ كُنْتُمُ تُوعَدُونَ اللَّهُ ثُمَّ استَفَامُوا تَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلْفِكَةُ الَّا يَحَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابَشِرُوا بِالْحَدَّةِ النِّيْ كُنْتُم تُوعَدُونَ اللهِ عَنْ الْوَلِيَاوَ كُمُ فِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاَحِرَةِ ﴾ (ثم المجدور) بالمحتقبة النِّيْ كُنْتُمُ تُوعَدُول فِي الْمُحِرَة إِلَيْ اللهُ عَنْ الْمُحَدِّدِةِ اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ اللهُ اللهُ عَنْ اللهُ اللهُول اللهُ اللهُول اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ

میآ واز و بشارت اور فرشتول کی رفاقت ای برزخ کادلکش سال ہوسکتا ہے۔



# ۲\_آ خرت کی دوسری اور حقیقی منزل

### قیامت اور جزائے اعمال

موت تو افراد کا معاملہ ہے ایک مرتا ہے اور دوسرااس کی جگہ پیدا ہوتا ہے قومیں بھی باری باری اس بازی گاہ کے تختہ پرآتی ہیں اوراکی قوم اپنا کھیل ختم کر کے کسی دوسری کے لئے جگہ خالی کرجاتی ہے بیسلسلدازل سے قائم ہے اور اب تک چل رہا ہے کا نئات جس نظام پر ہیدا ہوئی تھی وہ بعینہ قائم ہاوراس محفل کی جورونق اول روزتھی وہ اب تک ای طرح باقی ہے فرض

#### بزارتمع مكشتند والمجمن بإقى است

لیکن کیا کوئی ایسادن بھی آئے گا جب بیساری بساط ہتی الٹ جائے گی کا نتات کی پیجلس درہم برہم ہوجائے گی اور آسان وزمین کے کرے تکرا کر چور چور ہو جا تھیں گی اور پھروہ خلاق عالم اپنی صفت خلق واحسان و جزا کے نئے منظر دکھائے گااورنی زمین اور نیا آ سان پیدا ہوکرا یک اور عالم کی نے نظام پروجود پذیر ہوگا۔

د نیا کے وہ تمام لوگ جوحال کو دیکھ کرمستقبل کا پیتہ لگاتے ہیں کسی نہ کسی طرح اس سوال کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح بدا فراد آتے اور فنا ہوتے ہیں ای طرح ایک دن آئے گا جب اس پوری و نیائے حیات برموت طاری ہوگی سب سے زیادہ اس سوال کے جواب میں کرید بلکہ انکار کاحق فلے اور سائنس سے محققوں (سائنشٹوں) کوہوسکتا ہے مگرامل فلے کا بڑا گروہ بھی اس امکان پریقین رکھتا ہے اوراہل سائنس بھی اس امکان کو بہر حال النبيل بمجهة بلك طبيعيات و بيئت جديد كے مختلف محققوں كے خيالات اس باب ميں امكان سے آ مے برھ كروتوع كى سرحد تک پینچ چکے ہیں اور اس ہولنا ک دن کی آید کے متعلق اپنے علم کے زور سے پیشین کوئیاں کرتے رہے ہیں اور اس عالمکیرموت کے مختلف اسباب ظاہر کرتے ہیں۔کوئی کہتا ہے اس نظام عالم کی پوری گاڑی جس انجن ہے چل رہی ہے وہ بیہ گرم آفتاب ہاوراس کی بیگری روز بروز کم ہوتی جاتی ہے آخرا یک دن آئے گا جب بیا نجن بالکل شنڈا ہوجائے گا اور یساری گاڑی ٹوٹ چھوٹ جائے گی ،ایک سب پیجی بیان کیاجا تا ہے کہ یہ پورانظام کا نتات جذب وکشش کے ستون پر قائم ہاور فضائے ہتی کے بیتمام سیارے روز ہروز تھنچتے چلے آتے ہیں تو ایک دن وہ بھی آئے گا جب بیہ ہاہمی تو از ن باتی نہ رہے گااوراس وقت تمام کرےا یک دوسرے ہے تریب ہوکرنگراجا تیں گےاور بیقصادم ان کو چور چور کردے گا۔ ا یک اور خیال بیہ ہے کہ اس فضامیں کروڑوں ستارے تیرد ہے ہیں ان میں سے بہت کم کاعلم ہم کوہوا ہے بہت ممکن ہے کہ کئی زمانہ میں جاری زمین کئی نے ستارے سے مکرا کر چور چور ہوجائے اور اس کی ساری آبادی صباء منثوراً بوكرره جائے۔

ببرحال اسباب طبعی کچھ ہوں مگراییا ہونا اہل سائنس کے نز دیک بھی امکان بلکہ وقوع کی امیدے خالی نہیں ابل مد ہب میں بیعقیدہ کی نہ کسی نوع سے ہر جگہ موجود ہے اور اس کا مجمل تذکرہ تمام آسانی کتابوں میں ہے تو رات میں اس کے اشارے یائے جاتے میں زبور میں اس کی تصریحات موجود میں اور اس میں اس کو' عدالت کا وان' کہا گیا ہے۔ کے حضرت سے کے زمانہ میں یہود کے دوفر قے تھے ایک صدوقی جو یونانیوں کے اثرے آزاد خیال ہو گیا تھا اور قیامت کامنکرتھا مگرد وسرافرقہ جوفر کی کہلاتا تھا بدستورا پے پرانے عقیدہ پر قائم تھا کے آنخضرت عظا کے زمانہ میں بھی جو یہود تھےوہ قیامت اورحشر ونشر اور بہشت ودوزخ کے قائل تھے اور ان کاعقیدہ تھا کہ جب قیامت آئے گی تواللہ تعالیٰ ایک انگلی پرآ سانوں کؤ دوسری پرزمینوں کواور تیسری پر درختوں کؤچوتھی پریانی کواورا ندر کی نرم مٹی کؤاوریا نچویں پرتمام محلوقات کور کھے گااور ندادے گا کہ 'میں ہول بادشاہ' کے انجیل میں بیعقیدہ پوری تصریح کے ساتھ مذکور ہے اور حضرت عینی" نے صدوقیوں کے مقابلہ میں تورات کی ایک آیت ہے حیات اخروی کا ثبوت پیش کیا ہے جے اور مکا شفات یوحنا میں قیامت کے احوال واہوال کی پوری تفصیل وتشریج مذکور ہے۔ ہندو پر لے کے نام سے اس عقیدہ (فتائے عالم) پریقین ر کھتے لیکن اس حقیقت کی کامل تشریح خاتم الا نبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے انجام کو پینچی ہے۔

### قیامت کے نام:

سيرت النبي

سنکسی شے کی حقیقت کی اولین گرہ کشائی اس کے ناموں کی تشریح سے ہوتی ہے قران پاک میں قیامت کو بیمیوں ناموں سے یاد کیا گیا ہے اوران میں سے ہرایک نام اس کے ایک خاص پہلوکونمایاں اور ظاہر کرتا ہے قرآن میں اس کا سب سے پہلانام جوقر آن کی سب ہے پہلی سورہ میں ہےوہ یوم الدین ہے بیعنی جزا کا دن جس سے بیمعلوم ہوا کہ یے مومی جز ااور زبانی عدالت کا دن ہوگا اس کے علاوہ اس کے اور بھی بہت سے نام قر آن میں جا بھا آ ہے ہیں

ما بر ااورر بای عدالت و دن جوه ا	0 - allegio - co -
اَلسًا عَهُ:	وه کھڑی (وہ مقررہ وقت)۔
يَوْمُ الْقِيَامَةِ	کھڑے ہونے کاون (مردول کے کھڑے ہونے کاون)۔
ٱلْيَوْمُ الْحَقُّ	سچاون (جس کے آنے میں نہ کوئی شک ہاور نہ جس کے فیصلہ میں کوئی غلطی ہوگی)۔
يَوْ مُ مُعَلُومٌ	جانا ہوا دن یا مقررہ دن ۔ جانا ہوا دن یا مقررہ دن ۔
ٱلْوَقَتُ الْمَعْلُومُ	جانا مواوقت يامقرره وقت _
ٱلْيَوْمُ الْمَوْعُودُ	موغوده دان _
ٱلْيُومُ ٱلأَخِرُ	پچيلا دن ـ
يَوْمُ ٱلأَزْفَةُ	قریب آئے والی مصیبت کا دن۔
تَهُ مُّ عُسِنًا	ا مک بخت دن به

زيوره ١٢ عا و٢٢ اعلاوياب ٢٩ وه ٥\_

انجیل مرقس ۱۲ ۴۳۰ واعمال ۲۳\_

مستح بخاري تفيير سوره زمرr

متى ٢٠ ا٢٠ اوقا ٢٠ يام قرق ١١ ـ ١٨ ـ 2 حصہ جہارم

(r.r)

سيرت النبي

يوم عظيم ایک بردادان۔ يَوْمَ عَصِيْتِ سخت دن-جي المُضحُ كا دن ۔ يَوْمُ الْبَعْثِ باہم طنے کاون۔ يَوْمُ التَّلَاق يَوْمُ التّنادِ يكاركاون\_ ا کٹھے ہونے کا دن۔ يَوْمُ الْجَمْع يَوْمُ الْحِسَاب حاب كادن-حرت كادن-يَوْمُ الْحَسْرَةِ قبرول سے نگلنے کاون۔ يَوْمُ الْخُرُوْج يَوُمُ الْفَصْل فصله كادن-كھڑ كھڑائے والی۔ القارعة چھاجائے والی۔ الغاشية الطَّامُّةُ الْكُبُراي بری مصیبت \_ النبأ العظيم يوي خبر-ضروراً نے والی گھڑی۔ الحاقة ألوغذ وقوع يذير-الواقعة أمرُ الله خدا کی بات۔ ببراكرنے والى كھڑى۔ اَلصًّاخَّةُ

### قیامت کے اوصاف:

یہ تو وہ نام ہیں جواسم مفرد یا اضافت یا صفت کی صورت میں ہیں ان کے علاوہ فقروں اور جملوں کی ترکیبوں

کے ساتھ اس کے اور بھی بکٹر ت تام قرآن میں آئے ہیں مثلاً

﴿ يَوُمَ يُسُفَحُ فِي الصَّوْرِ ﴾ (انعام وُل وط)

جس دن نرعظما پھونکا جائے۔
﴿ يَوُمَ يَسُفَعُ الصَّادِ قِيْنَ صِدُقُهُمْ ﴾ (انعام و ۱۲۰)

جس دن چوں کو ان کی کوان کی کوائی کام دے گی۔
﴿ يَوُمْ لَا يَسُفَعُ مَالٌ وَ لَا يَسُونَ ﴾ (شعراء۔ ۵)

جس دن ترمال کام آئے گانداولا د۔

جس دن نرمال کام آئے گانداولا د۔

﴿ وَيَوْمُ يَعَضُّ الطَّالِمُ عَلَى يَدَيِّهِ ﴾ (قرقان ٢٠) جس دن گنهگارائے دونوں ہاتھ چیائے گا۔ ﴿ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَّآءُ ﴾ (فرقان-١) جس دن آسان محضاً ﴿ يُومَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴾ (مورن-١) اورجس دن گواہ کھڑ ہے ہو تگے۔ ﴿ لِيَوْم لَا رَيْبَ فِيْهِ ﴾ (آل عران ١٦٠) جس دن میں کوئی شک نہیں۔ ﴿ وَيَوْمَ نَحُشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا ﴾ (أس ـ 4) جس دن برقوم سے ایک گردہ کو اکٹھا کریں گے۔ ﴿ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَلَّمِينَ ﴾ (مطفقين ١٠) جس دن لوگ جہال کے پروردگار کے لئے کھڑے ہو تھے۔ ﴿ يَخُرُجُونَ مِنَ الْآجَدَاثِ ﴾ (ترر) جس دن لوگ قبروں سے لکیس کے۔ ﴿ يَوْمَ يَفِرُ الْمَرُءُ مِنْ آخِيُهِ ٥ وَأُمِّهِ وَآبِيهِ ٥ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴾ (عس-١) جس دن آ دمی این بھائی اور ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹوں سے بھا سے گا۔ ﴿ يَوُمَّا لَّا تَجْزِي نَفُسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْمًا ﴾ (﴿ وَهِ وَا جس دن کوئی مخص کی کے کھی کام شائے گا۔ ﴿ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمُ ٱلْسِنَتُهُمُ ﴾ (أور ٢) جس دن ان کی زبا نیں ان کےخلاف گواہی دیں گی۔ ﴿ يَوْمَ لَا تَمُلِكُ نَفُسٌ لِّنَفُسِ شَيْعًا ﴾ (انقطار ١٠) جس دن کوئی کسی دوسرے کے لئے بچھ بھلانہ کر سکے گا۔ ﴿ يَوُمَ لَا يُغُنِيُ مَوُلِّي عَنْ مَّوْلِّي مَنْ مَّوْلِّي شَيْمًا ﴾ (وغان-١) جس دن کوئی دوست کسی دوسرے دوست کوفا کدہ نہ پہنچا سکے گا۔

الغرض بیادرای متم کے اور دوسرے اوصاف اس ہولناک دن کے بیان کئے گئے ہیں جن ہے اس عظیم الثان دن میں انسان کی ہے کئی عاجزی اور اپنے اعمال کے سواکسی دوسری چیز کے کام آنے سے قطعی مایوی ظاہر کی گئی ہے۔

قيامت مين فساد نظام موكا:

قیامت کے متعلق بعض متکلمین کو بیرشبہ ہوا ہے کہ وہ مادہ کے فنائے محض یا عدم محض کا نام ہے حالانکہ یہ بات

قرآنی تصریحات کے خلاف ہے قرآن پاک کی بیمیوں آیوں میں قیامت کی جوتصور کھینچی گئی ہے وہ تمام ترفنائے حیات ورآسان وزمین کے نظام کی برہمی اوران کی تباہی کے خاکہ کے سوا کچھاور نہیں ہے جنانچے حسب ذیل آیات پرغور کرنے سے رینتیجہ خود بخو دسامنے آجائے گا۔

﴿ الْقَارِعَةُ ، مَاالْقَارِعَةُ ، وَمَا آدُرْكَ مَا الْقَارِعَةُ ، يَـوُمَ يَـكُوْدُ النَّاسُ كَالْفِرَاشِ الْمَبْثُوثِ ، وَمَا أَوْرَكَ مَا الْقَارِعَةُ ، يَـوُمَ يَـكُوْدُ النَّاسُ كَالْفِرَاشِ الْمَبْثُوثِ ، وَارْمَا)

متنبکرنے والی اور کیا چیز ہے متنبہ کرنے والی ٔ اور تم کوکس نے بتایا کہ کیا چیز ہے متنبہ کرنے والی میہ وہ دن ہے جب لوگ پریٹان پر وانوں کی طرح اور پہاڑروئی کے گالوں کی طرح ہو نگے۔

﴿ إِذَا زُلُزِلَتِ الْاَرْضُ زِلُزَالَهَا ۞ وَٱنحُرَجَتِ الْالرُضُ ٱلْقَالَهَا۞ وَقَالَ الْإِنْسَالُ مَالَهَا ۞ يَوُمَئِذِ تُحَدِّثُ ٱخْبَارَهَا﴾ (زازال ١٠)

جب زمین خوب ہلائی جائے گی'اوروہ اپنابو جھ نکالے گی اورانسان کہے گا' زمین کو کیا ہوا' اس دن ووا پی حالت بیان کرے گی۔

﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقِّتُ » وَآذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتُ، وَإِذَا الْاَرْضُ مُدَّتُ » وَٱلْـقَتْ مَا فِيْهَا وَتَحَلَّتُ﴾ (اثقاق-١)

جب آسان مچٹ جائیں گے اور وہ اپنے مالک کی فرما نبر داری کریں گے اور وہ فرما نبر داری کے لائق ہیں جب زمین پھیلائی جائے گی اور جو پچھاس میں ہے اس کو ڈال دے گی اور دہ خالی ہوجائے گی۔

﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتُ ٥ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْشَرَتُ٥ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتُ٥ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتُ٥ عَلِمَتُ نَفُسٌ مَّا قَدَّمَتُ وَاحَرَتُ ﴾ (انقطار ١١)

جب آسان بہت جائیں گے اور جب ستارے بھمر جائیں گے اور جب دریا چلائے جائیں گے اور جب قبر کے لوگ زندہ کئے جائیں گئے روحوں نے جو پہلے اور چیچے بھیجا ہے اس وقت جان لیس گی۔

﴿ إِذَا الشَّمُسُ كُوِّرَتُ وَإِذَا النُّحُومُ انْكَدَرَتُ وَإِذَا الْحِبَالُ سُيِرَتُ ﴾ (عمور ١٠) جب آفا الشَّمُسُ كُورِ مَا كَاجِب تاريك موجا مَن ك جب بها وجلات جاكن محد

﴿ إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَوَ اقِعُهِ فَإِذَا النُّحُومُ طُعِسَتُهِ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِحَتُهِ وَإِذَا الْحِبَالُ تُسِفَتُ ﴾ (مرالات-١)

جس کاتم کے دعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً ہونے والا ہے جب ستارے ماند کردیئے جا کیں سے جب آسان کھول دیا جائے گاجب پہاڑر یزہ ریزہ کردیئے جا کیں گے۔

 ﴿ فَإِذَا نُمْفِخَ فِي الصُّورِ نَفُخَةً وَاحِدَةٌ ، وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْحِبَالُ فَدُكُّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ، فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ » وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴾ (الاقدا) جب صور میں ایک پھونک بھونگی جائے گئ جب زمین اور پہاڑ اٹھائے جا 'میں گے اور دونو ل مکڑے ہوجا 'میں گئے اس دن ہوئے والی بات ہوجائے گی اور آسان میٹ جائے گا اور اس دن کمزور ہوجائے گا۔ ﴿ يَـوُمَ تَرُجُفُ الْارُضُ وَالْحِبَالُ وَكَانَتِ الْحِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ....... فَكُيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الُولُدَانَ شِيْبَادِ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ : به - كَانَ وَعُدُهُ مَفْعُولًا ﴾ (مزل ـ ١) جب زمين اور پهاڙون مي لرزه ورياز پهاڙ پيملا موا تا نبا موجائے گا..... يونكر متى موسكتے ميں جب اس دن کاا نکارکرتے ہوجو بچوں کو بوڑ ھابنادے گا آ سان اس دن مجت جائے گااور خدا کا وعدہ پورا ہوجائے گا۔ ﴿ يَوْمَ تُبُدُّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ ﴾ (ابراتيم ـــ) جب بیز مین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔ ﴿ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتُ وَرُدَةً كَالدِّهَانَ ﴾ (المن ١٠) جب آسان بھٹ جائیں گے اورسرخ تلجعث کی طرح ہوجا کی گے۔ ﴿ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ٥ لَيُسَ لِوَقُعَتِهَا كَاذِبَةٌ ٥ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ٥ إِذَا رُجَّتِ الْارُضُ رَجَّاه وُّ يُسَّتِ الْحِبَالُ يَسَّاهِ فَكَانَتُ هَبَآءً مُنْبَثًّا ﴾ (واقد ١٠) جب ہونے والی بات ہوجائے گی جس کے ہونے میں جھوٹ نہیں ہے زیروز برکردیے والی جب زمین خوب ملائی جائے گی ،اور پہاڑ پراگندہ کئے جا تھیں تے ،اس وقت وہ پر بیٹان ذرات کی طرح ہوجا تھیں تے۔ ﴿ وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتُ آبُوَابًاهِ وُسُيِّرَتِ الْحَبَالُ فَكَانَتُ سَرَابًا ﴾ (نادا) اورآ سان کھول دیئے جائیں گے،اور دہ دروازے دروازے ہوجائیں گےاور پہاڑ چلائے جائیں گے'تو وہ سراب موجائیں گے۔

۔ غرض اس متم کی اور بہت کی آپتیں ہیں جن سے بیمعلوم ہوتا ہے کہ قیامت صرف نظام عالم کی درہمی اور دنیا کی حیات موجودہ کی تباہی کا نام ہے جس کے بعدا کیے نئی زمین اورا کی نیا آسان بنے گا اور پچپلی دنیا کے اعمال کے نتائج پر اس دنیا کی حکومت کا قانون جاری ہوگا۔

﴿ يَوُمَ تُبَدَّلُ الْاَرُضُ غَيْرَ الْاَرُضِ وَالسَّمْواتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْفَهَّارِ ﴾ (ابرائيم-) جس دن بيز مِن دومري زمن سے بدل دي جائے گئ اور آسان بھي بدل ديءَ جائي گاورسب لوگ اس ايك سب پرقابور كف والے خدا كے سامن كل كرآئيں كے۔

## قیامت کی حقیقت:

اگرچ قرآن پاک میں متفرق طور پراس ہولناک دن کے احوال و کیفیات کا ذکر گونا گوں طریقوں سے کیا گیا ہے تاہم ایک خاص سورہ بھی اس نام سے اس میں موجود ہے جس میں نہایت اختصار وا بچاز کے باوجود انتہائی بلیغانہ وسعت ہے چھوٹے چھوٹے نقروں میں بڑے ہے بڑے اور اہم سے اہم مطالب کواس طرح بیان کیا ہے کے عقل ساکت اور قلب مطمئن ہوجا تا ہے اس سورہ کا آغازان آئیوں ہے ہوتا ہے۔

﴿ لَا أَفْسِمُ بِيَوْمِ الْقِينَمَةِ ، وَلَا أَفْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَةِ ، أَيَحْسَبُ الْإِنْسَالُ آلُ أَن تُحْمَعَ عَظَامَهُ ، بلى قَادِرِيْنَ عَلَى آنُ نُسَوِى بَنَانَهُ ، بل يُرِيْدُ الْإِنْسَالُ لِيَفْحُرَ آمَامَهُ ، يَسْفَلُ آيَّانَ يَوْمُ وَخُمِعَ الْفَيْمَةِ ، فَاذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ، وَخَسَفَ الْقَمَرُ ، وَخُمِعَ الشَّمُسُ وَالْقَمَرُ ، يَقُولُ الْإِنْسَالُ يَوْمَئِذِ وَالْقَمَرُ ، يَقُولُ الْإِنْسَالُ يَوْمَئِذِ وَالْمَسْتَقَرُ ، يُنَبِّوا الْإِنْسَالُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاخْرَ ، يَلْ الْإِنْسَالُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاخْرَ ، يَلْ الْإِنْسَالُ يَوْمَئِذٍ \* بِمَا قَدَّمَ وَاخْرَ ، كَاللهُ اللهُ مَن اللهُ مَن اللهُ مَا الْقَمْرُ ، وَعَلَى الْمُسْتَقَرَّ ، يُنْبُوا الْإِنْسَالُ يَوْمَئِذٍ \* بِمَا قَدَّمَ وَاخْرَ ، يَلْ الْإِنْسَالُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةً ، وَلَوْ الْقَى مَعَاذِيْرَهُ ﴾ (قيامه ال

میں قیامت کے دن کی اور ملامت کرنے والے نفس کی متم کھا تا ہوں' کیاوہ (انسان) سمجھتا ہے کہ ہم اس کے مرنے کے بعداس کی ہڈیوں کو اکتھائیں کر علتے ' کیوں نہیں ہم تو اس کے پوروں کو درست کر علتے ہیں' پہیں بلکہ اصلی بات ہے ہے کہ انسان چاہتا ہے ہے کہ خدا کے سامنے وُ حنائی کر نے پو چھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ تو جب نگاہ پو ندھانے گے اور چو جا تھا ور چا ندایک جگہ کرویئے جا کیں انسان اس دن کیے گا' اب کہاں ہے بھاگئے کی جگہ ہم گرنہیں' کہیں بچاؤ نہیں'اس دن تیرے دب کے پاس ہے جاتھ ہم نا'اس دن انسان کو جو آ کے بھیجا ہے بھاگئے کی جگہ ہم گرنہیں' کہیں بچاؤ نہیں'اس دن تیرے دب کے پاس ہے جاتھ ہم نا'اس دن انسان کو جو آ کے بھیجا (عمل) اور جو بیچھے چھوڑ (امال و دولت) وہ بتایا جائے گا بلکہ انسان اپنے حال کو آ ب دیکھتا ہے اگر چہووہ زبان ہے بہانے تر اشاکرے۔

ان میں سے پہلی ہی آیت اللہ تعالی نے روز قیامت اورنفس لوامد کی کیے بعد دیگر ہے تہم کھائی ہے نفس لوامہ یعنی ملامت کرنے والے نفس سے مقصود انسان کے اندر کا ضمیر ہے جوانسان کے ہر برے کام کے وقت اندر سے مملین و تادم ہوتا ہے اوراس کواس کے اس کام پر ملامت کرتا ہے آخری آیت میں ای کیفیت ضمیر کوان لفظوں میں ادافر مایا ہے کہ انہ انسان اپنے حال کو آپ ہی خوب جانتا ہے آگر چہ دو زبان سے اپنی برائیوں اور کوتا ہیوں کے لئے سینکڑوں بہائے تراثے 'انسان کی ای قبلی کیفیت کا نام نفس لوامہ ہے۔

(۱) اجتماعیات کے عالم اچھی طرح جانتے ہے کہ فرداور جماعت کے احوال میں ایک خاص قتم کی مناسبت ہے جس طرح آ دمی پیدا ہوتا ہے، بردھتا ہے، بیار ہوتا ہے، تندرست ہوتا ہے، گنبگار ہوتا ہے، نیکو کار ہوتا ہے 'اوران کی ہے مخت کرتا ہے، نیکو نام ہوتا ہے، بدنام ہوتا ہے، خاص طبعی قوا نین کی مطابقت سے وہ قوت حاصل کرتا ہے، اوران کی مخالفت سے وہ بیمار اور کمزور ہوتا ہے، اور پیرا یک خاص عمر کو پینچ کر رفتہ رفتہ اس کے قوائے عمل سرد پڑ جاتے ہیں اور وہ مرجاتا ہے، بدید یہی تمام احوال جماعتوں اور قوموں کو بھی چیش آتے ہیں وہ بھی پیدا ہوتی ہیں، بردھتی ہیں، تندرست ہوتی ہیں، کمزور ہوجاتی ہیں، گئر گر ہوتی ہیں، نیکو کار بنتی ہیں، اور ایک خاص وقت اور عمر کو پینچ کر ان کے عملی قو کی کمزور و مضحل ہوجاتے ہیں اور وہ فتا ہوجاتی ہیں۔

دنیا میں ای اصول پر ہزاروں قومیں پیدا ہو کرفنا ہو چکی ہیں جن کے نام بھی تاریخ کے صفحوں پراب موجوز نہیں ہیں تو جس اصول پراشخاص اور اشخاص کا مجموعہ جماعتیں اور جماعتوں کا مجموعہ اقوام پیدا ہوتی اور فنا ہوتی ہیں کیاای (r.L)

اصول پرتمام اقوام عالم کا مجموعہ جو پیدا ہوتا' بڑھتا اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے وہ ایک دن فنائے محض کے آغوش میں جا کرسو نہ جائے گا؟ بھی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے قیامت کے ثبوت میں اکثر عاد وثمود وآل فرعون وغیرہ کی تباہی ہے قیامت کی عمومی تباہی پرانتد لال کیا ہے اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

بہر حال اب جس طرح محض کے اندرا یک نفس او امدیا ضمیریا احساس ہے جواس کے ہر بر نفل کے وقت اس کو طلامت کرتا ہے اور اس کو گئی کارخم رتا ہے اور جب بھی وہ اپنے تمام مجموع کارناموں پرنگاہ ڈالٹا ہے تواپنے کو قصور وار جانتا ہے اور گئیگار تھہراتا ہے ای طرح قوموں کا ضمیر بھی اپنے گناہوں پر پچھتاتا اور اپنی تقصیروں پر نادم اور اپنی کو تاہوں سے اور گئیگار تھہراتا ہے اور تھیک ای طرح یہ پوری انسانیت بھی ایک دن اپنے افراد کے مجموع کارناموں پر نادم و کتا ہوں ہوگا اور اس کا ضمیر وقفس اوامداس کو طلامت کرے گا کا مُنات انسانی ہے بڑھ کرخود کا مُنات ہستی بھی اس پر جواس کے اندر کیا گیا ہے خالق کے سامنے اپنی پشیمانی و ندامت کا اظہار کرے گی ای عمومی اعتر اف قصور اور کلی ندامت و پشیمانی کا نام قیامت ہو باہم ایک تم میں یعنی شہادت میں یکجا کیا گیا ہے اب اس تفصیل کی روشتی میں سورہ ندکور کی آنچوں کو دوبارہ پڑھئے ۔ ا

(۲) اس عالم کی ہر چیز پراگر خورے نگاہ ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ وہ متضادعنا صروقو کی کا مجموعہ ہاس میں سردی وگری بیماری و تندرتی ، بقاوفنا اور دیگر ہر تہم کی متضاد تو تیں وہ ایعت کی تی ہیں ان متضاد تو توں میں جب تک اعتدال قائم رہتا ہو وہ زندہ رہتی ہیں اور جس وقت بیا عتدال جاتار ہتا ہے ای لیحدوہ فنا ہوجاتی ہیں ایک درخت میں ایک بھول کھلا مردی و گری اور موسم کی تا ثیر نے اس بڑمل کیا جب تک ان متضاد تا ثیرات واستعدادات میں اعتدال کی کیفیت رہی وہ پھول گئفتہ رہا جس آئ ہی حال و نیا کی ہر چیز کا ہے اور اس السول پر افراد خاندان جماعتیں تو میں بلکہ جیوانات ، شجر حجر غرض و نیا کی ہر چیز کا ہے اور اس السول پر افراد خاندان جماعتیں تو میں بلکہ جیوانات ، شجر حجر غرض د نیا کی ہر چیز چل رہی ہے۔

پوری کا نئات ہستی کو لیجئے اس کوخلاق عالم نے انہیں متضادعناصر واخلاط کے اصول پر قائم فر مایا ہے دن رات روشنی تاریکی ،سردی اور گرمی ، پانی اور آگ، بہار وخز ال نئدر تی اور بیاری ، دولت اور افلاس حیات اور موت آسان و زمین نیکی و بدی خیر وشر غرض جدهر بھی دیکھو بہی معلوم ہوگا کہ بیار کع عناصر کی چہار دیواری انہیں متضادقوی اور حالات کی بنیادوں پر قائم ہان میں جب تک اعتدال قائم ہے بید نیا کی ہستی چل رہی ہے جس دن ان کے اعتدال میں فرق آئے گاوئی دن اس کی فنا کا ہوگا۔

کین جس طرح افراد واشخاص میں جہاں بیاری کے بعد تندری اور تندری کے بعد بیاری کی صلاحیت موجود ہے۔ اس نظام کا نئات میں بھی تندری کے بعد بیاری اور بیاری کے بعد تندری کی صلاحیتیں موجود ہیں 'گنئی دفعہ بیہ واقعہ پیش آیا کہ دنیاظلم وجود سے لبریز ہوگئی اور کشت دخون کے سیلاب نے اس کے امن وامان کوغرق کردیا کہ دفعتا وہ پھر انجری اور اس کا غرق شدہ امن وامان کشتی نوح بن کرکرہ ارضی کو بچالے گیا، بار ہااس باغ ہستی میں خزاں آئی اور پھر بہار کا موسم اس پر چھا گیا اجرام ساوی کی با جمی مسابقت میں جاری زمین کی دفعہ کرانے کے قریب پینجی اور پھر بال بال بنے گئی

یہ کرے اپنی رفتار میں بسااوقات گرنے کے قریب پہنچ کہ پھر سنجل گئے گرفساد وصلاح کا بیاصول ای وقت تک چل رہا ہے جب تک ان متضادقو کی اور کا کنات کے استعدادات میں بیاعتدال قائم ہے جس دن بیاعتدال فنا ہوگا نظام ارضی کا بیہ پورا کارخانہ درہم برہم ہوجائے گا اوراس وقت زمین اپنی عمر کی پوری تاریخ اور کارناموں کے ساتھ اپنے خالق کے سامنے کھڑی ہوگی اورا بے او پر کی ہرکوتا ہی وقصور کی شہادت اپنی زبان سے سنائے گی۔

و اِذَا زُلْوِلَتِ الْاَرْضُ وِلْوَالَهَاهِ وَآخُورَ جَبِ الْاَرْضُ اَلْقَالَهَاهِ وَقَالَ الْإِنْسَالُ مَالَهَاهِ يَوْمَئِذِ تُحَدِّثُ آخُولَا أَكُورَ الْكَاسُ اَشْتَاتًا لِيُرَوُا أَعُمَالَهُمْ هِ فَمَنُ تُحَدِّثُ آخُولَا أَخْبَارَهَا هِ بِأَنَّ رَبِّكَ آوُ خَي لَهَا هِ يَوْمَئِذِ يَصُدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِيُرَوُا أَعُمَالَهُمْ هِ فَمَنُ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرَّايَرَهُ ﴾ (الرال ١٠)

يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرايَرَهُ وَمَن يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرَّايَرَهُ ﴾ (الرال ١٠)

جم وقت بورى دُمِن بلائى جائ كَى اور جب زمن الإلى الله على الله كالمال كها كال الله كالموال الله كالله كالموال الله كالموال الموال الموال الله كالموال الله كالموال الموال الله كالموال الموال الموال الله كالموال الله كالموال الموال الموال

#### صور قيامت:

قرآن میں قیامت کے ذکر میں صور بھو نکنے کا بار بار ذکرآیا ہے اولو فیا ذا نُفِحَ فی الصَّوٰدِ کھ '' پھر جب صور پھو نکا جائے گا' صور کے فقطی معنی نرستگھا کے ہیں۔اصل ہیہ ہے کہ قدیم الایام میں بابلیوں کتھا نیوں آرامیوں اور عبرانیوں وغیرہ تمام پرانی قو موں میں بادشاہی جلال وجلوں اور اعلان جنگ کے موقعوں پرنرستگھا پھو نکا جاتا تھا اس لئے نرستگھا پھو تکنے کے معنی شاہی جلال کے اظہار اور غیر معمولی خطرہ کا اعلان ہے چنا نچے توراۃ میں بیر کاورہ بکثر ت استعمال کیا گیا ہے قرآن میں ہے کہ اس دن نداہوگی چوائے نے المملک الیون کی ''آئ کسکی باوشاہی ہے'' پھراللہ تعالی خود ہی جواب دےگا ہوائے اللہ اجہار جلال اور شدید خطرہ جنگ کے اعلان کا ہوگا اس کے لئے لئے صور اور نرستگھا پھو نکنے کا قدیم محاورہ استعمال کیا گیا گیا ہو ۔ کے اظہار جلال اور شدید خطرہ جنگ کے اعلان کا ہوگا اس کے لئے لئے صور اور نرستگھا پھو نکنے کا قدیم محاورہ استعمال کیا گیا ہو۔ کے اظہار جلال اور شدید خطرہ جنگ کے اعلان کا ہوگا اس کے لئے لئے صور اور نرستگھا پھو نکنے کا قدیم محاورہ استعمال کیا گیا ہو۔ کے لئیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعمل کیا گیا گیا ہوگا ہوگا ہوگا ہوگا ہوگا ہوگا ہوگھا پھو نکنے کا تھم دے اور اس کی تھیل ہو۔ کیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعمل کیا گیا گیا ہوگا ہوگا ہوگی ہوگی کے اس کے لئے گئے صور کین کا تھو کنے کا تھم دے اور اس کی تھی ممکن ہے کہ اللہ تعمل کیا گیا ہوگیا ہوگی کا تکم دے اور اس کی تھیل ہو۔

#### ع يول كانكار:

اس تفصیل معلوم ہوگیا کہ قیامت اپنا اندر کتنی عظیم الثان حقیقت رکھتی ہے لیکن اہل عرب گوتو حید کے بعد جس عقیدہ سے شدت کے ساتھ انکار تھا اور جس کے ماننے پروہ کی طرح آبیں ہوتے ہے اور جوان کی عقل میں کی طرح نہیں ہوتے ہے اور جوان کی عقل میں کی طرح نہیں ہاتا تھا وہ بھی قیامت اور حشر و نشر کا مسئلہ ہے جا بھی عرب حیات بعد الموت اور خدا کے آگا ہے اعمال کے مواخذہ اور پرستش اور جزاوس اسے قطعالا علم تھے اور اس لئے ان میں اعمال کے خیر وشر اور نیکی بدی کی وہ تمیز نہتی جن پر تمام اخلاق ومعاملات کا دارو مدار ہے عرب کا شاعر آنخضرت کی اس تعلیم کوئن کر تعجب سے کہتا ہے۔ وا مو ت نم بعث نمام اخلاق ومعاملات کا دارو مدار ہے عرب کا شاعر آنخضرت کی اس تعلیم کوئن کر تعجب سے کہتا ہے۔ وا مو ت نم بعث نم حصر حدیث حرافہ یا ام عصر کی کیاموت ہے پھر جی اٹھنا ہے پھر اکٹھا ہونا ہے اسام عمر! (شاعر کی بیوی کا نمام کی بیسب خرافات با تمیں ہیں۔ قریش کے ایک دوسرے شاعر لے کہتا ہے چوائے قبال لئیٹی با ک سنگھینی و کیکٹ نمام) یہ سب خرافات با تمیں ہیں۔ قریش کے ایک دوسرے شاعر لے کہتا ہے چوائے قبال لئیٹی باک سنگھینی و کیکٹ

حیاۃ اصداء و ها م که نی ہم ہے کہتا ہے کہ ہم چرز ندہ کے جا کیں گے حالا کہ صدااور ہام ہوکر پھرز ندگی کہیں؟

ان کاعقیدہ تھا کہا نسان مرکر پر ندہ ہوجاتا ہے اور آ واز دیتا پھرتا ہے ای کانام ان کے ہاں صدی اور ہام تھا
قر آن مجید میں بھی ان کے بیاقوال بکٹرت نقل کے گئے ہیں مثلاً

﴿ عَ اَذَا مِتَنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ذَلِكَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ که (ق دی)
کیا جب ہم مرجا کیں گے اور می ہوجا کیں گئے یوٹن بہت دور ہے۔
﴿ عَ اِنَّا لَمَرُدُو دُونَ فِی الْحَافِرَةِ ہَ عَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا نَبِحِرَةً که (النازعات ا)
کیا ہم دوبارہ النے پاؤں لوٹائے جا کی گئے کیا جب ہم مرئی ہوئی بڈیاں ہوجا کیں گے۔
﴿ عَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا عَ اِنَّا لَمَبْعُوثُونُونَ خَلَقًا حَدِیدًا که (امرائی دورا)
کیا جب ہم بڈی اور چورا ہوجا کیں گئے ہتا کہ پھراٹھائے جانے والے ہیں۔
﴿ مَنْ یُنْحُی الْعِظَامَ وَ هِی رَمِیْمٌ که (یئین ۔ ۵)
ان مرئی گئی بڈیوں کوکون جلائے گا۔
ان مرئی گئی بڈیوں کوکون جلائے گا۔

ان میں بعضوں کاعقیدہ وہر یوں کی طرح تھا کہ بید دنیاای طرح قائم رہے گیا موت وحیات کا بھی سلسلہ ای طرح برابر جاری رہے گااوراس دنیاوی زندگی کے علاوہ کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ ﴿ وَقَالُوا مَا هِنَى اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَسُونُ وَ نَحْیَا وَمَا یُھُلِحُنَاۤ اِلَّا الدَّهُرُ ﴾ (جائیہ۔۳)

ہو رسو سے کہا کہ یمی جاری موجودہ زندگی ہے دوسری نہیں مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو مار تا ہے۔

﴿ وَقَالُوا ٓ إِنَّ هِيَ اِلَّاحْيَاتُنَا الدُّنْبَا وَمَا نَحُنُ بِمَبُعُوثِيْنَ ﴾ (انوام-٣)

اورانہوں نے کہا کہ بمی جاری موجودہ زندگی ہے ہم دوبارہ نبیں اٹھائے جا تیں گے۔

انہیں اپنے اعمال کے حساب ومواخذہ کا بھی یقین نہ تھا۔

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرُجُونَ حِسَابًا ﴾ (نا-١)

وه حساب كى اميرنبين ركعة تحد

خباب بن الارت ابتدائی مسلمانوں میں ہیں، یہ وہاری کا پیشہ کرتے تھے، ان کے پجھ دام قریش کے ایک رئیس عاص بن وائل پر واجب الا داتھ وہ جب جا کر تقاضا کرتے تو عاص کہتا'' جب تک تم محمد کا انکار نہ کروگے میں تم کو پچھ نہ دول گا' انہوں نے کہا کہ'' یہاں وقت نہیں ہوسکتا جب تک تم مرکز پھر جیونین' اس نے کہا'' کیام کر جھے پھر جینا ہے' انہوں نے کہا'' بے شک 'اس نے نداق ہے کہا'' اچھاتو پھر وہیں میرا مال ودولت اور سروسامان ہوگا وہیں تم وام بھی لے لینا' کے اس سے انداز ہ ہوگا کہ اس نے نداق ہے کہا'' اس کے خات سے انداز ہ ہوگا کہ اس بارہ میں ان کا کفر کتنا شد ید تھا اس لئے آئے تحضرت وہنگانے ان کے سامنے تو حید کے بعد جس عقیدہ کوسب سے زیادہ اس مضمون کو مختلف کوسب سے زیادہ اس مضمون کو مختلف تو جیر وال اور موثر طریقوں سے روز مرہ کے بینی مشاہدات اور دلائل کے ساتھ بتکر از بیان کیا گیا ہے ان میں ہیبت اللی، تعبیروں اور موثر طریقوں سے روز مرہ کے بینی مشاہدات اور دلائل کے ساتھ بتکر از بیان کیا گیا ہے ان میں ہیبت اللی، بنگامہ قیا مت اور حشر ونشر کے دست خیز کی الی تصویر تھینچی ہے کہ بختے والا سرتا پااثر ہوجائے انسان کے بچر بحقل کے تصور بنگامہ قیا مت اور حشر ونشر کے دست خیز کی الی تصویر تھینچی ہے کہ بنے والا سرتا پااثر ہوجائے انسان کے بچر بحقل کے تصور بنگامہ قیا مت اور حشر ونشر کے دست خیز کی الی تصویر تھینچی ہے کہ بنے والا سرتا پااثر ہوجائے انسان کے بچر بحقل کے تصور بنگامہ قیا مت اور حشر ونشر کے دست خیز کی الی تصویر تھینچی ہے کہ بنے والا سرتا پااثر ہوجائے انسان کے بچر بحقل کے تصور

خدا کی عظمت وقدرت اور کا نئات کی جیرت انگیز خلقت کواس طرح بیان کیا ہے کہ سامع ہرقدم پرلرزہ براندام ہوجا تا ہے نیمرا یک طرف حیات ابدی تعیم جنت اور بہشت کی مسرتوں کا اور دوسری طرف موت کی ہے ہی ، ونیا کی فنا، دوزخ کی دہشت اور عذا ب الٰہی کی تبدید کا ایسا ہولنا ک نقش کھینچا ہے کنفس انسانی اپنے تاثر کو چھیانے پر قاور نہیں رہتا۔

وجی البی نے قیامت اور بہشت ودوز خے کے حالات و مناظر گوسب سے پہلے جن اسباب سے پیش کیا ہان سے اللہ نظر سحابہ اللہ ہوئے جس میں جنت ودوز خ کا بیان ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تب طلال وجرام کے احکام نازل ہوئے اورا گر پہلے ہی بی تھم الرتا کہ شراب نہ پیؤ بدکاری نہ کر وتو لوگ نہ مانتے ہی آیت کہ فو بَلَ السّاعَةُ مَوْعِدُهُمُ وَالسّاعَةُ اَدُهِی وَاَمَرُ ﴾ (بلکہ ان کے وعدہ کا وقت قیامت کی گھڑی ہے اور قیامت کی گھڑی نہایت مصیبت کی اور تلخ ہوگی) مکم معظمہ میں اتری اور میں اس وقت کسن بڑی تھی ، کھڑی ہو اور نساء کی سور تیں جن میں احکام ہیں اس وقت اتریں جب میں آئے ضرت و اللہ کا میا تھور ہے گئی تھی۔ ا

اس تشریح سے بیٹا ہت ہوتا ہے کی تعلیم محمدی نے اس حقیقت کوایمان کے اصول واساس میں کیوں داخل کیا ہے کہ اگر بیتعلیم عقائد میں شامل نہ ہوتی تو دلوں میں اعمال کی جزاء وسزا کی جیبت اور عظمت نہیٹھتی اور نہا دکام الہی کی قبیل میں ولی ربھان اور میلان پیدا ہوتا اور یہودیوں کی طرح جن کے محیفوں میں زیاد ہ تر دنیاوی ہی جزا وسزا کا ذکر ہاتی ہے دوسر سے اہل ایمان کے دل بھی سخت اور تاثر سے خالی ہوجاتے 'چنانچیاس فلسفہ کوخود قرآن نے بیان کیا ہے۔

﴿ فَالَّذِيْنِ لَا يُوْمِنُونَ بِالْاحِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمَ مُسَتَكْبِرُونَ ﴾ (مل ٣٠) وواول آخرت كاليتين نيس كرت ان كول نيس مانة اوروه فرور من جلامين -

اس لئے مسلمانوں کو تھم ہوا کہ نماز کی ہر دکعت میں سورۂ فاتحہ تلاوت کریں جس کا ایک مکڑا ہیہ ہے مالک یوم الدین ''روز جزاء کا مالک''اسلام چاہتا ہے کہ بیرحقیقت اس کے ہیروؤں کے دلوں میں پوری طرح گھر کر لے۔

## قيامت پرقرآني ولائل:

قرآن نے قیامت کی ضرورت پرتمام دوسری دلیلوں سے قطع نظر کر کے عموماً دو ہاتوں سے استدلال کیا ہے اول پیکدانسان ہے کاراور ہے مقصد پیدانہیں کیا گیاا گراس کے اعمال کا مواخذ واور جزاوسزانہ ہوتی تو خیروشراور نیکی و بدی کا فطری امتیاز لغواورانسانی زعدگی تمام تر ہے مقصداوراس کے تمام کام بے نتیجہ ہوجا نمیں۔

﴿ الْمُحْسِبُتُمُ النَّمَا حَلَقُناكُمُ عَبَثًا وَالنَّكُمُ الْيُنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴾ (موخون-١١٥)

(ا \_ اوگو!) كياتم يه يخصته موكه بم نے تم كو بيكار پيدا كيااورتم جارى طرف لونائے نه جاؤ كے۔

﴿ أَيْحَسَبُ الْإِنْسَالُ أَنْ يُتُرْكَ شُدًى ﴾ (قامـ)

کیاانسان سے محقتا ہے کہ وہ بریار چھوڑ دیا جائے گا۔

دوسری بات جوروز جزاء کی ضرورت کے ثبوت میں قرآن نے چیش کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عادل اور منصف ہوتا

ے اگرا چھے برے انسانوں کے اعمال کی جزاوس انہ ہوتو وونوں کا درجہ برابر ہوجائے اور نیکی و بدی اور گناہ و تواب کے و بَی معنی ندر ہیں بلکہ نعوذ باللہ خدا ظالم اور غیر منصف قرار پائے اس موجودہ مادی دنیا ہیں بھی انسانوں کو اپنے اعمال کی پچھنہ کچھ جزاء ملتی ہے تاہم بیصاف نظر آتا ہے کہ بہت سے گنہگار سے کا راور ظالم بیبال آرام اور پھین کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بہت سے نیکو کا رئی ہیزگار اور اچھے لوگ مصبتیں اور تکیفیں جھلتے ہیں اس لئے بھینا یہ موجودہ زندگی اعمال کی جزاء وسزا کی اصلی جگہ نہیں ہو گئی اس بناء پر دوسری زندگی کا ماننا ضروری ہے جہاں ہم محض کو اس کے اعمال کا پورا متجب بل سکے اس موجودہ و نیا میں دنیاوی حکام اپنے ناقص علم کے مطابق اچھوں اور برول کو ان کے اعمال کی جزاو مزاد سے رہتے ہیں پھر کتنا ضروری ہے کہ پوری دنیا کا عالم الغیب حاکم اپنے جج علم کے مطابق لوگوں کو جزاء و مزادے کراپنے عدل وانصاف کا شہوت دے۔ سورۂ والیمن میں ای استعمال کی طرف اشارہ ہے۔

﴿ إِلَّا الَّـٰذِيْنَ امْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ فَلَهُمْ آخُرٌ غَيْرُمَمُنُوْنِ ،، فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعُدُ بِالدِّيْنِ ، اَلَيْسَ اللَّهُ بِاحْكُمِ الْحَاكِمِيْنَ﴾ (التنء)

لیکن جوابمان لائے آورجنہوں نے نیک کام کے ان کے لئے نہتم ہونے والا اجر ہے پھراس کے بعد تھے کو کیا چیز جزاء پریفین لانے نہیں دیتی کیا اللہ تمام حاکموں میں سب سے بڑا حاکم نہیں (تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والانہیں)

ای لئے قرآن پاک کی مختلف آیتوں میں اس حقیقت کو داشنے کیا گیا ہے کہ نیک و بد کا بتیج عمل میساں نہیں ہو سکتا'ایک جگہ خدا فر ما تا ہے۔

﴿ أَمْ نَحُعَلُ اللَّذِينَ امْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْاَرْضِ أَمْ نَحْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالُفُحَارِ﴾ (٣-٣)

کیاان کوجوا بمان لائے اورا چھے کام کے ان کی طرح کردیں جوز مین میں فساد کرتے ہیں یا پر ہیز گاروں کو بد کاروں کی طرح کردیں۔

دوسری جگدارشاد ہوا۔

﴿ أَمُ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوالسِّيقَاتِ أَنُ نُحُعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ امَنُوا وَعَمِلُوا الصّلِختِ سَوّاءً مُحْيَاهُمُ وَمَمَاتُهُمُ سَاءَ مَا يَحُكُمُونَ﴾ (باثِيهِ)

کیا انہوں نے جنہوں نے گناہ کمایا پیر خیال کیا کہ ہم ان کوان کی طرح کردیں سے جوایمان لائے اور نیک کام کئے' ان دونوں کی زندگی اور موت برابر ہوگی؟ان کا پیر خیال برا ہے۔

لوگوں کوروز جزاءاور قیامت پریفین کرنے سے جو وہم مانع تھاوہ یہ تھا کہ مرنے کے بعد پھر کوئی جیتانہیں' تو قیامت کے دن کیونکر جلائے جا کمیں گئے یہ حقیقت میں استبعادی شبہ ہے بعنی چونکہ مرکر دوبارہ جینا اب تک انسان کے تجربہ میں نہیں آیا' اس لئے اس کو دوبارہ زندگی کا خیال مستبعد معلوم ہوتا ہے' ور نداس کے ان ہونی اور محال ہونے پرکوئی عقلی دلیل نہیں ہے' وی محمدی نے اس تھی کو اس طرح سلجھایا کہ کفار کے اس استبعاد کے وہم کو حسب ذیل مختلف طریقوں سے دورکر دیا۔ ۔دوبارہ زندگی پرتعجب اوراستبعاداس لئے ہے کہ خدا کے دائرہ قدرت کی پوری وسعت ہماری سمجھ میں نہیں آئی جس نے آسان بنائے زمین بنائی 'آسان سے پانی برسایا' مردہ زمین سے زندہ کھیتیاں سبز ہے اور درخت اگائے اور پانی کے ایک قطرہ سے انسان بنایا' کیاوہ ان کی فناکے بعدد وہارہ ان کی ایجاد پر قادر نہیں؟

۳۔حیات کا بیتمام کارخانہ پہلے نیست ومعدوم تھا خدانے اس کوہست وموجود کیا بھررفتہ رفتہ اس کومعدوم کردیا' نوجس نے پہلے بغیر کی مثال کے اس کارخانہ کو پیدا کیا وہ بارہ اس کو پیدانہیں کرسکتا۔جس نے نقش اول بنایا کیا نقش ٹانی تھینچنے پراس کوقدرت نہیں؟

۵۔ ونیا میں ہاری ہاری بہت ی قومیں وجود میں آئیں اور قوانین الہی کے مطابق انہوں نے جسمانی زورو طاقت مالی وسعت اجتماعی اور تدنی عظمت اور سیای قوت حاصل کی بروی بودی عمار تمیں بنائیں ،عظیم الشان تدن کی بنیاد دالی قوموں کو اپنا محکومت وسلطنت قائم کی ، پھر جب انہوں نے غرور ونخوت ، ظلم وستم اور دومر ہے قوانین الہی کی جوقو موں کی ہستی اور عظمت کی بقاء کے لئے ضروری بین مخالفت کی تو وہ فنا کردی گئیں اور ان کا نام ونشان بھی صفحہ ہت جوقو موں کی ہستی اور عظمت کی بقاء کے لئے ضروری بین مخالفت کی تو وہ فنا کردی گئیں اور ان کا نام ونشان بھی صفحہ ہت کے سے مث گیا ،عربوں سے سوال کیا کہ تمہار سے عاد و خمود جو بھی بنوسام کے ممالک عراق وشام و مصروعر ب پر چھائے ہوئے سے مث گیا ،عربوں سے سوال کیا کہ تھی الشان حکومتیں کیا ہوئیں؟ فرعون اور اس کی سلطنت کا کیا حال ہوا؟ قوم لوط اور قوم مدین کو زمین کیوکرنگل گئی؟ قرآن نے اہل عرب سے خطاب کر کے کہا۔

﴿ أَوَلَـٰمُ يَسِيُرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيُفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوا مِنَ قَبْلِهِمُ كَانُوا هُمَ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَاثَارًا فِي الْآرْضِ ﴿ (١٠٠٠-٢)

کیا بیز مین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا کیسا انجام ہوا' جوان سے قوت اور زمین میں یادگاروں کے لحاظ سے کہیں بڑھ کرتھے۔

﴿ اَلَمْ يَاٰتِكُمْ نَبَاءُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبُلِكُمْ قَوْمٍ نُوْحٍ وَعَادٍ وَثَمُودٍ ﴿ وَالَّذِيْنَ مِنُ ۖ بَعُدِهِمُ لَا يَعْلَمُهُمُ إِلَّا اللَّهُ ﴾ (ابراتيم:٢)

كيانوح كى قوم اورعادو شودكى اورجوان كے بعد آئے جن كوخدائى جاسا بان كى خبرتم كومعلوم ند بوئى۔

بیتو وہ تو میں ہیں جن کا قرآن نے ذکر کیا ہے ان کے علاوہ دنیا کی تاریخ میں کتنی قوموں کے عروج وفنا کی داستانیں محفوظ ہیں بابلی،اسیر،اکادی اورمصری قومیں جو بھی روئے زمین پرکوس لِسمنِ المُملُكُ بجاتی تھیں ہزار ہاسال سے

بے نشان ہیں نارمن جیسے فاتح کیا ہوئے' یونانی اور رومی جو کبھی دنیا کے تنہا مالک بن گئے تتھے اب ان کا کہیں وجود ہے؟ مجوس جورومیوں کے مقابل صدیوں تک برسر پر کارر ہے ان ان کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں رہی' امریکہ کے قدیم باشندے جو کبھی اس براعظم کے واحد مالک تتھاب فنا کے قریب ہیں۔

الغرض جس طرح افراد جی کرمرجاتے ہیں جماعتیں وجود میں آ کرمٹ جاتی ہیں' قومیں پیدا ہوکر فنا ہو جاتی ہیں ای طرح پوری دنیائے مخلوقات میں بھی ایک دن آئے گاجب قانون الٰہی کے مطابق معدوم ہوجائے گی۔

جس طرح عوام جوقو موں کی تاریخ ہے واقف نہیں صرف افراد کو جیتے اور مرتے دیکھتے ہیں وہ گوافراد کی فناء کا یعین رکھتے ہیں لیکن قو موں کی فناء کے مسئلہ کونیں مجھ سکتے اور اس میں شک کرتے ہیں ای طرح جن کی نظر دنیا ئے خلق کی تاریخ پرنہیں وہ اس کے فنائے کامل پراپی جہالت اور ناوانی ہے اعتبار نہیں کرتے حالا نکدا یک دن وہ آئے گا جب پوری دنیا اپنے وجود کی صلاحیت معرام وکر فنا ہوجائے گی اور کا نئات کا پدنظام بدل جائے گا اور اس میں موجود عالم کا قانون طبعی ایک دوسر مے جبی قانون سے منسوخ ہوجائے گا اور جیسا کہ سائنس کہتی ہے اور قرآن نے نقشہ کھینچا ہے آ فناب وہ اہتاب اور ستارے اور قرآن نے نقشہ کھینچا ہے آ فناب وہ اہتاب اور ستارے اور قرآم ہوکرئی زمین اور نیا آسان ہے گا۔

﴿ يَوُمَّ تُبَدُّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُونَ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْفَهَّارِ ﴾ (ابرائيم ـ 1) جس دن بيزيمن اورزين عبدل جائے گا اورآ سان بھی اور تلوق اسلیے زبر دست خدا کے سامنے نکل کھڑی ہوگی سورة ق میں قیامت پراستدلال ان بی دلیلول ہے کیا گیا ہے۔

﴿ قَ وَالْقُرُانِ الْمَحِيْدِ ٥ بَلُ عَجِبُواۤ اللهُ حَاءَ هُم مُّنْدِرٌ مِنْهُم فَقَالَ الْكَفِرُونَ هَذَا شَيءٌ عَجِيبٌ ٥ ءَ إِذَآ مِنْنَا وَكُنَا تُرَابًا ذَلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ٥ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْارْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كَتُبُ حَفِينُظُ٥ بَلُ كَذْبُوا بِالْحَقِ لَمَّا جَآءَ هُمْ فَهُمْ فِي اَمْرِ مَرِيْجٍ ٥ اَفَلَمْ يَنْظُرُواۤ اللَّى السَّمَاءِ فَوَقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَهُا وَرَيْنُهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُو جِ٥ وَالْارْضَ مَدَدُنْهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِي فَوَقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَهُا وَرَيْنُهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ٥ وَالْارْضَ مَدَدُنْهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِي فَوَقَهُمْ كَيْفَ بَنِينَهُ وَرَوْجٍ بَهِيْجٍ ٥ تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبُدٍ مُّنِينِ ٥ وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِي وَالْمَنْفَا فِيهَا مِنْ كُلِّ رَوْجٍ بَهِيْجٍ ٥ تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبُدٍ مُنْتِينِ ٥ وَالْقَيْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ رَوْجٍ بَهِيْجٍ ٥ تَبْصِرَةً وَذِكْرَى لِكُلِّ عَبُدٍ مُنْتِبٍ ٥ وَالْقَيْنَا فِيهَا مَنْ السَّمَاءِ مَاءً مُنْفَا فِيهَا مِنْ كُلِّ رَوْجٍ بَهِيْجٍ ٥ تَبْصِرَةً وَذِكُرَى لِكُلِّ عَبُدٍ مُنْتِبُ ٥ وَالْمَعْتُ لَهُ اللّهُ مَنْ وَالْمَادِ وَقَعْمُ مُنْ مُنْ وَكُولُ وَلَوْمَ وَالْمَالُولُ مَنْ السَّمَاءِ مَلَى السَّمَاءِ مَنْ السَّمَاءِ مَاءً وَعَنْدَا مِ مُلْمُ مُنْ مُولُولُ وَلَوْمُ وَالْمَوْدُ ٥ وَاحْدُوالُ لُوطِهُ وَاصَدُ فِي مَا لَيْحِيرَا فِي مُنْ مُولُولُ وَلَى السَّمَا عَلَى خَلِيدٍ ﴾ وَقَوْمُ مُنْعُ مَا وَمُولُ وَلِحُوالُ لُوطِهُ وَاصَدُ مُ الْمَرْمُ مَا مُنْ مُنْ عَلَى حَدِيدٍ ﴾ وقومُ مُنْعُ مَا وَمُولُولُ وَلَعْمُ وَلَا مَلْ مُعْمُ فِي لَيْسِ مِنْ حَلْقِ حَدِيدٍ ﴾ وقومُ مُنْعُ مَا مُعْمُ وَاللّهُ مَا مُولُ وَلَو مَلْهُ مُعْمُ فِي لَبْسِ مِنْ حَلْقِ حَدِيدٍ ﴾ ومَولَا بَلُولُ مَلْ مُعْمُ فِي لَبْسِ مِنْ حَلْقِ حَدِيدٍ ﴾ ومَولَا مِلْ مَلْ مُعْمُ ومُ اللّهُ مُولُولُ مَلْ مُعْمُ عَلَى مُولِولًا مُولُولُ مَلْ مُعْمُ مُنْ مُنْ مُولُولُولُ والْمُولُ والْمُولُولُ والْمُ مُؤْمُ وَالْمُولُولُ والْمُولُ والْمُولُ والْمُولُولُ والْمُولُولُ والْمُولُولُ والْمُعْمُولُولُ مُنْ مُولُولُولُولُ مُولُولُولُ والْمُولُولُولُ مُولُولُولُولُولُ والْمُولُولُولُولُ مُنْهُمُ وَالْم

حتم ہے اس برئی شان والے قرآن کی (جومردہ ولوں کو زندہ کرتا ہے ان کافروں کو عقلی انکارنہیں ہے) بلکہ ان کواس سے تعجب ہے کہ ان میں کا ایک آ دی آ کر ان کو (قیامت کا) ڈرسنا تا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تعجب کی بات ہے کیا جب ہم مرجا کمیں گے اور مٹی ہوجا کمیں کے (تو پھرز ندہ ہول کے) یہ دوبارہ لوٹنا تو دوراز عقل ہے (خدا کہتا ہے یہ تعجب کی کیابات ہے) ہم کومعلوم ہے کہ زمین ان مردہ جسموں میں جو کمی کرتی ہے اور ہمارے پاس محفوظ ہے بلکہ بات ہے کہ ان کافروں نے جائی جھٹلا دیا تو وہ البھی باتوں میں پڑ

سے کیا انہوں نے اپنے اوپر کے آسان کوئیس دیکھا کہ ہم نے اس کوکیسا بنایا اور کس طرح اس کو جایا ہے کہ اس میں ہماڑے کئیں موراخ نہیں اور زمین کو پھیلا یا ہے اور اس میں پہاڑے کنگر ڈالے اور اس میں ختم تم کی رونق کی چیزیں اگل کمیں کہ ہررجوع ہونے والے بندہ کو اس سے سوجھ ہواور یاد آسے اور آسان سے برکت کا پانی برسایا، پھر اس سے باغ اور کنتے کھیت کے اناج آگائے، اور کمجوروں کے لمبے درخت جن کے خوشے اوپر تلے بیل یہ بندوں کو روزی پہنچانے کے لئے ہاور اس پانی سے مردہ آبادی کو ہم زندہ کرتے ہیں، ای طرح قبروں سے لگانا ہے ان کا فروں سے پہلے نوح کی قوم رس والے اور شمود اور عاواور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے اور جنگل والوں نے ، اور تع کی قوم نے اس کو جھٹلا یا ) تو میری دھمکی پوری انری کیا ہم پہلے پیدا کر سے کی تو م اردہ پیدائیں میں سے ہرا یک نے جودہ بارہ پیدائیں میں شرک ہے۔

سورهٔ قیامه میں بھی اس کابیان ہاس کی آخری آبتی یہ ہیں۔

﴿ أَيَحُسَبُ الْإِنْسَانُ أَنُ يُتُرَكَ سُدًى ٥ أَلَمُ يَكُ نُطُفَةً مِّنُ مِّنِيَ يُمُنَى ٥ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوِّى ٥ فَحَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيُنِ الذِّكَرَ وَالْأَنْلَى ٥ آلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِرٍ عَلَى أَن يُحيَّ الْمَوْتَى ﴾ (آياديا)

کیا انسان میہ جھتا ہے کہ دہ یونکی برکارچھوڑ دیا جائے گا' کیادہ پانی کی ایک ٹیکی ہوئی یوند نہ تھا' پھر دہ بندھا ہوا خون ہوا' پھر خدانے اس کو بنایا اوراس کو ٹھیک کیا' پھراس کو جوڑا' یعنی ٹراور مادہ کیا دہ خدااس پر قادر نہیں کہ مردوں کو دوبارہ جلائے ؟

﴿ وَقَالُوْ آَ ءَ إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ءَ إِنَّا لَمَنْعُونُونَ خَلُقًا حَدِيدًا ٥ وَلَهُ يَرُوا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمُواتِ وَالْآرُضَ قَادِرٌ عَلَى أَنُ يُحُلُقَ مِثْلَهُمْ ﴾ (بَيَ الرَّسَلُواتِ وَالْآرُضَ قَادِرٌ عَلَى أَنُ يُحُلُقَ مِثْلَهُمْ ﴾ (بَيَ الرَّسَلُواتِ وَالْآرُضَ قَادِرٌ عَلَى أَنُ يُحُلُقَ مِثْلَهُمْ ﴾ (بَيَ الرَّسَاءَ ال) الله وروه بوك كه جب بم برى اور چورا موجا مَن كُو كيا پر خ بناكرا شائه جا مَن كَ يَا يَبِين و يَعِين كه يو الله جمل في الله جمل في الله جمل في الله عن المؤل والروم بن كو بنايا وه الن الوكول كُ شَل كود وباره بحى بنا سَلَا ہے۔

ایک اور جگه فرمایا۔

﴿ وَهُوَ الَّذِي يَبُدُوُّا الْحَلُقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ آهُوَلُ عَلَيْهِ ﴾ (روم ٢٠)

اورخداوی ہے جوظق کا آغاز کرتا ہے پھراس کودوبارہ طلق کرے گائیدوبارہ طلق کرنا اس کے لئے بہت آسان ہے۔
﴿ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبِ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا حَلَقُنْكُمْ مِنْ تُوَابٍ ﴾ (انْآ-۱)

(لوگو) اگرتم کودوبارہ زندگی میں شک ہے تو (پہلے) تم کوای مردہ میں پیدا کر بچے ہیں (پھردوبارہ کیوں نہیں پیدا کر بچے ہیں (پھردوبارہ کیوں نہیں پیدا

قیامت کے متعلق تمام دوردراز طول طویل شکوک و شبہات کا کتنا مختصر جواب ہے۔ ﴿ قَالَ مَنُ یُسُحٰیِ الْعِظَامَ وَهِی رَمِیْمٌ ، قُلُ یُحٰییُهَا الَّذِی اَنْشَاهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾ (یلین ۵۰) وہ بولا کہ کون ان سڑی کھو کھلی ہڈیوں کوجلائے گا' کہددے وہی جس نے پہلی دفعدان کو بنایا۔ عرض وی محمدی نے ہر پہلوے کفار کے اس استعجاب اوراستبعاد کودور کیا اوران کودو بارہ زندگی کا یقین دلایا۔

### حثرجسمانی :

غور کروکدان کی مادی معدومیت کے بعد مادی پیدائش کے پُر تعجب انکار پراللہ تعالیٰ نے بہی فرمایا کہ بیشکوک و شبہات اس لئے ان کو پیش آتے ہیں کہ مرنے کے بعد خدا کی ملاقات اور اس کے سامنے ہونے سے ان کوا نکار ہے اور حواثی کو چیوڑ کراصل مقصود بہی ہے کہ موت کے بعداور آخرت میں خدا کے سامنے ہونے پریقین رکھا جائے اس سے ان کو کیا مطلب کہ وہ کس طرح ہوگا'چنانچہ اس کے بعد ہی فرمایا۔

﴿ قُلُ بَنُوَفَٰكُمُ مَّلَكُ الْمَوْنِ الَّذِي وُكِلَ بِكُمُ ثُمَّ إلى رَبِّكُمْ تُرُجَعُونَ ﴾ [كبره-١١] جواب من كهدو ك كه لك الموت جوتم يرتعين بوه تم كوموت و على تجرتم اين پرورد كار كى طرف لوثا و ينظم عاؤك ... جاؤك ...

یمی ملاقات اوررجوع الی الله اس عقیدهٔ حشر کی اصلی روح ہے۔

بات میں ہے کہ ہم انہی باتوں کو بھے ہو جہ سکتے ہیں جن کی مثالیں اور نظیریں اس مادی دنیا میں ہماری نگا ہوں ہے گذرتی رہتی ہیں اور وہ عالم جو نگا ہوں ہے مستور بلکہ تصور ہے بھی دور ہے اس کی باتوں کو اس طرح سمجھنا کہ ہر سوال اور تحرار سوال ہم وہ بے نیاز ہو جا ئیں 'تقریبا ناممکن ہے۔ اس کے متعلق جو پچھے کیا جا سکتا ہے وہ میہ ہے کہ اس دیدہ شہرستان وجود بعنی دنیا کے قیاس پر اس نادیدہ شہرستان بقا کا ہر نقشہ اور خاکہ بتایا اور سمجھایا جائے 'اور یہی محمد رسول اللہ وہ اللہ کا سمجھایا ہا ہے۔

جولوگ کے اللہ تعالی کی ہرقتم کی قدرت پریفین رکھتے ہیں ان ہے تو کچھ کہنا ہی نہیں'کین اگرکوئی شخص جسمانی حشر کا تصوراس لئے محال سمجھتا ہے کہ عام انسانوں نے کسی مردہ جسم کوزندہ ہوتے نہیں دیکھا تو اس کے نزدیک تنہارہ حانی زندگی کا تخیل تو اور بھی زیادہ محال ہوتا ہے کیونکہ کسی انسان نے آج تک کسی انسان کوروحانی وجود میں نہیں دیکھا ہے، بلکہ وہ اس کا تصور تک بھی نہیں کر سے گا'ان ہے ہی دہوکر نہیں کر سے گا'ان ہے مجردہ وکر نہیں کر سے گا۔

موت جسم ہے روح کی مفارقت کا نام ہاں گئے اگریہ کچ ہے کہ قیامت میں نئی زندگی ملے گئ تو ظاہر ہے کہ موت کے بعد کیفیت اور صورت ہے کوئی الگ صورت و کیفیت ہوگی جس کا نام حیات ٹانیہ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح کا دوبارہ تعلق جسم سے تسلیم کیا جائے ورنہ غیر جسمانی زندگی تو قیامت کے پہلے بھی تھی اب نئی بات کیا بڑھ گئ جس کا نام حیات ٹانیہ رکھا دیا گیا۔

گوروح انسانی جسم کے اندر ہرفعل کی فاعل ہے گر ہر فاعل کے فاعل بننے کے لئے آلات واوزار کی بھی ضرورت ہوتی ہے جن کے بغیروہ اپنے فعل کے بجالانے ہے مجبور رہتا ہے ای طرح روح اپنے فعل لذت والم کے انجام وینے کے لئے جسمانی آلات اور اوزار کی مختاج ہے کہ لذت والم کا کوئی روحانی احساس جسمانیت کے شائبہ ہے مبرا ہوکر ہو جی نہیں سکتا' اس بناء پرروح محض کا جنت کی لذتوں ہے مختاج یا دوزخ کی تکلیفوں ہے متالم ہونا کسی جسمانی وساطت کے بغیر تصور میں نہیں آتا' خواب میں دکھو کہ روح کو جولذت یا تکلیف پنچتی ہے اس میں بھی جسمانی پیکر و بیکل کی صورت محدور ارہوتی ہے۔

### جسم وجسد:

حشر جسمانی کے مانے کے بعد یہ بحث بے سود ہے کہ آیا وہی جہم دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا جس کے قالب میں وہ روح پہلے دنیا میں رہی تھی یا کی دوسرے نے جسمانی پیکر میں وہ روح پھوٹی جائے گی یا یہ کہ آئندہ جسم اپنی ماد بت اوراس پرسب کا اتفاق ہے کہ اعمال کی ذمہ داری روح پر ہے جسم پرنہیں اورای طرح جزاوسزا کی راحت و تکلیف کا اصلی مورد روح ہے جسم نہیں تو پھراب وہ کسی قالب میں بھی ہواور کسی رمگ میں بھی ہوروح پر مواخذہ اور تواب وعذاب کی لذت والم کا احساس کیساں ہوگا البت یہ ضروری ہے کہ جوجسم ہم کو دوسری دنیا میں مطے گا اسکی خصوصیات ولوازم اس فاکی جسم کے خصوصیات ولوازم سے بالکل فروری ہے کہ جوجسم ہم کو دوسری دنیا میں مطے گا اسکی خصوصیات ولوازم اس فاکی جسم کے خصوصیات ولوازم سے بالکل الگ ہو کے چنانچے خود ہمارے خیل اور تصورا ور نیز خواب ورویا میں جوجسم ہم کونظر آتا ہے وہ جسم ہو کرنظر آنے کے باوجود مادی جسمانیت سے سراسر پاک ہوتا ہے اس لئے لفظ جسم کے بولئے سے انہیں خصوصیات کا جسم بھے لینا ضروری نہیں ہے اور دنیا سے جسم پرقیاس کر کے اس جسم پراشکا لات پیش کئے جاسمتھ یہیں۔

### خلق جديد:

چنانچہ جوجسم قیامت میں عنایت ہوگاوہ نئ خلقت اور نئ آ فرینش کاممنون ہوگا'ای لئے قر آن نے منکروں کے جواب میں پیکہا ہے کہ: ﴿ بَلُ هُمْ فِي لَبُسِ مِنَ حَلَقِ جَدِيدٍ ﴾ (ق.١)

بلديدلوگ في آفرنيش عن شك من بين.
منكرين كي زبان سے جبلوايا
﴿ وَ إِنَّا لَمَبُعُونُونَ حَلَقًا جَدِيدً ١ ﴾ (امراه.٥)

كيا جم درحقيقت في آفريش كركا تعائم جائيں گے۔
ايک دوسري سورة مين سيتلقين ہے كہ
﴿ إِنَّكُمْ لَفِينَ حَلْقِ جَدِيدٍ ﴾ (سا۔١)

باشك تم ايک في خَلْقِ جَدِيدٍ ﴾ (سا۔١)

باشك تم ايک في آفريش مين ہونے والے ہو۔
پھرتمثيل وے كرفر مايا۔
پھرتمثيل وے كرفر مايا۔

جس طرح ہم نے بہلی پیدائش کا آغاز کیاای طرح ہم اس کودوبارہ بنا کیں گے۔

ای گئے اس عالم کی اس نئی خلقت و پیدائش والے جسم کو بعینہ ای جسم کے مطابق سمجھنا جیجے نہیں ہے ،اور نہ اس خاکی جسم کی تمام خصوصیات کا بعینہ اس جسم میں ہونا ضروری ہے اس کواگر اس عالم کے لفظ جسم سے تعبیر کیا جاتا ہے تو اس لئے کہ ہماری زبان میں روح کے خلاف وقالب کے لئے جسم سے بہتر' قریب تراورمشا بہترکوئی دوسرالفظ نہیں۔

یہ بات کہ حشر میں بعینہ گذشتہ گوشت و پوست کا ہونااس لئے ضروری سمجھا جائے کہ وہ بھی عذاب وثواب میں شریک ہونصریح قرآنی پراضا فدہے قرآن میں تو بیاتھ ریج ہے کہ:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِالْتِمَا سَوُفَ نُصَلِيُهِمْ نَارًاء كُلَّمَا نَضِحَتُ خُلُودُهُمْ بَدَّلُنَهُمْ خُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ مَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾ (نا ١٥٠)

بے شبہ جولوگ ہماری آ بخول کے منکر ہوئے ہم ان کوآ گ میں ڈالیس سے جب ان کی کھالیس پک جا کمیں گئ ہم ان کو اور کھالیس دیں سے جو پہلی کھالوں کی غیر ہول گئ تا کہ دہ عذاب چکھیں کے شک اللہ عالب ادر حکمت والا ہے۔

جب کھالیں کے بعدد گرے بدلتی جائیں گی تو وہ پہلا اصلی حصہ جم جو گناہ میں شریک تھا' کہاں باتی رہا'اس طرح بی تصریح ہے کہ انسان کے ہاتھ پاؤل اور کھالیس اس کے اعمال کی شہادت دیں گی'اس سے معلوم ہوگا کہ وہ اصلی مجرم جوان اعمال کا ذمہ دارا وراس مقدمہ کا مدعا علیہ ہے ان جسمانی اعضاء کے علاوہ ہے'اوروہ روح انسانی ہے۔

## ذمددارى روح يرب:

بی سبب ہے کہ وت وحیات عذاب و اب اوراعمال کے مواخذہ کا اسلام نے جس سے تعلق بتایاوہ تفسیعی روح ہے اُن تَقُولَ نَفُسٌ یُنْ حَسُرَ تَی عَلَی مَا فَرَّ طُتُ فِی جَنْبِ اللّٰهِ ﴾ (زمر۔ ۲)

تو (قیامت میں) کوئی تفس یہ کہنے گئے کہا ہے افسوس اس پر کہ میں نے اللہ کے پہلو میں کی کی۔ ﴿ وَلُتَنْظُرُ نَفُسٌ مَّا فَدَّمَتُ لِغَدِ ﴾ (حربہ)

اور جا بِعَ كَدِ بِرُفْسِ دَ يَجِي كَدَاسِ فِكُلِ (قيامت) كَ لِيَّ كَيَا آ مَ بَعِيجاء ﴿ عَلِمْتُ نَفُسٌ مَّا آخُضُرْتُ ﴾ (عوديدا)

(اس دن) برنس جان لے گاجواس نے حاضر کیا۔

﴿ عَلِمَتُ تَفُسُمًا قَدُّمَتُ وَأَخْرَتُ ﴾ (انقطار ١١)

اس دن ہرنس جان لے گا جواس نے آ کے بھیجااور چیچے چیوڑا۔

﴿ فَلَا تُظُلُّمُ نَفُسٌ شَيْعًا ﴾ (انبياء، ١٠)

تواس دن كى نفس پركوئى ظلم شەبوكا\_

جنت کی نسبت ہے۔

﴿ فَلَا تَعُلَمُ نَفُسٌ مَّا أُخْفِي لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعُيْنٍ ﴾ (جدو-١)

كوئى نفس نبيں جانتا كمان كے لئے (جنت ميں) كيا آئلھوں كى شنڈک چھپا كرر كھي گئي ہے۔

ان آیوں میں دیکھو کیمل کی ذمہ داری اور اس کے اجتھے اور برے نتیجوں کا بارجسم پڑنییں 'بلکہ روح اورنفس پر ڈالا گیااورا کی کو تکلیف ولذت ہے آشنا کیا گیا ہے جنت میں داخلہ کی خوشخبری بھی ای کودی گئی ہے۔

> ﴿ فَادُ حُلِيُ فِي عِبْدِيُ ٥ وَادُ حُلِيٌ جَنَّتِي ﴾ (فجر-۱) اے مطمئن روح! میرے بندوں میں شامل اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

## د نیاوی جسم بدلتے رہنے پر بھی وہی جسم رہتا ہے:

غرض اعمال اوران کے نتائج کی اصلی ذمہ داراور جنت ودوزخ کی لذت والم کی اصل احساس کرنے والی ہستی صرف روح ہے اورجم کی حیثیت صرف ایک نباس وآلہ احساس کی ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نبیں جسم لا کھ بار بدلے مگرروح اگروہی ہے تو وہ انسان وہی ہے اوراس کواپٹی ذمہ داری کی جز اوسز امل رہی ہے۔

اوگ اپنی ظاہر بنی ہے۔ اصل زورجہم پرویتے ہیں حالا تکہ اس می کے ڈھیر میں اگرروح کاخزاندنہ چھپاہوتو اس مشت خاک میں دھراکیا ہے ویکی انسان بھپن سے لے کر بڑھا ہے تک وہی ایک فخص ہے جو پہلے تھا' حالا تکہ اس کی جسمانی ہیئت اوراس کے جسم کا مادہ ہرآن اور ہر لحد فنا ہو کر بدلتارہتا ہے اور بیاریوں میں وہ سو کھر کرکا نثاہو گیا پھر تندرتی کے بعد نئے ذرات واغل ہو کر اہلہائے ہم غلطی ہے یہ بچھتے ہو کہ ہر حال میں وہی جسم کیساں طور پر قائم ہے حالا تکہ حکیم سے بچھوتو وہ بتائے گا کہ اس کے ذری کیوکر ہرآن میں جھڑتے اور گھتے رہے اور جوخوراگ وہ کھا تا ہے وہ خون ہو کر کیونکر بران میں جھڑتے ہو آن فنا ہوتے رہنے والے اور چندسال کے بعد بالکل بدل جانے بدل ما سختل بن کران کی جگہ لیتی رہی پھرکیا ایسے ہرآن فنا ہوتے رہنے والے اور چندسال کے بعد بالکل بدل جانے والے کودائم الوجو دا عمال کا ذمہ داراوران کے نیک و بدگی اصلی جزایا سزایا نے کامسختی تھہرایا جاسکتا ہے' لیکن جس طرح و نیا میں اگر کوئی ہوری کی تھی اور وہ یا وی جن سے وہ مال کے بعد پاکھ تھا اس عرصہ دراز میں بدل گئے میں اس لئے وہ لائق تعزیر اس نے چوری کی تھی اور وہ یا وی جن سے وہ مال کے کر بھا گا تھا اس عرصہ دراز میں بدل گئے میں اس لئے وہ لائق تعزیر خبیل کیونکہ وہ روح جس نے اپنے ارادہ و نیت سے اس کا م کواپنے ہاتھوں اور پاؤں کے ذریعہ کرایا تھا وہ جس طرح کال

تھی بعینہ آج بھی ہاور جو تکلیف اس کوا پے جسم کے ذریعے کل پیٹی سکتی تھی آج بھی بعینہ وہی اس کو پہنچ سکتی ہے اوراس جسمانی تغیرے اس کی روحانی شخصیت میں اصلاً کوئی فرق نہیں پیدا ہو تا اس لئے پہلے ہی جسم کے ضروری ہونے پرزور دینا بے سود ہے اورای ہے یہ بھی معلوم ہوگا کہ جسم اگر بدل بھی جائے تو اعضاء کی شہاوت کا مسئلہ پی جگہ پر سیح ہوگا جسم اجزاء دنیا میں بدلتے جاتے ہیں' مگر جو بیاری اس کلے اجزاء میں پیدا ہوگئی تھی وہ ان کے فناء ہوجائے کے بعد بھی قائم رہتی ہے مٹ نہیں جاتی' بلکہ وہی ان کے بعد کے آنے والے اجزاء میں برابر سرایت کرتی رہتی ہے۔

### اخروی جسم کیسا ہوگا:

روحوں کو آخرت میں جوجم ملیں گے وہ حقیت میں ان کے اعمال ہی کے قل ویکس ہوں سے بیخی جیسے اعمال ہوں گے ویسے بی ان کوجم عمنایت ہوں گے چنانچہ اس دنیا کے جسمانی رنگ کے لحاظ سے خواہ کوئی کالا ہویا گورا مگراس دنیا میں اس کا میرکالا پن اور گورا بن اعمال کی سیا ہی وسپیدی کی صورت میں بدل جائے گا خدانے فرمایا:

﴿ وُجُوهٌ يُوْمَئِذٍ مُسَفِرَةٌ ۞ ضَاحِكَةً مُسْتَبَشِرَةً ۞ وَوُجُوهٌ يُـوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبُرَةً ۞ تَـرُهَقُهَا قَتَرَةٌ﴾ (صِيا)

كَتَىٰ چِرَان وَن رَوْن شِنْ اور ثناه ول كَ اور كَتَىٰ چِرول پراس ون كدورت و كَان پرياى چِما كَى موكى ـ ﴿ يَوْمَ تَبْيَضُ وُجُوهٌ وَتَسُودُ وُجُوهٌ \* فَامَا الَّذِينَ اسُودُتُ وُجُوهُمُ آكَفَرُتُمْ بَعُدَ إِيْمَانِكُمُ فَـذُوتُهُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمُ تَكُفُرُون مَ وَامَّا الَّذِينَ ابْيَضْتُ وُجُوهُمُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ٤ هُمُ فِيْهَا خَلِدُونَ ﴾ (آل مران ـ ١١)

جس دن کتنے چہرے سپید ہوں گئے اور کتنے کالے لیکن جن کے چہرے کالے ہوئے کیاتم وہ ہو جوا بمان کے بعد پھر کا فر ہو گئے تنے تواپنے کفر کرنے کے بدلہ عذاب کامزہ چکھواور جن کے چہرے سپید ہوئے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہول گئائی میں سدار ہیں گے۔

سیح حدیثوں میں ہے کہ جنت میں سب لوگ جوان بن کر داخل ہوں گے اور جہم پر بھی ہڑھا پانہیں آئے گا'
ان کا قد حضرت آ دم کے اولین بہتی قد کے مطابق ہوگا، دوز خیوں میں ہے کسی کاسر پہاڑ کے برابر ہوگا کسی کا ایک پہلو
مفلوج ہوگا' کسی کے ہونٹ لفکے ہوں گے دل کے اندھے آٹھوں کے اندھے بن کراٹھیں گے' مزاوُں کے بعد جب ان
کے جہم چور چور ہوجا نیں گے' تو پھران کے جہم سیح وسالم نمودار ہوں گے، پھران کی وہی کیفیت ہوگی' یہ بھی آ یا ہے کہ جو
اپنے کو بڑا سیحتے ہیں وہ چیونی بن کر قیامت میں اٹھیں گے' ان تمام شواہدہ ہو بدا ہے کہ اس دنیا کے جسمانی قالب
ہمارے اس دنیا وی جہم کے مطابق نہیں بلکہ ہمارے دنیا وی اعمال کے مطابق ہوں گے۔

## צוופניץו

''یوم آخر''یا''یوم دین ''پرایمان لانے ساسلام کاحقیقی منشاء بیہ ہے کہ لوگ اس کا یقین کریں کہ ان کے مرقمل کا بدلہ ہے کچھاس دنیا میں اور پورا دوسری دنیا میں۔ای کا نام جزاوسزا ہے دنیا کے دوسرے ندا ہب بھی اس مسئلہ میں اسلام کے ہم نواجیں۔

جزاوسزاد يگرندا بب ميں:

در حقیقت مذاہب کا حقیقی تعلق ای عقیدہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اچھایا برا جیسا کا م اس سے صاور ہوتا ہے اس کے مطابق اس کا اچھا یا برا معاوضہ اس کو دوسری دنیا میں ضرور ملے گا' اس عقیدہ کا نشان مصرو بابل جیسی دنیا کی قدیم قوموں میں بھی ملتا ہے بمندوستان کے غدا ہب میں اس دوسری دنیا کودوسرے جنم ہے تعبیر کیا گیا ہے ان کا خیال میہ ہے کہ انسان جب مرتا ہے تو اس کے اچھے یابرے کا مول کے مطابق اس کی روح کسی جانور یا گھاس پھوس یا درخت کے قالب میں جا کرا پے عمل کا نتیج بھتنتی ہے اور پھرانسانوں کے قالب میں لائی جاتی ہے اور کام کرتی ہے اس کے بعد جس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اس کو پم لوگ میں جانا پڑتا ہے جہال نزگ (دوزخ) ہیں وہاں وہ ہرفتم کی سزا بھکتتی ہے بعدازیں اپنجعض الچھے کا موں کی بدولت چندرلوک ( جاندگی دنیا) میں جاتی ہے،جس روح کے پچھے کام اب بھی باقی ہیں وہ اس دنیا میں ہوا' بادل اور بارش کے ذریعہ سے زمین میں دوبارہ آئی ہاورا پنے کام کے مطابق حیوانات یا نباتات کے روپ میں سزایاتی ہے،اور پھر چھوٹ کرانسان بنتی ہے، یہاں تک کداس کے کام اتنے اچھے ہوجا کیں کہ وہ سزا کے قابل قرار نه پائے اس وقت وہ مادی قالیوں کی قید سے نجات پاکرسورج لوک اور چندرلوک وغیرہ اجرام ساوی کی د نیاؤں میں جا کرآ رام کرتی ہے اور پھرا ہے علم وعمل کی کسی کی کے سبب سے بادل، ہوا، اناج یا کسی دوسرے محلوقات کے قالب میں ہوکراس کواس دنیا میں پھرآتا پڑتا ہے،اور پھروہی عمل شروع ہوتا ہے بعنی وہ نئے نئے جنموں میں پیدا ہوکرسز اجھکتی ہےاور اس وقت تک اس آیدورفت اور آ وا گون کے چکروں میں پچنسی رہتی ہے جب تک اس سے اچھے یابرے کاموں کا صدور ہوتار ہتا ہاس لئے کامل اور دائمی نجات کی صورت ہیہ ہے کہ انسان سے اچھایا براکوئی کام بی صادر نہ ہو یہی ترک عمل روح کو مادہ کی قیدے آزاد کرکے ہمیشے گئے چھٹکارا (موکش) ولاتا ہے بیہاں تک کہ بیہ موجودہ مادی دنیا پر لے ( قیامت) کے بعد جب پھر نے سرے سے بے گی تو پھروہی عمل اور سز ااور جنم کے آ وا کون کا چکر شروع ہوگا اور پھرای طرح چھٹکارا پائے گی اور پھردوسری پر لے کے بعد نیاد ورائ طرح شروع ہوگا۔ یہ چکرای طرح ہمیشہ جاری رہے گا۔ یہ وہ چکر ہے جس سے انسان کو بھی نکلنا نصیب نہ ہوگا الا میر کہ ہمالہ کی چوٹی یاغار میں بیٹھ کر ترک عمل کے ذریعہ خودا پنے وجود سے ہاتھ دھولیا جائے کیکن اگر اس اصول نجات پر دنیاعمل کرے تو یہ بہارستان دم کے دم میں خارستان بن جائے اور ہرفتم کا کاروبار معطل ہوکر یول بھی دنیا فٹا کے قریب آ جائے اور بدی کے ساتھ نیکی کا وجود بھی دنیا ہے مٹ جائے اور بایں ہمددائی وابدی نجات میسرنہ ہو کیونکہ ہر پر لے کے بعدوہی جنم اور کرم اور آ واکون پھرشروع ہوتا ہے۔ لے تنائخ كرد جي الندوه مني جون ١٩٠١ ميں ايك مضمون ہے۔

لیکن دنیا کے دوسر سے غدا ہب نے اس چکراور بے عملی سے انسانوں کو نجات دلائی ہے انہوں نے اس موجودہ دنیا کے بعد ایک ہی دنیا اورتسلیم کی ہے جس میں انسانوں کو اپنے اس محصاور بر سے اعمال کی پوری پوری بوری جزا ملے گی محتلف زرد شی فرقوں نے آرین سل ہونے کے باوجود ہندوؤں کے نتائج کے بجائے مختلف سامی غدا ہب کے خیالات کی نقالی کی ہے اور خصوصاً بعد والوں ۔ نے اسلام کے عقائد کو ''اروا لے ویراف'' کے بجیب وغریب مشاہدات کا رنگ دے کراوراس کی کمآب کو اسلام سے بھی پہلے کی قرار دے کرتمام ترقبول کرلیا ہے ۔ لے

صحیفدا براہیم یعنی سفرتکوین میں ونیا کی محنت ومشقت اٹھانے کے بعد پھر جنت میں داخلہ کا اشارہ ہے ( تکوین ۳ ۔ ۱۹) علی ہذا حصرت موئی سے محیفوں میں اخروی جزاوسزا کے اصول مذکور ہیں نیکوکاروں کے لئے ایک 'ستھری آبادی'' کاذ کر ہے جس میں دودھاور شہد کی نہریں بہتی ہیں ندکور ہے اور بد کاروں کے لئے ہلاکت اور بربادی اور دروتا ک عذابول کی بھی خبر ہے تگرمتر جموں نے ہر جگہ اس کو دنیا وی ثو اب وعذ اب بلکہ ارض موعود ہ کی ظاہری سلطنت کے معنوں میں کر کے د کھایا ہے حالا تکہ بعض مقامات میں یہ ہے جوڑی بات ہوکررہ گئی ہے حضرت آ دم " کی جنت عدن اوراس کے جار دریاؤں کاذکر تکوین کے دوسرے باب میں ہے علاوہ ازیں تورات میں موت کے بعد کی زندگی کی تصریح ملتی ہے۔حضرت ابراہیم " (پیدائش۲۵\_۱۸) اور یعقوب (پیدائش ۴۹\_۳۳) کی موت کی تعبیران گفظوں میں کی گئی ہے کہ'' جان بحق ہوااوروہ اپنے لوگوں میں جاملا ساتھ ہی ہمیشہ کی بھلائی (استثناء ۲ یہ ۲۳) کا بھی تذکرہ ہے اور جہنم کی آگ (استثناء۲۲ یہ ۲۲) کا بھی بیان ہاور ہرایک کواس کے عمل کا بدلہ دیئے جانے کی بھی تصریح ہے (برمیاہ کا۔اا) روح کی بقااور آسمان پر چڑھنے کی تعلیم بھی ان کے صحیفوں میں موجود ہے (واعظ۳۔۲۱) مرنے کے بعدروح کے خدا کے پاس واپس پھر جانے کا بھی ذکر ہے (واعظا اے) اورانسان کے اپنے ابدی مکان میں جانے کا بھی تذکرہ ہے آخر میں خداے ڈراوراس کے حکموں کو مان کہ انسان کا فرض کلی بھی ہے کیونکہ خدا ہرا کیے فعل کو ہرا یک پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ بھلی ہوخواہ بری عدالت میں لائے گا\_(واعظاا\_سام) زبور میں خدا کی عدالت کے دن کی تصریحات بار بار ہیں اورامثال سلیمانی میں ہے کہ 'انسان کی را ہیں خداوند کی آتھوں کے سامنے ہیں اور وہ اس کی ساری روشوں کو جانتا ہے شریر کی بدکاریاں اس کو پکڑ کیس گی اور وہ ا ہے ہی گناہوں کی رسیوں سے جکڑا جائے گا'وہ بے تربیت پائے سرجائے گااورا پی جہالت کی شدت میں بھٹکتا پھرے گا (۵-۲۱) دانیال میں ہے کہ اس وقت بہتیرے جوز مین میں خاک پرسورہ ہیں جاگ اٹھیں کے بعضے حیات ابدی کے لئے اور بعضے رسوائی اور ذلت کے لئے (۱۲ -۲) حزقیال (۲۸) جنت کی طلائی اور جواہرات کی بنی ہوئی عمارتوں کے اشارات بي

حضرت سے سیلے یہودیوں میں صدوتی نام ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے حکمران یونانیوں کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کی بعض باتنی تجول کر کے یہودی تعلیم میں شامل کیس سے منجملہ ان کے وہ قیامت اور حیات اخروی کا بھی منکر ہوا' مگراس کے مقابل کا دوسرا فرقہ جس نے اپنے کوفر کی (علیحدہ رہنے والا) کہاا ہے پرانے عقیدہ پرقائم رہااور

لے وبستان المذاب كامصنف جوزروشى فدبن سے پورى واقفيت ركھتا تھا اس نے اپنى كتاب ميں اس كى پورى تفصيل ورج كى ہے۔

ع پرنش انسائیکوپیڈیامضمون صدوقیت وصدو کیز۔

قیامت، حیات اخروی اور جنت و دوزخ کے عقا کدکو بدستور ما نتار ہا۔ حضرت عیسی تکے زمانے میں فرلی بھی اعتقادر کھتے تھے کہ جنت مادی ہوگی اور وہاں بہشتیوں کوان کی بیویاں واپس ملیس گی (مرض۱۱۔۲۳) یہود یوں کی پچھلی کتابوں میں جزاء و مزاکی تفصیل موجود ہے چتانچیاسلام کے زمانہ میں بھی عرب کے یہودی اس پرایمان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہود کیسے ہی گئی ایموں میں مگر چندروز ہے ختانی دوایت تمن میں گئی گارہوں، مگر چندروز سے زیادہ وہ دوز خ میں نہیں رہیں گے (بقرہ۔۸۵ آل عمران۔۲) میہ چندروز ہاختلاف روایت تمن روز 'چالیس روز لے یا گیارہ مہینے کے ہیں۔

حضرت عینی کے عہد میں یہودیوں کے ان دونوں نرقوں کے درمیان بخت اختلافات برپا تھے اور دونوں ایک دوسرے کی تروید وابطال میں مصروف تھے حضرت عینی " نے آ کرصد وقیوں کے اس عقیدے کی تر دید کی اور قیا مت اور جزاء وسزا پر ایمان لانے کی تعلیم دی حضرت عینی " کے ایک حواری یوحنا نے اپنے مکافقہ میں جنت اور دوزخ کی پوری تصویر کھینچی۔

حفرت عینی کے بلکہ فرشتوں کے مانندر ہیں گے ایساسمجھا جاتا ہے کہ حصرت عینی آئے جنت کو صرف روحانی وجود بخشا ہے نہیں کریں گے بلکہ فرشتوں کے مانندر ہیں گے ایساسمجھا جاتا ہے کہ حضرت عینی آئے جنت کو صرف روحانی وجود بخشا ہے مگر در حقیقت ایسانہیں ہے حضرت عینی "اپنی زندگی کی آخری شب میں اپنے شاگر دوں کے ساتھ بیٹھ کر جب انگور کا افٹر دہ پیتے ہیں تو کہتے ہیں۔

'' میں تم ہے کہتا ہوں کہ انگور کے پھل کا رس پھر نہ پیوں گا ،اس دن تک کہتمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیانہ بنوں''۔ (متی۔۲۶۔۲۹)

حضرت عیسی میبودی علماء کوخطاب کرے فرماتے ہیں:

''اے سانپو!اوراے سانپوں کے بچو!تم جہنم کے عذاب ہے کیونکر بھا گوگے''(متی۔۳۳'۳۳) حضرت عیلی "اپنے ایک وعظ میں دوزخ کا ایک منظر دکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

''اس نے دوزخ کے درمیان عذاب میں ہو کے اپنی آئٹھیں اٹھا کیں اورابراہام (حضرت ابراہیم ") کو دور سے دیکھاا دراس کی گود میں بعز رکو،اوراس نے پکارکر کہاا ہے باپ ابراہام مجھ پررحم کراور بعز رکو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی سے بھگوکر میری زبان ٹھنڈی کرئے کیونکہ میں اس لومیں تڑ پتا ہوں'' (لوقا۔ ۱۲۔ ۲۳)

مکاشفات یوحنا میں دوزخ کو''آگ اور گندھک'' کہا گیا ہے (۱۳ ۔۱۰) اور متی کی انجیل میں اس کے درواز ہے بھی بتائے گئے ہیں (متی ۱۲ ۔۱۸) ای طرح جنت اور اس کی طلائی و جواہراتی تقمیر اور نہر آب حیات کا ذکر مکا شفات کے اکیسویں باب میں ہے اور وہال کے انگوری افٹر دہ کا بیان متی میں ہے (متی ۲۷ ۔۱۹) وہال کے آب سردکا ذکر بھی انجیل میں آتا ہے (لوقا۔ ۱۲۔ ۱۳)

ای طرح ہرایک کے عمل کا حساب لئے جانے اور عمل کے مطابق بدلد ملنے کا ذکر بھی حواریوں کے خطوط میں

\*

لے کتب سیر میں ان آبنوں کی تغییر دیکھو۔

سیل کا ترجمه قر آن حاشیه زیرترجمه آیت بقره رکوع۸\_

-4.99.90

''مبارک وہ مرد ہے جس کے گناہوں کا حساب خداوند نہ لےگا'(رومیوں ۱۸۔۸) ''سو ہرا یک ہم میں سے خدا کواپنا حساب آپ دےگا'(رومیوں ۱۱۔۱۱) ''لیکن وہ اس کو جوزندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پر تیار ہے حساب دیں گے'(اول پطری ۲۰۵۰) اس باب میں اسلام کا تحمیلی پہلویہ ہے کہ اس نے اس عقیدہ کو نہ صرف پوری تفصیل کے ساتھ بیان ہی کیا' بلکہ اس کے تمام ضرور کی اجزاء فراہم کئے۔گذشتہ ندا ہب کے تصنہ بیانات پر سیر حاصل بحثیں کی اور ان کے نقائص کی تحمیل ک اور سزاو جزا کے اصول اس طرح بیان کئے کہ اس عقیدہ کا ہر پہلوشکوک وشبہات سے پاک ہو گیا۔ آئیدہ مباحث کے بچھنے کے لئے پہلے چنداصول ذہن شین کر لینے جا ہمیں۔

عالم آخرت كافهم وادراك:

اس عالم آخریں جو پھے ہوگا وہ اگر چہ ہمارے اس زیر تجربہ و زیر مشاہدہ مادی عالم سے بالکل الگ ہوگا تاہم
چونکہ انسانی فہم کی مجبوری کی وجہ سے وہ اس زبان ومحاورات میں اوا کبا گیا ہے جو اس مادی عالم کے ساتھ مخصوص ہے اس
لئے ان الفاظ کے ساتھ جو مادی خصائص ولوازم مستزم ہو گئے ہیں ہم ان کے ویکھنے اور سننے کے اس دنیا میں عادی ہو گئے
ہیں ان لفظوں کوئ کرہم بعینہ وہ تی مجھنا چا ہے ہیں جو اس دنیا میں ان لفظوں سے بچھنے رہے ہیں اور اس سب سے بعض کم
فہم وہاں کے وقائع واحوال کا بیان من کران میں سے بعض امور کو محال اور ناممکن کہدا ہے ہیں ،اور بعضان کی تشریح و تاویل
اس طرح کرتے ہیں کہ لفظ و معنی میں اونی اشتراک بھی باتی نہیں رہتا ، ید دونوں راستے سخت خطر تاک ہیں اس لئے وہی
محمدی نے ان نازک و وقیق اسرار کے بیان میں انسانی فطرت کی کمزور یوں کا یورا لحاظ کیا ہے اس نے نہ تو یہود یوں کی
طرح ان واقعات کو سرتا یا مادی کہدکر اس عالم آخرت کو بھی سرتا یا عالم آب وگل بنا دیا ہے اور نہ عقل و خرد کے بعض نا دان
مرت کی طرح ان واقعات کو سرتا یا مادی کہدکر اس عالم آخرت کو بھی سرتا یا عالم آب وگل بنا دیا ہے اور نہ عقلوں کے اختلا ف

ان اخروی وقائع کے مختلف مفہوموں اور مصداقوں کا کھاظ کر کے وی محمدی نے ایسے بچے سلے الفاظ اختیار کئے ہیں جن سے ایک فلسفی بھی بہرہ یاب ہوسکتا ہے اور ایک عامی بھی اور دونوں اپنی اپنی جگہ پراپ ایمان کا لطف اٹھا سکتے ہیں ادر ایک ایسے غذہب کے لئے جو سارے انسانی طبقوں کو اپنا مخاطب بنانے کا دعوی کرتا ہے ایسی ہی وسعت کی ضرورت تھی تاکہ دوہ سب کے لئے اپنی اپنی جگہ پرتشفی کا باعث ہو سکے ان تمام اخروی واقعات کو جن الفاظ میں بیان کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ طبع اوہ کی الفاظ ہو سکتے ہیں جن کے چاروں طرف اس دنیا کے تمام تر مادی احوال مادی مفہوم و مصداق اور جسمانی کہ طبع اوہ کی الفاظ ہو سکتے ہیں جن کے چاروں طرف اس دنیا کے تمام تر مادی احوال مادی مفہوم و مسداق اور جسمانی تو دولوازم کے ساتھ جو مفہوم ہمارے ذہن میں آتا ہے دو سرتا پا انہی مادی تجود دولوازم کے ساتھ آتا ہے ہم جب'' آگ' کا لفظ سنتے ہیں تو معا اس دنیاوی آگ کا مفہوم ذہن میں آتا ہے جس کو ہم یہاں دیکھتے ہیں جو انسانوں اور درختوں کو اور ہر چیز کو جو اس کے اندر ہوتی ہے بلا تمیز کیساں جلاد ہی ہے مگر اخروی آگ سے انسی نہوگی۔ اس کے اندر بعض درخت ہوں گے جو تہیں جلیس کے دو صرف گنہگار انسانوں کو جلائے گی ہمی کے پاؤں الیں شہوگی۔ اس کے اندر بعض درخت ہوں گے جو تہیں جلیس کے دو صرف گنہگار انسانوں کو جلائے گی ہمی کے پاؤں الیک شہوگی۔ اس کے اندر بعض درخت ہوں گے جو تہیں جلیس کے دو صرف گنہگار انسانوں کو جلائے گی ہمی کے پاؤں

جبوئ گا، کی کی کمرتک آئے گا، کی کے گئے تک پنج گا، وہ ایسی تیز وگرم ہوگی کہ ید دنیاہ کی آگا اس کے مقابلہ میں مضندک ہے اوران کا کلفظ سننے کے ساتھ ہمارے سامنے اس عالم میں تو لنے کی ساری خصوصیتیں آجاتی ہیں تراز و پاسٹک پنے ، وُنڈی اور تو کی جانے والی چیز میں جسمیت اور تھا کا ہونا ، ای طرح نامیٹل کے لکھنے کا مفہوم جب ہم سجھنا چاہیں گو تو کا تب کی اوراق کی جان ہما ، وہ ات ، سیاتی ، کا غذا ور حروف کی ساری قیدیں ہمارے ذبین میں آئیں گی اس بناء پر ان الفاظ کے سراسر لغوی معنوں اور اس کے قریب الفہم مجازی معنوں کے جھنے میں اختلاف آراء کی بوی مخوائش ہاس لئے حق تو یہ ہم اوران پر بلا مزید تشرح اس طرح ایمان لا یا جائے کہ ہماری تشرح سے ان کے الفاظ کے مفہوم کی وسعت تک نہ ہموجائے ہایں ہمان لوگوں کو بھی دائرہ سے خارج نہ کیا جائے جوان الفاظ سے وہ مفہوم سمجھ کرتسلی پانا چاہتے ہیں 'جن کے وہ الفاظ شخصل ہو سکتے ہیں ۔ اگر مراد الہی بھی تنگی ہوتی تو اللہ تعالی انسانی عقلوں کے اس اختلاف مرا تب کا کھا ظ کے بغیر اپ مفہوم کو اس وسعت کے بجائے تنگ ہوتی تو اللہ تعالی انسانی عقلوں کے اس اختلاف مرا تب کا کھا ظ کے بغیر اپ مفہوم کو اس وسعت کے بجائے تنگ ہے تنگ الفاظ میں ظاہر فر ما سکتا تھا گر ایسا نہیں کیا تا کہ اسلام تمام مختلف العقول انسانوں کے لئے عالم گیر چاہت ہو سکے۔

ایک دوسری قابل ذکر بات بیہ کے معالم آخرت کے وقائع اور حالات کے بیجھنے میں اشکالات واعتراضات
اس کئے پیش آتے ہیں کہ ہم وجود اوراس کے موجودہ تمام قوا نین فطرت کواس طرح لازم وطروم بیجھتے ہیں کہ جب کسی شے
کے وجود کا تذکرہ کیا جائے گا، تو معااس کے وہی خصوصیات ولوازم سامنے آئیں گے جن کے دیکھنے کے ہم اس دنیا میں
عادی ہیں حالانکہ ارباب عقل نے بیہ طے کردیا ہے کہ اس موجودہ و نیا کے معلومات و مسببات اور ان کے موجودہ علل و
اسباب میں جولزوم ہے دہ محض عادی ہیں یعنی اس لئے ایسا ہے کہ ہم ایساد کیلئے ہیں، یہنیں کہ اس لئے ایسا ہے کہ ایسا ہونا جا

اس بناء پر اگر صرف اتن می بات ذہن تشین کر لی جائے کہ موجودہ مادی دنیا میں جو تو انین فطرت اور علل و
اسباب اور ان کے نتائج کا رفر ما ہیں وہ صرف ای عالم اور موجودہ دنیا کے تو انین ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کوئی نئی دنیا بنائے بانیا
عالم خلق کر بے تو ضروری نہیں کہ یہی موجودہ تو انین فطرت وہاں بھی کارفر ما ہوں 'بلکہ بالکل ممکن ہے کہ اس نے عالم میں
نئے تو انین پڑھل رہے ، نئی خصوصیات کے جم ہوں ، نئی قتم کی زند گیاں ہوں ، نئی قتم کی آ گ ہو، نئی تم کے باغ اور ان کے
پھل ہوں ، نئی تم کے موجود ات و محلوقات ہوں 'نئے علی و اسباب ہوں اور نئے تو انین فطرت ہوں ، و تی محمد ی نے ای نئے
عالم کے متعلق کہا ہے۔

﴿ يَوُمَّ نَبُدُّلُ الْأَرُضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمْواتُ ﴾ (ابراتيم ـ ٤) جسون أن اللَّرُضِ وَالسَّمْواتُ ﴾ (ابراتيم ـ ٤) جسون اليزين عن المان عن المان

تو کون کہ سکتا ہے کہ اس نئی زمین اور نئے آسان میں بھی وہی مادی قانون جاری ہوں گے جواس موجودہ زمین وآسان میں جاری تھے اس بناء پر جسما ثبیت و مادیت کے وہ تمام اعتر اضات اور آئندہ حیات کے متعلق اشکالات جواس دنیا اوراس کے قوانین کی بناء پر پیدا ہوتے ہیں بالکل بے بنیا داور بے حقیقت ہیں۔

اس ضروری تمهید کے بعد جزاوسزا کی اسلامی تشریحات کی جانب قدم انھایا جاتا ہے،و ھو الھاوی الصواب۔

#### اصول جزا:

الله ندجب تقدیراوراندازهٔ اللی کتے بین ای طرح موجوده عالم کوا ہے خاص نظام اور قانون پر بنایا ہے جس کواہل فلے قانون قدرت اور اہلی ندجب تقدیراوراندازهٔ اللی کتے بین ای طرح اس نے اپنے برعالم کے لئے ایک نظام اور تقدیر قائم کی ہے جس کے مطابق اس عالم کا کاروبارانجام پاتا ہے انسان غلطی ہے ہے جھتا ہے کہ بیداصول فطرت صرف مادیات تک محدود بین عالا نکد مادیات ہوں یا روحانیات ، ذہنیات ہوں یا عملیات ، ہرا یک میں سے یکساں جاری وساری ہیں جس طرح بیقانون مطرت ہے کہ گزاہ ہے اس کی روح مرجاتی فطرت ہے کہ ڈنہر کھانے سے انسان کا جم مرجاتا ہے ای طرح سے بھی اصول فطرت ہے کہ گزاہ ہے اس کی روح مرجاتی ہے ، اور جس طرح اصول حفظان صحت کی عدم متابعت ہے ، اور جس طرح اصول تزکیفس کی عدم متابعت ہے ، اور جس طرح اصول حفظان صحت کی یابندی ہے وہ اپنی جسمانی بیاری کے آلام سے بھی وہ مریض ہوجاتا ہے ، پھر جس طرح دوااصول حفظان صحت کی پابندی ہے وہ اپنی جسمانی بیاری کے آلام سے نجات پاتا ہے ، ایسانی روحانی تداہر علاج کے ذریعہ ہے وہ شفایا ہے بھی ہوتا ہے ۔

## اعمال كے لوازم ونتائج:

غرض جس طرح دنیا میں ہر چیزی ایک خاصیت ہے وہ جب یہاں وجود پذیر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ اس کے خواص و آٹار بھی پیدا ہوتے ہیں ای طرح انسان کی اندرونی کیفیات وائل کے بھی پچھ آٹار ولوازم ہیں جواس سے خواص و آٹار بھی پیدا ہوتے ہیں ای طرح انسان کی اندرونی کیفیات وائل کے بھی پچھ آٹار ولوازم ہیں جواس سے الگنہیں ہو سکتے بخر وراور خاکساری ، بخل اور فیاضی وان ماہ ورعفو ، شجاعت اور ہزد کی ، تقوی کی اور فیق ، ایمان اور کفر ، ہرایک کا ایک اثر و نتیجہ ہے اور ہرایک کے پچھ نہ کچھ خصائص ولوازم ہیں 'جواس سے ای طرح الگنہیں ہو سکتے جس طرح سکھیا سے سمیت 'شکر سے مشاس اور آگ سے حرارت جدانہیں ہو سکتی اور ان معنوی روحانی اور نفسیاتی چیز و ں میں علت و معلول کا و بی از و م ہے جو جسمانی مادی اور طبیعیاتی اشیاء میں ہے۔

اشخاص کی نیکوکاری و بدکاری اور افراد کی سعادت و شقادت کے جواصول ہیں وہی جماعتوں اور قوموں کی صلاح ونساداور سعادت و شقاوت پر بھی حاوی ہیں' جس طرح ایک سائنشٹ (حکیم) کا کام ان مادی (فزیکل) اصولوں کو جانتا اور بتانا ہے اوراس کی اس تعلیم کا نام ہماری اصطلاح میں حکمت (سائنس) ہے، اس طرح ان روحانی اسباب وعلل اور آثار ونتائج کو جانتا اور بتانا انبیاء علیم کا کام ہے اور ان کی اس تعلیم کا نام شریعت ہے انبیاء "کی اس تعلیم کے مطابق ہم کو جسمانی مطابق ہم کو جسمانی میں مونا چاہئے جو ایک حکیم کی تعلیم کے مطابق ہم کو جسمانی اشیاء کے خواص اور آثار کے متعلق ہوتا ہے سائیکالو تی (علم النفس) اور سوشیالو تی (علم الا جماع) کی وسعت تحقیق نے اس مفہوم کے بچھنے میں اب بہت کی مہولت ہیدا کر دی ہے۔

### عقاب وثواب ردعمل ہے:

الغرض بیہ مادی وجسمانی و نیاعلت ومعلول اورعمل وروعمل کے جس اصول پر جنی ہے اس کی وسعت کے دائرہ میں انسان کا ہرقول اور انسان کا ہرعمل شامل اور داخل ہے ، یہی سبب ہے کہ گناہ کے لازی نتیجہ کا نام اسلام میں عقاب اور اعمال صالحہ کے لازمی نتیجہ کا نام ثو اب رکھا گیا ہے ،قرآن نے انہیں دونوں اصطلاحوں کو بار بار استعمال کیا ہے عقاب کا لفظ عقب سے انکلا ہے جس کے معنی پیچھے کے ہیں اس لئے عقاب اس اثر کا نام ہے جو کمی فعل کے کرنے کے بعد لازم آ جا تا ہے اور ثواب کا لفظ ثوب سے لیا گیا ہے جس کے معنی لوشنے کے ہیں ،اس لئے بیکسی اجھے کام کے لوشنے والے کے نتیجہ اور جزاء کے معنی میں بولا گیا ہے۔

ای ایک مئلہ کواگرا چھی طرح سمجھ لیا جائے تو جز ااور سزا کے شرعی اصول کے سمجھنے میں کوئی دفت نہ ہو، چنانچہ قرآن پاک میں بیکی دفعہ فرمایا گیا ہے۔

﴿ ٱلْيَوْمَ تُحْزَوُنَ مَا كُنْتُمُ تَعُمَلُونَ ﴾ (جاثيدا)

جوم كرتے من آج وى بدلہ باؤك\_

اس معلوم مواکه بیج اوس امارے علی اعمال کے ردعمل (ری ایکشن) کانام ہے، ایک اور جگہ ہے: ﴿ لِتُحُورُى كُلُّ نَفْسٍ ، بِمَا تَسْعَى ﴾ (ط-۱) تاكہ برجان كواس كابدلد دياجائے جووہ كرتى تقى ۔

ان آخول میں بیصاف تصری ہے کہ بیر جزاوسز اتمام ترجارے دنیاوی اعمال کے آٹارولوازم ہیں۔ ﴿ فَاصَابَهُمُ سَیّاتُ مَاعَمِلُوا وَ حَاقَ بِهِمُ مَّا کَانُوا بِهِ یَسُتَهُزُهُ وُنَ ﴾ (محل سے) توان کے برے کام ان پر پڑے اوران کا ضعما کرناان پرالٹ پڑا

غرض جزاوسزاانبیں اعمال کے نتائج کا دوسرانام ہے چنانچہ آنخضرت وکٹھنے کے میاای اصول کی تشریح میں یہ اشارہ فر مایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندو! بیتمہارے اعمال ہیں جو میں تم کولوٹا کریہاں دے رہا ہوں 'تو جوکوئی جزائے خیر پائے وہ خدا کاشکرادا کرے اور جس کو برائی ملے وہ خودکوملامت کرے کے

### حصول راحت كااصول:

یہ فطری قانون ہے کہ ہم کی بڑی تکلیف ہے ای وقت فی سے ہیں جب اس کی خاطر ہم اس ہے چھوٹی تھے ہیں جب اس کی خاطر ہم اس ہے چھوٹی تکلیفوں کو برداشت کریں اور کی بڑی خوقی کے حصول کے لئے ہم اپنی چھوٹی جھوٹی جوٹی خوشیوں کو قربان کرتے رہیں عاجلہ یعنی موجودہ اور آخرہ یعنی آئندہ ان دونوں کا جب بھی تقابل پیش آٹا ہے تو دون ہمت اور بست خیال لوگ عموما موجودہ (عاجلہ) راحت کو پہنو کر گے آئندہ راحت کی فکرنہیں کرتے کہ ان کی تگاہ میں موجودہ راحت کو چھوٹی مگر فقلا ہے اور آئندہ کی راحت کو بردی اور خوش آئندہ کر ارحت کو بردی اور خوش آئندہ ہو، مگر وہ نسیہ ہے اور ان کا اصول ہیں ہے کہ ' نقلار اپنسیہ مگذار'' لیکن بلند ہمت اور عالی حوصلہ طبائع کا طریق عمل اس کے بالکل برخلاف ہے ۔ فاتح اور کشور کشا آج اپنی جانوں کو جو تھم میں فردا ہے وہ بہرہ مندہوں ۔ ہر مہذب انسان اپنے بچکو ہیں بچیس برس تک تعلیم و تربیت اور مشق وامتحان کی مصیبتوں کی فردا ہے وہ بہرہ مندہوں ۔ ہر مہذب انسان اپنے بچکو ہیں بچیس برس تک تعلیم و تربیت اور مشق وامتحان کی مصیبتوں کی آئندہ کی زندگی راحت و مسرت میں بسر ہو ۔ لوگ اپنے سرمایہ عزیز کو

المنجع مسلم وترندي كتاب الزيد ومنداين طنبل ي ٥صفحه ٥٥ وصفحه ١٠ او١٦٥ اوادب المفرد و بخاري بإب الظلم -

تکلیفیں اٹھا اٹھا کرجع کرتے جاتے ہیں تا کہ کل اس سے زیادہ ضروری موقع پراس کو کام میں لا سکیں اور تک دی کی بوی تکلیف سے نے سکیں۔

غرض اگرانسانوں کی تمام کوششوں پرایک عائرتگاہ ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ کامیا بی ہے حصول کا بہی اصول ان کے اندر جاری وساری ہے کہ تعوڑی ہی تکلیف کواس لئے برداشت کرلیا جائے کہ کسی بڑی تکلیف سے رہائی ملے اور چھوٹی خوشیوں کواس لئے برباد کردیا جائے کہ کوئی بڑی خوشی حاصل ہوا ورعارضی کا میا بیوں کواس غرض سے قربان کیا جائے کہ کوئی پائیداراوردائی کا میا بی نفیب ہوگر یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ آئندہ کی خوشی و کا میا بی کی فراوانی اوراس کے دوام و پائیداری کا ہم کو یقین ہوکہ اگرایسا یقین نہوتو ہم بھی اس ایٹاروقر بانی پر آبادہ نہوں ای لئے ایمان کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے اندر یہ یقین پیدا ہوجائے اور ہم اس ایٹاروقر بانی کوخوشی خوشی گوارا کرلیس جن لوگوں میں یہ یقین پیدا نہ ہوگا ان سے یعظیم الشان قربانی بھی نہیں ہو بھی اس لئے گئیگارا نسانوں کی یہ کیفیت قرآن نے بیان کی ہے۔

﴿ كَلَّا بَلُ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ٥ وَ تَذَرُّونَ الْاخِرَةَ ﴾ (تيامـ١١)

برگزنہیں بات بہے کہم موجودہ زندگی سے مجت رکھتے ہؤاورآ سحدہ زندگی کوچھوڑتے ہو۔

حالاتکہ انسان ای اصول کارکواگر دنیا کی طرح آخرت کے معاملات میں بھی برتے تو اس کی کامیا بی میں کوئی شک ندر ہے، آئندہ کا خیال کر کے موجودہ ہے دست بردارہ وجانا بھی کامیا بی کی تنجی ہے اورائی اصول کے تحت میں دین و دنیا کی تمام نیکیوں اور کامیا بیوں کاراز پوشیدہ ہے، موجودہ عارضی لذت کوآئندہ کی دائی لذت پر اور حال کی معمولی راحت کو مستقبل کی دیر پا راحت پر قربان کردینا وہ بچائی ہے جس کے تسلیم کرنے ہے کوئی انجواف نہیں کرسکتا، تم صبح خیزی کی معمولی تکلیف کو صحت کی دیر پا راحت کی خاطر قربان کرتے ہو، ورزش اور دوڑ دھوپ کی محنت کو اس لئے قبول کرتے ہوکہ معمولی تکلیف کو صحت کی دیر پا راحت کی خاطر قربان کرتے ہو، ورزش اور دوڑ دھوپ کی محنت کو اس لئے قبول کرتے ہوکہ کل کی چیوٹی تجھوٹی تجھوٹی تجھوٹی تجھوٹی تکلیفوں کو اٹھاؤ گے تو کل کی بودی تکلیف ہے۔ تم کو نجا ت کی تھوٹی تھوٹی تھوٹی تھیں ہوگی یہی وہ فلف ہے جس کو تنہ کو تاس آیت میں اور کیا ہے۔

﴿ وَ حَزَاهُمُ بِمَا صَبَرُو اَجَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ﴾ (دهر-۱) اورخدانے ان کے مبرکرنے پران کو ہاغ اور ریٹم کے کپڑے اور مزدوری دی۔

یہ مبرکیا تھا؟ و نیا کی عارضی خوشیوں کی قربانی تا کہ آخرت کی بڑی تکلیف سے نجات ملے۔ بہی سبب ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ وہ حفت الحدیدہ و حفت النارُ بالشہوات کی ہینی جنت د نیاوی تکلیفوں سے اور دوز خ د نیا کی معمولی خوشیوں سے گھری ہوئی ہے نادان تقوی اور نیکی کی ان معمولی قیدوں سے گھبراتے ہیں اور گناہ کی عارضی و و نیا کی معمولی خوشیوں سے گھری ہوئی ہے نادان تقوی اور نیکی کی ان معمولی قیدوں سے گھبراتے ہیں اور گناہ کی عارضی و فائی لذتوں کے طلب گار ہوتے ہیں اس لئے آخرت کی بڑی تکلیف ہیں گرفتار ہوں گے اور وہاں کی ابدی لذت سے بحروم رہیں گے اور جودین و دیانت اور نیکی و تقوی کی ان معمولی تکلیفوں کو گوار اکریں گے اور گناہ کی عارضی لذتوں سے بجیس کے وہ آخرت کی لا انتہاء لذتوں سے شاد کام ہوں گے ، یہی فلسفہ قرآن پاک کی اس آیت میں ادا ہوا ہے۔

﴿ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامٌ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفُسَ عَنِ الْهُوايِهِ قَالَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأُواي ﴾ (نازنات-٢)

لیکن جواپ پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے ہے ڈرااور نفس کو ناجائز لذتوں اور خوشیوں ہے بازر کھا تو جنت اس کا ٹھکا ناہے۔

## نامه عمل:

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جو چیز بھی ایک دفعہ پیدا ہوجاتی ہے پھروہ ہے تھم خدا فنانہیں ہوتی۔ای طرح افعال واقعال بھی جو انسان سے ظہور پذیر ہوتے ہیں وہ فنانہیں ہوتے۔موجودہ سائنس جس نے بیاصول شلیم کرلیا ہے کہ دنیا میں کوئی حرکت بھی پیدا ہوکر فنانہیں ہوتی بہال تک کہ فضا میں ہرآ وازاور ہرصدا بھی جو بھی بلند ہوئی ہے آج موجود ہے، اور ہمیشہ رہے گی اور ہم اس کو پکڑیا کمیں توسن سکتے ہیں وہ اعمال وافعال کے دوام وجود کے اسلامی عقیدہ کے قبول کرنے میں اس دو پیش نہیں کر سکتی دنیا کے دیارڈ میں انسان کا ہم کل وقعل ہمیشہ کے لئے گویا بھرا ہوا ہے۔

قرآن پاک نے ای اصول کوائی ان آخوں میں بیان کیا ہے۔
﴿ هُنَالِكَ تَبُلُوا حُلُّ نَفْسِ مِّآ اَسُلَفَتُ ﴾ (یونس۔۳)
اس وقت ہرجان جواس نے پہلے کیا اس کوآن مائے گی۔
﴿ حُلُّ امْرِی ' بِمَا حَسَبَ رَهِینٌ ﴾ (طور۔۱)
﴿ حُلُّ امْرِی ' بِمَا حَسَبَتُ رَهِینٌ ﴾ (طور۔۱)
﴿ حُلُّ اَفْسِ ' بِمَا حَسَبَتُ رَهِینٌ ﴾ (مور۔۱)
﴿ حُلُّ اَفْسِ ' بِمَا حَسَبَتُ رَهِینٌ اُ ﴾ (مور۔۱)
ہرجان ای ممل کے بدلہ کروہے۔
ہرجان ای ممل کے بدلہ کروہے۔

﴿ فَمَنُ يَعُمَلُ مِثُقَالَ ذَرَّةٍ خَيُرًا يُرَهُ ٥ وَمَنُ يَعُمَلُ مِثُقَالَ ذَرَّةٍ شَرَّايُرَهُ ﴾ (زازال) توجوكونى ايك وَيوْقُ بَمِر يَنكى كرے كا وہ اس كود يجھے كا اور جو چوفى برابر بدى كرے كا وہ اس كو بمى ديھے كا۔ ﴿ يَوْمَ تَحِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتُ مِنْ حَبُرًا مَّحُضَرًا وَمَا عَمِلَتُ مِنْ سُوءٍ ﴾ (آل مران ٢٠) جس دن برجان جواس نے اضح كام كيّان كوموجود يائے كي اور جو برے كام كے وہ بھى۔

ید بات کدانسان کا برعمل وفعل صحیفه عالم پر بمیشد کے لئے ثبت ہوجاتا ہے اس کوقر آن نے کئی طریقوں سے ادا

۔ ' ۔ ایک اس طرح کدانسان کی زبان ہے جب بھی کوئی لفظ لکتا ہے خواہ وہ کتنا بی تنہائی میں بولا جائے خدائی شاہد اس کے سننے کوموجودر ہتے ہیں ٔاوروہ اس کومن کرمحفوظ کر لیتے ہیں۔

مجمى اس كواعمال كى تحرير كرده كتابت كالفاظ من ظاهر كيا كياب-﴿ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَحُوهُمْ بَلَى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكُتُبُونَ ﴾ (زفرف-2) کیا بیم عکر مجھتے ہیں کہ ہم ان کے جداوران کی کانا پھوی نہیں سنتے 'کیول نہیں' بلکہ ہمارے فرستادہ ان کے پاس اعمال لکھتے ہیں۔

﴿ إِنَّ رُسُلُنَا يَكُتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴾ (ين ٢٠)

بے شک ہمارے فرستادہ تنہاری چالوں کو لکھتے رہتے ہیں۔

مجھی اللہ تعالیٰ بڑمل کے موقع پرخودا بی حاضری اور دائمی علم وشہادت کوظا ہر کرتا ہے۔

﴿ وَمَا تَكُونُ فِي شَانِ وَمَا تَتُلُوا مِنْهُ مِنُ قُرُانٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنُ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيُكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾ (يِلْسُ عَلَيُكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾ (يِلْسُ عَ)

اور تو کسی کام میں نہیں ہوتااور نہ قرآن ہے کچھ پڑھتا ہے اور نہ تم لوگ کوئی کام کرتے ہو کیکن ہم موجود ہوتے ہیں ا جب تم اس میں گلے ہوتے ہو۔

مجھی بیرکہا کہ ہرانسان کا نامہ عمل اس کی گردن میں لٹکا ہے قیامت کے دن وہی فروعمل کی صورت میں انسان کے سامنے پھیلا دیا جائے گا کہ اپنااعمال نامہ تم خود پڑھاو ، فر مایا :

﴿ وَكُلِّ إِنْسَانَ ٱلْزَمُنَهُ طَآئِرَهُ فِي عُنُقِهِ لَهُ وَنَحْرِجُ لَهُ يَوُمَ الْقِيلَمَةِ كِتَبَا يَّلُقهُ مَنْشُورًا ١٥ إِقُرَا كَالِمَا عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴾ (بى اسرائیل ۱۲) كِتَبَكَ لَا كُفَى بِنَّفُسِكَ الْيَوُمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴾ (بى اسرائیل ۱۲) اور ہم نے ہرانسان كا نتيج مل اس كى كردن من چيكا ديا ہے اور قيامت كے دن ہم اس كود فتر كر كے تكاليس كے جس كووه كھلا ہوا يائے گا'ا پنا دفتر پڑھ لے ، آج تيرانس خود بى كاسب ہوتو كافى ہے۔

اس آیت کاابیامحمل ہے کہ نامہ عمل کواگر کوئی واقعی کاغذ کا دفتر یا حساب و کتاب کارجسٹر نہ سمجھے تو سمجھے سکتا ہے اور کہ سکتا ہے کہ یہ تعبیراس لئے اختیار کی گئی ہے کہ جس طرح کاغذاور رجسٹر میں قلم بند حساب کوئی بھول نہیں سکتا اورا یک ایک چیزاس میں درج ہوتی ہے ای طرح بیا عمال انسانی فراموش نہ ہوں گے بلکہ لکھے ہوئے رجسٹر کی طرح محفوظ رہیں کے فرمایا:

﴿ وَوُضِعَ الْكِتُكُ فَتَرَى الْمُحُرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُويُلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتْبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا تَخِيرَةً وَلَا يَظُلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا الْمَهُ كَالَمَ وَلَا مَعْمَلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظُلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا الْمُهِ كَالَمَ وَلَا مَعْمَلُوا وَلَا يَظُلِمُ وَلَا يَظُلِمُ رَبُكَ أَحَدًا اللهِ الْمَعْمَلِمُ اللهِ وَلَا يَظُلِمُ مَن اللهُ وَلَا يَظُلِمُ مَن اللهُ وَلَا يَظُلِمُ وَلَا اللهُ وَلَا يَظُلِمُ مَن اللهُ وَلَا يَظُلِمُ مَن اللهُ وَلَا مَعْمَلُوا عَلَامَ عَلَا اللهُ وَلَا مَعْمَلُوا عَلَى اللهُ وَلَا مَعْمَلُوا مِن اللهُ وَلَا مَعْمَلُوا مِن اللهُ وَلَا مَعْمَلُوا مِن اللهُ وَلَا مَعْمَلُوا مِن اللهُ وَلَا مَن مُ اللهُ وَلَا مُعْمَلِمُ مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَيَعْلَوا مِن اللهُ وَلَا مَا عَذَا لَكُولُ اللهُ وَلَا مُن مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلَا مُن مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا مُن اللهُ وَلَا اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ وَلِمُ اللهُ الل

بایں ہمداگرکوئی تغیب لفظوں کا پابند ہوکرنا مدا عمال کو واقعی کاغذوں کا دفتر سمجھتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ الفاظ کے خلا ہری معنی اس کی تائید کریں گے مگر کون سمجھتا ہے کہ یہ کیونکر ہوگا ای لئے اس پر بحث فضول ہے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ چاہے یہ ہویا وہ 'بہر حال ہمارے اعمال کا ایک ایک نقط محفوظ رہے گا'اور وہ خدا کے سامنے پیش ہوگا اور یہی اس عقیدہ کا اصل مقص

### اعضاء کی شہادت:

انسان کا ہر آل این پیچھے اپنے کرنے والے کے اندرا پناا چھایا ٹر ااثر چھوڑ جاتا ہے اگر دل کا آئینہ صاف ہوتو اس کوایے عمل کا چہرہ اس میں صاف د کھائی دئے فر مایا:

> ﴿ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرُهُ أَن وَلَوْ اللَّى مَعَادِيرَهُ ﴾ (آيار. ١) بلک انسان کوائے نفس کا حال آپ دکھائی دیتا ہے اگر چہوہ اپنے عذر تراشتا ہے۔ یکی وہ آئینہ ہے جو گناہ کے میل سے ذکک آلود ہوجا تا ہے۔ ﴿ حَلّا بَلُ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمُ ﴾ (تعنیف) تہیں بلک ان کے دلوں پر ڈنگ بین گیا ہے۔

ای آیت کی تغییر میں گویا آنخضرت و کھٹانے بیفر مایا ہے کہ جب انسان پہلے پہل گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پرایک سیاہ نقط پڑجا تا ہے اورا گروہ تو بدوا نابت کرتا ہے اور آئندہ اس سے بازر ہتا ہے تو وہ مث جاتا ہے اورا گرای طرح گناہ کئے جاتا ہے تو اس نقطہ کا دائر ہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کدایک دن پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ لے

ای طرح ہے وہ اپنے اعضاء جن ہے جو براکام کرتا ہے اس کا اثر ان پر چھا جاتا ہے بہاں تک کہ چہروں پر اس اثر کے نقوش انجر آتے ہیں آئکھوں میں اس کی لکیریں پڑجاتی ہیں اور ہاتھ پاؤں پراس کے نشان نمایاں ہوجاتے ہیں عالم غیب کوچھوڑ وال عالم غاہر میں تاڑنے والوں کی نگا ہیں انسانوں کے چہروں ، آئکھوں اور ہاتھ پاؤں کے عنوان بیان سے انسان کے اندر کی تحریریں پڑھ لیتی ہیں ای طرح قیامت میں ان کے اعمال کے آثار و نتائے ان کے ایک ایک عضوے نمایاں ہوں گے۔

﴿ يُعْرَفُ الْمُحْرِمُونَ بِسِيْمَاهُمُ ﴾ (رحمان-٢) كَنْهَارا فِي بِيثَانِي سِيثَانِي سِيكِانِ لِحَ عِاسَمِي كَ-

الی حالت میں اس وقت جب انسان کی زبان قال پر خداوندعدالت کے رعب وجلال ہے مہر سکوت پڑجائے گی ،اگرانسان کے ہاتھ پاؤل اور کھال تک نفس انسانی کے اعمال بدپر گواہی وے دیں تو تعجب کی کیابات ہے فرمایا۔ ﴿ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُحُرِمُونَ ...... اَلْیَوْمَ نَسُختِهُ عَلَی اَفْوَاهِ بِهِمُ وَتُکلِمُنَا اَیْدِیْهِمُ وَ مَشْهَدُ اَرُجُلُهُمْ بِمَا کَانُوا یَکُسِبُونَ ﴾ (یین ۔ 10۔ ۵۹) اے گنہگاروا آج نیکوکاروں سے الگ ہوکر پہیان میں آجاؤ...... آج ہم ان کے مند پر مہر لگاویں گے اور ان

كَ بِاتَهُ مَ مِن كِلِيلِ كَاوران كَ بِاوَل ان كَرَوَوَ ل كَ كُواى دي كـــ ﴿ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعُدَاءُ اللّٰهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ‹ ، حَتَّى إِذَا مَا جَاءُ وُهَا شَهِدَ عَلَيْهِمُ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَحُلُو دُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ‹ ، وَقَالُوا لِحُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدُتُم عَلَيْنَا قَالُوا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِي آنَطَقَ كُلُ شَيْءٍ ﴾ (مَ الجدور ١٥٠١) اور جس دن خدا کے وقمن دوزخ کی طرف ہاتھے جائیں گے اور وہ درجہ بدرجہ بانے جائیں گئے بہاں تک کہ جب
وہ اس کے پاس پہنچاتو ان کے کانوں ان کی آتھ موں اور ان کی کھالوں نے ان پر ان کے کرتو توں کی گواہی دی اور
انہوں نے کہاتم نے ہم پر کیوں گواہی دی کہا کہ جس خدانے ہر چیز کو گویا کیا ای نے ہم کو بھی گویا کیا۔
اس لئے ان اعضاء کی گویائی بھی اسی نوع کی ہوگی جس نوع کی گویائی و نیا کی ہر چیز کو حاصل ہے کیکن اس
گویائی سے اگر کوئی حقیقی زبان کی گویائی مراد لے کرتھنی یا تا ہے تو اس کواس کاحق حاصل ہے۔

#### ميزان:

اکثر انسانوں کے ایجھے یا برے دونوں قتم کے اعمال ہوتے ہیں ایک قتم کاعمل کم ہوگا اور دوسرازیادہ یا دونوں برابر، دو مادی چیز وں کے درمیان تفاصل اور گھٹ بڑھ کاعلم ہم کوتو لئے یا گئنے ہے ہوتا ہے اس لئے وزن اور حساب سے عموماً عدل وانعماف حق اور ٹھیک ٹھیک کامغہوم ادا کیا جاتا ہے اعمال انسانی کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کواس کے عمل کے مطابق پوراپورابدلہ ملے گانفر مایا۔

﴿ حَزَاءً وِفَاقًا ﴾ (نامـ١)

بورا يورا يدلد

اس برابری اور کمال عدل وانصاف کے مفہوم کوتر از وکی ناپ اور عدالت کی میزان کے استعارہ سے اوا کیا فرمایا۔
﴿ فَلَمَ مَنْ عُلَيْهِمُ بِعِلْمِ وَمَا كُنّا عَالِيُهُنَ وَ الْوَزُنُ يَوْمَعِلِهِ وِ الْحَقُ عَلَيْهِمُ مِعِلْمِ وَمَا كُنّا عَالِيهُنَ وَ الْوَزُنُ يَوْمَعِلِهِ وِ الْحَقُ عَلَى الْفَلْمَ مُوازِيْنَهُ فَا وَلَيْكَ الَّذِيْنَ حَسِرُو آ أَنْفُسَهُمُ ﴾ (اعراف۔ ا)
عربهم احوال سنا کمیں کے اور ہم کہیں عائب نہ منے اور وزن اس دن حق ہے کہ جس کی تولیس بھاری ہو کمی تو وہ بیں
جن کا بھلا ہوا اور جس کی تو میں بکی پڑیں سووی ہیں جوائی جائیں بار بیٹھے۔

﴿ فَاصًا مَنُ ثَقُلَتُ مَوَازِينَهُ ٥ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ٥ وَآمًا مَنُ خَفَّتُ مَوَازِينَهُ ٥ فَامُهُ

توجس كى تول جمارى موئى توده خوش خوش عيش مين موكا اورجس كى تول بلكى موئى تواس كى مال دوزخ موگى \_

ان دونوں آینوں میں تول کے بھاری اور ملکے ہونے سے مقصودا عمال خیر کی دبیشی ہے پہلی آیت میں اس کا اشارہ موجود ہے کدوزن سے مرادی وعدل ہے اور بیکہ انسان کا ہر عمل علم اللی میں موجود ہوگا اور دہ کسی طرح بیش و کم نہ ہوگا۔ اس مغہوم میں بیاستعارہ قرآن میں بکثرت مستعمل ہوا ہے ، ایک جگہ ہے۔

﴿ اَللَّهُ الَّذِي آنْزَلَ الْكِتْبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ﴾ (شرى ١٠)

وہ اللہ جس نے كتاب كوحق كے ساتھ ا تارااور ميزان كو۔

یعنی کتاب الی حقانیت کے ساتھ اُڑی ہے اورای کے ساتھ میزان بھی جس سے مرادعدل ہے (طبری تفییر آیت مذکورہ) ای طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نظام کا نتات کی ہر چیز میں جواعتدال کامل رکھا ہے اس کو بھی میزان ہی کے لفظ سے ادافر مایا ہے۔ (rrr)

﴿ وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴾ (رحان) اورخدائے ترازور کھی ہے۔

#### حباب:

کی بیشی کے علم کا دوسراطر یقہ حساب کرنے کا ہے دوسری آسانی کتابوں کی طرح قرآن میں بھی بیاستعارہ استعال ہوا ہے اور بار بارفر مایا ہے کہ ہم قیامت میں تمہارے عمل کا حساب لیس کے مگراس حساب سے بھی وہی مقصود ہے جو وزن سے ہے چنانچے سورۂ انبیاء "میں میں مفہوم مزید تصریح کے ساتھ فذکور ہے اور جس سے میزان کی حقیقت بھی پوری طرح سمجھ میں آتی ہے فرمایا۔

﴿ وَ نَـضَـعُ الْـمَـوَازِيُـنَ الْـقِسُطَ لِيَوْمِ الْقِينَمَةِ فَلَا تُظَلَمُ نَفُسٌ شَيْمًا وَّاِنُ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنَ حَرُدَلِ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا خِسِبِيْنَ ﴾ (انجياء ٢٠)

اور ہم قیامت کے دن کے لئے تر از و کمیں بعنی انصاف رکھیں سے چرکسی پر پہنظلم ند ہوگا اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی پہنے ہوگا تو ہم لے آئیں سے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

اس آیت ہے دو باتیں ہجی جاشتی ہیں ایک تو سے کہ دزن سے مقصودانصاف اور عدم ظلم ہے اور دوسری سے کہ حساب سے مقصود سے ہے کہ کمل انسانی کا کوئی ذرہ بھی معاوضہ میں چھوٹے نہ پائے گا اور نہ وہ خدا کے علم سے عائب ہے کہ ساب سے مقصود سے ہے کہ کمل انسانی کا کوئی ذرہ بھی معاوضہ میں چھوٹے نہ پائے گا اور نہ وہ خدا کے علم سے عائب ہے کہاں بہر حال دزن وحساب کے مادی ہی مفہوموں کواگر کوئی سیجے باور کرتا ہے تو وہ بھی حق پر ہے۔

### جنت و دوزخ:

اب ایک سوال سے پیدا ہوتا ہے کہ ان اعمال کی تکلیف اور ذمہ داری سے مقصود الہی کیا ہے؟ حقیقت سے ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا منشاء سے ہے کہ ارواح انسانی کو سعادت ابدی اور ترقیات غیر متمائی عطاکی جا کیں مگر اس سعادت و ترقی کی بنیا دخدانے اعمال نیک سے حصول اور اعمال بدسے پر ہیز پر رکھی ہے اس لئے سے کہنا صحیح ہے کہ خلقت انسانی کی غرض سے کہ وہ احکام اللی کی تعمیل کرے تا کہ وہ اپنی مقررہ سعادت اور موجودہ ترقی کو حاصل کرے اور اس عالم کا نام جہاں سے کہ وہ احکام اللی کی تعمیل کرے تا کہ وہ اپنی مقررہ سعادت اور موجودہ ترقی کو حاصل کر سے اور اس عالم کا نام جہاں سے سعادت ابدی اور ترقیات غیر متمائی ملتی ہے "بہشت" ہے اور اس عالم کا نام جہاں جاکر دنیاوی کمیوں کی تلاقی اور گذشتہ سعادت ابدی اور ترقیات غیر متمائی ماتی کے اعمال بدے نیا گئے ہے کہ جنت ہی انسان کا اصلی گھر حیات فانی کے اعمال بدے نیا گئے ہے کہ جنت ہی انسان کا اصلی گھر ہے مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

### جنت انسان کی وراثت ہے:

حضرت آ دم کا قصہ جو تو را قاور قرآن پاک میں ندگور ہے ووآ غاز خلقت کی محض تاریخ نہیں بلکہ وہ حقیقت انسانی کی مجی اور حقیق تغییر ہے عام طور ہے سمجھا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آ دم کواپنے فضل ہے جس جنت میں جگہ دی تھی وہ پہلے ان کواوران کی نسل کو ہمیشہ کے لئے دے دی گئی تھی مگر چونکہ اتفا قاان سے گناہ سرز دہوا اس لئے وہاں سے نکال کرزمین میں بھیج دیئے گئے مگر ایسا سمجھ نہیں ہے کہ آ دم کا زمین میں آنا تو ان کی پیدائش سے پہلے ہی مقرر ہو چکا تھا' کیونکہ اللہ تعالی ان کی خلقت سے پہلے ہی فرشتوں پر بیظا ہر کر چکا تھا کہ

﴿ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً ﴾ (بقره)

مِن زمِن مِن أيك خليفه بنانے والا مول-

حضرت آدم کا زمین میں خلیفہ ہونا ان کے زمین میں سکونت پذیر ہونے کی پیشین کوئی ہے گرزمین میں سجیجنے سے پہلے ان کؤ جنت میں رکھنا پھر گناہ کے بعد وہاں سے ان کو نکال کر زمین میں بھیجنا بیاشارہ رکھتا ہے کہ آدم اوران کی اصلی جگہ بھی جنت ہے گراس سے دُوری اس کے گناہ کی وجہ سے ہے اوراس کا حصول خدا کی اطاعت اور نکوکاری کے ذریعہ ہوگا جنانچہ ان کے زمین میں اتر تے وقت اللہ تعالیٰ نے بیاعلان فرمادیا۔

﴿ قَالَ اهْبِطَا مِنُهَا جَمِيُعًا 'بَعُضُكُمُ لِبَعْضِ عَدُو ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمُ مِّنِي هُدَى فَمَنِ اتَّبِعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشُقَى ٥ وَمَنُ اَعُرْضَ عَنُ ذِكْرِي فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنُكًا وَّنَحُشُرُهُ يَوْمَ الْقِيْمَةِ اَعُمٰى﴾(طـ١٢٣ـ١٢٣)

خدائے کہا کہ اس جنت ہے تم دونوں ایک ساتھ اتر جاؤ' تم ایک دوسرے کے دشمن ہوا گرتمہارے پاس میری طرف سے کوئی رہنمائی آئے تو جس نے میری رہنمائی کی چیروی کی تو وہ تمراہ نہ ہوگا اور نہ بد بخت ہوگا اور جس نے میری یاو سے منہ پھیرا' تو اس کے لئے تنگ معاش ہوگی' اور قیامت میں ہم اس کوا عرصا اٹھا کمیں گے۔

تورات میں ہے کہ جنت میں وودرخت تضایک نیک و بدگی پہچان کا اوردوسرازندگی جاوید کا 'توراۃ کی روے آ دم کوای نیک و بدگی پہچان کے درخت کا پھل کھانے ہے منع کیا گیا ہے لیکن آ دم نے اس کو کھالیا اوراس کی وجہ ہے۔ ہے پہلے ان کواپٹی برہنگی کاعلم ہوا' آخر خدانے ان کو جنت ہے نکال دیا کہ وہ زندگی کے درخت کا پھل کھا کرخدائی کا دعویٰ نہ کر جینے میں' جب وہ جنت ہے نکالے میے' توان ہے کہا گیا

"اوراس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھ سے تھم کیا کہ اس سے مت کھا نا رُمین تیر سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر مجراس سے کھائے گا اور وہ تیر سے لئے کا نئے اور اونٹ کٹار سے آگائے گی اور تو گھیت کی نبات کھائے گا اور تو اپنے منہ کے پیپند کی روٹی کھائے گا 'جب تک کہ زمین میں چر نہ جائے "(سنز تکوین ہے) کھیت کی نبات کھائے گا اور تو اپنے منہ کے پیپند کی روٹی کھائے گا 'جب تک کہ زمین میں چر نہ جائے "(سنز تکوین ہے) قرآن پاک میں اس درخت کا نام جس کا چھل کھائے سے آ دم کوروکا گیا تھا تصریحاً نہ کورنیس کی ایک آ یت سے اشار ق معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیک و بدکی شناخت کا درخت تھا اور شیطان نے میہ کہ کران کو کھلا یا کہ "میہ حیات جاوید اور ملک جادواں کا درخت ہے۔ میں کا درخت ہے۔ اس کا درخت ہے۔ میں کہ اس کے کھائے کا تیجہ بیہوا کہ ان کو 'بر ہنگی کاعلم'' ہوگیا جو نیک و بدکی تمیز کا میچہ ہے۔

﴿ فَوَسُوسَ اللَّهِ الشَّيْطَالُ قَالَ يَادَمُ هَلُ آدُلُكَ عَلَى شَجَرَةِ الْحُلْدِ وَمُلْكِ لَايَبْلَى ، فَاكلَا مِنْهَا فَبَدَتُ لَهُمَا سَوُاتُهُمَا ﴾ (ط-١٣١)

فرمایا شیطان نے آ دم کووسوسدد مااور کہاا ہے آ دم! کیا میں مجھے حیات جاودانی اور سلطنت غیر فانی کا در خت بتاؤں تو (آ دم اور حوا) دونوں نے اس در خت کا پھل کھایا تو ان کی بری چیزیں ان پر کھل حمیں

اب سوال میہ ہے کہ ''حیات جاودال' اور غیر فانی بادشاہ سے مقصود کیا ہے، ظاہر ہے کہ جنت ہے شیطان کا مقصود میر تھا کہ اس جنت میں جس میں تم اب ہو بے در دسر ہمیشہ رہنے کا نسخہ تم کو بتاؤں؟ انسان نے خواہش کی تو اس نے نیک و بدگی تمیز ہی پر انسان کی شرق تکلیف اور نیک و بدگی تمیز ہی پر انسان کی شرق تکلیف اور مؤاخذہ کی بنیاد ہے ہروہ تلوق بلکہ ہروہ انسان جو اس ادراک سے خالی ہے وہ شرقی تکلیف اور مواخذہ سے بھی گرا نباز ہیں ہوئی خرض اس خیروشرکی معرفت کا لازی نتیجہ شریعت کی تکلیف تھی چانچہ دہ اس کے سرڈالی تی اور پھرنسل آ وم میں میہ نیک و بدگی تمیز فطری الہام کے ذریعہ عنایت ہوئی فرمایا۔

﴿ وَ نَفُسِ وَمَا سَوَّهَاهِ فَٱلْهَمَهَا فُهُوُرَهَا وَتَقُوهَا ﴾ (العنس) اورنفس اوراس کی بناوٹ کی منم پھرننس میں اسکی بدی اوراس کی نیکی کوالہام کیا۔ مجب نہیں کے قرآن پاک کی ہے آ بیٹی ای مفہوم کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

﴿ إِنَّا عَرَضَنَا الْاَمُنَانَةَ عَلَى السّموٰتِ وَالْارُضِ وَالْحِبَالِ فَالَيْنَ اَنْ يُحْجِلْنَهَا وَالشَّفَقُنَ مِنُهَا وَحَدَّلَهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقْتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكِينَ اللّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقْتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْونَ اورائِينَ وَالْمُنْفِقَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْونَ اورائِينَ وَالْونَ اورائِينَ وَالْونَ اورائِينَ وَالْمُنْفِقَ وَالْمُنْ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْ وَالْونَ اورائِينَ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْفِقَ وَالْمُمْ مِنْ وَالْمُنْ وَالُونَ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْ وَلِينَا وَالْمُنْ وَلِينَا وَالْمُنْ وَلْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُنْ وَالْمُو

انسان نے اپنی جہالت ہے اس تکلیف شرق کی امانت کو اٹھالیا جو نیک و بدکی معرفت کا لازی نتیجہ تھا اور اس تکلیف شرق کا لازی نتیجہ جڑا اور سزائتی لیکن خدا کی رضا مندی بہی تھی کہ اس کے سب بندے اس کی رحمت اور مغفرت کے مستحق تفہریں گداس کی رحمت و شفقت کا اقتضاء بہی ہے کہ گئہگاروں کو معاف کرے اور نیکو کاروں پراپنی خاص رحمت نازل کرے لیکن اگر کا شت کارا ہے کھیتوں کو ابر رحمت ہے مستفید ہونے کے قابل نہ بنائے تو وہ اس کی برکت سے مستفید نہ ہوگا ای طرح جو بندہ شرک و نفاق میں جٹلا ہو کرا ہے آپ کو اس کی رحمت کے قابل نہ بنائے تو وہ بھی اس کی رحمت کے قابل نہ بنائے تو وہ بھی اس کی رحمت کی بارش سے سیراب نہ ہو بیکے گا۔

غرض اس طرح وہ مسلحت الی جوانسان کی پیدائش سے تھی پوری ہوئی اور وہ حیات جادیداور غیر فانی بادشاہی جس کا حصول قضائے الی نے انسان کی محنت' جدو جہداور سعی وعمل پر موقو ف رکھا تھا اور جے شیطان نے آ دم کو بلاسمی و محنت محض بخت وا تفاق ہے ولوادیتا جا ہا تھا بلاآ خراس کا ملتا تقدیر الیمی اور نظام ربانی کے مطابق شریعت کی پیروی وجدو جہد

اوراس كے مطابق سعى وعمل كے ذريعيا ك يہا سے مظرر مواجيها ك يہلے سے طے شدہ تھا فرمان آيا:

﴿ إِهْبِطُوا مِنُهَا جَمِيعًا فَامًا يَأْتِيَنَّكُمُ مِّنِي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوُفٌ عَلَيْهِمُ وَلَا هُمُ يَحْزَنُونَ﴾ (بقرهـ٣)

یہاں سے تم سب انرو پھرا گرتمہارے پاس میری طرف سے کوئی رہنمائی آئے تو جس نے میری رہنمائی کی پیروی کی توان کونیڈر ہوگانی خم۔

﴿ اِهْبِطًا مِنْهَا جَمِيعًا ۚ بَعُضُكُمُ لِبَعُضٍ عَدُوٌّ فَامًا يَأْتِيَنَّكُمُ مِنِّي هُدًى فَمَنِ تَبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشُقى﴾ (طـ١٢٣)

تم دونوں پہاں سے نیچے اتر وُنم ایک دوسرے کے دعمن ہو' پھراگر تمہارے پاس میری طرف سے رہنمائی آئے' تو جس نے میری رہنمائی کی پیروی کی' تو وہ گمراہ نہ ہوگا اور نہ بدبخت۔

جب انسان کا اصل مقام وہی حیات جاوید اور مملکت ابد ہے تو ای کا حصول اس کی تمام کوششوں کا محورہونا چاہے اور اس حیات فانی اور لاز وال بادشاہی کی دولت کواپنی اس فانی زندگی اور زوال پذیر بادشاہی کے تمام کا موں کے مزدومعاوضہ میں حاصل کرنا چاہئے تا کہ وہ اپنے باپ کی اس آسانی بادشاہی کو پالے جس کی صفت رہے ہے ﴿ فَلَا یُحُرِ جَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشَفَّی ، واِنَّ لَكَ آلَّا تَحُوُعَ فِیْهَا وَ لَا تَعُری ، وَ آنَّكَ لَا تَظُمَوا

فِيُهَا وَلَا تُضَحٰى ﴾ (ط191-11)

تو شیطان تم کو جنت سے باہر نہ کردے تو پھرتم مشقت میں پڑجاؤ'اور جنت میں تجھ کو بیدملا ہے کہ اس میں تو نہ بھو کا ہوگا نہ نگانہ پیاسا ہوگا'اور نہ دھوپ کی تپش اٹھائے گا۔

آ دم اس جنت سے نظے تو ان کو بھوک بھی گئی اور نظے بھی ہوئے ، بیا س بھی ان کو معلوم ہوئی اور دھوپ کی تپش کی بھی تکلیف ہوئی اور زمین میں آ کرانہیں چار چیزوں کی مشقت میں گرفتار ہوئے کھانا، چینا 'پہننا' رہنا۔ بہی انسان کی جھی تکلیف ہوئی اور انہیں کو اپنی ہوا وہوں سے پھیلا کر اس نے ضروریات کا ایک عالم پیدا کر لیا اور انہیں کے تیار کرنے ضرورت سے زیادہ حاصل کرنے اور عمدہ بنانے میں اپنی موجودہ زندگی کی تمام ترتو جدکو مصروف کر دیا اور اصل جنت کی طلب سے ہاتھ دھو بیشا، بہیں سے شریعت کی تکلیف عائدہوئی اور جائز اُکل جائز شرب جائز ابس اور جائز اُسکن کے حصول کے طریقوں کی تعلیم اور ناجائز طریقوں سے احتراز کا تھم ہوا 'اس سے شریعت کے اصول معاملات اور اخلاق انسانی کی ذمہ داریاں پیدا ہوئیں اور پھر اس لئے تا کہ اس حیات فانی میں پھنس کر حیات غیر فانی کی طلب کو بھول نہ جائے' کی ذمہ داریاں پیدا ہوئیں اور پھر اس لئے تا کہ اس حیات فانی میں پھنس کر حیات غیر فانی کی طلب کو بھول نہ جائے' عرفان الہی (عقائد کہ میجود) اور عبادت واطاعت الہی کی تلقین ہوئی' جو جنت کی اصلی غذا اور روزی ہے۔

﴿ اُولَیْكَ هُمُ الُوَارِنُوُنَ٥ الَّذِیْنَ یَرِنُونَ الْفِرُدَوُسَ هُمُ فِیهَا خَلِدُونَ ﴾ (مومنون-۱) یمی وه میراث لینے والے ہیں جوسابیدار باغ کے وارث ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ لیکن بیدورا ثبت انسان کو اپنے اعمال خیر بی کے ذریعہ ملے گی چنانچہ اہل جنت کو جنت کے داخلہ کے وقت بیہ

بشارت - لح كا -

﴿ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْآنُفُ سُ وَتَلَذُّ الْآعَيْنُ وَآنَتُمُ فِيْهَا خُلِدُوْنَ، وَتِلْكَ الْحَنَّةُ الَّتِي أُورِثُتُمُومًا بِمَا كُنتُمُ تَعُمَلُونَ ﴾ (افرف-2)

ادراس جنت میں وہ کچھ ہے جس کودل جا ہے اورآ تکھوں کولطف ملے اورتم کواس میں بمیشہر ہنا ہے اور یمی وہ جنت ے جس کے تم اپنے کامول کے بدلہ میں جن کوئم کرتے تھے وارث بنائے گئے۔

اوران ہی کومنادی غیب بیندادے گا۔

﴿ وَنُودُوا آنُ تِلُكُمُ الْحَنَّةُ أُورِنُتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمُ تَعْمَلُونَ ﴾ (١٦راف-٥)

اوران کو پکار کر کیے گا کہ بھی وہ جنت ہے جس کے تم اپنے ان کاموں کے بدلہ میں جوتم کرتے تھے وارث بتائے گئے۔ لمت توحيد كے بملغ اعظم حضرت ابراہيم" كى دعاؤں كا ايك فقرہ يہ بھى تھا:

﴿ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَّرَثَّةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴾ (شعراء ٥٠)

اور مجھے باغ تعت کے دارٹوں میں کر۔

ان آ بیوں سے ظاہر ہے کہ اسلام نے انسان کا اصلی مقام وہی قرار دیا ہے جہاں نہ بھوک ہے نہ بیاس نہ برہنگی ہے نہ دھوپ کی تکلیف جہال کی بادشاہی لازوال اور جہال کی زندگی غیر فانی ہے کٹین اس کےحصول کا ذریعہ صرف انسان کا نیک عمل اور سی عرفان ہے جن کے مجموعہ کا نام' تقویٰ' ہے۔

> ﴿ تِلُكَ الْحَنَّةُ الَّتِي نُورِتُ مِنَ عِبَادِنَا مَنُ كَانَ تَقِيًّا ﴾ (مريم، ٢٠) بدوہ بہشت ہے جس کا وارث اپنے بندول میں ہے ہم اس کو بنا کیں سے جوتفوی والا ہوگا۔

## انسانی جزاءوسزا کے تین گھر

انسان کے تین گھر ہیں'ایک موجودہ فانی عالم جس کو دنیا کہتے ہیں اور دوسرا درمیانی عالم موت یا عالم قبر جس کا نام برزخ ہے اور تیسرااس غیر فانی زندگی کا تھر جس کودار آخرت کہتے ہیں بہودیوں کے پہاں اصلی زورای دنیا کی جزاو سزا پر ہے ان کے ہاں تیسر ہے کا ذکر بہت کم اور دوسر ہے کامطلق نہیں اور عیسائیوں میں پوراز ور تیسری منزل کی سزاوجزا پر ہے'اور پہلی اور دوسری منزلوں کے ذکرے خاموثی ہے لیکن وحی محمدی کی جمیل نے ان تینوں کھروں کوانسانی سزاوجزا وکا مقام قرار دیا ہے'انسان کواپنے اعمال کی پہلی جزاوسزا تو ای دنیا میں کامیابی و ناکامی کی صورت میں ملتی ہے گواس کامیابی و نا کای کے بیجھنے کا معیار مختلف ہواس کے بعد جب انسانی روح دوسری منزل میں قدم رکھتی ہے تو یہاں بھی وہ اپنے اعمال کی تھوڑی بہت جزا وسزا کا منظر دیکھ لیتی ہے اس کے بعد جب موجودہ دنیا کے پورے کاروبار کا خاتمہ ہوکراس فانی کا نئات کا ہرتقش ونگارمٹ جائے گا اور پھرٹی زمین اور نیا آسان ہے گا تو فانی انسانوں کو دائمی زندگی کے لئے پیدا کیا جائے گااوراس وقت وہ اپنے اعمال کی پوری جز اوسز ایا کیں گے۔

## انسان كايبلا دارالجزاء:

انسان کا پہلا دارالجزاء یمی دنیا ہے۔ گوانسان کے ہرنیک و بدفعل کی پوری جزاتو دوسری دنیا کی زندگی میں ملتی

ہے، کین اس کے نیک و بدفعل کے مماثل اس موجود ہونیا کی زندگی میں بھی اس کو پچھ نہ پچھ جزا ملا کرتی ہے۔ انسان کی عزت شہرت، ناموری ہردلعزیزی محبوبیت تسکین اطمینان مرور فارغ البالی حکومت بیتمام اس زندگی کے اعمال خیر کے نتائج ہیں ان کے برخلاف ذلت رسوائی، بےعزتی سمپری، پریشان حالی بے اطمینانی 'غم' خوف بھکومیت ہمارے اعمال بدکے اثرات ہیں۔

یہودیوں کی تورات میں اعمال کے نتائج میں زیادہ اہمیت ای دنیاوی دارالجزاء کو دی گئی ہے بلکہ یہی خیال توراۃ میں سب سے زیادہ نمایاں ہے کہ خدا کی فرما نبرداری اور نافر مانی کی جزاای دنیا کی رخی وراحت کی صورت میں ای زندگی میں ملتی ہے مثلاً خدا کے حکموں پر عمل کرو گئو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری تھیتیاں سر سبز ہوں گئ تمہاری اولادیں برومند ہوں گئ تمہارے دغمن مغلوب ہوں گا اور اگر خدا کی برومند ہوں گئ تمہارے جانور جئیں گئے تمہارے درخت پھل دیں گے اور تمہارے دغمن مغلوب ہوں گا اور اگر خدا کی نافر مانی کرو گئو تم پروہا کیں آئی گئی فیط پڑیں گئے تمہاری اولادیں جیتی نہ رہیں گئ ، تمہارے جانور مرجا کیں گئی تمہارے باغ پھل نہ دیں گے اور تمہارے دغمن تم پر چھاجا کئیں گے ۔عیسائیت نے اس کے تمہارے شہر تباہ ہوجا کئیں گئی ملکت پر نہیں بلکہ آسان کی بادشاہت پر دیا ہے اور اس ظاہری زندگی کے فوز وفلاح کوا پٹ مقصدے خارج قرار دیا ہے آئے تحضرت وقت کو لے کرآئے وہ یہودیت وعیسائیت کی اس افراط و تفریط دونوں سے پاک ہے۔ اس نے ایمان اور علی صالح کا نتیجاس دنیا کی بادشاہی بھی قرار دی اور اس دنیا کی بھی زیری کی حکومت بھی اور وہاں کے باغ و بہار بھی چنانچاں ٹدیتائی نے نیکوکار مسلمانوں کے در تاب کی جن نیکا لئدیتائی نے نیکوکار مسلمانوں کے در تاب کی جن نیکا لئدیتائی نے نیکوکار مسلمانوں کے ذکر میں فرمانا:

﴿ فَاتْهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسُنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (آلعمران-١٥) تو خدانے ان کودنیا کا بدلہ بھی دیااورآ خرت کے تواب کی خوبی بھی اوراللہ نیکی کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔ ایمان اور عمل صالح والوں سے بیوعدہ تھا کہ

يد جھی انہيں سے وعدہ ہے۔

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ امَنُوا مِنْكُمُ وَعَمِلُوا الصَّلِخِتِ لَيَسْتَخُلِفَنَّهُمُ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخُلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمٌ ﴾ (نور ـ 2)

خدانے ان سے جوتم میں سے ایمان لائے اورا چھے کام کئے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو ملک میں حاکم بتائے گا'جس طرح ان سے اگلوں کو حاکم بتایا تھا۔

لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جس طرح اس دنیا کی فانی زندگی ہے اس دنیا کی باتی زندگی زیادہ پائیدار ہے ' ای طرح اس دنیا کے ثواب ہے اس دنیا کے ثواب کی قدرو قیمت بھی زیادہ ہے اورای دنیا کے حسن عمل کی کوشش ہے اس دنیا کی بہتری بھی ملتی ہے'فر مایا: ﴿ لِلَّذِينَ اَحْسَنُوْا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً ﴿ وَلَدَارُ الْاحِرَةِ خَيْرٌ ﴿ وَلَنِعُمَ دَ ارُ الْمُتَقِيْنَ ﴾ ( تُحَل ٣٠) جنهوں نے نیک کام کے اس دنیا میں ان کے لئے بھلائی ہے اور بے شید آخرت کا گھر بہتر ہے اور پر ہیزگاروں کا گھر کیا اچھا ہے۔

ای طرح بدکاروں کی جزا جہاں اس دنیا کی دوزخ اور آ گ کے عذاب کوفر مایا 'اس طرح اس دنیا کی ذلت و خواری اور رسوائی کو بھی فر مایا

﴿ حَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاخِرَةِ ﴾ (ج-1)

اس نے دنیااورآ خرت کا نقصان اٹھایا۔

﴿ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزُيٌّ وَّلَهُمْ فِي الْاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (بقره ١٣٠)

ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہاور آخرت میں بوی مارہ۔

﴿ حَبِطَتُ آعُمَالُهُمُ فِي الدُّنْيَا وَالْاحِرَةِ ﴾ (بقره-١٢٧)

ان کے کام دنیااورآ خرت میں برباد ہوئے۔

اوران کے متعلق بیجی فرمایا۔

﴿ فَأُعَدِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنيَا وَالْآخِرَةِ ﴾ ( آل مران-١)

تومین ان کود نیااورآ خرت میں بخت سزاووں گا۔

تنگی اور بدحالی کی سز ابھی پیبیں ملتی ہے

﴿ وَمَنُ اَعْرَضَ عَنُ ذِكْرِى فَاِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنُكًا وَّنَحُشُرُهُ يَوُمَ الْقِينَمَةِ اَعُمٰى ﴾ (ط-١٢٣) اورجس نے میری تقیحت سے مند پھیراتواس کے لئے تک گذران ہے اور قیامت میں اس کواند ھااٹھاؤں کا کہ دنیا میں وہ دل کا اندھا بنا تھا۔

ا نتہا یہ ہے کہ خود صحابہ کو جنگ احد میں جو فتح نہیں ملی اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ان کی بعض فروگذا شتوں کا ثمرہ بتایا ﴿ إِنَّ الَّذِیْنَ نَوَلَّوا مِنْکُمَ یَوُمَ الْتَقَی الْحَمُعٰنِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیطُلُ بِیَعُضِ مَا کَسَبُوا ﴾ (آل مران ۱۷۰) ثم میں ہے بعض لوگ اس دن جب دونوں فو جیس بجڑیں جو پیچھے ہے ان کے بعض کا موں کی وجہ سے شیطان نے ان کو پھسلادیا۔

ایک اور مقام پرعام طورے فرمایا گیا۔

﴿ وَمَاۤ اَصَابَكُمُ مِّنُ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتُ اَيُدِيُكُمُ وَيَعُفُوا عَنُ كَثِيْرٍ ﴾ (شوریٰ۔٣) جومصیبت تم کو پنجی وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتو توں کے باعث اوروہ بہت ی ہاتوں سے درگذر کرتا ہے۔ یہود کے ذکر میں قرآن نے اس مسئلہ کو ہالکل واضح کردیا ہے عذا ب کے موقع پر فرمایا۔

﴿ ضُرِبَتُ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ آيَنَ مَا تُقِفُواۤ إِلَّا بِحَبُلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبُلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُ وُا بِغَضَبِ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتُ عَلَيْهِمُ الْمَسُكَنَةُ ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكُفُرُونَ بِالْتِ اللَّهِ وَيَقُتُلُونَ الْآنُبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقِّ ﴿ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَ كَانُوا يَعْتَدُونَ ﴾ (آل مران ١١١٠) ان پر ذلت ماری گئی جہال پائے گئے کیکن (جہال عزت حاصل ہے) وہ خدا کے ذریعیہ اورلوگوں کے سہارے اور اللہ کا غصہ کمالائے اوران پر ( تو می ) مختاجی ماری گئی بیاس لئے کہ وہ خدا کے حکموں کاا نکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو مارڈ النتے تھے بیاس لئے کہ وہ نافر مان ہیں اور صدودالہی ہے آ کے بڑھتے ہیں۔

اس کے بالقابل عام اہل کتاب سے کہا گیا۔

﴿ وَلَوُ أَنَّهُمُ اَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْحِيلُ وَمَا أُنْزِلَ النَّهِمْ مِّنُ رَّبِهِمْ لَا كَلُوا مِنُ فَوُقِهِمْ وَمِنُ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ﴾ (١/مهوـ٩)

اوراگریدتورات اورانجیل کواورجوان کی طرف ان کے پروردگار کی طرف سے (اب) اتارا گیااس کوقائم رکھتے تو وہ اپنے اوپر (برکاتِ آسانی) سے کھاتے اوراپنے پاؤں کے نیچے (ارضی خیروبرکت) سے کھاتے۔

ایک اور موقع پرارشاد ہے۔

﴿ وَلَـوُ أَنَّ أَهُـلَ الْـقُـرٰى امَنُـوُا وَاتَّقَوُا لَفَتَحُنَا عَلَيْهِمُ بَرَكْتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْآرُضِ وَلَكِنُ كَذَّبُوا فَاَخَذُنْهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (١عراف-١١)

اوران آباد یوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پر ہیزگاری کے کام کرتے تو ہم اِن پر آسان سے اور زمین سے برکتوں کو کھولتے لیکن انہوں نے خدا کے احکام کو جمٹلایا تو ہم نے ان کے اعمال کی پاواش میں ان کو پکڑ لیا۔

## مگریددارالجزاءفانی ہے:

لیکن یہاں ایک لغزش گاہ بھی ہے جس سے اہل ہوش کو باخر رہنا چاہے اس دنیا میں گوانسان کواعمال کی جزاو مزاکسی نہ کسی رنگ میں ضرور ملتی ہے گراس نکتہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ کیاشخصی زندگی اور کیا جماعتی حیات کے لحاظ سے بیدار الجزاء جس کا نام دنیا ہے عارضی اور قانی ہے یہاں کاغم بھی فانی اور یہاں کی خوشی بھی عارضی ہے اس لئے صرف ای دنیا کی کامیابی کوا پی زندگی کا اصل مطلوب ومقصود اور عایت ومنجا نہیں بنانا چاہئے بلکہ یہ بھینا چاہئے کہ اس سے بھی زیادہ ایک اور وسیع آسانی مملکت اور لازوال ربانی سلطنت ہے جوفنا وزوال کے ہرعیب اور ہرنقص سے پاک ہے اور جہاں کی نعمتیں اس دنیا کی لغمتوں میں پڑ کراس کونہ جہاں کی نعمتیں اس دنیا کی لغمتوں میں پڑ کراس کونہ بھول جانا چاہئے ،اس مسافر کی عقل سلیم کی داد کون دے گا جوراستہ کی عارضی خوش منظر یوں اور سفر کی فانی دلچپیوں میں پڑ کرا سے خوش سواداور سدا بہاروطن کوفراموش کر جیٹھے۔

﴿ بَلُ تُوْنِرُونَ الْحَدُوةَ الدُّنْيَاهِ وَالْاحِرَةُ خَيْرٌ وَّابَقِي ﴾ (اعلى ا) بلكةم ونياوى زندگى كوبره كرچا بج موحالانكة خرت كى زندگى اس سے بهتراوراس سے زيادہ پائيدار ہے۔

﴿ وَلَا حُرُ الْا خِرَةِ خَيْرٌ ﴾ (يوسف-٤)

اورب شک آخرت کی مزدوری (یہال کی مزدوری سے) بہتر ہے

اوراى طرح كَنْهَارول كے لئے يهال كى ذلت ورسوائى سے برُ ھكرايك اور ذلت ورسوائى كامقام ب ﴿ فَاذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِرُى فِي الْحَيْوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاجِرَةِ اَكْبَرُ الْوَكَانُوُا بَعُلَمُونَ ﴾ (زمر ٣) توخدان ان کواس دنیاوی زندگی میں رسوائی کامز و چھایااور شبیس کیآخرت کاعذاب اس ہے بھی بڑا ہے اگروہ جائے اس دنیا کی ذات ورسوائی تو شاید سہد لی جائے مگر وہاں کے عذاب کی بختی کوکون سہد سکتا ہے کہ علا وَلَعَذَابُ الْاَحِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقَی ﴾ (طرب) آخرت کاعذاب البتزیادہ بخت اور زیادہ دیرر ہے والا ہے۔

اس لئے اس فانی دنیا میں انسان کوا ہے جسٹ ممل کی بدولت جوز وروقوت، جاہ وجلال نعمت و مال اور حکومت و سروری مطے ان کوبھی آخرت کی لاز وال نعمتوں اور وہاں کی غیر فانی باوشاہی کے حصول میں صرف کرنا جا ہے کہ اس سے خودان دنیاوی نعمتوں کوبھی بقاءاور پائیداری حاصل ہوگی۔اسی فلسفہ کومحدرسول اللہ وہی کی وحی حقیقت طراز نے قارون کی نصیحت کے شمن میں ان لفظوں میں اوا کیا ہے۔

﴿ وَابْتَغِ فِيُمَا اتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاجِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبُكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنُ كَمَا أَحُسَنَ اللّٰهُ اِلْيَكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْارْضِ ﴾ (ضعر ١٥٥)

اور خدائے جو تجھ کودیا ہے اس ہے آخرت کا گھر تلاش کراور دنیا ہے اپنا حصہ نہ بھول اور جس طرح خدانے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (خدا کے بندول پر)احسان کراوراس دولت سے زمین میں خرائی نہ جاو۔

چنانچینا خلف یہود پر تباہی ای گئے آئی کہ وہ و نیاوی زندگی کی وولت و جا ٹھاد کی محبت میں ایسے بھنے کہ ان کو اپنے کاروبار میں آخرت کے سودا کا خیال بھول کر بھی نہ آیا۔

## يدوارالجزاء دارالاصلاح بھی ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وشفقت سے انسان کو پیدا کیا اور اسے ہمیشہ کی زندگی کا مقام بھی دکھایا اور بتایا کہ اس مقام کا دائی وابدی استحقاق خود تمہارے عمل سے تم کو ہوسکتا ہے اور بید دنیا وی زندگی اس لئے اس کو دی گئی کہ وہ اس زمانہ میں اس سدا بہار سرز مین کی ملکیت کو اپنے عمل کی قیمت سے خرید سکے گر چونکہ انسان دوسری مصلحتوں کے لحاظ سے طبعاً کمزورز و دفراموش اور بھو لنے والا بھی پیدا ہوا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی اسی مستعار زندگی میں بار بارا پے سنجھلنے سدھر نے اور کا میاب بنے کے مواقع عنایت کئے اور رسولوں کی بعثت ہمعلموں کی آ مد ، شریعت کی تعلیم ، پھرامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ اور گنا ہوں پر جسمانی سز او تعزیر اور عمل خیر پر روحانی لذت اور عمل شر پر روحانی غبار و کدورت کے لوازم ای لئے مقرر ہوئے کداس کو ہرقدم پراپنے اعمال پر تنبیداورا پی غلط ردی کا احساس ہواوران سب کے علاوہ اس نے اپنی غایت رحمت سے انسانوں کی تنبیداوراصلاح کے لئے حسب ذیل مرا تب مقرر کئے۔

ا۔ نیکی ہے برائی کا کفارہ چونکہ انسان کتنی ہی کوشش کرنے اپنی فطری کمزوریوں کی حدے باہز میں نگل سکنا اس لئے جس طرح اس دنیا میں اس نے انسانوں کے دلوں میں بی فطری اصول ود بعت کردیا ہے کہ جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہواس کی معمولی برائیوں سے چھم پوشی کی جاتی ہے بایہ کہ آخر میں اس کا کوئی ایک نیک کام اتناز بردست ہوجا تا ہے کہ اس کی معمولی برائیوں کی فردوهل جاتی ہے اس کا نام کفارہ عمل ہے چنا نچہ وجی محمدی نے اصولی طور پر یہ حقیقت ان الفاظ میں تلقین کی کہ:

﴿ إِنَّ الْحَسَنْتِ يُذُهِبُنَ السَّيِّفَاتِ ﴾ (حود ١٠)

بيشبنكيال برائيول كودوركرديق بي

اس آیت کا پیجی منشاء ہے کہ نیکیوں کی تدریجی ترقی بالآخر برائیوں کو کم کرتی جاتی ہے پہاں تک کہ وہ پورا نیکو کارانسان بن جاتا ہے اور پیجی خوشخبری اس میں پوشیدہ ہے کہ بھی نیکیاں اس کی پہلی برائیوں کے نتیجہ کو بھی انشاءاللہ مٹا دیں گی اس معنی کی اور آیتیں بھی قرآن پاک میں ہیں۔

﴿ إِنْ تَخْتَنِبُوا كَبَا ثِرُمَا تُنْهَوُنَ عَنْهُ نُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيَاتِكُمُ وَنُدُّحِلُكُمْ مُّدُّحَلًا كَرِيْمًا ﴾ (نا۔ ۵) ثم كوجن باتوں ئے مع كيا گيا ہے اگران ميں كى يوى باتوں نے تم بچة رہو گاؤ ہم تمہارى تقفيرين تم سے اتارديں كاورتم كوعزت كے مقام ميں داخل كريں گے۔

میدہ ہیں جن کے اجھے عمل کوہم قبول اوران کی برائیوں سے درگذر کریں کے اور یکی ہیں رہے والے جنت کے۔

۲۔ توبدکفارہ ہے' انسان کے تمام کار دہار میں اصل شے اس کا دل ہے۔ اس سے وہ پاک ہوتا ہے اور اس سے ناپاک بنمآ ہے انسان کا دل اگر خلوص کے ساتھ کی وقت خدا کی طرف رجوع کرے اور اپنی تفقیم وں اور فروگذاشتوں پراس کی بارگاہ میں نا دم وشر مسار ہوکرا پنی تجھیلی زندگ ہے بیزار ہوکرا آئندہ کے لئے نیکوکاری کا خداہے متحکم وعدہ کرلے تو اس کا نام توجہ ہے' بیتو بہ گنہگارے گنہگارانسان کو بھی خدا کے آغوش مجبت میں لاکرڈال دیتی ہے' آدم کا تصور اور پھران کی تو بہ اور دحت اللی کے دو تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحت کس کی تو بہ اور دحت اللی کے دو تو تھے کے علاوہ اس بات کی ایک مثالی صورت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحت کس طرح گنہگارانسان کو واپس لینے کے لئے بمیشہ وار بتی ہے' رحمت اللی کے اس پر جوش نظارہ کی جو کیفیت مجمد رسول اللہ کورے کے خوش نورات خاموش زبور کی

سريلي آ واز مدهم اورائيل كى خوشجرى بهم بهايكن محدرسول الله والله في النهائي بيام رباني مين اس كى كيفيات اوراصول و شرا أطاكوجس شرح وسط كساته بيان فرمايا و گويارب العلمين كى طرف برحمة للعالمين كا خاص حصه تعافر مايا و الله من تاب و امن و عبل صالحها فأو لفك يَدُخُلُونَ الْحَنَةَ وَ لاَ يُظَلِمُونَ شَيْعًا ﴾ (مريم م) مرجس في قوب كي اوران پر پچوظم ندكيا جائے گا۔ مرجس في قوب كي اوران پر پچوظم ندكيا جائے گا۔ اس سے آگے بر حدر بيد كه ايك قوب كال اس كي كتابول كسار دفتر و فوكران كى جكمة ب لے كى اس سے آگے بر حدر بيد كه ايك قوب كي بحلائي اس كے كتابول كسار بيد و فوكران كى جكمة ب لے لكى الله منه تاب و امن و عبل عملاً صالحها فأو لفك يُبدِدُ الله منهاته منه حسنات ما و كان الله فَقُورًا رُجِيمًا ﴾ (فرقان ١٠)

تکرجس نے تو بہ کی اورا بیمان لا یا اورا پیھے کام کئے تو بیدوہ ہیں جن کی برائیوں کواللہ بخشنے والارخم والا ہے۔ اور یہی اسکی شانِ رحمت کا اقتضا ہے بیمال تک کہ چور اور ڈا کو بھی اپنے گنا ہوں سے تو بہ کریں' تو ان کو بھی ۔

﴿ فَمَنُ تَابَ مِنُ \* بَعُدِ ظُلُمِهِ وَاصلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ دَاِنَّ اللَّه غَفُورٌ رَّحِيمُ ٥ اَلَمُ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلُكُ السَّمُونِ وَ الْاَرْضِ دَيُعذِّبُ مَنْ يُشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يُشَاءُ دواللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (المدر)

توجس نے اپنے پرظلم کرنے کے بعد تو ہگی اور اپنے کوسد حارا' تو بے شک اللہ اس پر رجوع ہوگا کہ اللہ بخشے والا مہر بان ہے' کیا تجھے نہیں معلوم کہ آسانوں کی اور زمین کی بادشاہی ای کی ہے۔ جس کو جا ہے سزا دے اور جس کو جا ہے معاف کرے اللہ ہر چیز پرقدرت رکھتا ہے۔

الله تعالى في ايناية طعى اصول ظاهر فرمادياك.

﴿ وَإِنِّى لَغَفَّارٌ لِمَنُ ثَابَ وَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدى ﴾ (ط.٣) اور بِ فَنَك مِن اس كو بخشّے والا موں جس نے تو بہ كى اورا يمان لايا 'اور نيك كام كے اور پر مررا و پر چلا۔ ان منت كى سات كى اس كان مى مى مى سات تو بىكى اورا يمان لايا 'اور نيك كام كے اور پر مررا و پر چلا۔

ليكن بيرة بكس لئے ہاور كس شرط كے ساتھ ہے۔

﴿ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِيْنَ يَعُمَلُونَ السُّوءَ بِحَهَالَةِ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنُ قَرِيْبِ فَأُولَفِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَكَانُ اللَّهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ٥ وَلَيُسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعُمَلُونَ السَّيّاتِ عِحَتِّى إِذَا حَضَرَ آحَدَهُمُ الْمَوْتُ فَالَ اللَّهِ عَلَيْمًا حَكِيْمًا ٥ وَلَيُسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعُمُلُونَ السَّيّاتِ عِحَتِّى إِذَا حَضَرَ آحَدَهُمُ الْمَوْتُ فَالَ النِّي تُبُتُ الْفَنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمُ كُفَّارٌ ﴾ (المهراء ١٨٠٥) الله كوان كي توبيق المراق عن الله ع

مقصودیہ ہے کہ تو ہے بعداس بندہ کے دل میں آئندہ تلافی اور تدارک کا احساس بھی موجود ہواور ظاہر ہے کہ موت کے وقت بیا حساس ممکن بی نہیں ہاں اگروہ تو بدا ہے احساس کے اثر سے کرے اور اس کے بعدا تفا قاموت آجائے

تویقینارحت البی اس کے قبول کرنے میں تال نہ کرے گی۔

﴿ وَالَّـذِيُن عَـمِلُوا السَّيِّاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنُ ' بَعَـدِهَا وَامَنُواۤ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ ' بَعَـدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيُمٌ ﴾ (الراف-١٩)

اور جنہوں نے برے کام کے پھراس کے بعد باز آئے (توب کی) اور یقین کیا تو بے شک تیرا پروردگاراس کے بعد اس کو بخشے والا اوراس پررحم کرنے والا ہے۔

﴿ وَمَنُ يَعْمَلُ سُوءً أَوُ يَظُلِمُ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيْمًا ﴾ (نا، ١٦٠) اورجوكونى براكام كرك يااتِ آبِ رِظَم كرت يُجرالله ساتِ كناه كل معانى جائزوه الله وَجَنْشُ والارتم كرنے والا يائ كا۔

### ٣\_مصائب كى تنبيداور كفاره:

ونیا ہیں مصائب سے زیادہ پری اور تکلیف دہ چیز انسان کو کوئی دوسری نہیں معلوم ہوتی 'لیکن ہے حقیقت بھلانے کے لائق نہیں کدافراد بلکہ جماعتیں اور تو ہیں بھی مصائب ہی کی تنبیہ اور سرزنش سے متغبہ اور ہوشیار ہو کر آباد ہ اصلاح ہوتی ہیں چینا نچا کھر اخلاقی محاسن کے جو ہر کو مصیبتوں ہی گی آگ نکھاد کر کندن بناتی ہے۔ صبر استقلال 'تواضع ' شکر محبت اور دحم ان تمام اخلاقی فضائل کی تربیت انہیں مصائب کے زیرسا ہے ہوتی ہے۔ مغرور سے مغرور انسان بھی جب کسی اتفاقی مصیبت کی محور کھا تا ہے تو سنجل جاتا ہے اس لئے عافل انسانوں اور خود فراموش سرمتوں کو ہوش میں لانے کے لئے بھی بھی کی مصیبتوں سے بڑھ کرکوئی دوسری چیز نہیں کہ ان کی بدولت طحد انسان بھی ایک دفعہ بے قرار ہو کر خدا کا نام لے ہی لیتا ہے۔

دولت و نعمت اور کامیابی و سرت شراب ہے جس کے نشہ کا اتار اتفاقی مصائب ہی کی ترشی ہے ہوسکتا ہے ؛
انسان خداکو کتنا ہی بھولا ہواورا پنی دولت و ثروت پر کتنا ہی نازال ہولیکن جب وہ کی افراو ہے دوچار ہوتا ہے تو دفعۃ اس کی آئیسیں کھل جاتی ہیں ہیاری محک دتی عزیزوں کی موت آرزوؤں کی ناکا می ان میں ہے ہر چیز وہ تھوکر ہے جس کو کھا کر سرمست سے سرمست را مجیر بھی ایک دفعہ چو تک کر ہشیار ہوجا تا ہے اور اس کواپنے راستہ کی تلطی معلوم ہوجاتی ہے اس کے ان مصائب میں انسانوں کے اعمال بداور گنا ہوں کا کفارہ بننے کی صلاحیت پوری طرح موجود ہے کہ اس تھوڑی ہے تکیاف ہے بندہ میں جوروحانی احساس پیدا ہوتا ہے وہ بوی ہیش قیمت چیز ہے۔

قرآن پاک نے اس تکتہ کو جا بجابیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ گنام گاروں کؤاس سے پہلے کہ ان کو ہلاک کرے مصائب کی آزمائٹوں میں ڈالٹا ہے تا کہ شایدوہ اپنے بھولے ہوئے مالک کو یاد کریں اور اپنی غلط روی پرمتنبہ ہوکرا پی ہدایت وصلاح کی فکر کریں فرمایا۔

﴿ وَلَقَدُ اَنَحَذُنَا الَ فِرُعَوُنَ بِالسِّنِينَ وَنَقُصِ مِّنَ النَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّ كُرُوُنَ ﴾ (امراف.١٣٠) اوربِ شک ہم نے فرعون والوں کو تھلوں اور پھوں کی کی کی مصیبت میں گرفتار کیا تا کہ وہ تھیجت پکڑیں۔ بنی اسرائیل کے متعلق ہے۔

﴿ وَبَلَوُ نَهُمُ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّفَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرُجِعُونَ ﴾ (١٦/ف-٢١)

اورہم نے ان گونع توں اور مصیبتوں کے ساتھ آ زمایا تا کہ وہ شاید باز آ کیں۔

ای سوره میں ایک اور جگداس اصول کوایک کلید کی حیثیت سے بیان کیا گیا۔

﴿ وَمَا أَزُسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِن نَبِي إِلا آخَدُنَا آهُلَهَا بِالْبَاسَآءِ وَالضَّرَآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَرَّعُونَ ﴾ (اعراف-١١) اورجم نے سی آبادی میں کوئی نی نبیں بھیجا کین وہاں کے رہنے والوں کوخیوں اور معینتوں میں گرفتار کیا تا کہ شاید وہ گرا گڑا کیں۔

مسلمانوں سے فرمایا گیا۔

﴿ وَلَـنَبُـلُـوَنَـكُـمُ بِشَـىُ عِمَنَ الْحَوُفِ وَالْخُوعِ وَنَقُصِ مِّنَ الْاَمُوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثُّمَرَاتِ وَبَشِرِ الصَّبِرِيْنَ ٥ الَّـذِيْنَ إِذَا آصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُواۤ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا الَّيْهِ رَاحِعُونَ ٥ أُولَئِكَ عَلَيْهِمُ صَلُواتٌ مِّنَ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ مَ وَأُولِئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴾ (جروره)

ادرالبتہ ہم تم کوتھوڑے خوف مجوک اور دولت کی اور جانوں کی اور پھولوں کی کی ہے آ زمائیں مے اوران صابروں کوخوشخبری سنا کہ جن کو جب کوئی مصیبت ستاتی ہے تو کہتے ہیں ہم خدا کے ہیں اورای کی طرف لوٹ کر جانے والے جیں میدہ ہیں جن پراللہ تعالی کی برکتیں اور جمتیں ہوں گی اور یہی سیدھی راہ یائے ہوئے ہیں۔

ای اصول کے تحت احادیث میجویں آنخضرت وہ اس کے متعدوج بڑتے ہیں اور اس کے متعدوج نیات بیان فرمائے ہیں حضرت عاشش کے دوایت ہے کہ جب بیآ بیت اتری حوامن یا تحقیق بیٹ کو بیا گار اس اور یاجائی اور ایجائی کی اور بیاجائی کا اپنی بندہ کی ہرائی کرے گااس کا ہوا ہو بیا کہ اید اور ایس کا بدلدہ نیا ہیں بندہ کی ہر تکلیف ہے پورا ہوجا تا ہے جیسے اس کو بخار آبائے یاوہ کی مصیبت ہے دو چار ہوجائے بیاں تک کہ جیب می کوئی چیز رکھ کر بھول جائے اور اس ہے جو تکلیف اس کو پہنچے وہ تکلیف بھی کفارہ بن جاتی ہے بیاں تک کہ جیب می کوئی چیز رکھ کر بھول جائے اور اس ہے جو تکلیف اس کو پہنچے وہ تکلیف بھی کفارہ بن جاتی ہے بیاں تک کہ بندہ گنا ہوں ہے اس طرح صاف ستھرا ہوکر لکتا ہے جیسے بھی ہے سونا لے دوسری حدیثوں میں ہے کہ آپ کہ بندہ گنا ہوں کا کفارہ بنا دیت ہیں ہے کہ آپ بیاں تک کہ اگر اس کوئی کا نتا چچہ جائے تو وہ بھی گفارہ بن جاتا ہے '' تیسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ'' مسلمان کو کوئی تکلیف کا نتا چچہ جائے تو وہ بھی گئارہ ہو جائے تو وہ بھی کہا تھے ہے گئا ہوں کا کفارہ بنا ہو ہے گئا ہوں کا کفارہ بنا ہو ہے گئا ہوں کا کفارہ بن جاتا ہے '' تیسری بھی صرف ہو جاتی ہے بیاں تک کہا گراس کے گؤئی جی جائے ہے ہیں۔ کوئی تکلیف کا نتا چچہ جائے ہیا ہے گئا ہوں کو اس کے گنا ہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے بھی ورخت کے ہے جمر جاتے ہیں۔ کہ جستی بھی پہنچ اللہ تعالی اس سے اس کے گنا ہوں کو اس طرح جماڑ دیتا ہے جیسے ورخت کے ہے جمر جاتے ہیں۔ کہا تھی جو سلمان کی جرم کا مرتکب ہوااور اس کی سرااس کو سیل گئی تو وہ بھی کہا تھیں ہو سلمان کی جرم کا مرتکب ہوااور اس کی سرااس کو سیک لگی تو وہ کا سے کہ تا ہو نیا ہیں۔ '' عیال سے کہ کہ بھی کہا گئا ہو سیک کہا ہوں گئا ہوں کوائی ہو اور اس کی سرااس کو سیک لگی تو وہ کا کا تنا چپھی کی گئا ہوں گئا ہوں گئا ہوں گوائی ہو ہو گئا ہوں گئا ہو ہو جائے گئا ہوں گئا ہوں گئا ہو ہو جائے گئا ہوں گئا ہو ہو جائی ہو ہو جائی گئا ہو ہو جائی گئا ہو ہو جائی گئا ہو ہو جائی گئی ہو ہو جائی گئا ہو ہو جائی ہو ہو جائی ہو تھا ہو گئا ہو ہو جائی ہو تھا ہو گئا ہو ہو جائی ہو تھا ہو گئا ہو ہو جائی ہو تھا ہو تھ

سطور بالاے ہو یدا ہے کہ گوئی انسان جواقر ارتو حید کے بعد گناہ میں ملوث ہو گیا ہود نیا میں تو بہ اعمال نیک اور مصائب پرصبر وشکر کے ذریعہ سے نجات پاسکتا ہے اور اس دنیا ہے ای طرح پاک وصاف ہوکرنکل سکتا ہے کہ موت کے

ل يادراس كى تم معنى حديثين اكثر كتب حديث من بين مثلًا ترندى تغيير آخرالنساء بنن الي داؤ داوائل كماب البما تزيه

ل سیح بخاری اواکل کمآب الرمنی میں پیتینوں روایتیں ہیں۔

بعداس کو کئی نے کفارہ گناہ کی ضرورت پیش نہ آئے۔

ای لئے قرآن پاک میں ہے۔

﴿ وَلَنُذِيُفَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْآدُنِي دُوْنَ الْعَذَابِ الْآكُبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرُحِعُونَ ﴾ [حدو-٢] اورہم البتة ان کو بڑے عذاب سے پہلے ادفیٰ عذاب کا مجھمزہ چکھاتے ہیں تا کہ وہ اب بھی باز آئیں۔

اس آیت پاک ہے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی کا مقصدا نقام اورنفس سزا اور عقوبت نہیں بلکہ شریرنفس کو راہ راست پرلانا ہے ای لئے ایک اور آیت میں فرمایا۔

﴿ مَا يَفُعَلُ اللَّهُ بِعَذَا يِكُمُ إِنْ شَكَرُتُمُ وَامَنْتُمُ ﴿ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ (نماء-٢١) الله تعالى تم كوعذاب وك كركيا كرك كا أكرتم شكركرو اورائيان لاؤكه خدا (نيكيون) كا قبول كرف والا اور (تمهارك برعمل كو) جانئة والا ب-

الغرض بیعذاب اس دنیا میں آئندہ گنا ہوں ہے بچانے اور گذشتہ گنا ہوں ہے پاک کرنے کے لئے ہوتا ہے اور عالم برزخ اور عالم بعث میں چونکہ نے ممل کے گل نہیں ،اس لئے ان دونوں مقاموں میں آئندہ کا کوئی سوال نہیں بیدا ہوسکتا' صرف گذشتہ بدا عمالیوں کی سزا بھگت کران کے نتائج ہے نجات مل سکتی ہے اور یہی عالم برزخ اور عالم بعث کے عذا بوں کا مقصد ہے الآمیکہ پروردگار عالم خودا پی رحمت ہے نوازے اور معاف فرمائے۔

## عذاب برزخ بھی کفارہ ہے:

لیکن اگر کمی انسان کے اندر گناہوں کی تا پاکیاں اتنی زیادہ ہیں کداس کی دنیاوی زندگی کے تمام کفار ہے بھی
اس کودھوکر پاک وصاف نہ بنا سکے تواس کواپنے مرنے کے بعد بھی برزخ کے عالم میں اپنے اتبال بدکی مناسب سزاؤں کی
صورتوں میں تکلیفیں اٹھا کر پاک وصاف بنٹا پڑے گا' بھی عالم برزخ کا عذاب ہے، اس سے ظاہر ہوگا کہ عالم برزخ کی بیہ
سزائیں اس لئے ہیں کہ ہم نے و نیا میں اپنی تا پاک خواہوں اور تا پاک کاموں سے احتراز کرنے کی جوزہت نہیں اٹھائی
اورا چھے کاموں کے کرنے میں جو تھوڑی تکلیف پیش آئی ہے اس کو برواشت کر کے اچھے کام جوئیس کے، ان دونوں کے
معاوضہ میں عالم برزخ میں آکر عذاب کی تکلیفیں اٹھا ٹیس تاکہ حیات ٹائی کے دروازہ پر پہنچ کر بھی اگر ہم ان سزاؤں کے
دراید پاک وصاف ہو سکیں تو پاک وصاف ہو کرا پٹی موروثی بہشت کے قابل بن سکیں ، جو صرف پاکوں اور بے گنا ہوں ک
قراید پاک وصاف ہو شکر کرکے یا برزخ میں سزا پاکروہ گنا ہوں کے داغ سے بحات پاسکے۔
تو ہاور مصائب میں میروشکر کرکے یا برزخ میں سزا پاکروہ گنا ہوں کو داغ سے نجات پاسکے۔

یہ بات کرعذاب برزخ بھی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے قرآن پاک کی متعدد آنہوں سے نکلتی ہے اور یہ
اسلام کے اس اصول سے مترفع ہے کہ ایک مسلمان کی ہر تکلیف اس کے کسی نہ کی گناہ کا کفارہ ہے اس بناء پرعذاب برزخ
بھی اس کے گناہ کا کفارہ ہوگا قرآن پاک کی اس آیت ہے بھی یہ بات کنایۂ نگلتی ہے۔ گنبگار حشر کے دن کہیں گے

﴿ وَ بَلَغُنَا اَجَلَنَا الَّذِی اَجُلُفَ لَنَا ﴾ (انعام ۔ ۱۵)
اور ہم مقررہ وقت جس کو توتے ہمارے لئے مقرد کیا تھا پہنچ کی ہے۔

اس سے بیظا ہر ہوتا ہے کہ وہ حشر سے پہلے عذاب کے ایک دورے کوختم کر چکے۔ بعض حدیثوں میں بھی اس کتابیر کی تصریح لمتی ہے۔ کنز العمال میں ایک حدیث ہے:

عن ابن عمر ان طول مقام امتی فی قبورهم تمحیص الذ نوبهم اکزاممال باب مذاب القر جلد ۹۱ (۱۹۸۰) ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگوں کا پی قبروں میں طول قیام ان کو گنا ہوں ے خالص کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

﴿ الضمته في قبر كفارة لكل مومن لكل ذنب بقى عليه ولم يغفرله ﴾ (اينا) يعنى قبرى تكل مومن كالفاره ٢٠ (اينا)

ای لئے ایک اور حدیث میں آیا ہے

﴿ أَكُثُرُ عَذَ ابِ امتى في قبورهم ﴾ ك

میری امت (کے لوگوں) کوزیاد و ترعذاب ان کی قبروں میں ہوگا۔

اس حدیث کا (اگروہ ثابت ہوتو) منشابہ ہے کہ امت محدید کے اکثر افرادای برزخ کے محدود زمانہ عذاب میں نگھر کراور پاک وصاف ہوکر جنت کے قابل ہوجا نمیں گے اور عذاب دوزخ کی ضرورت ان کو پیش ندآئے گی حافظ ابن القیم ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

﴿ فَانُ وَفَتَ بِالْحَلَاصِ مِنْهَا فِي هَذَ هُ الدَّ ارْ وَلَا فَفِي الْبَرْزَحُ فَانَ وَفِي بِالْحَلَاصِ وَاللَّ فَفِي مُوقَفُ القيامة واهوالها ما يخلصهم مِن تلك البقية ﴾ ع اگران بياريول كا يبلل جاس دنيا مِن نجات كے لئے پوراہو گيا تو فيرورند برزخ كي مزا ساس كاعلاج كياجا ہے گا

تو اگریہ نجات کے لئے کافی ہو گیا تو خیر ورنہ پھر قیامت کا مقام اور اس کی ہولنا کیاں باقی بیاریوں سے نجا ملے دلوائنس گی

رویائے برزخ کی حدیث میں جو پہلے مفصل گذر چکی ہے وہ منظر بھی دکھایا گیاہے جس میں گنہگارعذاب کے دورے نکل کراور نہر حیات میں نئی زندگی پا کر بہشت کے ستحق قرار پائے ہیں سطح عالبًا نہیں نجات پانے والے مومنوں کود کیے کرمشر کین بھی قیامت میں یہیں گے۔

﴿ وَيَوْمَ يَحُشُرُهُمْ حَمِيعًا عَيْمَ عُضَرَ الْحِنِّ قَدِ اسْتَكُثَرُتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ وَقَالَ آوُلِيَآوُهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ وَقَالَ آوُلِيَآوُهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ رَبِّنَا اسْتَمُتَعَ بَعُضْنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغُنَآ آجَلَنَا الَّذِي آجُلُتَ لَنَا ﴾ (انعام - 10) اورجس ون ووان سب كواكشا كرے كا اے كروہ جن تم نے بہت سے انسانوں كوا بنا بناليا اوران كے دوست

ا المان الم

ع شفاءالعليل ابن القيم مطبعه حسينيه معرض ٢٢٣ \_

سے حسب تفسیر ابن عباس ابن جر رطبری ج ۸ سفی ۲۳ مصر۔

انسان کہیں مے کہ ہمارے پروردگارہم میں سے ایک نے دوسرے سے کام نکالاً اور ہم مقررہ وقت کوجس کوتو نے ہمارے لئے تھمرایا تھا، پہنچ کے۔

بیالفاظ که 'نهم ایخ مقرره وفت کوجس کوتونے ہمارے لئے مقرر کیاتھا، پہنچ چکے' یہ معنی رکھتے ہیں کہ عالم برزخ کا مقرره دورهٔ عذاب ہم ختم کر چکے'اوراب حشر ونشر کے عذاب کا دوسرا دورشروع ہوتا ہے' اس لئے بعض دوسرے نیک بختوں کی طرح ہم کوبھی اب چھٹکارا ملے، جواب ملے گا

﴿ قَالَ النَّارُ مَثُونَكُمُ خَلِدِيُنَ فِيهُمَا إِلَّا مَاشَآءَ اللَّهُ لَهِ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيبُمْ عَلِيبُمْ ﴾ (انعام-۵) فرمائے گا آتش دوزخ تمہارا ٹھکا تا ہوا'اس میں سدار ہو گے'لین یہ کہ جواللہ چاہے بے شک تیرارب حکمت والا اور علم والا ہے۔

اس جواب کا مطلب ہیہ ہے کہ ابھی تمہارا دورۂ عذاب ختم نہیں ہوا ہے اور تمہاری پاکیزگی ابھی تمام نہیں ہوئی اس لئے ابھی اس دوسرے عالم کاعذاب بھی تم کوسہنا ہے پھر جب خدا جا ہے گاتم کواس سے نجات دے گا۔اس کا ہر کام علم وحکمت پر مبنی ہے۔اس کے علم وحکمت اور مشیت کا جب تقاضا ہوگاتم کو نجات ملے گی۔

#### عذاب دوزخ كفارة كناه ب:

ابھی بیآ بت او پر گذر چکی ہے کہ

﴿ مَا يَفُعَلُ اللّٰهُ بِعَذَا بِكُمُ إِنْ شَكَرُتُهُ وَامَنَتُهُ ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ (ناء-٢١) خدا كوتمهارے عذاب سے كيا كام، اگرتم شكر كرواورا يمان لاؤ كه خدا تمهارى شكر گذارى كوقيول كرنے والا (اور تمهارے دلول كے حال كو) جانے والا ہے۔

اس ہے معلوم ہوا کہ گنجگا رکو جوعذاب ملے گااس میں اللہ کوکوئی خوثی نہیں حاصل ہوتی نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے گنجگار بندے اس عذاب میں مبتلا ہوں' لیکن ازل سے اس نے اپنے جوقا نون مقرر کردیئے ہیں وہ ان کوتو ژتا بھی نہیں جس وقت آ دم ' کو جنت کی سرز مین سے نکال کراس و نیا میں اس لئے بھیجا گیا کہ وہ اپنے عمل کے استحقاق ہے اس جنت کو دوبارہ ہمیشہ کے لئے حاصل کریں ای وقت یہ قانون بھی ان کوسنادیا گیا تھا۔

اس آیت پیم مستحق دوزخ ہونے کی دووجہیں بیان کی گئی ہیں۔ایک کفران اور دوسری تکذیب۔ دیکھو کہ اوپر کی نساء والی آیت بیس عذاب دوزخ سے نجات پانے کی دوشرطیں شکر اور ایمان ان کے بالتقابل ہیں۔اس سے ظاہر ہوا کہ شکر اور ایمان استحقاق جنت کی شرطیس اور کفران اور تکنذیب استحقاق دوزخ کے اسباب ہیں 'بقیہ تمام نیکیاں شکر اور ایمان کے فروع اور تمام برائیاں کفران اور تکذیب کی شاخیس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کواس لئے نہیں بنایا کہ وہ ان کو پیدا کر کے دوزخ کا ایندھن بنائے بلکہ اس نے تو ان کو اپنی رحت کے ظہور کے لئے پیدا کیا غیظ وغضب کے اظہار کے لئے نہیں ،فر مایا:

﴿ إِنَّا عَرَضَنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمُواتِ وَالْاَرُضِ وَالْحِبَالِ فَابَيْنَ اَنُ يَحْمِلُنَهَا وَالشَّفَقُنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ وَ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا حَهُولًا ٥ لَيُعَذّبَ اللّهُ الْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقَتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْفِقِينَ وَالْمُنْوِكِينَ اللّهُ عَفُورًا رَّحِيْمًا ﴾ (احزاب-٩) بم ن يوان پرنين پراور پهارول پرنين کي توان سب ن اس كاففان سيان الله عَلَى الدُول اورورور كام الله المورا ورائين والول اور الله ورفاق ورفول اور الله ورفول اور الله ورفول اله ورفول الله ورفول

اس آیت پاک ہے ہو بدا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اصلی صفت بہی ہے کہ وہ غفور ورجیم ہے بیعنی بخشش ورحمت اس کی صفتِ ذاتی ہے'اب اگر کوئی اپنے آپ پڑ ظلم کر کے گناہ کرتا ہے اور اس لئے وہ اپنے کورحمت الٰہی ہے دورکر لیتا ہے تو بیخود انسان کافعل ہے۔

اس لئے بہشت ہو یا دوزخ ، جو کچھ ہے انسان کے اپنے ہی ممل کا لازی بتیجہ ہے جس طرح دنیا کے ہرمل کا کوئی نہ کوئی لازی بتیجہ ہے مثلاً کھانے کا بتیجہ شکم سری پینے کا نتیجہ سرانی بھوک کا نتیجہ تکلیف بیاری کا بتیجہ ہے آرای گرنے کا نتیجہ چوٹ زہر کا بتیجہ موت شہد کا بتیجہ مشاس غرض ہرا چھے یا برے فعل کا ایک لازی جسمانی بتیجہ ہے جو دنیا بیس ہمارے ممل کے بعد ہم کو ملتار ہتا ہے ای طرح ہم کو اپنے اعمال کا ایک اور دوحانی بتیجہ بھی لازی طنے والا ہے جو ہم کو اس دوسرے عالم میں ملے گا تو جس طرح زہر کھا کر مرنے کی و صواری خود ہم پرعا کد ہوتی ہے اور ہم مینیں کہتے کہ ہم زہر کھا کر کر کیوں مرکے یا گرنے کے ہم کوان اعمال کے بعد دوز خ کی من ایکوں مل کے یا گرنے کے ہم کوان اعمال کے بعد دوز خ کی من ایکوں مل کے یا گرنے ہے ہم کوان اعمال کے بعد دوز خ کی من ایکوں مل کے یا گرنے دون کی بیاں جارے اعمال کے لازی بتیج ہیں۔

الله تعالی نے اپنی غایت رحمت ہے ہم کوا عمال کے نتیجوں سے قبل از وقت مطلع فر مادیا تھا۔ ہم کواس نے نیک و بدکی تمیز کا حساس بخشا ،عقل عنایت کی ضمیر عطا کیا' بھر نبی اور رسول بھیجے ،شریعت دی ، کتاب مرحمت فر مائی ،اس پر بھی اگر ہم بازنہ آئے اوران اعمال کا ارتکاب کیا تو اب ہم کو ان اعمال کے نتائے سے کون بچا سکتا ہے۔ ﴿ رُسُلاً مُّبَشِّرِیُنَ وَمُنْدِرِیْنَ لِنَاّلا یَکُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ ' بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ (نما۔٣٣) بیرسول بھیج' نیکوں کوخوشخبری سانے والے اور بدکاروں کو ہشیار کرنے والے تاکہ خدا پر انسان کی ججت باقی نہ دہے۔

پھرا پی رحمت ہے۔ تخریس اپنی رحمت کے کامل مظہر کوونیا میں بھیجا۔

﴿ وَمَا آرُسَلُنَكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴾ (انبياء ـ ١)

ہم نے بچھکو (اے پیغیبر) ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

لیکن ظالم ونادان انسانوں نے اس رحمت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور طرح طرح کی بداعتقاد یوں اور بد اعمالیوں سے اپنے کو ہر باد کیا اور جس غرض سے خدانے ان کو پیدا کیا تھا اس سے اعراض کیا اور اپنے کوخود اپنے ہاتھوں سے ہلاکت دہر بادی میں مبتلا کیا۔

﴿ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَآهَلُهَا مُصْلِحُونَ ١٠ وَلَوُ شَآءَ رَبُّكَ لَحَعَلَ النَّاسِ اُمَّةً وَاحِدَةً وَّلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِيْنَ ١٠ الَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِدَلِكَ خَلَقَهُمْ ﴾ (١٩٠١-١١١)

اور نہ تھا تیرارب جوآبادیوں کوظلم سے ہلاک وہر باد کرتااور درآنحالیکہ ان کے رہنے والے نیکو کار ہوتے 'اورا گر تیرارب چاہتا تو سب لوگوں کو (زبردی) ایک راہ پر کر دیتا (لیکن وہ ایسی زبردی نہیں کرتا) اور وہ یوں ہی ہمیشہ اختلافات میں رہتے ہیں' گرجن پر تیرے رب کارتم ہو'اورای واسطےان کو پیدا کیا تھا۔

اس آیت ہے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کورحمت کی خاطر بنایا ہے عذاب کے لئے نہیں کیکن وہ خود انسان ہے جوا پنے عمل سے خدا کی رحمت کے بجائے اس کے عذاب کا اپنے کو سزاوار تھہرالیتا ہے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس " فرماتے ہیں۔

﴿ لِلرَّحْمَةِ خَلَقَهُمُ وَلَمْ يَخُلُقُهُمُ لِلْعَذَابِ ﴾ (طرى ج١١ص١٨مر)

خدانے انسانوں کورخمت کے لئے پیدا کیا عذاب کے لئے نہیں۔

کیکنا گرظالم و ناوان انسان نے خدا کی ان پے در پے رحمتوں کے باوجودا پنے کواس کی رحمت کامستحق نہ بنایا تو کیاوہ خدائے رحمان ورجیم جس کا بیاعلان ہے

﴿ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴾ (العام-١)

اس (خدا) نے (مخلوقات پر) رحمت کواپے اوپروا جب کرلیا۔

﴿ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴾ (انعام ٢٠)

تم پرسلامتی ہو تنہارے رب نے رحت کواپنے او پرفرض تھبرالیا ہے۔

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتُ كُلُّ شَيْءٍ ﴾ (١٩/ف-١٩)

اور میری رحت نے ہر چزکو مالیا ہے۔

﴿ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُوا الرَّحْمَةِ ﴾ [ كبف-٨]

اور تیرا پروردگار بخشے والا رحمت والا ہے۔

﴿ وَرَحُمْتِي سَبُقَتُ غَضَبِي ﴾ التجع بخاري)

اورمير كارحمت مير عضب يرسبقت لے تى۔

وہ اپنے گنبگار وسید کار بندوں ہے ہمیشہ کے لئے اپنا منہ موڑ لے گا؟ حالا نکہ اس کی رحمت کمی غرض ہے نہیں بلك بغرض ب فرمايا

﴿ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُوا الرُّحَمَةِ ﴾ (انعام-١٦)

اور تیرارب بے نیاز رحمت والا ہے۔

اور سلی دی ہے۔

﴿ يُعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسُرَفُوا عَلَى آنُفُسِهِمُ لَا تَقُنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ مَا إِنَّ اللَّهَ يَغُفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعَاد إِنَّهُ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيْمُ ﴾ (نام-١)

اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے او پرآپ ظلم کیا ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو خداسب گنا ہوں کومعاف كرتائ بي شك و بي بخشخ والا اور رحمت والا ب\_

اس کی رحمت کاظہور جس طرح اس و نیامیں ہوا ہے اس و نیامیں بھی ہوگا'اور وہاں اس کی رحمت کا سب سے برا مظہراس کے مقام لعنت (دوزخ) ہے دوری اوراس کے مقام رحمت (بہشت) ہے قرب ہے فرمایا۔

﴿ مَنْ يُصْرَفُ عَنْهُ يَوْمَهِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴾ (انعام ٢٠) جس سے خدا کاعذاب مثایا حمیا تو وہ وہ ی ہے جس پراس نے اپنی رحمت کی اوراس کی رحمت کا پیرحصول ہی تھلی

الله تعالیٰ کی ان بے در بے رحمتوں کا نقاضا ہے کہ وہ گنہگاروں کوزیادہ سے زیادہ مید کدان کے نتائج عمل کے جھکت لینے کے بعد بالآخرا بنی رحمت کے سابیریں لے لے ،اوران کواپنی بخششوں سے سرفراز فرمائے۔

#### دوزخ قیدخانهیں،شفاخانہ ہے:

ا نسان جب عدم حفظ صحت کی غلط کار یوں کے سب سے بیار ہو جاتا ہے تو اکثر یہی سمجھا جاتا ہے کہ فطرت نے اس کوان کے معاوضہ میں بیاری کی تکالیف کی سزا تمیں دی ہیں گر واقعہ پینیں ہے واقعہ بیہ ہے کیان غلط کاریوں کے جو نتائج بدانسان کے جسم کے اندر پیدا ہو گئے ہیں ان کو دور کرنے کے لئے جسم انسانی جدو جہد کرتا ہے اور اس کی اس لڑائی کا نام بیاری ہےاوراس لڑائی کی مشکش کا نام بیاری کی تکالیف وآلام ہے جن کوہم دردسر' دروشکم' اعضافشکیٰ بےخوالی وغیرہ کے الفاظ ہے تعبیر کرتے ہیں' بہی روحانی بیاریوں کا حال ہے جن کوہم اصطلاح میں ''عمناہ'' کہتے ہیں اوران کے نتائج بدکا نام اصطلاح شرعی میں گناہ اور جن کے نتائج بدکوعذاب کہتے ہیں ٔ اور بینتائج جوآ تش دوزخ اوراس کے شدائدوآ لام کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور جن کا منشابیہ ہوگا کہ روح انسانی اپنی غلط کاریوں کے نتائج بدکو دور کرنے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہوگی ،اور جونمی وہ ان سے عہدہ برآ ہوگی ،خدا کی رحت سے سرفرازی یا کراس عذاب سے نکل کرا پنی موروتی بہشت میں داخل ہوگی۔

اس تمہیدے بیظا ہر ہے کہ دوزخ کی مثال پہیں ہے کہ وہ مجرموں کے لئے قیدخانہ ہے بلکہ بیہ ہے کہ وہ بیاروں کے لئے شفاخانہ ہے؛ بارکوشفاخانہ کے اندر بھی ہرتتم کی تکلیفیں محسوس ہوتی ہیں در داعضا تھی شدت بھٹلی ،سوزش جسم اس کو وہاں کڑوی ہے کڑوی دوا پلائی جاتی ہے، بدمزہ سے بدمزہ کھانا کھلا یاجا تا ہے ضرورت ہوتی ہے تو اس کونشتر دیاجا تا ہے اس کا کوئی عضو کا ٹاجا تا ہے، کوئی واغا جاتا ہے اوران سب کی تکلیفیں اس کواٹھانی پڑتی ہیں مگرییساری ایذ ارسانی کسی انتقام اور تکلیف دی کی غرض سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے عدم صحت کی غلط کار یوں کے نتائج بدے اس کے جسم کو محفوظ رکھنے کی غرض ے کی جاتی ہےاور جوتکلیفیں اس کووہال محسوں ہوتی ہیں وہ کوشفا خانہ کے اندر ہی محسوں ہوتی ہیں مگران کا سبب شفا خانہ نہیں' بلکہ خوداس بیار کا اصول صحت ہے دانستہ یا نا دانستہ انح اف کرنا اوراس کی وجہ ہے ان بیاریوں میں مبتلا ہونا ہے۔

بیاصول ان آیات اوران احادیث صححہ ہے پوری طرح سمجھ میں آتا ہے جن میں بالآخر عذاب دوزخ ہے نجات یانے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ دنیاوی آلام و تکالیف کی نسبت قرآن نے پیاصول پیش کیا ہے۔

﴿ وَلِيُمَحِصَ اللَّهُ الَّذِينَ امَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴾ (آل مران ١٣٠)

اورتا كه خداا يمان والول كو ياك وخالص كرے اور كا فرول كومثائے۔

یمی اصول عذاب اخروی پرصادق آتا ہے کہ اس ہے بھی مقصود گنہگار اہل ایمان کی پاکی وصفائی ہے جتانچہ صديث يح من بكر حقوق عبادك بعد ﴿ حَتْنِي إِذَا هُلَدِينُوا وَنَصَوا أَذِنْ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْحَدَّةِ ﴾ (سيح بخارى باب القصاص يوم القيامة ص ٩٦٤) يهال تک كه جب گنهگار حجت جا نميل گے اور ياك وصاف ہوجا نميں محے تب ان كو جنت ميں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔

اس حدیث میں بیدولفظ ﴿ هُدِّنُهُ وَ اوْ نَقُوا ﴾ ذراتشری طلب میں ﴿ هُدَبُوا ﴾ كامصدرتهذيب بئ تهذيب کے لغوی معنی میہ ہیں کہ درختوں کی خراب شاخیس اس لئے چھانٹ دی جا نمیں تا کہ درخت میں سرسبزی و شادا بی پیدا ہوکر تر تی کی نئی زندگی اس کول جائے اور ﴿ نَقُوا ﴾ کا مصدر سحقیہ ہے اصلی معنی یہ بیں کہ کسی چیز کے اندرے خراب و فاسد مادہ کوا لگ کردیا جائے تا کہوہ پوری طرح تکھر جائے۔اس تشریح سے صاف کھل گیا کہ گنبگاروں کو جنت کے داخلہ کے لئے کیاورکار ہے؟ ای لئے قرآن پاک میں ہے کہ اہل جنت جب جنت کے قریب پہنچیں گے تو ندا آئے گی۔

﴿ طِبْتُمُ قَادُ خُلُوْ هَا خَلِدِيْنَ ﴾ (نمر ٨)

تم پاک وصاف ہو چکے تو جنت میں ہمیشہ کے لئے آ جاؤ۔

الغرض جب اس طیب و پاکیزگی کا دور آئے گا تو گنبگاروں کو بھی نجات ملے گی ای لئے ہر گنبگار کے لئے دوزخ سے نکلنے کی مدت خواہ کتنی ہی طویل ہو مگر بہر حال اس کی انتہا ہے فر مایا۔

> ﴿ لَبِينِينَ فِيهَا آحُقَابًا ﴾ (نا) دوزخ میں وہ صد ہاسال تک پڑے رہیں گے۔

لیکن ہالآ خران صد ہاسال کا بھی ایک دن خاتمہ ہوگا اور خدانے جا ہاتو ان کونجات ملے گی۔

عدیث ردیائے برزخ میں ہے کہ آ ہے وقط نے دوزخ میں پھھا جسے اوگوں کو بھی دیکھا جنہوں نے پھھا جھھے اور کچھ برے کام کئے تھے ان کا آ دھا دھڑ تو نہایت خوبصورت اور آ دھا بخت بدصورت تھا جب ان کی سزا کی مدت ختم ہوئی تو فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اوراس نہر میں جاکر پڑجاؤ 'سامنے وہ نہرتھی جس میں خالص سفید پانی بہدر ہاتھا وہ اس میں جاکر پڑ گئے بھرنگل آ ئے توان کی بدصورتی جاتی رہی اور نہایت خوبصورت ہوگئے ( سمجے بخاری کتاب العبیر ) اس میں جاکر پڑ گئے بھرنگل آ ئے توان کی بدصورتی جاتی رہی اور نہایت خوبصورت ہوگئے ( سمجے بخاری کتاب العبیر ) اس سے ظاہر ہے کہ خدا کی رحمت کیونکر گئیگاروں کو سرفراز فریائے گی۔

#### کیا دوزخ بھی ایک نعمت ہے؟

اس تفصیل کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ قیامت اور دوزخ کی ہولنا کیاں اور سزا کیں بھی گنہگاروں کے لئے اللہ نعالیٰ کی ای طرح نعمت ہیں جس طرح اس دنیا میں شفا خانوں کا وجود بیاروں کے لئے نعمت ہے اگر دوزخ نہ ہوتی تو گئہگاروں کی پاکیزگی اور پاکوں کی جنت میں ان کے داخل ہونے کی کوئی صورت نہتی ،اس رحمان ورحیم کی رحمت وکرم نے گوارانہ کیا کہ ان بد بختوں کوان کی نافر مانیوں کے باوجود ہمیشہ کے لئے محروم رکھا جائے اس لئے ان کی صفائی کے لئے پہلے برزخ کا جمام مقرر کیا اور جواس سے بھی پاک نہ ہو تکیں ان کے لئے دوزخ کی آگر مقرر کی کہ وہ اپنی ہرفتم کی بدا تا ایوں کے میل کچیل کو جلا کر نگھر کر پاک ہوجا تیں اور کندن بن کر بالآخرا پی آبائی اور فطری وراشت (جنت) پائی میں نظر ہیکو چیش نظر رکھ کر قرآن پاک کی ان آجوں کو پڑھے جن میں قیامت اور دوزخ کی ہولنا کیوں اور مصیبتوں کو بھی نعمت سے تعبیر کیا گیا ہے فرمایا:

﴿ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُواظَ مِن نَارٍ وَ يُحَاسُ فَلَا تَنتَصِرَان ، فَبِاَي الآءِ رَيْكُمَا تُكَذِّبْنِ، فَاذَا السَّمَاءُ فَكَانَتُ وَرُدَةً كَالَدُهَان ، فَبِاَي الآء رَبَّكُمَا تُكَذِّبْن ، فَيَوْمَئِذ لَا يُسْتَلُ عَن ذَبْهِ إِنْ سَ وَلاَ جَآنَ ، فَبِاَي الآءِ رَبَّكُمَا تُكَذِّبْن ، يُعْرَفُ السَّمْحُرِمُون بِسِيمْهُم فَيُوْجَدُ فَنَهِ إِلَيْهِ السَّمْحُرِمُون بِسِيمْهُم فَيُوْجَدُ فَلَا وَيَكُمَا تُكَذِّبِن ، هذه جهنَّمُ الْتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُحْرِمُون ، بِاللَّواصِي وَالْآفَدَامِ ، فَبِاَي الآءِ رَبَّكُمَا تُكَذِّبِن ، هذه جهنَّمُ الْتِي يُكذِّبُ بِهَا الْمُحْرِمُون ، بِلَا وَاصِي وَالْآفَدَامِ ، فَبِاَي الآءِ رَبَعُمَا تُكذِّبِن ، هذه جهنَّمُ الْتِي يُكذِّبُ بِهَا الْمُحْرِمُون ، يَطُو فُونَ بَينَهَا وَبَيْنَ حَمِيمِ ان، فَبِاَي الآءِ رَبِكُمَا تُكذِّبِن ﴾ (رتمان ١٥٠٥ م. ١٤) مَلُو فُون بَينَا فَوْ بَنَى حَمِيمِ ان، فَبِاَي الآءِ رَبِكُمَا تُكذِّبِن ﴾ (رتمان ١٥٠٥ م. ١٤) مَعْ فَي اللهُ عَلَى مُولِي مُولِي مُولِي اللهُ وَلَهُ مُنْ اللهُ وَمِعْلَا وَكَ مُولِي مُولِي مُولِي مُولِي مُولِي مُولِي مُعْرَال وَلَي مُن الْمُول وَمِعْلا وَكَ مُولِي مُولِي مُولِي مُول عَلَى مُولِي مُولِي مُن اللهُ وَمُ اللهِ يَعْرَال وَلَي مُن اللهُ وَمُ اللهُ يَعْرَال وَلَى مُؤْلِلُون فَي مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُولِي مُولِي مُولِي مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُولِي مُولِي مُول اللهُ مُعْرَال وَمُ اللهُ مُمْ اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن وَمَ اللهُ مُن وَمُ اللهُ مُن وَمُ اللهُ مُن وَمُ اللهُ مُن وَمُ اللهُ مَا اللهُ مُولِي مُن اللهُ وَمُ اللهُ وَمُ اللهُ مُن وَمُ اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ وَمُول مُن مُن مُن اللهُ مُن مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ وَمُن اللهُ مُن اللهُ وَاللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ وَمُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ مُن اللهُ وَمُ اللهُ مُن اللهُ مُ

ان آیتوں کی تفسیر کمی پہلوے سیجئے یہ بات بہر حال مانی پڑے گی کہ قیامت اور دوزخ کے ہولنا ک احوال مجرموں کے حق میں نعمت میں اس لئے بھی کہ دنیا میں وہ ان کے ڈرے برائیوں کو چھوڑ کرراہ راست پر آتے ہیں اور اس لئے بھی کہ آخرت میں وہ آئییں کے ذریعہ ہے اپنے گناہوں کے نتائج بدے بری ہوکر بہشت رہانی کے لائق بن عمیں گے۔ دوزخ میں رحمت الٰہی کاظہوراور نجات:

انسان اوروہ بھی اللہ کی توحید کا اور رسول کی صدافت کا معترف خواہ کسی قدر گراہ اور گنبگار ہو، تاہم اس کے نامہ اعمال میں پچھونہ پچھ نیکیاں ضرور ہوں گئ قیامت گواللہ تعالیٰ کے عماب وجلال کا روز ہوگا' جس میں ہر گنبگار کواپئی گنبگار کی کا ملزم ہونا پڑے گا محربالآخراس رحمان ورجیم کی شان رجیمی کا ظہور ہوگا اور'' رحمت سیفت غضبی ''(اور میرے غصہ سے میر کی رحمت سیفت غضبی ''(اور میرک غصہ سے میرکی رحمت سیفت کے گئے ہے) کے اعلان کے مصداق شفاعت کی صورت میں جلوہ گرہوگا اور گنبگاروں کواس کی بدولت گنا ہوں کے داغ سے پاک وصاف کرکے پاکوں کو بہشت میں وا خلہ کی اجازت ملے گی'فرمایا:

﴿ وَمَنُ يُؤُمِنُ اللّهِ وَيَعْمَلُ صَالِحًا يُنْكَفِرُ عَنَهُ سَيَانِهِ وَيُدْحِلُهُ حَنَّتِ (اتغابن ـ 9) اورجوالله پرايمان لائ اورا يحصى كام كرے اس سے اس كى برائياں جمازوے گا اوراس كوجنت ميں واخل كرے گا۔ ﴿ وَاحْرُونَ اعْتَرَفُوا بِدُنُوبِهِمْ حَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَّاحْرَ سَيِّنًا لا عَسَى اللَّهُ اَن يَتُوبَ عَلَيْهِمَ لَا إِنَّ اللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيبُمْ ﴾ (قوب ١٣)

اور دوسرے لوگ جنہوں نے اپنے گنا ہوں کا اقرار کیا 'اور ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شایدانشدان کومعاف کرے' بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم والا ہے۔

اس معافی کی دوصورتیں ہیں'ا بیک تو یہ کہ وہ بالکلیہ یعنی عذا ب کے بغیر ہی معاف کردے، دوسری یہ کہ وہ دوزخ میں پچھادن جا کرخدا کی معافی سے سرفراز ہوکراس ہے لکلیں' فرمایا:

﴿ وَإِنْ مِنْكُمُ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتُمًا مُقَضِيًا ۞ ثُمُّ نُنْجَى الَّذِيْنَ اتَّقَوَا وَلَذَرُ الظُّلِمِيْنَ فِيُهَا حِبْيًا ﴾

اورتم میں کوئی شیس جوجہنم میں وارد نہ ہو، تیرے رب کا پیضروری فیصلہ ہے گھر ہم ان کو جو خدا ہے ڈرے نجات دیں گے اور مشرکوں اور کا فروں کو ہم اس میں تھنے کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

احادیث سیحد میں اس کے متعلق آنخضرت علی کی حسب ذیل تصریحات مذکور ہیں۔

ا۔حضرت جابر " ہے روایت ہے کہ آنخضرت ﷺ نے فر مایا کہ'' شفاعت کے ذریعیدلوگ دوزخ ہے چھوٹی گڑیوں کے مانندنگلیں گے''( سمجے بخاری کتابالشفاعة )

۲۔ حضرت اٹس "بن مالک ہے روایت ہے کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ'' دوزخ سے پچھالوگ اس کی حجلس کھا کرنگلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے''۔(ایسٰا)

۳۔ حضرت ابوسعید "خدری ہے روایت ہے کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ" جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو چکیں گے تو خدا فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہواس کو دوزخ ہے نکالوتو وہ کو کلے ہوکر تکلیں گے، پھر دہ نہر حیات میں ڈال دیئے جائیں گئے تو وہ اس طرح آگیں گے جس طرح سیلاب کے بہاؤ میں جنگلی دانہ اگٹا ہے''۔ (صحیح بخاری کتاب الشفاعة)

سيرت النبي

۳ ۔ حضرت انس جن مالک سے دوایت ہے کہ آپ وہ اللہ نے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا
" مجر میں تجدہ میں گریزوں گا اور پڑار ہوں گا ، تو آ واز آئے گی اے تحمد! سرا نھا! ما تک دیاجائے گا ، تو میں سرا نھاؤں گا ، اور
اس حمد سے جو خدا مجھے سکھائے گا' اس کی حمد کروں گا اور سفارش کروں گا' تو خدا ایک حدم تقرر فرمائے گا تو میں ان کو دوزخ
سے نکالوں گا ، اور جنت میں داخل کروں گا' مجرلوٹ کر آؤں گا اور تجدہ میں گریزوں گا ، پھروہ کچھلوگوں کو بخش دے گا ای طرح تیسری پھرچوتھی بارکروں گا' یہاں تک کے دوزخ میں پھروہ کی وجس کو قرآن نے روک رکھائے"۔

۔ حضرت عمران "بن حصین سے روایت ہے کہ آنخضرت و اللہ نے فرمایا کہ" محمد کی شفاعت سے پچھا ہے۔ اوگ دوزخ سے تکلیں گے اور جنت میں داخل ہول گے جن کا نام جہتم والے ہوگا' (اینا)

۲۔ حضرت ابو ہر رہے " کے سوال پر آ پ کھٹانے فر مایا کہ''میری سفارش سے سرفراز ہونے کی خوش قتمتی اس کو حاصل ہوگی جس نے خلوص قلب سے اللہ کی تو حید کا اقر ارکیا ہو''۔ (ایسٰا)

کے حضرت ابو ہر ہرہ " ہے روایت ہے کہ" جب اللہ تعالی اپنے بندوں کے فیصلہ نے فراغت پائے گا اور جا ہے گا کہ ان کو جنہوں نے اس کی تو حید کی گوائی وی تھی دوز خ ہے نکا لے، تو فرشتوں کوان کے نکا لئے کا تھم دے گا فرضتے ان تو حید والوں کواس علامت ہے پہتا نیں گے کہ ان کی پیشانیوں میں بجدہ کے نشان ہوں گے، کہ خدا نے آ دم کے بیٹے کی پیشانی کے نشان بحدہ کو دوز خ کی آگر ہر ام کر دیا ہے تو وہ ان کوجلا نہ سکے گی فرشتے جب ان کو نکالیس گے تو وہ جا جھلے ہوں گے پھر ان پر آ ب حیات چیڑ کا جائے گا تو وہ اس طرح آئیں گے جس طرح سیلا ب کے بہاؤ میں جنگلی داندا گتا ہے۔ مول گے پھران پر آ ب حیات چیڑ کا جائے گا تو وہ اس طرح آئیں گے جس طرح سیلا ب کے بہاؤ میں جنگلی داندا گتا ہے۔ مدر زخ میں داخل ہو پھیر سے تو اللہ تعالی فرمائے گا کہ دیکھوجس کے دل میں ایک رائی کے داند کے برابر بھی ایمان ہواس کو دوز خ میں دافل ہو پھیر گواند تعالی فرمائے گا کہ دیکھوجس کے دل میں ایک رائی کے داند کے برابر بھی ایمان ہواس کو دوز خ میں دافل ہو پھیل کے تو اس طرح وہ آئیں گے جس طرح سیل آ ب کے کنارے جنگلی داندا گتا ہے۔ ( میچی بخاری کتاب الایمان )

9۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آپ وہ اٹھ نے فر مایا کہ وہ اٹل دوزخ جو دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں ندم یں گے اور نہ جئیں گئے کین وہ لوگ جن کو دوزخ کی آگ بعض گناہوں کی وجہ سے چھوئے گئ تو وہ اس میں کچھ دیرے لئے مرجا کمیں گئے وہ اس میں گئے مرجا کمیں گئے مرجا کمیں گئے مرجا کمیں گئے وہ تھوڑ نے تھوڑ نے کہ اس کے اور ایس کے اور ایل جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی بہاؤ تو وہ اس طرح آگیں گئے جسے سیلاب کے بہاؤ میں جنگلی دانے ' (ایسنا)

ا ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود " سے روایت ہے کہ آپ کی آپ کی آپ ایک دائر مایا کہ " سب سے آخر میں جو محض جنت سے باکر نکلے گاوہ کھنٹنا ہوا نکلے گااوراس کو جنت بھری معلوم ہوگی'۔ (ایسناً)

ا ۔ حضرت ابوسعید خدری سے سیحین میں روایت ہے کہ' خدا فرمائے گا کہ ملائکہ نے سفارش کی اور پیغمبروں نے سفارش کی اور ایٹ میں روایت ہے کہ' خدا فرمائے گا کہ ملائکہ نے سفارش کی اور اب میں سب سے بڑارہم کرنے والا نے سفارش کی اور اب میں سب سے بڑارہم کرنے والا ہے نے سفارش کی اور اب میں سب سے بڑارہم کرنے والا ہے نے سفارش کی اور اب میں ہوری کے اور اب کے اور اب کے بیانی خود وہ رحمان ورجیم تو وہ دوز خے میں مجرکران لوگوں کو نکا لے گا جنہوں نے بھی کوئی بھلائی نہیں گ'۔ (اسمیمین)

۱۲ - حضرت انس بن ما لک سے روایت ہے کہ دعم ہوگا کہ جس نے ہولا آلئہ الله کھا ہوا وراس کے ول میں جو برابر بھی نیکی رہی ہو،اس کو دوزخ سے باہر کرو، جس نے ہولا آلئہ الله کھا ہوا ور گیبوں کے دانہ کے برابر بھی اس کے دل میں نیکی ہواس کے دل میں نیکی ہواس کو دانہ کے برابر بھی اس کے دل میں نیکی ہواس کو دوزخ سے الگ کرو۔ (ترفی صفح النار صدید صن سیمی)

احادیث کی کتابوں میں ان معنوں کی اور بہت می حدیثیں ہیں جن کا استقصابیہاں مقصود نہیں ان تمام حدیثوں میں قرآن پاک کی اس اہم آیت کا جلوہ موجود ہے۔

﴿ إِنَّ اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشُرِّكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوُنَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ (ناه-١٨) بِ ثَك الله اس كومعاف نذكر ع كاكماس كساته شرك كياجائة اوراس كسواجو كناه به وه اس كوجس كے لئے جا ہے كامعاف كردے كا۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ کے نتیجہ سے براءت کی جاسکتی ہے مگر شرک وہ بیاری ہے جس کے نتائج سے عہدہ برآ مدہوناممکن نہیں اس لئے اس کے نتائج بد بھکتے بغیر نجات کا تصور بھی خدا کے قانون ابدی کے خلاف ہے۔

## شرك وكفرى بخشائش نبين:

احکام الی اور شریعت رہائی کی معلی ہوئی دو تسمیں ہیں۔ایک کا تعلق دل اور قلب ہے جو بحز لہ اصل کے ہے،اس کو قد ب کی زبان میں ایمان فلسفہ کی اصطلاح میں علم ،اور تصوف کی بولی میں عرفان کہتے ہیں اور دوسری شم دہ ہے جواس عقیدہ اول کی فرع اور نتیجہ ہے اور جس کا تعلق اعتصاء اور جوارح ہے ہے،اس کو ہم مختفر آعل اور تفصیلاً عبادات و معاملات اور اخلاق کہتے ہیں شرک و کفر کے گناہ کا تعلق تسم اول ہے، اور دوسرے گنا ہوں کا تعلق تسم دوم ہے ہے دلوں میں ایمان و گل وعرفان کی اگر ایک کرن بھی ہوتو اس ظلمت کدہ میں روشنی کی امید کس طرح کی جاسکتی ہے گرجس کا شانہ میں اس نور کا ایک ذرو بھی نہ ہواس کی روشنی ہے ہوئے نامیدی ہے ای لئے ایمان کے بغیرا تال بھی کا اعدم ہوجاتے ہیں اور جہاں ایمان کی جی موجود ہے اعمال خیر کا بچی نہ کچھ نہ بچھ وجود ضروری ہے البتہ اعمال شرکا بھی ساتھ ساتھ وجود ہے جن کی دوز نے کے عذا ہد اور رحت الی سے تلا فی ہوکر نجات ال سکتی ہے۔ ایمان وعلم وعرفان جس کی حقیقت وجود ہے جن کی دوز نے کے عذا ہد اور رحت الی سے تلا فی ہوکر نجات ال سکتی ہے۔ ایمان وعلم وعرفان جس کی حقیقت ایمان بالغیب ہے اس کا حصول موت کے بعد جب حقائق خود بخود ہمارے سامنے آتے جاتے ہیں ہماری وسعت کا نتیجہ بکل کی تلافی جودوان حقائق کن ودوز ن کے عذا ہا کی وحد ہوں کی معفرت کی امید قانون الی میں ناممکن ہے البتہ عمل کی کی تلافی جودوسری منتم کا گناہ ہے خدا کی رحمت ہے بعید نہیں ہے۔

سیحتے کے لئے ان دونوں کی کھلی ہوئی مثال میہ ہے کدونیا میں تعلیمی امتحان کے لئے ۳۳ نمبر کم از کم فرض کیا گیا ہے۔اب اگر کسی کا پر چہ بالکل سادہ ہے، اوراس لئے اس کا نمبر صفر محض ہے تو رحم دل سے رحم دل محتون کے لئے بھی میہ ناممکن ہے کہ اس کوادنی سے ادنی درجہ میں بھی کا میاب کر سکے لیکن جس نے پچھ جوابات لکھے ہیں اور پچھے چھوڑ دیئے ہیں اور پچھے غلط لکھے ہیں تو اگر وہ ۲۹ ہوں کتر یب بھی پہنچے گیا ہے تو رحمہ ل محتون ۳۳ تک اس کو پہنچا کرادنی درجہ میں کا میاب

بناسكتا ہے۔

الغرض ایمان وعلم وعرفان کے مجرم جن کا نام مشرک و کا فر ہے اپنے نا قابل تلافی متیجہ کے بھگتے بغیر عذا ہے دوز نے ہے رہائی کا تصور بھی نہیں کر کتے کہ ان کی دنیاوی زندگی کا عرفانی فقدان رحمتِ البی کوا پی طرف جذب کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتا' مگر کیا شرک و کفر کے لئے شرک و کفر کے دور وَ عذا ہے کے طے کر لینے کے بعد بھی رہائی کا تصور کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب آئندہ سطروں میں ملے گا۔

## کیادوزخ کی انتہاہے؟

الل سنت کے ایک مخفر گروہ کا جس میں سیابہ کرام اور تابعین کے نام بھی جیں اور متاخرین میں جن کے پر جوش حامی حافظائن قیم بیں ، نے یہ مسلک افقایا رکیا ہے کہ جب گئی گارا ہے اپنے گنا ہول کے بقار عذا ہ پا چکس گے تو جہنم فا کردی جائے گی ، حافظائن قیم نے اپنی دو کتا ہوں شفاء العلیل اور حادی الا رواح میں (وونوں مطبوعہ جین حادی الا رواح اعلام الموقعین کے ساتھ چھی ہے) قرآن ، احادیث ، آثار اور مقال کی چھیں دلیلوں سے اپنے مسلک کو مربئ کیا ہے (ویکھو شفاء العلیل از ص ۲۵۲ تا ۲۵ سینیہ معراور حاوی الا رواح ابن قیم با کا از ص ۲۵ تا ۲۵ سینیہ معراور حاوی الا رواح ابن قیم با کا اور سے مسلک کو مربئ کیا ہے (ویکھو شفاء العلیل از ص ۲۵ تا تا ۲۵ سینیہ معراور حاوی الا رواح ابن قیم با کا دور میں کا ایک معرف میں با کے جھی اس نظر بیا کو لف افل سنت کے ایک فریق کا خیال تسلیم کیا ہے (حاوی الا رواح ابن قیم جلا دور میں کا ایک نے بیان کی معلیل المواج و ایک کی خور کی تاریخ کی با کی اور ان کے تب میں با کہ کی خور کی بیار کو کو با کہ کو دور نے میں دیے رہے ایسے ہوجا تمیں گئے کہ ان کو ای دور نے میں راحت اور لذت معلوم ہونے گئے گی جے بعض کیڑے غلاطتوں ہی کو پسند کرتے ہیں اور انہیں میں لطف افلاتے ہیں ان کو ای دور نے میں راحت اور لذت معلوم ہونے گئے گی جے بعض کیڑے غلاطتوں ہی کو پسند کرتے ہیں اور انہیں میں لطف افلاتے ہیں میں نے اس باب کو بہت ڈرتے فرت فرات کی میں اور انہیں میں اجمال النی کی تھرت کا جرم عا کہ ہوتا ہے۔ اگر بیا فقیار کروہ پہلومی نہ ہوتو اللہ تھوا کی معافر فرائے اور تو بیکو تو تن بھوتو اللہ تعلیل کروہ کی جو معافر فرائے اور تو بیکی تو فیق بینے و در ان کو کھولے۔

ع صحیح بخاری بابرحمة الله جلد دوم ص الاوسیح مسلم \_

عرش كاويربيلكودياكه ﴿ رَحْمَتِي سَبِقَتْ عَضِي ﴾ لله "ميرى رحت مير عضب سبقت ليكني ب-" اب اگر دوزخ جواس کےغضب کا مظہر ہے'اس کی جنت ہی کی طرح وائمی وابدی ہوتو اس کاغضب اس کی رحمت پرسبقت لے جاتا ہے یا برابر ہوجاتا ہے اور اس کا تخیل بھی اس رحمان ورجیم کی نسبت نبیس ہوسکتا' ای طرح حدیث میں آیا ہے کداللہ تعالی نے اپنی رحمت کے سوحصوں میں سے صرف ایک حصد دنیا میں اتارااور نتا نوے جھے قیا مت کے دن كے لئے ركھ بيں (ملي مسلم باب سعة رحمة الله) اس لئے مانتا يو تا بكرايك ون آئے گاجب اس كے غضب پراس کی رحمت غالب آ جائے گی اوراس کی رحمت کے سوا کچھ باقی ندر ہے گا اور بیروہ دن ہوگا جب گنہگا را پنے گنا ہوں کی نا یا کیول اور نجاستوں ہےا ہے اپنے مقررہ وفت پر پاک ہوکراس کی رحمت کی سرفرازی کے قابل بن جا نمیں گے۔ اسلام کی روے سب سے بڑے مجرم مشرک و کافر ہیں اور جواس وقت تک نجات نہ پاشکیں گے جب تک دوزخ کے تنور میں ایک گرم کوئلہ بھی یاتی ہے تاہم ان کے عذاب کی مدت کی نسبت قرآن میں حسب ذیل تمین تصریحات ہیں ﴿ لَبِثِينَ فِيهَا آحُقَابًا ﴾ (ايارا)

وہ دوزخ میں صد با ہزار ہاسال تفہریں ہے۔

صد ہا ہزار ہاسال کی مدت کسی قدر بڑی ہو پھر بھی ایک دن اس کا خاتمہ ہے ٔ دوسری آیت جوصریحاً کفار و شركين ع حق من ع يه ع

> ﴿ اَلَّارُ مَثُواكُمُ خَلِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَاشَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبِّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾ (اتعام-١٥) دوزخ ہے تبہارا محکانا' اس میں تم سدار ہے والے ہو لیکن پیکہ اللہ جو جا ہے 'بے شک تیرارب حکیم علیم ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شرک و کفر کی سز اتو اصل میں قانو نایجی ہے کہ دوزخ میں دائمی سزا وی جاتی ر ہے گراس کی رحمت کا اقتضا کچھاور ہے لیکن وہ حکیم علیم ہے اس لئے وہ اپنا ہر کام اپنی حکمت ومصلحت اور علم کے مطابق كرتا ہاورونى جانتا ہے كەكس كے فق ميس كياكرناچا ہے اوركب كرناچا ہے۔

تيري آيت مي ہے۔

﴿ حَالِيهِ يُمنَ فِيُهَا مَادَامَتِ السَّمُوتُ وَالْاَرُضُ اِلَّامَاشَاءُ رَبُّكَ - إِنَّ رَبُّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُريْدُ ﴾ (حود-٩)

وو دوزخ میں ہمیشدر ہیں گئے جب تک آسان وزمین قائم ہیں'لیکن یہ کہ جو تیرارب چاہئے بے شک تیرارب جو عامتا ہوہ کرتا ہے۔

دوسری اور تیسری دونوں آیوں میں اللہ تعالی نے ان کے حق میں اپنی مشیت کوعذاب کی انتہا بتایا ہے اور اپنے کو''رب'' کےلفظ سے تعبیر فرمایا ہے' جس سےاشارہ لکلتا ہے کےاس کی مشیت سے بالآخراس عذاب کاختم ہونااس کی ر بو بیت کا اقتضاء ہے قرآن پاک میں کوئی الی صاف وصریح آیت موجود نہیں ہے جس ہے دوزخ کی بقائے دوام،عدم انتهاء اور شکسل وجود پر بتصریح استدلال کیا جا سکے حالا تکہاس کے برخلاف بہشت کی جیشتی و بقااور عدم انقطاع وعدم فناکی بیسیوں آ بیتی قر آن پاک میں موجود ہیں، چنانچدان دونوں کے فرق کواچھی طرح سمجھنے کے لئے اس او پروالی آیت کوہم تنام دکمال بیہاں نقل کرتے ہیں فرمایا:

﴿ فَامَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمُ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ٥ خليدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُواتُ وَالْاَرْضُ إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ مَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَالَ لِمَا يُرِيدُه وَامَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْحَنَّةِ خلِدِينَ وَالْاَرْضُ إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ مَ عَطَاءً غَيْرَ مَحُدُ وَ فَي (مود) فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُواتُ وَالْارْضُ إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ مَ عَطَاءً غَيْرَ مَحُدُ وَ فَي (مود) فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُونُ وَالْارْضُ إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ مَ عَطَاءً غَيْرَ مَحُدُ وَ فَي (مود) وَلَيْ مَا مَا اللهُ وَلَيْ مَا اللهُ وَلَيْ مَا اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلِي اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلِي اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلَاللهُ وَلَا اللهُ وَلّا اللهُ وَلَا اللهُ وَاللهُ وَلَا الللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا اللهُ وَلَا الله

دیکھوکہ اہل جنت اور اہل دوزخ دونوں کے لئے خلودودوام فرمایا' پھران دونوں میں اس کے بعدا پی مشیت سے استثنافر مایا' گھراہل دوزخ کے دوام کے ذکر میں فرمایا کہ'' گھر جو چاہے تیرارب، بے شک تیرارب جو چاہے کرڈالٹا ہے'' اس سے معلوم ہوا کہ دو و چاہے تو دوزخ کے عذا ب کوختم کردے اور چاہے تو قائم رکھے' لیکن اہل جنت کے دوام کے ذکر میں بتقریح فرمایا'' گھر جو چاہے تیرارب سے غیر منقطع بخشق ہوگ' اس سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کے حق میں اس کی مشیت بھی ہوگ 'اس سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کے حق میں اس کی مشیت بھی ہوگ کہ ہوگ کہ دوہ ہے انقطاع اور غیر ختمی دوام و تسلسل کے ساتھ ہمیشہ قائم و باقی رہے۔ اس آیت کی تغییر میں متعدد آئم سطف مثلاً ابن زیداور ضعی وغیرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے بارہ میں تو اپنی مشیت ملا ہر فرمادی کہ وہ مسلسل اور غیر منقطع ہے' لیکن اہل دوزخ کی نسبت اپنی مشیت کو کی مصلحت سے مخفی رکھا ہے۔ ا

ایک اور مقام پرخاص طور پر گفارومشر کین کا نام لے کراس طرح فرمایا حمیا ہے۔

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنُ آهُلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِي نَارِحَهَنَمَ خُلِدِيْنَ فِيهَا م أُولِقِكَ هُمُ شَرُّالَئِرِيَّةِ ٥ إِنَّ الَّذِي يُنَ امْنُوا رَعَمِلُوا الصَّلِختِ أُولِقِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ٥ حَزَآءُ هُمُ عِنْدَ رَبِّهِمُ حَنْتُ عَدُن تَحْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْآنُهُرُ خُلِدِيْنَ فِينَهَا آبَدًا ﴾ (بيز)

بِ فَكَ اللَّ كُمَّا بِ أُورِ شَرِكُول مِن مِن جِنهِوں فَ كَفَرِكِما ووجہُم كَي آئى مِن (خالد) بڑے رہیں ہے بدرین لوگ ہیں ان كی جزاء ان كے پروردگار كے زوردگار كے دو مجرین لوگ ہیں ان كی جزاء ان كے پروردگار كے زورد كار كے بنے كے باغ ہیں جن جن میں نہریں بہتی ہوں وہ اس میں ہمجھ (خالد) رہیں گے۔

غورے دیکھوکداس میں الل دوزخ کے مقابلہ میں الل جنت کے دوام میں کتنی تاکید پرتاکید ہے پہلے عدن فرمایا 'جس کے معنی'' قیام''اور'' بسے'' کے بیں' گھر'' خالدین'' کہا کدوواس میں رہا کریں مے' بعدازیں''ابَدا''فرمایا کہ وہ جنت میں ابدی طورے قیام کریں گے۔

ای طرح ایک اورسوره می ب

﴿ وَيُدْجِلُهُ حَنُّتِ تَحُرِيٌ مِنْ تَحْتِهَا الْآنُهُرُ خَلِدِ يُنَ فِيُهَا آبَدًا ﴿ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٥

. تغییر طبری و در منثور سیوطی تغییر آیات جود درکوع ۹ وانعام رکوع ۱۵۔

ميرت الني

وَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بِالِيَّنَا أُولَقِكَ أَصْحَبُ النَّارِ خَلِدِينَ فِينَهَا وَيِثُسَ الْمَصِيرُ ﴾ (تغانن، ٩٠٠) اوراس كوان باغول مين داخل كرے كاجن كے نتيجے ئيرين بہتى مول كَاجِن مِن وہ بميث رہاكريں كَاوروبى برى كاميابى جاورجنبوں نے انكاركيا اور مارى باتوں كو جنلا يا وہى دوز خ والے بين، وہ اس مين رہاكريں كاوروہ برى جگاوروہ برى جگاہدے۔

ویکھوکہ تقابل دونوں میں حالدین (رہا کریں گے) اور ﴿ حَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ﴾ (ہمیشہ رہا کریں گے) کا فرق کتنا تمایاں ہے کہیں بیکہا گیاہے کہ کفار کے عذاب میں مدت کے قیمن سے سرے سے خاموثی برتی گئی ہے اور جنت میں خلود کی تصریح فرمادی گئی ہے مثلا

﴿ يَوْمَ تَبُيَضُ وَجُوهٌ وَتَسُودُ وَجُوهُ ۚ فَامَّا الَّذِينَ اسُودَتْ وَجُوهُهُمُ اَكَفَرَتُمْ بَعَدَ اِيمَانِكُمُ فَـذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمُ تَكُفُرُونَ ٥ وَامَّا الَّذِينَ ابْيَضَتْ وَجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللهِ هُمُ فِيُهَا خَلِدُونَ ﴾ (آل مران)

جس دن کچھ مندسفید ہوں گے اور کچھ سیاہ تو جو سیاہ ہوئے تو کیا ایمان کے بعد کا فر ہو گئے تھے تو اپنے کفر کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھوا ورجن کے مندسفید ہوئے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور اس رحمت میں سدار ہیں گے۔ آیت بالا میں عذاب کے ذکر میں مدت کی تصریح سے سراسر خاموثی ہے اور رحمت کے ذکر میں خلود کی تصریح

-475

انہیں آیوں کی تفیر میں آنخضرت وہ اور بعض صحابہ کرام سے روایتیں ہیں کدایک دن آئے گاجب دوزخ کے میدان میں ہُو کا عالم ہوگا اور کوئی ایک متنفس بھی وہال نظر نہیں آئے گا، چنانچہ:

ا طبرانی میں حضرت ابوا مام محالی عصر وایت ہے کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ '' جہنم پرایک ایسادن آئے گاجب وہ خزال رسیدہ ہے کے مانند ہوجائے گااور اس کے دروازے کمل جائیں گے''

۲۔ حضرت جابر "یا کسی اور صحافی ہے روایت ہے کہ آپ نے فر مایا کہ" جہنم پر ایک دن ایسا آئے گا جس میں اس کے در وازے کھل جائیں گے اور اس میں کوئی نہ ہوگا''

۔ حضرت ابو ہر میرہ " ہے روایت ہے کہ میں جو کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہنم پرایک دن آئے گا جب اس میں کوئی نہ ہوگا ۴ یقسیر عبد بن حمید میں حضرت عمر " ہے روایت کی گئی ہے کہ "انہوں نے فر مایا کہ اہل دوزخ ریکستانِ عالج کے ذرات کے شار کے بقدر بھی دوزخ میں رہیں ، چر بھی ایک دن آئے گا جب وہ اس نے تکلیں گے''

۵۔عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ روایت ہے کہ''جہنم پر ایک دن آئے گا کہ جب اس کے خالی وروازے بھڑ بھڑا کیں گے'اوراس میں کوئی نہ ہوگااور بیاس وقت ہوگا جب لوگ اس میں صد ہا ہزارسال (احقاب) کی مدت پوری کرلیس سے''۔

۲ یعبدالرزاق ابن منذ رُطبرانی اور پیمقی کی کتاب الاساء والصفات میں ہے کے حضرت جابر "بن عبداللہ صحابی یا ابوسعید خدری صحابی یا کسی اور صحابی نے بیفر مایا که 'اِلّا مَسَا شَاءَ رَبُّكُ " كااستثنا پورے قرآن پر حاوی ہے بیعنی جہاں جہاں قرآن میں خالِدِیْنَ فِیُهَا (سدااس میں رہیں گے) وہاں بیہ شیت الٰہی کا استثناء قائم ہے۔ استعمارت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ دوزخ پرایک زمانہ آئے گا جب اس کے خالی وروازے کھڑ کھڑا کیں سے ل

## دفع شبه:

قرآن پاک میں الی بھی چندآ بیتی ہیں جن سے لوگوں کو دوزخ کے دوام کا خیال ہوا ہے مثلاً وہ تین آ بیتی جن میں کفارکو' حالد بن فیھا ابداً''ہمیشہ کے عذا ب کی دھمکی دی گئی ہے۔

الد هو إنَّ اللَّه لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَاعَدَّلُهُمْ سَعِيْرًا وَ خَالِدِينَ فِيهَا آبَدًا ﴾ (احزاب-٨)
 بشك خدائ كافرول پرلعنت كي اوران كے لئے ووآگ مبيا كى جس ميں وو بيث پڑے دميں۔
 ١٠ هو وَمَنْ يَعُصِ اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيهَا آبَدًا ﴾ (جن ٢٠)
 ١٥ جوالله اوراس كے رسول كى نافر مانى كرے كا تواس كے لئے جنم كى ووآگ ہے جس ميں وہ بيث پڑے دہيں۔
 ١٠ هو إنَّ اللّه فِيهُ مَا آبَدًا ﴾ (نماء ١٩٥٠ - ١٩٥)
 ١٤ جَهَنَّمَ خُلِدِيُنَ فِيهُ آ آبَدًا ﴾ (نماء ١٩٥٠ - ١٩٥)

یے شک جنہوں نے کفر کیااور صدے آھے ہو ھے نہیں ہے کہ اللہ ان کو بخشے اور نہ بید کہ ان کوراہ و کھائے کیکن جہنم کی راہ جس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں۔

ان تینوں آ یوں میں ﴿ علیدیُنَ فِیُهَا اَبَدًا ﴾ (دوزخ میں ہمیشدر میں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ جن کے حق میں بیر آ بیتی آئی ہیں وہ اس وقت دوزخ میں ہمیشہ قائم رہیں گے جب تک حسب مشیت الی دوزخ کے خاتمہ کا دورنہیں آئے گا۔

باتی چندآ یوں میں اَبَدَا (بمیشہ) کے بغیر صرف حسالِدًا ہے جیسے ﴿ هُمَّ فِیْهَا حَلِدُونَ ﴾ وواس میں 'خالد'' رہیں گے۔ یاایک مبکہ ہے:

و وَدُوْقُوْ اعَذَابَ الْمُحلَدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ (بدورا) اور فَوْدُونَ الله المُحلَدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ (بدورا)

تو یہاں ایک بات سمجھ لینی چاہئے کے خلود کے دومعنی ہیں ایک جیتی دوام اور دوسرے قیام طویل ان دوہیں سے
کسی ایک معنی کی شخصیص قرینہ ہے ہوگئ اس دوسرے معنی کے اعتبار سے عربی اشعار میں پہاڑوں اور بدویا نہ چوکھوں کے
پیخروں کے لئے بحو اللداور بحالدات کے لفظ صفت میں آتے ہیں کی ونکہ دوہ تا دیراورز مانداراز تک باقی رہنے والے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ہو بحالہ دین کہ کالفظ ابدیت کے مفہوم میں صرح نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی اور قرینہ قائم نہ
اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ہو بحالہ دین کہ کالفظ ابدیت کے مفہوم میں صرح نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی اور قرینہ قائم نہ
ماندان القیم نے شفاء العلیل (ص ۲۵۸) میں ان روایات کو غیر مطبوعہ کتب تغیر دھدیت نے تش کیا ہے ان میں بعض امن قریر طبری میں بھی آبیات نہو کی تب ہوگئیر درمنٹور تقیر سر کا بھی تک اس الدین سیوطی نے بھی تغیر درمنٹور تقیر سر کا جو د جلد تالٹ میں نہ کوری تا اور کیا ہے اور کیا ہے اور کیا ہا الاساء والصفات بھی میں ۱۲۳ مطبوعہ الدی بین میں جھٹی روایت ہے۔

ہوجودوام کے معنی کی تخصیص کردے جیسا کہ بیقر بینان آیوں میں ہے جہاں اہل جنت کو حلد دین کہا گیا ہے کہ آفر بیا ہیں آیوں میں اس خلود کے معنی دوام اور عدم انقطاع کے بتائے گئے ہیں اس لئے جنت کے سلسلہ میں جہاں صرف خسلہ بین بھی ہے وہاں بیفتگی اوردوام ہی کے معنی لئے جا کمی گر برخلاف اس کے جہاں دوز خ کے ساتھ خسلہ بین کا لفظ ہو ہاں دوام کے مفہوم کے لئے کوئی قرینہ موجو دہیں اس لئے دوز خ والی آیوں میں خلود سے مقصود یہ ہے کہ گہرگارز مانہ دراز تک دوز خ میں رہیں گے غالبا میں وجہ ہے کہ گہرگارالمل ایمان کی سزامی بھی خسلہ بین کے ساتھ ابداً استعال نہیں کیا گیا ہے ، گئرگارالمل ایمان میں سے سب ہوی دھمکی اس کودی گئی ہے جس نے سی مسلمان کا خون بے سبب بہایا ہوگر اس کے لیے بھی حسلہ بین کے ساتھ ابداً استعال نہیں کیا گیا فر مایا چوڑھ من یہ فیڈنل موٹو منا مُتعقبدًا فَدَوْآءُ وَ حَهَدُّمُ وَمِنَا مُسَالِ عَلَى مِن وہ خَالِدًا ( یعنی مدت خالِدًا وَیُہَا کہ (نیاد سے ا) اور جوکوئی کی باایمان کو قصداً قبل کرد ہے گا تو اس کا بدلد دوز خ ہے جس میں وہ خالِدًا ( یعنی مدت دراز تک) پڑار ہے گا۔

یکی سبب ہے کہ معتزلہ اورخوارج کے سواتمام اہل اسلام اس ہے گناہ مسلمان مقتول کے قاتل کی بالآخر

بخشائش کے قائل ہیں۔ اس ہے معلوم ہوا کہ ان آ یتوں میں ' خلود' ہے مراد بینتگی ٹبیں ہے بلکہ زبانہ دراز ہے کہ اہل

تو حید کی بالآخر نجات قرآن و حدیث کی متفقہ تعلیم ہے اور اس لئے مؤمن کے لئے اس کے کسی جرم کی سزا میں بینتگی کا
مفہوم داخل ہی نہیں ہوسکنا' بتا ہریں ان آ یتوں میں خلود کے معنی منطقی دوام نہیں ، بلکہ عرفی دوام لیعنی مدت دراز کے ہیں

ہم عام طور ہے مجرم کے لیے جس دوام کی قانونی اصطلاح ہو لتے ہیں جس سے مراد بھی ابد تک کیا، قیامت تک کا زبانہ

ہمی ٹبیں ہوسکنا بلکہ عمر بھر بھی نہیں بلکہ صرف اس سے قانونی قید کی دراز ترین مدت مراد ہے جس کا قانونی اندازہ ہیں

سال کیا گیا ہے۔ کتے مجرم ہیں جواس مدت کو کاٹ کرآزادی حاصل کرتے ہیں اورا سے بھی ہیں جو کس شاہی عفو عام کے

سلسلہ میں قبل از مدت رہائی یا جاتے ہیں۔

دو چار آیتیں ایک بھی میں جن میں فدکور ہے کہ یہ گنبگار دوز خ سے الگ نہ ہوں گے، چنانچہ وہ آیتیں حسب ذیل میں۔

(۱) ﴿ إِنَّ الْفُحَّارَ لَفِي جَعِيْمِ ، يَصُلُونَهَا يَوُمَ الدِّيْنِ ، وَمَا هُمْ عَنْهَا بِعَالَيْنَ ﴾ (انفطار)

بِ ثَلَ كُمْ كَارُدُورْنَ مِن بِي ، وه انعاف كون اس مِن واخل بول كاوروه اس يَحِيِيْنِ مره كَة ـ

(۲) ﴿ وَقَالَ اللَّهُ مَا اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَمَا هُمُ بِحَارِحِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (ايَروه اس عَنَا اللَّهُ عَلَيْهِمُ اللَّهُ اعْمَالَهُمُ حَسَرَتِ عَلَيْهِمُ وَمَا هُمُ بِحَارِحِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (ايَرود وورد وورد على الله عَلَيْهِمُ وَمَا هُمُ بِحَارِحِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (ايَرود وورد وورد على الله وورد على الله وورد على الله وورد وورد عنه عنه الله موجاتِ عِين ووجم عنها للله موكان الله ووجات عَلَيْهِمُ وَمَا هُمُ مِنْ النَّارِ وَمَا عَلَيْهُمُ وَلَهُمُ مَا فِي الْآرُضِ جَعِينُا وَمِثْلَةُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ اللهُ مِنْ عَذَابِ اللّهُ مِنْ عَذَابِ اللّهُ مِنْ عَذَابِ اللّهُ مِنْ مِنْهَا وَلَهُمُ عَذَابٌ مُعَلِيهُمُ وَلَهُمُ عَذَابٌ اللّهُ مِنْ عَذَابٌ اللّهُ مِنْ مِنْهَا وَلَهُمُ عَذَابٌ مُعْتُلُولُ وَمَا هُمْ اللّهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللهُ مِنْهُمْ وَلَهُمُ عَذَابٌ اللّهُ مِن عَذَابٌ اللّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمُ عَذَابٌ اللّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اللّهُ مِنْ عَذَابٌ اللهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اللّهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اللّهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللهُمْ عَذَابٌ اللّهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللللّهُ اللّ

بے شک جنہوں نے کفر کیاا گران کی ملکیت میں کل روئے زمین ہواورا تنابی اور ہوتا کہ اس کوفدید دے کر قیامت کے عذاب سے رہائی پائیمی تو و ہ ان کی طرف سے قبول نہ ہواوران کے لئے درد تاک عذاب ہے وہ جا ہیں گے کہ دوزخ سے نکل جائمیں'کین دواس سے نکلنے والے نبیں اوران کے لئے قائم عذاب ہے۔

(٣) ﴿ كُلِّمَا آرَادُوُ آنَ يَخُرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمِّ أُعِيْدُوا فِيْهَا وَذُوْقُوا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾ (ج-٢) وه جب چاہیں کداس دوز خے نم کی وجہ نکل پڑیں وہ اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جلنے کی سزا چھو۔

(۵)﴿ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوا فَمَاوَهُمُ النَّارُ ء كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَخُرُجُوْا مِنْهَا أَعِيدُوا فِيُهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ ثُكَذِّبُونَ ﴾ (بجده:١)

اورلیکن جنہوں نے نافر مانی کی تو ان کا محکا تا دوزخ ہے جب وہ جا ہیں گے کہ دو اس سے نکل جا نمیں ،اس میں لوٹا دیئے جا کیں گے اور کہا جائے گا کہ دوزخ کی اس مار کا مزہ چکھوجس کوتم جیٹلاتے تھے۔

یہ وہ پانچ آ بیتی ہیں جن سے بعضوں کوعذاب دوزخ کے دوام اور غیر منقطع بقا کا خیال پیدا ہوا ہے مگران میں سے ایک ایک آ بیت پر غور کر وتو ان کے خیال کی غلطی فورا معلوم ہوجائے گا ہیلی آ بیت کا منشاء ای قدر ہے کہ کوئی گئیگارا گر یہ ہیں آ بیت کا منشاء ای قدر ہے کہ کوئی گئیگارا گر یہ ہیں ہے کہ دوہ کی جگہ چیپ کر دون کے عذاب سے نی جائے گا تو یہ حال ہے کہ خدا سے جھپ کر دون کے عذاب کی جاری کہ اربم دوسری آ بیت کا مطلب بیہ ہے کہ دوزخی کہیں گئے کہ ہم کو دوز خ سے نگل کر دوبارہ دنیا میں جانے دیا جائے تو اب کی بار ہم ایک کے کام کریں گئاس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اب یہاں سے نکل کر دنیا میں دوبارہ جانا نہیں ، تیسری آ بیت میں ہے کہ پورے روئے زمین کی دولت دے کر بھی آ خرت میں نجات خرید گئیس جاستی اور نہ وہاں سے کوئی نگل کر بھاگ سکتا ہے نچوجی اور پانچویں آ بیت کا صریح مفہوم ہیہ ہم کہ اگر کوئی دوزخی دوزخی دوزخ کے عذاب سے محبرا کر اس سے نکل نہیں ساتھ کی اور دوز خ کے عذاب سے محبرا کر اس سے نکل نہیں اگنا کہ جائے گا ان آ بیوں سے سرف انتا معلوم ہوا کہ گئیگار از خوددوز خ سے نکل نہیں کیا ہو گیا دونہ کی کہ بھر اگر اس سے نکل نہیں گئی اور نہ اس کی کہ بھر درگناہ عذاب کی مدت بسر کرنے کے بعد بھی نجات نہیں مل عتی ، اور نہ اس کی کہ بھدرگناہ عذاب کی مدت بسر کرنے کے بعد بھی نجات نہیں مل عتی ، اور نہ اس سے کہ اگر تھرا گیا ہے۔

علی اسے کہ بہشت کی طرح دوزخ کو بھی غیر متا ہی دوام بخشا گیا ہے۔

یمی وہ آینتیں نہیں جن سے گنہگاروں کے لئے دوام عذاب کامفہوم نکالا جاسکتا ہے مگرا یک آیک آیت کوغورے پڑھو کہ ان میں سے کسی میں بھی دوزخ کے دوام بقااور عدم فنا یا اس کے عذاب کے عدم انتہاء کی تصریح ہے؟ حالا نکہ اس کے بالمقابل جنت کی بقائے دوام اور عدم انقطاع کی تصریح بار باراور جنگرارہے۔

ایک اور نکته کاظ کے قابل ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ خدا نے گئمگاروں کوعذاب دوزخ کی ابدیت اور دوام کی دھمکی دی ہے، تاہم اس حقیقت ہے چٹم ہوتی نیس کرنی چاہئے کہ نیکی کابدلہ ندوینا یقینا برائی ہے، جس سے اللہ تعالی کی قد وسیت کا دامن تمام تر پاک ہے کہ دوائی آئے گئے لئے المبیئة ادبھ (آل عمران۔۲۰)" تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا" گوائے گان و غذہ مائیا ہی (مریم۔۱۳)" اس کا وعد و جنت پورائی ہوگا" کیکن اگر برائی کابدلہ حسب تہدید سابق برائی کے ساتھ ندویا جائے تو یہ حقیقت میں خلاف وعدگی نہیں جو قابل ملامت ہو بلکہ اس کا نام مغفرت ،کرم ،عطا اور عفو ہے جس کا

اہل اس رحمان ورحیم اور عفووغفور ہے بڑھ کرکوئی دوسرانہیں اس لئے گنہگاروں کے ساتھ جیسا کداس نے فرمایا ہی حکمت و مصلحت کی بنا آء پروہ جوچاہے کرسکتا ہے۔ چنانچے مندابو یعلیٰ میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کد آپ نے فرمایا کہ '' خدانے کی نیک کام پرجس ثواب کا وعدہ فرمایا ہے وہ اس کو ضرور ہی پورا کرے گالیکن جس کسی کواس نے کسی کام پرعذاب کی دھمکی دی ہے تواس کوا ختیار حاصل ہے''۔ لے

کوئی کہ سکتا ہے کہ اگر جالا خرگنا ہوں کی مغفرت اور خداکی رحمت میں ہیدو صحت اور عموم ہے کہ ہوئے ہے ہوئے کرنے گئی گئی ہوئے کے قابل ہوجا کیں گئی تو اس بھی دوزخ کی آگر میں جل کر بالا خرپاک وصاف اور جنت میں واضل ہونے کے قابل ہوجا کیں گئی تو اس کا جواب ہے ہے کہ اگر ایسا کیا جاتا تو اشارات و کنایات کے بجائے ان کی معافی کی صریح تصریح کیوں نہیں کردی گئی تو اس کا جواب ہے ہے کہ اگر ایسا کیا جاتا تو بیان مجرموں اور گئی گاروں کے حق میں اچھانے ہوتا کہ اس سے ان کے نادم و تا نب ہونے کے بجائے ان میں اور خودسری گستا خی اور شوخی پیدا ہوتی اور الن میں آئیدہ کے نتائج بدے نار پن اور بے خوفی آجاتی اور ایسانے ہونا ہے تنبیہ واصلاح و شراک کی مصلحتوں کے سراسر منافی ہوتا اس لئے ان کی قانونی سز اتو دائی عقاب مقرر فر مائی اور بالا خران کی نجات کواپی مشیت اور علم و مصلحت کے سروفر ماکر ان کوایک گوندا ہے سے نامید بھی نہیں ہونے دیا اور امید و جس کی حالت میں رکھ کر مشیت اور علم و مصلحت کے سروفر ماکر ان کوایک گوندا ہے سے نامید بھی نہیں ہونے دیا اور امید و جس کوایک طرف میں گئی ہوں ہے جس کوایک طرف

## عذاب طويل كاسب

بعض کم فہم بیاعتراض کرتے ہیں کدانسان کا گناہ جوالیک لمحہ کا کام ہے اس کا عقاب اتناطویل کیوں رکھا گیا ہے'ای طرح سال دوسال یا عمر بحر کے گناہ کی سزاصد ہااور ہزار ہاسال کے عقاب سے دینا مناسب نہیں' حالانکہ بیلوگ اگرد نیادی ہی واقعات پرغورکرتے تو و وان کی تسکین کے لئے کافی ہوتے 'دنیا کا ہر بڑے ہے بڑا قانونی گناہ ایک لمحہ میں انجام یا تا ہے'چوری' عمل خلاف قانون یا کسی گوتل کرتے کتنی دیرگئی ہے مگراس کے معاوضہ میں سالہاسال کی قیدہم خودا پی انسانی عدالت گاہوں میں تجویز کرتے ہیں اوراس کوخلاف عقل نہیں کہتے۔

دوسری سیح تر مثال میہ کے آنسان کودیکھوکہ ذرائ جسمانی بدپر ہیزی اوراصول صحت کی معمولی علاقی کی اوراش میں وہ بھی ہفتوں مہینوں بلکہ سالہاسال بیار دہتا ہے اورا بیک مدت دراز میں جا کر کہیں ان چند کھوں کی غلطی کی تلافی کر پاتا ہے اور بھی اس معمولی غلطی کی بدولت عرجراس کے روگ میں مبتلا رہتا ہے اور آخر میں جان دے دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ اور اس کی تلافی کی مدت بیکہ ہمیشہ غلطی کی مدت کے مقابلہ میں اس کی تلافی کی مدت معمولی خلاق کی مدت کے مقابلہ میں اس کی تلافی کی مدت کے مقابلہ میں اس کی تلافی کی مدت کی صلاحیت اور صد ہااور ہزار ہا گنازیادہ ہوتی ہے کیونکہ طبیعت کی صلاحیت اور خلاق عالم کی مصلحت کی بناء پر کی جاسکتی ہے اس کی تلافی کی مدت بھی ہر گنہگار کے لئے کیساں خلاق عالم کی مصلحت کی بناء پر کی جاسکتی ہے اس کے عقاب طویل سے رہائی یا شفایا بی کی مدت بھی ہر گنہگار کے لئے کیساں خلیس ہوتی چھوا اللّٰہ اُعُدّمُ ہِ حقیدُ قَدَّ الْحَالِ ﴾

مشرك وكافركا آخرانجام:

اگر میں جھے ہے کہ بالآخرا یک دن جہنم کی آگ سر دہوجائے گی'اتو کیا اہل کفروشرک بھی اپنے گنا ہول ہے پاک ہوکر رحم وکرم کے سزاوار ہوجا ئیں گے جواب میہ ہے کہ

قرآن پاک میں اس کی تضریح موجود ہے کہ شرک و گفر کا گناہ معاف نہ ہوگا ایعنی اس کے اخروی بنائج کی پاداش ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ شرک و کفر کی جزاء دوام عذاب اور خلود نار ﴿ خیالیدیاں وَیُهَا آبَدًا ﴾ ہے بعنی جب تک دوزخ قائم ہے اس سے ان کونجات نہیں مل سکتی مگر جب حسب مشیت الہی وہ دن آئے کہ خود دوزخ کی مدت حیات ختم ہوجائے تواس وقت عجب نہیں کدان کو بھی اس سے رہائی مل سکے۔

چنانچے مشرکین و کافرین کے ذکر میں خدافر ما تا ہے۔

﴿ قَالَ النَّارُ مَنُواكُمْ خَلِدِيْنَ فِيهَا إِلَّامَاشَاءَ اللَّهُ مَا إِنَّ رَبِّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴾ (انعام-13) فرمائ كا ووزخ كي آگتهارا محكاتا باس من بميشر بهوك عربيك جوچا بالله، ب شك تيرايرورد كارحكت اورعلم والا ب-

اس آیت کا آخری مکڑا خاص طورے قابل ذکرے'' تیرارب حکمت اورعلم والا'' ہے اس موقع پر خدا کے لئے خاص طور پر'' رب'' کا لفظ لا نامیم محنی رکھتا ہے کہ اس کی شان رپویت اگر جا ہے گی اور اس کے غیرمحدودعلم وحکمت کا اقتضا ہوگا تو دوز خ کے خاتمہ پران کور ہائی مل سکے گی۔

لنگناس میں شک ہے کہ آیا اس کے بعد بھی وہ جنت میں داخل ہو عیس سے کئے کیونکہ حضرت عیسی میں گر ان سے قر آن میں بیرتصریح الٰہی ہے۔

> ﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشُولُ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَنَّةَ وَمَأُواهُ النَّارُ ﴾ (ما مده-۱) يه كه بشبالله كاجوشر يك بنائ كاتوالله في اس يرجنت حرام كردى بهاوراس كاشمكانا دوزخ بـ

نیزایک اورآیت میں ہے۔

﴿ إِنَّ الَّـذِيُنَ كَذِّبُوا بِالِيِّنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنُهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمُ ٱبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدُخُلُونَ الْمَعَنَّةَ حَتَى يَلِجَ الْحَمَلُ فِي سَمَّ الْجِيَاطِ ﴾ (١٦/ف\_٥)

بے شک جنہوں نے ہماری آ چوں کو جیٹلا یا اور ان کے مانے سے غرور کیا تو ان کے لئے آسان کے درواز نے بیں کھولے جائیں سے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں سے تا آ تکداونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہوجائے۔

الغرض خدا کے اعلان کردہ قانون جزاء کا اقتضا تو بھی ہے کہ گوان کے لئے بھی دوزخ کا خاتمہ بھی ہوجائے مگر پھر بھی جنت کے احاطہ میں ان کا گذرنہ ہولیکن اس کی رحمت ومغفرت کا دائرہ اس سے بڑھ کر ہے جبیبا کہ خوداس نے اہل دوزخ کی نسبت کہا ہے کہ:

﴿ إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ مَ إِنَّ رَبُّكَ فَعُالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴾ (مور-٩)

وهسدادوز خیس رہیں سے لیکن تیرارب جوجا ہے بے شک تیرارب جوجا ہے کر گذرتا ہے۔

اس دائرہ کی وسعت کوکون کم کرسکتا ہے؟ پھراس کا پیمی اعلان ہے کہ

﴿ وَرَحْمَتِي وَسِعَتُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (الراف-١٩)

اور ميرى رحت برشے كوائي مخبائش ميں لئے ہے۔

اس رحمت عام کی وسعت ہے آ سان وز مین کا کون گوشہ محروم ہے؟ اس سے بڑھ کرید کہ پیغیبر کے جھٹلانے والوں کو کہا جاتا ہے کہ

﴿ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلُ رَّبُكُمُ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ - وَلَا يُرَدُّ بَاسُهُ عَنِ الْقَوُمِ الْمُحْرِمِيْنَ ﴾ (انعام-١٨) اے تغیرا کروہ تھے تبلا کیں تو کہدوے کہ تبہارا پروردگاروسیج رحت والا ہے اوراس کاعذاب کنهگاروں سے لوٹایا نہیں جاسکتا۔

یعنی کی دوسرے میں میں طاقت نہیں کہ اس کے بھیجے ہوئے عذاب کو گنہگاروں کے سرے ٹال دے لیکن خوداس کی رحمت بڑی وسیج ہے'وہ جا ہے تو ان کو دنیا ہی میں ہدایت دے کر جنت نصیب کرے یا آخرت میں عذاب دینے کے بعد درگذر کردے اوراس کی اصلی رحمت کامل وہی ہے جہال کسی دوسری رحمت کا وجود نہ ہوگا' فر مایا:

﴿ مَنْ يُصْرَفُ عَنْهُ يَوْمَثِذِ فَقَدُ رَحِمَةً ﴾ (انعام ١٠)

جس ساس دن عذاب مثایا گیا او خدانے اس پررم کیا۔

صحیح بخاری وسلم وترندی میں ہے کہ آنخضرت و کھانے فرمایا کہ اگرمومن کومعلوم ہو کہ خدا کے پاس کتناعقاب ہے کہ تو وہ جنت سے مایوس ہوجائے اور اگر کا فر کو بیمعلوم ہو کہ اس کی رحمت کتنی وسیع ہے تو وہ بھی جنت سے ناامید ندہوٴ مصلح الدین سعدی شیرازی نے غالبًا ای حقیقت کواپنے دوشعروں میں ادا کیا ہے۔

بمانندگردبیان هم و بکم عزازیل گویدنصیبے برم برتهدید اگر برکشد تنظیم وگردرو بدیک صلائے گرم

خوداس رحمان ورجیم کاارشاد ہے کہ جس کی بادشاہی آسان وزمین کومحیط ہےوہ جوچا ہے کرسکتا ہے۔

﴿ يَغْفِرُ لِمَنْ يُشَاءُ وَيُعَدِّبُ مَنْ يَشَاءُ ، وَلِللَّهِ مُلُكُ السَّمُوتِ وَالْآرُضِ وَمَا يَيْنَهُمَا وَاليَّهِ الْمَصِيرُ ﴾(١/مدر ٢)

جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو جا ہے عذاب دیتا ہے اور آسانوں کی اور زمین کی اور ان کے بنتج کی بادشاہی اللہ کے لئے ہے اورای کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

کٹین بیاس کی مشیت جیسا کہاس نے (انعام رکوع۵۱) میں فر مایا ہے کہاس کی وسیع حکمت ومصلحت پر جنی ہے وہ جوجا ہے کرسکتا ہے مگر کرتا وہی ہے جواس کی مصلحت وحکمت کا تقاضا ہے۔

اس سے زیادہ اس باب میں پھھاور کہنا حدے آگے بڑھنا ہے کہ جس کی تقریح خود خدائے تعالی نے نہیں فرمائی اس کی تصریح کاحق کسی کوکیا ہے اس لئے مشرک و کا فرکے آخرانجام کے سوال کا جواب صرف مشیت اللی ہے جیسا کداللہ تعالی نے خود قرمایا ہے۔

على اَلنَّارُ مَثُو كُمُ خَلِدِيْنَ فِينُهَا اِلْأَمَاشَاءَ اللَّهُ مَا إِنَّ رَبَّكَ حَكِبُمٌ عَلِيمٌ فِهِ (انعام-١٥) دوزخ تهارا صُكانا ہے اس من سعار ہو گئے ليكن جوجا ہے اللہ - بشك تيرا پرورد كارتخمت والا اور علم والا ہے -

#### جههور کا مسلک خلود نار:

جو پچھ کہا گیاوہ اس جماعت کا خیال ہے جواللہ تعالیٰ کی رحمت عموی کی معتقد ہے جمہور کا مسلک اس ہے پچھ مختلف ہے اس کے نز دیک بہشت کی طرح دوزخ بھی ہمیشہ باتی رہے گی اور ان لوگوں کو جوشرک اور کفر کے مرتکب ہوں گئے بھی دوزخ سے نجات نہیں ملے گی۔

اس عقیدہ کے مطابق گنہگاروں کی دوشمیں ہیں۔ایک وہ جو گنہگار تھے گرایمان رکھتے تھے ایسے لوگ عذاب کے بغیر ہی یا عذاب کے بعد اللہ تعالی کے عفوہ کرم سے سرفراز ہوکر بالآخر جنت میں داخل ہوں گئے وہ سرے وہ جو ہمیشہ شرک و گفر میں جتلا رہے اوراس سے تو بہ کئے اورا بمان لائے بغیر مرکئے ایسے لوگوں کی بخشش بھی نہ ہوگی اور وہ ہمیشہ کے گئے جہنم میں داخل کرد ہے جا گیں گئے ان کی گنہگاری اس درجہ ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف کسی طرح جذب نہ کر سکیس کے بیدہ وہ زمین شور ہوں گے جس میں اس رحمت عام کی بارش بھی کوئی روئیدگی پیدا نہ کر سکے گی۔

رحمت عمومی کے معتقدین گذشتہ آئیوں ہے جومعنی نکالتے ہیں وہ جمہور کے نزد کیک سیحے نہیں وہ ان کے بیان کردہ مطالب کو تاویلات کا درجہ دیتے اور ان کی چیش کردہ روایات کو صحت اور قوت سے خالی جانتے اور قرآن مجید کی حسب ذیل آئیوں سے اپنے دعویٰ پراستدلال کرتے ہیں۔

ا ـ ﴿ إِنَّ اللَّهُ لَعَنَ الْكَافِرِيُنَ وَ اَعَدَّلَهُمُ سَعِيرًا خَلِدِيْنَ فِيهُا آبَدًا ﴾ (احزاب ٨) ـ بشك خدائ كافرول پراعت كي اوران كے لئے وہ آگ مهيا كي جس ميں وہ بيث پڑے رہيں۔ ٢ ـ ﴿ وَ مَنْ يَّعُصِ اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَالَ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَلَدِيْنَ فِيهَا آبَدًا ﴾ (جن ٢) اور جوالقداوراس كے رسول كى تافر مانى كرے كا تواس كے لئے جہم كى آگ ہے اس ميں وہ بميث پڑے رہيں گے۔ ٢ ـ ﴿ إِنَّ اللَّهُ يُسُنَ كَفَرُوا وَ طَلَمُوا لَهُ يَكُنِ اللَّهُ لِيغَفِرَلَهُمْ وَ لَا لِيَهَدِيَهُمْ طَرِيقًا ١٠ إِلَّا طَرِيُقَ

جَهَنَّمَ خُلِدِينَ قِيْهَا آبَدًا﴾ (ناء ٢٢)

بے شک جنہوں نے کفر کیا اور حدے آگے بڑھے بہیں ہے کہ اللہ ان کو بخشے اور نہ یہ کہ ان کوراہ دکھائے 'لیکن جہنم کی راہ اس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

ان آیتوں ہے معلوم ہوا کہان پر ہمیشہ عذاب ہوگا'اور جب عذاب ہمیشہ ہوگا تو عذاب کی جگہ یعنی دوزخ بھی ہمیشہ قائم رہے گی۔

ان آیتوں کےعلاوہ اور بھی دوسری آیتیں ہیں جن سے بیمعلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کاعذاب کافرے بھی دور نہ ہوگا۔

ا - ﴿ إِنَّا الَّـذِيْنَ كَفَرُوا لَوُ أَنَّ لَهُمُ مَّا فِي الْآرُضِ جَمِيْعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَـوُمِ الْـقِيْـمَةِ مَـا تُـقُبِّلَ مِنْهُمُ وَلَهُمْ عَذَابٌ آلِيُمُ ، يُرِيُـدُونَ أَنْ يَـخُرُجُـوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمُ بِحَارِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيْمٌ ﴾ (١/٤٥-١)

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا'اگر بالفرض ان کے پاس ساری زمین کاخزانہ ہوا ورا تناہی اس کے ساتھ اور کہ وہ اس گوفد بیدد ہے کر قیامت کے دن اس عذاب ہے جھٹ جائیں تو ان سے بیفد بیقیول نہ کیا جائے گا'اور ان کے لئے درد تاک عذاب ہے' چاہیں گے کہ دوز خ سے نکل جائیں'اور وہ اس سے نہیں نکل سکیس گے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

> ٢-﴿ وَمَا هُمُ بِخَارِجِيُنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (بقرد-٢) وه دوزخ سے فکل نہیں عمیں گے۔

قیامت کے منکروں کی نسبت فرمایا۔

٣- ﴿ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَاهُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴾ (جاثيـ ٢٥)

تو آج اس دوز خ ہے وہ نہیں نکالے جائیں گے اور ندان کاعذر ساجائے گا۔

٣- ﴿ الْآ إِنَّ الظُّلِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ﴾ ( ورق ٥)

ہاں کا فراورمشرک قائم رہنے والےعذاب میں ہوں گے۔

معلوم بوا کدالل قرآن میں شرک پرکیا گیا ہے۔ اس معلوم بوا کدالل شرک کاعذاب قائم رہےگا۔

۵۔ ﴿ إِنَّ الَّـٰذِيْنَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولَئِكَ عَلَيْهِمُ لَعُنَهُ اللَّه وَ الْمَلِيْكَةِ وَالنَّاسِ الْحَمَعِيْنَ وَ خَلِدِيْنَ فِيهَا عَلَا يُحَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴾ (بقره ۱۹) اختمع عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴾ (بقره ۱۹) اخت عن مع گئان پرالله كي فرشتوں كي اور آ دميوں كي سبكي لعنت بُ اس ميں وه سدار بين گئان كے عذاب ميں كي نيس كي جائے گي اور ندان كومهلت دى جائے گي۔ اس ميں وه سدار بين گئان كے عذاب ميں كي نيس كي جائے گي اور ندان كومهلت دى جائے گي۔ اس ميں والله يُحقَفُ عَنْهُمْ مِنْ عَلَيْهِمْ فَيَمُونُوا وَ لَا يُحَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَلَيْهِمْ فَيَمُونُوا وَ لَا يُحَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ﴾ (فاطر ١٣٠)

اوران کے لئے جنہوں نے کفر کیا جہنم گی آ گ ہے نہ تو ان کا فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مرجا تیں اور ندسز امیں پچھ کی کی

جائے گی۔

شرك وكفروالول كى مغفرت كسى حال مين نه ہوگئ فرمايا:

ك ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ ﴾ (المد١١٠)

ب شک الله اس کومعاف ندکرے کا کداس کے ساتھ شرک کیا جائے۔

ان کے لئے جنت کا دروازہ بمیشہ کے لئے بند ہے۔

9 - ﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدُ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاواهُ النَّارُ ﴾ (اتده-١٠)

یقیناً جوخدا کے ساتھ شرک کرے گا تواللہ نے اس پر جنت حرام کردی اوراس کا ٹھکا تا دوز خ ہے۔

١٠-﴿ إِذَّ الَّـذِيْنَ كَـذُّبُوا بِالِتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنُهَا لَا تُفَتُّحُ لَهُمُ ٱبْوَابُ السُّمَآءِ وَلَا يَدُخُلُونَ

الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْجِيَاطِ ﴾ (١٦/ف.٥)

بے شک جنہوں نے ہمارے عکموں کو جھٹلا یا اور ان کے ماننے سے سرکشی کی ان کے لئے آسان کے دروازے کھولے نہ جائمیں سے اور نہ جنت میں ووداخل ہوں سے ٹا آئکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے۔

اا۔ ﴿ وَلَا يَحُزُنُكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمُ لَنُ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْعًا يُرِيُدُ اللَّهُ آلًا

يَحْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاحِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (آل مران ـ ١٤١)

ادراے پیغیبر تختے وہ لوگ جو کفر میں جلدی کرتے ہیں غم میں نہ ڈالیں اوہ ہر گز خدا کا پچھیبیں بگاڑ کتے 'خدا جا ہتا ہے کہان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ بنائے اوران کے لئے بڑا عذا ب ہے۔

اس شم کی اور بہت کی آبین ہیں جن ہے تابت ہوتا ہے کہ جولوگ مرتے دم تک شرک دکفر میں مبتلا رہے اور تو بہبس کی ان کا گناہ بخشانہ جائے گا اور وہ جنت میں بھی داخل نہ ہوشیں گئے بلکہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں پڑے رہیں گئے جہال نہان کے عذاب میں بھی تخفیف ہوگی اور نہان کوموت آئے گی۔

> تصویر کے دونو ل رخ آپ کے سامنے آگئے۔ ع بیا کیس داور پہارا ہوپش داورا نمازیم

# بہشت ودوزخ کی جزاءوسز ابھی تمثیلی ہے:

او پرعالم برزخ کے ذکر میں ہم بتفصیل بتا چکے ہیں کہ آخرت میں جزاوسزا تمام ترتمثیلی ہوگ ۔ اس تمثیلی کے دومعنی ہیں انکام ترتمثیلی ہوگ ۔ اس تمثیلی کے دومعنی ہیں ، ایک بید کہ جیساعمل ہوگا ای کے مناسب ومشابہ اس کی جزایا سزا ہوگی مثلا قرآن میں ہے کہ جوز کو ق بعنی اپنے مال کامیل کچیل (حدیث میں ہے کہ زکو ق مسلمانوں کامیل ہے) مستحقین کو کھانے کے لئے نہ دے گا تو اس کو دوز نے میں زخموں کا دھوون کھانے کو جلے گا یا یہ کہ جو خدا کی راہ میں اپنی جان دے گا مرنے کے بعد اس کو جان تازہ اور حیات نو بخشی

جائے گی وہ دولت مندجس کو دھوپ کی تپش سے بچنے کے لئے قصر وکل اور پینے کے لئے ٹھنڈے سے ٹھنڈا پانی اورعزت کی جگہ عنایت کی گئی تھی اگر اس نے دنیا میں ان نعمتوں کے ملنے کاحق اس دنیا میں ادانہ کیا تو دوسری دنیا میں اس کو پیسامان ملے گا۔

﴿ فِيُ سَمُومٍ وَحَمِيمٍهِ وَظِلٍّ مِنْ يُحُمُومِهِ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَيُلَ ذَلِكَ مُتُرَفِيُنَ﴾ (واقديم)

وه لواور كھولتے پانی میں دھوئیں كے سامير ميں نہ شندانہ باعزت بے شك وہ پہلے ناز ونعت میں تھے۔

رویائے برزخ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے بچھا سے لوگوں کو دیکھا جن کا آ دھا دھر خوبصورت اور آ دھا بدصورت تھا' میدوہ تھے جن کے بچھ کام الچھے اور بچھ برے تھے (سیح بخاری تناب العبر) اس لئے بدا ممالی بدصورتی اور نیکی خوبصورتی کے رنگ میں نمایاں ہوئی' صریح طورے میداصول ان حدیثوں سے مستبط ہوتا ہے۔

ا۔ حضرت ابوسعید خدری شے روایت ہے کہ جومومی خود بھوگارہ کرکسی دوسر نے بھو کے مومن کو کھلائے گا' تو خدا اس کو جنت کے پھل کھلائے گا ،اور جو پیاسا ہو کر کسی دوسرے پیا ہے کو پلائے گا ،تو خدااس کو جنت میں شراب طہور پلائے گا اور جوکوئی کیٹر وں کا حاجت مند ہو کر نظے کو پہنائے گا' تو خدااس کو جنت کے سبز جوڑے پہنائے گا۔ (تر زی کتاب الزحد والرقاق ص۳۰۳)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ ٹے روایت ہے کہ آنخضرت وہ ایا کہ جوکوئی کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کی تکلیف دور فرمائے گا، اور جوکوئی کسی ناوار کو یہاں کسی سے کسی تکلیف دور فرمائے گا، اور جوکوئی کسی ناوار کو یہاں کسی مصیبت میں پھنسائے گا تو اللہ تعالی دنیاو آخرت میں اس کو مصیبت میں جتا فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی ستر بوشی کرے گا تو خداد نیاو آخرت میں اس کی ستر بوشی کرے گا تو خداد نیاو آخرت میں اس کی ستر بوشی کرے گا اور جوکوئی اپنے بھائی کی مدد میں جب تک رہے گا، خدااس وقت تک اس کی مدد میں رہے گا۔ (ترفری سے ۲۲)

٣-جوانسانوں پردم كرے كا خدااس پردم فرمائے كا (ترندى)

تمثیل کے دوسرے معنی سے ہیں کہ جوامور معنوی اورغیر مجسم ہیں ، وہ اپنی مثالی شکل وصورت میں ظاہر ہوں گے مثلاً اقتر آن میں ہے کہ جواس دنیا میں حقیقت بنی سے اندھا ہوگا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا 'ویکھو کہ دنیا کی معنوی قلبی نابینائی دوسرے عالم میں ظاہری وجسمانی نابینائی کی شکل میں ظاہر ہوگی ۔

۲۔ حدیث میں ہے کہ اہل تکبر قیامت کے دن چیو نٹیاں بنا کراٹھائے جائیں گے، جن پر ہرطرف ہے ذلت و خواری چھائی پھرے گیا۔ دیکھو کہ تکبر کی جزا ذلت وخواری ہے ملے گی اور چونٹیوں سے زیادہ حقیر و ذلیل کوئی ہتی نہیں' اس لئے ان کی بڑائی اور تکبر کا معاوضہ بیہوگا کہ وہ چیونٹی بن کراٹھیں۔

س-ای طرح آپ نے فرمایا کہ جو بحل کرے گا' قیامت میں اس کا مال سانپ بن کراس کوڈے گا۔ سے

لي ترندي كتاب الزهد والرقاق ص٠١٠٠\_

ع صحح بخارى كالفاظيم بي مثل له مَالَهُ شحاعًا اقرع ـ

صفتِ بنل اس کے حق میں ای سانپ کی صورت اختیار کر کے اس کی تکلیف کا باعث ہوگی آ تخضرت وہ اللے نے بھی فرمایا کہ جو محض بلاوجہ بھیک ما نگ کراپی آ بروریزی کرتا ہے فیامت میں وہ اٹھے گا تواس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا او یکھو کہ دنیاوی بیشری و بے حیائی بے گوشت چرہ کی صورت میں ظاہر ہوگی ،ای طرح یہ بھی فرمایا کہ دو بیبیوں کا وہ شوہر جو ایک کا حق ادا کرتا اور دوسری سے خفلت برتنا تھا 'قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو (گویا مفلوج ہوکر) جھک گیا ہوگا کے ایک کا ایک پہلو (گویا مفلوج ہوکر) جھک گیا ہوگا کے ایک پہلو کا عدم ادائی حق اپنی تمثیلی صورت ایک پہلو کی مفلوجی کیفیت میں نمودار ہوگا' یہ چند حوالے ذکر کئے گئے ہیں' انہیں پر جزاو مزاکے اور دوسرے جزئیات کو قیاس کرنا چا ہے' اس مسئلہ کو اچھی طرح بجھنے کے لئے حسب ذیل آ بیوں پر خور کرنا چا ہے۔

﴿ وَمَنْ آغْرَضَ عَنُ ذِكْرِي فَاِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنُكًا وَّ لَحُشُرُهُ يَوْمَ الْقِيْمَةِ آغُمَى ،، قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرُ تُنِينَ آغُمِي وَقَدْ كُنُتُ بَصِيْرًا ،، قَالَ كَذَالِكَ اتَتُكَ النِّنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ﴾ (ط-2)

جس نے میری یادے منہ پھیرا تو اس کو تنگ گذران ملتی ہاور قیامت کے دن ہم اس کواندھاا تھا کیں گئوہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھےاندھا کیوں اٹھایا؟ میں تو دیکھتا تھا' فرمائے گا اسی طرح میری آیتیں تیرے پاس آئیس تو تو نے ان کو بھلا دیاا ہے ہی آج تو بھلا یا جائے گا۔

د کیھو کہ دل کی نابینائی ، قیامت میں ظاہری نابینائی ،اوریہاں خدا کو بھولنا اوراس کے احکام کو یاد نہ کرنا' و ہال رحمت الٰہی کی یاد ہے بھول کی شکل میں نمودار ہوگا۔

# دوزخ کی جسمانی سزائیں:

دوزخ میں جسمانی اور روحانی دونوں سزائیں ملیں گی' قرآن پاک میں جن جسمانی سزاؤں کا ذکر ہے'وہ حسب ذیل ہیں۔

ا۔ آتش دوزخ اورا کی سوزش کاذکر بار بار آیا ہے بلکہ اَلٹ اُڈ یعنی آگ گویادوزخ کادوسرانام ہے اُنہیں معنوں میں اُلسّعِیْرُ یعنی آگ گویادوزخ کادوسرانام ہے اُنہیں معنوں میں اُلسّعِیْرُ یعنی جلتی آگ بھی دوجار جگہ کہا گیا ہے اور ایک جگہ یہ جگہ یہ جگہ کہا گیا ہے اور ایک جگہ یہ جھی ہے کہ

﴿ تَلُفَحُ وُ جُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمُ فِيهَا كَالِحُوْنَ ﴾ (موعون-1) ان كے چروں كودوزخ كى آگ جلس دے گى اوران كى صورتنى بگر جائيں گى۔ دوزخ كا ايك اورنام سقر ہے جس كے متعلق بيہے كہ:

﴿ وَمَا آذُراكَ مَا سَقَرُ ا، لَا تُبْقِيُ وَلَا تَذَرُ ا، لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ ﴾ (مرَّد - ا) اورته بين كيامعلومُ سقر كيا بندوه رحم كهائ كُن نه چيوڙ كَ في چرون كوجلس دين والى -﴿ كَلَّا إِنَّهَا لَظَينَ انْزَاعَةٌ لِلشَّواى ﴾ (معارق - ا) ہر گزنہیں!وہ شعلہ والی آگ ہے مند کی کھال ادھیڑنے والی۔

﴿ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرِ كَالْقَصْرِ ١٠ كَانَّةُ حِمَلَتُ صُفَرٌ ﴾ (م الات ٢٢٥٣)

دوز خ محل کے برابراو کچی چنگاریاں آئی بڑی چھنکے کی جیسے زرور مگ کے اونٹ ۔

٢\_وبال سايينه جوگا 'بلكه بيقكم جوگا\_

﴿ اِنْطَلِقُوْ آ اِلِّي ظِلِّ ذِي ثَلْثِ شُعَبِ ١٠ لَّا ظَلِيلٌ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ﴾ (مرمادت ١٣١٠) چلوا کی جھاؤں کی طرف جس کی تمین بھائکیں ہوں گی ند تھنی چھاؤں اور نہ پش میں کام آ سکے۔

۳۔وہال مختذک نہ ہوگی۔

﴿ لَا يَذُوْفُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴾ (با-١)

ای میں وہ نہ شنڈک کامز وچکھیں گےاور نہ کسی ہینے کی چیز کا۔

سم ۔ دوڑ خ میں ندموت آئے گی کہ چین آ جائے ،اور ندالی زندگی ہی ہوگی جس میں کوئی مسرت ہودو مجلہ فر مایا:

﴿ لَا يَمُونُ فِيهَا وَلَا يَحْنِي ﴾ (طرواعلى)

وبال دوندر عكاند حا

۵۔ ینے کوگرم یانی ملے گا'جس ہے آ نتیں نکل پڑیں گی۔

﴿ وَسُقُوا مَاءٌ حَمِيْمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَ هُمُ ﴾ (مر ٢٠)

اوروہ گرم یانی پلائے جا ئیں گے تو وہ یانی ان کی آنتوں کو ٹکڑے کردے گا۔

اور پیپ پئیں گے۔

﴿ إِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴾ (نا ١٠)

کیکن کھولتا یا ٹی اور پیپ۔

ے۔ان کےاوپرے گرم پانی جھوڑا جائے گا۔

﴿ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُ وُسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴾ (١٠٠٥)

ان كے مرول كے اوپر سے كرم يافي ڈالا جائے گا۔

٨ \_ كمان كوسيند حدى مجل ملي ال

﴿ أَمُ شَحَرَةُ الزَّقُومِ ...... إِنَّهَا شَحَرَةٌ تَخُرُجُ فِي آصَلِ الْجَحِيْمِ ٥ طَلُعُهَا كَأَنَّهُ رُءُ وُسُ الشَّيْطِيْنِ ٥ فَإِنَّهُمُ لَا كِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ٥ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْيًا مِّنُ حَمِيم ) (والعُفَّت: ١٢٠ - ١٨)

ياسيند هے كا كھل ..... دوا يك درخت بدوزخ كى جزمين اس كے شكو فے جيے شيطانوں كے سراتو وہ كھا كيس گے اور اس سے پیٹ بھریں گے 'پھر اس برگرم یائی کی ملوئی ہوگی۔

﴿ إِنَّ شَحَرَةَ الزُّقُومِ ٥ طَعَامُ الْآثِيمِ ، كَالْمُهُلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ، كَغَلِّي الْحَمِيم (وعَان ٢٠) سینڈ سے کا درخت گنبگار کی غذا ہے جیسے بکھلا ہوا تا نبا وہ پیٹوں میں کھولتا ہے جیسے کھولتا پانی۔ 9۔خارداری جماڑی کی خوراک ہوگی جس سے بدن کوکوئی فائدہ نہوگا۔

﴿ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيْعِ ٥ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ﴾ (عاشيدا)

اوران کے لئے کوئی کھانانہ ہوگا، لیکن خاردار جھاڑی جونہ موتا کرے گی اور نہ بھوک ہے بے پروا کرے گی۔

۱۰ ۔زخموں کے وحوون کی خوراک ملے گیا۔

﴿ وَلَا طَعَامُ إِلَّا مِنْ غِسُلِيْنِ ﴾ (ماقـ ١٠)

اورنە كوئى كھانا ممرزخموں كا دھوون\_

اا \_ کھانا نگلانہ جائے گا۔

﴿ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ ﴾ (مزل-١)

اور مكلے ميں الكتے والا كھاتا۔

۱۲۔ آگ کے کیڑوں کالباس ہوگا۔

﴿ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ إِنِّيابٌ مِّنُ نَّارِ ﴾ (ج.٢)

كافروں كے لئے آگ كے كيڑے قطع ہوں كے۔

١١٠ الوع كي مقور عيدي كي

﴿ وَلَهُمُ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴾ (آي -1)

اوران کے لئے لوہ کے ہتھوڑے ہیں۔

۱۳۔ گلے میں طوق اور زنجیریں ہوں گی۔

﴿ إِذِا الْلَاعُلِلُ فِي أَعُنَاقِهِمُ وَالسَّلِسِلُ يُسْحَبُونَ ﴾ (مؤمن ٨٠)

جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی وہ تھنچے جا تھیں گے۔

﴿ إِنَّا آعُتَدُنَا لِلْكَفِرِينَ سَلْسِلًا وَآعُلَالًا وَّسَعِيْرًا ﴾ (١٥-١)

ہم (خدا) نے کافرول کے لئے زنجریں اور طوق اور آگ تیار رکھی ہے۔

﴿ مُقَرِّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴾ (ايراتيم ١٤)

دہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔

# دوزخ میں روحانی سزائیں:

ان جسمانی سزاؤں کے ساتھ روحانی سزائیں بھی ہوں گی جواہل نظر کی نگا ہوں میں ان ہے بڑھ کر ہوں گئ چنانچہ دوزخ کی وہ آگ جس کی گرمی اور سوزش کا حال اوپر گذر چکا ہے وہ دل کوجا کر جھا تھے گی فر مایا۔

﴿ نَارُ اللَّهِ الْمُؤْقَدَةُ مَا الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفَيْدَةِ ﴾ (٢٠رو-١)

سلكائي موتى الله كي آك جودلون كوجها كے گي۔

﴿ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لُمًّا رَآوُ الْعَذَابَ ﴾ (ينس-٢)

اور جب عذاب کودیکھیں سے تواثی پشیانی کو چھیا کیں گے۔

سيرت الني

MZF

﴿ يُحَسُرَتُنِي عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي حَنْبِ اللَّهِ ﴾ (زمر ٢٠) اے حرت اس پر کدمیں نے خدا کے پہلومی کی گی۔ ﴿ كُلُّمَا آرَادُوا آنُ يُخْرَجُوا مِنْهَا مِنْ غَمِّ ﴾ (ج-1) وہ جب دوزخ ے م کی وجہ سے لکانا جا ہیں گے۔

ذلت كاعذاب:

﴿ فَالْيَوْمَ تُحْزَوُنُ عَذَابَ الْهُوْنِ ﴾ (احماف، ١٠)

تو آج ذلت کےعذاب کا بدلہ دیئے جاؤگے۔

اس افسوس وحسرت وندامت ہے بڑھ کریہ کدان کومعذرت پیش کرنے کی بھی ا جازت نہ ہوگی۔

﴿ لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ﴾ ( تَرْيُم-١)

آج معذرت ند پش كرو-

الله عز وجل ہے مكالمه كاشرف ان كونہ ملے كا جب وہ بات كرنا جا ہيں كے تو وہ فر مائے كا

﴿ إِخْسَنُوا فِيُهَا وَلَا تُكَلِّمُونَ ﴾ (مونون-١)

ذلیل ہواس دوزخ میں اور مجھے بات نہ کرو۔

سب سے بڑھ کرید کہ اللہ تعالیٰ کے جلوہ سے محروم رہیں گے۔

﴿ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنُ رَّبِّهِمْ يَوُمَعِذٍ لَّمَحُمُوبُونَ ﴾ (تطنيف)

ہر گزنہیں او واس دن اپ رب سے پردہ میں ہول کے۔

اُن میں سے وہ جنہوں نے اس دنیا میں اپنے پروردگار کو بھلا دیا تھا' پروردگار بھی اس دن ان کواپنی رحمت و شفقت کی یادے بھلادے گا'فر مایا۔

﴿ كَذَالِكَ آتَتُكَ ايْتُنَا فَنَسِيْتُهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ﴾ (ط-2)

ای طرح ہاری آیتیں تیرے ہاس آئیں تو تونے ان کو بھلادیا ایسے بی آج تو بھی بھلایا جائے گا۔

بلکہ وہ دوزخی بھی ہوں گے جواللہ تغالیٰ کی نگاہ کرم ہے بھی محروم رہیں گے وہ ان کی طرف آ تکھا تھا کر بھی نہ و کیھے گا اور نہ اُن سے کچھ بات کرے گا اور نہ ان کی اصلاح حال کی کوئی فکر کرے گا' پیر حقیقت میں شفیق ومہر بان رب کی ا نتهائی تاراضی کی تصویر ہے اس درد کے احساس کو وہی کچھ بچھ سکتے ہیں جوعشق ومحبت کے زخم خوردہ ہیں فر مایا۔ ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشُتَرُونَ بِعَهُدِ اللَّهِ وَآيَمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيُلًا ﴿ أُولَقِكَ لَاحَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاجِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنُظُرُ اِلَّهِمُ يَوْمَ الْقِينَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (آل عران - ٨) جولوگ اللہ کے عہدا ورایتی جھوٹی قسموں کے ذریعہ ہے تھوڑی می دولت خریدا کرتے ہیں میدوہ ہیں جن کا آخرے میں کوئی حصیتیں' اور نہ قیامت میں خداان ہے بات کرے گا' اور نہان کی طرف دیکھے گا' اور نہان کوسنوارے گا' اور

(MZM)

#### جزت

## جنت کے نام

اس مقام کانام جونیکوکارانسانوں کادائی گھر ہوگا قرآن پاک میں عموماً ﴿الْحَدَّةُ ﴾ (باغ) بتایا گیا ہا اور بھی 
جمعی اس کومنا سب اضافتوں کے ساتھ بھی اداکیا گیا مثلاً ﴿حَدَّةُ السَّعِيْمِ ﴾ (نعمت کاباغ) ﴿حَدَّةُ السُّحلد ﴾ (بقائ
دوام کاباغ) ﴿حَدِّتُ عَدُنِ ﴾ (دائی سکونت کے باغ) ﴿حَدَّةُ الْمَاوٰى ﴾ (پناه کاباغ) ان کے علاوہ اوردوسر لفظوں سے بھی اس کی تعبیر کی گئی ہے مثلاً ﴿وَسِرُدَوْسُ ﴾ (باغ) ﴿ رَوْضَةٌ ﴾ (جمن) ﴿دَارُ السَّدِ ﴾ (بعثی کا گھر) ﴿دَارُ الْمَقَامَةِ ﴾ (قیام کا گھر) ﴿دَارُ الْمَقَامَةِ ﴾ (قیام کا گھر) ﴿دَارُ السَّلام ﴾ (سلامتی وامن کا گھر)

## جنت كادوام:

اس موجودہ دنیا ہیں بھی گولذ تیں اور سرتی ہیں مگر جو چیز یہاں نہیں ہے وہ بقائے دوام ہے۔ یہاں کی ہر لذت عارضی اور ہر سرت فانی ہے۔ یہاں خوشی گا کوئی ترانہ نہیں جس کے بعد غم و ماتم کا نالہ نہ ہو یہاں ہر پھول کے ساتھ کا نے ہر روشنی کے ساتھ تاریکی ہر وجود کے ساتھ فنا ہر سیری کے بعد بھوک ، ہر سیرا بی کے بعد پیاس اور ہر غنا کے بعد محتابی ہر سیری کے بعد بھوک ، ہر سیرا بی کے بعد پیاس اور ہوغنا کے بعد محتابی ہے انسان ہزاروں مشکلیں اٹھانے اور ہزاروں صدے سے کے بعد ایک مسرت کا بیام سنتا اور خوش کا منظرہ بھتا ہے گرا بھی اس سے سیر ہونے کی بھی نوبت نہیں آتی کہ اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے غرض اس موجودہ عالم فافی کی ہر شے آتی جائی ہاؤر یہی یہاں گی سب سے بیزی کئی ہے۔

کیکن جنت اس مملکت کا نام ہے جہاں کی لذتیں جاودانی اور جہاں کی مسرتیں غیر فانی ہیں جہاں حیات ہے گر موت نہیں راحت ہے گر تکلیف نہیں لذت ہے گر الم نہیں مسرت ہے گرغم نہیں جہاں وہ سکون ہے جس کے ساتھ اضطراب نہیں وہ شاد مانی ہے جس کے بعد حزن واندوہ نہیں شیطان نے حضرت آ دم " کے سامنے جس جنت کا نقشہ کھینچا تھاوہ بالکل صحیح تھا۔اس نے کہا اے آ دم!

﴿ هَلُ أَدُلُكَ عَلَى شَحَرَةِ المُحلَدِ وَمُلكِ لَا يَبُلى ﴾ (طــ) كيامِن تَجْمِي مَداجِي كادرخت اوروه بادشاى بناؤل جس كوفنانيس؟

گر جنت کا بیوصف سٹا کران کوجدھرکا راستہ بتایا ، وہ موت کے درخت اور فنا کے ملک کی طرف کا تھا اور یہی وہ فریب تھا جس میں آ دم گرفتار ہوئے' چنانچیا کی جنتی زندگی کی تلاش میں وہ چیز کھا لی جوان کے حق میں زہرتھی یعنی گناہ کا پھل' متیجہ یہ ہوا کہ جسنہ السحلد اور غیر فانی ملک ہے نکل کران کواس فنا کے ملک میں آ ناپڑا اور پھراس کا استحقاق ان کے اوران کی نسل کے اعمال کا صلاقر ارپایا' چنانچیفر مایا۔

﴿ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّنِيُ وُعِدُ الْمُنَّفُونَ كَانُتُ لَهُمْ جَزَاءٌ وَّمَصِيُرًا ﴾ (فرقان ٢٠) یا بیکنگی کاباغ جس کا دعد و پر بیز گاروں سے کیا گیا جوان کا صلہ ہوگا 'اورواپس کی جگہ۔ یہ بیکنگی کا باغ وہ غیر فانی مملکت ہے جہاں کا آ رام دائمی اور جہاں کی سلامتی ابدی جہاں کی لذت ہے انتہا' جہاں کی زندگی غیر منقطع' جہاں کا سرور غیرمخنتم اور جہاں کا عیش جاوداں ہے۔ چنانچیاس کی تصریح قرآن یاک کی سولہ آیوں میں مختلف طریقوں سے کی گئی ہے فرمایا:

(١) ﴿ وَالَّـٰذِيْنَ امَّنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ سَنُدُ حِلُّهُمْ جَنَّتِ تَحُرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْآتُهُرُ خَلِدِيْنَ فِيُهَا آبَدًا مَا وَعُدَ اللَّهِ حَقًّا مَا وَمَنَّ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيْلًا ﴾ (الماء\_١٢٢)

اور جوا بمان لائے اورا چھے عمل کئے ہم ان کوان باغوں میں داخل کریں گے جن کے بیچے نہریں بہتی ہوں گی اوران میں وہ ہمیشہ کے لئے رہ پڑیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ کس کی بات تی ہوگی؟

اس تا کید پرتا کیداور پرزورطریقة تعبیر پرنظر ڈالئے کے صرف خلود پرا کتفانبیں کیا بلکہ ساتھ ہی اَسڈا فرما کراس خلود کوغیر فانی اور قیام کوابدی ظاہر فر مایا۔اس پر بھی بس نہ کی بلکہ یہ بھی اضافہ کیا کہ بیاںتد کا سچاوعدہ ہےاوراس پر بھی مزید تا کید کا اضافہ کیا کہ اور اللہ سے زیادہ تجی بات کس کی ہو عمق ہے؟ اس سے انداز ہ کیا جاسکتا ہے کہ خلود جنت اور بقائے غیر فانی کی قطعیت کتنی ہے۔

٢-﴿ وَالَّـٰذِيْنَ امنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ سَنُدُخِلُهُمْ حَنَّتِ تَحْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْآنُهٰرُ خَلِدِيْنَ فِيْهَا آبَدًا ﴾ (نا، ٨٠)

اور جوا بمان لائے اورا چھے عمل کئے ہم ان کوان یاغوں میں داخل کریں ھے جن کے بینے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ بمیشر ہاکریں گے۔

> ٣- ﴿ لَهُمُ جَنَّتُ تَحْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهُرُ خُلِدِيْنَ فِيُهَا آبَدًا ﴾ (ما مدهـ١١) ان کے لیےوہ باغ ہیں جن کے نیچ نہریں بہتی ہیں ووان میں ہمیشہ دہا کریں گے۔

> > ٣- ﴿ وَجَنَّتِ لَّهُمُ فِيُهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴾ خلِدِينَ فِيُهَا آبَدًا ﴾ (٦ - ٦)

اور (الله ان کوخوشخبری دیتا ہے) کدان کے لیے وہ باغ ہیں جن میں ہمیشہ کا آ رام ہےاور جن میں وہ ہمیشہ رہا کریں

٥- ﴿ وَاعَدُّلُهُمْ جَنَّتِ تَحْرِيُ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهُرُ خُلِدِيْنَ فِيُهَا آبَدًا (توبدا٣) اورائے لیے وہ باغ مہا کیے جی جن کے نیچنہریں روال ہیں، ووان میں ہمیشہر ہاکریں گے۔

٧ - ﴿ وَيُدُخِلُهُ جَنَّتِ تَجُرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهُرُ خَلِدِيْنَ فِيْهَا آبَدًا ﴾ (اتنابن -١) اس کوان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچنہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے۔

٧-﴿ وَمَنُ يُؤْمِنُ ' بِاللَّهِ وَيَعْمَلُ صَالِحًا يُدْجِلُهُ حَنَّتٍ تَحْرِيُ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَرُ خلِدِيْنَ فِيُهَا آبَدُام قَدُ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزُقًا ﴾ (طلاق-١١)

اور جواللہ پرایمان لائے اور نیک کام کریں اس کو ووان باغوں میں داخل کرے گاجن کے پنچے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہا کریں گئے اللہ نے اس کوروزی خوب دی۔

٨ \_ ﴿ حَزَآوُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ حَنَّتُ عَدُدُ تُحْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْانْهُرُ خَلِدِيْنَ فِيْهَا آبَدًا ﴾ (بينة \_ ٨) ان کی مزدوری ان کے رب کے حضور میں اپنے کے وہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' جن میں وہ ہمیشہ ربا

LUS

یہ آیتیں وہ ہیں جن میں اہل جنت کو جنت میں خلود ابدی کی قطعی بشارت سنائی گئی ہے'ان کے علاوہ وہ آیتیں ہیں جن میں جنت کی راحتو ل اورلذتو ل کی ابدیت اور دوام کی خبر دی گئی ہے' فر مایا۔

9- ﴿ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعُمَلُونَ الصَّلِخِتِ أَنَّ لَهُمْ أَجُرًا حَسَنًا ﴿ مَا كِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ﴾ ( كِنْدَا)

اوران مومنوں کو بشارت دوں **گا** جنہوں نے ا**بیھے کا**م کئے کہان کے لئے اچھی مزدوری ہے جس میں وہ ہمیشہ قیام پذریر ہیں گے۔

سورہُ ص میں جنت کی اکثر نعمتوں کے بیان کے بعد ہے۔

الده هذا مَاتُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ (إِنَّ هذَا لَرِزُقُنَا مَالَةً مِنُ نَفَادٍ ﴾ (ص م)
 يه و بس كا حساب ك دان تم كود ين كاوعده كياجا تا ب بشريه مارى وه روزى موكى جس كوفتم مونانيس ب
 الده وَ أَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِى الْحَنَّةِ خَلِدِينَ فِينَهَا مَا دَامَتِ السَّمَوْتُ وَ الْآرُضُ إِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً عَيْرَ مَحُدُودٍ ﴾ (مود ١٠٨)

اورلیکن جوخوش قسمت ہوئے تو وہ جنت میں رہا کریں گے جب تک آسان اور زمین ہیں کیکن جو تیرارب جا ہے وہ بخشش ہوگی جومنقطع نہ ہوگی۔

یعنی خدا کی مثیت کے سواان کواس جنت ہے کوئی الگ ندکر سکے گالیکن اس کی مثیت یہی ہوگی کدان کے لئے اس کی سیخشش دائمی اورغیر منقطع طریقہ ہے ہمیشہ قائم رہے پھر جس کے متعلق اس کی مثیت کا بیاعلان ہے وہ فنا کیوکر ہو سکے گی۔

> ار و حَنَّتِ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ ﴾ (آوب ٣) اوروه باغ جن مِن ان ك لئة قائم رہنے والی تعمت ہوگی۔ اسلام اُ كُلُهَا دَآئِمٌ وَظِلُهَا ﴾ (رعده) جنت كاميوه اوراس كاسابيدائى ہے۔

۱/۱- ﴿ وَ فَا كِهَةٍ كَثِيْرَةِهِ لَا مَقُطُوعَةٍ وُلَا مَمُنُوعَةٍ ﴾ (واقد ٣٣-٣٣) اور بهت عديد عين كاندائقطاع جوكا اورندجن كى روك جوگى ـ

10- ﴿ إِلَّا الَّذِيْنَ امَنُوا وَعَمِلُو الصَّلِحْتِ فَلَهُمْ أَجُرٌ غَيْرُ مَمُنُونَ ﴾ (الين) ليكن جولوگ ائمان لائے اور نيك كام كة ان كے لئے وومزدورى بے بس كاسك بمی ختم نه ہوگا۔

فنائے راحت اور انقطاع مسرت کی دوصور تیں ہیں ایک بید کدراحت ومسرت کے اسباب کا خاتمہ ہو جائے اور دوسرے بید کہ خوولذت اٹھانے والے کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے مہلی صورت کی نفی تو گذشتہ تا بیوں میں کردی گئی ہے کہ راحت ومسرت کے اسباب کا وہاں خاتمہ نہ ہوگا۔ اب رہ گئی دوسری صورت تو گو خیالدین فیٹھ آبکڈا کہہ کراس کی نفی بار بارک جا بھی ہے گئرایک جگہ ہتھرت کی کہدویا گیا ہے کہ اس احاطہ میں موت کا گذر نہ ہوگا، فرمایا:

١٦-﴿ لَا يَلُو قُونَ فِيهُ اللَّمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى ﴾ (دخان ٢٠)
جنت من جنت والي يهل موت كسوا يم موت كامر ونيس چكسيس كــ

لیکن ایک تیسری صورت میہ بھی ممکن ہے کہ سرت کے اسباب بھی قائم رہیں اور اہل جنت کی زندگی بھی وائم ہوگر کچھ دنوں کے بعدان کو وہاں ہے نکال کرا لگ کر دیا جائے تو اس کی تصریح بھی فرمادی کہ میہ بھی ممکن نہ ہوگا کہ کوئی اہل جنت کوان کے عیش وراحت کی منزل گا ہوں ہے باہر نکال سکے فرمایا:

﴿ لَا يَمَسُهُمْ فِيهَا نَصَبُ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُحْرَجِينَ ﴾ (جرم) وبالان كوكوني من منها بمنحرَجين الله (جرم)

یہ بھی ممکن ہے کہ خودالل جنت اس سے گھبرا کرنگل آئیں' تو فرمایا کہ ان کی جبلت وفطرت الی ہوگی کہ وہ خود

بھی اس مہمان خانداللی ہے لکانا پندنہیں کریں سے فرمایا:

﴿ خَالِدِيْنَ فِيهُا لَا يَبُغُونَ عَنُهَا جِولًا ﴾ (كندا) مدارين كاس من ال عظل مونانه عاين كار

دوام و بقا اورتشکسل و عدم انقطاع کی اس تو برتو تا کید اور اصرار ہے انداز ہ ہوگا کہ اسباب مسرت کی بقاء، راحت کا دوام اور زندگی کانشکسل جنت کی اصلی خصوصیت ہوگی' بھی وہ حقیقت ہے جس کی لا کچے شیطان نے

اورغيرفاني سلطنت\_

کہہ کرآ دم کو دلائی تھی 'اور اس بہانہ ہے اس عالم بقاء ہے ان کو اس عالم فنا میں بیجوا دیا' آخر وہ زمانہ آئے گا جب آ دم کی اولا دکوان کے نیک اعمال کی بدولت اس غیر فانی بادشاہی کی درا ثبت ہمیشہ کے لئے حاصل ہوگی۔

## غیرفانی بادشاهی:

دنیا میں شخصی راحت و آ رام کا بلند ہے بلند تخیل ایک لفظ "بادشانی" کے اندر بخوبی ادا ہوسکتا ہے اگرانسان کواس کی انتہائی آ رز وؤں کے برآنے کی خوشخبری دینے کے لئے کوئی لفظ استعال ہوسکتا ہے تو بہی ہے کو بیاوشاہی اس کیفیت کا تام ہے جس میں انسان کی کوئی آ رز و کامیا بی ہے محروم ندر ہے سامان راحت اور اسباب شاد مانی کی فراوانی ہے اس کی مسرت میں کی غم کا شائبہ نہ ہو۔ او نچے او نچ کئی ہرے بحرے باغ "بہتی نہریں" سر سبز وشاداب شختے "سونے جا ندی کے اسباب زر و جواہر کے برتن زریں کمر غلام و خدام رکیٹی لباس طلائی تخت موتیوں کے ہار سونے کے کئین شراب کے زمردیں اور بلوریں پیالے خسین و مہتبیں بیگات غرض ایک لفظ بادشا تی کے پیمام ضروری لوازے ہیں۔ جنت کی مختصر ترین کیکن کی تحریف آ دم کے سامنے کی تھی۔

﴿ وَمُلْكِ لَّا يَبْلَى ﴾ (ط-٤)

اورغيرفاني بإدشاءي\_

آنے والی زندگی کے اس غیر فانی عیش وسرت کے لئے مختلف پیغیبروں نے مختلف الفاظ استعال کئے ہیں

چنانچے حضرت عیسیٰ نے اس کے لئے آسانی بادشاہی کی اصطلاح قائم فرمائی ہے اوراپنی گفتگو کے تمام استعاروں میں اس مفہوم کواسی لفظ سے اوا کیا ہے گرجیسا کہ بار بارکہا گیا ہے کہ انسانی لغت کے الفاظ سے جو مادیت کی گودوں میں ہے اور مادیت کے ماحول میں چھلے بچو لے ہیں' کسی خالص روحانی مفہوم کی تعبیر ناممکن ہے کہ اس کے ہرلفظ کے مفہوم کو آئیس لوازم اور خیالات کے ساتھ انسان سجھنے پر مجبور ہے جو ہمیشہ سے اس لفظ کے ساتھ وابستہ چلے آتے ہیں' آپ بادشاہی کو آئی کہدکر کسی قدر مادہ سے بلند کریں' مگر بادشاہی کے مفہوم کے ساتھ جومورو ٹی خیالات ولوازم وابستہ ہیں وہ دور ٹہیں ہو کتے 'چنانچے خود حضرت عیسیٰ آپی زندگی کی آخری شب میں شاگر دوں کو جب شراب کا بیالہ بحر کر دیتے ہیں تو آسانی بادشاہی کے مادی لطف و مسرت کا ذکران لفظوں میں کرتے ہیں۔

'' میں پھر تمہیں کہتا ہوں کہ انگور کاشیرہ پھرنہ ہیوں گا اس دن تک کہتمہارے ساتھا ہے باپ کی بادشاہی میں اے نیا نہ ہیوں''۔ (متی۔۲۶۔۲۹)

آپ نے دیکھا کہ 'باپ' گ'آ ہانی بادشاہی'' میں بھی انگورہی کا شیرہ پینے کو ملے گا اور یوحنا حواری نے جب اس آ ہانی بادشاہی کا خواب دیکھا تو وہ اس کواس سونے چاندی کے کل آب حیات کی نہراور جواہرات کی دیواروں میں نظر آئی (مکاشفات یوحنا باب ۲۴٫۱۲)اور پھر

'' وہاں رات نہ ہوگی اوروہ چراغ اور سورج کی روشن کے مختاج نہیں' کیونکہ خداوندان کوروش کرتا ہے' اوروہ ابد الآباد بادشاہی کریں گے''(۲۲۔۵)

لیکن میر''بادشاہی'' عیسوی پیغام میں ہنوزتفسیر کی متاج ہے نبوت کے آخری پیغام نے اس اجمال کی تفصیل ان لفظوں میں کی ہے۔

خدمت میں تھوم رہے ہونگے 'اورتو انہیں دیکھے تو سمجھے کہ موتی بھھرے ہیں ٰاور جب توبیس دیکھے تو وہاں نعمت و عیش اور بڑی بادشاہی دیکھے انکی پوشا کے مبز زم ریشم اور دبیز ریشم ہواوران کونفر ٹی کنگن پہنائے جا کمیں گے'اوران کا پروردگاران کو پاک شراب پلائے گا'بیتمہاری مزدوری ہوگی اورتمہاری محنت کی قدر کی جائے گی۔

یہ پورانقشاس پیش و مرت کا ہے جواس و نیا کے شاہاندگلوں کے متعلق تخیل میں آتا ہے۔ اس بیان کی تائید و تصدیق اس سے محصرت و بھی جو جامع ترفدی میں حضرت مغیرہ "صحابی ہے مروی ہے آئخضرت و بھی نے فر مایا کہ وہ فحض جو الموں کے ایپ پروردگار ہے جو چھا کہ اے پروردگار اجت والوں میں سب ہے کم رتبہ کون ہوگا؟ فر مایا کہ وہ فحض جو جنت والوں کے جنت میں واضل ہو چھنے کے بعد آخر میں آئے گا'تواس ہے کہا جائے گا کہ جنت میں واضل ہو چھنے کے بعد آخر میں آئے گا'تواس ہے کہا جائے گا کہ جنت میں واضل ہو چھنے ہیں اس ہے کہا جائے گا کہ جنت میں واضل ہو چھنے ہیں اور ربانی نوازشوں پر قابض ہو چھئے ہیں اس ہے کہا جائے گا کہ کیا تواس پر راضی ہو چھے ہیں اس ہے کہا جائے گا کہ کیا تواس پر راضی ہو جود نیا کے بادشاہوں میں ہے کہی گیا ضداوند ایمی راضی ہو گیا ہے کہا خداوند ایمی راضی ہو گیا۔ فرمائے گا تیرے لئے اتنا اور اس ہے دونا اور اس ہے تین گنا اور چوگنا ہے کہا گا خداوند ایمی راضی ہو گیا۔ فرمائے گا اس کے ساتھ رہے تھی کہ جو تیراول آرز وکرے اور جو تیری آئکھ کولذت بخشے۔ "لے

## باغ كااستعاره:

آخرت کے خانہ عیش وراحت کے لئے قرآن پاک نے عموباً جنت اور کہیں روصہ نے لفظ کا استعمال کیا ہے۔

نادان اس کی وجہ بیقر اردیتے ہیں کہ عرب کے شور و ہے حاصل اور خلک صحرا کے بحت والوں کی اختیائی آرز و چونکہ سر ہزو

شاداب باغوں ہی کی ہوسکتی ہے ،اس لیے ان کے لیے پیلفظ اس مقام آخرت کے لیے قرآن نے استعمال کیا ہے گر یہ سمجھنا چاہئے کہ قرآن کا مخاطب صرف عرب نہیں ، بلکہ دنیا کا گوشہ گوشہ ہے اس لیے عرب کی تخصیص ہے معنی ہے کہ سر سبز وشاداب ملکوں کے بحنے والوں کے تخیل میں باغ وراغ اور رنگ وگل کی بہار پیند بعہ نہیں ہے اصل بیہ ہو کہ سر سبز وشاداب ملکوں کے بحنے والوں کے تخیل میں باغ وراغ اور رنگ وگل کی بہار پیند بعہ نہیں ہے اصل بیہ ہو کہ سیاں بیابان و گلستان کی تخطیرت انسان کی خطہ ارضی ہیں آباد ہو مگر وہ سر سبز وشاداب میں استعارہ کے استعمال کا ایک اور کہتے تھی تو جہ کے قابل ہے انسان کا گھر وہ بیش خانہ ہوتا ہے جس میں حزن وغم میں آبار ہو تھی شانہ ہوتا ہے جس میں حزن وغم کی آمرین ہی شانل ہوتی ہے اہل وعیال اور دولت و مال مصاحب انسان کا گھر وہ بیش خانہ ہوتا ہے جس میں حزن وغم ہیں گر جب انسان سیر و تفور ہی ہے باغل وعیال اور دولت و مال مصاحب ہوتی وربی میں میں ہوتی ہوتی کور اموش اور ہر تعلق کودل کی آخروں بیش و میں ہوتی ہوتی کور اموش اور ہر تعلق کودل سے نکال دیتا ہے اور ایسا شاداں وفر حال بن جاتا ہے کئم والم اس کے ہر گوشہ خاطر ہے دور ہوجاتے ہیں وقی اور فراغ خاص صاحبہا الصلو ق والسلام نے اس لفظ کوا کی لیے استعمال کیا ہے تا کہ اس سے آخروں بیش و مسرت، شادی وخوش اور فراغ خاص خاطر کی پوری تصویر میشی خاص کی ۔

### سامانِ جنت کے دنیاوی نام:

یے حقیقت بار باردھرائی گئی ہے کہ عالم آخرت کی اشیا کوجن دنیاوی الفاظ سے اداکیا گیا ہے ان سے مقصود بالکل وہی نہیں ہیں جوان لفظوں سے سمجھنے کے ہم عادی ہیں بلکہ ان اخروی اشیاء کو ان دنیاوی الفاظ سے اس لیے اداکیا گیا ہے کہ وہ ان سے خاص مناسبت رکھتی ہیں ورندازروئے حقیقت ان الفاظ کے لغوی مفہوم ومعنی سے اُنکی اخروی حقیقتیں بدر جہا بلندواتم ہوں گئ چتانچے قرآن مجیدگی ان آجوں ہیں۔

﴿ وَبَشِيرِ اللَّذِينَ امْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ اَنَّ لَهُمْ حَنَّتِ تَحْرِئ مِنْ تَحْتِهَا الْآنَهُرُ ، كُلَّمَا رُزِقُنَا مِنْ قَبُلُ وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهَا ، وَلَهُمْ فِيْهَا رُزِقُنَا مِنْ قَبُلُ وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهَا ، وَلَهُمْ فِيْهَا أَزُواجُ مُنطَهَّرَةً وَهُمْ فِيْهَا خَلِدُونُ ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْبَى آنَ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا (يَرُود يَارِهِ)

اوران کوجوا بیمان لائے اورا پیچے کام کئے بیخوشخری سنا کہ ان کے لئے وہ باغ ہیں جن کے بیچے نہریں بہتی ہونگی وہ جب ان باغوں سے کوئی پھل دیئے جا کمیں گئے کہیں گے کہ بیوبی ہے جواس سے پہلے ہم کودیا گیا تھا اور وہ ان کو ایک دوسرے کے مشاہد یا جائے گا' اوران باغوں میں انکی صاف ستھری ہویاں ہونگی اور وہ ان باغوں میں رہا کریں گے۔ بے شبہ خدااس سے شرمندہ نہیں کہ وہ ایک مچھرکی یااس سے بھی کم رتبہ چیز کی مثال بیان کرے۔

ان آیوں کے سباق وسیاق اور نظم وتر تیب پر لحاظ کر کے میرے ذہن میں یجی معنی آتے ہیں کہ ان میں دنیاوی الفاظ اور ان کے اخروی مفہوم کے درمیان تشابہ کا بیان ہے ورنہ حقیقت کی روے ان الفاظ کے دنیاوی ولغوی معانی اور اخروی معنوں میں وہی نسبت ہے جو مچھراور کمی عظیم الجنۂ شے کے درمیان ہو سکتی ہے' یہی سبب ہے کہ جنت کی لذتوں اور نغتوں کی نسبت قرآن نے یہ بھی کہا ہے۔

﴿ فَلَا تَعُلَمُ نَفُسٌ مَّا أَخْفِي لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعُيْنِ عِجْزَآءٌ ' بِمَا كَانُوْا يَعُمَلُونَ ﴾ (اجدور) توسی نفس کومعلوم نبیں کدان کے لیےان کے (اجھے)انمال کے بدلہ میں آنکھوں کی جوشنڈک چھپا کردگھی گئی ہے۔ اس ' آنکھوں کی شنڈک' بعنی لذت وراحت کی کیفیت دنیاوی تخیل سے چونکہ بہت بلند ہے اس لیے بیہ فرمایا گیا کہ جنت کی راحت ولذت کی حقیقت علم وفہم سے پوشیدہ اور مخفی ہے آنخضرت والے ای مفہوم کواپنے ان مبارک الفاظ ہے واضح فرمادیا۔

﴿ قَالَ اللَّهِ اعدد تَ لَعبادي الصلحين مالاعين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر﴾ ك

خدا فرما تا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ مہیا کیا ہے جس کوند کسی آئکھ نے دیکھاند کسی کان نے سنااور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا۔

اگر جنت کے باغول نہرول میوول غلامول شرابول رہیمی کپڑوں اور طلائی زیوروں کی وہی اخروی حقیقت

ہے جوان لفظوں سے لغوی طور پرہم اس دنیا میں بچھتے ہیں تو اللہ تعالی بہشت کی لذتو ں اور سرتوں کوایک مخفی حقیقت ندفر ما تا اور ندآ تخضرت و النظامی کی توضیح میں اس درجہ بلند کرتے ہیں کہ وہ ایسی چیزیں ہیں جن کو آنکھوں نے دیکھا' نہ کانوں نے سنا ،اور نہ کسی انسان کے خیال میں گزریں مزید تا کیدروایت کے دوسرے الفاظ میں ہے'

﴿ بله مااطلعتم عليه ﴾

جوتم جانے ہواس کو چھوڑ: و

صحیح مسلم لے کی روایت میں بیالفاظ میں ﴿ بله ما اطلعکم الله علیه ﴾ اس کے دومعنی ہو سکتے ہیں ایک بیک الله علیه ہو اس کے دومعنی ہو سکتے ہیں ایک بیک الله خدائے تم کواس پر مطلع بھی نہیں کیا ہے ' دوسرے بیک ' خدائے اس کا جوحال بتایا ہے اس سے بھی درگز رکرؤ' غرض ان انفظوں سے جو بھی تم سمجھ سکتے ہواس کو چھوڑ کرآ کے پروھوا صحاب تغییر نے حضرت ابن عباس سے بسند نقل کیا ہے ہواس کو چھوڑ کرآ کے پروھوا صحاب تغییر نے حضرت ابن عباس لا یشبه شدی مما فی الحد نیا الا فی الاسماء کھ

سفیان توری اعمش سے اور وہ ابوظ بیان سے اور وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں جو پکھ ہے وہ دنیا کی چیز وں سے ناموں کے سوااور کسی بات میں مشابنیں۔

دوسری روایت کے بیالفاظ میں۔

﴿ ليس في الدنيا مما في الحنة الا الاسماء ﴾ ح

غرض ان الفاظ سے انہی دنیاوی مشاہدات کی چیزوں کو بچسنا ضروری نہیں بلکہ ان سے بدر جہا بلند لذا کداور مسرتیں مراد ہیں جن کی تعبیر کے لئے اس کے سواکوئی چارہ نہیں کہ کی وجہ مناسب کے سبب سے ان کوان دنیاوی لفظوں سے اداکیا جائے اور اس پر بھی مفہوم ادا نہ ہو سکے اس میں اشکال نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی عدم قدرت کلام کے سبب سے نہیں ہے اداکیا جائے اور اس پر بھی مفہوم ادا نہ ہو سکے اس میں اشکال نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی عدم قدرت کلام کے سبب سے نہیں میں اور دردل ناخلید و مفاہیم کے لئے ان کی زبان و افغت میں کوئی لفظ بی نہیں۔

## جنت كى مرتين اعمال كى تمثيل بين:

یہ اصول بار ہابیان میں آچکا ہے کہ دوزخ کی تکلیفیں ہوں یا جنت کی مسرتیں' دونوں اعمال انسانی کی تمثیلیں ہیں'ای لئے قرآن پاک نے بتقریح تمام پہ کہا ہے۔

﴿ إِنَّمَا تُحْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ (عور-١)

و ہی بدلہ پاؤ کے جوم کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت میں خدا فرمائے گا''اے میرے بندو! پیتمہارے بی عمل ہیں جوتم کو واپس مل

صحيح مسلم كتأب الحنة وصفة تعيمهار

T

تفسيرابن جربرطبري آيت ندكوره ويهتى في البعث كما في الدرالميجورللسيوطي تفسير آيت مذكوره يه

رے ہیں تو جونیکی پائے وہ خدا کاشکرادا کرے اور جو برائی پائے وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔''

مثلاً وہ نیکوکار جود نیامیں اللہ تعالیٰ کے خوف ہے ہمیشہ تر ساں ولرزاں رہتے تھے ان کو جنت میں امن وامان اور سلامتی کے ساتھ وہاں کی تمام راحتیں ملیں گی تو

﴿ قَالُواۤ إِنَّا كُنَّا قَبُلُ فِي آهُلِنَا مُشْفِقِيْنَ ١٠ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَنَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴾ (طور ٢٠ ـ ٢٠)

تہیں گے ہم اس سے پہلے اپنے گھر والول میں ڈرتے تھے تو خدانے ہم پر مہریانی فرمائی اور ہم کو دوذخ کی لوکے عذاب سے بچالیا۔

اس آیت سے صاف نمایاں ہے کہ جولوگ دنیا میں خدا کے قبر وغضب سے ڈرتے بتھے وہ قیامت میں گرم او کے عذاب سے بچائے جائیں گے قبر وغضب کی تمثیل شعلہ آتش او وغیرہ گرم چیز وں سے ہے تو جولوگ دنیا میں خدا کے قبر وغضب کی تمثیل شعلہ آتش او وغیرہ گرم چیز وں سے ہے تو جولوگ دنیا میں خدا کے قبر وغضب سے ترساں تھے دیکھو کہ قیامت میں ان کو ہا دسموم یا گرم ہوا کی لوسے بچائے جانے کی بشارت ملی ۔

دولت مندی وقوی دست منکرین ' کمزوراورغریب مسلمانوں کود کیچ کرد نیامیں ان پرتحقیرانہ ہنتے تھے قیامت میں اس کاالٹاہوگا کہ بیان پرہنسیں گے فرمایا

گنجگار جود نیامیں اپنی دولت وقوت کے نشر میں چوراورا پنے اہل وعیال کے ساتھ خوش اور سرورر ہتے تھے'وہ یہال ممکنین ہونگے اور جود ہال ممکنین تھے وہ یہاں خوش اور سرور ہونگے۔

> ﴿ فَسَوُ فَ يَدُعُوا ثُبُورًا ١٠ وَيَصَلَّى سَعِيرًا ١٥ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهُلِهِ مَسُرُورًا ﴾ (الثقاق-١) تو ووموت كو يكارے كا اور دوزخ ميں داخل ہوگا كيونكہ ووا ہے الل وعيال ميں (مغرورانه) خوش تھا۔ اورغريب وسكين جو و ہاں الل وعيال ميں جيئے كرجمى مسرت ے ناآشنا تھے ان كابيرحال ہوگا كہ:

﴿ فَسَوُفَ يُحَاسَبُ حِسَالًا يَسِيرًا ٥ وَيَنْقَلِبُ اللَّى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴾ (اشقاق-١) تواس ے آسان حساب لياجائے گااوروہ خوش خوش اپنے لوگوں كے پاس لوٹے گا۔ قرآن پاك مِن بار بائيآ يتي يا يعيندان بن معنول كي آيتي آئي جي۔

﴿ وَيَشِرِ الَّذِينَ امْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ أَنَّ لَهُمْ حَنْتِ تَحُرِئُ مِنُ تَحْتِهَا الْآنُهُرُ ﴾ (بقروس) اورايمان والول اوراجي كام كرنے والول كوباغ كى فوشخرى سنا جن كے نيچ نهريں بہتى ہيں۔

ان آینوں میں ایمان اور عمل صالح کے بالمقابل باغ اور اس کی نبروں کا ذکر پابندی کے ساتھ آتا ہے اس سے ادھر خیال جاتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی خاص تمثیلی تعلق ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ درخت اصلی چیزیں ہیں جن کی ترقی اور

نشود نما پائی سے ہوتی ہے بعینہ ای طرح ایمان اصل ہے جس کی جزوں کی سیرا بی اعمال کی آبیاری ہے ہوتی ہے۔ اگر ایمان ہواوراعمال صالح نہ ہوں تو وہ ایک ایسا درخت ہوگا جس کی ترقی اور نشود نما کی امید نہیں اور اگر صرف عمل صالح ہے اور ایمان نہیں تو ریگ میں پانی کی روانی ہے جس کا وجود وعدم یکساں ہے اس تمثیل کے ذہن میں آنے کے ساتھ قرآن پاک کی بیآیت سامنے آتی ہے۔

﴿ وَأُدُخِلَ الَّذِينَ امَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَحْتِ جَنَّتٍ تَحْرِيُ مِنُ تَحْتِهَا الْاَنُهُرُ خَلِدِيْنَ فِيُهَا بِاذُن رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَمٌ ١٠ اَلَـمُ تَرَكَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصُلُهَا تَابِتُ وَقَرَعُهَا فِي السَّمَآءِ ٥ تُوَيِّيُ أَكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ٢ بِإِذُنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴾ (ابرايم ٢٥٠١٠)

اور جوا بمان لائے اورا پیچھے کام کئے وہ ان باغوں میں داخل کئے گئے جن کے نیچ نہریں بہتی ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ان میں سدار ہیں گئے وہاں سلامتی کی مبار کباد ہے گیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدانے کیسی ایک مثال بیان کی نیک بات ایک ستھرے درخت کی طرح ہے جس کی جز مضبوط ہؤا در نہنی آ سان میں ہؤا ہے پروردگار کے حکم سے وہ ہمہ وقت پھل لایا کرتا ہے اور خدامثالیں بیان کرتا ہے کہ لوگ شاید سوچیں۔

اس آیت میں جنت اور کلمہ طیبہ کے درخت کی پوری تمثیل ہے یہاں تک تقابل ہے کہ پہلے میں جب یہ کہا گیا کہ '' اپنے پروردگار کے حکم کے وہ ان باغول میں سدار ہیں گے''۔ تو دوسر ہیں ہے کہ'' وہ درخت اپنے پروردگار کے حکم سے سدا کچل دیتار ہے گا'' کلمہ طیبہ سے یہاں مرادا میمان کے جس کی جز مضبوط ومشحکم اورا کی شاخیس آ سان میں اور اس کے پھل سدا پھلنے والے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون مصابی کی وفات کے بعدا نکی ایک بمسایہ صحابیہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہر بہدر ہی ہے اور جب بیہ معلوم ہوا کہ بیہ حضرت عثمان بن مظعون کی ہے انھوں نے آ کر بیہ خواب آ تحضرت و نکھا کہ ایک نہر اس کا ممل ہے جواس کے آتھ کے خواب کے خضرت و نکھا ہے بیان کیا آپ نے اسکی تعبیر میں فر مایاد لك عصله بسجد ی له یعنی بینہراس کا ممل ہے جواس کے لیے بہدر ہی ہے (بخاری کتاب انعیر )

ان دونوں سابقہ حوالوں سے میہ ہو بیدا ہوتا ہے کہ ایمان کی تمثیل سدا بہار درخت نے اور عمل کی تمثیل نہر رواں سے ہے اس بنا پر اہل جنت کے لئے بار بارجس باغ اور نہر جاری کی بشارت دی گئی ہے 'وہ حقیقت میں ان کے ایمان اور عمل سالے کی تمثیلی شکلیں ہونگی ان کا ایمان خوشنما اور سدا بہار باغ اور ان کے اعمال صالحہ صاف و شفاف نہر کی صورت میں نمایاں ہونگے 'اور وہ ان سے لطف ولذت اٹھا تمیں گے۔

ای قیاس پر جنت کی دوسری لذتوں اور مسرتوں کی حقیقت کی تشریح کی جاسکتی ہے علوم نبوی کے ایک بڑے واقف کاراوراسرارشریعت کے ایک بڑے دانائے رازشاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ ججۃ اللہ البالغہ میں لکھتے میں۔

﴿ وَاكْثِرَ الوَ قَاتِعِ الحشرية من هذا القبيل .....وبالحملة فتشبحات و تمثلات

لماعندها.....و تتشبح النعمة بمطعم هنثي و مشرب مريثي و منكح شهى ومبلس رضي و منكح شهي ومبلس رضي و مسكن بهي (٣٦٠- بند)

حشر کے داقعات از قبیل تمثیل ہیں ............. حاصل یہ کہ بیتمام امور معانی کا جسمانی قالیوں میں اور مثالی صورتوں میں ظاہر ہونا ہے ..... اللہ تعالیٰ کی عنایت ومہر بانی خوش مزہ کھائے خوشگوار پینے کی چیزوں ' رغبت انگیز لذت نکاح 'دل پسندلباس اور عمدہ مسکن کی صورتوں میں نمایاں ہوگی۔

ہم نے آیات واحادیث کے حوالوں سے پہلے گئی دفعہ بید دکھایا ہے کہ اس تمثیل و تشبیہ کے کیامعتی ہیں اور کیوکر
غیر مجسم معانی اپنے مناسب قالیوں میں مجسم ہوکر وجود پذیر ہوتے ہیں۔ دنیا کے تمام اعمال صالحہ کی اگر تحلیل کی جائے تو
انگی ادلاً دو قسمیں لکلیں گئی خدا پر ایمان اور خلوص دل سے اس کی طاعت جس کو''حقوق اللہ'' کہتے ہیں اور دوسری بندگان
اللی کے ساتھ حسن سلوک بندگان اللی کے ساتھ جو نیک سلوک کیا جاسکتا ہے وہ یہی ہے کہ ان کی عزت و آبر و کا پاس کیا
جائے' جس کو عفت و عصمت کہتے ہیں اور ان کی ضروریات زندگی کے مہیا کرنے ہیں امداد کی جائے اور ضروریات زندگی
جائے' جس کو عفت و عصمت کہتے ہیں اور ان کی ضروریات زندگی کے مہیا کر کتے ہیں اب یہ پانچ قسمیں ہو کیں' جنت کی
نحتی انہیں پانچ قسموں پر مخصر ہیں۔ ایمان و اخلاص اطاعت کی جزاوہ خود اللہ تبارک تعالی ہے' وہ اپنچ قرب اور دیدار
سے نوازے گا عفت و عصمت کی جزاحسین و مہ جبیں ہیو یوں کی صورت میں نمایاں ہوگی' دوسروں کے کھلانے کی جزاج نت
سے نوازے گا عفت و عصمت کی جزاحسین و مہ جبیں ہیو یوں کی صورت میں نمایاں ہوگی' دوسروں کے کھلانے کی جزاج نت
سے نوازے گا عفت و عصمت کی جزاحسین و مہ جبیں ہیو یوں کی صورت میں نمایاں ہوگی' دوسروں کے کھلانے کی جزاح قبی مناوں کی جزاح قبی ہوئی کی جزاح مناوں کی جزاح قبی مناوں کی جزاح کی جزاح میں مناوں کی جزاح قبی ہوئی کی جزاح قبی مناوں کی جزاح قبی مناوں کی جزاح قبی مناوں کی جزاح قبی مناوں کی جزاح قبی کو خوالد کی جزاح قبی کی جو اس کی جزاح قبی کی جزاح قبی کی جزاح قبی کی جزاح قبی کی جزاح تو کی جو اس کی کی جزاح قبی کی جزاح تو کی جزاح تو کی جزاح تو کی جزاح کی جزاح تو کی جو کی جو کی جزاح تو کی جزاح تو کی جو کی جو کی جو کی جو کی جزاح تو کی جو کی کی جو کی جو کی جو کی جو کی

ایک اور پہلوے ویکھنے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم کی بہشت کی صفت یہ بیان فرمائی ہے۔ ﴿ إِنَّ لَكَ الَّا تُنْحُوعُ فِينُهَا وَ لَا تَعُرَى وَ النَّكَ لَا تَظُمَوُ اللهُ اللهُ تُصُخى ﴾ (ط-۱۱۹-۱۱۱) بِ تَنْک تیرے لیے اس بہشت میں نہ بھوکا ہوتا ہے 'نہ نگا اور بیاسا ہوتا' نہ دھوپ میں رہنا۔

یبی چارخقرانسانی ضرورتیں ہیں جو پھیل گرا یک دنیا ہوگئی ہیں جب آ دم کی اولا دکوا ہے اعمال صالحہ کی بدولت نجات ملے گی تو پھران کے لئے وہ تی بہشت ہے جس میں نہ بھوکا ہونا ہے نہ بیا سا ہونا ہے نہ زنگا ہونا نہ گرمی اور نہ دھوپ کی تکلیف میں گرفقار ہونا اس حقیقت کی تعبیر دوطرح ہے کی جاسمتی ہے، یا تو یہ کہ بہشت میں اہل بہشت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ دو ان تمام انسانی ضرورتوں ہے بکسر پاک و بے نیاز ہوجاتے ہیں اس لئے وہاں نہ کوئی بھوکا ہوگا، نہ بیا سا ہوگا، اور نہ نگا ہوگا اور نہ دھوپ اورلوکی محنت میں گرفقار دوہرے یہ کہ بہشت میں اہل بہشت کو کھانے کے لیے ایسے الوان تعمت ملیس کے جن کو کھا کر انسان پھر بھوکا نہ ہوگا اور پینے کے لئے شراب وشر بت کی وہ نہریں بہیں گی جن کو پی کر بیا سا نہ ہوگا اور بلند مکا نات بہنے کو وہ کپڑے ملیں گے جو پھر نہ میلے ہو تگے اور نہ ہوسیدہ ہو کر پھٹیں گے اور د ہے کہ لیے ایسے گھنے باغ اور بلند مکا نات ملیں گے جہاں دھوپ کا گزر نہ ہوگا۔

میاصول پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ دنیا میں انسان کے لئے جولطف ولذت ہے وہ تھوڑی ی تکلیف کا متیجہ ہے انسانی اصول میہ ہے کہ بڑی لذت کے حصول کے لئے تھوڑی تکلیف گوارہ کرتا ہے اور بڑی مسرت پرچھوٹی مسرت کوقربان کرتا ہے اس اصول پراس کے تمام اعمال کی کامیابی و ناکامیابی کی بنا ہے اعمال صالحہ کے بجالائے میں انسان کواس دنیا میں چھوٹی چھوٹی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، اوراپی عارضی خوشیوں اورلذتوں کوان پرقربان کرنا ہوتا ہے، صبح کے نمازی کوخواب سحر کی لذت کوخیر باو کہنا اور دو پہر کی جلتی وحوب میں ظہر کے لئے مسجد میں جانا پڑتا ہے خود بھوکارہ کر دوسروں کو کھلانا پڑتا ہے اور اپنی بہت می ناجائز گر بظاہر دلچیپ خوشیوں کا ایٹار کرنا پڑتا ہے ای طرح پاکیزہ زندگی گذار نے پراس کوآخرت کی غیرفانی دولت اور ابدی سعاوت میسر آتی ہے۔

انسان کو دنیا میں ان اعمال صالحہ کی خاطر جن چیزوں کو قربان کرنا پڑتا ہے ان میں پہلی چیز تو خوداس کی زندگی ہے' پھرانسانی زندگی کی وہ چارفتمیں ہیں جن کا نام کھانا' چینا' پہننااور رہنا ہے اس لئے آخرت میں ان قربانیوں کی جزاء میں انہیں کی مناسب ومماثل چیزیں جوملیں گی وہ غیرفانی زندگی الوان طعام' اقسام شراب دشر بت' انواع لباس اور بہترین مسکن ہیں' قرآن پاک میں ہے۔

﴿ فَأَمَّا مَنُ طَعْی ، وَاثَرَ الْحَيُوةَ الدُّنيَا ، فَإِنَّ الْحَجِيْمَ هِیَ الْمَاوٰی ، وَأَمَّا مَنُ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ

وَ نَهَی النَّفُسَ عَنِ الْهُوٰی ، فَإِنَّ الْحَنَّةَ هِیَ الْمَاوٰی ﴾ (نازعات ٢)

پی جس نے خداے سرکئی گی اور دنیاوی زندگی کے ناجائز لطف آ رام کور نیج وی تو دوزخ اس کا شمان ہے 'لیمن جو خدا کے سامنے کھڑے ہوئے ۔ فرااورا پے نفس کونا جائز خواہموں ہے روکا تواس کا شمانہ بہشت ہے۔

گواس کی جزئی نیکیوں کی جزاء تو وقتا فو قااس دنیا میں تھوڑی تھوڑی کرکے شہرت تعریف ہر ولعزیزی اور دولت کی صورت میں ملتی رہتی ہے مگر پوری زندگی کی مجموعی جزاء دوسری زندگی ہی میں اس کو ملے گی ۔

وولت کی صورت میں ملتی رہتی ہے مگر پوری زندگی کی مجموعی جزاء دوسری زندگی ہی میں اس کو ملے گی ۔

(ولت کی صورت میں ملتی رہتی ہے مگر پوری زندگی کی مجموعی جزاء دوسری زندگی ہی میں اس کو ملے گی ۔

(ولت کی صورت میں مزدوری قیامت کے دن پوری اوا کیا جائے گی ۔

اور تمہاری مزدوری قیامت کے دن پوری اوا کیا جائے گی ۔

### لطف ومسرت كانصور:

مسرت ایک تفسی کیفیت کا نام ہے جوانسان کواچی کی خواہش کے پورے ہوتے وقت حاصل ہوتی ہے اس
ہناہ پرمسرت کے وجود کے لئے کسی خواہش کی پیمیل ضروری ہے اب انسانی خواہشوں کی تحلیل کروتو بالآخران کی انتہاء
انہیں باتوں پرہوگی جن کی طلب اس کی فطرت کے اندرود بعت کردی گئی ہے اب خور کروکہ وہ کیا چیزیں ہیں یا کیا چیزیں
اس کے فہم میں آسکتی ہیں وہ بھی ہیں باغ و بہار کہا س وطعام خوروقصور خدم وحثم سامان واسباب اور زروجواہر مسرت
اور راحت کا جب بھی تخیل آسے گا اور جب بھی ہم ان کو بچھنا چاہیں گے اور کہنا چاہیں گے تو ہم کو انہیں چیزوں کا نقشہ
اور راحت کا جب بھی تخیل آسے گا اور جب بھی ہم ان کو بچھنا چاہیں گے اور کہنا چاہیں گے تو ہم کو انہیں چیزوں کا نقشہ
دنیا میں ہرطرح کی سیدکاری انسانی فطرت انہیں مسرتوں اورخوشیوں کو ڈھونڈ نے کی عادی ہے اور انہیں کے حصول کی خاطر
دنیا میں ہرطرح کی سیدکاری اور گنہگاری کی مرتکب ہوتی ہے اس لئے ان سے احتراز کرنے پرجو چیزیں ہم کو وہاں ملیس
گی وہ ہمارے انہیں عادی و مانویں اسباب مسرت کی صورتوں میں ہمارے سامنے چیش ہوں گی اور ہم ان سے لطف

## لطف ومسرت كااعلى ترين تخيل:

اس دنیائے کون وفساد میں ہم ایک بجیب قتم کی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ہم کو خیل کے لحاظ ہے اپنی آرز وؤں اور خواہشوں کی وسیع اورغیرمحدود دنیا بخشی گئی ہے لیکن عملاً اپنی اپنی خواہشوں اور تمناؤں کے مطابق اپنی دنیا بنالینے پرقدرت نہیں' بتیجہ سے کہ اگر ہم نے صبر وشکر کا دامن نہیں پکڑا تو ہم سے زیادہ اس دنیا میں تصور و تخیل کی تکلیف میں کوئی اور گرفتارنہیں' جنت آخرت کی اس دنیا کا نام ہے جو ہمارے اعلیٰ ترین تخیل اور ہماری تمناؤں اور آرزوؤں کے مطابق ہوگی۔ ﴿ جَنَّتُ عَدُ نِ يُدُخُلُونَهَا تَحْرِيُ مِنْ تَحْتِهَا الْآنُهٰرُ لَهُمْ فِيُهَا مَا يَشَاءُ وُنَاء كَالِكَ يَحْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ﴾ (ألل ١٠٠٠)

رہے کے باغ جن کے نیجے نہریں بہتی ہوں ان کے لئے ان باغوں میں دہ ہے جودہ جا ہیں اللہ ای طرح پر ہیز گارول کو بدلددےگا۔

> ﴿ وَلَكُمْ فِيُهَا مَا تَشْتُهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُونَ ﴾ (مماجروم) اورتمہارے کئے جنت میں وہی ہے جوتمہارے دل چاجیںاورتمہارے لئے اس میں وہ ہے جوتم ماتکو۔

﴿ لَهُمْ مَّايَشًاءُ وَنَّ فِيُهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴾ (ق-٣)

ان کے لئے جنت میں وہ ہے جووہ جا ہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

﴿ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَدُّ الْآعُيْنُ ﴾ (نفرف-2)

اور جنت میں وہ ہے جس کی دل خواہش کریں اور جوآ تکھوں کولذت دے۔

﴿ لَهُمْ فِيُهَا مَايَشًا ءُ وُنَ خَلِدِيْنَ كَانَ عَلَى رَبّكَ وَعُدّا مُسْتُولًا ﴾ (فرقان-١١) ان کے لئے جنت میں دو ہے جودہ جا ہا کریں گے بید عدد ہے تیرے رب کے ذمہ۔

﴿ لَهُمْ مَّا يَشَآءُ وَلَا عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾ (دم ٢٠)

ان كے لئے ان كے يروردگاركے ماس وہ بنجووہ جا يں كے۔

الغرض جنت وہ مقام ہے جہاں ہم کووہ کچھ ملے گا جہاں تک ہمارامرغ خیال اڑ کر پہنچ سکتا ہے کطف وسرت کا وہ بلندے بلند تخیل جوتصور میں آسکتا ہے وہاں ہارے لئے مہیا ہوگا۔ سحابہ میں ہرقتم کے لوگ تھے جنت کے سامان سرت کے متعلق وہ اپنی اپنی پنداور آرز و کے مطابق آپ سے پوچھتے رہتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے' حضرت ابو ہریرہ " ہے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ" جنت میں جوسب ہے کم رتبہ ہوگا اس کی کیفیت بھی یہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ اس ہے فرمائے گا کہ تواپی انتہائی آرزودل میں خیال کر، وہ کرے گا تواللہ فرمائے گا کہ تجھے کووہ سب دیا گیا جس کی تو نے آرز و کی تھی اوراس کے برابر لے یہاں تک کہ بازار کا شوق ہوگا تو بازار بھی لگے گا' کیکن وہ حقیقی خرید وفر وخت نہ ہوگی' كدوبال كى چيزى كى موكى ، بلكه وه مثالي صورتوں ميں موكى ۔ (الا الصور من الرحال) ك

ل سیج مسلم۔ ع رندی دیجھومقلوۃ صفعہ الجنہ۔

کسی کو جنت میں کھیتی کا شوق ہوگا تو دانۂ سبزہ غلداور پھر تیاری بیسب کام منٹوں میں لے انجام پا جائے گا' ایک بدوی نے پوچھا'' یارسول اللہ وہاں گھوڑے بھی ہوں گے فرمایا کہ''اگرتم کو جنت ملی تو اگرتم بیہ بھی چا ہو گے کہ سرخ یا قوت کا گھوڑا ہو جوتم کو جہال چا ہو بہشت میں لئے پھر ہے تو وہ بھی ہوگا'' دوسرے نے پوچھا کہ''یارسول اللہ!اونٹ بھی ہوگا'' فرمایا''اگرتم جنت میں گئے تو تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جوتمہارا دل چاہے گا اور جوتمہاری آ تکھیں پہند کریں گی'' ع

جنت میں اہل جنت کے مختلف رہنے ہوں گے اس لئے اعلیٰ کے لباس وسامان کو دیکھے کرا دنیٰ کواپنی کی کا خیال ہوگا تو اس کے تصور میں سے پیدا کر دے گا (حتبی یت حیل البه) کرخو داس کا لباس وسامان اس سے بہتر ہے اور بیاس لئے ہوگا کہ جنت میں کسی کوئم ہوناممکن نہیں۔ سے

# جنت جهال كوئى جسمانى وروحانى آ زارنبيس:

کسی صاحب دل نے جنت کی پیتعریف خوب کی ہے کہ ع ہمشت آنجا کہ آزارے نہ ہاشد

ونیا میں کوئی ہڑی ہے ہڑی مسرورزندگی بھی ایم نہیں مل کتی جس کے پہلو میں مسرت کے پھول کے ساتھ مم کا کوئی کا نثانہ چبھ رہا ہؤیا تو موجودہ مسرت کے آئندہ ختم ہونے کا خوف ہواد یا گذشتہ ناکامی کا افسوس ہے اس بناء پر یہاں کوئی خوشی بھی کا مل نہیں گر جنت وہ مقام ہوگا جہاں نہ ماضی و حال کاغم ہوگا اور نہ مستقبل کا خوف ہوگا 'چنا نچہ اہل جنت کے متعلق بار بارارشادہوا۔

﴿ لَا خُوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحُزَنُونَ ﴾ شان كوخوف بوگا ورندوه ممكنين مول كيـ

اور یمی بہشت کی سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ اس میں جسمانی وروحانی ہر شم کی نعتیں واخل ہیں۔
دنیا میں کوئی انسان اس وقت تک کوئی لقمہ گلے نہیں اتار سکتا اور نہ کوئی چیتیز ابدن پر رکھ سکتا ہے۔ جب تک
اس کے سرکا پسینداس کے پاؤل تک نہ آئے ونیا گی تمام فانی سرتیں ہاری فانی کوشش کا فانی متیجہ ہیں گر جنت کی
خوشیاں بغم و تکلیف ہماری گذشتہ فانی تیکیوں کا غیر فانی متیجہ ہیں اور پیکٹس اللہ تعالیٰ کارتم وکرم ہے کہ وہاں ہم کو ہماری
آسائش کا تمام سامان اس تتم کی اوئی زحمت و مشقت اٹھائے بغیر میسر آئے گا جس کے بغیر و نیا میں کوئی انسان زندہ ہی
نہیں رہ سکتا اور جس کی کھیٹس سے بیدونیا ہرانسان کے لئے دوز خ بی ہے چنا نچدافل جنت جنت میں واخل ہوکر اور شاہانہ
تزک واختشام اور لباس وزیور ہے آراستہ ہوکر خدا کی حمد وقعریف کا تراندان لفظوں میں گا کیں گے۔

﴿ جَنُّتُ عَدُنِ يَدْخُلُونَهَا يُحَلُّونَ فِيُهَا مِنْ آسَاوِرَ مِنْ ذَهُبٍ وَّلُؤُلُوًّا وَّلِباسُهُمُ فِيُهَا حَرِيْرٌ ٥

ل مستحج بخاری۔

<sup>-527 2</sup> 

ع تندى يكل مديشين مقلوة صفة الحية على عن بين-

و قَالُوا الْحَمُدُ لِلَهِ الَّذِي اَذَهَبَ عَنَا الْحَرَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ و الَّذِي اَحَلَنا دَارَالُمُقَامَةِ

مِنْ فَضُلِهِ لَا يَمَشُنّا فِيُهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُنَا فِيهَا لُغُوبٌ فَه (فاطر ٢٣٠٣)

د الشّ كَ باغ جن مِن وه واظل مول كاوران مِن وه وو عَلَيْن اورموتى يبناع جاكي كاوران كى يوشاك ان مِن ريشم موكى اوروه كيين كاوران كى يوشاك ان مِن ريشم موكى اوروه كيين كدي ياك بوه جوه جن نهم من ووركرويا به شك مارا بروردكار النامون كامعاف كرف والا اور فيكيون كى قدركر في والا بوردكار الته والله وا

## جنت جهال رشک وحسد نهیں:

موجودہ دنیا خیروشر کے متضادعنا صرہے بنی ہے بیہاں تواب کے ساتھ گناہ اُرہم دلی کے ساتھ سنگد کی محبت کے ساتھ گناہ اُرہم دلی کے ساتھ سنگد کی محبت کے ساتھ کینہ ہے ہو ساتھ کینہ ہے ہو ساتھ کینہ ہے ہو گئاہ کی گئار کھی ہے ہو ساتھ کینہ ہے ہوں کے بیاں کے قبی امن وامان کے خرمن میں آگ دگار کھی ہے ہو شخص یہاں دوسروں کواچھی حالت میں دیکھ کرجاتا ہے اور دوسروں پر غصہ کے جوش وخروش سے ابلتا ہے 'جنت وہ عالم ہے جہاں اس آگ اور سیلا ہے کا وجود نہ ہوگا۔ ہر قتم کے گناہ ، سنگد لی ،عداوت اور بغض وحسد کا خاتمہ ہوگا اور خالص محبت و الفت کے دریا موجز ن ہوں گے نے مایا۔

﴿ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغُوَّا إِلَّا سَلَمًا ﴾ (مريم ٢٠) اس مِن امن وسلامتي كسواكوئي بيهوده بات تين ميس ك\_

﴿ وَنَزَعُنَا مَا فِي صُدُورِهِمٌ مِنْ عِلِ الْحُوانَا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِيْنَ ﴾ (جريم) اورجم في المرابع الله المحتى المائي بالمحتى المائي بالكرفتون برآ من ما من بين مول كر

اس کی تغییر میں حدیث سیح میں ہے کہ آپ نے فر مایا کُه'' وہاں نددلوں کا اختلاف ہوگانہ ہاہم بغض و کینہ۔ سب کے دل ایک دل کی طرح متحد ہوں گے۔ لے

# و ہاں کی جسمانی زندگی کیسی ہوگی؟:

بہشت میں زندگی کی جولذ تمیں ہول گی ان کی تعبیر الوانِ نعمت اور انواع شربت وشراب اور دوہرے مادی لذائذ ہے ہوسکتی ہوگئی ہول گی ان کی تعبیر الوانِ نعمت اور انواع شربت وشراب اور دوہرے مادی لذائذ ہے ہوسکتی ہے مگر وہ حظ وسرت اور اطمینان وسکون وسکینت کے علاوہ کی معنی میں بھی مادی خصوصیات ہے آلودہ نہ ہول گی۔ یہاں جرکھانے پینے کے ساتھ بول و پر از پسینا ورسوء ہضم کی علت گی ہوئی ہے اور بغیر اس کے انسان یہاں زندہ نہیں رہ سکتا مگر وہاں یہ کچھ نہ ہوگا۔ آئخضرت میں الے فر مایا کہ ' اہل جنت کھا ئیں گے اور پئیں سے لیکن نہ تھوکیس سے نہ

و ہاں بول و براز کی حاجت ہوگی نہ و ہاں ناک ہے رطوبت نظے گی نہ بلغم اور کھنکار جیسی کھنونی چیزیں ہوں گی۔کھانا ایک ڈکار بین ہضم ہوگا، وہاں کے پیپنہ میں مشک کی خوشبوہوگی، جو بہشت میں داخل ہوگا اس کو وہ نعت ملے گی کہ پھر بھی تکلیف نہ ہوگئ نہ ان کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ان کی جوانی زائل ہوگی۔ وہاں منادی غیب یہ پکار کر کہد دے گا یہاں وہ تندری ہے کہ بیمار نہ پڑو گے، وہ زندگی ہے کہ پھر موت نہ آئے گی، وہ جوانی ہے کہ پھر بوڑھے نہ ہوگے، اور وہ آرام ہے کہ پھر تکلیف نہ یاؤ گے لوگوں کے چیرے اپنے اعمال کے مطابق چیکیں گے کوئی ستارہ کی طرح 'کوئی چودھویں کے چاند کی طرح۔ ا

غورکروکہ وہ جسمانی زندگی ہماری موجودہ جسمانی زندگی سے کتنی مختلف ہوگی اس پر تعجب نہ کرنا جا ہے انسان کہمی شکم مادر میں ایک بچہ کی صورت میں زندہ تھا مگر وہاں اس کی زندگی ، اس کی غذا ، اس کے فضلہ غذا ، اس کی سانس اور دوسر سے لواز م حیات ہیرون شکم کے دنیاوی اصول حیات وقوا نین زندگی سے بالکل مختلف تھے۔ اور جس طرح شکم مادر میں بچہ کا اس ہیرونی زندگی کے حکایات کو تعجب کے ساتھ من کرآ مادہ انکار ہونا وانشمندی نہ ہوگی ایسے ہی اس مادی زندگی کے خوگر اور اس عالم آب وگل کے باشند سے اس دوسری زندگی کے اصول حیات طرز غذا اور دوسر سے لوازم حیات کو من کرآ مادہ انکار ہوں آوان کا بھی پیفل دائش مندی کے خلاف ہوگا۔

## جنت ارتقائے روحانی ہے:

مادی وجسمانی خلقت و فطرت کی لاکھوں برس کی تاریخ کے مطالعہ اور حقیق سے یہ بات پایی جوت کو پہنی ہے کہ مادہ نے لاکھوں برس کے تغیرات کے بعداس انسانی جسمانیت تک ترقی کی ہے وہ پہلے جماد بنا 'پھر نبات کی شکل میں آیا' پھر جیوان کا قالب اختیار کیا' پھر جسم انسانی کی صورت میں نمود ار ہوا' اور سہادیت کی معراج ترقی ہے' جمادیت مث کر نباتیت بیدا ہوئی' اور نباتیت فلہور پذیر یہوئی' اور ارتقاء انسانی کی جسمانی پہلو بھیل کو پہنچ گیا' لیکن انسانیت کا دوسرارخ جوروحائیت سے عبارت ہے' بنوز اپنے آغاز طفولیت میں ہے' کیاس پر بھی ای ارتقائی دور کے مدارج نبیس آئیں گئے ایک مادہ پرست صرف بام ارتقائی دور کے مدارج نبیس آئیں گئے ایک مادہ پرست صرف بام ارتقائی دور کے مدارج نبیس آئیں گئے ایک مادہ پرست صرف بام ارتقائی دور کے مدارج نبیس آئیں گئے ایک مادہ پرست صرف بام ارتقائی کہ نبیجتا ہے' اور ملکوتیت کی سرحد کی کرتا ہے' لیکن نہ بہب اس سے بھی آگے لیے چانا ہے' اور یہاں سے وہ اڑ کرسقف آسان تک پہنچتا ہے' اور ملکوتیت کی سرحد کی ترق شروع کرتا ہے' قرآن پاک کی ان آیتوں پرخور کرنے سے اس نظر یہ کیا شارات نگلتے ہیں۔

 لیکن بیتر تی بہیں تک پہنچ کرزگ نہیں جائے گی بلکہ آ گے بھی ہوگی اس لئے جس طرح ماں کے پیٹ کی نگ و تاریک و نیا میں زیست و حیات کے کچھ قواعد تھے پھر عالم کی اس ہے بھی وسیع تر د نیا میں اس نے قدم رکھا جہاں ترقی و حیات کے دوسرے ہی اصول ہیں ، ای طرح اس مادی د نیا ہے نکل کر اس وسیع تر د نیا میں قدم رکھے گا جہاں ترتی اور سعادت کے اور دوسرے اصول ہوں گئے چنانچے اس کے بعد فرمایا۔

﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعُدَ ذَلِكَ لَمَيَّتُونَ وَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوُمَ الْقِينَمَةِ تُبُعَثُونَ ﴾ (مومون-١) في المَّرِيَّةُ وَلَا اللهِ المُونانِ اللهِ المُونانِ اللهِ اللهُ اللهُ

جس طرح انسانیت سے پہلے لاکھوں برس میں ایک نوع کی کیفیت مٹ کر دوسری نوع کی کیفیتیں پیدا ہوتے ہوتے انسانیت تک نوبت پنجی موت کے معنی یہ ہیں کہ اب نوع انسانی کی تمام کیفیتیں مٹ کرایک بلند تر نوع کی کیفیتوں کی تیاری شروع ہوئی صد ہا ہزار ہاسال کے بعد قیامت سے دوسری نوع ملکوتی کاظہور ہوگا۔

یہاں مسکدارتھاء کا دوسرااصول سامنے آتا ہے جس کو بقائے اصلح کہتے ہیں کدان مدارج ترقی کے اثناء میں ہزاروں وہ نوعیں فنا ہوتی رہتی ہیں جن میں آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور وہی باقی رہ جاتی ہیں جن میں آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور وہی باقی رہ جاتی ہیں جن میں آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور وہی باقی رہ جاتی طرح اس دوسری ملکوتی نوع کی پوری استعداد ہوتی ہے جس طرح کچھلی استعداد ہے اندرا پئی کچھلی ادی وجسانی زندگی میں اس کی استعداد ہیدا ہو چکی تھی ۔ دوز خ کے کہ استعداد انہی کو ملتی ہے جن کے اندرا پئی کچھلی مادی وجسانی زندگی میں اس کی استعداد ہیدا ہو چکی تھی ۔ دوز خ کے در جان لوگوں کے مقامات ہیں جو گویا ہنوز جمادی ونباتی وحیوانی منزلوں میں ہیں اور ممکن ہے کہ وہ اس دارالامتحان میں اٹی کی استعداد کے بقدررہ کرآگے کی استعداد ہیدا کرلیں اور ملکوتیت کی ترقی حاصل کرسکیں۔

بہشت کے مختلف مدارج ان کی استعداد وں کے مقامات ہیں جوا پنی پہلی زندگی میں اس ترقی کی استعداد پیدا کر چکے تھے'لیکن یہاں پہنچ کربھی ان کی روحانی ترقی کا دروازہ بند نہ ہوگا' بلکہ وہ بفترراستعداد پھیل کے مدارج طے کرتے چلے جا کمیں گے'شایدای لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

> ﴿ فَلَهُمُ أَجُرٌ غَيْرُ مَمُنُونَ ﴾ (تين-١) ان بهشتيول كے لئے نہ ختم ہوئے والی مزدوری ہے۔

اَیک دوسری آیت میں ہے کہ نشاۃ ٹانی میں اہل ایمان کے آگے پیچے دا ہے باکیں اور ہوگا پھر بھی دعا کریں گے۔ ﴿ نُـوُرُهُمُ يَسُعٰى بَيُنَ اَيُدِيُهِمُ وَبِاَيْمَانِهِمُ يَقُولُونَ رَبُّنَا اَتُحِمُ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرُلْنَاء إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (تحریم ۲۰)

ان کا نوران کے سامنے اور دا ہنے دوڑے گا اور وہ کہیں گے کہا ہے ہمارے پروردگار! ہمارے نورکو کامل اور ہم کو معاف کر تو ہر بات کرسکتا ہے۔

مومنوں کے لیوں پراللہ کے بخشے ہوئے نور کی مزید بھیل اور اتمام کی دعا ادھرا شارہ کررہی ہے کہ ان کے مدارج میں ترقی ہوتی رہے، جس کا اقتضاء خدا کی ربوبیت کا منشاء ہے۔

## امن وسلامتی کا گھر:

انسان امن وسلامتی کا بھوکا ہے لیکن وہ اس امن وسلامتی کو اسبابِ راحت کے انبار میں تلاش کرتا ہے اور نہیں 
پاتا 'وہ دنیا میں امن کا گوشہ ڈھونڈھتا ہے اور وہ اس کونہیں ملتا لیکن یہاں آ کراس کونہ صرف امن کا گوشہ بلکہ امن وسلامتی کی ایک دنیا ملے گی۔وہ پرندہ جوعم بھر چارعنا صربے قفس میں گرفتار رہا' یہاں وہ سدرۃ المنتہی کی ہرشاخ پر آزادانہ پرواز 
کرےگا۔ جنت کے جہال وقی محمدی نے اور بہت سے نام بتائے ہیں وہاں اس کا ایک نام دارالسلام بھی بتایا ہے' جس کے معنی امن وسلامتی کے گھر کے ہیں۔

ابل جنت كى نسبت ارشادفر مايا\_

﴿ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾ (انعام ١٥)

ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔

الله تعالیٰ نے جس شریعت کودے کراپنے پیغمبر کومبعوث فر مایا' وہ حقیقت میں ای امن وسلامتی کی نوید بشارت ہےای لئے فرمایا۔

﴿ وَاللَّهُ يَدُ عُوا إلى دَارِ السَّلَامِ ﴾ (ينس-٣) اورالله كلام كا (ينس-٣)

آنخضرت و کھی دعوت پیش فرمائی' عبداللہ بن سلام جوا یک یہودی عالم نتے آنخضرت کھی کی جس صدائے نبوت نے سب سے پہلے ان کے دل میں گھر کیا وہ بیتی''لوگو! سلامتی پھیلاؤ' بھوکوں کو کھلاؤ' جب و نیاغفلت کی فیندسوئے تو تم اٹھ کراللہ کی عبادت کرؤامن وسلامتی کے گھر میں رہناتم کونصیب ہوگا۔

جنت کے ذکر میں امن وسلامتی کا تذکرہ قرآن پاک میں بار بارآیا ہے۔ایسامعلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درو دیوارے امن وسلامتی کے ترانے سائی دیں گے۔

ُ ﴿ وَالْمَلْئِكَةُ يَذُخُلُونَ عَلَيْهِمُ مِّنُ كُلِّ بَابِ ٥ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرُتُمُ فَنِعُمَ عُقُبَى الدَّارِ ﴾ (رعد ٣٠) اور فرشتے ہر در دازہ سے ان کے سامنے یہ کہتے ہوئے آئیں گے کہتم پر سلامتی ہو کہتم نے صبر کیا تھا تو کیسا اچھا پچھلا گھر ہے۔

> وہاں امن وسلامتی کے سوا کچھاور سنائی نددے گا۔ ﴿ إِلَّا قِيْلًا سَلْمًا سَلْمًا ﴾ (واقدرا)

لیکن سلامتی سلامتی کی بیکار۔

فرشتے امل جنت کو یوں کہیں گے۔

﴿ اُدُنْحُلُوُ هَا بِسَلْمِ مَا ذَٰلِكَ يَوْمُ الْنُحُلُوُدِ ﴾ (ق-٣) اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہؤیدزندگی جاوید کا دن ہے۔ ﴿ لَا يَسُمَعُونَ فِيهُا لَغُوا إِلَّا سَلَمًا ﴾ (مريم ٢٠) اس من سلامتى كيسوااوركوئى بيهوده بات نهين كيد جنت كاليك اورنام قرآن من مقام المين (امن والامقام) بنايا كيائي فرمايا: ﴿ إِنَّ الْمُتَقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴾ (دخان ٢٠) بِ فَك بربيز كاراوك امن والے مقام عن بول كيد

#### مقام رحمت:

خدا کی رحمت کب نہیں؟ اور کہاں نہیں؟ گردنیا کے فطری قوا نین کے بمو جب اس دنیا میں ایسے واقعات اور حادثے بھی پیش آ جاتے ہیں جن کوہم رحمت کے بجائے قبرالٰہی ہے تجبیر کرتے ہیں 'پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ خودہم کو ہمارے انگال کی بدولت خداوند تعالیٰ کے قبر وغضب میں مبتلا ہو تا پڑتا ہے لیکن ایک عالم وہ ہے جہاں اس کی رحمت کے سوا اس کے قبر وغضب کا نام ونشان نہ ہوگا' اس کی رحمت اور فیض و کرم کی وہاں بارش ہوگی' اور اسکی رحمت کے سوا وہاں کوئی اور منظر کہیں اور بمجی دکھائی نہ دےگا۔

> ﴿ يُبَشِّرُهُمُ رَبُّهُمُ بِرَحْمَةِ مِّنُهُ وَرِضُوانَ وَجَنَّتِ لَهُمُ فِيُهَا نَعِبُمٌ مُّقِبُمٌ ﴾ (آوب ٣) ان كاپروردگاران كواپل رحمت خوشنودى اوران باغوں كى خوشجرى ديتا ہے جن ميں ان كيلئے بميشد كا آرام ہے۔ اہل جنت كوجن كے چرے خوشى ہے ديكتے ہول كئيد آواز سنائى ديكى۔ ﴿ وَ أَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتُ وُ جُوهُهُمُ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمُ فِينَهَا خَلِدُونَ ﴾ (آل عران - ١١) ليكن جن كے چرے روش ہوئے تو دواللہ كى رحمت ميں ہوں كے ١٠ ميں وصدار ہيں كے۔

### مقام نور:

جنت کا نوروہ مقام ہے جہال ظلمت و تاریکی کا نام ونشان نہ ہوگا' جنتیوں کے چیرے روثن ہوں گے' کوئی ستاروں کی طرح چیکے گااورکوئی چاند کی طرح' ہر طرف ان پرانوار کی بارش ہوگی' آ گے پیچھے دا ہنے با کیں ہرسمت سے نور درخشاں ہوگا' فرمایا:

﴿ نُورُهُمُ يَسُعَى يَبُنَ اَيَدِيُهِمُ وَبِاَيَمَانِهِمُ ﴾ (تَرَجُمَرَ)
النكانوران كسامنے اوران كروا ہے دوڑے گا۔
الن دن الل ايمان كن ورايمان كى بجليال برطرف كونديں گا۔
﴿ يَوْمَ تَسْرَى الْسُورُونِيُنَ وَالْمُومِنَاتِ يَسُعَى نُورُهُمُ بَيْنَ اَيَدِيْهِمُ وَبِاَيْمَانِهِمُ بُشُرَكُمُ الْيَوُمَ حَنْتُ تَحْدِي مِنْ تَحْتِهَا الْآنَهُرُ خَلِدِينَ فِينَهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْرُ الْعَظِيمُ ﴾ (حديد)
جم دن تو مومن مردول اورمومن عورتول كود يحيح كاكران كانوران كے سامنے اوران كروائے چكے كائ آئ تم كو خوشخرى ہوؤہ وہ باغ بيں جن كے ينج نهريں بہتى بين ان ميں بميشر باكروك يہى بوى كاميا بى ہے۔
اس دن اہل نفاق اہل ايمان سے آرزوكريں كے كروائم برجائے كہ ہمارے ظلمت كدہ ميں بھى ايك دم ك

لئے روشی ہوجائے۔

﴿ يَوُمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ لِلَّذِيْنَ امَنُوا انْظُرُونَا نَقُتِيسٌ مِنُ نُوْرِكُمُ ﴾ (مديد) جسون منافق مرداورمنافق عورتش الل ايمان سے كہيں گى كدة رائقبر وكديم بھى تبهار بينور سے روشى كريس \_

## مقام رضوان:

جنت کے انعامات کی فہرست میں سب ہے آخری چیز مقام رضوان ہے کینی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ ہے راضی اور خوش ہونا اس کے بعد نہ بھی وہ اپنے اس بندہ پرعتا بفر مائے گا اور نہ اس ہے ناراض ہوگا 'بلکہ اس کو اپنی رضا مندی اور خوشنو دی کی الازوال دولت عطا فر مائے گا متقبول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو نعتیں رکھی ہیں ان میں جنت 'نہریں' پاک ہو یاں اور ان سب کے بعد روح کی مسرت رکھی ہے کیکن ان سب کے بعد بھی اپنی سب سے آخری نعمت اپنی ای رضا مندی کو ظاہر فرما تا ہے 'چنانچے سورہ تو بہ میں رحمت اور رضوان کے بعد جنت کے ذکر کو جگہ دی گئی ہے۔

﴿ يُبَشِّرُهُمُ رَبُّهُمُ بِرَحُمَةِ مِنَّهُ وَرِضُوَانِ وَّحَنَّتِ لَّهُمُ فِيُهَا نَعِيُمٌ مُّقِيُمٌ ﴾ (توبه ٣) ان كايروردگاران كواچي رحمت اورخوشنودي (رضوان) كىخوشجري ديتا ہے اوران باغول كى جن پي نعمت اللي قائم دے كى ۔

سورة آل عمران مين جنت كى تمام نعتول كوكنا كران كاخاتمد رضوان كى عظيم الثان بشارت پركيا كيا بخ فرمايا۔ ﴿ لِسَلَّذِيُسَ اتَّفَوا عِنسُدَ رَبِّهِمُ حَنْثُ تَحْرِئ مِنْ تَحْيَهَا الْاَنُهُرُ خَلِدِيْنَ فِيُهَا وَأَزُوَاجٌ مُطَهَّرَةً وَرضُوانٌ مِّنَ اللَّهِ ﴾ (آل عران ٢٠)

جنہوں نے پر ہیز گاری کی ان کے لئے ان کے پروروگار کے پاس ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ سدار ہیں گے اور پاک بیو یاں اور اللہ کی خوشنو دی۔

سورہ تو بہ میں جنت کی تمام نعمتوں ہے بڑھ کر نعمت رضوان البی کوقر اردیا ہے۔

﴿ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنْتِ حَنَّتٍ تَحُرِى مِنْ تَحْتِهَا الْالْهُرُخْلِدِيْنَ فِيُهَا وَمَسْكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّْتِ عَدُن ٤ وَرِضُوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ٤ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ (توبـ ٩) اللہ نے باایمان مردوں اورعورتوں ہےان باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے تہریں بہتی ہیں'ان میں سدار ہیں کے اور رہنے کے ستھرے گھر اوراللہ کی رضامندی سب سے بڑی ہے، وہی بڑی کامیا تی ہے۔ بہشت کی مطمئن روحوں کواس دنیا ہے رخصت ہوتے ہی بیٹو ید مسرت سنائی جاتی ہے۔

﴿ يَآيَتُهَا النَّفُسُ المُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِي إلى رُبِّكِ رَاضِيَةً مُّرْضِيَّةً ﴾ (أجر ١٠)

اےاطمینان والی روح! تواہیے رب کے پاس اس طرح واپس جا کہتواس سے راضی ہواوروہ تھے ہے راضی ہو اہل جنت کی رسفت آئی ہے۔

﴿ رَضِيَ اللَّهُ عَنَّهُمْ وَرَضُوا عَنَّهُ ﴾ (١١مه-١١)

خداان سے خوش اور وہ خداے خوش۔

انہیں آیوں کی تغییر میں آنخضرت ﷺ نے بیہ بشارت سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو آواز دے گا کہا ہے جنت والو! وہ جواب دیں گےاہے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں سب بھلائیاں تیرے پاس ہیں فر مائے گا (جنت کی تعمیں یا کر) ابتم خوش ہوئے؟عرض کریں کے پروردگار کیول خوش نہ ہول کہتم نے ہم کووہ کچھ دیا جو کسی کونبیں دیا۔فرمائے گا کہ میں ان تمام گذشتہ نعمتوں سے بڑھ کر جو چیز ہے وہ تم کو نہ دول؟ کہیں گےاہے پروردگار!ان سے بہتر کیا ہے؟ فرمائے گار کہ اپنی رضا مندی وخوشی تم پراتاروں مجراس کے بعد میں بھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ ا

### مقام طتيب وطاهر

موجودہ دنیا کی ہر چیز آلود گیوں اورنجاستوں ہے بعری ہے لیکن بہشت وہ مقام ہے جویا کی ستھرائی لطافت اورطبارت كامظهر بأس ميں وہى داخل ہول كے جو گناہول سے پاك ہو چكے ہول فرمايا:

﴿ طِبْتُمُ فَادُخُلُوهَا خَلِدِيْنَ ﴾ (در ١٨)

تم پاک ہو چکتو جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہوجاؤ

جوزندگی وہاں ملے گی وہ بھی پاک وصاف اور سخری اور ہرجسمانی وروحانی آلائش سے بری ہوگی فرمایا: ﴿ مَنْ عَجِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرِ اَوُ أَنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنْحُبِيَنَّهُ حَيْوةً طَيِّبَةً وَلَنَحْزِيَنَّهُمْ اَحْرَهُمُ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعُمَلُونَ ﴾ (قل-١٣)

مرد ہو یاعورت جس نے مومن بن کرا چھے کام کئے ،ہم اس کوایک پاک زندگی وے کرجلائیں گےاوران کوہم ان كے سب سے بہتر عمل كے مطابق بدلدويں تھے۔

جوگھر دہاں ملیں گے' وہ بھی یاک وصاف اور ستھرے ہوں گے۔

﴿ وَمُسْكِنَ طَيِّيَّةً ﴾ (من ١٠)

جو بیویاں ملیں گی وہ یا ک ہوں گی۔

ل سيح بخاري ومسلم مدهة الجية \_

﴿ وَأَزُواجُ مُطَهِّرَةً ﴾ (آل مران-٢) اور پاک بيويال -

اور پاک بیویاں ۔
وہاں کی جوبا تیں ہوں گی وہ بھی پاک ہوں گی۔
﴿ وَهُدُوْ آ اِلَى الطَّیْبِ مِنَ الْقَوْلِ ﴾ (جُ-٣)
ادرائل جنت کوپا کیزہ گفتگو کی طرف رہنمائی کی جائے گی۔
ادرائل جنت کوپا کیزہ گفتگو کی طرف رہنمائی کی جائے گی۔
ان کوپینے کی جوچیز ملے گی وہ بھی پاک ہوگی۔
﴿ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴾ (دھر۔۱)

غرض کہ ہر چیز وہاں پاک وصاف طیب وطا ہراورتمام روحانی وجسمانی آلود گیوں ہے مبرا ہوگی۔

# مقام تنبيح وتبليل:

اس آرام ولطف کے بعداہل جنت کی روحانی لذت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تبیج و تبلیل ہوگی۔ بیان کی روحانی غذا ہوگی وہ عالم جہاں ہرطرف انوارالہی برسیں گئے جہاں صفائی اور سخرائی کے سواکوئی اور منظر ندہؤ جہاں قدس و نزاہت کی ہرطرف صور تیس نظر آئیں گی وہاں حمد و ثناء کے روح افزاء ترائے بھی ہرطرف سے بلندہوں گے۔
﴿ دَعُ وَاهُمُ فِينَهَا سُبُحٰنَكَ اللَّهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمُ فِينَهَا سَلَمٌ مَا وَاحَدُ دَعُواهُمُ اَنِ الْحَمُدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴾ (یونس۔۱)

جنت میں اُن کی ندایہ ہوگی کدا ہے میرے اللہ! تیری پاک اور ان کی آپس کی وعاسلامتی ہوگی اور ان کی آخری پکاریہ ہوگی کدد نیا کے پروردگار اللہ (تعالی) کی حمہ ہو۔

جنت کی تمام شاہانہ نعمتوں کے بعد بڑی نعمت بیہوگی کہاللہ کی تبییج وہلیل کی نئی نئی پرلطف راہیں وہاںان پرکھلیں گی' فرمایا۔

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُدُخِلُ الَّذِيْنَ امَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِخِتِ جَنَّتٍ تَحْرِى مِنُ تَحْتِهَا الْآنُهُرُ يُحَلَّوُنَ فِيُهَا مِنُ آسَاوِرَ مِنُ ذَهَبٍ وَّلُو لُوَّءًا وَّلِبَاسُهُمْ فِيُهَا حَرِيْرٌ ٥ وَهُدُو ٓ إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُو ٓ آ اِلَى صِرَاطِ الْحَمِينَدِ ﴾ (ج.٣)

بے شک اللہ ان کو جوا بمان لائے اورا چھے کام کئے ان باغوں میں داخل کرے گاجن کے بیچے نہریں بہتی ہوں ان میں ان کوسونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں سے اور ان کی پوشاک اُن میں ریشم کی ہوگی اور وہ راہ دکھائے جائیں گے اچھی بات کی اور وہ دکھائے جائیں گے اس سرا پاحمہ (ذات) کی راہ۔

وہ اپنے ہرسروراور نعت کے شکر بیر میں فرشتوں کے ساتھ مل کرحمہ الٰہی کا سرود سرمدی گا ئیں گے اور بیدوہ وقت ہوگا جب عالم وجود کے ہر گوشہ سے اس کی حمد کا ترانہ بلند ہوگا' فر مایا۔

﴿ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنْتُهَا سَلَمٌ عَلَيُكُمُ طِبْتُمُ فَادُخُلُوهَا خَلِدِيْنَ ٥ وَقَالُوا الْحَمُدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا

وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبُوًّا مِنَ الْحَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ لَ فَيْعُمَ آجُرُ الْعْمِلِينَ 6 وَتَرَى الْمَلْفِكَةَ حَافِينَ مِنُ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴾ (در ٨٠) جنت کے نگہبان ان سے کہیں گئے تم پرسلامتی ہوتم پاک ہو چکئے تو جنت میں چلے جاؤ 'اہل جنت کہیں گے اس اللہ کی حمد ہوجس نے اپناوعد وسچا کیااور ہم کواس سرز مین کاما لک کیا کہ جنت میں جہاں چا ہیں رہیں تو کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مز دوری ہے اور بیدد کیھے گا کہ فرشتے عرش الٰہی کو گھیرے اپنے پرورد گار کی حمد کی تبییج کررہے ہوں گے اور سب لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ حمد ہوسارے عالم کے پروردگارکی۔

اہل جنت کے متعلق قرآن پاک میں ایک جگہ ہے۔

﴿ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغُوا إِلَّا سَلْمًا ١٠ وَلَهُمْ رِزْقُهُم فِيْهَا بُكْرَةُ وَّ غَشِيًّا ﴾ (مريم ٢٠٠٠) وہ نہ سنیں کے وہاں برکار ہات مگر سلام اوران کی روزی اس میں میج اور شام ہوگی۔

اس مبعج وشام کی روزی سے مقصود کیا جنت کے کھانے کے الوان نعمت ہیں اگر ایسا ہوتا تو مبعج وشام کی تخصیص کیا تھی، وہ تو ہروقت سامنے ہوں گئے میرا گمان یہ ہے کہ اس روزی ہے اللہ کی تبیعے قبلیل کی روحانی روزی اورر بانی غذا مراد ہے اور حدیث کے ان لفظوں کو ای کی تفسیر جانتا ہوں سیجے مسلم میں ہے کہ آپ نے جنت کی نعمتوں کے سلسلہ میں فرمایا۔

﴿ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴾ (منتاجة)

وہ صبح اور شام اللہ تعالی کی شبیع و تقدیس کریں گے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرملیا کہ اہل جنت کو خدا کی سبیح و تقدیس کا الہام ہوا کرے گا اور شاید قرآن پاک کی اس آیت کے لیمی معنی ہوں۔

> ﴿ وَهُدُوْ آ اِلِّي الطَّيْبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُو آ اِلِّي صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴾ (جُـ٣) اوراجھی بات کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے گی اوراس سرایا حمد کاراستدان کو بتایا جائے گا۔

## مقام قرب

اہل جنت کو جو پچھ نصیب ہوگا' ان سب کے سوا سب سے اعلیٰ مرتبہ قرب خاص کا مقامے ہوگا' بندے اپنے پروردگار کی حضورى كاشرف ياكيس ك قرآن ياك من جابجان كے لئے بيآتا جا كد حَدَاءُ هُمْ عِنْدَ رَبِّهُمْ "ان كى جزاان كے پروردگار کے پاس 'بیقرب خاص کے اشارے ہیں اور ایک جگدیدا شارہ اس تصریح سے بدل جاتا ہے۔ ﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّتِ وَ نَهِرِ ، فِي مَفْعَدِ صِدَقِ عِنْدُ مَلِيْكِ مُقْتَدِرٍ ﴾ (تر ٣٠) بے شک پر ہیز گار باغوں میں اور نہروں میں سچائی کی نشست گاہ میں اس بادشاہ کے حضور جس کا سب پر قبضہ ہے۔

جنت کی سب ہے آخری لیکن بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی مجلی کا نظارہ ہے' کون ہے جواس مطلع انوار کے دیدار کی تاب لاسكے تاہم یا توبیہ آتھ حیں اور ہوں گی یاوہ نور مطلق کسی خاص شان میں نمایاں ہوگا۔اس وقت بیدعالم ہوگا کہوہ نور کا مرکز بن کرنمودار ہوگااوراہل جنت کی مشاق آئکھیں اس کی طرف اٹھی ہوں گی۔ ﴿ وُجُوهٌ يُّومَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ١٠ إلى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ (قامـ١)

کتنے چیرے اس دن تر وتازہ اور اپنے پروردگار کی ست دیکھ رہے ہوں گے۔

ای آیت کی تغییر میں حضرت جریر بن عبداللہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ' تم اپنے پروردگارکو بالمشاہدہ ویکھو گے ' دوسری روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ' جسے چا ندکوتم و کچھر ہے ہو، ایسے ہی تم اپنے پروردگارکو ویکھو گے ۔ اس دیدارورویت میں کوئی ایک دوسرے کا مزاحم لے نہ ہوگا' ۔ اس تمثیل ہے رسول اللہ وہ ہے کہ مقصود ہیں ۔ ایک تو شدت یقین کا اظہار کہ جس طرح تم اس روثن چا ندکو بے شک و شہد مکھر ہے ہوای طرح بے شک و شہد ہی ۔ ایک تو شدت یقین کا اظہار کہ جس طرح تم اس روثن چا ندکو بے شک و شہد مکھر ہے ہوای طرح بے شک و شہد ہی ہوتو سب لوگ ایک چا تھو گئی اس حیثیت ہے بروردگارکو دیکھو گے ، دوسرامقصد ہے کہ جس طرح لاکھوں کا مجمع بھی ہوتو سب لوگ ایک چا ندکو یک میں کروڑ وں کا باطمینان اس طرح دیکھ سے ہیں کہ ایک کو دیکھنا دوسرے کے دیکھنے میں عائق نہیں ہوتا اس طرح دیدار الہی میں کروڑ وں کا چمع ہوں اس کی زبان پرسلامتی کی دعا ہوگی ۔ بھوم مانع نہ ہوگا ' تناہی نہیں بلکہ جس دن جنتی آپنے پروردگار کے حضور میں چیش ہوں گے ،ان کی زبان پرسلامتی کی دعا ہوگی ۔

﴿ تَحِيَّتُهُمْ يُومَ يَلُقُونَهُ سَلَامٌ ﴾ (احزاب، ٢)

ان کی دعاجب وہ اپنے پروردگارے ملیں گئے سلامتی ہوگی۔

بلکهاس ہے بھی بڑھ کریے کہوہ سرایار حمت پروردگار خودا ہے بندہ کواپی زبان سے سلامتی کا پیام دےگا۔ ﴿ سَلَمٌ قَوُلًا مِّنُ رَّبِ رَّحِيمُ ﴾ (یس س)

رجت والے پروردگار کی طرف سے پیام سلامتی ہوگا۔

بخاری میں ہے کہ آپ وہ گئانے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ترجمان کے بغیر خود کلام فرمائے گائے بیروایت کیونکر ہوگی؟ اہل روایت لفظ کے قائل ہیں اہل عقل تریادت ایمان کی تاویل کرتے ہیں اہل حقیقت اس کواساء وصفات کی نا قابل بیان جلوہ انگیزی ہے تعبیر کرتے ہیں کیکن فیصلہ بیہے کہ رع بیاکیس داور یہارا ہے بیش داور اندازیم

ان تعلیمات کاعملی اثر:

اوپر کے سفوں میں قیامت خشر ونشراور جنت ودوز خ کے پورے مناظر گذر بچکے ہیں 'یہ ایمان بالغیب ند ہب کی حقیقت کا اصلی جو ہر ہے اوراس کے یقین میں فد ہب کی اصلی طاقت پوشیدہ ہے 'معلوم ہو چکا ہے کہ اہل عرب کو ان حقائق کو تسلیم کرنے ہے کس قدرا نکار تھا 'بلکہ مرکر جی اٹھنا اور اس موت کے بعد دوبارہ زندگی ان کے نزدیک کس قدر مستبعد تھی 'قر آن کیا کہ کا بڑا حصہ شرک کے ابطال اور تو حید کے اثبات کے بعد اس حیات بعد الموت کی تلقین اور اس پر ایمان کی دعوت پر مشتمان ہے' آن مخضرت تھے اور جمعہ کے نطبوں میں ایمان کی دعوت پر مشتمان ہے' آن مخضرت تھے اپنے اکثر خطبوں میں اس کا حال بیان کیا کرتے ہے اور جمعہ کے خطبوں میں خصوصیت کے ساتھ سورہ ق کی خلاوت فرماتے تھے' جس میں قیامت کے حالات ہیں ۔ مگر دیکھوکہ ۲۲۳ برس کی مسلسل تعلیم خصوصیت کے ساتھ سورہ ق کی خلاوت فرماتے تھے' جس میں قیامت کے حالات ہیں ۔ مگر دیکھوکہ ۲۲۳ برس کی مسلسل تعلیم خصوصیت کے ساتھ سورہ ق کی جلاوت فرماتے تھے' جس میں قیامت کے حالات ہیں ۔ مگر دیکھوکہ ۲۲۳ برس کی مسلسل تعلیم فرآن یا کسک کی تا شیراور محمد رسول اللہ معلوم ہوتا تھا

لے صحیح بخاری جلد ٹانی ص۵۰۱۱\_

ع اليضاباب كلام الرب

کہ بیمناظران کے دل ود ماغ کی لوح میں منقوش ہو گئے تھے۔

یاد ہوگا کہ اسلام کے آغاز میں ایک عرب شارنے طنز آ کہا تھا۔ کے

ا موت أُمَّ بَعَثَ أُمَّ حَشر حديث خرافة يا ام عمرو اے عمرو کی مال پیٹرافات باتیں ہیں۔

كيامرناب كجرجينااور كجرا كثمامونا

کٹین چند ہی سال کے بعد میطنز وا نکار ،رمزیقین ہے بدل گیااوراس وقت عرب کا شاعر میہ کہنے لگا'' ہم آ سان تک پہنچ گئے اوراللہ ہے امید ہے کہ ہم اس ہے بھی او نچے جا کیں گے۔

﴿ وَانَا لِنرِجُو فُوقَ ذَٰلِكُ مُظُهِّرًا ﴾

اورہم بیامیدر کھتے ہیں کہاس سے بھی بلند مقام می ظہور کریں۔

آ تخضرت عظی استفسار فرماتے ہیں کہ آسان ہے بھی بلند مقام اور کیا ہے؟ عرض کرتا ہے کہ ' جنت یارسول الله!'' آپ ﷺ فرماتے ہیں''انشاءاللہ'' دیکھوکہ جن کی نظریں زمین سےاو کچی نہیں جایاتی تھیں ان کا تخیل آسان سے بھی او نیجا جانے لگا' جن کومر کر پھر جینا دورازعقل معلوم ہوتا تھا، جن کوآ خرت کے مؤاخذہ کا کوئی ڈرنہ تھا، جن کواپنے اعمال کی جواب دہی کی پرواہ نہتھی، جوسزا و جزا کے مفہوم ہے برگانہ تھے، جو جنت اور دوزخ کے تخیل ہے نا آ شناتھے وہ اس ہولناک منظرے ڈرنے گئے دوسری زندگی پران کوای طرح یقین آ گیا جس طرح آج کی زندگی پرتھا' آخرت کے مواخذہ ہےوہ بید کی طرح کا بینے گئے اعمال کی جوابد ہی ہے ترساں ولرزاں رہنے لگئے سزاو جزا کے خوف ہے وہ اپنے ہر عمل کی باز پرس خود کرنے گئے جنت کا اشتیاق ان کو بڑی ہے بڑی قربانی پر آ مادہ کردیتا تھا' دوزخ کا ڈران کے دل کے اندر کے ہرتارکوچھیٹرا کرتا تھا،ان کی آ جھوں کواشک بارر کھتا تھا فرائض اور ذمہ داری کودیانت داری کے ساتھ ادا کرنے پر بر لحظدان کوآ مادہ کرتار ہتا تھا'راحت کے خواب اور آرام کے بستر سے ان کو چونکا کرعمل کے میدان میں تنہا لے آتا تھا اور ہر نیک کام اور عمدہ عمل کے لئے ان کو ہمہ تن سرگرم اور سرتا یا مصروف جدوجہد بنادیتا تھا' تنہائی اور تاریکی میں بھی ان کے دل اور بدن کو برائیوں اور بداعمالیوں ہے باز رکھتا تھا'ان کے ضمیر اور دل کے صفحوں کو ہروقت پروردگار کی آئجھوں کے سامنے کھلار کھتا تھا۔

ایک د فعہ دوصحابیوں میں کسی چقیقت کے متعلق جھکڑا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فریقین کی ہاتیں سن کرایک کے حق میں اس کا فیصلہ دے دیا پھرفر مایا'' میں بھی ایک آ 'دی ہول' مدعی اور مدعا علیہ میں ہے ممکن ہے کہ کوئی زیادہ احجما ہو لئے والا ہوجوا ہے دعویٰ کوخو بی کے ساتھ بیان کرے اور میں اس کے موافق اس کا فیصلہ دوں لیکن درحقیقت وہ چیز اس کی نہ ہوتو کو یا میں اس کے گلے میں آ گ کا ایک طوق پہنار ہا ہوں''یین کرفریقین پر بیاثر ہوا کہ دونوں رونے لگے اور ہرا یک اپنا العددوس عكودين لكارع

ے دریے عاصہ حضرت عمر" اللہ کے مطبع وفر ما نبر داریتے رسول کے عاشق وشیدا تھے نیکیوں سے مالا مال تھے، جنت کی بشارت

اصابداورا تتيعاب ذكرنا بغدجعدي

سنن الي داؤد كتاب الاقضيه

ے سرفراز تھے تاہم آخرت کے مواخذہ اور جوابد ہی ہے اس قدرخوف زوہ تھے کہ ایک دفعہ انہوں نے کہا کہ ''اگر وصال نبوی کے بعد میر ہے اچھے اور برے اعمال برابر رہیں تو میں بھی خوش ہوں۔ اگر جنت ند ملے تو پر وانہیں گر الٰہی ! دوزخ نہ لے طے'' وہ نزع کی حال میں بہت ہے چین تھے' بعض صحابہ ان کے اچھے اعمال گنا کران کوتسلی دینے گئے تو جواب میں کہا ''اللہ کی قتم اگر کل زمین میرے لئے سونا ہو جاتی تو اس کو دے کرعذاب الٰہی تے ہے ناتے سکتا تو میں دے دیتا''ام المؤمنین حضرت عائشہ' کہتی تھیں''اے کاش! میں جنگل کی گھاس ہوتی سے اے کاش! میں چھرنہ ہوتی'' سے

قيامت كے متعلق قرآن پاک كى يە بچيب مؤثر آيت:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبِّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَىءٌ عَظِيُمٌ ﴿ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذُهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا ٱرْضَعَتُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمُلٍ حَمُلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكرى وَمَا هُم بِسُكرى وَلَكِنَّ عَذَاتِ اللَّهِ شَدِيُدُ ﴾ (تَحَد)

لوگو!اپنے رب سے ڈرو قیامت کا بھونچال ایک بڑی چیز ہے جس دن اس کودیکھو گے، ہردودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ چیتے بچیکو بھول جائے گی اور پیٹ والی اپنا پیٹ ڈال دے گی'اورلوگوں کونشہ میں دیکھو گے'لیکن وہ نشہ میں نہ ہوں گے' بلکہ پروردگار کا بخت عذاب ہوگا۔

جب اتری اور آنخضرت و ایستان اور استخضرت و ایستان اور اس کی تغییر کی تو ان کے چروں کا رنگ بدل نے سیا اور آنکھوں ہے آنسوجاری کے ہو گئے ایک دفعہ آنخضرت و ایستان کیا تو سیا اور موت کے بعد عذا ب کا حال بیان کیا تو سیا چینیں مار مار کررونے کے لگئے حضرت ابو ہریرہ کا کو ایک بارقیا مت کے ایک منظر کے بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اثنائے روایت میں وہ تمین دفعہ ہے ہوش ہوکر گرئے اور جب امیر معاویہ کے سامنے بیر وایت و ہرائی گئی تو ان پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔ کے

اس یقین وابمان کا دوسراسال میہ کہ بدرکا میدان جنگ ہے مشرکین کی ایک ہزارلوہ میں ڈوبی ہوئی فوج
کا سیلا ب امنڈ ا آ رہا ہے ،ادھر تیمن سونہتے مسلمان صف باندھے کھڑے ہیں کہ آ پ وہ کا صحابہ کی طرف خطاب کر کے
فرماتے ہیں ''لواس جنت کا موقع سامنے ہے جس کی وسعت آ سان وزمین کے برابر ہے'' ایک انصاری جیرت ہے
پوچھتے ہیں کہ'' کیا آ سان وزمین کے برابر؟'' آ پ فرماتے ہیں''ہاں' وہ خوشی سے واہ واہ کہدا مجھتے ہیں۔ آ پ دریافت

- ل مسيح بخارى باب البحرة جلداة ل سني ٥٥\_
- ع محمج بخاري فضائل حضرت عرش جلداة ل صفحه ١٥٢ م
  - ابن سعد جزالتساء ص ٥١-
- ع صحیح بخاری مناقب عائشهٔ تغییر سورهٔ نورومتدرک حاکم ترجمه عائشهٔ وابن طنبل مند عائشهٔ ۴
  - هے مسیح بخاری تفسیر سورہ سچ جلد دول ص ۱۹۳\_
    - ل جامع زندى تغيير مورة ع -
  - ے سنن نسائی کتاب البخائز باب العو ذمن القمر \_
    - △ جامع ترغدى الواب الزيد -

فرماتے ہیں کہ''تم نے واہ واہ کیوں کہا''عرض کی''اس امیدے کہ شاید میں بھی اس میں ہوں''فرمایا'' تم اس میں ہو''یہ سن کروہ تھجور نکال نکال کرجلدی جلدی کھانے گئے ہالآخر جنت کے جانے میں اتنا تو قف بھی شاق گذرا۔ بولے''اتنی دیر بھی کیوں کی جائے'' یہ کہہ کر کھجوریں بچینک دیں اور تلوار کھینچ کرآ گئے بڑھے اور شہید ہوئے۔

غزوہ احدیث بھی ای متم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ احد کے میدان میں دارہ کیر کا شور ہر پاتھا۔ لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں کہ ایک صحابی نے آگے بڑھ کر پوچھا''یارسول اللہ! اگر اللہ کی راہ میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا؟'' فرمایا'' جنت میں '' وہ محجور کھا رہے تھے۔ ہاتھ سے محجوری مجبوری مجباد میں بیر'' وہ محجور کھا رہے تھے۔ ہاتھ سے محجوری مجباد میں برکہ جان دے دی' قیس ایک صحابی تھے وہ ایک جہاد میں برکہ سے انہوں نے اسلامی فوج کے سپاہیوں کے سامنے کہا کہ'' رسول اللہ وہ کا نے فرمایا ہے کہ جنت کے درواز سے تھواروں کے سامنے کہا کہ'' رسول اللہ وہ کی برھ کر پوچھا کہ'' کیا آپ نے خود تمول اللہ وہ کی کہا ہے ہوں کا ہا مسلمان پاس کھڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ'' کیا آپ نے خود رسول اللہ وہ کی کہا تھے بیا '' ایک معمولی سامسلمان پاس کھڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ'' کیا آپ نے خود میں اللہ وہ کی کہا تھا کہ کہا گھا کہ دوستوں کے پاس آیا اور سلام کر کے رخصت ہوا' میان تو ڈکر پھینگ دی اور تکوار لے کروشن کی صف پر جا پڑا اور شہا دت حاصل کی لے

ان جیرت انگیز واقعات میں ہے ہرا یک واقعہ پرغور کر و کہ محمد رسول اللہ و انگائی تعلیم نے منکر و کا فرعر ب کے دل و د ماغ اور ذہن واعتقاد کو کس طرح آن کی آن میں بدل ویا اور دم کے دم میں عربوں کے عقائد واخلاق اور کارنا موں کو کہاں ہے کہاں پہنچا دیا۔



## قضاء وقدر

### ﴿ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقُنهُ بِقَدَرٍ ﴾ (تر ٢٠)

اگرچقراآن پاک میں ایمان کے سلسلہ میں اس کا ذکر نہیں آیا گراس کا اعادہ بار بارقرآن پاک میں اتن دفعہ ہوا ہے کہ اسکی مقتضی ہے کہ اس کو بھی ایمانیات کے پہلو میں جگہ دی جائے چنا چہ بعض صحیح حدیثوں لے میں یہ ایمانیات کی ایمانیات کی اسلام نے اللہ تعالیٰ کی وسعت قدرت اور مشیت مطلقہ کا جونق شہ کھینے اے اس کا لازی نتیج بھی یہی ہونا جا ہے۔

اس عقیدہ کا ماتھ لیہ ہے کہ دنیا میں اب تک جو پکھ ہوا ہے جو پکھاب ہور ہا ہے اور جو پکھآ ئندہ ہوگا'وہ اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور فیصلہ از لی کے مطابق ہوا ہے ہوتا ہے اور ہوگا جس طرح مہندس اور انجینئر مکان بنانے سے پہلے مکان کی تمام جزئیات پر فور کر کے پہلے ہی سے نقشہ تیار کر لیتے ہیں اور ای مجوزہ نقشہ کے مطابق معمار اور مزدور اس کی تعمیر کو ممل کرتے ہیں ای طرح اس مہندس ازل خالق کا نتات نے کا نتات کی پیدائش سے پہلے اس کے تمام اصول وقواعد اور ورسرے اہم جزئیات طے کرکے ہر چیز کی نبست فیصلہ کردیا تھا اب ای فیصلہ کے مطابق بیکا نتات اور اس کے تمام حوادث وواقعات انجام پارہے ہیں' موت وحیات ، فقروغنا' کا میا بی وناکا می تکلیف وراحت ہر چیز پہلے سے طے شدہ ہے اور اس کے مطابق وہ فلہور پذیر ہوتی ہے۔

توراۃ میں حضرت آ دم وشیطان اور ہا بیل وقا بیل کے قصول میں اس عقیدہ کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ حضرت یوسف کا خواب ای ایک حقیقت کی تعبیر ہے' مگران اشارات ہے گزر کر زبور میں اسکی کھلی کھلی تعلیم بھی ملتی ہے' زبور ۲۳۸ پیما میں ہے۔

'' تیرے کام جیرت افزا ہیں'اس کامیرے ہی کو بڑا یقین ہے' جبکہ میں پردے میں بنایا جاتا تھا اور زمین کے اسفل میں منقوش ہوتا تھا' تو میرے جسم کی صورت تجھ سے چھپی نتھی' تیری آئکھوں نے میرے بے تر تیب مادہ کود یکھا'اور تیر سے فتر میں بیسب چیزیں تحریر کی گئیں'اوران کے دلول کا حال بھی کہ کب بنیں گی' جب ہنوزان میں سے کوئی بھی نتھی" اس کے بعدز بور ۱۳۸۸ کا تر انہ حمدای لے میں شروع ہوتا ہے۔

......ن فدادند كے نام كى ستائش كريں كداس (خدا) في حكم ديا اوروه (مخلوقات) موجود ہو گئے اس في ان كوابدى پائيدارى بخشى اس في ايك تفذير مقرر كى جۇلن بيس على "

انجیل میں اسکی تعلیم'' خدا کی مرضی' کے عنوان سے ہے محضرت عیسی ازندگی کی آخری شب کی دعامیں فرماتے ہیں'' میری مرضی نہیں تیری مرضی پوری ہو' (متی ۲۱ ـ ۳۹) اور ای'' مرضی' کا ذکر بوحتا (۵ ـ ۳ و ۲ ـ ۳۸) اور خطوط (فلیون ۱ ـ ۳۳) میں ہے اور رومیوں کے نویں باب میں اس کی پوری تفصیل ہے مگر خاتم النبیین علیہ الصّلو ۃ والسلام کی تعلیم نے اول یہ کیا کہ اس مسئلہ کی مجمل حقیقت کی توضیح کی اور اسکی حکمت و مصلحت کی تشریح کی اور دوسری بات یہ کی کہ گزشتہ خام اس کی طرح اپنے دفتر کے کی اور دوسری بات یہ کی کہ گزشتہ خام اس کی طرح اپنے دفتر کے کسی ایک گوشہ میں بطور ایک حقیقت ٹانیہ کے اس کو کہہ کرخاموشی اختیار نہیں کرلی بلکہ بار بار

اتنی دفعہ دہرایا کہ بننے والوں کے دلوں میں اس عقیدہ نے گھر پیدا کرلیا اور پہ تلقین یقین کی صورت میں ان کی رگ وریشہ میں پوست ہوگئی اور ایسا اس نے اس لیے کیا تا کہ صبر وشکر کی اخلاقی تعلیم صرف نظر بید کی صورت میں ندرہ جائے بلکہ مملی حثیبت میں اس کے بیرووں کے اندرا ستقلال و ثبات کی روح اور دنیا کے مصائب و حوادث میں تسلی و شفی کی قوت پیدا کر نے اور اس طرح بیعقیدہ پہلے کی طرح صرف ایک فدہبی تلقین یا فلسفیا نہ نظریہ کی حیثیت میں ندرہ بلکہ ایک مفید مملی تعلیم کی شکل اختیار کر لے۔

وتی محمدی نے اس اصطلاح کے لیے دولفظ اختیار کئے ہیں ایک'' قدر'' ہے جس کے معنی انداز ہ کرنے کے ہیں اور دوسرا'' قضا''جس کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔

﴿ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقُنَهُ بِقَدَرٍ ﴾ (تر ٢٠)

ہم نے ہر چزکواندازہ سے پیدا کیا۔

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمُ مِن طِيْنِ ثُمَّ قَضَى أَجَلًا ﴾ (انعام-١)

وی ہے جس نے تم کوشی سے بنایا پھرایک وقت کا فیصلہ کیا۔

یدونوں لفظ بجائے خوداس عقیدہ کی اسلامی حقیقت کو پوری طرح واضح کردیے ہیں مقصودیہ ہے کہ کا نتات کی ہر چیز کے متعلق اللہ تعالی نے اپنے انداز ہاور تقدیرے ہرایک کا فیصلہ فرمادیا ہے اور متعین کر دیا ہے اس کی ہر چیز کے متعلق اللہ تعالی نے اپنے انداز ہاور تقدیرے ہرایک کا فیصلہ فرمادیا ہے اس کو جس دیا ہے اس میں خدا کے تھم کے بغیرایک ذرہ کا بھی تغیر نہیں ہوسکتا، آسان کو جس طرح بنایا، آفتا ہو جس طرح روشن کیا، چاند کے متعلق جواصول مقرر فرمایا، ستاروں کے نگلنے اور ڈو ہے کے جواد کام دے دیے بموت وحیات، فنا و بقا، اور عروج و زوال ، غرض کا نتات کی ہرشق اور پہلو کے متعلق جواصول متعین فرمادیے انہیں یروہ چل رہی ہے، قرآن یاگ میں کا نتات کے بہت سے حالات بیان کرنے کے بعد ہے۔

﴿ وَالشَّمُسُ تَحْرِيُ لِمُسْتَقَرِّلُهَا ذَلِكَ تَقُدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ٥ وَالْقَمَرَ قَدَّرُنْهُ مَنَازِلَ حَتَى عَادَ كَالْعُرُجُونِ الْقَدِيْمِ ٥ لَا الشَّمُسُ يَنْبَعِيُ لَهَاۤ أَنْ تُدُرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيُلُ سَابِقُ النَّهَارِ ١ وَكُلُّ فِي فَلَكِ يُسْبَحُونَ ﴾ (ليمن ٣٠)

اورسورج اپنے تفہراؤ پرچل رہا ہے نیہ ہے غالب اورعلم والے کی تقدیم (انداز ہ) اور چاندکوہم نے تقدیم (انداز ہ) کر دی ہیں منزلین نیہاں تک کہ وہ پرانی شہنی کی طرح (خمیدہ ہوکر) لوٹنا ہے، نہ تو سورج کی قدرت میں ہے کہ چاندکو پالے اور نہ رات ون سے آگے بڑھے ہرا یک اپنے مدار میں تیرر ہاہے۔

بیتو آ سان کی بات محمی زمین کے متعلق ارشاد ہوا

﴿ وَقَدُّرَ فِيهُمْ آقُواتُهَا ﴾ (مجدور)

اورز مین میں اس کی روز بیاں انداز ہ کردیں۔

اس ے آ گے برھ کریے کدونیا کی ہر چیز میں اس نے ایک انداز ومقرر کردیا۔

﴿ قَدُ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدُرًا ﴾ (طلاق، ا)

الله نے ہر چیز کیلئے ایک انداز ہ بتایا ہے۔

موت وحیات بھی ای اندازہ کے مطابق ہے فرمایا:

﴿ نَحُنُ قَدُّرُنَا بَيُنَكُمُ الْمَوْتَ ﴾ (واقدر)

ہم نے تمہارے درمیان موت کا انداز ہ کر دیا۔

ہرشے میں اللہ نے جوا نداز ولگایا ہے وہ وہ بی چیز ہے جس کولوگ قانون فطرت کہتے ہیں اور جس پر دنیا چل رہی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے کا مُنات کے ہر حصداور ہر پہلو کے متعلق اپنے احکام متعین فریا دیئے ہیں 'جن کی اطاعت اس پر واجب ہے علیٰ ہذا انسانوں کی ترقی وز وال موت وحیات ' بیاری وصحت ' دولت وافلاس' آ رام و تکلیف ' سعادت وشقاوت ' ہرایک کے اصول وقواعد مقرر فرما دیئے ہیں غرض ان کو آرام و تکلیف جو کچھ بھی پیش آتی ہے خدا کے علم اورا جازت سے پیش آتی ہے خدا کے علم اورا جازت سے پیش آتی ہے خدا کے علم اورا جازت سے پیش آتی ہے۔

﴿ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذُنِ اللَّهِ ﴾ (تنابن-١)

نہیں پنجی تم کوکوئی مصیبت کین اللہ کے علم ۔۔

اور چونکہ تفذیر ہے کوئی چیز ہٹ نہیں عتی اس لیے مقدرات کونوشتہ الٰہی ہے تعبیر کرتے ہیں کہ جس طرح لکھی ہوئی بات قائم رہتی ہے مٹتی اور بھولتی نہیں ایسے بی سے با تیں بھی مٹتیں اور بھولتیں نہیں۔

﴿ وَمَا تَحْمِلُ مِنُ أَنْنَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ط وَمَا يُعَمَّرُمِنُ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يَنْقُصُ مِنُ عُمُرةِ إِلَّا فِي كِتْبِ دَاِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرُ ﴾ (فاطرة)

اورکوئی عورت حمل میں نہیں رکھتی اور نہ جنتی ہے' لیکن خدا کے علم سے اور نہ کی دراز عمر کو عمر کی درازی ملتی ہے' یا اسکی عمر کم ہوجاتی ہے لیکن وہ کتاب میں ہے' بے شک بیاللہ پر آسان ہے۔

اس آیت پاک میں دوککڑے ہیں ایک میہ کہ جوعورت بھی اپنے پیٹ میں بچدر کھتی ہے یا جو بچیجنتی ہے وہ خدائے پاک کے علم سے ہے ٔ دوسرا ککڑا میہ ہے کہ جس کوچیوٹی بڑی عمر بھی ملتی ہے وہ کتاب الہی میں پہلے ہے کھی ہوتی ہے' ان دونو ل ککڑوں کے ملانے سے معلوم ہوگا کہ کتاب الہی میں ہونا اور علم الہی میں ہونا دونوں ہم معنی ہیں۔

قرآن پاک نے اس کو بھی ظاہر کیا ہے کہ قضا وقد رکے عقیدہ کی فلسفیا نہ حقیقت نے زیادہ اس کی نظر اس عقیدہ کی اخلاقی اہمیت پر ہے انسان کا بیرحال ہے کہ وہ اپنی تاجیز کوشش کی ذرائ کا ممیا بی پرفخر وغرور کے نشہ میں چور ہوجاتا ہے اور ذرائ ناکا می پر وہ ول شکتہ ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے نید دونوں مختلف اخلاقی بیاریاں اس لیے اس کو لاحق ہوتی ہیں کہ وہ اپنے کام کے ایچھے یابر سے نتیجے کوخود اپنے کام کالاز می نتیجہ جانتا ہے اس لئے وہ بھی اپنے کئے پر مغروراور بھی ملول ہوتا ہے اور بید دونوں کیفیتیں افراد اور اقوام کی متانت استقلال اور صروثبات کے جو ہرکو برباد کرتی ہیں اس لیے ایک ایسے عقیدہ کی ضرورت تھی جو کامیا بی کے فخر و مسرت اور ناکا می کے افسوس و حسرت دونوں موقعوں پر عاجز انسانوں کی دست گیری کر بے اور وہ بھی عقیدۂ قضا وقدر ہے۔

اس عقیدہ کا منشایہ ہے کہ ہم کو جو کا میابی ہوتی ہو وہ ہاری کوشش کا براہ راست نتیج نہیں 'بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے

سيرت النبي

فضل وکرم کا نتیجہ ہے اس لیے اس پر ہمارافخر وغر در کرنا ہے جا ہے ای طرح ہم کو جونا کا می پیش آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت و مصلحت کا نتیجہ ہے اور ہمارے کا م سے پہلے ہی ہمارے کا مول کے نتیج اس علام الغیوب کے علم میں مقرر ہو چکے تھے اس لیے ہم کو دل شکتہ اور مایوس نہ ہونا چا ہے بلکہ ای جوش وخروش اور سرگری سے پھر از سرنو جدو جہد میں مصروف ہو جانا چا ہے۔

## اس مسئلہ کی بید بوری توضیح سورہ حدید میں ان لفظوں میں مذکور ہے

﴿ مَا آصَابَ مِنْ مُصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي آنُفُسِكُمُ اللَّا فِي كِتَٰبٍ مِّنُ قَبُلِ آنُ نَبُرَاهَا لَ اِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرٌ ١٠ لِكَيْلَا تَـاسَوُا عَلَى مَافَاتَكُمُ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا اثْكُمُ لَـ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالِ فَخُورِ﴾ (مديد ٢)

کوئی مصیبت نبیس آتی ملک میں اور نہ خودتم (اس ملک کے بسنے والوں) میں لیکن یہ کہ و واکیک کماب (النبی ) میں اپنی پیدائش سے پہلے درج ہوتی ہے نیدائلہ پر آسان ہے ایسااس لئے کیا گیا تا کہتم اس پر جوتم سے جاتارہے غم نہ کھایا کرڈ اور جوتم کو (اللہ) و سے اس پر اتر ایا نہ کرڈ اور اللہ تعالی کسی اتر انے والے بڑائی مارنے والے کو پیار نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ نے مسئلہ قضا وقد رکے فلفہ کو اس خوبی ہے واضح کیا ہے کہ اس کی تائید کے لیے کی مزید تشریح کی ضرورت باتی نہیں رہتی 'یہا معقیدہ کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام " کی گردنیں مین کامیا بی وفق حات کی حالت میں خداوند قادر مطلق کے آگے جھک جاتی تھیں اور ناکا می کی حالت میں ان کے دل یاس و نا اُمیدی ہوتے تھے اور ان کی مطلق کے آگے جھک جاتی تھیں اور ناکا می کی حالت میں ان کے دل یاس و نا اُمیدی ہوتے تھے اور ان کی محملی زندگی کا جو نتیجہ بھی بیش آتا تھا وہ اس کو اپنی طرف ہے نہیں بلکہ خداوند عالم کی طرف ہے بچھ کر خاموش رہتے تھے اول کی جاتے تھے اور کی ساتی مصیبت عزیز وں کی مفارقت الزائیوں کی ناکا می کی موقع پروہ رحمت اللی ہے مایوں ہونانہیں جانے تھے اور ہر خطرناک ہے خطرناک کے لیے وہ قدم اٹھا بیٹھتے تھے کہ ان کا یقین تھا کہ موت اپنے وقت پر آگ گی اور جو بھی ہونا ہے وہ ہوکرر ہے گا' اس لئے ان کے دلوں میں وہ عزم ہوتا تھا کہ نہ اس کو پہاڑ روک بھتے تھے نہ سمندر بہا لے جائے تھے نہ تواد شکا طوفان اس کوا کھا رُسکنا تھا اور نہ بھڑ گئی آگ کے شعلے اسکوجلا سکتے تھے نہ صوت اسکو جلا سکتے تھے۔

﴿ وَ مَا كَانَ لِنَفْسِ آنُ تَمُوْتَ اللّهِ بِاذُنِ اللّهِ كِتبًا مُوْجُلًا ﴿ وَمَن يُرِدُ نُوَابَ الدُّنِيَا نُوْتِهِ مِنُهَا وَمَن يُرِدُ نُوَابَ الدُّنِيَا نُوْتِهِ مِنُهَا وَمَسَنَحْزِى الشَّكِرِيُنَ ٥٠ وَكَايِّنُ مِّنَ نَبِي قَتَلَ مَعَهُ رِبِيُّوُنَ كَوْمَا شَعْفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ﴿ وَاللّهُ يُحِبُ الشَّهِ وَمَا ضَعْفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ﴿ وَاللّهُ يُحِبُ الصَّيرِينَ ﴾ (آل المران ١٥٠)

کی کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مرسکے پر کھتا ہوا ہے (انسان کے ہاتھ میں صرف اچھا یا براارادہ و نیت ہے اس نیت کے مطابق کام کا نتیجہ ظاہر ہونا اس کے اختیار میں نہیں) جوکوئی و نیا کا معاوضہ چاہے گاتو ہم اس کو اس میں سے پچھ وینگے اور جو آخرت کا معاوضہ چاہے گا اس میں سے پچھ (یہاں) دینگے اور پورا معاوضہ شکر کرنے والوں کو آئندہ (وہاں) دیں گے۔ کتنے پیغیر تھے جولڑے ہیں ان کے ساتھ بہت سے خدا کے طالب تھے تو خدا کی راہ میں ان کو جو مصیبت پیش آئی اس کی وجہ سے نہ دل ہار سے نہ ست ہوئے اور نہ دب گئے اور اللہ ٹا بت قدم رہنے والوں کو پیار کرتا ہے۔ ان آیوں نے بیرواضح کردیا کہ قضا وقدر کے عقیدہ کا بتیجہ پستی استی اوردون ہمتی نہیں بلکہ بلندی استقلال، اور صبر و ثبات ہاور بہی وہ چیز ہے جومحدرسول اللہ وقتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارناموں میں ہردیکھنے والے کو صاف نظر آتی ہے ان کوصا حب وحی کی بیعی کہ وہ وہ شنوں ہے کہددیں کہ ہمیں ڈرنہیں ، کیوں کہ:

﴿ لَنُ یُصِیْبَنَا ٓ إِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوُلْنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلَیْتُو کی الْمُومِنُونَ ﴾ (قب۔ 2)

ہم پرکوئی آفت آئی نہیں عتی لیکن جو خدانے ہمارے لئے لکے دیا ہے وہ تمارا آتا ہاوراللہ ہی پر چاہے کہ ایمان

خطرات اورمشکلات کی ان کو پروانہیں کہ جن کے لئے موت لکھی ہے وہ میدان جنگ میں بھی مریں گے اور بستر راحت پر بھی اور جن کی موت کا مقررہ وفت نہیں آیا وہ تکواروں کی دھاروں اور سمندروں کے طوفانوں ہے بھی سلامت نج کرنکل آئیں گے۔

﴿ يَقُولُونَ لَوُ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِشَىءٌ مَّا قُتِلْنَا هِهُنَا ؞ قُـلَ لَوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتُلُ الِي مَضَاجِعِهِمُ ﴾ (آلِمران ١٦٠)

منافق کہتے ہیں کداگر ہماری بات مان لی جاتی تو ہم یہاں مارے نہ جاتے 'کہددے کداگرتم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن پریہاں مرتالکھا جاچکا تھاوواز خودا پے مقتل میں نکل کر چلے آتے۔

﴿ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدُرِكُكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمُ فِي يُرُوِّجُ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ (نياهـ١١) تم جهال بھی رہوتم کوموت آ کریا لے گی اگرچتم مضبوط و متحکم قلعوں میں ہو۔

یکی وہ عقیدہ ہے جو مسلمان کی نا قابل ہزیمت جرائت اور غیر قلست پذیر عزیمت اور بے خوف بہادری کاراز ہے ' کچھلوگوں نے اپنی غلط بھی سے یہ مجھا ہے کہ مسئلہ تقدیر کے بائے سے انسان کا مجبور محض ہو نالازم آتا ہے اوراس سے پیلیم تکلی ہے کہ انسان اپنی تقدیر پر صابروٹ کر ہو کر ست و غافل بن کر بیٹھ رہے والا نکدا گریے جو ہوتا تو ندر سولوں کی بعثت کی ضرورت تھی ، ندر بانی کتابوں کے اتر نے کی حاجت ہوتی ، نتہ بلیغ وارشاد کی تاکید ہوتی اور نداصلاح و ہدایت کا تھم ہوتا اور خدا کی مخلوق اپنی کتابیں اتریں ، کروڑوں مسئغ اور اور خدا کی مخلوق اپنی حال پر چھوڑ دی جاتی ، مگر ایسانہیں کیا گیا الاکھوں پیغیر بھیجے گئے ، کتنی کتابیں اتریں ، کروڑوں مسئغ اور مرشد بنا کر پھیلائے گئے ہدایت وارشاد کی تاکید پر تاکید آئی ، لوگوں کی دعوت واصلاح ہر مسلمان کا فرض تھہرایا گیا، کوشش و مخت سعی و تلاش اور جدو جہد کی ہر مسلمان کوتا کیدگی گئی اور محدر سول اللہ و تھیلا کی جدو جہد سے معمور زندگی ہمارے لئے نمونہ مخت سعی و تلاش اور جدو جہد کی ہر مسلمان کوتا کیدگی گئی اور محدر سول اللہ و تھیلا کی جدو جہد سے معمور زندگی ہمارے لئے نمونہ مخت سعی و تلاش اور جدو جہد کی ہر مسلمان کوتا کیدگی گئی اور محدر سول اللہ و تھیلا کی جدو جہد کی کی اور خالفائے راشدین اور عام صحاب نے اپنے کارناموں سے اس نمونہ کی کامیابی کی تقد اپنی کی۔

اب کیا محمد رسول اللہ وہ گئا کی تلقین اور آپ کاعمل دومتضاد چیزیں تھیں؟ نہیں 'یہ دونوں ایک دوسرے کی مؤید تھیں 'اوراس طرح ایک دوسرے کی تقدیق تھیں کہ ﴿ اعسلوا فکل میسر لساحلق ﴾ (بخاری) لوگو! اپنے اپنے کام کئے جاؤ کہتم میں سے برخض ہے وہی کام صادر ہوئے جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے' کام کرناانسان کا فرض ہے اور اس کے بتیجہ کے مطابق جزادینا خدا کا کام ہے اور یہ تقدیر ہے' فرمایا:

﴿ إِنَّ سَعُيَكُمُ لَشَتِّيهِ فَاَمًّا مَنُ اَعُظِي وَاتَّقِيهِ وَصَدَّقَ بِالْحُسُنِي، فَسَنْيَسِرُهُ لِلْيُسُرِي، وَمَا

یُغینی عَنُهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدُّی وَ إِنَّ عَلَیْنَا لَلُهُدی وَ إِنَّ لَنَا لَلَا بِحِرَةً وَ الْأُولی ﴾ (لیل ۱۰) بشبرتمباری کوششیں مختلف رُخ کی ہیں تو جس نے دیا اور پر ہیزگاری کی اور نیکی کو بچ کردکھایا تو ہم اس کو آ ہت ہ آ ہت آسانی کی طرف لے چلیں گے اور جس نے نہ دیا اور بے پروائی برتی اور نیکی کو جٹلایا تو ہم اس کو آ ہت آ ہت ہوت تخق کی طرف لے چلیں گے اور اسکی دولتندی اس کو گڑھے میں گرنے سے نہیں بچاسکتی ہے بیشک راہ سوجھا تا ہمارا افرض ہے اور آخراور اول ہمارے لیے ہے۔

یہ ہے قضا وقد راور سعی وعمل کی ہا ہمی تطبیق جس کی ژودلیدگی نے اسلام سے پہلے ایک عالم کو گمراہ رکھا تھا۔ کام کرنا اور عمل کر دکھانا ، انسان کا فرض ہے اور اس کے مطابق اس کی جزا کا ملنا جواس کام کے لیے پہلے سے مقدر ہو چکی ہے خدا کا کام ہے نیکوں کو آ ہت ہا آ ہت مین کے مزید راستہ دکھانے کانام توفیق وہدایت ہے اور بروں کوخدا کی طرف سے اس توفیق وہدایت کے نہ ملنے کانام عدم توفیق وضلالت ہے اور ان دونوں میں سے ایک کا ملنا انسان کی ابتدائی کوشش ہے خدا فرما تا ہے۔

> ﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيُنَا لَنَهُدِينَةً لَهُمْ شُبُلَنَا ﴾ (عَلَوت ــــ) اورجو جاری بات میں کوشش کرتے ہیں البتہ ہم ان کوا بنارات سوجھاتے ہیں۔

خدا کی طرف ہے تو فیق وصلالت کا ملناخودانسان کے اچھے یابرے عمل کالازمی نتیجہ ہے۔

﴿ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴾ (يقره-٣)

اور ہم اس ہے گراہ نبیں بناتے کیکن انہیں کو جو ہمارا حکم نہیں مانے۔

غرض پہلے نسق عدم اطاعت اور نافر مانی ہوتی ہے تب اس کے نتیجہ کے طور پرخدا کی طرف سے صلالت کا ظہور ہوتا ہے ﴿ وَ أَنْ لِيُسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَاسَعٰی ہ وَ أَنَّ سَعْیَهُ سَوْ تَ یُری ﴾ (جم ہے) اور انسان کے لئے نہیں کیکن وہی جس کی اس نے کوشش کی اور بے شک اس کی کوشش (خدا کے حضور) دیمعی حائے گی۔

اس کی مثال بالکل بچہ کی ہے بچہ چلنا یا بولنا کیونکر سیکھتا ہے وہ پہلے چلنے اور بولنے کی خود بچھ کوشش کرتا ہے ہو اس کے والدین اس کو چلنا اور بولنا سکھاتے ہیں بچہ پاؤں اٹھا تا ہے اور والدین اس کے ہاتھ پکڑ کراس کو دوجار قدم چلاتے ہیں اور اس طرح رفتہ رفتہ آ ہستہ آ ہستہ چلنا سیکھتا ہے۔وہ پہلے زبان ہلا تا ہے اور مہم آ وازیں نکالتا ہے تو والدین اسکو بامعنی الفاظ کی تلقین کرتے ہیں اور اس طرح دونوں کوششیں ال کربار آ ورہوتی ہیں ای طرح تفقد پر الہی اور عمل انسانی باہم مل کرانسانوں کی عملی تاریخ تیار کرتے ہیں۔

## جروقدر:

عموماً لوگ ای موقع پر جروفدر کے مسئلہ کو چھیڑتے ہیں یعنی پیدکہ انسان اپنے عمل میں مجبور ہے یا مختار؟ حالا نکہ پیدشتہ کا سنات کا وہ عقیدہ ہے جس کاحل نہ صرف پید کہ فد ہب کے ناخن سے نہیں ہوتا بلکہ عقل کے ناخن سے بھی نہیں ہوسکتا جس طرح اہل فد ہب ارادہ الہی اور ارادہ انسانی کی باہمی تطبیق میں جیران ہیں ای طرح فلسفہ الہیات کے معلم علم الہی اور انسان کی عملی آزادی کے درمیان اور فلسفداخلاق والے انسان کی آزادی عمل اور اس کے موروثی اثرات فطری جذبات اور ماحول کی تا چیرات کی مجبور یوں کے درمیان جو تصادم ہے اس کو بمشکل بچا کتے ہیں۔

دنیا کے عام بذاہب کا بھی بھی حال تھا۔ ہردھا گے میں بیگرہ ای طرح پڑی ہوئی تھی اوراس کے حل کی صورتیں وہ ہی انہوں نے نکالی تھیں ، یا تو سرے سے اس سے خاموثی برتی جائے اور دیے یاؤں اس راستہ سے گزرجایا جائے یا بحث چیئری تو جر ہی کی طرف ان کا میلان نمایاں تھا چنانچہ بھی جر ہندہ خداہب میں تناخ آ وا گون اور کرم کی صورت میں ہے عیسائیوں میں حضرت آ دم کے گناہ اور خدا کی لے مرضی کے پیرایہ میں ہواد یوں کے جموعہ تو رات میں حضرت الیوب کا صحیفہ ادھر ہی رہبری کرتا ہے دوسری طرف مجموعی تھے جنہوں نے انسانی اختیارو آ زادی کو یہاں تک بڑھا ویا تھا کہ خود خدا بھی اس کے آگے مجبور تھا خدا کو نہر صاف انسانوں کے بلکہ فرشتوں کے کاموں پرکوئی قابو حاصل نہ تھا کے غرض خود خدا بھی اس کے آگے مجبور تھا خدا کو نہر سے انسانوں کے بلکہ فرشتوں کے کاموں پرکوئی قابو حاصل نہ تھا کے غرض آ تخضرت مطلقہ اور مشیت سے پہلے غدا ہب کی بہی دونو عتیں تھیں یعنی یا تو ان کو اس مشکل کی خبر ہی نہیں تھی یا تھی تو خدا کی قدرت مطلقہ اور مشیت عامہ کی اس کے بچھلے جنم کے کرموں کے ہاتھوں گروکر دیتے تھے یا چراس سے بچتو انسان کو کا ال خود مقدا کو بجور بنادیا۔

تمام انبیاء میں آنخضرت وہ گائی گی شخصیت وہ نمایاں شخصیت ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے اپنا اس دریانہ داز کے چیرہ سے پر دہ ہٹایا مقیقت سے کہ بید دو صداقتیں ہیں اور دونوں اپنی اپنی جگہ پر سیح ہیں ایک سے کہ اللہ تعالی تمام دنیا اور اس کے ذرہ ذرہ نرہ پر قدرت مطلقہ رکھتا ہے اور آسان وز مین بروبح اور انسان وحیوان کوئی چیز نہیں 'جواس کے ارادہ اور مثیت کے بغیر حرکت بھی کر سکھائی طرح انسان اور اس کے تمام اٹلال بھی اس کی قدرت اور مثیت کے ماتحت ارادہ اور مثیت کے بغیر حرکت بھی کر سکھائی طرح انسان اور اس کے تمام اٹلال بھی اس کی قدرت اور مثیت کے ماتحت ہیں میدہ عوج برند ہب کی اور خصوصاً اسلام کی جان ہے اگر میدنہ ہوتو ند ہب کی قوت ہے اثر ہوکر رہ جائے اور ایک ایسا خداما نالازم آجائے جس کے اختیارات محدود 'جس کی قدر تمیں ناقص اور جس کی شہنشا ہی ناتمام ہو۔

۲۔ دوسری طرف پیجی صدافت ہے کہ دوسری مخلوقات کو نہ سی مگرانسان کوا ہے اعمال کے کرنے نہ کرنے کا کسی نہ کسی طرح کوئی اختیار ضرور بخشا گیا ہے کہ اگر بیداختیار نہ تسلیم کیا جائے اور انسان کوائی طرح سرایا مجبور فرض کیا جائے جس طرح دوسری مخلوقات ہیں تو مجرانسان کے لیے خیروشر کا امتیاز جزاوسزا شریعت کتاب تعلیم اور انہیاء کی بعثت بیتمام چیزیں بیکارمحض ہوجا کیس ظلم وانصاف دنیا میں کوئی چیز باقی نہ رہے انسان کا اپنے کسی نعل پر قابل مدح یا قابل ملامت ہونا ہے معنی ہوجائے کسی ایسے کام پر ضعا کا اس کو انعام دینا اور ٹرے کام پر اس کوعذا ہو بینا سراسر ظلم بن جائے بلکہ اس دنیا کی عدالت میں بھی وہ اپنے کسی فعل کا ذمہ دار نہ ظہرے۔

ا المجیل میں ہے کہ معنزت میلی نے اپنی گرفتاری کی رات کو دعا میں فرمایا" اے خدا اگر تو اس پیالہ کو ہٹا سکتا ہے تو ہٹا وے میکن میری نہیں ملکہ تیری مرضی پوری ہو'۔ عیسائیوں کے جری وقدری فرقوں کی معرکہ آرائی کا حال فرنچ فاضل موسیودی کا نت کی کتاب الاسلام (ترجہ معربی) صفحہ کے میں قدر معلوم ہوسکتا ہے۔

ع شفاءالعليل في القصاء والقدر والتعليل حافظ ابن قيم " \_

الغرض بدونوں باتیں اپنی جگہ پردرست ہیں ایک بید کہ خداکوا پی مخلوقات پرقدرت تامہ حاصل ہے اوراس کی مخیت وارادہ ہر جزوکل پر حاوی ہے اوردوسری بید کہ انسان کو بھی اپنے عمل پرکوئی نہ کوئی ایسااختیار حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے اس عمل کا ذمہ دار بندا ہے نیکی کے کاموں کے کرنے پروہ تعریف کا اور بدی کے کاموں پروہ ملامت کا سزا وارخرہ تا ہے اورای کی بنا پروہ اپنی دوسری زندگی میں اپنے فعل کی جزاوسزا پانے کامستحق تضیرے گا ای پروہ فطرت کے وارخشرتا ہے اورای کی بنا پروہ اپنی دوسری زندگی میں اپنے فعل کی جزاوسزا پانے کامستحق تضیرے گا ای پروہ فطرت کے سامنے دنیا کی عدالت میں اور آخرت میں بھی مواخذہ اور باز پرس کی ذمہ داری میں گرفتار ہے اور ای کے لئے خدا کی طرف سے اس کے پاس ہدایت کی کتاب اور راستہ دکھانے والے رسول اور نبی آتے ہیں۔

آ تخضرت و الله کا صحفہ ربانی مہلی اور آخری آسانی کتاب ہے جس نے ان دونوں صداقتوں کو پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پرتسلیم کیا ہے اور ان کی تبلیغ کی ہے ایک طرف وہ کہتا ہے کہ 'فدا کی اجازت کے بغیر درخت کا ایک پیتے بھی گرفیس سکتا' اور دوسری طرف وہ کہتا ہے 'نہر جان اپنے کا موں کے ہاتھوں گروہے' بیتی فدا کی ہمہ گیر قدرت و سیح اور فاتی اللی دومشیت کے باوجود اس نے خود اپنی اختیار خود اپنی مشیت اور خود اپنی حکمت سے انسان کو ارادہ اور ارادہ کے مطابق اپنی مشیت اور خود اپنی حکمت سے انسان کو مطابق حرکت دے عنے کی محدود قدرت اس کی ذمہ داری 'تکلیف' باز پرس اور مواخذہ کی بنیاد ہے اور ای پراس کے اعمال اظلاق اور معاملات کی پوری عمارت کھڑی ہو بلکداس کے کرنے یا نہ کرنے میں وہ مجبورہ باختیار رہا چوائے سالا عبدال کا تمام تر مجبورہ بونا اس کے اس اس کے اس اس کے اور شانسان کا تمام تر مجبورہ بونا اس کے اس اس کے اس سے خداج ب چا ہے انسان سے اپنے دیے ہوئے اختیار اور بخشی ہوئی قدرت کو چھین کے گرا کیک وقت مقرر سانسات کے اس کے تانسان سے اپنے دیے ہوئے اختیار اور بخشی ہوئی قدرت کو چھین کے گرا کے وقت مقرر سانم تانسان سے اپنے دیے ہوئے اختیار اور بخشی ہوئی قدرت کو چھین کے گرا کے وقت مقرر سانسان نے ہوئے قانون اور فرمائے ہوئے دعدہ کے مطابق وہ اس کواس اختیار اور قدرت سے محروم نہیں کر تافر مایا: سانسان بیا ہے بنان سے ایس کر اس اختیار اور قدرت کو جھین کے گرائے کا بنان کا تمام تر مجبورہ بوئی تین کر بی تیں اور تو تدرت کو جھین کے گرائے کو تعدہ کے مطابق وہ اس کواس اختیار اور قدرت کو جھین کے گرائے کا بی کہ اس کے بنائے ہوئے قانون اور فرمائے ہوئے دعدہ کے مطابق وہ اس کواس اختیار اور قدرت کو جھین کے گرائے کا معدہ کھرائے کی اس کے تانسان سے تانسان سے دعدہ کے مطابق وہ اس کواس اختیار اور قدرت کو جھین کے گرائے کا میں کر دی تانسان کی کر دیا کہ کر کے کا سے کہ کر کے کا سے کر م نہیں کر تافر مایا:

﴿ فَمَنْ شَاءَ فَلَيُؤُمِنُ وَمَنْ شَاءَ فَلَيْكُفُرُ ﴾ (كنب ٢٠)

توجوجا ہے مومن بن جائے اور جوجا ہے کا فرجوجائے۔

اس کئے ہرانسان اپنی جنت آپ بنا تا ہے اور اپنی دوزخ آپ مہیا کرتا ہے

﴿ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفُسِهِ وَمَنُ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ﴿ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴾ (فعلت ١٠) جس نے تیک کام کیا توا ہے لیے کیا اور برا کام کیا توا ہے لئے کیا جبرا پروردگار بندوں پر ظلم بیس کرتا

كَاكُرايَانهُ وَوَوَقَالُمُ مُوجِنَ اللهُ تَعَالَىٰ كَا وَاتِ بِاكَ وَبَرَرَ اللهُ عَالَيْ مَحْفَرت وَقَالُمُ المَّاوَبِ
﴿ وَمِنْهُمْ مِّنْ يَّسُتَمِعُونَ النِّيْكَ لَا أَفَانَتَ تُسْمِعُ الصَّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ الوَيْمُ مِّنُ لَيْظُرُ النَّالَ مِنْ النَّاسَ مَنْهُمُ مِّنُ لَيْظُرُ النَّكَ لَا يَطُلِمُ النَّاسَ مَنْهُمُ وَلَا فَيُولِمُونَ ﴾ (اولن ٥٠)

اے پیغیر اان میں سے پچھا ہے ہیں جوتمعاری طرف کان لگاتے ہیں تو کیاتم بہروں کوسناؤ کے اگر چہوہ بچھتے نہ ہوں اوران میں سے پچھا ہے ہیں جوتنہاری طرف دیکھتے ہیں تو کیاتم اندھوں کوسوجھاؤ کے اگر چہوہ نہ دیکھیں' بیشک الله لوگوں برظلم نہیں کرتا اللکہ لوگ میں جوا ہے او برظلم کرتے ہیں۔

وہ انسان جواندھااور بہرہ بنآ ہے اور حق کا پیغام نہ سنتا ہے اور نہ اس پڑمل کرتا ہے خدا اس کواندھااور بہرا بنا کر پھراس کود کیصنے اور سننے کی تکلیف نہیں دیتا کہ اگروہ ایسا کرتا تو بیاس کاظلم ہوتا 'اورظلم کے ہرشائیہ سے اس کا ہر حکم اور ہر کا م بری ہے او گوں کو قرآن کی ہدایت و صلالت کے الفاظ ہے بھی دھوکہ ہوا ہے حالانکہ ہدایت اور صلالت خداکا وہ فیضان ہے جوانسان کے اچھے یا برے کام کے جواب میں خداکی طرف ہے ہوتا ہے' صلالت کی نسبت فرمایا۔

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمُ ءَ أَنْذَرُنَهُمُ أَمُ لَمُ تُنْذِرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ٥٠ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى فَلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمُعِهِمْ وَعَلَى اَبُصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ﴾ (الردا)

بے شک جنہوں نے (اسلام کی تعلیمات کے قبول) سے انکار کیا ان کوتمبارا حبید کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہیں وہ ایمان نہلا ئیں گے خدانے ان کے دلول پراور کا تول پر مبر کردی ہے اور آئکھول پر پردہ ہے۔

دیکھو جب انسان سے کفر کاصدور پہلے ہو چکا تب خدا کی طرف سے صلالت کا فیضان ہوااوراس کوتشبیہا یوں ادا کیا کہان کے دلوں پرمہر پڑگئی کہ بچھتے نہیں' کا نول پرمہر پڑگئی کہ ہنتے نہیں'اور آئکھوں پر پردہ پڑا ہے کہ دیکھتے نہیں' دوسری جگہ فرمایا۔

> ﴿ بَلُ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفُرِهِمْ ﴾ (نا ٢٢٠) بكدخدات ان ك كفر كسبب سائع داوں يرم بركردى ـ

یہاں بھی ان کا کفرخدا کی مہر پرمقدم ہے 'مقصدیہ ہے کہ جب کفر کا صدور ہوتار ہتا ہے تو دلوں سے صداقت شناسی اوراٹر پذیری کا جو ہرسلب ہوجاتا ہے اور یہی خدا کی مہر ہے۔ لے

برخلاف اس کے اگرلوگ کا نوں سے پیغام حق کے سننے اور آئکھوں سے دیکھنے اور ول سے بیجھنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالی اپنی تو فیق وہدایت سے سرفراز فر مائے ارشاد فر مایا۔

> ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ امْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحْتِ يَهُدِيُهِمُ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ ﴾ (يِسْ-١) بِ قَلَ جَوايمان لائة اورنيك كام كة ان كوان كايروردگاران كرايمان كے سبب بدايت وے گا۔

> > ﴿ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوُّا زَادَهُمْ هُدًى ﴾ (ممر٢)

اورجنہوں نے برایت قبول کی ان کوبدایت میں اور بر حایا۔

ایرانی فلنفه خیروشرکی آمیزش نے اس مسئلہ کواور زیادہ اُلجھا دیا' حالا تکہ عربی الفاظ خیروشرکوا عمال کے خیروشرے بحث نہیں' عربی میں مطلق خیر کے معنی دولت ونعمت و آرام کے اور شرکے معنی غربت ، تکلیف ومصیبت کے ہیں' قرآن پاک میں بید دونوں لفظ انہی معنوں میں آئے ہیں البتہ جب ان کے ساتھ لفظ عملی شریک ہوگا' توعملی خیراور عمل شرکے معنوں میں بیاستعال ہوگا' جیسے

ا۔ قرآن پاک میں جہاں خدا گی اس مہر کا یا کئی گو ہدایت نہ دیئے جانے گاؤ کر ہے وہاں اس کے تفروفسق کی علت ہمیشہ پہلے ؤ کر کر دی گئی ہے اس کئے ان آیتوں سے جبر پراستدلال میچے نہیں ۔

﴿ فَمَنُ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ( وَمَنُ يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرَّا يَرَهُ ﴾ (زازال - ١) توجوكونى چيوئى برابر نَكى كرے كا اس كود كھے كا اور جو برائى كريكاو و بھى د كھے گا۔

اس ليحديثون كان الفاظين:

﴿ وَالْقَدُرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ﴾

اوراس پرایمان که خیراورشر کی تقدیر خدا کی طرف سے ہے۔

کا بیدمطلب نہیں کہ انسان کے اجھے اور برے کام سب خدا کی طرف سے ہیں بلکہ بیدمعنی ہیں کہ انسانوں کو راحت ورنج 'مسرت و تکلیف' دولت وافلاس اورصحت ومرض وغیرہ اچھائی اور برائی سب خدا کی طرف سے پہنچتی ہے اور اس کے تنلیم کرنے میں کیاعذر ہوسکتا ہے؟

بعض اوگوں کو سیجھے مفہوم کے بیھنے میں ان آیتوں ہے بھی شبہ ہوتا ہے جن میں بیدذکر ہے کہ''اگر خدا جا ہتا تو ان کو ہدایت دے دیتا''اس سے وہ غلطی سے بیہ سمجھے ہیں کہ وہ خود خداوند تعالیٰ ہی ہے جوان کا فروں کو ہدایت سے جرار و کے ہوئے ہے حالا نکدان آیتوں کا مطلب بیہ ہے کہ بیلوگ از خود اسلام قبول نہیں کر سکتے اللا بیہ کہ خود خدا زبرد تی ان کومسلمان بنادینا جا ہے گرا لیے زبرد تی سے مسلمان یا کا فراور نیک یا بد بنادینا اللہ تعالیٰ کے جاری قانون کے خلاف ہے چنانچہ ان آیتوں کا بہی مطلب ہے۔

> ﴿ وَمَا تَشَاءُ وَنَ إِلَّاآنُ يُشَاءَ اللّٰهُ ﴾ (دحر-٢) تم نبيس جا ہو گے الآب كرخود خداجا ہے (اورتم كوزيردى مسلمان بناوے) ﴿ مَا كَانُوا لِيُوْمِنُواۤ إِلَّاآنُ يُشَاءَ اللّٰهُ ﴾ (انعام ١٣٠)

> > وونبين بين كرايمان لے أسمي الابيك خداج بـ

﴿ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ لَحَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدى ﴾ (انعام ٢٠)

اورا گرخدا جا ہتا توان کو ہدایت پرمنفق کر دیتا۔

﴿ فَلُو شَاءَ لَهَا كُمُ أَجْمَعِينَ ﴾ (انعام ١٠٠)

تواگروه (خدا) جا بتا توالبته ان سب کوده (خود) بدایت دے دیتا۔

﴿ وَلَوْ شَآءَ لَهَادُ كُمُ أَجْمَعِيْنَ ﴾ ( على ١٠)

اورا گروہ (خدا) جا ہتا البتہ ان سب کو ہدایت دے دیتا۔

مگراس کی عادت نہیں کہ وہ بندے کے ارادہ اور کوشش کے بغیر ازخود کسی کو ہدایت دے دیے اس لیے اس مثیت اللی کے ساتھ قرآن پاک کی وہ آپتیں مطابق ہوں گئ جن میں بندوں کی مثیت کا بھی اعتبار کیا گیاہے فر مایا۔

﴿ فَمَنْ شَآءَ فَلَيُؤُمِنُ وَّمَنُ شَآءَ فَلَيَكُفُرُ ﴾ (كف-١٠)

توجوجا بايمان لائے اور جوجا بے كفركرے۔

﴿ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ الَّي رَبِّهِ سَبِيلًا ﴾ (وهر ٢ مزل ١١)

توجوع ہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ تبول کرے۔ ﴿ فَمَنُ شَآءَ اتَّخَذَ إِلَّى رَبِّهِ مَابًا ﴾ (المار) سوجوجا ہے بروردگار کی طرف بازگشت پکڑے۔ ﴿ إِلَّا مَنْ شَآءَ أَنْ يُتَّخِذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا ﴾ (فرقان-٥) لیکن جواینے پروردگار کی طرف راستدا فتیار کرنا جا ہے۔ الله تعالیٰ کی طرف ہے مگراہی بھی اترتی ہے محرکن کے لیے بتفریج فرمایا ﴿ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَسِقِينَ ﴾ (يتروي) اوراللهاس عراونييس كرتا عمرنافر مانول كو\_ ﴿ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاعَ اللَّهُ قُلُوبَهُمُ وَاللَّهُ لَا يَهُدِى الْقَوْمَ الْفَسِقِينَ ﴾ (مق-١) جب وہ بج ہوئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو بچ کردیااوراللہ بے علم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ ﴿ بَلُ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمُ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (طنين ١٠) بلکدان کے کام ان کے دلوں پرزنگ بن گئے۔ ﴿ بَلُ طَبَعُ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفُرِهِمْ ﴾ (ناء ٢٢٠) بلکدان کے کفر کے سیب سے اللہ نے ان پر مبر کردی۔ ﴿ اِنْصَرَقُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَيِّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴾ (تب ١٦) وہ پھر مجئے ،اللہ نے ان کے دلول کواس لیے پھیردیا کہ وولوگ بچھتے نہ تھے۔ ﴿ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الْكَفِرِيْنَ ﴾ (١١/ف-١٢) ای طرح الله کافروں کے دلوں پرمبر کردیتا ہے۔ ﴿ فِي قُلُوبِهِمُ مُرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ﴾ (بقروم) ان كےدلوں ميں (يہلے سے) (نفاق كى) يمارى تقى تو خدانے يمارى بر حادى۔

ان آبوں میں ہے ہرایک پرخور کرو۔ ہرایک ہے بیصاف وصریح معلوم ہوگا کہ انسان کی بدا تھالی مقدم ہو اللہ تعالیٰ کا اس کے جوابی اثر کواپئی طرف ہے ضلالت 'گرائی' زنگ میراور بیاری فربانا مؤخر ہے اس ہے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضلالت 'زنگ میراور بیاری کا اثر ناعلت اور انسانوں کا کفروگناہ و نفاق معلول نہیں ہے بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے بعنی انسان کافسق 'کجی زنگ کفر' انصراف (پجرجانا) نادانی اور قلب کی بیاری پہلے ہوتی ہے اور خدا کی طرف ہے اس کے جواب میں صلالت وگرائی اور دل پرمہر بعد کو ہوتی ہے اور خدا کی طرف ہے اس کے جواب میں صلالت وگرائی اور دل پرمہر بعد کو ہوتی ہے اور کی طبعی اصول بھی ہے' انسان کرے تو یہ گرتا ہو تو جوٹ گئی ہو اس کو الت کربیان کرے تو یہ گسی سخت نادانی ہوگی۔

بہرحال اس مسئلہ میں مبیط وی ورسالت محمد رسول اللہ ﷺ کی بجیب مصلحت بنی یہ ہے کہ آپ نے اپنی المنت کواس پرجس شدت سے ایمان لانے کی تلقین فرمائی ای شدت سے اس میں بحث ومنا قشد سے منع فرمایا لے اور در حقیقت اس نظریہ سے ای طرح فائدہ اٹھانے میں راز ہے نہ کی جہاں چنگی کہ اس کی خوشبوا ڈگئی۔

اس عقیدہ کے تمام وسیع اطراف اور گوشوں کوچھوڑ کرجن کو متعلمین کی مجادلانہ کا وشوں نے پیدا کیا ہے قرآن مسیم کی صرف اس آیت کو مجھ لینا کافی ہے۔

علیم کی صرف اس آیت کو مجھ لینا کافی ہے۔

﴿ وَلَمُ یَکُنُ لَدُ شَرِیْكَ فِی الْمُلْكِ وَ حَلَقَ مُلِّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقَدِیرًا ﴾ (فرقان۔ ۱)

ادرخدا کی سلطنت میں اس کا کوئی شریکے نہیں اور اس نے ہرچیز کو پیدا کیا 'کھراس کا ایک اغدازہ (تقدیر) لگادیا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آن می دنٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com



مشكوة "باب الإيمان بالقدر

## ایمان کے نتائج

گزشته منحول میں ایمان کی حقیقت اورا کی چھشاخوں خدا فرشتے 'رسول کتاب ہوم آخراور قدر کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور دکھایا گیا ہے کدان میں ہے ہر عقیدہ کی حقیقت کیا ہے اس کی صدافت کی دلیلیں کیا ہیں ؟ اوراس کی آعلیم میں شارع نے کیا مصلحتیں رکھیں ہیں؟ اورشروع میں یہ بحث بھی کی جاچک ہے کہ ہر غد بب میں اور خصوصاً غد بب اسلام میں ایمان کو او لین اجمیت کیوں دی گئی ہے وہ بحثیں اصول کی تھیں یہاں خاتمہ میں نتائج کی حیثیت سے پھراس دعوی کی میں کمرار کی جاتی ہے بی کہ درحقیقت ایمانیات اس لائق ہیں کدان کو غذ بب میں بہی اولین ورجہ دیا جائے ، کیونکہ غذ بب جن نتائج تک دبیجنا جا ہا ہے ، کیونکہ غذ بب جن نتائج تک دبیجنا جا ہاں ایمان کی روشنی کے بغیر پہنچنا ممکن ہی نہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم کسی دستور پڑھل کریں ، پیضروری ہے کہ ہم اس دستوری خوبی اور سچائی کا یقین کریں کہ اگر ایسا نہ ہوتو ہم اس پرائیا نداری کے ساتھ نہ تو عمل کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے نفس وضمیر پراس کا اثر ہوسکتا ہے پہ حقیقت ہر دلیل سے ثابت ہے کہ ہمارے تمام اعمال ہمارے دل کے تابع ہیں اس لیے جب تک دل نہ بدلے گا ہمارے اعمال میں تغیر نہیں ہوسکتا بعنی ہمارے اعمال کی اصلاح ، تمام تر ہمارے دل کی اصلاح کے زیراثر ہے اور ایمان کا مقصد ای دل کی اصلاح ہے کہ اگر یہ درست ہو گیا۔

یہاں ایک خاص تکتہ ہے جس کو سمجھے بغیرہ گے نہیں بڑھنا چاہئے 'یہودیوں نے سب سے زیادہ اہمیت عملی رہم ورواج کودی تھی اور عیسائیوں نے اس کے برخلاف صرف ایمان پرنجات وفلاح کا دارو مدارر کھا' چنانچے تواریوں کے خطوط و ملفوظات میں اس تعلیم کو بہت پچرنمایاں کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ عملیات نہیں بلکہ صرف ایمان نجات کا ذراجہ ہے اسلام کی پہلی تھیلی شان اس بارہ میں بیہ ہے کہ وہ دونوں کی اصلاح کر کے ان دونوں کو جمع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نہجات نہ تنہا ایمان پراور نہمل پر بلکہ ایمان سے اور کہتا ہے کہ وہ دونوں کی اصلاح کر کے ان دونوں کو جمع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نہات ہے کہ وہ ایمان پراور نہمل پر بلکہ ایمان سے اور عمل صالح کی جامعیت پرموقو ف ہے چھا آگ نہیں ام شوا و عملو الصلاح ہے (جو ایمان کو ایمان کی بناء پراہمیت نہیں و بتا بلکہ اس لیے ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ) دوسری بات ہے کہ دو ایمان کو تھن ایمان کی بناء پراہمیت نہیں و بتا بلکہ اس لیے اہمیت دیتا ہے کہ وہ عمل صالح کے لیے داستہ بنا تا اور تھم دیزی کے لئے زمین درست

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اس لیے کا ایمان کی شناخت بھی اس کے پھل ہی سے ہو سکتی ہے اب اگر ایسا کوئی شخص تم کو نظر آتا ہے کہ زبان سے ایمان کا دعوی کرتا ہے مگر اس کے اعمال میں اس ایمان کے مطابق کوئی بہتر تغیر نظر نہیں آتا تو بھی بچھنا چاہئے کہ ایمان نے اس کی زبان سے اثر کر اس کے دل کی گہرائیوں میں برگ دبار پیدائیں کیا ' بھی سبب ہے کہ قرآن پاک ہر نیکی اور ہرخو بی کو ایمان کا خاصہ اور مومنوں کا وصف لازم بتاتا ہیں براہم موقع پراس نے مسلمانوں کو چھا گئے الّذین المنوا کے (اے دولوگوجوا یمان لائے) کی ندا ہے خطاب کیا ہے جہراہم موقع پراس نے مسلمانوں کو چھا گئے الّذین المنوا کے جو ایمان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام پر وہی عمل کر سکتے ہیں جو ایمان سے متصف ہیں ' بہت سے موقعوں پر ہے اِن گئے نئے مور مینین (اگرتم ایمان والے ہو)

اس معلوم ہوا کہ بیر بات ایمان والوں ہی کے لیے خاص ہے اور وہی اس کے اہل وسز اوار ہیں فر مایا ﴿ وِ الَّذِیْنِ اَمَنُوْ اَ اَشَدُّ حُبُّا لِلَّهِ ﴾ (بقروم) ایمان والے سب سے زیاد واللہ سے مجت رکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ محبت البی ایمان کی بہت بڑی علامت ہے ایک اورسورہ میں ہے

﴿ اِلَّمَا كَانَ فَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا آلِي اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُم بَيْنَهُمُ أَن يَقُولُوا سَمِعُنَا وَاطْعَنا وَأُولَٰفِكُ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (اور ١٥)

ایمان والوں کی بات بیہ ہے کہ جب ان کو فیصلہ کرنے کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جائے 'تو کہیں کہ ہم نے سنااور ہم نے مانا اورانہیں لوگوں کا بھلا ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہا بیمان کا ایک نتیجہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اس کے فیصلہ کے آ گے سر جھکا نا ہے' دوسری آیت میں فرمایا۔

> ﴿ إِنَّهَا الْمُؤْمِنُونَ إِنَّحُوَةً ﴾ (جمرات-۱) ايمان والليو آليس ميس جهائي جيں۔

اس سے نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں میں باہمی محبت اور شفقت کا ہونا بھی ایمان کی نشانی ہے ایک اور آیت میں ہے اور قبل ک ﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلُينَوَ كُلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴾ (آل مران -) اور خدائی پرچاہے کہ ایمان والے بھروسہ کریں -

معلوم ہوا کہ خدا پر بھروسہاور تو کل اہل ایمان کی شان ہےاورسورہؑ مومنون میں اہل ایمان کے اوصاف میہ بتائے گئے ہیں۔

ان آیتوں سے اہل ایمان کے ضروری اوصاف بیمعلوم ہوئے نماز میں خضوع وخشوع ' ہے کار ہاتوں سے احتراز کو قاو خیرات دینا عفت و پاکدامنی امانت ایفائے عہد نمازوں کی پابندی ان آیتوں میں ایک عجیب رمز ہے دیکھو کہ از کو قاو خیرات دینا عفت و پاکدامنی امانت ایفائے عہد نمازوں کی پابندی ان آیتوں میں ایک عجیب رمز ہے دیکھو کہ اللہ ایمان کے اوصاف کا آغاز بھی نماز سے کیا گیا اور انجام بھی نماز پر رکھا گیا ' اس سے اشارہ ڈکلا کہ نماز ایمان کی اولین و آخرین نشانی ہے اور ای لئے ایمان کے بعد سب سے زیادہ اس پرزور دیا گیا ہے۔

ہم نے یہ چندآ بیتیں یہاں مثالاً نقل کی ہیں ورندا گرکوئی استقصا کرے تو قرآن میں ایمان کے اثرات ونتائج اور بہت ملیں گے احادیث میں بھی اس مضمون کی کی نہیں مسجع حدیث ہے کہ آنخضرت کھیائے فرمایا کہ ایمان کی کچھ او پرستر شاخیں ہیں ٔ حافظ بینی گیا نے اپنی کتاب شعب الایمان میں مختلف حدیثوں سے ایمان کی ان ستر شاخوں کو ایک ایک کرکے گنایا ہے اس کتاب کا خلاصہ مختصر شعب الایمان کے نام سے جیب بھی گیا ہے۔
ایک اور حدیث میں ایمان کی شناخت اخلاق کی پاکیزگی کو بتایا گیا ہے اُ آپ نے فرمایا۔
﴿ آکُمَلُ الْمُوْمِنِیْنَ اِیْمَانَا آحُسَنُهُمْ مُحُلُقًا ﴾ (سنن الی واؤد کتاب النه)
مومنوں میں اس کا ایمان سب سے زیادہ کامل ہے جس کے اخلاق سب سے ایجھے ہیں۔

حسن اخلاق کا سامی مرکز محبت ہے بیر محبت سب سے پہلے تو اس بستی ہے ہونی جا ہے جوتمام محبتوں کا مرجع و مرکز ہے بیعنی اللہ تعالی اوراس کے بعدای محبت البی کے همن اور تبعیت میں اس بستی ہے بھی محبت کرنا ضروری ہے جس کی ہدایت اور تعلیم کے وسیلہ سے میہ جو ہرا بیمانی ہم کو ہاتھ آیا اس محبت کے سامنے دوسری تمام دنیاوی محبتیں اور قرابت اور رشتہ داری کے علائق بیج ہیں فرمایا:

﴾ لا يمومن احمد كم حتى اكون احب اليه من ولده ووالده والناس احمعين) (ملم وبخاري كتاب الايمان)

تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان میں کامل نہیں 'جب تک کداس کے دل میں میری محبت اس کی اولا داور والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ شہو۔

ایمان کا تیسرا تاثر بیہ ہے کہاں کوہم اپنی ہم جنس برادری اور پڑوی ہے بھی ای طرح محبت پیاراوراخلاص ہو جس طرح خودا پنے آپ سے فر مایا۔

﴿ والـذى نفسى بيده لا يؤمن احدكم حتى يحب لا حيه اولحاره مايحب لنفسه ﴾ ( بخارى وسلم كتاب الايمان )

قتم ہاس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں ہے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی یا پڑوی (راوی کوشک ہے) کے لئے وہی نہ جا ہے جووہ اپنے لیے جا بتا ہے۔ \*

آپ نے ایک وفعہ سحابہ کو خطاب کر کے فر مایا'' جب تک تم مومن ند بنو گے جنت میں داخل ند ہوسکو گے اور مومن نہ بنو گے جب تک تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت ند کرو گے تہمیں بتاؤں کہ تم میں آپس میں محبت کیونکر ہوسکتی ہے'' آپس میں سلام پھیلاؤ'' ('کتاب الا بمان)

میں جی اس نے ایمان کا مزہ پالیااؤل بیے کہ اس کے دل میں خدا اور صرف خدا کے لیے ہوفر مایا" تین ہا تیں جس جی جی اس نے ایمان کا مزہ پالیااؤل بیے کہ اس کے دل میں خدا اور رسول سے ہڑھ کرکی اور کی محبت نہ ہؤ دوسری بید کہ بندگانِ خدا سے صرف خدا کے لئے محبت کرتا ہؤ تیسری بید کہ فرسے نجات پانے کے بعد پھراس میں آلودہ ہونا اسکے لیے اتنابی تکلیف دہ ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا' ایک سحالی "نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ وہ کا کامل اسلام کی مسلمان میں ہے فرمایا" ایمان کی ستر سے بچھاو پرشاخیں ہے فرمایا" اس مسلمان میں جس کے ہاتھ اور ذبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے 'فرمایا" ایمان کی ستر سے بچھاو پرشاخیں جی جن جی تعلیم دی کہ" جس کو خدا اور آخرت پر ایمان ہواس کو چاہئے کہ ذبان سے ہات

نکالے تواجیجی ورنہ چپ رہے جس کو خدا اور آخرت پرایمان ہواس کو چاہئے کہ اپنے پڑوی کو دکھ نہ پہنچائے جس کو خدا اور آخرت پرایمان ہواس کو چاہئے کہ مہمان کی عزت کرے'ایک صحابی آپ کے اس ارشاد کو قتل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''تم میں ہے کوئی اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ ہے مٹادے، یہ نہ ہو سکے تو زبان سے ٹوک دے، یہ بھی نہ ہو سکے تو اپ دل میں اس کوٹر استمجھے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے'' لے

اس کے بالقابل آپ وہ نے متنبہ فرمایا کہ نفاق کی چار نشانیاں ہیں جس میں ان میں ہے ایک بھی پائی جائے اس میں اتنا نفاق کا عضر موجود ہے آگر چہ وہ نماز گذاراور روز ووار تی کیوں نہ جواورا پنے کو وہ مسلمان ہی کیوں نہ جھتا ہوا کی ہے۔ کہ ہوا کی ہوا ہے تو خیانت کرے غصہ آئے تو گائی ہیں۔ کہ انتقالو کرے تو جھوٹ ہولے وعد و کرے تو تو ڈو کے ابات ہیں دی جائے تو خیانت کرے غصہ آئے تو گائی ہیں۔ یہ انتقالو کرے تو جھوٹ ہولے کہ متمام نیکیاں اور ہم تم کی بھلا کیاں اور خوبیاں جس ایک جڑکی شاخیں ہیں وہ ایمان ہے اور ان لیے وہ فہ ہے کا مصل الاصول ہے وہ نہ ہوتو انسانی نیکیوں کی ساری مماری مارت ہے بنیاد ہے کین اس کے کو جہ شہر نہ ہوکہ ایمان کے بعد عمل کی ضرورت نہیں کہ اسلام نے ای گئت کو بار بارا داکیا ہے کہ نجات کا مدارا بیمان اور ہو کہ کہ کہ ووٹوں پر ہے اس کا خشرا کے اس کے مشرور وہ اور اعمال حسنہ اس کو دونوں پر ہے اس کا خشرا کے اس کو خوبی ہوں ایمان اصل اور عمل اسکی فرع ہے، ایمان ملزوم اور اعمال حسنہ اس کی خصوصیات اور لواز م ہیں بعنی ان دونوں ہیں اصل وفرع اور الازم وطروم کا تعلق ہے جوایک دوسرے سالگ اور جد آئیں جو گئت اس لیے جس طرح ایمان کے بیش میں ایمان اصل اور عمل اسکی فرع ہے، ایمان ملزوم اور اعمال حسنہ اس جو گئت اس لیے جس طرح ایمان کے بیش میں ایمان اصل اور عمل اس کے بغیر ایمان ایک جو بھی ضروری ہے۔ بو گئت اس لیے جس طرح ایمان کے بیش میں ان ان اظرین کے ہاتھ ان اور اُق کی گرانباری سے اور آئی تعلق ان سطور کی کی دوسرے دفتا ہو بھی کچھوریآ رام کریں، ہر چند سوادی ہے تھی جو کی بیاں گرانباری سے اور آئی کی کہ وریک اس میوادی ہے تھی کھوریآ رام کریں، ہر چند

عشق ہم راواست وہم خود منزل است سلیمان ندوی دارانصنفین

رمضال معاه

مزید کتب پڑھنے کے لئے آن عی دزے کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ تمام روایتیں تعجیمین کتاب الا نیان میں بیں -تعجیم بخاری وسلم کتاب الا بمان میش نظر مسلم ہے۔

ر هروان راحتگی راه نیست